فقہ حنفی کی عالم بنانے والی کتاب

جلد سوم

فیضانِ شریعت

شرح

بہارِ شریعت

مصنف

حضرت مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ

اعظمی، رضوی، سنی، حنفی، قادری، برکاتی

شارح

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ

اردو بازار ○ لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

جلد سوم

بار اول	.... مئی 2017
پرنٹرز	.... آر۔آر پرنٹرز
سرورق	.... النافع گرافکس
تعداد	.... -/600
ناشر	.... چوہدری غلام رسول۔میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	.... =/ روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۳۔گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-8836776

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5۔مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ۰ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فہرست

اذان کا بیان

نماز کی شرطوں کا بیان

نماز پڑھنے کا طریقہ

دُرود شریف کے فضائل ومسائل

نماز کے بعد کے ذکر و دُعا

قرآن مجید پڑھنے کا بیان

قراءت میں غلطی ہو جانے کا بیان

اِمامت کا بیان

جماعت کا بیان

نماز میں بے وضو ہونے کا بیان

نماز فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان

مکروہات کا بیان

احکام مسجد کا بیان

حصہ سوم کی اصطلاحات

1- مرتد: وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریات دین سے ہو یعنی زبان سے کلمہ کفر بکے جس میں تاویل صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یوہیں بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہوجاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا، مصحف شریف کو نجاست کی جگہ پھینک دینا۔ (بہارشریعت، حصہ ۹، ص ۱۶۳)

2- شَفق: شفق ھمارے مذہب میں اس سپیدی کا نام ہے جو جانب مغرب میں سرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔ (بہارشریعت، حصہ ۳، ص ۱۹)

3- صبحِ صادق: ایک روشنی ہے کہ مشرق کی جانب جہاں سے آج آفتاب طلوع ہونے والا ہے اس کے اوپر آسمان کے کنارے میں جنوباً شمالاً دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور زمین پر اجالا ہوجاتا ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ۳، ص ۱۵)

4- صبح کاذب: صبح صادق سے پہلے آسمان کے درمیان میں ایک دراز سفیدی ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے پھر یہ سفیدی صبح صادق کی وجہ سے غائب ہوجاتی ہے اسے صبح کاذب کہتے ہیں۔
(ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ۳، ص ۱۶)

5- سایہ اصلی: وہ سایہ جو نصف النّہار کے وقت (ہر چیز کا) ہوتا ہے۔ (فتاوی امجدیہ، حصہ ۱، ص ۴۷)

6- نِصفُ النّہار شرعی: طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک کے نصف کو نصفُ النّہار شرعی کہتے ہیں۔
(فتاوی فقیہ ملت، ج ۱، ص ۸۵)

7- نِصفُ النّہار حقیقی (عرفی) طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک کے نصف کو نصف النہار حقیقی کہتے ہیں۔
(فتاوی فقیہ ملت، ج ۱، ص ۸۵)

8- ضحوہ کُبریٰ: نصف النہار شرعی کو ہی ضحوہ کبریٰ کہتے ہیں۔ (فتاوی فقیہ ملت، ج ۱، ص ۸۵)

9- وقت اِستواء: نصف النہار کا وقت یعنی اسے مراد ضحوہ کبریٰ سے لے کر زوال تک پورا وقت مراد ہے۔
(فتاوی رضویہ، ج ۵، ص ۱۲۶، حاشیہ فتاوی امجدیہ، حصہ ۱، ص ۴۹)

10- خطِ استواء: وہ فرضی دائرہ جو زمین کے بیچ و بیچ قطبوں سے برابر فاصلے پر مشرق سے مغرب کی طرف کھینچا ہوا مانا گیا ہے، جب سورج اس خط پر آتا ہے تو دن رات برابر ہوتے ہیں۔ (ماخوذ اردو لغت، جلد ۸، ص ۵۹۷)

11- عرض بلد: خط استواء سے کسی بلد کی قریب ترین دوری کو عرض بلد کہتے ہیں۔

12- مثل اول: کسی چیز کا سایہ، سایہ اصلی کے علاوہ اس چیز کے ایک مثل ہو جائے۔

13- مثل ثانی: کسی چیز کا سایہ، سایہ اصلی کے علاوہ اس چیز کے دو مثل ہو جائے۔

14- اوقاتِ مکروہہ: یہ تین ہیں، طلوع آفتاب سے لے کر بیس منٹ بعد تک، غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے اور نصف النہار یعنی ضحوہ کبریٰ سے لے کر زوال تک۔ (نماز کے احکام، ص ۱۹۷)

15- صاحبِ ترتیب: وہ شخص جس کی بلوغت کے بعد سے لگا تار پانچ فرض نمازوں سے زائد کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو۔ (ماخوذ از لغۃ الفقہا، ص ۲۶۹)

16- تثویب: مسلمانوں کو اذان کے بعد نماز کے لیے دوبارہ اطلاع دینا تثویب ہے۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۵، ص ۳۶۱)

17- شرط: وہ شے جو حقیقت شی میں داخل نہ ہو لیکن اس کے بغیر شے موجود نہ ہو، جیسے نماز کے لیے وضو وغیرہ۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۷۸۶)

18- خُنثیٰ مشکِل: جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت۔

(بہار شریعت حصہ ۷، ص ۵)

19- رکن: وہ چیز ہے جس پر کسی شے کا وجود موقوف ہو اور وہ خود اس شے کا حصہ اور جز ہو جیسے نماز میں رکوع وغیرہ۔

(ماخوذ از التعریفات، باب الرائی، ص ۸۲)

20- خُروج بصُنعِہ: قعدہ اخیرہ کے بعد سلام وکلام وغیرہ کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو بقصد کرنا۔

(بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۸۴)

21- تَعدِیلِ ارکان: رکوع و سجود و قومہ و جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی قدر ٹھہرنا۔

(بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۸۶)

22- قَومہ: رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۸۶)

23- جَلسہ: دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۸۶)

24- محال عادِی: وہ شے جس کا پایا جانا عادت کے طور پر ناممکن ہو اسے محال عادی کہتے ہیں، مثلاً کسی ایسے شخص

کا ہوا میں اڑنا جس کو عادۃً اڑتے نہ دیکھا گیا ہو۔ (دیکھئے تفصیل المعتقد المستند ،ص ۲۲۸ تا ۲۲۲)

25- محال شرعی: وہ شے جس کا پایا جانا شرعی طور پر ناممکن ہو اسے محال شرعی کہتے ہیں ،مثلاً کافر کا جنت میں داخل ہونا وغیرہ۔ (دیکھئے تفصیل المعتقد المستند ،ص ۲۲۸ تا ۲۲۲)

26- طوالِ مُفَصَّل: سورہ حجرات سے سورہ بروج تک طوال مفصل کہلاتا ہے۔ (بہارشریعت، حصہ ۳،ص ۱۱۴)

27- اوساطِ مُفَصَّل: سورہ بروج سے سورہ لم یکن تک اوساط مفصل کہلاتا ہے۔ (بہارشریعت، حصہ ۳،ص ۱۱۴)

28- قصارِ مُفَصَّل: سورہ لم یکن سے آخر تک قصار مفصل کہلاتا ہے۔ (بہارشریعت، حصہ ۳،ص ۱۱۴)

29- اِدْغام: ایک ساکن حرف کو دوسرے متحرک حرف میں اس طرح ملانا کہ دونوں حروف ایک مشدد حرف پڑھا جائے۔ (علم التجوید،ص ۴۱)

30- تَرْخیم: منادیٰ کے آخری حرف کو تخفیفاً گرا دینا ترخیم کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از تسہیل النحو،ص ۷۴)

31- غُنّہ: ناک میں آواز لے جا کر پڑھنا۔ (علم التجوید،ص ۳۸)

32- اِظْہار: حرف کو اس کے مَخْرَج سے بغیر کسی تَغَیُّر کے اور غُنّہ کے ادا کرنے کو کہتے ہیں ۔ (علم التجوید،ص ۴۰)

33- اِخْفاء: اظہار اور ادغام کی درمیانی حالت ۔ (علم التجوید،ص ۴۱)

34- مدولین: واو، ی، الف ساکن اور ماقبل کی حرکت موافق ہو تو اس کو مدولین کہتے ہیں۔ یعنی واو کے پہلے پیش اور ی کے پہلے زیر الف کے پہلے زبر۔

35- عارِیت: دوسرے شخص کو اپنی کسی چیز کی مَنْفَعَت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے۔

(ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ۱۴،ص ۵۱)

36- مُدْرِک: جس نے اول رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ (نماز) پڑھی اگرچہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔ (بہارشریعت، حصہ ۳،ص ۱۵۶)

37- لاحِق: وہ کہ (جس نے) امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی مگر بعد اقتدا اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہو گئیں۔ (بہارشریعت، حصہ ۳،ص ۱۵۶)

38- مَسْبُوق: وہ ہے کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔

(بہارشریعت، حصہ ۳،ص ۱۵۶)

39- لاحق مسبوق: وہ ہے جس کو کچھ رکعتیں شروع میں نہ ملیں، پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہو گیا۔

(بہارشریعت، حصہ ۳،ص ۱۵۶)

40- تکبیراتِ تشریق: عرفہ یعنی نویں ذوالحجۃ الحرام کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز کے ساتھ ایک بار اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پڑھنا۔ (ماخوذ از نماز کے احکام، ص ۴۴۷)

41- عملِ قلیل: جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھنے والا اس شک وشبہ میں پڑ جائے کہ یہ نماز میں ہے یا نہیں تو عملِ قلیل ہے۔ (درمختار، ج ۲، ص ۴۶۴)

42- عملِ کثیر: جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھنے سے ایسا لگے کہ یہ نماز میں نہیں ہے بلکہ گمان بھی غالب ہو کہ نماز میں نہیں ہے تب بھی عمل کثیر ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج ۲، ص ۴۶۴ و ۴۶۵)

43- تَصْفِیق: سیدھے ہاتھ کی انگلیاں الٹے ہاتھ کی پشت پر مارنے کو تصفیق کہتے ہیں۔

(ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار، ج ۲، ص ۴۸۶)

44- اِعْتِجَار: سر پر رومال یا عمامہ اس طرح سے باندھنا کہ درمیان کا حصہ ننگا رہے تو یہ اعتجار ہے۔

(نور الایضاح، ص ۹۱)

45- اِسْبَال: تہہ بند یا پائنچے کا ٹخنوں سے نیچے خصوصاً زمین تک پہنچتے رکھنا اسبال کہلاتا ہے۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۲۱، ص ۳۷۶)

اعلام

1- گُلِ خیرو: ایک نیلے رنگ کا پھول جو بطور دوا استعمال ہوتا ہے۔
2- کُشتوں: جواہرات یا پارے کی پھنکی ہوئی شکل جو راکھ ہوجاتی ہے اور اسے بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔
3- گوند: ایک قسم کا لیس دار مادہ جو درختوں سے نکلتا ہے۔
4- مِرگی: ایک اعصابی مرض جس میں آدمی اچانک زمین پر گر کر بے ہوش ہوجاتا ہے ہاتھ پیر ٹیڑھے ہوجاتے ہیں اور منہ سے جھاگ نکلتا ہے۔
5- چاندنی: وہ سفید چادر جو دری پر بچھائی جاتی ہے۔
6- سائبان: مکان یا خیمے کے آگے دھوپ اور بارش سے بچنے کے لیے ٹین کی چادریں یا پھوس (خشک گھاس) کا چھپر۔
7- انگرکھے: ایک لمبا مردانہ لباس جس کے دو حصے ہوتے ہیں، چولی اور دامن۔
8- ساڑیاں: ساڑی کی جمع، ایک قسم کی لمبی دھوتی جسے عورتیں آدھی باندھتی اور آدھی اوڑھتی ہیں۔
9- بانوں: مُونج (ایک قسم کی گھاس) وغیرہ کی رسی جس سے چارپائی بنتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

نماز کا بیان

ایمان وتصحیح عقائد مطابق مذہب اہل سنت و جماعت کے بعد نماز تمام فرائض میں نہایت اہم واعظم ہے۔ قرآن مجید واحادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس کی اہمیت سے مالا مال ہیں، جا بجا اس کی تاکید آئی اور اس کے تارکین پر وعید فرمائی (1)، چند آیتیں اور حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں، کہ مسلمان اپنے رب عزوجل اور پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سنیں اور اس کی توفیق سے ان پر عمل کریں۔

---

(1) نماز کا ثواب

حضرتِ سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، ثابت قدم رہو اور (اس کی برکتیں) ہرگز شمار نہ کرسکو گے اور یاد رکھو کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز پڑھنا ہے اور مومن ہی ہر وقت باوضو رہ سکتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب المحافظۃ علی الوضوء، رقم ۲۷۷، ج ۱، ص ۱۷۸)

حضرتِ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، صفائی نصف ایمان ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میزان کو بھر دیتی ہے اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ زمین وآسمان کے درمیان ہر چیز کو بھر دیتے ہیں اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل یعنی رہنما ہے، صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف حجت ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، رقم، ۲۲۳، ص ۱۴۰)

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم موسم سرما میں باہر تشریف لائے جبکہ درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے تو آپ نے ایک درخت کی ٹہنی پکڑ کر اس کے پتے جھاڑتے ہوئے ارشاد فرمایا، اے ابوذر! میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں حاضر ہوں۔ تو ارشاد فرمایا، بے شک جب کوئی مسلمان، اللہ عزوجل کی رضا کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ (مسند احمد، مسند الانصار/ حدیث ابی ذر غفاری، رقم ۲۱۶۱۲، ج ۸، ص ۱۳۳)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، نماز ایک بہترین عمل ہے جو اس میں اضافہ کرسکے تو وہ ضرور کرے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب فضل الصلوۃ، رقم ۳۵۰۵، ج ۲، ص ۵۱۵) ←

....

جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینا

اللہ عزوجل نے جہنمیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۝ وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ ۝ وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ ۝

ترجمۂ کنز الایمان: تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے۔(پ29، المدثر:42 تا 45)

سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: آدمی اور کفر کے درمیان نماز کو چھوڑنے کا فرق ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۵۱۸۵، ج ۵، ص ۱۹۹)

سیدنا امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت یوں ہے کہ دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: آدمی اور شرک یا کفر کے درمیان فرق نماز کو چھوڑنا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر .... الخ، الحدیث: ۲۴۶، ص ۶۹۲)

سیدنا امام ابوداؤد اور سیدنا امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی روایت اس طرح ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: آدمی اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

(سنن النسائی، کتاب الصلوٰۃ، باب الحکم فی تارک الصلاۃ، الحدیث: ۴۶۵، ص ۲۱۱۷)

سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں روایت کیا ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ کفر اور ایمان کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء فی ترک الصلاۃ، الحدیث ۲۶۱۸، ص ۱۹۱۶)

سیدنا امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت یوں ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز کو چھوڑنا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیہا، باب ماجاء فیمن ترک الصلوٰۃ الحدیث، ۱۰۷۸، ص ۲۵۴۰)

شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ہمارے اور کفار کے درمیان پہچان نماز ہے، لہٰذا جس نے نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیہا، باب ماجاء فیمن ترک الصلوٰۃ الحدیث، ۱۰۷۹، ص ۲۵۴۰)

محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی تو اس نے کھلم کھلا کفر کیا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۳۳۴۸، ج ۲، ص ۲۹۹)

رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ بندے اور کفر یا شرک کے درمیان ←

فرق نماز کو چھوڑنا ہے لہذا جب اس نے نماز چھوڑ دی تو اس نے کفر کیا۔ (مسند ابی یعلی الموصلی، الحدیث ۴۰۸۶، ج۳، ص ۳۹۷)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بندے اور شرک کے درمیان سوائے نماز ترک کرنے کے کچھ فرق نہیں لہذا جب اس نے نماز چھوڑ دی تو اس نے شرک کیا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیھا، باب ماجاء فیمن ترک الصلاۃ الحدیث، ۱۰۸۰، ص ۲۵۴۰)

مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اسلام کا تاج اور دین کے قواعد (یعنی بنیادیں) تین ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے، جس نے ان میں سے کسی ایک کو چھوڑا وہ اس کا منکر ہے اور اس کا خون حلال (یعنی قتل جائز) ہے:

(۱) اللہ عزوجل کی وحدانیت کی گواہی دینا (۲) فرض نماز اور (۳) رمضان کے روزے۔

(مسند ابی یعلی الموصلی، الحدیث ۲۳۴۵، ج ۲، ص ۳۷۸ بدون ولایقبل منہ صرف ولاعدل)

مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے ان تینوں (یعنی توحید، فرض نماز اور رمضان کے روزے) میں سے ایک کو چھوڑا وہ اللہ عزوجل کا منکر ہوا اور اس کی فرض عبادت قبول ہوگی نہ نفل، بلکہ اس کا خون اور مال حلال ہو گئے۔ (المرجع السابق، الحدیث: ۲۳۴۵، ج ۲، ص ۳۷۸، بدون ولایقبل منہ صرف ولاعدل)

سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں: سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان نماز چھوڑنے کے علاوہ کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھا کرتے تھے۔

(جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء فی ترک الصلاۃ، الحدیث: ۲۶۲۲، ص ۱۹۱۶)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بندے اور کفر وایمان کے درمیان فرق نماز ہے، لہذا جس نے اس کو چھوڑا اس نے شرک کیا۔ (جامع الترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء فی ترک الصلاۃ، الحدیث: ۲۶۲۰، ۲۶۱۸، ص ۱۹۱۶، بدون من ترکہا فقد اشرک)

صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس کی نماز نہیں اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اور جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں۔ (کنزالعمال، کتاب الصلاۃ، الترھیب عن ترک الصلاۃ، الحدیث: ۱۹۰۹۴، ج ۷، ص ۱۳۲)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس کی امانت نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں، جس کی طہارت نہیں اس کی کوئی نماز نہیں اور جس کی نماز نہیں اس کا کوئی دین نہیں کیونکہ نماز کا دین میں وہی مقام ہے جو سر کا جسم میں ہے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث ۲۲۹۲، ج ۱، ص ۶۲۶)

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: میرے خلیل صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے وصیت فرمائی کہ کسی کو اللہ عزوجل کا شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے، فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیتا ہے اس سے امان اٹھالی جاتی ہے اور شراب ہرگز نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الاشربۃ، باب الخمر مفتاح کل شر، الحدیث ۳۴۰۳۴، ص ۲۷۲۰) ←

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میری آنکھوں کی سیاہی باقی رہنے کے باوجود میری بینائی جاتی رہی تو مجھ سے کہا گیا: ہم آپ کا علاج کرتے ہیں کیا آپ کچھ دن نماز چھوڑ سکتے ہیں؟ تو میں نے کہا: نہیں، کیونکہ دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے نماز چھوڑی تو وہ اللہ عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب فرمائے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب فی تارک الصلاۃ، الحدیث: ۱۶۳۲، ج ۲، ص ۲۶)

ایک شخص نے سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جسے میں کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کسی کو اللہ عزوجل کا شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں عذاب دیا جائے یا جلا دیا جائے، اپنے والدین کی اطاعت کرو اگرچہ وہ تمہیں مال اور تمہاری ہر چیز سے محروم کر دیں اور جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے وہ اللہ عزوجل کے ذمۂ کرم سے بری ہو جاتا ہے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۷۹۵۶، ج ۶، ص ۴۹)

شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں قتل کر دیا اور جلا دیا جائے، اپنے والدین کی نافرمانی ہرگز نہ کرو اگرچہ وہ تمہیں تمہارے مال اور گھر والوں (یعنی اہل وعیال) سے دور ہو جانے کا حکم دیں، جان بوجھ کر فرض نماز ہرگز نہ چھوڑو کیونکہ جو شخص جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑتا ہے اللہ عزوجل کا ذمۂ کرم اس سے اُٹھ جاتا ہے، شراب ہرگز نہ پیؤ کیونکہ شراب نوشی تمام بدکاریوں کی جڑ ہے، گناہ سے بچتے رہو کیونکہ گناہ اللہ عزوجل کی ناراضگی کو حلال کرتا ہے (یعنی اس کا سبب بنتا ہے)، میدانِ جہاد سے بھاگنے سے بچو اگرچہ لوگ ہلاک ہو جائیں اگرچہ لوگوں کو موت آگھیرے مگر تم ثابت قدم رہو، اپنی طاقت کے مطابق اپنے گھر والوں پر خرچ کرو، ادب سکھانے کے لئے ان سے اپنی لاٹھی دور نہ کرو اور اللہ عزوجل کے معاملے میں انہیں خوف دلاتے رہو۔ (مجمع الزوائد، کتاب الوصایا، باب وصیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم، الحدیث ۷۱۱۰، ج ۴، ص ۳۹۱)

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بادل والے دن نماز جلدی ادا کرلیا کرو کیونکہ جس نے نماز ترک کر دی اس نے کفر کیا۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب الوعید علی ترک الصلاۃ، الحدیث ۱۴۶۱، ج ۳، ص ۱۳)

حضرت سیدتنا اُمیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو وضو کرانے کے لئے پانی ڈال رہی تھی کہ ایک شخص آیا اور عرض کی: مجھے کچھ وصیت کریں۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور جلا دیا جائے، اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو اگر وہ تمہیں اپنے اہل یعنی بیوی اور دنیوی مال ومتاع سے جدا ہونے کا حکم دیں تو سب کچھ چھوڑ دو، شراب ہرگز نہ پیؤ کیونکہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے اور جان بوجھ کر ہرگز کوئی نماز ترک نہ کرو کہ جس نے ایسا کیا تو اس سے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذمہ ختم ہو جائے گا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث ۴۷۹، ج ۲۴، ص ۱۹۰) ←

شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو جان بوجھ کر نماز چھوڑے گا اللہ عزوجل اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دے گا جس سے وہ داخل ہوگا۔

(کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الترھیب عن ترک الصلاۃ، الحدیث ۱۹۰۸۶، ج ۷، ص ۱۳۲)

رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے نماز چھوڑی اس نے اپنے اہل وعیال اور مال کو گھٹا دیا۔

(کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الترھیب عن ترک الصلاۃ، الحدیث ۱۹۰۸۵، ج ۷، ص ۱۳۲)

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اے گروہِ قریش! خدا کی قسم! تم ضرور نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ ادا کرو گے یا پھر میں تم پر ایسے شخص کو بھیجوں گا جو دین کی خاطر تمہاری گردنیں مارے گا۔

(المستدرک، کتاب الایمان والنذور، باب من قال انا بری من الاسلام فھو کما قال، الحدیث ۷۸۸۹، ج ۵، ص ۴۲۵)

نبیِ مُکرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جس کی نماز نہیں اور اس کی کوئی نماز نہیں جس کا وضو نہیں۔ (الترغیب والترھیب، کتاب الصلاۃ، الترھیب من ترک الصلاۃ، الحدیث ۸۱۶، ج ۱، ص ۲۵۸)

رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ: اللہ عزوجل نے اسلام میں چار چیزوں کو فرض فرمایا ہے، لہٰذا جو ان میں سے تین پر عمل کریگا وہ اس کے کسی کام نہ آئیں گی جب تک کہ ان سب پر عمل نہ کرے اور وہ نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ شریف کا حج ہیں۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث ۱۷۸۰۴، ج ۶، ص ۲۳۶)

حضور نبیِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اللہ عزوجل اس کے عمل برباد کر دے گا اور اللہ عزوجل کا ذمہ اس سے اٹھ جائے گا جب تک کہ وہ توبہ کے ذریعے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں رجوع نہ کرے۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۲۳۳، ج ۲۰، ص ۱۱۷، مختصراً)

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے نماز ترک کی اس نے اعلانیہ کفر کیا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۳۴۸، ج ۲، ص ۲۹۹)

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذمہ اس سے اٹھ جائے گا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۰۲۳، ج ۱۲، ص ۱۹۶ بدن لا تترک الصلوٰۃ معتمداً)

حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے: جس نے نماز نہ پڑھی وہ کافر ہے۔

(کنز العمال، کتاب الصلوٰۃ، الباب الاول فی فضلھا و وجوبھا، الحدیث ۲۱۶۴۹، ج ۸، ص ۸)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب فی تارک الصلوٰۃ، الحدیث ۱۶۳۸، ج ۲، ص ۲۷) ←

....

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الصلاۃ، الترھیب من ترک الصلاۃ تعمدا۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۸۳۲، ج۱، ص۲۶۱)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔

(کنزالعمال، کتاب الصلوۃ، الباب الاول فی فضلھا ووجوبھا، الحدیث ۲۱۶۴۹، ج۸، ص۸)

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: جو نماز نہ پڑھے اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو وضو نہ کرے اس کی کوئی نماز نہیں۔

(کنزالعمال، کتاب الصلوۃ، الباب الاول فی فضلھا ووجوبھا، الحدیث ۲۱۶۴۲، ج۸، ص۷)

دافعِ رنج وملال، صاحبِ جودونوال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب الوعید علی ترک الصلاۃ، الحدیث ۱۴۶۱، ج۳، ص۱۳)

حضرت سیدنا محمد بن نصر ارشاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے صحیح سند کے ساتھ یہ بات مروی ہے: تارکِ نماز کافر ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الصلاۃ، الترھیب من ترک الصلاۃ تعمدا۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۸۳۴، ج۱، ص۲۶۱)

خاتَمُ المُرسَلین، رَحمَۃٌ لّلعٰلمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے عہد مبارک میں اہلِ علم کی یہی رائے تھی کہ بغیر عذر کے جان بوجھ کر نماز کو اتنا مؤخر کرنے والا کہ نماز کا وقت ہی چلا جائے کافر ہے۔ حضرت سیدنا ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نماز ترک کرنا ایسا کفر ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔[۱]

۱: بہارِ شریعت میں ہے: نماز کی فرضیت کا منکر کافر اور جو قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگے۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ ۳، ص۹)

نماز بلا عذر مقدّم یا مؤخّر کرنا

یعنی سفر، مرض یا کسی اور عذر کے بغیر جان بوجھ کر نماز کو اس کے وقت سے پہلے یا بعد میں ادا کرنا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ۝ اِلَّا مَنۡ تَابَ

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے مگر جو تائب ہوئے۔ (پ16، مریم: 59 تا 60)

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نماز ضائع کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ انہیں بالکل چھوڑ دیتے تھے بلکہ وہ وقت گزار کر نماز پڑھتے تھے۔

امام التابعین حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: وقت گزار کر نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ←

ظہر کی نماز کو اتنا مؤخر کردے کہ عصر کا وقت شروع ہوجائے اور مغرب کا وقت شروع ہونے سے پہلے عصر کی نماز نہ پڑھے، اسی طرح مغرب کو عشاء تک اور عشاء کو فجر تک اور فجر کو طلوع آفتاب تک مؤخر کردے، لہٰذا جو شخص ایسی حالت پر اصرار کرتے ہوئے مرجائے اور توبہ نہ کرے تو اللہ عزوجل نے اس کے ساتھ غیّ کا وعدہ فرمایا ہے۔غیّ جہنم کی ایک ایسی وادی ہے جس کا پیندہ بہت پست اور عذاب بہت سخت ہے۔(کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلوٰۃ،ص۱۹)

اللہ عزوجل ارشادفرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔(پ28، المنافقون:9)

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت کا قول ہے: اس آیت مبارکہ میں ذِکرِ اللہ سے مراد پانچ نمازیں ہیں، لہٰذا جو اپنے مال مثلاً خرید وفروخت یا پیشے یا اپنی اولاد کی وجہ سے نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنے سے غفلت اختیار کریگا وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔(کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلوٰۃ،ص۲۰)

اسی لئے سیِّدُ المُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس عمل کے بارے میں حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہوگی اگر اس کی نماز درست ہوئی تو وہ نجات وفلاح پا جائے گا اور اگر اس میں کمی ہوئی تو وہ شخص رسوا و برباد ہوجائے گا۔

(جامع الترمذی، ابواب الصلوٰۃ۔۔۔۔۔۔الخ، باب ماجاء ان اوّل مایحاسب۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۱۳، ج۱،ص۱۶۸۳ مختصراً)

اللہ عزوجل ارشادفرماتا ہے:

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ۝ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۝

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔(پ30، الماعون:5_4)

حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس کی تفسیر میں ارشادفرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جو نمازوں کو ان کا وقت گزار کر پڑھا کرتے ہوں گے۔(کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلوٰۃ،ص۱۹)

اللہ عزوجل ارشادفرماتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۝

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔(پ5، النساء:103)

ایک دن محبوب ربُّ العلمین، جناب صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشادفرمایا کہ جو نماز کی پابندی کریگا یہ اس کے لئے نور، برہان یعنی رہنما اور نجات ثابت ہوگی اور جو اس کی پابندی نہیں کریگا اس کے لئے نہ نور ہوگا،

نہ برہان اور نہ ہی نجات کا کوئی ذریعہ اور وہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور اُبَی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن العاص، الحدیث ۶۵۸۷، ج ۲، ص ۵۷۴)

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: بے نمازی کا حشر ان لوگوں کے ساتھ اس لئے ہوگا کہ اگر اسے اس کے مال نے نماز سے غافل رکھا تو وہ قارون کے مشابہ ہے لہٰذا اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اگر اس کی حکومت نے اسے غفلت میں ڈالا تو وہ فرعون کے مشابہ ہے لہٰذا اس کا حشر اس کے ساتھ ہوگا یا اس کی غفلت کا سبب اس کی وزارت ہوگی تو وہ ہامان کے مشابہ ہوا لہٰذا اس کے ساتھ ہوگا یا پھر اس کی تجارت اسے غفلت میں ڈالے گی لہٰذا وہ مکہ کے کافر اُبَی بن خلف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

(کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلوٰۃ، ص ۲۱)

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اللہ عزوجل کے اس فرمان: الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ ○ ترجمۂ کنز الایمان: جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ (پ ۳۰، الماعون: ۵) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کا وقت گزار کر پڑھتے ہیں۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب فی من یوخر الصلاۃ عن وقتھا، الحدیث ۱۸۲۳، ج ۲، ص ۸۰)

حضرت سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد بزرگوار سے پوچھا: آپ کا اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان: الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ ○ ترجمۂ کنز الایمان: جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ (پ: ۳۰، الماعون: ۵) کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ہم میں سے کون ہے جو نماز میں نہ بھولتا ہو؟ ہم میں سے کون ہے جو اپنے آپ سے باتیں نہ کرتا ہو؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد یہ نہیں بلکہ اس سے مراد وقت ضائع کر دینا ہے۔

(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند سعد بن ابی وقاص، الحدیث ۷۰۰، ج ۱، ص ۳۰۰)

وَیل کیا ہے؟ ویل سے مراد عذاب کی شدت ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ جہنم میں ایک وادی ہے، اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈال دیے جائیں تو اس کی گرمی کی شدت سے پگھل جائیں، یہ ان لوگوں کا ٹھکانا ہوگی جو نماز کو ہلکا جانتے ہیں یا وقت گزار کر پڑھتے ہیں مگر یہ کہ وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرلیں اور اپنی کوتاہیوں پر نادم ہوں۔

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس کی ایک نماز فوت ہوگئی اس کے اہل اور مال میں کمی ہوگئی۔ (صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب الوعید علی ترک الصلاۃ، الحدیث ۱۴۶۶،، ج ۳، ص ۱۴)

مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے کسی عذر کے بغیر دو نمازوں کو (ایک وقت میں) جمع کیا بے شک وہ کبیرہ گناہوں کے دروازے پر آیا۔

(المستدرک، کتاب الامامۃ وصلاۃ ۔۔۔۔۔۔ الخ، باب الزجر عن الجمع ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۱۰۵۸، ج ۱، ص ۵۶۴)

محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس کی عصر کی نماز فوت ہوگئی گویا ←

....

اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔ (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب اثم من فاتتہ العصر، الحدیث ۵۵۲، ص ۴۵)

حضرت سیدنا ابن خزیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح میں یہ اضافہ کیا ہے: سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد وقت کا گزر جانا ہے۔

سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: نمازوں میں سے ایک نماز ایسی بھی ہے کہ جس سے وہ فوت ہو جائے تو گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔

(سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العصر فی السفر، الحدیث: ۴۸۰، ص ۲۱۱۸)

شہنشاہِ مدینہ، قرار قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بے شک یہ نماز یعنی عصر تم سے پہلی اُمتوں پر پیش کی گئی تو انھوں نے اسے ضائع کر دیا، لہٰذا آج تم میں سے جو اس کی حفاظت کریگا اس کے لئے دو اَجر ہیں اور اس نماز کے بعد ستارے ظاہر ہونے تک کوئی نماز نہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الاوقات التی نہی عن الصلاۃ.........الخ الحدیث ۱۹۲۷، ص ۸۰۷)

صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے نمازِ عصر ترک کی تو اس کا عمل برباد ہو گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب من ترک العصر، الحدیث ۵۵۳، ص ۴۵)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے نمازِ عصر جان بوجھ کر چھوڑی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئی تو اس کا عمل ضائع ہو گیا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث بریدۃ الاسلمی، الحدیث ۲۳۱۰۷، ج ۹، ص ۱۳، بتغیر قلیل)

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے نمازِ عصر میں بلا عذر تاخیر کی یہاں تک کہ سورج چھپ گیا تو اس کا عمل برباد ہو گیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلاۃ، باب فی التفریط فی الصلاۃ، الحدیث ۸/ ۲، ج ۱، ص ۳۷۷)

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تم میں سے کسی کے اہل اور مال میں کمی کر دی جائے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ اس کی نمازِ عصر فوت ہو جائے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب وقت صلاۃ العصر، الحدیث ۱۷۱۵، ج ۲، ص ۵۰)

شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے جان بوجھ کر نمازِ عصر میں اتنی تاخیر کی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، المسند عبداللہ بن عمر الخ، الحدیث ۵۴۶۸، ج ۲، ص ۳۶۸)

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس کی نماز فوت ہو گئی تو گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب کراھیۃ تاخیر العصر، الحدیث: ۲۰۹۵، ج ۱، ص ۶۵۳)

حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اکثر اپنے ←

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کرتے: کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ جس کو اللہ عزوجل چاہتا وہ اپنا خواب بیان کر دیتا۔ چنانچہ ایک صبح آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: آج رات میرے پاس دو فرشتے آئے، انہوں نے مجھے اٹھایا اور کہا: چلیں۔ میں ان کے ساتھ چل دیا، ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو لیٹا ہوا تھا جبکہ دوسرا شخص اس کے قریب پتھر لئے کھڑا تھا، وہ اس کے سر پر پتھر مارتا جس سے وہ پھٹ جاتا پھر وہ پتھر لڑھک کر دور جا گرتا اور وہ شخص پتھر اٹھانے کے لئے چلا جاتا اس کے لوٹنے سے پہلے ہی اس کا سر پہلے کی طرح درست ہو جاتا، پھر وہ واپس آ کر اس کے سر پر اسی طرح پتھر مارتا جس طرح پہلی دفعہ مارا تھا، میں نے ان دونوں فرشتوں سے کہا سُبْحَانَ اللہ! یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: آگے چلیں۔ لہٰذا ہم چل دیے، پھر ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا تھا اور دوسرا شخص اس کے پاس کھڑا تھا اور آنکس (یعنی لوہے کا ایسا راڈ جس کا ایک سرا قدرے مڑا ہوتا ہے) کے ذریعے اس کے جبڑے، نتھنے اور آنکھ کو گدی تک چیر دیتا تھا۔ ابو عوف کہتے ہیں کہ کبھی ابو رجاء یوں بیان کرتے: وہ چیر کر دوسری جانب چلا جاتا اور وہاں بھی ایسا ہی کرتا جیسا پہلی طرف کیا تھا جب وہ ایک جانب چیر کر فارغ ہوتا تو دوسری جانب پہلے کی طرح درست ہو چکی ہوتی، پھر وہ دوبارہ ویسے ہی کرتا جیسے پہلی مرتبہ کیا تھا۔

میں نے پھر کہا: سُبْحَانَ اللہ! یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: اور آگے چلیں۔ لہٰذا ہم چل دیئے یہاں تک کہ تنور جیسی ایک چیز کے پاس پہنچے۔ راوی کہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بھی فرمایا: اس میں سے شور وغل کی آوازیں آ رہی تھیں، میں نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں نظر آئیں جب انہیں نیچے سے آگ کی لپٹ پہنچتی تو چیخنے چلانے لگتے۔

میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: مزید آگے چلیں۔ لہٰذا ہم چل دیے یہاں تک کہ ہم ایک نہر پر پہنچے۔ راوی کہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بھی فرمایا تھا: وہ نہر خون کی طرح سرخ تھی، نہر کے اندر ایک شخص تیر رہا تھا جبکہ دوسرا شخص نہر کے کنارے کھڑا تھا اور اس کے پاس بہت سے پتھر جمع تھے، جب وہ اندر والا تیرتا ہوا اس شخص کے قریب آتا جس کے پاس بہت سے پتھر جمع تھے تو آ کر اپنا منہ کھول دیتا اور یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا اور وہ تیرتا ہوا واپس چلا جاتا اور جب واپس لوٹ کر آتا تو اسی طرح یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔

میں نے ان دونوں سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے مجھ سے کہا: مزید آگے چلیں۔ تو ہم چل دیے یہاں تک کہ ایک نہایت ہی بدصورت آدمی کے پاس پہنچے اتنا بدصورت کہ تم نے کبھی دیکھا نہ ہو، اس کے پاس آگ تھی جسے وہ بھڑکا رہا تھا اور اس کے گرد دوڑ رہا تھا۔

میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آگے چلیں۔ ہم چل دیے یہاں تک کہ ایک باغ میں پہنچے اس میں موسمِ بہار کے پھول کھلے ہوئے تھے، باغ کے درمیان ایک دراز قد شخص کھڑا تھا، آسمان سے باتیں کرتی ہوئی اس کی بلندی کے باعث میں اس کا سر نہ دیکھ سکا، اس شخص کے گرد اتنے بچے تھے جتنے میں نے کسی کے نہیں دیکھے۔

میں نے پوچھا: یہ شخص کون ہے اور یہ بچے کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: آگے چلیں۔ لہٰذا ہم چل دیے پھر ہم ایک اتنے بڑے باغ میں

[illegible] نے مجھ سے کہا: اس پر چڑھیں۔ چنانچہ ہم اس پر چڑھ گئے تو ہمیں ←

....

ایک شہر نظر آیا جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی، جب ہم شہر کے دروازے پر پہنچے اور اسے کھولنے کے لئے کہا تو وہ ہمارے لئے کھول دیا گیا، ہم اس کے اندر داخل ہوئے تو اس میں ایسے لوگوں سے ملے جن کا نصف بدن تو اتنا خوبصورت تھا جتنا تم نے نہ دیکھا ہو اور نصف اتنا بدصورت کہ جتنا تم نے نہ دیکھا ہو، ان فرشتوں نے ان لوگوں سے کہا: جاؤ اور اس نہر میں کود پڑو۔ وہ نہر چوڑائی میں بہہ رہی تھی اور اس کا پانی بالکل سفید تھا وہ لوگ جا کر اس نہر میں کود پڑے، پھر جب وہ لوٹ کر ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی دور ہو چکی تھی اور وہ خوبصورت ہو گئے تھے۔

ان فرشتوں نے مجھ سے کہا: یہ باغ عدن ہے اور یہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مکان ہے۔ میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ سفید ابر یعنی بادل کی طرح تھا، میں نے ان سے کہا: اللہ عزوجل تمہیں برکت دے مجھے اس کے اندر جانے دو۔ انہوں نے جواب دیا: ابھی نہیں، لیکن آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس میں ضرور داخل ہوں گے۔

پھر میں نے ان سے کہا: رات بھر میں نے جو عجیب چیزیں دیکھیں وہ کیا ہیں؟ تو انہوں نے کہا: ہم ابھی عرض کئے دیتے ہیں، جس پہلے شخص کے پاس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پہنچے تھے اور جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ قرآن پڑھ کر بھلانے والا اور نماز کے وقت سو جانے والا تھا، وہ شخص جس کے پاس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پہنچے تو اس کے جبڑے، نتھنے اور آنکھ کو گدی تک چیرا جا رہا تھا یہ وہ شخص تھا جو صبح گھر سے نکلتا تو جھوٹی باتیں گھڑتا اور انہیں دنیا بھر میں پھیلا دیتا، وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور سے مشابہ جگہ میں تھے وہ زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں، وہ شخص کہ جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے پاس پہنچے تو وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر ڈالے جا رہے تھے وہ سود خور تھا، اور وہ ہیبت ناک صورت والا شخص جو آگ کے قریب تھا اور اسے بھڑکا کر اس کے اردگرد دوڑ رہا تھا وہ داروغۂ جہنم (یعنی جہنم پر مقرر فرشتے) حضرت مالک علیہ السلام تھے اور بلند قامت آدمی جو باغ میں تھے وہ حضرت سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور ان کے گرد جو بچے تھے وہ فطرتِ اسلامیہ پر فوت ہونے والے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اور مشرکین کے بچے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مشرکین کے بچے بھی۔ اور وہ لوگ جن کا نصف بدن خوبصورت اور نصف بدصورت تھا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ملے جلے عمل کئے یعنی اچھے عمل بھی کئے اور برے بھی تو اللہ عزوجل نے ان سے درگزر فرمایا۔

(صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح، الحدیث ۷۰۴۷، ص ۵۸۸)

ایک اور روایت میں ہے: پھر شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جن کے سروں کو پتھروں سے کچلا جا رہا تھا جب بھی انہیں کچلا جاتا وہ پہلے کی طرح درست ہو جاتے اور اس معاملے میں کوئی سستی نہ برتی جاتی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز سے بوجھل ہو جاتے ہیں۔

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب منہ فی الاسری، الحدیث ۲۳۵، ج ۱، ص ۲۳۶)

رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اسلام نے نماز کی تعلیم دی تو جس کا دل نماز کے لئے فارغ ہوا ←

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (2)

یہ کتاب پرہیزگاروں کو ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز قائم رکھتے اور ہم نے جو دیا اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

(وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝) (3)

نماز قائم کرو اور زکاۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو۔

اور اس نے اس کے حقوق، وقت اور سنتوں کی رعایت کے ساتھ پابندی کی تو وہی (کامل) مؤمن ہے۔

(کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الفصل الاول، الحدیث ۱۸۸۶۶، ج ۷، ص ۱۱۳)

دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے میں نے تمہاری اُمت پر پانچ نمازیں فرض کیں اور خود سے عہد کیا کہ جس نے انہیں ان کے اوقات میں ادا کیا میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جس نے ان کی حفاظت نہ کی اس کا میرے پاس کوئی عہد نہیں۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوات، باب ماجاء فی فرض الصلوات الخمس ۔۔۔۔۔۔ الخ الحدیث: ۱۴۰۳، ص ۲۵۶۱)

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: جس نے جان لیا کہ نماز لازمی حق ہے اور پھر اسے ادا بھی کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عثمان بن عفان، الحدیث ۴۲۳، ج ۱، ص ۱۳۲)

رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کے [illegible] حساب لیا جائے گا اگر [illegible] صحیح [illegible] تو وہ کامیاب ہوگیا اور نجات پاگیا اور اگر وہ صحیح نہ ہوئی تو وہ خائب و خاسر ہوگیا اگر اس کے فرائض [illegible] رب [illegible] ملائکہ سے ارشاد فرمائے گا: دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کوئی نفل پاتے ہو جس کے ذریعے تم اس کے فرض کی کمی کو پورا کرسکو۔ پھر تمام اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔

(جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ ۔۔۔۔۔۔ الخ، باب ماجاء ان اول مایحاسب ۔۔۔۔۔۔ الخ الحدیث: ۴۱۳، ص ۱۶۸۳)

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جس کا حساب ہوگا وہ نماز ہے اور سب سے پہلے لوگوں کے درمیان جس کا فیصلہ ہوگا وہ خون (یعنی قتل) ہے۔

(سنن النسائی، کتاب المحاربۃ، باب تعظیم الدم، الحدیث ۳۹۹۶، ص ۲۳۴۹)

(2) پ ۱، البقرۃ: ۳

(3) پ ۱، البقرۃ: ۴۳

یعنی مسلمانوں کے ساتھ کہ رکوع ہماری ہی شریعت میں ہے۔یا باجماعت ادا کرو۔

اور فرماتا ہے:

(حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ O) (4)

تمام نمازوں خصوصا بیچ والی نماز (عصر) کی محافظت رکھو اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے رہو۔

اور فرماتا ہے:

(وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ O) (5)

نماز شاق ہے مگر خشوع کرنے والوں پر۔

نماز کا مطلقاً ترک تو سخت ہولناک چیز ہے اسے قضا کر کے پڑھنے والوں کو فرماتا ہے:

(فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ O الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ O) (6)

خرابی ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں، وقت گزار کر پڑھنے اٹھتے ہیں۔

جہنم میں ایک وادی ہے، جس کی سختی سے جہنم بھی پناہ مانگتا ہے، اس کا نام ویل ہے، قصداً (جان بوجھ کر) نماز قضا کرنے والے اس کے مستحق (حقدار) ہیں۔

اور فرماتا ہے:

(فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا O) (7)

ان کے بعد کچھ ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کیا، عنقریب انھیں سخت عذاب طویل و شدید سے ملنا ہوگا۔

غی جہنم میں ایک وادی ہے، جس کی گرمی اور گہرائی سب سے زیادہ ہے، اس میں ایک کوآں ہے، جس کا نام ہبہب ہے، جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے، اللہ عزوجل اس کوئیں کو کھول دیتا ہے، جس سے وہ بدستور بھڑکنے لگتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

(4) پ۲، البقرۃ: ۲۳۸

(5) پ۱، البقرۃ: ۴۵

(6) پ۳۰، الماعون: ۴، ۵

(7) پ۱۶، مریم: ۵۹

(كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا۝) (8)

جب بجھنے پر آئے گی ہم انھیں اور بھڑک زیادہ کریں گے۔

یہ کوآں بے نمازوں اور زانیوں اور شرابیوں اور سود خواروں اور ماں باپ کو ایذا دینے والوں کے لیے ہے۔ نماز کی اہمیت کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ عزوجل نے سب احکام اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین پر بھیجے، جب نماز فرض کرنی منظور ہوئی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنے پاس عرشِ عظیم پر بلا کر اسے فرض کیا اور شب اسرا (معراج کی رات) میں یہ تحفہ دیا۔

❁❁❁❁❁

(8) پ۱۵، بنی اسرآئیل: ۹۷

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس امر کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا اور زکاۃ دینا اور حج کرنا اور ماہِ رمضان کا روزہ رکھنا۔(1)

حدیث ۲: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا، وہ عمل ارشاد ہو کہ مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے بچائے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور نماز قائم رکھ اور زکاۃ دے اور رمضان کا روزہ رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔ اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اسلام کا ستون نماز ہے۔(2)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان أرکان الاسلام... إلخ، الحدیث: ۲۱۔(۱۶)، ص ۲۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام عبداللہ بن عمر ہے، ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے، ۷۳ھ میں شہادت ابن زبیر سے تین ماہ بعد وفات پائی، ذی طویٰ کے مقبرہ مہاجرین میں دفن ہوئے، چوراسی سال عمر شریف پائی، بڑے متقی اور اعمل بالسنۃ تھے۔ رضی اللہ عنہ۔(مرقاۃ وغیرہ)

۲۔ یعنی اسلام مثل خیمہ یا چھت کے ہے اور یہ پانچ ارکان اس کے پانچ ستونوں کی طرح کہ جو کوئی ان میں سے ایک کا انکار کرے گا وہ اسلام سے خارج ہوگا، اور اس کا اسلام منہدم ہو جاویگا۔ خیال رہے کہ ان اعمال پر کمال ایمان موقوف ہے اور ان کے ماننے پر نفس ایمان موقوف، لہذا جو صحیح العقیدہ مسلمان کبھی کلمہ نہ پڑھے یا نماز روزہ کا پابند نہ ہو، وہ اگرچہ مؤمن تو ہے مگر کامل نہیں، اور جو ان میں سے کسی کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں، نہ اعمال ایمان کے اجزاء ہیں۔

۳۔ اس سے سارے عقائد اسلامیہ مراد ہیں جو کسی عقیدے کا منکر ہے وہ حضور کی رسالت ہی کا منکر ہے۔ حضور کو رسول ماننے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی ہر بات کو مانا جاوے۔

۴۔ ہمیشہ پڑھنا، صحیح پڑھنا، دل لگا کر پڑھنا، نماز قائم کرنا۔

۵۔ اگر مال ہو تو زکوۃ و حج ادا کرنا فرض ہے ورنہ نہیں مگر انکا ماننا بہرحال لازم ہے۔ نماز ہجرت سے پہلے معراج میں فرض ہوئی، زکوۃ و روزہ، ۲ھ میں، اور حج ۹ھ میں فرض ہوئے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۱، ص ۲)

(2) جامع الترمذي، أبواب الایمان، باب ما جاء في حرمۃ الصلاۃ، الحدیث: ۲۶۲۵، ج ۴، ص ۲۸۰

حدیث ۳: صحیح مُسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک ان تمام گناہوں کو مٹا دیتے ہیں، جو ان کے درمیان ہوں جب کہ کبائر سے بچا جائے۔(3)

حدیث ۴: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: بتاؤ! تو کسی کے دروازہ پر نہر ہو وہ اس میں ہر روز پانچ بار غسل کرے کیا اس کے بدن پر میل رہ جائے گا؟ عرض کی نہ۔ فرمایا: یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے، کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب خطاؤں کو محو فرما دیتا ہے۔(4)

حدیث ۵: صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ایک صاحب سے ایک گناہ صادر ہوا، حاضر ہو

---

(3) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلاۃ الخمس، الحدیث:۱۶۔(۲۳۳)، ص ۱۴۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی نماز پنجگانہ روزانہ کے صغیرہ گناہ کی معافی کا ذریعہ ہے، اگر کوئی ان نمازوں کے ذریعہ گناہ نہ بخشوا سکا تو نماز جمعہ ہفتہ بھر کے گناہ صغیرہ کا کفارہ ہے، اگر کوئی جمعہ کے ذریعہ بھی گناہ نہ بخشوا سکا کہ اسے اچھی طرح ادا نہ کیا تو رمضان سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے، لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ جب روزانہ کے گناہ پنجگانہ نمازوں سے معاف ہوگئے تو جمعہ اور رمضان سے کون سے گناہ معاف ہوں گے۔ خیال رہے کہ گناہ کبیرہ جیسے کفر وشرک، زنا، چوری وغیرہ یوں ہی حقوق العباد بغیر توبہ وادائے حقوق معاف نہ ہوتے۔

۲۔ خیال رہے کہ جو اعمال گنہگاروں کی معافی کا ذریعہ ہیں وہ نیک کاروں کی بلندی درجات کا ذریعہ ہیں، چنانچہ معصومین اور محفوظین نماز کی برکت سے بلند درجے پاتے ہیں۔ لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ پھر چاہیئے کہ نیک لوگ نمازیں نہ پڑھیں کیونکہ نمازیں گناہوں کی معافی کے لئے ہیں وہ پہلے ہی سے بے گناہ ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص۵۲۹)

(4) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المشي إلی الصلاۃ... إلخ، الحدیث:۶۶۷، ص۳۳۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہاں خطاؤں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، کبیرہ گناہ اور حقوق العباد اس سے علیحدہ ہیں کہ وہ نماز سے معاف نہیں ہوتے جیسا کہ پہلے گزر گیا۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پنجگانہ کو نہر سے تشبیہ دی نہ کہ کنوئیں سے دو وجہ سے: ایک یہ کہ کنوئیں میں اگر گھسا جائے تو اکثر اس کا پانی نہانے کے لائق نہیں رہتا کیونکہ وہ پانی جاری نہیں، نہر کا پانی جاری ہے ہر ایک کو ہر طرح پاک کردیتا ہے، یوں ہی نماز ہر طرح پاک کردیتی ہے کیسا ہی گندا ہو۔ دوسرے یہ کہ کنوئیں کا پانی تکلف سے حاصل ہوتا ہے، رسی ڈول کی ضرورت پڑتی ہے کمزور آدمی پانی کھینچ نہیں سکتا مگر نہر کا پانی بے تکلف حاصل ہوتا ہے، ایسے ہی نماز بے تکلف ادا ہو جاتی ہے جس میں کچھ نہیں کرنا پڑتا اور جب دروازے پر نہر ہو تو غسل کے لئے دور جانا بھی نہیں پڑتا۔ خیال رہے کہ گناہ دل کا میل ہے اور نماز میلِ دل کے لیے پانی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص ۵۳۰)

کرعرض کی، اُس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ۝﴾ (5)

نماز قائم کردن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصہ میں بے شک نیکیاں گناہوں کو دور کرتی ہیں، یہ نصیحت ہے، نصیحت ماننے والوں کے لیے۔

انھوں نے عرض کی، یارسول اللہ! کیا یہ خاص میرے لیے ہے؟ فرمایا: میری سب اُمت کے لیے۔ (6)

حدیث ۶: صحیح بُخاری و مُسلم میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا اعمال میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کیا ہے؟ فرمایا: وقت کے اندر نماز۔ میں نے عرض کی، پھر کیا؟ فرمایا: ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے عرض کی، پھر کیا؟ فرمایا: راہِ خدا میں جہاد۔ (7)

---

(5) پ ۱۲، ھود: ۱۱۴

(6) صحیح البخاري، کتاب مواقیت الصلاة، باب الصلاة کفارة، الحدیث: ۵۲۶، ج ۱، ص ۱۹۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲؎ صحابہ کرام خطائیں معاف کرانے کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اس آیت پر یہ عمل کرتے ہوئے "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ" الآیہ۔ اب بھی ہم گنہگاروں کو معافی کے لیے اس آستانے پر حاضری ضروری ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ وہ صرف مدینہ میں رہتے ہیں بلکہ مؤمنوں کے سینے ان کا کاشانہ رحمت ہیں۔

۳؎ مرقاۃ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا میں اپنے رب کے حکم کا انتظار کرتا ہوں عصر کے بعد یہ آیت اتری۔ خیال رہے کہ نماز فجر اور ظہر دن کے اس کناروں کی نمازیں ہیں اور عصر و مغرب دوسرے کنارے کی اور عشاء رات کی، لہذا یہ آیت پانچوں نمازوں کو شامل ہے، زلف زلفت سے بنا، بمعنی قرب یعنی رات کا وہ ٹکڑا جو دن سے قریب ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ"۔

۴؎ یعنی یہ آیت اگرچہ تیرے بارے میں اتری مگر اس کا حکم عام ہے۔ کوئی مسلمان کوئی گناہ صغیرہ کرے اس کی نمازیں وغیرہ معافی کا ذریعہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجنبیہ سے خلوت اور بوس و کنار گناہ صغیرہ ہے، ہاں یہ جرم بار بار کرنے سے کبیرہ بن جائے گا کیونکہ صغیرہ پر دوام کبیرہ ہے اور یہ جان کر بوس و کنار کرنا کہ نماز سے معاف کرالیں گے کفر ہے، کہ یہ اللہ پر امن ہے۔ یہ حدیث اس کے لئے ہے جو اتفاقًا ایسا معاملہ کر بیٹھے پھر شرمندہ ہوکر توبہ کرے، لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اس میں ان حرکتوں کی اجازت دے دی گئی۔ یہاں مِنْ اُمَّتِیْ فرمانے سے معلوم ہوا کہ یہ آسانیاں صرف اس امت کے لئے ہیں گزشتہ امتوں کی معافی بہت مشکل ہوتی تھی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، ص ۵۳۱)

(7) صحیح البخاري، کتاب مواقیت الصلاة، باب الصلاة کفارة، الحدیث: ۵۲۷، ج ۱، ص ۱۹۶

حدیث ۷: بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک صاحب نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اسلام میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک محبوب کیا چیز ہے؟ فرمایا: وقت میں نماز پڑھنا اور جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے۔(8)

حدیث ۸: ابوداود نے بطریق عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جب تمھارے بچے سات برس کے ہوں، تو انھیں نماز کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں، تو مار کر پڑھاؤ۔(9)

حدیث ۹: امام احمد روایت کرتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاڑوں (سردیوں) میں باہر تشریف لے گئے، پت جھاڑ کا زمانہ تھا، دوٹہنیاں پکڑ لیں، پتے گرنے لگے، فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کی، لبیک یا رسول اللہ! فرمایا: مسلمان بندہ اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے، تو اس سے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ہمیشہ نمازیں وقت مستحب پر ادا کرنا۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ایمان کے بعد نماز کا درجہ ہے ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔ جن روایتوں میں جہاد کو نماز سے پہلے بیان کیا گیا وہ بعض ہنگامی حالات میں ہے جب جہاد فرض عین ہو چکا ہو اور دشمن کی یلغار بڑھ گئی ہو، ورنہ ظاہر ہے کہ جہاد نماز ہی کے لئے ہوتا ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ سائلین کے لحاظ سے حضور کے جواب مختلف ہوئے، کسی کے لئے جہاد افضل تھا، کسی کے لیے غریبوں کو کھانا کھلانا، کسی کے لیے زبان کی حفاظت، کسی کے لئے چھپ کر خیرات، لہٰذا احادیث متعارض نہیں۔

۲۔ یہ ترتیب سیدنا ابن مسعود کے حال کے لحاظ سے ہے، ورنہ بعض روایات میں اس کے برعکس بھی آیا ہے۔

۳۔ یعنی میں نے سوال ہی اتنے کئے۔ خیال رہے کہ ماں باپ کی خدمت کو نماز سے بہت مناسبت ہے کہ نماز رب کی عبادت ہے اور یہ خدمت مربی کی اطاعت اسی لیے قرآن شریف میں اس خدمت کو عبادت کے ساتھ بیان فرمایا گیا: "وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا" الآیہ۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۳۴۲)

(8) شعب الایمان، باب في الصلوات، الحدیث: ۲۸۰۷، ج۳، ص۳۹

(9) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، الحدیث: ۴۹۵، ج۱، ص۲۰۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ان عمروں میں اگرچہ ان پر نماز فرض نہیں کہ وہ نابالغ ہیں لیکن عادت ڈالنے کے لئے انہیں ابھی سے نمازی بناؤ، چونکہ دس سال کی عمر میں بچے کو سمجھ بوجھ کافی ہو جاتی ہے اس لئے مارنے کا بھی حکم دیا، چونکہ نماز زیادہ اہم ہے اس لیے اس ہی پر مار وغیرہ کا حکم دیا گیا۔ مُرُوْا سے معلوم ہوا کہ بچے کو سات سال سے پہلے بھی رغبت دی جائے مگر اس کا حکم سات سال کی عمر میں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۳۴۷)

اس درخت سے یہ پتے۔(10)

حدیث ۱۰: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر میں طہارت (وضو وغسل) کرکے فرض ادا کرنے کے لیے مسجد کو جاتا ہے، تو ایک قدم پر ایک گناہ محو ہوتا، دوسرے پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔(11)

حدیث ۱۱: امام احمد زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو دو رکعت نماز پڑھے اور ان میں سہو نہ کرے، تو جو کچھ پیشتر اس کے گناہ ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے(12) یعنی صغائر۔

حدیث ۱۲: طبرانی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: بندہ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے، اس کے لیے جنتوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس کے اور پروردگار کے درمیان حجاب ہٹا دیے جاتے ہیں، اور حورعین اس کا استقبال کرتی ہیں، جب تک نہ ناک سنکے، نہ کھکارے۔(13)

---

(10) المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث أبي ذر الغفاري، الحديث: ۲۱۶۱۲، ج۸، ص ۱۳۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مدینہ منورہ سے باہر کسی جنگل میں اور یہ موسم خزاں کا تھا جبکہ شاخیں ہلانے سے پتے جھڑ جاتے ہیں اور ویسے بھی پت جھاڑ ہوتا رہتا ہے۔

۲۔ غالباً یہ درخت کوئی جنگل خودرو تھا جس کے پھل، پھول، پتے ہر راہ گیر توڑ سکتا ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ درخت آپ کا اپنا ہو یا کسی ایسے شخص کا ہو جو حضور کے اس عمل شریف سے راضی ہو، ورنہ دوسرے کے درخت سے بلا اجازت پتے وغیرہ جھاڑنا ممنوع ہے۔ (مرقاۃ)

۳۔ یعنی اخلاص کی نماز موسم خزاں کی اس تیز ہوا کی طرح ہے جو پت جھاڑ کردیتی ہے۔ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ یہاں گناہوں سے صغیرہ گناہ مراد ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص ۵۴۰)

(11) صحيح مسلم، كتاب المساجد... إلخ، باب المشي إلى الصلاة، الحديث: ۶۶۶، ص ۳۳۶

(12) المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث زيد بن خالد الجهني، الحديث: ۲۱۷۴۹، ج۸، ص ۱۶۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ قبیلہ جہنیہ سے ہیں، کوفہ میں رہے، وہیں وفات پائی۔

۲۔ غالباً ان دو رکعتوں سے مراد وضو کے نفل ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں صراحۃً مذکور ہے۔ نہ بھولنے سے مراد دل کا حاضر رہنا ہے، یعنی جو کوئی حضور دل سے وضو کے نفل پڑھے تو اس کے سارے گناہ صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں، اب باقی نماز فرائض، سنتیں وغیرہ اس کے درجے بلند کریں گی۔ خلاصہ یہ کہ جب نفل نماز کا یہ فائدہ ہے تو فرائض اور واجبات کا کتنا بڑا فائدہ ہوگا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص ۵۴۱)

(13) الترغيب والترهيب للمنذري، كتاب الصلاة، الترهيب من البصاق في المسجد، الحديث: ۱۲، ج۱، ص ۱۳۶

حدیث ۱۳: طَبَرانی اَوسط میں اور ضیا نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: سب سے پہلے قیامت کے دن بندہ سے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر یہ درست ہوئی تو باقی اعمال بھی ٹھیک رہیں گے اور یہ بگڑی تو سبھی بگڑے۔ (14) اور ایک روایت میں ہے کہ وہ خائب و خاسر ہوا۔ (15)

حدیث ۱۴: امام احمد و ابو داود و نسائی و ابن ماجہ کی روایت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے، اگر نماز پوری کی ہے، تو پوری لکھی جائے گی اور پوری نہیں کی (یعنی اس میں نقصان ہے) تو ملائکہ سے فرمائے گا: دیکھو! میرے بندہ کے نوافل ہوں تو ان سے فرض پورے کر دو پھر زکوٰۃ کا اسی طرح حساب ہوگا پھر یوہیں باقی اعمال کا۔ (16)

حدیث ۱۵: ابو داود و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: (جو مسلمان جہنم میں جائے گا والعیاذ باللہ تعالیٰ) اس کے پورے بدن کو آگ کھائے گی سوا اعضائے سجود کے، اللہ تعالیٰ نے ان کا کھانا آگ پر حرام کر دیا ہے۔ (17)

حدیث ۱۶: طَبَرانی اَوسط میں راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندہ کی یہ حالت سب سے زیادہ پسند ہے کہ اسے سجدہ کرتا دیکھے کہ اپنا مونھ خاک پر رگڑ رہا ہے۔ (18)

حدیث ۱۷: طَبَرانی اَوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کوئی صبح و شام نہیں مگر زمین کا ایک ٹکڑا دوسرے کو پکارتا ہے، آج تجھ پر کوئی نیک بندہ گزرا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکرِ الٰہی کیا؟ اگر وہ ہاں کہے تو اس کے لیے اس سبب سے اپنے اوپر بزرگی تصور کرتا ہے۔ (19)

حدیث ۱۸: صحیح مُسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جنّت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت۔ (20)

حدیث ۱۹: ابو داود نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو

---

(14) المعجم الاوسط للطبراني، باب الألف، الحديث: ۱۸۵۹، ج۱، ص ۵۰۴

(15) المعجم الاوسط للطبراني، باب العين، الحديث: ۳۷۸۲، ج۳، ص ۳۲

(16) المسند للامام أحمد بن حنبل، حديث تميم الداري، الحديث: ۱۶۹۴۶، ج۶، ص ۳۵

(17) سنن ابن ماجه، أبواب الزهد، باب صفة النار، الحديث: ۴۳۲۶، ج۴، ص ۵۳۲

(18) المعجم الاوسط للطبراني، باب الميم، الحديث: ۶۰۷۵، ج۴، ص ۳۰۸

(19) المعجم الاوسط للطبراني، باب الألف، الحديث: ۵۶۲، ج۱، ص ۱۷۱

(20) لم نجد هذا الحديث في صحيح مسلم.

المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحديث: ۱۴۶۶۸، ج۵، ص ۱۰۳

←

طہارت کرکے اپنے گھر سے فرض نماز کے لیے نکلا اس کا اجر ایسا ہے جیسا حج کرنے والے محرم کا اور جو چاشت کے لیے نکلا اس کا اجر عمرہ کرنے والے کی مثل ہے اور ایک نماز دوسری نماز تک کہ دونوں کے درمیان میں کوئی لغوبات نہ ہو علیین میں لکھی ہوئی ہے (21) یعنی درجہ قبول کو پہنچتی ہے۔

حدیث ۲۰ و ۲۱: امام احمد ونسائی وابن ماجہ نے ابوایوب انصاری وعقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس نے وضو کیا جیسا حکم ہے اور نماز پڑھی جیسی نماز کا حکم ہے، تو جو کچھ پہلے کیا ہے معاف ہو گیا۔ (22)

حدیث ۲۲: امام احمد ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے، اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے۔ (23)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی جنت کے درجات کی چابی نماز ہے، لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ جنت کی چابی کلمۂ طیبہ ہے کہ وہاں نفس جنت کی چابی مراد ہے، اگرچہ نماز کی شرائط بہت ہیں وقت، قبلہ کو منہ ہونا وغیرہ، لیکن طہارت بہت اہم ہے اسی لئے اسے نماز کی چابی فرمایا گیا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۲۸۲)

(21) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء في فضل المشي إلی الصلاۃ، الحدیث: ۵۵۸، ج۱، ص۲۳۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ کیونکہ حاجی کعبہ میں جاتا ہے اور یہ مسجد میں، یہ دونوں اللہ کا گھر ہیں۔ حاجی حج کا احرام باندھتا ہے اور یہ نماز کی نیت سے گھر سے نکلا ہے۔ اور جیسے کہ حج خاص تاریخوں میں ہوتا ہے مگر حاجی گھر سے نکلنے سے لوٹنے تک ہر وقت اجر پاتا ہے، ایسے ہی نماز کی جماعت اگرچہ خاص وقت میں ہوگی مگر نمازی کے نکلنے سے لوٹنے تک اللہ کی رحمت میں ہی رہتا ہے۔

۲۔ خیال رہے کہ نماز چاشت اور دیگر نوافل اگرچہ گھر میں افضل ہیں لیکن اگر گھر کے مشاغل بچوں کے شور کی وجہ سے مسجد میں پڑھے تو بھی بہتر، یہاں یہی مراد ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ نماز چاشت مسجد میں ہی افضل ہے، ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

۳۔ اس کے دو مطلب ہوسکتے ہیں: ایک یہ کہ فرض کے بعد متصل نفل وسنتیں پڑھے، درمیان میں دنیوی کام نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ پنجگانہ فرائض کے درمیان بھی یہ سمجھ کر گناہ سے بچے کہ میں ظاہر وباطن پاک رہ کر رب کی بارگاہ میں حاضر ہوؤں تو اس کا فعل "علیین" میں لکھا جائیگا۔ علیین ساتویں آسمان کے اوپر ہے جہاں ابرار کے نیک اعمال لکھے جاتے ہیں، چونکہ یہ اونچی جگہ واقعہ ہوا ہے اس لیے علیین کہلاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۶۸۶)

(22) سنن النسائي، کتاب الطہارۃ، باب من توضأ کما أمر، الحدیث: ۱۴۴، ص۳۱

(23) المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حدیث أبي ذر الغفاري، الحدیث: ۲۱۵۰۸، ج۸، ص۱۰۴۔

حدیث ۲۳: کنز العمال میں ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے کہ اللہ (عزوجل) اور فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے، اس کے لیے جہنم سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔(24)

حدیث ۲۴: منیۃ المصلّی میں ہے، کہ ارشاد فرمایا: ہر شے کے لیے ایک علامت ہوتی ہے، ایمان کی علامت نماز ہے۔(25)

حدیث ۲۵: منیۃ المصلّی میں ہے، فرمایا: نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم رکھا دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا دین کو ڈھا دیا۔(26)

حدیث ۲۶: امام احمد و ابو داود عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض کیں، جس نے اچھی طرح وضو کیا اور وقت میں پڑھیں اور رکوع و خشوع کو پورا کیا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمۂ کرم پر عہد کرلیا ہے کہ اسے بخش دے، اور جس نے نہ کیا اس کے لیے عہد نہیں، چاہے بخش دے، چاہے عذاب کرے۔(27)

---

(24) کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ۱۹۰۱۵، ج۷، ص۱۲۵

(25) منیۃ المصلي، ثبوت فرضیۃ الصلاۃ بالسنۃ، ص۱۳

(26) منیۃ المصلي، ثبوت فرضیۃ الصلاۃ بالسنۃ، ص۱۳

(27) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب المحافظۃ علی الصلوات، الحدیث: ۴۲۵، ج۱، ص۱۸۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ معلوم ہوا کہ نماز پنجگانہ کے سوا کوئی اور نماز فریضۂ اسلام نہیں۔ عیدین اور وتر واجب ہیں فرض نہیں، نماز جمعہ ان پانچ میں ہی داخل ہیں، کیونکہ وہ ظہر کے قائم مقام ہے اسی لیے جس پر جمعہ فرض ہے اس پر ظہر نہیں اور جس پر ظہر فرض ہے اس پر جمعہ نہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ کسی پر ظہر اور جمعہ دونوں فرض ہوں تو نمازیں چھ ہوجائیں گی۔ نذر کی نماز اگرچہ فرض ہے مگر وہ فریضۂ اسلام نہیں۔

۲۔ چونکہ رکوع اسلامی نماز کی خصوصیات میں سے ہے، دوسری امت کی نمازوں میں عموماً رکوع نہ تھا، نیز رکوع مل جانے سے رکعت مل جاتی ہے، نیز رکوع ارکان نماز میں فاصل ہے، اس لیے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا، خشوع دل کا اور ہے، اعضاء کا اور۔ یہ بحث ہماری "تفسیر نعیمی" میں دیکھو۔

۳۔ اس طرح کہ اس کے گناہ صغیرہ معاف کردے اور کبیرہ گناہ سے توبہ کی اور حقوق العباد ادا کرنیکی توفیق دے۔ خیال رہے کہ نماز پورا کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے سارے شرائط ادا کئے جائیں، ایمان بھی نماز کی شرط ہے۔ لہذا حدیث پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ نمازی آدمی جو چاہے گناہ کرے معاف ہوجائیں گے اور نہ یہ اعتراض کہ منافقین اور بہت سے بے دین نمازی تھے اور ہیں مگر ان کی مغفرت نہیں۔

←

حدیث ۲۷: حاکم نے اپنی تاریخ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں، کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اگر وقت میں نماز قائم رکھے تو میرے بندہ کا میرے ذمہ کرم پر عہد ہے، کہ اسے عذاب نہ دوں اور بے حساب جنت میں داخل کروں۔ (28)

حدیث ۲۸: دیلمی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی چیز فرض نہ کی، جو توحید و نماز سے بہتر ہو۔ اگر اس سے بہتر کوئی چیز ہوتی تو وہ ضرور ملائکہ پر فرض کرتا، ان میں کوئی رکوع میں ہے، کوئی سجدے میں۔ (29)

حدیث ۲۹: ابوداود طیالسی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو بندہ نماز پڑھ کر اس جگہ جب تک بیٹھا رہتا ہے، فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں، اس وقت تک کہ بے وضو ہو جائے یا اٹھ کھڑا ہو۔ ملائکہ کا استغفار اس کے لیے یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ (30) اَللّٰھُمَّ ارْحَمْهُ (31) اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَيْهِ. (32)

اور متعدد حدیثوں میں آیا ہے، کہ جب تک نماز کے انتظار میں ہے اس وقت تک وہ نماز ہی میں ہے، یہ فضائل مطلق نماز کے ہیں اور خاص خاص نمازوں کے متعلق جو احادیث وارد ہوئیں، ان میں بعض یہ ہیں:

حدیث ۳۰: طَبَرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں: جو صبح کی نماز پڑھتا ہے، وہ شام تک اللہ کے ذمہ میں ہے۔ (33) دوسری روایت میں ہے، تو اللہ کا ذمہ نہ توڑو، جو اللہ کا

---

[4] اس سے معلوم ہوا کہ بے نمازی کافر نہیں اور ترک نماز کفر نہیں، کیونکہ کفر کی بخشش نہیں ہوتی، رب فرماتا ہے: "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ" الایہ۔ آیت میں شرک بمعنی کفر ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۳۵۵)

(28) کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ۱۹۰۳۲، ج۷، ص۱۲۷

(29) الفردوس بماثور الخطاب، الحدیث: ۶۱۰، ج۱، ص۱۶۵

(30) اے اللہ تو اس کو بخش دے۔

(31) اے اللہ تو اس پر رحم کر۔

(32) مسند أبي داود الطیالسي، الجزء العاشر، أبو صالح عن أبي ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث: ۲۴۱۵، ص۳۱۷. وسنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء في فضل المشي إلی الصلاۃ... إلخ، الحدیث: ۵۵۹، ج۱، ص۲۳۲.
اے اللہ اس کی توبہ قبول کر۔

(33) المعجم الکبیر للطبراني، الحدیث: ۱۳۲۱۰، ج۱۲، ص۲۴۰

ذمہ توڑے گا اللہ تعالیٰ اسے اوندھا کر کے دوزخ میں ڈال دے گا۔(34)

حدیث ۳۱: ابن ماجہ، سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو صبح نماز کو گیا، ایمان کے جھنڈے کے ساتھ گیا اور جو صبح بازار کو گیا، ابلیس کے جھنڈے کے ساتھ گیا۔(35)

حدیث ۳۲: بیہقی نے شُعَبُ الِایمان میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی، کہ جو نماز صبح کے لیے طالب ثواب ہو کر حاضر ہوا، گویا اس نے تمام رات قیام کیا (عبادت کی) اور جو نماز عشا کے لیے حاضر ہوا گویا اس نے نصف شب قیام کیا۔(36)

حدیث ۳۳: خطیب نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس نے چالیس دن نماز فجر وعشا باجماعت پڑھی، اس کو اللہ تعالیٰ دو براءتیں عطا فرمائے گا، ایک نار سے دوسری نفاق سے۔(37)

حدیث ۳۴: امام احمد، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: رات اور دن کے ملائکہ نماز فجر وعصر میں جمع ہوتے ہیں، جب وہ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل ان سے فرماتا ہے: کہاں سے

---

(34) مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ وحقنھا للدم، الحدیث: ۱۶۴۰، ص ۲۷

(35) سنن ابن ماجہ، أبواب التجارات، باب الأسواق، ودخولھا، الحدیث: ۲۲۳۴، ج ۳، ص ۵۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یعنی انسانوں کے دو ٹولے ہیں: "حزب اللہ" اور "حزب الشیطان"۔ان کی شناخت یہ ہے کہ رحمانی ٹولہ والے دن کی ابتداء نماز اور اللہ کے ذکر سے کرتے ہیں اور شیطانی ٹولہ والے بازار و دنیاوی کاروبار سے۔خیال رہے کہ دنیوی کاروبار منع نہیں مگر سویرے اٹھتے ہی نہ خدا کا نام نہ اس کی عبادت بلکہ ان میں لگ جانا یہ شیطانی کام ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۱۰۱)

(36) شعب الایمان، باب في الصلاۃ فضل في الجماعۃ... إلخ، الحدیث: ۲۸۵۲، ج ۳، ص ۵۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔اس کے دو مطلب ہوسکتے ہیں: ایک یہ کہ عشاء کی باجماعت نماز کا ثواب آدھی رات کی عبادت کے برابر ہے اور فجر کی باجماعت نماز کا ثواب باقی آدھی رات کی عبادت کے برابر، تو جو یہ دونوں نمازیں جماعت سے پڑھ لے اسے ساری رات عبادت کا ثواب۔ دوسرے یہ کہ عشاء کی جماعت کا ثواب آدھی رات کے برابر ہے اور فجر کی جماعت کا ثواب ساری رات عبادت کے برابر کیونکہ یہ جماعت عشاء کی جماعت سے زیادہ بھاری ہے، پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ جماعت سے مراد تکبیر اولیٰ پانا ہے جیسا کہ بعض علماء نے فرمایا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۵۹۲)

(37) تاریخ بغداد، رقم: ۶۲۳۱، ج۱۱، ص ۳۷۴

آئے؟ حالانکہ وہ جانتا ہے۔ عرض کرتے ہیں: تیرے بندوں کے پاس سے، جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور انھیں نماز پڑھتا چھوڑ کر تیرے پاس حاضر ہوئے۔(38)

حدیث ۳۵: ابن ماجہ، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو مسجد جماعت میں چالیس راتیں نماز عشا پڑھے، کہ رکعت اولیٰ فوت نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھ دیتا ہے۔(39)

حدیث ۳۶: طَبَرانی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: سب نمازوں میں زیادہ گراں منافقین پر نماز عشا و فجر ہے اور جو ان میں فضیلت ہے، اگر جانتے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ سرین کے بل گھسٹتے ہوئے۔(40) یعنی جیسے بھی ممکن ہوتا۔

حدیث ۳۷: بزّار نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو نماز عشا سے پہلے سوئے اللہ اس کی آنکھ کو نہ سلائے۔(41) نماز نہ پڑھنے پر جو وعیدیں آئیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

حدیث ۳۸: صحیحین میں نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس کی نماز فوت ہوئی گویا اس کے اہل و مال جاتے رہے۔(42)

حدیث ۳۹: ابونعیم ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس نے قصداً نماز چھوڑی، جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔ (43)

---

(38) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند أبي ہريرة، الحديث: ۷۴۹۴، ج۳، ص۶۸

(39) سنن ابن ماجہ، أبواب المساجد۔۔۔ إلخ، باب صلاة العشاء والفجر في جماعة، الحديث: ۷۹۸، ج۱، ص۴۳۷،

(40) المعجم الكبير، الحديث: ۱۰۰۸۲، ج۱۰، ص۹۹

(41) كنزالعمال، كتاب الصلاة، الحديث: ۱۹۴۹۷، ج۷، ص۱۶۵، عن عائشة رضي الله تعالى عنہا

حکیم الامت کے مدنی پھول

۷۔ جناب فاروق اعظم کی یہ بددعا اظہار غضب کے لئے ہے۔ خیال رہے کہ نماز عشاء سے پہلے سوجانا اور عشاء کے بعد بلا ضرورت جاگتے رہنا سنت کے خلاف اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ناپسند ہے لیکن نماز سے پہلے سو کر نماز ہی نہ پڑھنا اور ایسے ہی عشاء کے بعد جاگ کر فجر قضاء کر دینا حرام ہے کیونکہ حرام کا ذریعہ بھی حرام ہوتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۵۴۹)

(42) صحیح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام، الحديث: ۳۶۰۲، ج۲، ص۵۰۱

(43) كنزالعمال، كتاب الصلاة، الحديث: ۱۹۰۸۶، ج۷، ص۱۳۲

حدیث ۴۰: امام احمد اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: قصداً نماز ترک نہ کرو کہ جو قصداً نماز ترک کردیتا ہے، اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس سے بری الذمہ ہیں۔(44)

حدیث ۴۱: شیخین نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جس دین میں نماز نہیں، اس میں کوئی خیر نہیں۔(45)

حدیث ۴۲: بیہقی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جس نے نماز چھوڑ دی اس کا کوئی دین نہیں، نماز دین کا ستون ہے۔(46)

حدیث ۴۳: بزّار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں، جس کے لیے نماز نہ ہو۔(47)

حدیث ۴۴: امام احمد و دارمی و بیہقی شُعَبُ الِایمان میں راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس نے نماز پر محافظت (مداومت) کی، قیامت کے دن وہ نماز اس کے لیے نور و برہان و نجات ہوگی اور جس نے محافظت نہ کی اس کے لیے نہ نور ہے نہ برہان نہ نجات اور قیامت کے دن قارون و فرعون و ہامان و اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔(48)

---

(44) المسند للامام أحمد بن حنبل، حديث أم أيمن، الحديث: ۲۷۴۳۳، ج۱۰، ص۳۸۶

(45) المسند للامام أحمد بن حنبل، حديث عثمان بن أبي العاص، الحديث: ۱۷۹۳۴، ج۶، ص۲۷۱

(46) شعب الایمان، باب في الصلوات، الحدیث: ۲۸۰۷، ج۳، ص۳۹

(47) كنز العمال، كتاب الصلاة، الحديث: ۱۹۰۹۴، ج۷، ص۱۳۳

(48) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو، الحديث: ۶۵۸۷، ج۲، ص۵۷۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ نماز ہمیشہ پڑھے، صحیح پڑھے، دل لگا کر اخلاص کے ساتھ ادا کیا کرے۔ یہی معنی ہیں نماز قائم کرنے کے جس کا حکم قرآن کریم نے بارہا دیا: "اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ"۔

۲۔ قیامت میں قبر بھی داخل ہے کیونکہ موت بھی قیامت ہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز قبر میں اور پل صراط پر روشنی ہوگی، کہ سجدہ گاہ تیز بیٹری کی طرح چمکے گی، اور نماز اس کے مؤمن بلکہ عارف باللہ ہونے کی دلیل ہوگی، نیز اس نماز کے ذریعہ سے اسے ہر جگہ نجات ملے گی کیونکہ قیامت میں پہلا سوال نماز کا ہوگا اگر اس میں بندہ کامیاب ہوگیا تو ان شاء اللہ آگے بھی کامیاب ہوگا۔

۳۔ ابی ابن خلف وہ مشرک ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن اپنے ہاتھ سے قتل فرمایا۔ مرقاۃ میں ہے اس میں اشارۃً ←

حدیث ۴۵: بخاری و مُسلم و امام مالک نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صوبوں کے پاس فرمان بھیجا کہ تمھارے سب کاموں سے اہم میرے نزدیک نماز ہے جس نے اس کا حفظ کیا اور اس پر محافظت کی اس نے اپنا دین محفوظ رکھا اور جس نے اسے ضائع کیا وہ اوروں کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کرے گا۔(49)

حدیث ۴۶: ترمذی عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ صحابہ کرام کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں جانتے سوا نماز کے۔(50) بہت سی ایسی حدیثیں آئیں جن کا ظاہر یہ ہے کہ قصداً نماز کا ترک کفر ہے اور بعض صحابۂ کرام مثلاً حضرت امیر المومنین فاروق اعظم و عبدالرحمن بن عوف و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس و جابر بن عبداللہ و معاذ بن جبل و ابو ہریرہ و ابوالدرداءٔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی مذہب تھا اور بعض ائمہ مثلاً امام احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ و عبداللہ بن مبارک و امام نخعی کا بھی یہی مذہب تھا، اگرچہ ہمارے امام اعظم و دیگر آئمہ نیز بہت سے صحابۂ کرام اس کی تکفیر نہیں کرتے (51) پھر بھی یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ ان جلیل القدر حضرات کے نزدیک ایسا شخص کافر ہے۔

فرمایا گیا کہ بے نمازی کا حشر ان کافروں کے ساتھ ہوگا اور نمازی مؤمن کا حشر ان شاءاللہ نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔ اس سے یہ لازم نہیں کہ بے نمازی کافر ہو جائے اور نمازی نبی، بلکہ بے نماز کو قیامت میں ان کفار کے ساتھ کھڑا کیا جاوے گا جیسے کسی شریف آدمی کو ذلیل کے ساتھ بٹھا دینا اس کی ذلت ہے، لہذا حدیث واضح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ خیال رہے کہ قیامت میں ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے دنیا میں محبت تھی۔ اور جس کی طرح وہ کام کرتا تھا، بے نماز چونکہ کافروں کے سے کام کرتا ہے لہذا اس کا حشر بھی ان کے ساتھ ہوگا، نمازی نبیوں، صدیقوں کی نقل کرتا ہے لہذا ان کا حشر ان کے ساتھ ہوگا، اسی لئے کہتے ہیں کہ اچھوں کی نقل بھی اچھی اور بروں کی نقل بھی بری۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۵۴۲)

(49) الموطا للامام مالک، کتاب وقوت الصلاۃ، الحدیث: ۶، ج۱، ص۳۵

(50) جامع الترمذي، أبواب الایمان، باب ماجاء في ترک الصلاۃ، الحدیث: ۲۶۳۱، ج۴، ص۲۸۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ عظیم الشان تابعی ہیں، حضرت عمر، علی، عثمان، و عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی، قبیلہ بنی عقیل سے ہیں، بصرہ میں قیام رہا، ۱۰۸ھ میں وفات پائی۔

۲۔ کیونکہ اس زمانہ میں نماز پڑھنا مؤمن کی علامت تھی اور نہ پڑھنا کافر کی پہچان جیسے آج سر پر چوٹی، نیچے دھوتی ہندو کی پہچان ہے، اس لئے وہ حضرات جسے نماز نہ پڑھتے دیکھتے سمجھتے کافر ہوگا، لہذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ نماز چھوڑنا کفر ہو اور بے نمازی کافر ہو، اور نہ یہ حدیث ان احادیث کے خلاف ہے جن میں فرمایا گیا کہ مؤمن اگرچہ زانی ہو چور ہو پھر بھی جنتی یعنی جنت کا مستحق۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۵۴۳)

(51) یعنی کافر نہیں کہتے۔

احکام فقہیّہ

مسئلہ ۱: ہر مکلف یعنی عاقل بالغ پر نماز فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔ اور جو قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے بلکہ ائمہ ثلٰثہ مالک و شافعی و احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک سلطانِ اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔ (1)

مسئلہ ۲: بچہ کی جب سات برس کی عمر ہو، تو اسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کا ہو جائے، تو مار کر پڑھوانا چاہیے۔ (2)

---

(1) الدر المختار معہ رد المحتار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۶

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
نماز سے انکار یہ بھی ہے کہ وہ کہے میں نہیں پڑھتا یا نہیں پڑھوں گا، اس قدر سے کافر نہ ہوگا جب تک نماز کی فرضیت سے انکار یا اس کا استخفاف نہ کرے، (فتاوی رضویہ، جلد ۱۴، ص ۲۲۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
حدیث صحیح میں ہے کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مروا اولادکم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر ۔۲؎ جب بچے سات سال کے ہوجائیں تو انھیں نماز کو کہو اور دس سال کے ہوجائیں تو انھیں ترک نماز پر سزا دو۔(ت) (۲؎ سنن ابی داؤد، باب متی یؤمر الغلام الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۷۱)

تنویر الابصار میں ہے:

وجب ضرب ابن عشر علیھا ۔۳؎

ترک نماز پر دس سال کے بچے کو سزا دینا واجب ہے (ت) (۳؎ تنویر الابصار مع درمختار، کتاب الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۵۸)

ردالمحتار میں ہے:

ظاھر الحدیث ان الامر لابن سبع واجب کالضرب والظاھر ایضا ان الوجوب بالمعنی المصطلح علیہ لا بمعنی الافتراض لان الحدیث ظنی فافھم ۔۱؎ (۱؎ ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/۲۳۵)

ظاہر حدیث میں ہے کہ سات سال کے بچے کو نماز کا کہنا اسی طرح واجب ہے، جیسے دس سال کے بچے کو سزا دینا واجب ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ یہاں وجوب سے اصطلاحی وجوب مراد ہے نہ کہ بمعنی فرض، کیونکہ حدیث ظنی ہے۔ پس غور کیجئے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۳۴۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۳: نماز خالص عبادتِ بدنی ہے، اس میں نیابت جاری نہیں ہوسکتی یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا نہ یہ ہوسکتا ہے کہ زندگی میں نماز کے بدلے کچھ مال بطورِ فدیہ ادا کردے البتہ اگر کسی پر کچھ نمازیں رہ گئی ہیں اور انتقال کرگیا اور وصیت کرگیا کہ اس کی نمازوں کا فدیہ ادا کیا جائے تو ادا کیا جائے (3) اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہو اور بے وصیت بھی وارث اس کی طرف سے دے کہ امید قبول وعفو ہے۔ (4)

مسئلہ ۴: فرضیت نماز کا سبب حقیقی امرِ الٰہی ہے اور سبب ظاہری وقت ہے کہ اوّل وقت سے آخر وقت تک جب ادا کرے ادا ہوجائے گی اور فرض ذمہ سے ساقط ہوجائے گا اور اگر ادا نہ کی یہاں تک کہ وقت کا ایک خفیف جز باقی ہے

---

(3) نماز کا فدیہ ادا کرنے کا طریقہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اسقاط کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ اگر میت پر نماز روزہ قضا ہیں اور اس نے اتنا مال نہ چھوڑا جس کے ثلث سے بحالت وصیت اس کا فدیہ ادا ہو سکے یا وصیت نہ کی اور سب ورثا ادائے فدیہ پر راضی نہیں تو پہلی صورت میں اس کے تہائی مال کا حساب لگائیں کہ اس سے کس قدر کا فدیہ ادا ہوسکتا ہے مثلاً فرض کرو کہ چہارم کی قدر ہے تو ثلث مال فقیر کو بہ نیت فدیہ دیں فقیر اس سے لے کر پھر وارث کو ہبہ کردے یہ پھر بہ نیت فدیہ دے فقیر پھر لے کر ہبہ کردے اور ہر بار فقیر و وارث قبضہ کرتے جائیں یہاں تک کہ فدیہ ادا ہوجائے یا مال بالکل نہیں ہے تو وارث مثلاً ڈیڑھ سیر گیہوں یا اس کی قیمت کسی سے قرض لے کر اس کا الٹ پھیر کرلے اگرچہ ہزار بار یا زائد میں فدیہ کی حد تک پہنچے۔

فی الدرلمختار لومات وعلیہ صلوت فائتۃ واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ وکذاحکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث مالہ ولولم یترک مالا یستقرض وارثہ نصف صاع مثلا ویدفعہ الفقیر ثم یدفعہ الفقیر للوارث ثم وثم حتی یتم اھ (اھ درمختار، باب قضاء الفوائت، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۰۱)

درمختار میں ہے اگر کوئی شخص فوت ہوجاتا ہے اور اس پر نمازیں ہیں اور وہ اپنے کفارہ کی وصیت کرجاتا ہے تو ہر نماز کے عوض فطرہ کی طرح گندم کا نصف صاع دیا جائے گا وتر اور تراویح کا بھی یہی حکم ہے اور یہ اس کے تہائی مال سے دیا جائے گا اور اگر میت نے مال ہی نہیں چھوڑا تو وارث نصف صاع قرض لے کر کسی فقیر کو دے اور پھر فقیر نصف وارث کو دے، اسی طرح دیتے رہیں یہاں تک کہ تمام نمازوں کا عوض ہوجائے۔

اس کے سوا یہ جو عوام میں رائج ہے کہ سارے فدیہ کے عوض ایک قرآن دے دیا کہ وہ تو بے بہا ہے یوں ادا نہیں ہوتا قرآن مجید بیشک بے بہا ہے مگر جو بے بہا ہے یعنی کلام الٰہی کہ ورقوں میں لکھا ہے وہ مال نہیں، نہ وہ دینے کی چیز ہے تو جو مال ہے یعنی کاغذ اور پٹھے اسی طرح قیمت معتبر ہوگی اور جب مقدار فدیہ کو نہ پہنچے گی فدیہ کیونکر ادا ہوگا وھذا ظاھر جدا (یہ نہایت ہی واضح ہے۔ ت) واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۱۶۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فیما یصیر الکافر بہ مسلما من الأفعال، ج ۲، ص ۱۲

تو یہی جز اخیر سبب ہے، تو اگر کوئی مجنون یا بے ہوش ہوش میں آیا یا حیض ونفاس والی پاک ہوئی یا صبی (بچہ) بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا اور وقت صرف اتنا ہے کہ اللہ اکبر کہہ لے تو ان سب پر اس وقت کی نماز فرض ہوگئی اور جنون و بے ہوشی پانچ وقت سے زائد کو مستغرق نہ ہوں تو اگرچہ تکبیر تحریمہ کا بھی وقت نہ ملے نماز فرض ہے، قضا پڑھے۔(5) حیض ونفاس والی میں تفصیل ہے، جو باب الحیض میں مذکور ہوئی۔

مسئلہ ۵: نابالغ نے وقت میں نماز پڑھی تھی اور اب آخر وقت میں بالغ ہوا، تو اس پر فرض ہے کہ اب پھر پڑھے یوہیں اگر معاذ اللہ کوئی مرتد ہوگیا پھر آخر وقت میں اسلام لایا اس پر اس وقت کی نماز فرض ہے، اگرچہ اوّل وقت میں قبل ارتداد نماز پڑھ چکا ہو۔(6)

مسئلہ ۶: نابالغ عشا کی نماز پڑھ کر سویا تھا اس کو احتلام ہوا اور بیدار نہ ہوا یہاں تک کہ فجر طلوع ہونے کے بعد آنکھ کھلی تو عشا کا اعادہ کرے اور اگر طلوع فجر سے پیشتر آنکھ کھلی تو اس پر عشا کی نماز بالاجماع فرض ہے۔(7)

مسئلہ ۷: کسی نے اوّل وقت میں نماز نہ پڑھی تھی اور آخر وقت میں کوئی ایسا عذر پیدا ہوگیا، جس سے نماز ساقط ہو جاتی ہے مثلاً آخر وقت میں حیض ونفاس ہوگیا یا جنون یا بے ہوشی طاری ہوگئی تو اس وقت کی نماز معاف ہوگئی، اس کی قضا بھی ان پر نہیں ہے، مگر جنون و بے ہوشی میں شرط ہے کہ علی الاتصال پانچ نمازوں سے زائد کو گھیر لیں، ورنہ قضا لازم ہوگی۔(8)

مسئلہ ۸: یہ گمان تھا کہ ابھی وقت نہیں ہوا نماز پڑھ لی بعد نماز معلوم ہوا کہ وقت ہوگیا تھا نماز نہ ہوئی۔(9)

---

(5) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۳، ۱۵.

(6) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۵

(7) البحرالرائق، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۱۵۹.

(8) الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاۃ، ج ۱، ص ۵۱.

وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فیما یصیر الکافر بہ مسلما من الأفعال، ج ۲، ص ۱۴

(9) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۳۶

نماز کے وقتوں کا بیان

قال اللہ تعالیٰ:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ (1)

بے شک نماز ایمان والوں پر فرض ہے، وقت باندھا ہوا۔

اور فرماتا ہے:

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ (2)

اللہ کی تسبیح کرو جس وقت تمھیں شام ہو (نماز مغرب وعشا) اور جس وقت صبح ہو (نماز فجر) اور اسی کی حمد ہے، آسمانوں اور زمین میں اور پچھلے پہر کو (نماز عصر) اور جب تمھیں دن ڈھلے (نماز ظہر)۔

❀❀❀❀❀

(1) پ۵، النسآء: ۱۰۳

(2) پ۲۱، الروم: ۱۷۔۱۸۔

احادیث

حدیث ا: (1) حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(1) وقت میں نماز پڑھنے کا ثواب

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم سے سوال کیا کونسا عمل اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے پسندیدہ ہے؟ فرمایا، وقت پر نماز پڑھنا۔

(صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم ۷۵۳۴، ج ۴، ص ۵۸۹ بتغیر قلیل)

حضرت سیدتنا ام فروہ رضی اللہ عنہا ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی بیعت کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ تو ارشاد فرمایا، وقت پر نماز پڑھنا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب المحافظۃ علی وقت الصلوات، رقم ۴۲۶، ج ۱، ص ۱۸۶)

حضرتِ سیدنا عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، اللہ عزوجل کے ذکر کی پابندی کیا کرو اور اپنی نمازیں اوّل وقت میں ادا کیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں دگنا ثواب عطا فرمائے گا۔ (طبرانی کبیر، رقم ۱۰۱۳، ج ۱۷، ص ۳۶۹)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، اوّل وقت کو آخری وقت پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی آخرت کو دنیا پر فضیلت حاصل ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الصلوۃ، الترغیب فی الصلوۃ فی اول وقتھا، رقم ۵، ج ۱، ص ۱۵۶)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضور پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، نماز کا اوّل وقت اللہ عزوجل کی رضا ہے اور آخری وقت اللہ عزوجل کی طرف سے رخصت ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب ابواب الصلوۃ، باب ما جاء فی الوقت الاول الخ، رقم ۱۷۲، ج ۱، ص ۲۱۷)

حضرتِ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، جو ان کے لئے احسن طریقے سے وضو کرے اور انہیں ان کے وقت میں ادا کرے اور ان کے ظاہری و باطنی آداب کا لحاظ رکھے اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ اس کی مغفرت فرما دے اور جو ایسا نہ کرے تو اللہ عزوجل کے ذمے اس کے لئے کچھ نہیں اگر چاہے تو اسے معاف فرما دے اور چاہے تو اسے عذاب میں مبتلا فرمائے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب المحافظۃ علی وقت الصلوۃ، رقم ۴۲۵، ج ۱، ص ۱۸۶) ←

فجر دو ہیں ایک وہ جس میں کھانا حرام یعنی روزہ دار کے لیے اور نماز حلال دوسری وہ کہ اس میں نماز (فجر) حرام اور کھانا حلال۔(2)

حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں اوران کے بارے میں اپنے آپ سے عہد کیا ہے کہ جوان (یعنی نمازوں) کو پابندی کے ساتھ ان کے وقت میں ادا کریگا اسے جنت میں داخل کردوں گا اور جو ان کو پابندی کے ساتھ ادا نہ کریگا اس کے لئے میرے پاس کوئی عہد نہیں۔(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب المحافظۃ علی وقت الصلوۃ، رقم ۴۳۰، ج۱،ص ۱۸۸)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے قریب سے گزرے تو فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا رب تبارک وتعالیٰ کیا فرماتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، اللہ عزوجل اور اسکا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ یہی سوال کیا پھر فرمایا، اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم! جو بھی نماز کو اس کے وقت میں ادا کرے گا میں اسے جنت میں داخل فرماؤں گا اور جو ان کو وقت گزار کر ادا کرے گا اگر میں چاہوں گا تو اس پر رحم فرماؤں گا اور اگر چاہوں گا تو اسے عذاب دوں گا۔(طبرانی کبیر، رقم ۱۰۵۵۵، ج۱۰،ص ۲۲۸)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، صاحب جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو نمازوں کو اپنے وقت میں ادا کرے اور نماز کے لئے کامل وضو کرے اور اس کے قیام، رکوع، اور سجود کو خشوع وخضوع سے ادا کرے تو اس کی نماز سفید روشنی کی طرح چمکتی ہوگی اور کہے گی کہ اللہ عزوجل تیری اسی طرح حفاظت فرمائے جس طرح تو نے میری حفاظت کی اور جو نماز کو بے وقت ادا کرے اور اس کے لئے کامل وضو نہ کرے اور اس کے رکوع وخشوع اور سجود کو پورا نہ کرے تو وہ اس سے اس حال میں جدا ہوگی کہ کالی سیاہ ہوگی اور کہتی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تجھے برباد کرے جیسا کہ تو نے مجھے برباد کیا۔(طبرانی اوسط، رقم ۳۰۹۵، ج ۲،ص ۲۲۷)

(2) المستدرک للحاکم، کتاب الصلاۃ، قال الفجر فجران، الحدیث: ۷۱۳، ج۱،ص ۴۳۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ فجر اجیالے میں پڑھنی چاہیے۔خیال رہے کہ تاریکی میں فجر پڑھنے کی عملی حدیثیں تو ہیں مگر قولی حدیث کوئی نہیں۔ان احادیث میں احتمال ہے کہ شاید مسجد کی تاریکی ہوتی ہو نہ کہ وقت کی مگر اس حدیث میں کوئی تاویل نہیں ہوسکتی، اسی لئے صحابہ کرام فجر اجیالے میں پڑھتے تھے، جیسا کہ بہت احادیث سے ثابت ہے۔ہم نے وہ احادیث اپنی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں جمع کی ہیں۔اس حدیث کی تائید دو چیزوں سے ہوتی ہے: ایک یہ کہ مسلم، بخاری نے سیدنا ابن مسعود سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں فجر کی نماز روزانہ کے وقت سے پہلے پڑھی تو اگر حضور روز پو پھٹتے ہی فجر پڑھتے ہوتے تو آج مزدلفہ میں کس وقت پڑھی؟ کیا وقت شروع ہونے سے پہلے پڑھ لی؟ لہذا اس حدیث کا یہی مطلب ہوگا کہ روزانہ اجالے میں پڑھتے تھے آج اندھیرے میں پڑھی، ←

حدیث ۲: نسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس شخص نے فجر کی ایک رکعت قبل طلوع آفتاب پالی، تو اس نے نماز پالی (اس پر فرض ہوگئی) اور جسے ایک رکعت عصر کی قبل غروب آفتاب مل گئی اس نے نماز پالی یعنی اس کی نماز ہوگئی۔ (3) یہاں دونوں جگہ رکعت سے تکبیر تحریمہ مراد لی جائے گی یعنی عصر کی نیت باندھ لی تکبیر تحریمہ کہہ لی اس وقت تک آفتاب نہ ڈوبا تھا پھر ڈوب گیا نماز ہوگئی اور کافر مسلمان ہوا یا بچّہ بالغ ہوا اس وقت کہ آفتاب طلوع ہونے تک تکبیر تحریمہ کہہ لینے کا وقت باقی تھا، اس فجر کی نماز اس پر فرض ہوگئی، قضا پڑھے اور طلوع آفتاب کے بعد مسلمان یا بالغ ہوا تو وہ نماز اس پر فرض نہ ہوئی۔

حدیث ۳: ترمذی رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: فجر کی نماز اجالے میں پڑھو کہ اس میں بہت عظیم ثواب ہے۔ (4)

حدیث ۴: دیلمی کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ اس سے تمہاری مغفرت ہو جائے گی۔ (5) اور دیلمی کی دوسری روایت انھیں سے ہے کہ جو فجر کو روشن کر کے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر اور قلب کو منور کریگا اور اس کی

یہی حنفیوں کا مذہب ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز فجر بہت چیزوں میں نماز مغرب کے حکم میں ہے، مغرب میں اجالا سنت ہے تو یہاں بھی اجالا ہی چاہئے، ہاں وہاں اجالا اول وقت ہوتا ہے، فجر میں آخر وقت۔ اس کی پوری بحث "جاء الحق" میں دیکھو۔

۲۔ ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، نیز یہ حدیث ابن ماجہ، بیہقی، ابوداود، طیالسی اور طبرانی میں بھی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۵۷۶)

(3) سنن النسائي، کتاب المواقیت، باب من أدرک رکعتین من العصر، الحدیث: ۵۱۴، ص۹۲

<u>حکیم الامت کے مدنی پھول</u>

ا۔ کیونکہ اس نے نماز کا وقت پالیا اور اس کی یہ نماز ادا ہوگی نہ کہ قضاء۔ خیال رہے کہ اس بارے میں احادیث متعارض ہیں۔ اس حدیث سے تو معلوم ہوا کہ طلوع و غروب کے وقت نماز صحیح ہے مگر دوسری روایت میں آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان وقتوں میں نماز پڑھنے سے سخت منع فرمایا، لہذا قیاس شرعی کی ضرورت پڑی جو ان میں سے ایک حدیث کو ترجیح دے۔ قیاس نے حکم دیا کہ اس صورت میں عصر درست ہوگی اور فجر فاسد ہوجائے گی کیونکہ عصر میں آفتاب ڈوبنے سے پہلے وقت مکروہ بھی آتا ہے یعنی سورج کا پیلا پڑنا، لہذا یہ شروع بھی ناقص ہوئی اور ختم بھی ناقص، لیکن فجر میں آخر تک وقت کامل ہے اس صورت میں نماز شروع تو کامل ہوئی اور ختم ناقص، لہذا عصر میں اس حدیث پر عمل ہے اور فجر میں ممانعت کی حدیث پر۔ اس کی زیادہ تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ غرضکہ سورج نکلتے وقت کوئی نماز درست نہیں، اور سورج ڈوبتے وقت اس دن کی عصر جائز ہے اگرچہ مکروہ ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۵۶۵)

(4) جامع الترمذي، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء في الاسفار بالفجر، الحدیث: ۱۵۴، ج۱، ص۲۰۴

(5) کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ۱۹۲۷۹، ج۷، ص۱۴۸

نماز قبول فرمائے گا۔ (6)

حدیث ۵: طَبَرانی اَوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: میری امت ہمیشہ فطرت یعنی دینِ حق پر رہے گی، جب تک فجر کو اجالے میں پڑھے گی۔ (7)

حدیث ۶: امام احمد و ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: نماز کے لیے اوّل و آخر ہے، اوّل وقت ظہر کا اس وقت ہے کہ آفتاب ڈھل جائے اور آخر اس وقت کہ عصر کا وقت آجائے اور آخر وقت عصر کا اس وقت کہ آفتاب کا قرص زرد ہوجائے، اور اول وقت مغرب کا اس وقت کہ آفتاب ڈوب جائے اور اس کا آخر وقت جب شفق ڈوب جائے اور اول وقت عشا جب شفق ڈوب جائے اور آخر وقت جب آدھی رات ہوجائے۔ (8) (یعنی وقت مباح بلا کراہت)۔

حدیث ۷: بُخاری و مُسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھو کہ سخت گرمی جہنم کے جوش سے ہے۔ دوزخ نے اپنے رب کے پاس شکایت کی کہ میرے بعض اجزا بعض کو کھائے لیتے ہیں اسے دو مرتبہ سانس کی اجازت ہوئی ایک جاڑے میں ایک گرمی میں۔ (9)

حدیث ۸: صحیح بُخاری شریف باب الاذان للمسافرین میں ہے، ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، مؤذن نے اَذان کہنی چاہی، فرمایا: ٹھنڈا کر، پھر قصد کیا، فرمایا: ٹھنڈا کر، پھر ارادہ کیا، فرمایا: ٹھنڈا کر، یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہوگیا۔ (10)

حدیث ۹ و ۱۰: امام احمد و ابوداود، ابوایوب و عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: میری امت ہمیشہ فطرت پر رہے گی، جب تک مغرب میں اتنی تاخیر نہ کریں کہ ستارے گتھ جائیں۔ (11)

---

(6) الفردوس بماثور الخطاب، الحدیث: ۵۶۲۴، ج۳، ص ۵۲۰

(7) المعجم الاوسط للطبراني، باب السین، الحدیث: ۳۶۱۸، ج۲، ص ۳۹۰

(8) جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ماجاء في مواقيت الصلاة، الحدیث: ۱۵۱، ج۱، ص ۲۰۲

(9) صحیح البخاري، کتاب مواقيت الصلاة، باب الابراد بالظهر في شدة الحر، الحدیث: ۵۳۷-۵۳۸، ج۱، ص ۱۹۹

(10) صحیح البخاري، کتاب الأذان، باب الاذان للمسافرین... إلخ، الحدیث: ۶۲۹، ج۱، ص ۲۲۸

(11) سنن أبي داود، کتاب الصلوة، باب في وقت المغرب، الحدیث: ۴۱۸، ج۱، ص ۱۸۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ فطرت سے مراد اسلام ہے، یا سنت انبیاء، یا اسلام کی دائمی سنت۔

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مغرب میں اتنی تاخیر مکروہ ہے جب تارے خوب چمک جائیں اور سارے تارے ظاہر ہو کر گھنے پڑ جائیں، ←

حدیث ۱۱: ابوداود نے عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: دن کی نماز (عصر) ابر کے دن میں جلدی پڑھو اور مغرب میں تاخیر کرو۔ (12)

حدیث ۱۲: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر مشقت ہو جائے گی، تو میں ان کو حکم فرما دیتا کہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں اور عشا کی نماز تہائی یا آدھی رات تک مؤخر کر دیتا کہ رب تبارک وتعالیٰ آسمان پر خاص تجلی رحمت فرماتا ہے اور صبح تک فرماتا رہتا ہے: کہ ہے کوئی سائل کہ اسے دوں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی مغفرت کروں، ہے کوئی دُعا کرنے والا کہ قبول کروں۔ (13)

حدیث ۱۳: طبرانی اَوسَط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب فجر طلوع کر آئے تو کوئی (نفل) نماز نہیں سوا دو رکعت فجر کے۔ (14)

حدیث ۱۴: بُخاری و مُسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: بعد صبح نماز نہیں تاوقتیکہ آفتاب بلند نہ ہو جائے اور عصر کے بعد نماز نہیں یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔ (15)

حدیث ۱۵: صحیحین میں عبداللہ صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: آفتاب شیطان کے سینگ کے ساتھ طلوع کرتا ہے، جب بلند ہو جاتا ہے، تو جدا ہو جاتا ہے پھر جب سر کی سیدھ پر آتا ہے، تو شیطان اس سے قریب ہو جاتا ہے، جب ڈھل جاتا ہے تو ہٹ جاتا ہے پھر جب غروب ہونا چاہتا ہے شیطان اس سے قریب ہو جاتا ہے، جب ڈوب جاتا ہے جُدا ہو جاتا ہے، تو ان تین وقتوں میں نماز نہ پڑھو۔ (16)

جیسے روافض کی مغرب کا وقت۔ یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ شفق سفیدی کا نام ہے نہ کہ سرخی کا، سفیدی میں وقت مغرب رہتا ہے کیونکہ تاروں کا گتھنا اور گھنا پڑنا سرخی کے وقت نہیں ہوتا، سفیدی کے وقت ہوتا ہے اس وقت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کا آخری وقت قرار دیا، اسے تاخیر مغرب فرمایا، قضاء نہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان شاء اللہ اہل سنت خیر پر ہیں اور رہیں گے کیونکہ یہ مغرب جلدی پڑھتے ہیں (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص ۵۷۲)

(12) مراسیل أبي داود مع سنن أبي داود، کتاب الصلوۃ، ص ۵

(13) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند أبي ہریرۃ، الحدیث: ۹۵۹۷، ج ۳، ص ۴۲۷

(14) المعجم الاوسط للطبراني، باب الالف، الحدیث: ۸۱۶، ج ۱، ص ۲۳۸

(15) صحیح البخاري، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب لاتتحری الصلاۃ قبل... الخ، الحدیث: ۵۸۶، ج ۱، ص ۲۱۳

(16) لم نجد ھذا الحدیث فی الصحیحین.

کنز العمال، کتاب الصلاۃ الأوقات المکروھۃ، الحدیث: ۱۹۵۸۵، ج ۷، ص ۱۷۱

مسائلِ فقہیّہ

مسئلہ ۱: وقت فجر: طلوع صبح صادق سے آفتاب کی کرن چمکنے تک ہے۔(1)

فائدہ: صبح صادق ایک روشنی ہے کہ پورب (مشرق) کی جانب جہاں سے آج آفتاب طلوع ہونے والا ہے اس کے اوپر آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی اور زمین پر اجالا ہوجاتا ہے اور اس سے قبل بیچ آسمان میں ایک دراز سپیدی ظاہر ہوتی ہے، جس کے نیچے سارا اُفق سیاہ ہوتا ہے، صبح صادق اس کے نیچے سے پھوٹ کر جنوباً شمالاً دونوں پہلوؤں پر پھیل کر اوپر بڑھتی ہے، یہ دراز سپیدی اس میں غائب ہو جاتی ہے، اس کو صبح کاذب کہتے ہیں، اس سے فجر کا وقت نہیں ہوتا یہ جو بعض نے لکھا کہ صبح کاذب کی سپیدی جاکر بعد کو تاریکی ہوجاتی ہے، محض غلط ہے، صحیح وہ ہے جو ہم نے بیان کیا۔

مسئلہ ۲: مختار یہ ہے کہ نماز فجر میں صبح صادق کی سپیدی چمک کر ذرا پھیلنی شروع ہو اس کا اعتبار کیا جائے اور عشا اور سحری کھانے میں اس کے ابتدائے طلوع کا اعتبار ہو۔(2)

فائدہ: صبح صادق چمکنے سے طلوع آفتاب تک ان بلاد (شہروں) میں کم از کم ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹا پینتیس (۳۵) منٹ نہ اس سے کم ہوگا نہ اس سے زیادہ، اکیس (۲۱) مارچ کو ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ ہوتا ہے، پھر بڑھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ ۲۲ جون کو پورا ایک گھنٹا ۳۵ منٹ ہوجاتا ہے پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے، یہاں تک کہ (۲۲) ستمبر کو ایک گھنٹا ۱۸ منٹ ہوجاتا ہے، پھر بڑھتا ہے، یہاں تک کہ ۲۲ دسمبر کو ایک گھنٹا ۲۴ منٹ ہوتا ہے، پھر کم ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ ۲۱ مارچ کو وہی ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ ہوجاتا ہے، جو شخص وقت صحیح نہ جانتا ہو اسے چاہیے کہ گرمیوں میں ایک گھنٹا ۴۰ منٹ باقی رہنے پر سحری چھوڑ دے خصوصاً جون جولائی میں اور جاڑوں میں ڈیڑھ گھنٹا رہنے پر خصوصاً دسمبر جنوری میں اور مارچ و ستمبر کے اواخر میں جب دن رات برابر ہوتا ہے، تو سحری ایک گھنٹا چوبیس منٹ پر چھوڑے اور سحری چھوڑنے کا جو وقت بیان کیا گیا اس کے آٹھ دس منٹ بعد اذان کہی جائے تاکہ سحری اور اذان دونوں طرف احتیاط رہے، بعض ناواقف آفتاب نکلنے سے دو پونے دو گھنٹے پہلے اذان کہہ دیتے ہیں پھر اسی وقت سنت بلکہ فرض بھی بعض دفعہ پڑھ لیتے ہیں، نہ یہ اذان ہو نہ نماز، بعضوں نے رات کا ساتواں حصہ وقتِ فجر سمجھ رکھا ہے یہ

(1) مختصر القدوري، کتاب الصلاۃ، ص ۱۵۳

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول في المواقیت، الفصل الاول، ج۱، ص۵۱

ہرگز صحیح نہیں ماہ جون و جولائی میں جب کہ دن بڑا ہوتا ہے اور رات تقریبا دس گھنٹے کی ہوتی ہے، ان دنوں تو البتہ وقت صبح رات کا ساتواں حصہ یا اس سے چند منٹ پہلے ہو جاتا ہے، مگر دسمبر جنوری میں جب کہ رات چودہ گھنٹے کی ہوتی ہے، اسوقت فجر کا وقت نواں حصہ بلکہ اس سے بھی کم ہو جاتا ہے۔ ابتدائے وقت فجر کی شناخت دشوار ہے، خصوصاً جب کہ گرد و غبار ہو یا چاندنی رات ہو لہٰذا ہمیشہ طلوع آفتاب کا خیال رکھے کہ آج جس وقت طلوع ہوا دوسرے دن اسی حساب سے وقت مذکورۂ بالا کے اندر اندر اذان و نماز فجر ادا کی جائے۔ (از افادات رضویہ)

وقت ظہر و جمعہ: آفتاب ڈھلنے سے اس وقت تک ہے، کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے دو چند ہو جائے۔ (3)

فائدہ: ہر دن کا سایہ اصلی وہ سایہ ہے، کہ اس دن آفتاب کے خط نصف النہار پر پہنچنے کے وقت ہوتا ہے اور وہ موسم اور بلاد کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتا ہے، دن جتنا گھٹتا ہے، سایہ بڑھتا جاتا ہے اور دن جتنا بڑھتا ہے، سایہ کم ہوتا جاتا ہے، یعنی جاڑوں (سردیوں) میں زیادہ ہوتا ہے اور گرمیوں میں کم اور ان شہروں میں کہ خطِ استوا کے قرب میں واقع ہیں، کم ہوتا ہے، بلکہ بعض جگہ بعض موسم میں بالکل ہوتا ہی نہیں جب آفتاب بالکل سمت راس (سر کے اوپر) پر ہوتا ہے، چنانچہ موسم سرما ماہِ دسمبر میں ہمارے ملک کے عرض البلد پر کہ ۲۸ درجہ کے قریب پر واقع ہے، ساڑھے آٹھ قدم سے زائد یعنی سوائے کے قریب سایہ اصلی ہو جاتا ہے اور مکۂ معظمہ میں جو ۲۱۰ درجہ پر واقع ہے، ان دنوں میں سات قدم سے کچھ ہی زائد ہوتا ہے، اس سے زائد پھر نہیں ہوتا اسی طرح موسم گرما میں مکۂ معظمہ میں ۲۷ مئی سے ۳۰ مئی تک دوپہر کے وقت بالکل سایہ نہیں ہوتا، اس کے بعد پھر وہ سایہ الٹا ظاہر ہوتا ہے، یعنی سایہ جو شمال کو پڑتا تھا، اب مکۂ معظمہ میں جنوب کو ہوتا ہے اور ۲۲ جون تک پاؤ قدم تک بڑھ کر پھر گھٹتا ہے، یہاں تک کہ پندرہ جولائی سے اٹھارہ جولائی تک پھر معدوم ہو جاتا ہے، اس کے بعد پھر شمال کی طرف ظاہر ہوتا ہے اور ہمارے ملک میں نہ کبھی جنوب میں پڑتا ہے، نہ کبھی معدوم ہوتا بلکہ سب سے کم سایہ ۲۲ جون کو نصف قدم باقی رہتا ہے۔ (از افادات رضویہ)

فائدہ: آفتاب ڈھلنے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین میں ہموار لکڑی اس طرح سیدھی نصب کریں کہ مشرق یا مغرب کو اصلاً جھکی نہ ہو آفتاب جتنا بلند ہوتا جائے گا، اس لکڑی کا سایہ کم ہوتا جائے گا، جب کم ہونا موقوف ہو جائے، تو اس وقت خط نصف النہار پر پہنچا اور اس وقت کا سایہ سایۂ اصلی ہے، اس کے بعد بڑھنا شروع ہوگا اور یہ دلیل ہے، کہ خط نصف النہار سے متجاوز ہوا اب ظہر کا وقت ہوا یہ ایک تخمینہ ہے اس لیے کہ سایہ کا کم و بیش ہونا خصوصاً موسم گرما میں جلد متمیز نہیں ہوتا، اس سے بہتر طریقہ خط نصف النہار کا ہے کہ ہموار زمین میں نہایت صحیح کمپاس سے سوئی کی سیدھ پر خط نصف النہار کھینچ دیں اور ان ملکوں میں اس خط کے جنوبی کنارے پر کوئی مخروطی شکل کی نہایت باریک نوک دار لکڑی

(3) مختصر القدوري، كتاب الصلاة، ص ۱۵۳

خوب سیدھی نصب کریں کہ شرق یا غرب کو اصلاً نہ جھکی ہو، اور وہ خط نصف النہار اس کے قاعدے کے عین وسط میں ہو۔ جب اس کی نوک کا سایہ اس خط پر منطبق ہو ٹھیک دوپہر ہو گیا، جب بال برابر پورب کو جھکے دوپہر ڈھل گیا، ظہر کا وقت آ گیا۔

وقت عصر: بعد ختم ہونے وقت ظہر کے یعنی سوا سایہ اصلی (4) کے دو مثل سایہ ہونے سے، آفتاب ڈوبنے تک ہے۔(5)

فائدہ: ان بلاد میں وقت عصر کم از کم ایک گھنٹا ۳۵ منٹ اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے ۶ منٹ ہے، اس کی تفصیل یہ ہے، ۲۴ اکتوبر تحویل عقرب سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۳۶ منٹ پھر یکم نومبر سے ۱۸ فروری یعنی پونے چار مہینے تک تقریباً ایک گھنٹا ۳۵ منٹ سال میں یہ سب سے چھوٹا وقت عصر ہے، ان بلاد میں عصر کا وقت کبھی اس سے کم نہیں ہوتا، پھر ۱۹ فروری تحویل حوت سے ختم ماہ تک ایک گھنٹا ۳۶ منٹ، پھر مارچ کے ہفتۂ اوّل میں ایک گھنٹا ۳۷ منٹ، ہفتۂ دوم میں ایک گھنٹا ۳۸ منٹ، ہفتۂ سوم میں ایک گھنٹا ۴۰ منٹ، پھر ۲۱ مارچ تحویل حمل سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۴۱ منٹ، پھر اپریل کے ہفتۂ اوّل میں ایک گھنٹا ۴۳ منٹ، دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۵ منٹ، تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۸ منٹ، پھر ۲۰ و ۲۱ اپریل تحویل ثور سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۵۰ منٹ، پھر مئی کے ہفتۂ اول میں ایک گھنٹا ۵۳ منٹ، ہفتۂ دوم میں ایک گھنٹا ۵۵ منٹ، ہفتۂ سوم میں ایک گھنٹا ۵۸ منٹ، پھر ۲۲ و ۲۳ مئی تحویل جوزا سے آخر ماہ تک دو گھنٹے ایک منٹ، پھر جون کے پہلے ہفتہ میں دو گھنٹے ۳ منٹ، ہفتۂ دوم میں دو گھنٹے ۴ منٹ، ہفتۂ سوم میں دو گھنٹے ۵ منٹ، پھر ۲۲ جون تحویل سرطان سے آخر ماہ تک دو گھنٹے ۶ منٹ، پھر ہفتۂ اوّل جولائی میں دو گھنٹے ۵ منٹ، دوسرے ہفتہ میں دو گھنٹے ۴ منٹ، تیسرے ہفتہ میں دو گھنٹے دو منٹ، پھر ۲۳ جولائی تحویل اسد کو دو گھنٹے ایک منٹ اس کے بعد سے آخر ماہ تک دو گھنٹے، پھر اگست کے پہلے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۵۸ منٹ، دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۵۵ منٹ، تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۵۱ منٹ، پھر ۲۳ و ۲۴ اگست تحویل سنبلہ کو ایک گھنٹا ۵۰ منٹ، پھر اس کے بعد سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۴۸ منٹ، پھر ہفتۂ اول ستمبر میں ایک گھنٹا ۴۶ منٹ، دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۴ منٹ، تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۲ منٹ، پھر ۲۳، ۲۴ ستمبر تحویل میزان میں ایک گھنٹا ۴۱ منٹ، پھر اس کے بعد آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۴۰ منٹ، پھر ہفتۂ اوّل اکتوبر میں ایک گھنٹا ۳۹ منٹ، ہفتۂ دوم میں ایک گھنٹا ۳۸ منٹ، ہفتۂ سوم میں ۲۳ اکتوبر تک ایک گھنٹا ۳۷ منٹ، غروب آفتاب سے پیشتر وقت عصر شروع ہوتا ہے۔ (از افادات رضویہ)

---

(4) سایہ اصلی: وہ سایہ جو نصف النّہار کے وقت (ہر چیز کا) ہوتا ہے۔ (فتاوی امجدیہ، حصہ ۱، ص ۴۷)

(5) مختصر القدوري، کتاب الصلاۃ، ص ۱۵۴

وقت مغرب: غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے۔(6)

مسئلہ ۳: شفق ہمارے مذہب میں اس سپیدی کا نام ہے، جو جانب مغرب میں سُرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔(7) اور یہ وقت ان شہروں میں کم سے کم ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹا ۳۵ منٹ ہوتا ہے۔(8) فقیر نے بھی بکثرت اس کا تجربہ کیا۔

فائدہ: ہر روز کے صبح اور مغرب دونوں کے وقت برابر ہوتے ہیں۔

وقت عشا و وتر: غروب سپیدی مذکور سے طلوع فجر تک ہے، اس جنوباً شمالاً پھیلی ہوئی سپیدی کے بعد جو سپیدی شرقاً غرباً طویل باقی رہتی ہے، اس کا کچھ اعتبار نہیں، وہ جانب شرق میں صبح کاذب کی مثل ہے۔(9)

مسئلہ ۴: اگرچہ عشا و وتر کا وقت ایک ہے، مگر باہم ان میں ترتیب فرض ہے، کہ عشا سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں، البتہ بھول کر اگر وتر پہلے پڑھ لیے یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشا کی نماز بے وضو پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ تو وتر ہو گئے۔(10)

مسئلہ ۵: جن شہروں میں عشا کا وقت ہی نہ آئے کہ شفق ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے فجر طلوع کر آئے (جیسے بلغار و لندن کہ ان جگہوں میں ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ عشا کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سیکنڈوں اور منٹوں کے لیے ہوتا ہے) تو وہاں والوں کو چاہیے کہ ان دنوں کی عشا و وتر کی قضا پڑھیں۔(11)

اوقات مستحبہ: فجر میں تاخیر مستحب ہے، یعنی اِسفار میں (جب خوب اُجالا ہو یعنی زمین روشن ہو جائے) شروع کرے مگر ایسا وقت ہونا مستحب ہے، کہ چالیس سے ساٹھ آیت تک ترتیل کے ساتھ پڑھ سکے پھر سلام پھیرنے کے بعد اتنا وقت باقی رہے، کہ اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو طہارت کرکے ترتیل کیساتھ چالیس سے ساٹھ آیت تک دوبارہ پڑھ سکے اور اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ طلوع آفتاب کا شک ہو جائے۔(12)

---

(6) مختصر القدوري، كتاب الصلاة، ص ۱۵۴۔

(7) الهداية، كتاب الصلاة، باب المواقيت، ج ۱، ص ۴۰

(8) الفتاوى الرضوية، كتاب الصلاة، باب الأوقات، ج ۵، ص ۱۵۳

(9) الفتاوى الرضوية، كتاب الصلاة، باب الأوقات، ج ۵، ص ۱۵۳۔

(10) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۱۔

والدر المختار، كتاب الصلاة، ج ۲، ص ۲۳

(11) الدر المختار ورد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في فاقد وقت العشاء كأهل بلغار، ج ۲، ص ۲۴

(12) الدر المختار ورد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ج ۲، ص ۳۰۔

←

مسئلہ ۶: حاجیوں کے لیے مزدلفہ میں نہایت اوّل وقت فجر پڑھنا مستحب ہے۔(13)

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الأول في المواقیت، الفصل الثاني، ج۱،ص۵۱

(13) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

حدیث ۲ صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی وکتاب طحاوی میں پارہئ حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ در بارۂ انکار جمع بین الصلاتین کہ عنقریب ان شاء اللہ القریب المجیب مذکور ہوگی یہ ہے:

صلی الفجر یومئذ قبل میقاتھا ۴۔

صبح کی نماز اس کے وقت سے پہلے پڑھی (ت) (۴۔ صحیح البخاری، باب متی یصلی الفجر بجمع، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۲۲۸)

ابوداؤد کے لفظ یوں ہیں:

صلی صلاۃ الصبح من الغد قبل وقتھا ۵۔

دسویں ذوالحجہ کو مزدلفہ میں فجر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت سے پہلے پڑھی۔(ت)

(۵۔ سنن ابی داؤد، باب الصلوۃ بجمع، مطبوعہ مجتبائی لاہور، ۱/ ۲۶۷)

طحاوی کی روایت یوں ہے:

صلی الفجر یومئذ لغیر میقاتھا ۶۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ مزدلفہ میں صبح کی نماز اُس کے وقت سے پہلے پڑھی بے وقت پڑھی۔

(۶۔ شرح معانی الآثار، باب الجمع بین الصلاتین، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/ ۱۱۳)

امام بدر عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

قولہ قبل میقاتھا، بان قدم علی وقت ظھور طلوع الصبح للعامۃ، وقد ظھر لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم طلوعہ، إمّا بالوحی او بغیرہ ۱۔

یعنی قبل وقت پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ اور لوگوں پر صبح کا طلوع کرنا ظاہر نہ ہوا تھا حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو وحی وغیرہ سے معلوم ہوگیا۔(۱۔ عمدۃ القاری شرح بخاری، باب صلاۃ الفجر بالمزدلفۃ، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۱۰/ ۲۰)

حدیث ۳ صحیح بخاری شریف میں عبدالرحمن بن زید نخعی سے خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت ہے:

ثم صلی الفجر حین طلع الفجر، قائل یقول: طلع الفجر، وقائل یقول: لم یطلع الفجر، واولہ قال: خرجنا مع عبداللہ الی مکۃ، ثم قدمنا جمعا الحدیث ۲۔

یعنی ہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ حج کو چلے مزدلفہ پہنچے وہاں حضرت عبداللہ نے نماز فجر طلوع فجر ہوتے ہی پڑھی کوئی کہتا فجر ہوگئی ہے کوئی کہتا ابھی نہیں۔(۲۔ صحیح البخاری، باب متی یصلی الفجر بجمع، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۲۲۸)

حدیث ۴ امام ابوجعفر طحاوی انہیں عبدالرحمن نخعی سے راوی:

مسئلہ ۷: عورتوں کے لیے ہمیشہ فجر کی نماز غلس (یعنی اوّل وقت) میں مستحب ہے اور باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے، کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں، جب جماعت ہو چکے تو پڑھیں۔(14)

مسئلہ ۸: جاڑوں کی ظہر میں جلدی مستحب ہے، گرمی کے دنوں میں تاخیر مستحب ہے، خواہ تنہا پڑھے یا جماعت کے ساتھ، ہاں گرمیوں میں ظہر کی جماعت اوّل وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کے لیے جماعت کا ترک جائز نہیں، موسم ربیع جاڑوں کے حکم میں ہے اور خریف گرمیوں کے حکم میں۔(15)

مسئلہ ۹: جمعہ کا وقت مستحب وہی ہے، جو ظہر کے لیے ہے۔(16)

مسئلہ ۱۰: عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے، مگر نہ اتنی تاخیر کہ خود قرص آفتاب میں زردی آجائے، کہ اس پر بے تکلف بے غبار و بخار نگاہ قائم ہونے لگے، دھوپ کی زردی کا اعتبار نہیں۔(17)

مسئلہ ۱۱: بہتر یہ ہے کہ ظہر مثل اوّل میں پڑھیں اور عصر مثل ثانی کے بعد۔(18)

مسئلہ ۱۲: تجربہ سے ثابت ہوا کہ قرص آفتاب میں یہ زردی اس وقت آجاتی ہے، جب غروب میں بیس منٹ باقی رہتے ہیں، تو اسی قدر وقتِ کراہت ہے یوہیں بعد طلوع بیس منٹ کے بعد جواز نماز کا وقت ہوجاتا ہے۔(19)

قال صلی عبداللہ باصحابہ صلاۃ المغرب، فقام اصحابہ یتراء ون الشمس، فقال: ماتنظرون؟ قالوا: ننظر اغابت الشمس! فقال عبداللہ: ھذا، واللہ الذی لاالٰہ الا ھو، وقت ھذہ الصلاۃ الحدیث ۳ ۔

(۳۔ شرح معانی الآثار، باب مواقیت الصلوۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/۱۰۷)

یعنی عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے اصحاب کو نماز مغرب پڑھائی اُن کے اصحاب اُٹھ کر سورج دیکھنے لگے، فرمایا: کیا دیکھتے ہو؟ عرض کی: یہ دیکھتے ہیں کہ سورج ڈوبا یا نہیں! فرمایا: قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں کہ یہ عین وقت اس نماز کا ہے۔

نماز سے فارغ ہوکر بھی اُن کے اصحاب کو شبہہ تھا کہ سورج اب بھی غروب ہوا یا نہیں فان صلی حقیقۃٌ فی الفعل دون الارادۃ والفاء للتعقیب (کیونکہ صلّی کا حقیقی معنی نماز پڑھنا ہے نہ کہ ارادہ کرنا اور فاء تعقیب کے لئے ہے۔ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۹، ص ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(14) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۳۰

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۲.

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۳۵

(16) البحرالرائق، کتاب الصلاۃ، ج ۱، ص ۴۲۹

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول فی المواقیت، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۵۲.

(18) غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی، الشرط الخامس، ص ۲۲۷

(19) الفتاوی الرضویۃ، کتاب الصلاۃ، باب الاوقات، ج ۵، ص ۱۳۸ ملخصاً

مسئلہ ۱۳: تاخیر سے مراد یہ ہے کہ وقت مستحب کے دو حصے کیے جائیں، پچھلے حصہ میں ادا کریں۔(20)

مسئلہ ۱۴: عصر کی نماز وقت مستحب میں شروع کی تھی، مگر اتنا طول دیا کہ وقت مکروہ آگیا تو اس میں کراہت نہیں۔(21)

مسئلہ ۱۵: روز ابر (جس دن بادل چھائے ہوں) کے سوا مغرب میں ہمیشہ تعجیل (جلدی) مستحب ہے اور دو رکعت سے زائد کی تاخیر مکروہِ تنزیہی اور اگر بغیر عذر سفر و مرض وغیرہ اتنی تاخیر کی کہ ستارے گُتھ گئے، تو مکروہِ تحریمی۔(22)

مسئلہ ۱۶: عشا میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک تاخیر مباح یعنی جب کہ آدھی رات ہونے سے پہلے فرض پڑھ چکے اور اتنی تاخیر کہ رات ڈھل گئی مکروہ ہے، کہ باعثِ تقلیل جماعت ہے۔(23)

مسئلہ ۱۷: نمازِ عشا سے پہلے سونا اور بعد نماز عشا دنیا کی باتیں کرنا، قصے کہانی کہنا سننا مکروہ ہے، ضروری باتیں اور تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دینی مسائل اور صالحین کے قصے اور مہمان سے بات چیت کرنے میں حرج نہیں، یوہیں طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ذکرِ الٰہی کے سوا ہر بات مکروہ ہے۔(24)

مسئلہ ۱۸: جو شخص جاگنے پر اعتماد رکھتا ہو اس کو آخر رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے، ورنہ سونے سے قبل پڑھ لے، پھر اگر پچھلے کو آنکھ کھلی تو تہجد پڑھے وتر کا اعادہ جائز نہیں۔(25)

مسئلہ ۱۹: ابر کے دن عصر و عشا میں تعجیل مستحب ہے اور باقی نمازوں میں تاخیر۔(26)

مسئلہ ۲۰: سفر وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے دو نمازوں کا ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے، خواہ یوں ہو کہ دوسری کو پہلی ہی کے وقت میں پڑھے یا یوں کہ پہلی کو اس قدر موخر کرے کہ اس کا وقت جاتا رہے اور دوسری کے وقت میں پڑھے مگر اس دوسری صورت میں پہلی نماز ذمہ سے ساقط ہوگئی کہ بصورت قضا پڑھ لی اگرچہ نماز کے قضا کرنے کا گناہ

---

(20) البحرالرائق

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول في المواقیت، الفصل الثاني، ج۱، ص ۵۲

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول في المواقیت، الفصل الثاني، ج۱، ص ۵۲.

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص ۳۳

(23) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص ۳۲، والبحرالرائق، کتاب الصلاۃ، ج۱، ص ۴۳۰

(24) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص ۵۵.

وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب في طلوع الشمس من مغربھا، ج۲، ص ۳۳

(25) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب في طلوع الشمس من مغربھا، ج۲، ص ۳۴

(26) الھدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب الاول في المواقیت، فصل ویستحب الاسفار بالفجر، ج۱، ص ۴۱

کبیرہ سر پر ہوا اور پہلی صورت میں تو دوسری نماز ہوگی ہی نہیں اور فرض ذمہ پر باقی ہے۔ ہاں اگر عذر سفر و مرض وغیرہ سے صورۃً جمع کرے کہ پہلی کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری کو اس کے اوّل وقت میں پڑھے کہ حقیقتاً دونوں اپنے اپنے وقت میں واقع ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ (27)

مسئلہ ۲۱: عرفہ و مزدلفہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، کہ عرفہ میں ظہر و عصر وقت ظہر میں پڑھی جائیں اور مزدلفہ میں مغرب وعشا وقت عشا میں۔ (28)

اوقات مکروہہ: طلوع وغروب ونصف النہار ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا، یوہیں سجدۂ تلاوت وسجدۂ سہو بھی ناجائز ہے، البتہ اس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگرچہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے، مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ حدیث میں اس کو منافق کی نماز فرمایا، طلوع سے مراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس وقت تک ہے کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے جس کی مقدار کنارہ چمکنے سے ۲۰ منٹ تک ہے اور اس وقت سے کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے ڈوبنے تک غروب ہے، یہ وقت بھی ۲۰ منٹ ہے، نصف النہار سے مراد نصف النہار شرعی

---

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول في المواقیت، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۲

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

دو ۲ نمازوں کو بلاعذر جمع حقیقی کرنا کہ پہلی کا وقت کھو کر دوسری کے وقت میں پڑھیں یا دوسری کا وقت آنے سے پہلے اُسے پہلی کے وقت میں پڑھ لیں حرام ہے پہلی صورت میں نماز قضا ہوگی اور دوسری میں ہوگی ہی نہیں اس کی تحقیق اعلیٰ درجہ بیان پر فقیر کے رسالہ حاجز البحرین میں ہے پانی موجود ہو اور ضرر نہ کرے تو ایسی چیز کیلئے جو بلاطہارت ناجائز ہے جیسے نماز یا قرآن مجید کا چھونا یا سجدہ تلاوت وغیرہا تیمم حرام ہے۔ ہاں جو چیزیں بلاطہارت بھی جائز ہیں جیسے درود شریف، کلمہ شریف یا بے وضو قرآن مجید پڑھنا، مسجد میں جانا سلام کرنا سلام کا جواب دینا ان کیلئے اگر تیمم کرلیا مضائقہ نہیں بلکہ بہتر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۱۸۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول في المواقیت، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۲

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن ام عبد (یعنی ابن مسعود) کی باتوں سے تمسک کیا کرو نے فرمایا ہے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی نماز بغیر وقت کے پڑھی ہو مگر دو ۲ نمازیں، مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو جمع کیا اور اس دن فجر کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی۔ بحوالہ بخاری، مسلم، ابوداود، نسائی اس طرح ابن مسعود نے نماز کی اپنے وقت سے تقدیم وتاخیر کی نفی کردی ہے اور بتادیا ہے کہ ایسا صرف دو ۲ نمازوں میں ہوا تھا، جن میں سے ایک نماز کا تو انہوں نے ذکر کردیا، یعنی مزدلفہ کی مغرب، کہ اس کو عشاء تک مؤخر کیا تھا، مگر دوسری نماز کا ذکر نہیں کیا، یعنی عرفہ کی عصر کا، کہ اس کے ظہر کے وقت میں مقدم کرکے پڑھا تھا، عدمِ ذکر کی وجہ، اس کا مشہور ہونا ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص ۲۹۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سے نصف النہار حقیقی یعنی آفتاب ڈھلنے تک ہے جس کوضحوۂ کبریٰ کہتے ہیں یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک آج جو وقت ہے، اس کے برابر برابر دو حصے کریں، پہلے حصہ کے ختم پر ابتدائے نصف النہار شرعی ہے اور اس وقت سے آفتاب ڈھلنے تک وقت استواو ممانعت ہر نماز ہے۔(29)

مسئلہ ۲۲: عوام اگر صبح کی نماز آفتاب نکلنے کے وقت پڑھیں تو منع نہ کیا جائے۔(30)

مسئلہ ۲۳: جنازہ اگر اوقاتِ ممنوعہ میں لایا گیا، تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں کراہت، اس صورت میں ہے کہ پیشتر سے طیار موجود ہے اور تاخیر کی یہاں تک کہ وقتِ کراہت آ گیا۔(31)

مسئلہ ۲۴: ان اوقات میں آیت سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ میں تاخیر کرے، یہاں تک کہ وقتِ کراہت

---

(29) المرجع السابق، الفصل الثالث، والدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۳۷.

والفتاوی الرضویۃ، کتاب الصلاۃ، باب الاوقات، ج ۵، ص ۱۲۲.

(30) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۳۸.

مگر نماز کے سلام کے بعد کہہ دیا جائے کہ نماز نہ ہوئی، آفتاب بلند ہونے کے بعد پھر پڑھیں۔

(31) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: یشترط العلم بدخول الوقت، ج ۲، ص ۴۳

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

صلاۃ الجنازۃ مشروعۃ فی کل وقت حتی فی الاوقات الثلثۃ ان حضرت فیہا، فی الدر المختار ینعقد نفل بشروع فیہا بکراھۃ التحریم لا ینعقد الفرض وماھو ملحق بہ کو اجب لعینہ کو تر و سجدۃ تلاوۃ وصلوۃ جنازۃ تلیت الأیۃ فی کامل و حضرت الجنازۃ قبل لوجوہ کاملا فلا یتادی ناقصا فلو وجبتا فیہالم یکرہ فعلہما ای تحریما وفی التحفۃ الافضل ان لاتؤخر الجنازۃ ا ۔ اھ فی ردالمحتار مافی التحفۃ اقرہ فی البحر والنھر والفتح والمعراج لحدیث ثلث لا یؤخرن منہا الجنازۃ اذا حضرت ۲ ۔ اھ

(ا ۔ درمختار، کتاب الصلوۃ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۶۱) (۲ ۔ ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، مصطفی البابی مصر، ۱/ ۲۷۵)

نمازِ جنازہ ہر وقت مشروع ہے یہاں تک کہ تینوں اوقات مکروہہ میں بھی، اگر اُسی وقت آیا ہو۔ درمختار میں ہے: ان اوقات میں نمازِ نفل کراہت تحریم کے ساتھ ہو جائے گی، فرض نہ ہوگا اور وہ بھی جو اس سے ملحق ہے جیسے واجب لعینہ، جیسے وتر اور سجدہ تلاوت و نمازِ جنازہ جبکہ آیت سجدہ کامل وقت میں پڑھی گئی ہو اور جنازہ وقت مکروہ سے پہلے آ گیا ہو اس لئے کہ ان کا وجوب کامل ہُوا تو ناقص طور پر ادائیگی نہ ہوگی، ہاں اگر ان دونوں کا وجوب ان ہی اوقات میں ہوا ہو تو ان اوقات میں ان کی ادائیگی مکروہ تحریمی نہیں۔ تحفہ میں ہے: افضل یہ ہے کہ جنازہ میں دیر نہ کی جائے اھ۔ ردالمحتار میں ہے: تحفہ میں جو مذکور ہے اسے بحر، نہر، فتح اور معراج میں برقرار رکھا ہے کیونکہ حدیث میں ہے: ۳ تین چیزوں میں دیر نہ کی جائے ان میں سے ایک یہ جنازہ ہے جب آ جائے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۱۸۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

جاتا رہے اور اگر وقت مکروہ ہی میں کرلیا تو بھی جائز ہے اور اگر وقتِ غیر مکروہ میں پڑھی تھی تو وقتِ مکروہ میں سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔(32)

مسئلہ ۲۵: ان اوقات میں قضا نماز ناجائز ہے اور اگر قضا شروع کر لی تو واجب ہے کہ توڑ دے اور وقتِ غیر مکروہ میں پڑھے اور اگر توڑی نہیں اور پڑھ لی تو فرض ساقط ہو جائے گا اور گناہگار ہوگا۔(33)

مسئلہ ۲۶: کسی نے خاص ان اوقات میں نماز پڑھنے کی نذر مانی یا مطلقاً نماز پڑھنے کی منت مانی، دونوں صورتوں میں ان اوقات میں اس نذر کا پورا کرنا جائز نہیں، بلکہ وقت کامل میں اپنی منت پوری کرے۔(34)

مسئلہ ۲۷: ان وقتوں میں نفل نماز شروع کی تو وہ نماز واجب ہوگئی، مگر اس وقت پڑھنا جائز نہیں، لہٰذا واجب ہے کہ توڑ دے اور وقت کامل میں قضا کرے اور اگر پوری کر لی تو گنہگار ہوا اور اب قضا واجب نہیں۔(35)

مسئلہ ۲۸: جو نماز وقت مباح یا مکروہ میں شروع کر کے فاسد کر دی تھی، اس کو بھی ان اوقات میں پڑھنا ناجائز ہے۔(36)

مسئلہ ۲۹: ان اوقات میں تلاوتِ قرآن مجید بہتر نہیں، بہتر یہ ہے کہ ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔(37)

مسئلہ ۳۰: بارہ (۱۲) وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے اور ان کے بعض یعنی ۶ و ۱۲ میں فرائض و واجبات و نمازِ جنازہ و سجدۂ تلاوت کی بھی ممانعت ہے۔

(۱) طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس درمیان میں سوا دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔(38)

مسئلہ ۳۱: اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پیشتر (پہلے) نماز نفل پڑھ رہا تھا، ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ فجر طلوع کر آئی تو دوسری بھی پڑھ کر پوری کر لے اور یہ دونوں رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں، اور اگر چار رکعت کی نیت کی تھی اور ایک رکعت کے بعد طلوع فجر ہوا اور چاروں رکعتیں پوری کر لیں تو پچھلی دو رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام

---

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الأول في المواقیت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۲

(33) المرجع السابق، والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۴۳

(34) المرجع السابق

(35) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۴۳

(36) المرجع السابق، ص۴۵

(37) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۴۴

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول في المواقیت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۲

ہوجائیں گی۔(39)

مسئلہ ۳۲: نمازِ فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک اگرچہ وقت وسیع باقی ہو اگرچہ سنت فجر فرض سے پہلے نہ پڑھی تھی اور اب پڑھنا چاہتا ہو، جائز نہیں۔(40)

مسئلہ ۳۳: فرض سے پیشتر سنت فجر شروع کر کے فاسد کر دی تھی اور اب فرض کے بعد اس کی قضا پڑھنا چاہتا ہے، یہ بھی جائز نہیں۔(41)

(۲) اپنے مذہب کی جماعت کے لیے اِقامت ہوئی تو اِقامت سے ختم جماعت تک نفل وسنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر نماز فجر قائم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ میں شرکت ہو گی، تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ اور دور سنت فجر پڑھ کر شریک جماعت ہو اور جو جانتا ہے کہ سنت میں مشغول ہوگا تو جماعت جاتی رہے گی اور سنت کے خیال سے جماعت ترک کی یہ ناجائز وگناہ ہے اور باقی نمازوں میں اگرچہ جماعت ملنا معلوم ہو سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔(42)

(۳) نمازِ عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے، نفل نماز شروع کر کے توڑ دی تھی اس کی قضا بھی اس وقت میں منع ہے اور پڑھ لی تو ناکافی ہے، قضا اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوئی۔(43)

(۴) غروب آفتاب سے فرض مغرب تک۔(44) مگر امام ابن الہمام نے دو رکعت خفیف کا استثنا فرمایا۔(45)

(۵) جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبۂ جمعہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک نماز نفل مکروہ ہے،

---

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج۱، ص ۵۲

(40) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج۱، ص ۵۳

(41) الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج۱، ص ۵۳

(42) المرجع السابق، والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص ۴۸

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
اگر جانتا ہے سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہو سکے گا اور صف سے دور سنتیں پڑھنے کو جگہ ہے تو پڑھ کر لے ورنہ بے پڑھے، پھر بعد بلندی آفتاب پڑھے، اس سے پہلے پڑھنا گناہ ہے، کان میں آواز آنے کا اعتبار نہیں، امام اندر پڑھ رہا ہو باہر پڑھے، باہر پڑھتا ہو اندر پڑھے، حد مسجد کے باہر پاک جگہ پڑھنے کو ہو تو سب سے بہتر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۱۹۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(43) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج۱، ص ۵۳۔

(44) المرجع السابق، والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص ۴۶۔

(45) فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب النوافل، ج۱، ص ۳۸۹

یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی۔(46)

(۶) عین خطبہ کے وقت اگرچہ پہلا ہو یا دوسرا اور جمعہ کا ہو یا خطبۂ عیدین یا کسوف و استسقا و حج و نکاح کا ہو ہر نماز حتی کہ قضا بھی ناجائز ہے، مگر صاحب ترتیب کے لیے خطبۂ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔(47)

مسئلہ ۳۴: جمعہ کی سنتیں شروع کی تھیں کہ امام خطبہ کے لیے اپنی جگہ سے اٹھا چاروں رکعتیں پوری کرلے۔(48)

(۷) نماز عیدین سے پیشتر نفل مکروہ ہے، خواہ گھر میں پڑھے یا عیدگاہ و مسجد میں۔(49)

(۸) نماز عیدین کے بعد نفل مکروہ ہے، جب کہ عیدگاہ یا مسجد میں پڑھے، گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔(50)

(۹) عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں، ان کے درمیان میں اور بعد میں بھی نفل و سنت مکروہ ہے۔(51)

(۱۰) مزدلفہ میں جو مغرب و عشا جمع کیے جاتے ہیں، فقط ان کے درمیان میں نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے، بعد میں مکروہ نہیں۔(52)

(۱۱) فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر و ظہر مکروہ ہے۔(53)

(۱۲) جس بات سے دل بٹے اور دفع کرسکتا ہو اسے بے دفع کیے ہر نماز مکروہ ہے مثلاً پاخانے یا پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو مگر جب وقت جاتا ہو تو پڑھ لے پھر پھیرے۔(54) یوہیں کھانا سامنے آگیا اور اس کی خواہش ہو غرض کوئی ایسا امر درپیش ہو جس سے دل بٹے خشوع میں فرق آئے ان وقتوں میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(55)

مسئلہ ۳۵: فجر اور ظہر کے پورے وقت اوّل سے آخر تک بلا کراہت ہیں۔(56) یعنی یہ نمازیں اپنے وقت کے جس حصے میں پڑھی جائیں اصلاً مکروہ نہیں۔

---

(46) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۴۷

(47) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۴۸

(48) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۳

(49) المرجع السابق، والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۵۰

(50) المرجع السابق

(51) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۵۰.

(52) المرجع السابق، والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۳

(53) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۵۰

(54) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول فی المواقیت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۳.

(55) المرجع السابق، والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۵۱

(56) البحرالرائق، کتاب الصلاۃ، ج۱، ص۴۳۲

اَذان (1) کا بیان

قال اللہ تعالیٰ:

(1) اللہ عزوجل کی رضا کے لئے اذان دینے کا ثواب

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔

(پ24،حٰم السجدہ:33)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں، میرا خیال ہے کہ یہ آیت مؤذِّنین کے حق میں نازل ہوئی۔

حضرتِ سیدنا عبدالرحمن بن ابی صَعْصَعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرتِ سیدنا ابوسَعِید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم جانوروں اور جنگل میں رہنے کو پسند کرتے ہو، لہٰذا جب تم جنگل میں ہوا کرو اور نماز کے لئے اذان دو تو بلند آواز کے ساتھ اذان دیا کرو کیونکہ مؤذِّن کی آواز کو جو کوئی جن یا انسان یا دوسری چیز سنے گی وہ قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دے گی۔ حضرت سیدنا ابوسَعِید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب رفع الصوت بالنداء، رقم ۶۰۹، ج ۱، ص ۲۲۲)

ابن خزیمہ کی روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ بیشک میں نے آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ موذن کی آواز کو جو بھی درخت، پتھر، جن یا انسان سنے گا وہ اس کے لئے گواہی دے گا۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا کہ آواز کی انتہا تک مؤذن کی مغفرت کردی جاتی ہے اور ہر خشک وتر چیز اس کے لئے گواہی دے گی۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے، اسے اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے ثواب کی مثل ثواب ملے گا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب رفع الصوت بالاذان، رقم ۵۱۵، ج ۱، ص ۲۱۸)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا، آواز کی انتہاء تک موذن کی مغفرت کردی جاتی ہے اور اس کے لئے ہر خشک وتر چیز استغفار کرتی ہے۔

(مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمر بن خطاب، رقم ۶۲۱۰، ج ۲، ص ۵۰۰)

....

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں اور موذن کی آواز کی انتہاء تک اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، اس کی آواز جو خشک وتر چیز سنتی ہے اس کی تصدیق کرتی ہے اور اسے اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی مثل ثواب ملتا ہے۔

(سنن نسائی، کتاب الاذان، باب رفع الصوت بالاذان، ج ۲، ص ۱۳)

موذن کی آواز

موذن کی آواز کی انتہا تک مغفرت کر دیے جانے سے مراد یہ ہے کہ جیسے جیسے اس کی آواز بلند ہوتی جاتی ہے مغفرت بھی غایت تک پہنچتی جاتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اگر موذن کے مقام سے اذان کی آواز پہنچنے کی انتہا تک موذن کے گناہ بھر دیئے جائیں تو اللہ تعالیٰ وہ گناہ بھی معاف فرما دیگا۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّد المبلغین، رَحمۃٌ لِلعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا رحمن عزوجل کا دستِ قدرت موذن کے سر پر ہوتا ہے اور بیشک موذن کی آواز کی انتہاء تک اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

(طبرانی اوسط، رقم ۱۹۸۷، ج ۱، ص ۵۳۹)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، اگر لوگ جان لیں کہ اذان اور پہلی صف میں کیا ہے؟ اور پھر ان دونوں سعادتوں کو پانے کے لئے انہیں قرعہ اندازی کرنا پڑے تو ضرور کر گزریں۔ (صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الاستھام فی الاذان، رقم ۶۱۵، ج ۱، ص ۲۲۴)

فضیلت سے لاعلم

لوگ جب اذان اور صف اول کے ثواب کو جان لیں گے تو ہر ایک یہی چاہے گا کہ اسے اذان کا موقع دیا جائے تو ایسی صورت میں نزاع ختم کرنے کے لئے قرعہ اندازی کا طریقہ اختیار کرنا پڑے گا، مگر افسوس! کہ لوگ ان دونوں اعمال کے ثواب اور ان کی فضیلت سے لاعلم ہیں۔

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، اگر لوگ جان لیں کہ اذان میں کیا ہے؟ تو اس کے حصول کے لئے تلوار سے لڑیں۔

(مسند احمد، مسند ابی سعید الخدری، رقم ۱۱۲۴۱، ج ۴، ص ۵۹)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا کہ امام ذمہ دار ہیں اور موذن امانت دار ہیں اے میرے رب عزوجل! آئمہ کو ہدایت عطا فرما اور موذنین کی مغفرت فرما۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب ما یجب علی الموذن من تعاھد الوقت، رقم ۵۱۷، ج ۱، ص ۲۱۸)

ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ خاتمُ المُرسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوبِ ربُّ العلمین، ←

....

جنابِ صادق وامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، مؤذنین امانت دار ہیں اور آئمہ ذمہ دار ہیں پھر تین مرتبہ دعا فرمائی کہ اے اللہ عزوجل مؤذنین کی مغفرت فرما اور آئمہ کو ہدایت عطا فرما۔

جبکہ ابن حبان میں ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام ذمہ دار ہے اور مؤذن امانت دار ہے اللہ تعالیٰ آئمہ کو ہدایت عطا فرمائے اور مؤذنین کو معاف فرمائے۔

حضرتِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، قیامت کے دن مؤذنین لوگوں میں سب سے لمبی گردنوں والے ہونگے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب فضل الاذان وھرب الشیطان عندسماعہ، رقم ۳۸۷، ص ۲۰۴)

لمبی گردنیں

لمبی گردنوں سے مراد ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عمل والے لوگ مؤذنین ہونگے اور ایک قول یہ ہے کہ مؤذنین کی گردنیں حقیقۃً لمبی ہونگی کیونکہ قیامت کے دن لوگ تعداد میں کثیر اور پریشان حال ہونگے کوئی پسینہ میں منہ تک ڈوبا ہوا ہوگا، کسی کا پسینہ کانوں کی لو تک پہنچتا ہوگا اور کسی کا پسینہ سر سے بلند ہو جائے گا، جبکہ مؤذنین اس دن لوگوں میں سب سے لمبی گردنوں والے ہونگے اور ان کے سر دیگر لوگوں سے بلند ہوں گے۔ اور وہ جنت میں داخلہ کی اجازت کے منتظر ہونگے۔

ایک احتمال یہ بھی ہے کہ ان کی گردنیں لمبی نہ ہونگی بلکہ مکان کی اونچائی کی بناء پر ان کی گردنیں لمبی نظر آئیں گی کیونکہ مؤذنین قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر کھڑے ہونگے، جبکہ دیگر لوگ محشر کی زمین پر ہونگے جیسا کہ اگلی حدیث مبارکہ میں بیان ہوگا، اور ان کا مقام ہموار ہونے کی وجہ سے ان کے سر کی اونچائی یکساں ہوگی جبکہ مؤذنین کو بلند مقام سے مشرف کیا جائے گا اور یہ کوئی بعید نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، تین شخص مشک کے ٹیلوں پر ہونگے (۱) وہ غلام جس نے اللہ عزوجل اور اپنے آقا کا حق ادا کیا (۲) وہ شخص جو کسی قوم کا امام بنے اور وہ اس سے راضی ہوں (۳) وہ شخص جو دن اور رات میں پانچ نمازوں کے لئے اذان دیتا ہے۔ (سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی فضل المملوک الصالح، رقم ۱۹۹۳، ج ۳، ص ۳۹۷)

طبرانی کی روایت میں ہے کہ تین اشخاص ایسے ہونگے جنہیں بڑی گھبراہٹ یعنی قیامت دہشت زدہ نہ کرسکے گی اور حساب ان تک نہ پہنچے گا، وہ مشک کے ٹیلے پر ہونگے یہاں تک کہ مخلوق حساب سے فارغ ہو جائے۔

پہلا: وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قرآن پڑھے اور اس کے ذریعے کسی قوم کی امامت کرائے اور وہ قوم بھی اس سے راضی ہو، دوسرا: وہ شخص جو اللہ عزوجل کی رضا کے لئے نمازوں کے لئے اذان دے اور تیسرا: وہ غلام جس نے اپنے رب عزوجل اور اپنے آقا کا معاملہ خوش اسلوبی سے نبھایا۔

←

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سات مرتبہ (۷) نہ سنی ہوتی تو میں اسے ہرگز نہ بیان کرتا۔ میں نے سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین افراد مشک کے ٹیلوں پر ہونگے قیامت کے دن کی گھبراہٹ انہیں دہشت زدہ نہ کرے گی اور وہ اس وقت بھی پرسکون ہونگے جب لوگ دہشت زدہ ہونگے۔ پہلا وہ شخص جس نے قرآن سیکھا پھر اس کے ذریعے اللہ عزوجل کی رضا اور انعام کا طلب گار ہوا اور دوسرا وہ شخص جو ہر دن رات میں اللہ عزوجل کی رضا اور اس کے انعامات میں رغبت کرتے ہوئے پانچوں نمازوں کے لئے اذان دے اور تیسرا وہ شخص جس کو دنیا کی غلامی اپنے رب عزوجل کی اطاعت سے نہ روکے، اللہ عزوجل کی رضا اور اسکے انعامات میں رغبت کرتے ہوئے پانچوں نمازوں کے لیے اذان دے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا، اگر میں قسم اٹھا کر کہوں تو سچ ہی کہوں گا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے پسندیدہ بندے سورج اور چاند (یعنی اوقاتِ نماز) کا خیال رکھنے والے یعنی مؤذنین ہیں اور یہ لوگ قیامت کے دن اپنی گردنوں کی لمبائی کے باعث پہچانے جائیں گے۔

(طبرانی اوسط، رقم ۴۸۰۸، ج ۳، ص ۳۴۸)

حضرت سیدنا ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا، بیشک اللہ عزوجل کے بندوں میں سے سے بہتر وہ ہیں جو نماز کیلئے سورج اور چاند (یعنی اوقاتِ نماز) کی رعایت کرتے ہیں۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب فضل الاذان، رقم ۱۸۴۰، ج ۲، ص ۸۳)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب شیطان اذان کی آواز سنتا ہے روحاء کے مقام تک دور ہٹ جاتا ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ روحاء مدینہ منورہ سے ۳۶ میل کے فاصلے پر ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب فضل الاذان وھرب الشیطان عنہ سماعہ، رقم ۳۸۸، ص ۲۰۴)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا، جب نماز کے لئے ندا یعنی اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اس کا حال یہ ہوتا ہے جب تک اذان کی آواز سنتا ہے گوز مارتا (یعنی ریح خارج کرتا) رہتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سن سکے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل التاذین، رقم ۶۰۸، ج ۱، ص ۲۲۲)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا، ثواب کی امید پر اذان دینے والا مؤذن اپنے خون سے لتھڑے ہوئے شہید کی طرح ہے، وہ اذان اور اقامت کے درمیان اللہ عزوجل سے اپنی پسندیدہ شے کی تمنا کرتا ہے۔

(طبرانی کبیر، رقم ۱۳۵۵۴، ج ۱۲، ص ۳۲۲، بتغیر قلیل) ←

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی بستی میں اذان دی جاتی ہے تو اللہ عزوجل اس دن اس بستی کو اپنے عذاب سے امان عطا فرما دیتا ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۷۴۶، ج ۱، ص ۲۵۷)

حضرتِ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربّ العزت، محسنِ انسانیت صلّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا، جس قوم میں صبح کو اذان دی جاتی ہے وہ شام تک اللہ عزوجل کی امان میں ہوتی ہے اور جس قوم میں شام کو اذان دی جاتی ہے وہ صبح تک اللہ عزوجل کی امان میں ہوتی ہے۔

(طبرانی کبیر، رقم ۴۹۸، ج ۲۰، ص ۲۱۵)

حضرتِ سیدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلّم نے دورانِ سفر ایک شخص کو اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ فطرت کے مطابق ہے۔ پھر اس شخص نے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا تو فرمایا، یہ جہنم سے محفوظ ہوگیا۔ پھر لوگ اس شخص کی طرف دوڑے تو دیکھا کہ وہ ایک چرواہا تھا جو نماز کا وقت ہونے پر کھڑے ہو کر اذان دے رہا تھا۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب الامساک عن الاغارۃ علی قوم الخ، رقم ۳۸۲ ص ۲۰۲)

حضرتِ سیدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، تمہارا رب عزوجل، پہاڑ کی چٹان پر نماز کے لئے اذان دینے اور نماز پڑھنے والے چرواہے سے بہت خوش ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو دیکھو میرا یہ بندہ میرے خوف سے اذان دیتا اور نماز پڑھتا ہے، بیشک میں نے اس کی مغفرت کر دی اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

(سنن نسائی، کتاب الاذان، باب الاذان لمن یصلی وحدہ، ج ۲، ص ۲۰)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل سکھائیے یا ایسے عمل کی طرف میری رہنمائی کیجئے جو مجھے جنت میں پہنچا دے۔ ارشاد فرمایا، مؤذن بن جاؤ۔ اس نے عرض کیا، میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو ارشاد فرمایا، امام بن جاؤ۔ اس نے عرض کیا، میں یہ بھی نہیں کرسکتا۔ تو فرمایا (پھر) امام کے برابر میں کھڑے ہوا کرو۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الصلوٰۃ، باب فی الاذان، رقم ۲۲، ج ۱، ص ۱۱۲)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالٰی علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا، جو بارہ سال تک اذان دے گا اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی اور اس کے اذان دینے کے بدلے میں اس کے لئے روزانہ ساٹھ نیکیاں اور ہر اقامت کے عوض تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاذان والسنۃ فیہا، باب فضل الاذان، رقم ۷۲۸، ج ۱، ص ۴۰۲) ــــ

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ○ (2)

اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمانوں میں ہوں۔

امیرالمؤمنین فاروق اعظم اور عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اذان خواب میں تعلیم ہوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ خواب حق ہے اور عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: جاؤ بلال کو تلقین کرو، وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔ (3) اس حدیث کو ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے روایت کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا: کہ اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں کرلو، کہ اس کے سبب تمہاری آواز زیادہ بلند ہوگی۔ (4) اس حدیث کو ابن ماجہ نے عبدالرحمن بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

اذان کہنے کی بہت بڑی بڑی فضیلتیں احادیث میں مذکور ہیں، بعض فضائل ذکر کیے جاتے ہیں:

حدیث ۱: مسلم و احمد و ابن ماجہ، معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز ہوں گی۔ (5) علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں، یہ

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے ثواب کی امید پر سات سال تک اذان دی، اس کے لئے دوزخ سے نجات لکھ دی جائے گی۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الاذان والسنۃ فیھا، باب فضل الاذان، رقم ۷۲۷، ج۱، ص ۴۰۲)

حضرت سیدنا عثمان بن ابو عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جو آخری وصیت فرمائی وہ یہ تھی کہ مؤذن ایسے شخص کو بناؤ جو اذان دینے پر اجرت نہ لے۔

(سنن ترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی کراھیۃ ان یاخذ المؤذن علی الاذان ثوابا، رقم ۲۰۹، ج۱، ص ۲۵۲)

(2) پ ۲۴، حم السجدۃ: ۳۳

(3) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب کیف الاذان، الحدیث: ۴۹۹، ج۱، ص ۲۱۰

(4) سنن ابن ماجہ، أبواب الاذان، باب السنۃ في الاذان، الحدیث: ۷۱۰، ج۱، ص ۳۹۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲۔ یعنی انگلیاں کانوں میں ڈالنے سے آواز بلند نکلتی ہے اور اس اذان میں بلند آواز چاہیے، اس لیے ڈال لیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بچے کے کان میں اذان کے وقت انگلیاں کانوں میں لگانا سنت نہیں۔ یوں ہی اقامت (تکبیر) میں، یوں ہی ہر اس جگہ جہاں بلند آواز مطلوب نہ ہو، لیکن اگر لاؤڈ اسپیکر پر اذان کہی جاوے تو انگلیاں لگالے کہ یہاں بلندی آواز مطلوب ہے۔ اذان قبر پر انگلیاں لگائے کہ وہاں بلند آواز مطلوب ہے اس اذان سے شیاطین بھاگتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص ۴۱۴)

(5) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل الاذان... إلخ، الحدیث: ۳۸۷، ص ۲۰۴

←

حدیث متواتر ہے اور حدیث کے معنی یہ بیان فرماتے ہیں کہ مؤذن رحمتِ الٰہی کے بہت امیدوار ہوں گے کہ جس کو جس چیز کی امید ہوتی ہے، اس کی طرف گردن دراز کرتا ہے یا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو ثواب بہت ہے اور بعضوں نے کہا یہ کہ یہ ہے، اس سے کہ شرمندہ نہ ہوں گے اس لیے کہ جو شرمندہ ہوتا ہے، اس کی گردن جھک جاتی ہے۔(6)

حدیث ۲: امام احمد، ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: مؤذن کی جہاں تک آواز پہنچتی ہے، اس کے لیے مغفرت کر دی جاتی ہے اور ہر تر و خشک جس نے اس کی آواز سنی اس کی تصدیق کرتا ہے۔(7) اور ایک روایت میں ہے کہ ہر تر و خشک جس نے آواز سنی اس کے لیے گواہی دے گا۔(8) دوسری روایت میں ہے، ہر ڈھیلا اور پتھر اس کے لیے گواہی دے گا۔ (9)

حدیث ۳: بخاری و مسلم و مالک و ابوداود، ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: جب اَذان کہی جاتی ہے، شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے، یہاں تک کہ اَذان کی آواز اسے نہ پہنچے، جب اَذان پوری ہو جاتی ہے، چلا آتا ہے، پھر جب اِقامت کہی جاتی ہے، بھاگ جاتا ہے، جب پوری ہو لیتی ہے، آجاتا ہے اور خطرہ ڈالتا ہے، کہتا ہے فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر وہ جو پہلے یاد نہ تھی یہاں تک کہ آدمی کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کتنی پڑھی۔(10)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی گردن فراز اور سربلند ہوں گے، یا سر اٹھائے رب کی رحمت کے منتظر، یا بلند قامت ہوں گے کہ دور سے پہچان لئے جائیں گے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کے جسم چھوٹے اور صرف گردنیں لمبی ہوں گی کہ یہ بدزیبی ہے۔ بعض مفسرین نے اعناق کو ہمزہ کے زیر سے پڑھا ہے، بمعنی تیز رفتاری و لمبے قدم، یعنی مؤذن جنت کی طرف دوڑتے ہوئے لمبے قدم رکھتے ہوئے جائیں گے، دوسروں سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۶۱۵)

(6) التیسیر شرح الجامع الصغیر، حرف المیم، تحت الحدیث: ۹۱۳۶، ج۶، ص۳۱۳

(7) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند أبي ہریرۃ، الحدیث: ۷۶۱۵، ج۳، ص۸۹

(8) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند أبي ہریرۃ، الحدیث: ۹۵۴۶، ج۳، ص۴۲۰

(9) کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ۲۰۸۷۸، ج۷، ص۲۷۷، الحدیث: ۲۰۹۱۳، ص۲۸۰

(10) صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب فضل التأذین، الحدیث: ۶۰۸، ج۱، ص۲۲۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خواہ نماز میں بلانے کے لیے دی جائے یا کسی اور مقصد کے لئے، جیسے بچے کے کان میں یا بعد دفن قبر پر وغیرہ۔ للصلٰوۃ اس لیے فرمایا تاکہ کوئی اذان کے لغوی معنی نہ سمجھ جائے۔

حدیث ۴: صحیح مُسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: شیطان جب اَذان سنتا ہے، اتنی دور بھاگتا ہے، جیسے روحا اور روحا مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ (11)

۲۔ یہاں بھاگنے کے ظاہری معنی ہی مراد ہیں اور اذان میں دفع شیطان کی تاثیر ہے اسی لیے طاعون پھیلنے پر اذان کہلواتے ہیں کہ یہ وباء جنات کے اثر سے ہے۔ بچے کے کان میں اذان دیتے ہیں کہ اس کی پیدائش پر شیطان موجود ہوتا ہے جس کی مار سے بچہ روتا ہے۔ دفن کے بعد قبر کے سرہانے اذان دی جاتی ہے کیونکہ وہ میت کے امتحان اور شیطان کے بہکانے کا وقت ہے، اس کی برکت سے شیطان بھاگے گا، نیز میت کے دل کو سکون ہوگا، نئے گھر میں دل لگ جائے گا، نکیرین کے سوالات کے جوابات یاد آجائیں گے۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں دیکھو۔ گوز مارنے سے مراد اس کی انتہائی ذلت اور خوف ہے کہ ایسی حالت میں ڈرنے والا گوز مارتا ہوا ہی بھاگا کرتا ہے۔

۳۔ تثویب سے مراد اقامت یعنی تکبیر ہے اس میں بھی اذان کی طرح اثر ہے۔

۴۔ چیزوں سے مراد نماز سے غیر متعلق خیالات ہیں، تجربہ ہے کہ نماز میں وہ باتیں یاد آتی ہیں جو نماز کے باہر یاد نہیں آتیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسانوں کے دلوں پر تصرف کرنے کی قدرت دی ہے انسانوں کی آزمائش کے لئے، کتنی ہی کوشش کی جائے مگر ان وسوسوں سے کلی نجات نہیں ملتی۔ چاہیئے کہ وسوسوں کی پرواہ نہ کرے نماز پڑھتا رہے، مکھیوں کی وجہ سے کھانا نہ چھوڑے۔

۵۔ مسئلہ فقہی یہ ہے کہ اگر پہلی بار یہ واقعہ پیش آئے تو نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر آتا رہتا ہو تو کم رکعتوں کا لحاظ کرے، مثلاً اگر شبہ ہوگیا کہ چار پڑھیں یا تین تو تین مانے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی افضل سے مفضول کی تاثیر بڑھ جاتی ہے۔ دیکھو نماز، تلاوت قرآن اور رکوع اور سجود سے شیطان نہیں بھاگتا۔ بھاگتا ہے تو اذان سے حالانکہ اذان سے نماز افضل ہے، حضور فرماتے ہیں کہ عمر سے شیطان بھاگتا ہے حالانکہ ابوبکر صدیق افضل ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، ص ۴۱۶)

(11) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل الاذان... إلخ، الحدیث: ۳۸۸، ص ۲۰۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ظاہر یہ ہے کہ شیطان سے مراد ابلیس ہے جو جنات کا مورث اعلٰی ہے اور ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد قرین شیطان ہو جو ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے یا سارے شیطین۔

۲۔ یعنی نمازی سے اتنی دور بھاگ جاتا ہے جتنا مدینہ سے روحاء۔

۳۔ راوی سے مراد ابوسفیان طلحہ ابن نافع مکی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ روحاء مدینہ منورہ سے مکہ کی جانب ۳۶ میل یعنی ۱۲ کوس ہے، اس سے شیطان کی قوت رفتار معلوم ہوئی کہ وہ پل بھر میں ۳۶ میل جا سکتا ہے کیوں نہ ہو کہ وہ آتشی ہے۔ آگ کی رفتار اگر دیکھنا ہو تو آج بجلی کی رفتار دیکھ لو، جب نار کی یہ رفتار ہے تو اولیاء اللہ اور انبیاء کرام نوری لوگوں کی رفتار کا کیا پوچھنا، قرآن کریم فرمارہا ہے کہ بنی اسرائیل کے ولی آصف برخیا پلک جھپکنے سے پہلے یمن سے بلقیس کا تخت شام میں لے آئے، معراج کی رات سارے نبیوں نے بیت المقدس میں حضور کے پیچھے نماز پڑھی، حضور برق رفتار براق پر سوار ہو کر پل بھر میں آسمانوں پر پہنچے، تو یہ انبیاء پہلے پہنچ کر وہاں استقبال کے لیے حاضر تھے۔ ــــہ

حدیث ۵: طَبَرانی، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اَذان دینے والا کہ طالبِ ثواب ہے، اس شہید کی مثل ہے کہ خون میں آلودہ ہے اور جب مرے گا، قبر میں اس کے بدن میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔(12)

حدیث ۶: امام بخاری اپنی تاریخ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب مؤذن اَذان کہتا ہے، رب عزوجل اپنا دستِ قدرت اس کے سر پر رکھتا ہے اور یوہیں رہتا ہے، یہاں تک کہ اَذان سے فارغ ہو اور اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، جہاں تک آواز پہنچے جب وہ فارغ ہوتا ہے، رب عزوجل فرماتا ہے: میرے بندہ نے سچ کہا اور تو نے حق گواہی دی، لہٰذا تجھے بشارت ہو۔(13)

حدیث ۷: طَبَرانی صغیر میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس بستی میں اَذان کہی جائے، اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے اس دن اسے امن دیتا ہے۔(14)

حدیث ۸: طَبَرانی، معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس قوم میں صبح کو اَذان ہوئی ان کے لیے اللہ کے عذاب سے شام تک امان ہے اور جن میں شام کو اَذان ہوئی ان کے لیے اللہ کے عذاب سے صبح تک امان ہے۔(15)

حدیث ۹: ابو یعلیٰ مُسند میں اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: میں جنت میں گیا، اس میں موتی کے گنبد دیکھے، اس کی خاک مشک کی ہے، فرمایا: اے جبریل! یہ کس کے لیے ہے؟ عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اُمت کے مؤذنوں اور اماموں کے لیے۔(16)

حدیث ۱۰: امام احمد ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اَذان کہنے میں کتنا ثواب ہے، تو اس پر باہم تلوار چلتی۔(17)

حدیث ۱۱: ترمذی و ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس

اس کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۴۳۵)

(12) المعجم الكبير للطبراني، الحديث: ۱۳۵۵۴، ج۱۲، ص۳۲۲

(13) لم نجد الحديث في تاريخ البخاري. الجامع الصغير للسيوطي، حرف الهمزة، الحديث: ۳۶۶، ص۲۸

(14) المعجم الصغير للطبراني، باب الصاد، ج۱، ص۱۷۹

(15) المعجم الكبير، الحديث: ۴۹۸، ج۲۰، ص۲۱۵

(16) الجامع الصغير، حرف الدال، الحديث: ۴۱۷۹، ص۲۵۵

(17) المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدري، الحديث: ۱۱۲۴۱، ج۴، ص۵۹

نے سات برس ثواب کے لیے اَذان کہی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے نار سے براءت لکھ دے گا۔(18)

حدیث ۱۲: ابن ماجہ وحاکم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس نے بارہ برس اَذان کہی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور ہر روز اس کی اَذان کے بدلے ساٹھ نیکیاں اور اِقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔(19)

حدیث ۱۳: بیہقی کی روایت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس نے سال بھر اَذان پر محافظت کی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔(20)

حدیث ۱۴: بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس نے پانچ نمازوں کی اَذان ایمان کی بنا پر ثواب کے لیے کہی اس کے جو گناہ پہلے ہوئے ہیں معاف ہو جائیں گے اور جو اپنے ساتھیوں کی پانچ نمازوں میں اِمامت کرے ایمان کی بنا پر ثواب کے لیے اس کے جو گناہ پیشتر ہوئے معاف کر دیئے جائیں گے۔(21)

حدیث ۱۵: ابن عساکر، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو سال بھر اَذان کہے اور اس پر اجرت طلب نہ کرے، قیامت کے دن بلایا جائے گا اور جنت میں دروازہ پر کھڑا کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا جس کے لیے تُو چاہے شفاعت کر۔(22)

حدیث ۱۶: خطیب و ابن عساکر، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: مؤذنوں کا حشر یوں ہوگا کہ جنت کی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے، ان کے آگے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے سب کے سب بلند آواز سے اَذان کہتے ہوئے آئیں گے، لوگ ان کی طرف نظر کریں گے، پوچھیں گے یہ کون لوگ ہیں؟ کہا جائے گا، یہ اُمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن ہیں، لوگ خوف میں ہیں اور ان کو خوف نہیں لوگ غم میں ہیں، ان کو غم نہیں۔(23)

---

(18) سنن ابن ماجہ، أبواب الاذان... إلخ، باب فضل الاذان... إلخ، الحدیث: ۷۲۷، ج۱، ص ۴۰۲

(19) سنن ابن ماجہ، أبواب الاذان... إلخ، باب فضل الاذان... إلخ، الحدیث: ۷۲۸، ج۱، ص ۴۰۲

(20) شعب الایمان، باب في الصلاۃ، فضل الاذان... إلخ، الحدیث: ۳۰۵۸، ج ۳، ص ۱۱۹

(21) السنن الکبری للبیھقي، کتاب الصلاۃ، باب الترغیب في الاذان، الحدیث: ۲۰۳۹، ج۱، ص ۶۳۶

(22) الجامع الصغیر، حرف المیم، الحدیث: ۸۳۷۹، ص ۵۱۱

(23) تاریخ بغداد، باب المیم، ذکر من اسمہ موسی، رقم: ۶۹۹۵، ج ۱۳، ص ۳۹

حدیث ۱۷: ابوالشیخ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب اَذان کہی جاتی ہے، آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دُعا قبول ہوتی ہے، جب اِقامت کا وقت ہوتا ہے، دُعا رد نہیں کی جاتی۔ (24) ابو داود و ترمذی کی روایت انھیں سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اَذان و اِقامت کے درمیان دُعا رد نہیں کی جاتی۔ (25)

حدیث ۱۸: دارمی و ابوداود نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دو دُعائیں رد نہیں ہوتیں یا بہت کم رد ہوتی ہیں، اَذان کے وقت اور جہاد کی شدت کے وقت۔ (26)

حدیث ۱۹: ابوالشیخ نے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اے ابن عباس! اَذان کو نماز سے تعلق ہے، تو تم میں کوئی شخص اَذان نہ کہے مگر حالتِ طہارت میں۔ (27)

حدیث ۲۰: ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لَا يُؤَذِّنُ اِلَّا مُتَوَضِّئٌ (28) کوئی شخص اَذان نہ دے مگر باوضو۔

حدیث ۲۱: بخاری و ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و احمد جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو اَذان سُن کر یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ (سَيِّدَنَا) مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (29)

حدیث ۲۲: امام احمد و مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی کی روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ مؤذن کا جواب دے پھر مجھ پر درود پڑھے پھر وسیلہ کا سوال کرے۔ (30)

حدیث ۲۳: طبرانی کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وَاجْعَلْنَا فِيْ شَفَاعَتِهٖ يَوْمَ

---

(24) كنز العمال، كتاب الاذان، كتاب الصلاة، الحديث: ۲۰۹۱۰، ج۷، ص۲۷۹

(25) سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ماجاء في الدعاء بين الاذان والاقامة، الحديث: ۵۲۱، ج۱، ص۲۲۰

(26) سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب الدعاء عند اللقاء، الحديث: ۲۵۴۰، ج۳، ص۲۹

(27) كنز العمال، كتاب الصلاة، الحديث: ۲۰۹۷۲، ج۷، ص۲۸۴

(28) جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية الاذان بغير وضوء، الحديث: ۲۰۰، ج۱، ص۲۴۳

(29) صحيح البخاري، كتاب التفسير، ۱۱۔ باب، الحديث: ۴۷۱۹، ج۳، ص۲۶۲

(30) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استحباب القول... إلخ، الحديث: ۳۸۴، ص۲۰۳. عن عبدالله بن عمرو

بقیہ مرۃ بھی ہے۔(31)

حدیث ۲۴: طبرانی کبیر میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جب تو اذان سنے تو اللہ کے داعی کا جواب دے۔(32)

(31) المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۱۲۵۵۴، ج ۱۲، ص ۶۶ ۔ ۶۷

اذان کے بعد کی دعا پڑھنے کا ثواب

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق وامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جواذان سننے کے بعد یہ دعا پڑھے گا قیامت کے دن اسکے لئے میری شفاعت حلال ہوگی اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہ ترجمہ: اے اللہ عزوجل اے اس کامل دعوت اور قائم کی جانے والی نماز کے رب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچا جسکا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، رقم ۶۱۴، ج ۱، ص ۲۲۴)

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، محبوب رب العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اذان کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے، اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَعْطِہٖ سُوْلَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ترجمہ: اے اللہ عزوجل! اے اس کامل دعوت اور قائم کی جانے والی نماز کے رب عزوجل! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور قیامت کے دن ان کی مراد پوری فرما۔

اور یہ کلمات اپنے گردموجود صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سنایا کرتے تھے اور اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اذان سننے کے بعد یہ کلمات کہیں اور فرمایا کرتے کہ جو ان کلمات کی مثل کہے گا قیامت کے دن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اس کے لئے واجب ہوجائے گی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اذان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے، اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ صَلِّ عَلٰی عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاجْعَلْنَا فِیْ شَفَاعَتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ترجمہ: اے اللہ عزوجل اے اس کامل دعوت اور قائم کی جانے والی نماز کے رب! تو اپنے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور ہمیں قیامت کے دن ان کی شفاعت پانے والوں میں شامل فرما۔

اور فرمایا کرتے کہ اذان کے بعد جو شخص یہ کلمات کہے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ان لوگوں میں شامل فرمائے گا جن کی میں شفاعت کروں گا۔(مجمع الزوائد، رقم ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ج ۲، ص ۹۴)

(32) المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۳۰۴، ج ۱۹، ص ۱۳۸

←

حدیث ۲۵: ابن ماجہ، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب مؤذن

اذان کے جواب کا ثواب

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اَللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرُ کہے تو تم میں سے کوئی اَللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرُ کہے، پھر مؤذن اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہے تو وہ شخص اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہے، پھر مؤذن اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ کہے تو وہ شخص اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ کہے، پھر مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے تو وہ شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ کہے، پھر مؤذن حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو وہ شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ کہے، پھر جب مؤذن اَللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرُ کہے تو وہ شخص اَللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرُ کہے اور جب مؤذن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہے اور یہ شخص دل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہے تو جنت میں داخل ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن الخ، رقم ۳۸۵، ص ۲۰۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص مؤذن کی آواز سن کر یہ دعا پڑھے گا اللہ عزوجل اسکے گناہ بخش دے گا،، وَاَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا ترجمہ: اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، میں اللہ عزوجل کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن الخ، رقم ۳۸۶، ص ۲۰۴)

ام المؤمنین حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کی صف کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا، اے خواتین کے گروہ! جب تم اس حبشی (یعنی حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اذان اور اقامت سنو تو جیسے یہ کہے تم بھی اسی طرح کہہ لیا کرو کیونکہ تمہارے لئے ایسا کرنے میں ہر حرف کے بدلے میں دس لاکھ نیکیاں ہیں۔ تو حضرتِ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یہ فضیلت تو عورتوں کے لئے ہے مردوں کیلئے کیا ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر! مردوں کیلئے اس سے دگنا ثواب ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۲۸، ج ۲۴، ص ۱۶)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ حضرتِ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دینا شروع کی۔ جب وہ خاموش ہوئے تو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو اس مؤذن کے قول پر یقین کرتے ہوئے اس کی مثل کہے گا جنت میں داخل ہوگا۔

(سنن نسائی، کتاب الاذان، باب القول مثل مایقول المؤذن، ج ۲، ص ۲۴)

حضرتِ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم! مؤذنین ہم سے ثواب میں بڑھ جاتے ہیں۔ تو سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مؤذن جیسے کہیں تم بھی ویسے ہی کہہ لیا کرو ←

کو اذان کہتے سنو تو جو وہ کہتا ہے، تم بھی کہو۔ (33)

حدیث ۲۶: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: مومن کو بدبختی و نامرادی کے لیے کافی ہے کہ مؤذن کو تکبیر کہتے سنے اور اجابت نہ کرے۔ (34)

حدیث ۲۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ظلم ہے، پورا ظلم اور کفر ہے اور نفاق ہے، یہ کہ اللہ کے منادی کو اذان کہتے سُنے اور حاضر نہ ہو۔ (35) یہ دونوں حدیثیں طَبَرانی نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیں اذان کے جواب کا نہایت عظیم ثواب ہے۔

حدیث ۲۸: ابوالشیخ کی روایت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (36)

حدیث ۲۹: ابن عساکر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گروہ زنان! جب تم بلال کو اذان و اِقامت کہتے سنو، تو جس طرح وہ کہتا ہے، تم بھی کہو کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے ہر کلمہ کے بدلے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ہزار درجے بلند فرمائے گا اور ہزار گناہ محو کریگا، عورتوں نے عرض کی یہ تو عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: مردوں کے لیے دُونا۔ (37)

حدیث ۳۰: طَبَرانی کی روایت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ: عورتوں کے لیے ہر کلمہ کے مقابل دس لاکھ درجے بلند کیے جائیں گے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یہ عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: مردوں کے لیے دُونا۔ (38)

حدیث ۳۱: حاکم و ابونعیم، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: مؤذن کو نماز پڑھنے والے پر دوسوبیس حسنہ زیادہ ہے، مگر وہ جو اس کی مثل کہے اور اگر اِقامت کہے تو ایک سو چالیس

جب تم پوری اذان کا جواب دے چکو تو اللہ عزوجل سے اپنی مرادیں مانگو تمہاری مرادیں پوری کی جائیں گی۔

(سنن نسائی، کتاب الصلوۃ، باب مایقول اذا سمع المؤذن، رقم ۶۷۴، ج۱، ص۲۲۱)

(33) سنن ابن ماجہ، أبواب الأذان... إلخ، باب ما يقال، إذا أذن المؤذن، الحديث: ۷۱۸، ج۱، ص۳۹۷

(34) المعجم الكبير للطبراني، الحديث: ۳۹۶، ج۲۰، ص۱۸۳

(35) المعجم الكبير للطبراني، الحديث: ۳۹۴، ج۲۰، ص۱۸۳

(36) كنز العمال، كتاب الصلاة، الحديث: ۲۱۰۰۴، ج۷، ص۲۸۷

(37) كنز العمال، كتاب الصلاة، الحديث: ۲۱۰۰۵، ج۷، ص۲۸۷

(38) المعجم الكبير للطبراني، الحديث: ۲۸، ج۲۴، ص۱۶

نیکی ہے، مگر وہ جو اس کی مثل کہے۔(39)

حدیث ۳۲: صحیح مُسلم میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: جب مؤذن اَذان دے، تو جو شخص اس کی مثل کہے اور جب وہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے، تو یہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ کہے جنت میں داخل ہوگا۔(40)

حدیث ۳۳: ابوداود وترمذی وابن ماجہ نے روایت کی، زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: نماز فجر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اَذان کہنے کا مجھے حکم دیا، میں نے اَذان کہی، بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اِقامت کہنی چاہی، فرمایا: صدائی نے اَذان کہی اور جو اَذان دے وہی اِقامت کہے۔(41)

❁❁❁❁❁

(39) کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ۲۱۰۰۸، ج۷، ص۲۸۷

(40) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ، الحدیث: ۳۸۵، ص۲۰۳

(41) جامع الترمذي، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء أن من أذن فھو یقیم، الحدیث: ۱۹۹، ج۱، ص۲۴۳

مسائل فقہیہ

اَذان عرفِ شرع میں ایک خاص قسم کا اعلان ہے، جس کے لیے الفاظ مقرر ہیں، الفاظِ اَذان یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ.(1)

مسئلہ ۱: فرض پنج گانہ کہ انھیں میں جمعہ بھی ہے، جب جماعت مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کیے جائیں تو ان کے لیے اَذان سنت مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب ہے کہ اگر اذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے، یہاں تک کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا اگر کسی شہر کے سب لوگ اَذان ترک کر دیں، تو میں ان سے قتال کروں گا اور اگر ایک شخص چھوڑ دے تو اسے ماروں گا اور قید کروں گا۔(2)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۵

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الاول، ج۱، ص۵۳.

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج۲، ص۶۰، والفتاوی الخانیۃ، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج۱، ص۳۴

مسئلہ ۲: مسجد میں بلا اَذان و اِقامت جماعت پڑھنا مکروہ ہے۔ (3)

مسئلہ ۳: قضا نماز مسجد میں پڑھے تو اَذان نہ کہے، اگر کوئی شخص شہر میں گھر میں نماز پڑھے اور اَذان نہ کہے تو کراہت نہیں، کہ وہاں کی مسجد کی اَذان اس کے لیے کافی ہے۔ اور کہہ لینا مستحب ہے۔ (4)

مسئلہ ۴: گاؤں میں مسجد ہے کہ اس میں اَذان و اِقامت ہوتی ہے، تو وہاں گھر میں نماز پڑھنے والے کا وہی حکم ہے، جو شہر میں ہے اور مسجد نہ ہو تو اَذان و اِقامت میں اس کا حکم مسافر کا سا ہے۔ (5)

مسئلہ ۵: اگر بیرون شہر و قریہ باغ یا کھیتی وغیرہ میں ہے اور وہ جگہ قریب ہے تو گاؤں یا شہر کی اَذان کِفایت کرتی ہے، پھر بھی اَذان کہہ لینا بہتر ہے اور جو قریب نہ ہو تو کافی نہیں، قریب کی حد یہ ہے کہ یہاں کی اَذان کی آواز وہاں تک پہنچتی ہو۔ (6)

مسئلہ ۶: لوگوں نے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ وہ نماز صحیح نہ ہوئی تھی اور وقت باقی ہے، تو اسی مسجد میں جماعت سے پڑھیں اور اَذان کا اعادہ نہیں اور فصل طویل نہ ہو، تو اِقامت کی بھی حاجت نہیں اور زیادہ وقفہ ہوا تو اِقامت کہے اور وقت جاتا رہا، تو غیر مسجد میں اَذان و اِقامت کے ساتھ پڑھیں۔ (7)

مسئلہ ۷: جماعت بھر کی نماز قضا ہوگئی، تو اَذان و اِقامت سے پڑھیں اور اکیلا بھی قضا کے لیے اَذان و اِقامت کہہ سکتا ہے، جب کہ جنگل میں تنہا ہو، ورنہ قضا کا اظہار گناہ ہے، ولہٰذا مسجد میں قضا پڑھنا مکروہ ہے اور پڑھے تو اَذان نہ کہے اور وتر کی قضا میں دعائے قنوت کے وقت رفع یدین نہ کرے، ہاں اگر کسی ایسے سبب سے قضا ہوگئی، جس میں وہاں کے تمام مسلمان مبتلا ہو گئے، تو اگرچہ مسجد میں پڑھیں اَذان کہیں۔ (8)

---

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الاول، ج۱، ص۵۴

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

(مسجد میں) بلا اذان جماعتِ اولیٰ مکروہ وخلافِ سنت ہے، ہاں وقت ایسا تنگ ہوگیا ہو کہ اذان کی گنجائش نہ ہو تو مجبورانہ خود ہی چھوڑی جائے گی، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۹، ص۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج۲، ص۶۲

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الاول، ج۱، ص۵۴

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الاول، ج۱، ص۵۴

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الاول، ج۱، ص۵۵.

وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب فی أذان الجوق، ج۲، ص۷۲

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الاول، ج۱، ص۵۵.

مسئلہ ۸: اہل جماعت سے چند نمازیں قضا ہوئیں، تو پہلی کے لیے اَذان و اِقامت دونوں کہیں اور باقیوں میں اختیار ہے، خواہ دونوں کہیں یا صرف اِقامت پر اِکتفا کریں اور دونوں کہنا بہتر۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ ایک مجلس میں وہ سب پڑھیں اور اگر مختلف اوقات میں پڑھیں، تو ہر مجلس میں پہلی کے لیے اَذان کہیں۔ (9)

مسئلہ ۹: وقت ہونے کے بعد اَذان کہی جائے، قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اَثنائے اَذان میں وقت آگیا، تو اعادہ کی جائے۔ (10)

مسئلہ ۱۰: اَذان کا وقت مستحب وہی ہے، جو نماز کا ہے یعنی فجر میں روشنی پھیلنے کے بعد اور مغرب اور جاڑوں کی ظہر میں اوّل وقت اور گرمیوں کی ظہر اور ہر موسم کی عصر و عشا میں نصف وقت مستحب گزرنے کے بعد، مگر عصر میں اتنی تاخیر نہ ہو کہ نماز پڑھتے پڑھتے وقت مکروہ آجائے اور اگر اوّل وقت اَذان ہوئی اور آخر وقت میں نماز ہوئی، تو بھی سنت اَذان ادا ہوگئی۔ (11)

مسئلہ ۱۱: فرائض کے سوا باقی نمازوں مثلاً وتر، جنازہ، عیدین، نذر، سنن، رواتب، تراویح، استسقا، چاشت، کسوف، خسوف، نوافل میں اَذان نہیں۔ (12)

مسئلہ ۱۲: بچے اور مغموم کے کان میں اور مرگی والے اور غضب ناک اور بدمزاج آدمی یا جانور کے کان میں اور لڑائی کی شدت اور آتش زدگی کے وقت اور بعد دفن میت (13)

والدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب في أذان الجوق، ج ۲، ص ۷۲

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۵

(10) الھدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج ۱، ص ۴۵

(11) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب في أذان الجوق، ج ۲، ص ۶۲

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۳

(13) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

بعض علمائے دین نے میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنے کو سنت فرمایا، امام ابن حجر مکی وعلامہ خیر الملۃ والدین رملی استاذ صاحب دُرمختار علیہم رحمۃ الغفار نے اُن کا یہ قول نقل کیا: اما المکی ففی فتاواہ وفی شرح العباب وعارض واما الرملی ففی حاشیۃ البحر الرائق ومرض۔ مکی نے اپنے فتاوٰی اور شرح العباب میں نقل کیا اور اس نے معارضہ کیا، رملی نے حاشیہ البحر الرائق میں نقل کیا اور اسے کمزور کہا۔ (ت)

حق یہ ہے کہ اذان مذکور فی السوال کا جواز یقینی ہے ہرگز شرع مطہر سے اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شرع منع نہ فرمائے اصلاً ممنوع نہیں ہوسکتا قائلانِ جواز کے لئے اسی قدر کافی، جو مدعیِ ممانعت ہو دلائل شرعیہ سے اپنا دعویٰ ثابت کرے، پھر بھی مقامِ تبرع میں آکر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ بدلائل کثیرہ اس کی اصل شرع مطہر سے نکال سکتا ہے جنہیں بقانونِ مناظرہ اسانید تصور کیجئے ←

....

فاقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق۔

دلیل اوّل: وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا اور سوالِ نکیرین ہوتا ہے شیطان رجیم (کہ اللہ عزوجل صدقہ اپنے محبوب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کا ہر مسلمان مرد وزن کو حیات وممات میں اس کے شر سے محفوظ رکھے)

وہاں بھی خلل انداز ہوتا ہے اور جواب میں بہکاتا ہے والعیاذ بوجه العزیز الکریم ولاحول ولاقوة الّا بالله العلی العظیم۔ امام ترمذی محمد بن علی نوادر الاصول میں امام اجل سفین ثوری رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت کرتے ہیں:

اذا سئل المیت من ربك ترأای له الشیطان فی صورت فیشیر الی نفسه ای انا ربك [1]۔ فلھذا ورد سوال التثبیت له حین یسئل۔

یعنی جب مُردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اُس پر ظاہر ہوتا اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی میں تیرا رب ہوں، اس لئے حکم آیا کہ میت کے لئے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔ (ت)

(۱ ۔ نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول، الاصل التاسع والاربعون والمائتان الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳)

امام ترمذی فرماتے ہیں:

ویؤیده من الاخبار قول النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم عند دفن المیت اللھم اجره من الشیطان فلولم یکن للشیطان ھناك سبیل مادعا صلی الله تعالٰی علیه وسلم بذلك [2]۔

یعنی وہ حدیثیں جو اسکی مؤید ہیں جن میں وارد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے الٰہی! اسے شیطان سے بچا۔ اگر وہاں شیطان کا کچھ دخل نہ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ دُعا کیوں فرماتے۔ (ت)

(۲ ۔ نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول، الاصل التاسع والاربعون والمائتان الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳)

نوٹ: یہ دونوں عبارتیں اعلیحضرت نے بالمعنی نقل کی ہیں اس لئے الفاظ میں کافی تغیر وتبدل ہے، پہلی عبارت درست کردی ہے دوسری عبارت اس طرح ہے:

فلولم یکن للشیطان ھناك سبیل ماکان لیدعوله رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم بأن یجیرہ من الشیطان۔

اور صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اذان شیطان کو دفع کرتی ہے، صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا اذن المؤذن ادبر الشیطان وله حصاص [3]۔

جب مؤذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زناں بھاگتا ہے۔ (ت)

(۳ ۔ الصحیح لمسلم، باب فضل الاذان وہرب الشیطان عند سماعہ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۱۶۷) ←

....

صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے واضح کہ چھتیس میل تک بھاگ جاتا ہے ۴؎۔ اور خود حدیث میں حکم آیا جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً اذان کہو کہ وہ دفع ہوجائے گا ۵؎ اخرجه الامام ابو القاسم سليمٰن بن احمد الطبرانی فی اوسط معاجیمه عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه (اسے امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے المعجم الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)، ہم نے اپنے رسالہ نسیم الصبافی ان الاذان یحول الوبا (صبح کی خوشگوار ہوا اس بارے میں کہ اذان سے وبا دُور ہوجاتی ہے۔ت) میں اس مطلب پر بہت احادیث نقل کیں، اور جب ثابت ہولیا کہ وہ وقت عیاذاً باللہ مداخلت شیطان لعین کا ہے اور ارشاد ہُوا کہ شیطان اذان سے بھاگتا ہے اور اس میں حکم آیا کہ اُس کے دفع کو اذان کہو تو یہ اذان خاص حدیثوں سے مستنبط بلکہ عین ارشادِ شارع کے مطابق اور مسلمان بھائی کی عمدہ امداد واعانت ہُوئی جس کی خوبیوں سے قرآن وحدیث مالا مال۔ (۴؎ الصحیح لمسلم، باب فضل الاذان وہرب الشیطان عند سماعہ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/۱۶۷) (۵؎ معجم اوسط، حدیث نمبر ۷۴۳۲، مکتبۃ المعارف الریاض، ۸/۲۱۰)

دلیل دوم: امام احمد وطبرانی وبیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

قال لما دفن سعد بن معاذ (زاد فی روایة) وسوی علیه سبح النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم وسبح الناس معه طویلا ثم کبر و کبر الناس ثم قالوا یارسول الله لم سبحت (زاد فی روایة) ثم کبرت قال لقد تضایق علی هذا الرجل الصالح قبره حتی فرج الله تعالٰی عنه ۱؎۔

یعنی جب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ دفن ہوچکے اور قبر درست کردی گئی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دیر تک سبحان اللہ فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے پھر حضور اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے، پھر صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! حضور اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے؟ ارشاد فرمایا: اس نیک مرد پر اُس کی قبر تنگ ہُوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے وہ تکلیف اُس سے دُور کی اور قبر کشادہ فرمادی۔ (ت)

(۱؎ مسند احمد بن حنبل عن مسندہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳/۳۷۷۔۳۶۰)

علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: ای مازلت اکبر وتکبرون واسبح وتسبحون حتی فرجه الله ۲؎۔اھ۔ یعنی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ برابر میں اور تم اللہ اکبر اللہ اکبر سبحان اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے اُس تنگی سے انہیں نجات بخشی۔اھ (ت)

(۲؎ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، الفصل الثالث من اثبات عذاب القبر مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۲۱۱)

اقول: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے میت پر آسانی کے لئے بعد دفن کے قبر پر اللہ اکبر اللہ اکبر بار بار فرمایا ہے اور یہی کلمہ مبارکہ اذان میں چھ بار ہے تو عین سنّت ہُوا، غایت یہ کہ اذان میں اس کے ساتھ اور کلمات طیبات زائد ہیں سو اُن کی زیادت نہ معاذ اللہ کچھ مضر نہ اس امر مسنون کے منافی بلکہ زیادہ مفید ومؤید مقصود ہے کہ رحمتِ الٰہی اتارنے کے لئے ذکرِ خدا کرنا تھا، دیکھو یہ بعینہ وہ مسلک نفیس ہے جو در بارہ تلبیہ اجلہ صحابہ عظام مثل حضرت امیر المومنین عمر وحضرت عبداللہ بن عمر وحضرت عبداللہ بن مسعود وحضرت امام حسن مجتبٰی وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کو ملحوظ ہوا اور ہمارے ائمہ کرام نے اختیار فرمایا، ہدایہ میں ہے: ←

....

لا ینبغی ان یخل بشیئ من ھذہ الکلمات لانہ ھو المنقول فلا ینقص عنہ ولو زاد فیھا جاز لان المقصود الثناء واظہار العبودیۃ فلا یمنع من الزیادۃ علیہ ا ۔اھ ملخصاً۔
یعنی ان کلمات میں کمی نہ چاہئے کہ یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں تو ان سے گھٹائے نہیں اور اگر بڑھائے تو جائز ہے کہ مقصود اللہ تعالٰی کی تعریف اور اپنی بندگی کا ظاہر کرنا ہے تو اور کلمے زیادہ کرنے سے ممانعت نہیں اھ ملخصا (ت)

(ا ۔ الہدایۃ،، باب الاحرام،، مطبوعہ المکتبۃ العربیہ کراچی، ا/۲۱۷)

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ، نے اپنے رسالہ صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین ۱۳۰۶ھ وغیرہا رسائل میں اس مطلب کی قدرے تفصیل کی۔

دلیل سوم: بالاتفاق سنت اور حدیثوں سے ثابت اور فقہ میں مثبت کہ میت کے پاس حالتِ نزع میں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کہتے رہیں کہ اُسے سن کر یاد ہو حدیث متواتر میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ ۲ ۔ (اپنے مردوں کو لا الٰہ الا اللہ سکھاؤ) رواہ احمد ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی سعید الخدری وابن ماجۃ کمسلم عن ابی ھریرۃ وکالنسائی عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم۔ اسے احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابن ماجہ نے مسلم کی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور نسائی کی طرح حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا ہے۔ (ت)

(۲ ۔ سنن ابی داؤد، باب فی التلقین،،، مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور، ۲/۸۸)

اب جو نزع میں ہے وہ مجازاً مردہ ہے اور اُسے کلمہ اسلام سکھانے کی حاجت کہ بحول اللہ تعالٰی خاتمہ اسی پاک کلمے پر ہو اور شیطان لعین کے بھلانے میں نہ آئے اور جو دفن ہو چکا حقیقۃً مُردہ ہے اور اُسے بھی کلمہ پاک سکھانے کی حاجت کہ بعون اللہ تعالٰی جواب یاد ہو جائے اور شیطان رجیم کے بہکانے میں نہ آئے اور بیشک اذان میں یہی کلمہ لا الٰہ الا اللہ تین جگہ موجود بلکہ اُس کے تمام کلمات جواب نکیرین بتاتے ہیں ان کے سوال تین ہیں (ا) من ربک تیرا رب کون ہے؟ (۲) مادینک تیرا دین کیا ہے؟ (۳) ما کنت تقول فی ھذا الرجل ا ۔ تُو اس مرد یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ اب اذان کی ابتدا میں اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اور آخر میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ سوال من ربک کا جواب سکھائیں گے ان کے سننے سے یاد آئیگا کہ میرا رب اللہ ہے اور اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ سوال ما کنت تقول فی ھذا الرجل کا جواب تعلیم کریں گے کہ میں انہیں اللہ کا رسول جانتا تھا اور حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح جواب مادینک کی طرف اشارہ کریں گے کہ میرا دین وہ تھا جس میں نماز رکن وستون ہے کہ الصلاۃ عماد الدین ۲ ۔ تو بعد دفن اذان دینا عین ارشاد کی تعمیل ہے جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حدیث صحیح متواتر مذکور میں فرمایا، اب یہ کلام سماع موتٰی وتلقین اموات کی طرف منجر ہوگا فقیر غفر اللہ تعالٰی خاص اس مسئلہ میں کتاب مبسوط مسمّٰی بہ حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات تحریر کرچکا ←

....

جس میں پچہتر حدیثوں اور پونے چارسو ۳۷۵ اقوالِ ائمہ دین وعلمائے کاملین وخود بزرگانِ منکرین سے ثابت کیا کہ مُردوں کا سُننا دیکھنا سمجھنا قطعاً حق ہے اوراس پر اہل سنت وجماعت کا اجماع قائم اوراس کا انکار نہ کرے گا مگر غبی جاہل یا معاند مبطل، اور اُسی کی چند فصول میں بحث تلقین بھی صاف کردی یہاں اُس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔ (۱۔ مشکوٰۃ المصابیح، الفصل الثانی من اثبات عذاب القبر، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ص ۲۵) (۲۔ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الصلاۃ، مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی بیروت ۷/ ۲۸۴)

دلیل چہارم: ابویعلی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اطفؤا الحریق بالتکبیر ۳۔ (آگ کو تکبیر سے بجھاؤ) (۳۔ معجم اوسط، حدیث نمبر ۸۵۶۴ مکتبۃ المعارف ریاض، ۹/ ۲۵۹)

ابن عدی حضرت عبداللہ بن عباس اور وہ اور ابن السنی وابن عساکر حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا رأیتم الحریق فکبروا فانہ یطفیء النار ۴۔

جب آگ دیکھو اللہ اکبر اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(۴۔ الکامل فی الضعفاء الرجال، از من اسمہ عبداللہ بن لہیعہ، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل ۴/ ۱۴۶۹)

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

فکبروا ای قولوا اللہ اکبر اللہ اکبر وکرروہ کثیرا ۱۔

فکبروا سے مراد یہ ہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کثرت کے ساتھ بار بار کہو۔ (ت)

(۱۔ التیسیر شرح جامع الصغیر، زیر حدیث مذکور، مکتبہ امام شافعی ریاض سعودیہ، ۱/ ۱۰۰)

مولنا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری اُس حدیث کی شرح میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبر کے پاس دیر تک اللہ اکبر فرماتے رہے، لکھتے ہیں:

التکبیر علی ھذا لاطفاء الغضب الالٰھی ولھذا اورد استحباب التکبیر عند رؤیۃ الحریق ۲۔

اب یہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا غضب الٰہی کے بُجھانے کو ہے ولہذا آگ لگی دیکھ کر دیر تک تکبیر مستحب ٹھہری۔

(۲۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، الفصل الثالث من باب اثبات عذاب القبر، مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱/ ۲۱۱)

وسیلۃ النجاۃ میں حیرۃ الفقہ سے منقول:

حکمت در تکبیر آنست براہلِ گورستان کہ رسول علیہ السلام فرمودہ است اذا رأیتم الحریق فکبروا چوں آتش در جائے افتد واز دست شمار نیاید کہ بنشانید تکبیر بگوئید کہ آتش بہ برکت آں تکبیر فرونشیند چوں عذاب قبر بآتش ست ودست شمابآں نمیرسد تکبیر میباید گفت تامردگان از آتش دوزخ خلاص یابند ۳۔

اہلِ قبرستان پر تکبیر کہنے میں حکمت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے اذا رأیتم الحریق فکبروا یعنی جب تم کسی جگہ آگ بھڑکتی ہوئی ←

....

دیکھو اور تم اسے بجھانے کی طاقت نہ رکھتے ہو، تو تکبیر کہو کہ اس تکبیر کی برکت سے وہ آگ ٹھنڈی پڑ جائیگی چونکہ عذاب قبر بھی آگ کے ساتھ ہوتا ہے اور اسے تم اپنے ہاتھ سے بجھانے کی طاقت نہیں رکھتے لہذا اللہ کا نام لو (تکبیر کہو) تاکہ فوت ہونے والے لوگ دوزخ کی آگ سے خلاصی پائیں (ت) (۳۔ وسیلۃ النجاۃ)

یہاں سے بھی ثابت کہ قبر مسلم پر تکبیر کہنا فردست ہے، تو یہ اذان بھی قطعاً سنت پر مشتمل اور زیادات مفیدہ کا مانع سنیت نہ ہونا تقریر دلیل دوم سے ظاہر۔

دلیل پنجم: ابن ماجہ و بیہقی سعید بن مسیب سے راوی:

قال حضرت ابن عمر فی جنازۃ فلما وضعها فی اللحد قال بسم اللہ وفی سبیل اللہ فلما اخذ فی تسویۃ اللحد قال اللھم اجرھا من الشیطن ومن عذاب القبر ثم قال سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھذا مختصر ا ۱۔

یعنی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کیساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب اُسے لحد میں رکھا کہا بسم اللہ وفی سبیل اللہ جب لحد برابر کرنے لگے کہا الٰہی! اسے شیطان سے بچا اور عذاب قبر سے امان دے، پھر فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا۔ (۱۔ سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی ادخال المیت القبر، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۱۱۲)

امام ترمذی حکیم قدس سرہ الکریم بسند جید عمرو بن مرہ تابعی سے روایت کرتے ہیں:

کانوا یستحبون اذا وضع المیت فی اللحد ان یقولوا اللھم اعذہ من الشیطان الرجیم ۲۔

یعنی صحابہ کرام یا تابعین عظام مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو دفن کریں یوں کہیں اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ملت پر، الٰہی! اسے عذاب قبر و عذاب دوزخ اور شیطان ملعون کے شر سے پناہ بخش۔

(۲۔ نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول، الفصل التاسع والاربعون، مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳)

ابن ابی شیبہ اُستاذ امام بخاری و مسلم اپنے مصنف میں خیثمہ سے راوی:

کانوا یستحبون اذا وضعوا المیت ان یقولوا بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلی ملّۃ رسول اللہ اللھم اجرہ من عذاب القبر وعذاب النار ومن شر الشیطان الرجیم ۳۔

مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو دفن کریں یوں کہیں اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ملت پر، الٰہی! اسے عذاب قبر و عذاب دوزخ اور شیطان ملعون کے شر سے پناہ بخش۔

(۳۔ المصنف ابن ابی شیبہ ما قالوا اذا وضع المیت فی قبرہ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۳/۳۲۹)

ان حدیثوں سے جس طرح یہ ثابت ہوا کہ اس وقت عیاذاً باللہ شیطان رجیم کا دخل ہوتا ہے یونہی یہ بھی واضح ہوا کہ اُس کے دفع کی تدبیر سنت ہے کہ دعا نہیں مگر ایک تدبیر اور احادیث سابقہ دلیل اوّل سے واضح کہ اذان رفع شیطان کی ایک عمدہ تدبیر ہے تو یہ بھی مقصود

شارع کے مطابق اور اپنی نظیر شرعی سے موافق ہوئی۔

دلیل ششم: ابوداؤد وحاکم وبیہقی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ قال استغفروا لاخیکم وسلوا لہ بالتثبت فانہ الان یسأل [1]۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر وقوف فرماتے اور ارشاد کرتے اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے جواب نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا۔

([1] سنن ابوداؤد، باب استغفار عند القبر للمیت، مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور، ۲ / ۱۰۳)

سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقف علی القبر بعد ما سوی علیہ فیقول اللھم نزل بک صاحبنا وخلف الدنیا خلف ظھرہ اللھم ثبت عند المسألۃ منطقہ ولا تبتلہ فی قبرہ بما لا طاقۃ لہ بہ [2]۔

یعنی جب مُردہ دفن ہوکر قبر درست ہوجاتی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہوکر دعا کرتے الٰہی! ہمارا ساتھی تیرا مہمان ہُوا اور دنیا اپنے پس پشت چھوڑ آیا، الٰہی! سوال کے وقت اس کی زبان درست رکھ اور قبر میں اس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہ ہو۔

([2] الدر المنثور، زیر آیت ویثبت اللہ الذین منوا الخ مطبوعہ منشورات مکتبۃ آیۃ اللہ، قم ایران، ۴ / ۸۳)

ان حدیثوں اور احادیث دلیل پنجم وغیرہ سے ثابت کہ دفن کے بعد دعا سنّت ہے امام محمد بن علی حکیم ترمذی قدس سرہ الشریف دعا بعد دفن کی حکمت میں فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ بجماعت مسلمین ایک لشکر تھا کہ آستانہ شاہی پر میت کی شفاعت وعذر خواہی کیلئے حاضر ہُوا اور اب قبر پر کھڑے ہوکر دُعا یہ اس لشکر کی مدد ہے کہ یہ وقت میت کی مشغول کا ہے کہ اُسے اُس نئی جگہ کا ہول اور نکیرین کا سوال پیش آنے والا ہے [3]۔

نقلہ المولی جلال الملۃ والدین السیوطی رحمہ اللہ تعالٰی فی شرح الصدور (امام جلال الدین سیوطی نے اسے شرح الصدور میں نقل کیا ہے۔ت) اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہاں استحباب دعا کا عالم میں کوئی عالم منکر ہو۔

امام آجری فرماتے ہیں:

یستحب الوقوف بعد الدفن قلیلا والدعاء للمیت [4]۔

مستحب ہے کہ دفن کے بعد کچھ دیر کھڑے رہیں اور میت کے لئے دُعا کریں۔

([3] نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول، الفصل التاسع والاربعون والمائتان مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳)([4] نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول، الفصل التاسع والاربعون والمائتان مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳)

اسی طرح اذکار امام نووی وجوہرہ نیرہ ودرمختار وفتاوٰی عالمگیری وغیرہا اسفار میں ہے، طرفہ یہ کہ امام ثانی منکرین یعنی مولوی اسحاق صاحب دہلوی نے مائۃ مسائل میں اسی سوال کے جواب میں کہ بعد دفن قبر پر اذان کیسی ہے فتح القدیر وبحر الرائق ونہر الفائق وفتاوٰی عالمگیریہ سے ـــــ

اور جن کی سرکشی کے وقت اور مسافر کے پیچھے اور جنگل میں جب راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو اس وقت اَذان مستحب ہے۔ (14) وبا کے زمانے میں بھی مستحب ہے۔ (15)

مسئلہ ۱۳: عورتوں کو اَذان و اِقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے، کہیں گی گناہ گار ہوں گی اور اعادہ کی جائے۔ (16)

نقل کیا کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دُعا سنّت سے ثابت ہے اور براہِ بزرگی اتنا نہ جانا کہ اذان خود دُعا بلکہ بہترین دُعا سے ہے کہ وہ ذکرِ الٰہی ہے اور ہر ذکرِ الٰہی دعا، تو وہ بھی اسی سنت ثابتہ کی ایک فرد ہوئی پھر سنّیت مطلق سے کراہت فرد پر استدلال عجب تماشا ہے، مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

کل دعاذکر وکل ذکر دعا ا ۔ (ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دُعا ہے)

(ا ۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من باب التسبیح الخ، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۵ / ۱۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

افضل الدعاء الحمدللہ ۲ ۔ (سب دعاؤں سے افضل دُعا الحمدللہ ہے)

اخرجه الترمذی وحسنه والنسائی وابن حبان والحاکم وصححه عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اسے ترمذی نے روایت کر کے حسن قرار دیا، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت جابر بن عبداللہ تعالٰی عنہما سے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے (ت) (۲ ۔ جامع الترمذی، باب ماجاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ، مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور، ۲ / ۱۷۳)

صحیحین میں ہے ایک سفر میں لوگوں نے بآواز بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو۔

انکم لاتدعون اصم ولاغائبا انکم تدعون سمیعاً بصیرا ۳ ۔

(تم کسی بہرے یا غائب سے دُعا نہیں کرتے سمیع بصیر سے دعا کرتے ہو)

(۳ ۔ صحیح مسلم، باب خفض الصوت بالذکر، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲ / ۳۴۶)

دیکھو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اللہ تعالٰی کی تعریف اور خاص کلمہ اللہ اکبر کو دعا فرمایا تو اذان کے بھی ایک دُعا اور فرد مسنون ہونے میں کیا شک رہا۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص ۶۵۳ ۔ ۶۶۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

دفن کے بعد قبر پر اذان کہنے کے جواز پر تفصیلی معلومات کے لیے فتاوی رضویہ جلد 2 پر ایذان الاجر فی اذان القبر ملاحظہ فرمائیے۔

(14) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب في المواضع التی یندب... إلخ، ج ۲، ص ۶۲

(15) الفتاوی الرضویۃ، ج ۵، ص ۳۷۰

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۴.

وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج ۲، ص ۶۰

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ میں عورتوں کی آواز کے بارے میں لکھتے ہیں:

مسئلہ ۱۴: عورتیں اپنی نماز ادا پڑھتی ہوں یا قضا، اس میں اَذان و اِقامت مکروہ ہے، اگرچہ جماعت سے پڑھیں۔(17) کہ ان کی جماعت خود مکروہ ہے۔(18)

مسئلہ ۱۵: خنثیٰ و فاسق اگرچہ عالم ہی ہو اور نشہ والے اور پاگل اور ناسمجھ بچّے اور جنب کی اَذان مکروہ ہے، ان سب کی اَذان کا اعادہ کیا جائے۔(19)

مسئلہ ۱۶: سمجھ وال بچّہ اور غلام اور اندھے اور ولدالزنا اور بے وضو کی اَذان صحیح ہے۔(20) مگر بے وضو اَذان کہنا مکروہ ہے۔(21)

عورت کا خوش الحانی سے باآواز پڑھنا کہ نامحرموں کو اس کے نغمہ کی آواز جائے حرام ہے نوازل میں فقیہ ابواللیث میں ہے:

نغمة المرأة عورة ۲۔ عورت کا خوش آواز کرکے پڑھنا عورۃ یعنی محل ستر ہے۔(ت)

(۲۔ ردالمحتار، بحوالہ النوازل، باب شروط الصلوٰۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/ ۲۷۲)

کافی امام ابوالبرکات نسفی میں ہے:

لاتلبی جهرا لان صوتها عورة ۳۔

عورت بلند آواز سے تلبیہ نہ پڑھے اس لئے کہ اس کی آواز قابل ستر ہے۔(ت)

(۳۔ ردالمحتار، بحوالہ الکافی باب شروط الصلوٰۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/ ۲۷۲)

امام ابوالعباس قرطبی کی کتاب السماع پھر بحوالہ علامہ علی مقدسی امداد الفتاح علامہ شرنبلالی پھر ردالمحتار علامہ شامی میں ہے:

لانجیز لهن رفع اصواتهن ولا تمطیطها ولا تلیینها وتقطیعها لما فی ذلك من استمالة الرجال الیهن وتحریك الشهوات منهم، ومن هذا لم یجز ان تؤذن المرأة ۱۔ والله تعالٰی اعلم۔

(۱۔ ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ باب شروط الصلوٰۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/ ۲۷۲)

عورتوں کو اپنی آوازیں بلند کرنا، انھیں لمبا اور دراز کرنا، ان میں نرم لہجہ اختیار کرنا اور ان میں تقطیع کرنا (یعنی کاٹ کاٹ کر تحلیل عروض کے مطابق) اشعار کی طرح آوازیں نکالنا، ہم ان سب کاموں کی عورتوں کو اجازت نہیں دیتے اس لئے کہ ان سب باتوں میں مردوں کا ان کی طرف مائل ہونا پایا جائے گا۔ اور ان مردوں میں جذبات شہوانی کی تحریک پیدا ہوگی۔ اس وجہ سے عورت کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اذان دے۔ اور اللہ سب سے بڑا عالم ہے۔(ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۱، ص ۲۴۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(17) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج ۲، ص ۷۲

(18) شرح الوقایۃ، کتاب الصلاۃ، فصل فی الجماعۃ، ج ۱، ص ۱۷۶

(19) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج ۲، ص ۷۵

(20) المرجع السابق، ص ۷۳

(21) الفلاح، کتاب الصلوۃ، باب الاذان، ص ۴۶

مسئلہ ۱۷: جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز کے لیے اذان ناجائز ہے۔ اگرچہ ظہر پڑھنے والے معذور ہوں، جن پر جمعہ فرض نہ ہو۔ (22)

مسئلہ ۱۸: اذان کہنے کا اہل وہ ہے، جو اوقات نماز پہچانتا ہو اور وقت نہ پہچانتا ہو، تو اس ثواب کا مستحق نہیں، جو مؤذن کے لیے ہے۔ (23)

مسئلہ ۱۹: مستحب یہ ہے کہ مؤذن مرد، عاقل، صالح، پرہیزگار، عالم بالسنۃ ذی وجاہت، لوگوں کے احوال کا نگراں اور جو جماعت سے رہ جانے والے ہوں، ان کو زجر کرنے والا ہو، اذان پر مداومت (ہمیشگی) کرتا ہو اور ثواب کے لیے اذان کہتا ہو یعنی اذان پر اجرت نہ لیتا ہو، اگر مؤذن نابینا ہو، اور وقت بتانے والا کوئی ایسا ہے کہ صحیح بتا دے، تو اس کا اور آنکھ والے کا، اذان کہنا یکساں ہے۔ (24)

مسئلہ ۲۰: اگر مؤذن ہی امام بھی ہو، تو بہتر ہے۔ (25)

مسئلہ ۲۱: ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے۔ (26)

مسئلہ ۲۲: اذان و اِمامت کی ولایت بانیٔ مسجد کو ہے، وہ نہ ہو، تو اس کی اولاد، اس کے کنبہ والوں کو اور اگر اہلِ محلہ نے کسی ایسے کو مؤذن یا امام کیا، جو بانی کے مؤذن و امام سے بہتر ہے، تو وہی بہتر ہے۔ (27)

مسئلہ ۲۳: اگر اَثنائے اذان (اذان کے دوران) میں مؤذن مر گیا یا اسکی زبان بند ہوگئی یا رُک گیا اور کوئی بتانے والا نہیں یا اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے چلا گیا یا بے ہوش ہو گیا، تو ان سب صورتوں میں سرے سے اذان کہی جائے، وہی کہے، خواہ دوسرا۔ (28)

مسئلہ ۲۴: اذان کے بعد معاذ اللہ مُرتد ہوگیا، تو اعادہ کی حاجت نہیں اور بہتر اعادہ ہے اور اگر اذان کہتے میں مُرتد ہوگیا، تو بہتر ہے کہ دوسرا شخص سرے سے کہے اور اگر اسی کو پورا کر لے تو بھی جائز

(22) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب في أذان الجوق، ج ۲، ص ۷۳

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۳۔
وغنیۃ المتملي، سنن الصلاۃ، ص ۳۷۷

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۳

(25) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج ۲، ص ۸۸

(26) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج ۲، ص ۸۸

(27) الدر المختار، ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب في تکرار الجماعۃ في المسجد، ج ۲، ص ۸۸

(28) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج ۲، ص ۷۵، وغنیۃ المتملي، سنن الصلاۃ، ص ۳۷۵

ہے۔(29) یعنی یہ دوسرا شخص باقی کو پورا کرلے، نہ یہ کہ وہ بعد ارتداد اس کی تکمیل کرے، کہ کافر کی اَذان صحیح نہیں اور اَذان متجزی نہیں، تو فسادِ بعض، فسادِ کل ہے، جیسے نماز کی پچھلی رکعت میں فساد ہو، تو سب فاسد ہے۔

مسئلہ ۲۵: بیٹھ کر اَذان کہنا مکروہ ہے، اگر کہی اعادہ کرے، مگر مسافر اگر سواری پر اَذان کہہ لے، تو مکروہ نہیں اور اقامت مسافر بھی اتر کر کہے، اگر نہ اترا اور سواری ہی پر کہہ لی، تو ہو جائے گی۔(30)

مسئلہ ۲۶: اَذان قبلہ رو کہے اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے، اُس کا اعادہ کیا جائے، مگر مسافر جب سواری پر اَذان کہے اور اُس کا مونھ قبلہ کی طرف نہ ہو، تو حرج نہیں۔(31)

مسئلہ ۲۷: اَذان کہنے کی حالت میں بلا عذر کھکارنا مکروہ ہے اور اگر گلا پڑ گیا یا آواز صاف کرنے کے لیے کھکارا، تو حرج نہیں۔(32)

مسئلہ ۲۸: مؤذن کو حالت اَذان میں چلنا مکروہ ہے اور اگر کوئی چلتا جائے اور اسی حالت میں اَذان کہتا جائے تو اعادہ کریں۔(33)

مسئلہ ۲۹: اَثنائے اَذان میں بات چیت کرنا منع ہے، اگر کلام کیا، تو پھر سے اَذان کہے۔(34)

مسئلہ ۳۰: کلمات اَذان میں لحن حرام ہے، مثلاً اللہ یا اکبر کے ہمزے کو مد کے ساتھ آللہ یا آکبر پڑھنا، یوہیں اکبر میں بے کے بعد الف بڑھانا حرام ہے۔(35)

مسئلہ ۳۱: یوہیں کلمات اَذان کو قواعد موسیقی پر گانا بھی لحن و ناجائز ہے۔(36)

مسئلہ ۳۲: سنت یہ ہے کہ اَذان بلند جگہ کہی جائے کہ پڑوس والوں کو خوب سنائی دے اور بلند آواز سے کہے۔(37)

---

(29) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الاول، ج۱، ص۵۴

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الاول، ج۱، ص۵۴

(31) المرجع السابق، ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب في أول من بنی من المنائر للاذان ج۲، ص۶۹

(32) غنیۃ المتملي، سنن الصلاۃ، ص۳۷۶

(33) المرجع السابق، ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب في المؤذن... إلخ، ج۲، ص۷۵

(34) صغیری شرح منیۃ المصلي، سنن الصلاۃ، فصل في السنن، ص۱۹۶

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الفصل الثاني في الاذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۶.

والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج۲، ص۶۳، وغیرھما

(36) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب في الکلام علی حدیث ((الاذان جزم))، ج۲، ص۶۵

(37) البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب الاذان، ج۱، ص۴۴۳، ۴۴۴

مسئلہ ۳۳: طاقت سے زیادہ آواز بلند کرنا، مکروہ ہے۔(38)

مسئلہ ۳۴: اَذان مئذنہ (مینارے) پر کہی جائے یا خارج مسجد اور مسجد میں اَذان نہ کہے۔(39) مسجد میں اَذان کہنا، مکروہ ہے۔(40) یہ حکم ہر اَذان کے لیے ہے، فقہ کی کسی کتاب میں کوئی اَذان اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اَذان

(38) الفتاوی الھندیۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۵

(39) الفتاوی الھندیۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۵

(40) حاشیۃ الطحطاوي علی مراقي الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ص۱۹۷

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فتاوائے امام اجل قاضی خان وفتاوائے خلاصہ وبحر الرائق شرح کنز الدقائق وشرح نقایہ للعلامۃ عبدالعلی البرجندی وفتاوی علمگیریہ وحاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح وفتح القدیر شرح ہدایہ وغیرہا میں اس کی منع وکراہت کی تصریح فرمائی امام فخر الملۃ والدین اوزجندی فرماتے ہیں:

ینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ اوخارج السجد ولا یؤذن فی المسجد ۲؎۔

اذان مینار پر یا مسجد کے باہر دی جائے مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے۔(ت)

(۲؎ فتاوی قاضی خان، مسائل الاذان، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۳۷)

امام طاہر بن احمد بخاری فرماتے ہیں:

لا یؤذن فی المسجد ۳؎ (مسجد میں اذان نہ دی جائے۔ت)

(۳؎ خلاصۃ الفتاوی، الفصل الاول فی الاذان، مطبع نولکشور لکھنؤ، ۱/۴۹)

علامہ زین بن نجیم وعلامہ عبدالعلی برجندی نے ان سے اور فتاوائے ہندیہ میں امام قاضی خان سے عبارات مذکورہ نقل فرما کر مقرر رکھیں علامہ سید احمد مصری نے فرمایا:

یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم ۴؎۔

(مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے جیسا کہ قہستانی نے نظم سے نقل کیا ہے۔ت)

(۴؎ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب الاذان، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ص۱۰۷)

امام اجل کمال الدین محمد بن الہمام فرماتے ہیں:

الاقامۃ فی المسجد ولا بد منہ واما الاذان فعلی المئذنۃ فان لم تکن ففی فناء المسجد وقالوا لا یؤذن فی المسجد ۱؎۔

تکبیر مسجد کے اندر کہی جائے اور اس کے بغیر کوئی اور صورت نہیں البتہ اذان منارہ پر دی جائے، اگر وہ نہ ہو تو فنائے مسجد میں دینی چاہئے اور فقہا نے بیان کیا ہے کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے۔ت) (۱؎ فتح القدیر، باب الاذان، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر، ۱/۲۱۵)

اور اس مسئلہ میں نوع کراہت کی تصریح کلمات علما سے اس وقت نظرِ فقیر میں نہیں ہاں صیغہ لا یفعل سے متبادر کراہت تحریم ہے کہ ←

ثانی جمعہ بھی اسی میں داخل ہے۔ امام اتقانی و امام ابن الہمام نے یہ مسئلہ خاص باب جمعہ میں لکھا، ہاں اس میں ایک بات البتہ یہ زائد ہے کہ خطیب کے محاذی ہو، یعنی سامنے باقی مسجد کے اندر منبر سے ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلہ پر، جیسا کہ ہندوستان میں اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے، اس کی کوئی سند کسی کتاب میں نہیں، حدیث وفقہ دونوں کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۳۵: اَذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہے، اللہ اکبر اللہ اکبر دونوں مل کر ایک کلمہ ہیں، دونوں کے بعد سکتہ کرے (چپ ہوجائے) درمیان میں نہیں اور سکتہ کی مقدار یہ ہے کہ جواب دینے والا، جواب دے لے اور سکتہ کا ترک مکروہ

فقہائے کرام کی یہ عبارت ظاہراً مشیر ممانعت وعدم اباحت ہوتی ہے علامہ محمد ابن امیر الحاج نے حلیہ میں فرمایا:

قول المص لایزید یشیر الی عدم اباحۃ الزیادۃ ۲؎

(مصنف کا قول لایزید اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ زیادتی جائز نہیں۔ت) (۲؎ حلیہ)

نظیر اس کی یفعل ویقول ہے کہ ظاہراً مفید وجوب ہے کمانص علیہ ایضاً فیہا (جیسا کہ اس پر بھی اس میں تصریح ہے۔ت) یونہی عبارت نظم میں لفظ یکرہ کہ غالباً کراہت مطلقہ سے کراہت تحریم مراد ہوتی ہے:

کمافی الدر المختار ورد المھتار وغیرھما من الاسفار ویؤیدہ منع رفع الصوت فی المساجد کمافی حدیث ابن ماجۃ جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وسل سیوفکم ورفع اصواتکم ۳؎ وقدنھوا عن رفع الصوت بحضرۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وحذروا علی ذلک من حبط الاعمال والحضرۃ الالٰھیۃ احق بالادب کماتری یوم القیٰمۃ وخشعت الاصوات للرحمٰن فلاتسمع الاھمسا وبھذا یضعف مایظن ان لیسفیہ الاخلاف السنۃ فلایکرہ الاتنزیھا علی ان التحقیق ان خلاف السنۃ المتوسطۃ متوسط بین کراھتی التنزیہ والتحریم وھو المُعبّر بالاساءۃ کماسیظھر لمن لہ المام بخدمۃ العلمین الشرفین الفقہ والحدیث فلیراجع ولیحرر واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔ (۳؎ سُنن ابن ماجہ، باب مایکرہ فی المساجد، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/۵۵)

جیسا کہ دُرمختار، ردالمحتار اور دیگر معتبر کتب میں ہے اور مساجد میں بلند آواز سے منع کرنا بھی اس کی تائید کرتا ہے جیسا کہ حدیث ابن ماجہ میں ہے، اپنی مساجد کو اپنے ناسمجھ بچوں سے، دیوانوں سے، تلواروں کو سونتنے سے اور آوازوں کو بلند کرنے والوں سے محفوظ رکھو، اور بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں آواز بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے اور اس پر تمام اعمال کے ضائع ہونے کی دھمکی دی گئی ہے، اور بارگاہِ خداوندی اس ادب واحترام کے زیادہ لائق ہے جیسا کہ تم قیامت کے روز دیکھو گے رحمٰن کے لئے تمام آوازیں پست ہوجائیں گی تو تُو نہیں سنے گا مگر بہت آہستہ آواز۔ اس گفتگو سے یہ گمان وقول ضعیف ہوجاتا ہے کہ یہ عمل صرف خلاف سنت ہے تو اس میں صرف کراہت تنزیہی ہے۔ علاوہ ازیں تحقیق یہ ہے سنتِ متوسطہ کا خلاف کراہت تنزیہی اور تحریمی کے درمیان ہوتا ہے اور اس کو اساءۃ سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ یہ اس شخص پر ظاہر ہوجائیگا جس نے دو۲ مقدس علوم حدیث وفقہ کی خدمت کی ہے اس کی طرف رجوع کیا جائے اور اسے ذہن نشین کرنا چاہئے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص ۳۶۳۔۳۶۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ہے اور ایسی اَذان کا اعادہ مستحب ہے۔(41)

مسئلہ ۳۶: اگر کلماتِ اَذان یا اِقامت میں کسی جگہ تقدیم وتاخیر ہوگئی، تو اتنے کو صحیح کر لے۔ سرے سے اعادہ کی حاجت نہیں اور اگر صحیح نہ کیے اور نماز پڑھ لی، تو نماز کے اعادہ کی حاجت نہیں۔(42)

مسئلہ ۳۷: حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ داہنی طرف مونھ کر کے کہے اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح بائیں جانب اگرچہ اَذان نماز کے لیے نہ ہو بلکہ مثلاً بچے کے کان میں یا اور کسی لیے کہی یہ پھیرنا فقط مونھ کا ہے، سارے بدن سے نہ پھرے۔(43)

مسئلہ ۳۸: اگر منارہ پر اَذان کہے تو داہنی طرف کے طاق سے سر نکال کر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے اور بائیں جانب کے طاق سے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح۔(44) یعنی جب بغیر اس کے آواز پہنچنا پورے طور پر نہ ہو۔(45) یہ وہیں ہو گا کہ منارہ بند ہے اور دونوں طرف طاق کھلے ہیں اور کھلے منارہ پر ایسا نہ کرے، بلکہ وہیں صرف مونھ پھیرنا ہو اور قدم ایک جگہ قائم۔

---

(41) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب في الکلام علی حدیث ((الاذان جزم)) ج ۲، ص۶۶، والفتاوی الهندیة، الباب الثاني في الاذان، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۵۶

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

علامہ حلبی، غنیہ میں فرماتے ہیں:

الاصل ان الوصل بین الاذان والاقامۃ یکرہ فی کل الصلوۃ لماروی الترمذی عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال لبلال اذا انت فترسل واذا اقمت فاحدر واجعل بین اذانك واقامتك قدر مایفرغ الاکل من اکلہ فی غیر عہ۲ المغرب والشارب من شربہ والمعتصر اذادخل لقضاء حاجتہ وھو وان کان ضعیفا لکن یجوز العمل بہ فی مثل ھذا الحکم ا ھ

یعنی اصل یہ ہے کہ اذان کہتے ہی فوراً اقامت کہہ دینا مطلقاً سب نمازوں میں مکروہ ہے اس لئے کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا اذان ٹھہر ٹھہر کر کہا کر اور تکبیر جلد جلد اور دونوں میں اتنا فاصلہ رکھ کر کھانیوالا کھانے سے (مغرب کے علاوہ میں) اور پینے والا پینے اور ضرورت والا قضائے حاجت سے فارغ ہوجائے، یہ حدیث اگرچہ ضعیف عہ ا ہے مگر ایسے حکم میں اس پر عمل روا ہے۔(فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص ۳۹۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(42) الفتاوی الهندیة، الباب الثاني في الاذان، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۵۶

(43) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۶۶، وشرح الوقایة، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ص ۱۵۳

(44) شرح الوقایة، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج ۱، ص ۱۵۳

(45) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب في أوّل من بنی المنائر... إلخ، ج ۲، ص ۶۷

مسئلہ ۳۹: صبح کی اَذان میں فلاح کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا مستحب ہے۔(46)

مسئلہ ۴۰: اَذان کہتے وقت کانوں کے سوراخ میں انگلیاں ڈالے رہنا مستحب ہے اور اگر دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لیے تو بھی اچھا ہے۔(47) اور اوّل احسن ہے کہ ارشاد حدیث کے مطابق ہے اور بلندی آواز میں زیادہ معین۔ کان جب بند ہوتے ہیں آدمی سمجھتا ہے کہ ابھی آواز پوری نہ ہوئی، زیادہ بلند کرتا ہے۔

مسئلہ ۴۱: اِقامت مثل اَذان ہے یعنی احکام مذکورہ اس کے لیے بھی ہیں صرف بعض باتوں میں فرق ہے، اس میں بعد فلاح کے قَدْ قَامَتِ الصَّلاۃُ دو بار کہیں، اس میں بھی آواز بلند ہو، مگر نہ اَذان کی مثل، بلکہ اتنی کہ حاضرین تک آواز پہنچ جائے، اس کے کلمات جلد جلد کہیں، درمیان میں سکتہ نہ کریں، نہ کانوں پر ہاتھ رکھنا ہے، نہ کانوں میں انگلیاں رکھنا اور صبح کی اِقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نہیں اِقامت بلند جگہ یا مسجد سے باہر ہونا سنت نہیں، اگر امام نے اِقامت کہی، تو قَدْ قَامَتِ الصَّلاۃُ کے وقت آگے بڑھ کر مصلّٰی پر چلا جائے۔(48)

مسئلہ ۴۲: اِقامت میں بھی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے وقت دہنے بائیں مونھ پھیرے۔(49)

مسئلہ ۴۳: اِقامت کی سنیت، اَذان کی بہ نسبت زیادہ مؤکد ہے۔(50)

مسئلہ ۴۴: جس نے اَذان کہی، اگر موجود نہیں، تو جو چاہے اِقامت کہہ لے اور بہتر امام ہے اور مؤذن موجود ہے، تو اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے کہ یہ اسی کا حق ہے اور اگر بے اجازت کہی اور مؤذن کو ناگوار ہو، تو مکروہ ہے۔(51)

مسئلہ ۴۵: جنب و محدث کی اِقامت مکروہ ہے، مگر اعادہ نہ کی جائے گی۔ بخلاف اَذان کہ جنب اَذان کہے تو دوبارہ کہی جائے، اس لیے کہ اَذان کی تکرار مشروع ہے اور اِقامت دو بار نہیں۔(52)

---

(46) مختصر القدوري، كتاب الصلاة، باب الاذان، ص ۱۵۸.

نماز نیند سے بہتر ہے۔

(47) الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الاذان مطلب في أوّل من بنى المنائر... إلخ، ج ۲، ص ۶۷

(48) الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الاذان، مطلب في أوّل من بنى المنائر للاذان، ج ۲، ص ۶۷.

والفتاوى الهندية، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۵۶، وغنية المتملي، سنن الصلاة، ص ۳۷۶

(49) الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الاذان، ج ۲، ص ۶۶

(50) الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الاذان، ج ۲، ص ۶۷

(51) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الاذان، الفصل الاوّل، ج ۱، ص ۵۴

(52) الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الاذان، ج ۲، ص ۷۵

مسئلہ ۴۶: اِقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ بیٹھ جائے جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ یوہیں جولوگ مسجد میں موجود ہیں، وہ بھی بیٹھے رہیں، اس وقت اٹھیں، جب مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہنچے، یہی حکم امام کے لیے ہے۔ (53) آج کل اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے کہ وقت اِقامت سب لوگ

(53) مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں:

کھڑے ہوکر تکبیر سُننا مکروہ ہے، یہاں تک کہ علماء حکم فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہورہی ہے وہ اس کے تمام تک کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے یہاں تک کہ مکبّر حی علی الفلاح تک پہنچے اُس وقت کھڑا ہو،

وقایہ میں ہے:

یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلاۃ ویشرع عند قد قامت الصلاۃ ۱؎۔

امام اور نمازی حی علی الصلاۃ پر کھڑے ہوں اور قد قامت الصلاۃ کے الفاظ پر امام نماز شروع کردے۔ (ت)

(۱؎ مختصر الوقایہ فصل الاذان، نور محمد کارخانہ تجارت کراچی، ص ۱۲)

محیط وہندیہ میں ہے:

یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثۃ ھو الصحیح ۲؎۔

ہمارے تینوں ائمہ کے نزدیک جب اقامت کہنے والا حی علی الفلاح کہے تو اس وقت امام اور تمام نمازی کھڑے ہوں اور یہی صحیح ہے۔ (ت)

(۲؎ فتاوی ہندیہ، الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ الخ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، ۱/ ۵۷)

جامع المضمرات وعالمگیریہ وردالمحتار میں ہے:

اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائماً ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح ۳؎۔

جب کوئی نمازی تکبیر کے وقت آئے تو وہ بیٹھ جائے کیونکہ کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو اس وقت کھڑا ہو۔ (ت) (۳؎ فتاوی ہندیہ، الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ الخ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، ۱/ ۵۷)

اسی طرح بہت کتب میں ہے۔

اقول ولا تعارض عندی بین قول الوقایۃ واتباعھا یقومون عند حی الصلاۃ والمحیط والمضمرات ومن معھما عند حی علی الفلاح فانا اذا حملنا الاول علی الانتھاء والأخر علی الابتداء اتحد القولان، ای یقومون حین یتم المؤذن حی علی الصلاۃ ویأتی علی الفلاح وھذا مایعطیہ قول المضمرات یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح ولعل ھذا اولی مما فی مجمع الانھر من قولہ وفی الوقایۃ ویقوم الامام والقوم عند حی علی الصلاۃ ای قبیلہ ۱؎ اھ (۱؎ ردالمحتار، باب الاذان، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۲۹۰)

اقول: صاحب وقایہ اور ان کے متبعین حی علی الصلاۃ کے موقعہ پر کھڑا ہونے کا قول کرتے ہیں اور صاحب محیط، مضمرات اور ان کی ←

کھڑے رہتے ہیں بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مُصلّے پر کھڑا نہ ہو، اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی، یہ خلاف سنت ہے۔

مسئلہ ۴۷: مسافر نے اَذان و اِقامت دونوں نہ کہی یا اِقامت نہ کہی، تو مکروہ ہے اور اگر صرف اِقامت پر اِکتفا

جماعت حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہونے کا قول کرتے ہیں میرے نزدیک ان میں کوئی تعارض نہیں اس لئے کہ جب ہم پہلے قول کو انتہا اور دوسرے کو ابتدا پر محمول کریں تو دونوں قولوں میں اتحاد حاصل ہوجاتا ہے یعنی جب مؤذن حی علی الصلاۃ پورا کرکے حی علی الفلاح کہے تو کھڑے ہوں اور اس کی تائید مضمرات کے ان الفاظ سے ہوتی ہے اس وقت کھڑا ہو جب مؤذن حی علی الفلاح پر پہنچے اور یہ اس سے بہتر ہے جو مجمع الانہر میں اس کا قول ہے: وقایہ میں ہے کہ امام اور نمازی حی علی الصلاۃ کے وقت یعنی اس سے تھوڑا سا پہلے کھڑے ہوں اھ۔(ت) (۱؎ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، باب الاذان، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/۷۸)

یہ اُس صورت میں ہے کہ امام بھی وقتِ تکبیر مسجد میں ہو، اور اگر وہ حاضر نہیں تو مؤذن جب تک اُسے آتا نہ دیکھے تکبیر نہ کہے نہ اُس وقت تک کوئی کھڑا ہو لقولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لاتقوموا حتی ترونی (کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: تم نہ کھڑے ہوا کرو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو۔ت) پھر جب امام آئے اور تکبیر شروع ہو اس وقت دو ۲ صورتیں ہیں اگر امام صفوں کی طرف سے داخلِ مسجد ہو تو جس صفت سے گزرتا جائے وہی صف کھڑی ہوتی جائے اور اگر سامنے سے آئے تو اُسے دیکھتے ہی سب کھڑے ہوجائیں اور اگر خود امام ہی تکبیر کہے تو جب تک پُوری تکبیر سے فارغ نہ ہولے مقتدی اصلاً کھڑے نہ ہوں بلکہ اگر اس نے تکبیر مسجد سے باہر کہی تو فراغ پر بھی کھڑے نہ ہوں جب وہ مسجد میں قدم رکھے اُس وقت قیام کریں، ہندیہ میں بعد عبارت مذکور ہے:

فامااذا کان الامام خارج المسجد فان دخل المسجد من قبل الصفوف فکلما جاوز صفا قام ذلك الصف والیه مال شمس الائمة الحلوانی والسرخسی وشیخ الاسلام خواھرزادہ وان کان الامام دخل المسجد من قدامھم یقومون کمارأوا الامام وان کان المؤذن والامام واحدافان اقام فی المسجد فالقوم لایقومون مالم یفرغ عن الاقامة وان اقام خارج المسجد فمشایخنا اتفقوا علی انھم لایقومون مالم یدخل الامام المسجد ویکبر الامام قبیل قوله قدقامت الصلاة قال الشیخ الامام شمس الائمة الحلوانی وھو الصحیح ھکذا فی المحیط ا ۔(۱؎ فتاوی ہندیہ، الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ الخ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، ۱/۵۷)

اگر امام مسجد سے باہر ہو اگر وہ صفوں کی جانب سے مسجد میں داخل ہو تو جس صف سے وہ گزرے وہ صف کھڑی ہوجائے، شمس الائمہ حلوانی، سرخسی، شیخ الاسلام خواہر زادہ اسی طرف گئے ہیں، اور اگر امام اُن کے سامنے سے مسجد میں داخل ہو تو اُسے دیکھتے ہی تمام مقتدی کھڑے ہوجائیں، اگر مؤذن اور امام ایک ہی ہے پس اگر اس نے مسجد کے اندر ہی تکبیر کہی تو قوم اس وقت تک کھڑی نہ ہو جب تک وہ تکبیر سے فارغ نہ ہوجائے اور اگر اس نے خارج از مسجد تکبیر کہی تو ہمارے تمام مشائخ اس پر متفق ہیں کہ لوگ اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جب تک امام مسجد میں داخل نہ ہو اور امام قدقامت الصلاۃ کے تھوڑا پہلے تکبیر تحریمہ کہے امام شمس الائمہ حلوانی کہتے ہیں کہ یہی صحیح ہے، محیط میں اسی طرح ہے۔(ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص ۳۸۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کیا، تو کراہت نہیں، مگر اولیٰ یہ ہے کہ اَذان بھی کہے، اگرچہ تنہا ہو یا اس کے سب ہمراہی وہیں موجود ہوں۔ (54)

مسئلہ ۴۸: بیرونِ شہر کسی میدان میں جماعت قائم کی اور اِقامت نہ کہی، تو مکروہ ہے اور اَذان نہ کہی، تو حرج نہیں، مگر خلافِ اَولیٰ ہے۔ (55)

مسئلہ ۴۹: مسجدِ محلہ یعنی جس کے لیے امام و جماعت معین ہو کہ وہی جماعت اُولیٰ قائم کرتا ہو، اس میں جب جماعت اُولیٰ بطریق مسنون ہوچکی، تو دوبارہ اَذان کہنا مکروہ ہے اور بغیر اَذان اگر دوسری جماعت قائم کی جائے، تو امام محراب میں نہ کھڑا ہو، بلکہ دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہو کہ امتیاز رہے۔ اس امام جماعت ثانیہ کو محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور مسجد محلہ نہ ہو جیسے سڑک، بازار، اسٹیشن، سرائے کی مسجدیں جن میں چند شخص آتے ہیں اور پڑھ کر چلے جاتے ہیں، پھر کچھ اور آئے اور پڑھی، وعلیٰ ہذا تو اس مسجد میں تکرار اَذان مکروہ نہیں، بلکہ افضل یہی ہے کہ ہر گروہ کہ نیا آئے، جدید اَذان و اِقامت کے ساتھ جماعت کرے، ایسی مسجد میں ہر امام محراب میں کھڑا ہو۔ (56) محراب سے مراد وسط مسجد ہے، یہ طاق معروف ہو یا نہ ہو، جیسے مسجد الحرام شریف جس میں یہ محراب اصلاً نہیں یا ہر مسجد صیفی یعنی صحن مسجد اس کا وسط محراب ہے، اگرچہ وہاں عمارت اصلاً نہیں ہوتی محراب حقیقی یہی ہے اور وہ شکل طاق محراب صوری کہ زمانۂ رسالت و زمانۂ خلفائے راشدین میں نہ تھی، ولید بادشاہ مروانی کے زمانہ میں حادث ہوئی۔ (57) بعض لوگوں کے خیال میں ہے کہ دوسری جماعت کا امام پہلے کے مصلّٰی پر نہ کھڑا ہو، لہٰذا مصلے ہٹا کر وہیں کھڑے ہوتے ہیں، جو امام اوّل کے قیام کی جگہ ہے، یہ جہالت ہے، اس جگہ سے دہنے بائیں ہٹنا چاہیے، مصلّٰی اگرچہ وہی ہو۔

مسئلہ ۵۰: مسجد محلہ میں بعض اہل محلہ نے اپنی جماعت پڑھ لی، ان کے بعد امام اور باقی لوگ آئے، تو جماعت اُولیٰ انھیں کی ہے، پہلوں کے لیے کراہت۔ یوہیں اگر غیر محلہ والے پڑھ گئے، ان کے بعد محلہ کے لوگ آئے، تو جماعت اُولیٰ یہی ہے اور امام اپنی جگہ پر کھڑا ہوگا۔ (58)

مسئلہ ۵۱: اگر اَذان آہستہ ہوئی، تو پھر اَذان کہی جائے اور پہلی جماعت، جماعت اُولیٰ نہیں۔ (59)

---

(54) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب في أوّل من بنی المنائر للاذان، ج ۲، ص ۶۷، ۷۸

(55) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج ۱، ص ۳۸

(56) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۴

والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج ۲، ص ۷۸

(57) الفتاوی الرضویۃ، ج ۷، ص ۳۴۵

(58) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۴

(59) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج ۱، ص ۳۸

مسئلہ ۵۲: اَثنائے اقامت میں بھی مؤذن کوکلام کرنا ناجائز ہے، جس طرح اذان میں۔ (60)

مسئلہ ۵۳: اَثنائے اَذان و اقامت میں اس کوکسی نے سلام کیا تو جواب نہ دے بعد ختم بھی جواب دینا واجب نہیں۔ (61)

مسئلہ ۵۴: جب اَذان سُنے، تو جواب دینے کا حکم ہے، یعنی مؤذن جو کلمہ کہے، اس کے بعد سُننے والا بھی وہی کلمہ کہے، مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ کہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کہے، بلکہ اتنا لفظ اور ملا لے مَا شَاءَ اللہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ۔ (62)

---

(60) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الاول، ج۱، ص۵۵

(61) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الاول، ج۱، ص۵۵

(62) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب في کراھیۃ تکرار الجماعۃ في المسجد، ج۲، ص۸۱۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۷۔

جو اللہ (عزوجل) نے چاہا ہوا اور جو نہیں چاہا نہیں ہوا۔

اذان کے جواب کا ثواب

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا جب مؤذن اَللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرُ کہے تو تم میں سے کوئی اَللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرُ کہے، پھر مؤذن اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہے تو وہ شخص اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہے، پھر مؤذن اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ کہے تو وہ شخص اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ کہے، پھر مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے تو وہ شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ کہے، پھر مؤذن حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو وہ شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ کہے، پھر جب مؤذن اَللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرُ کہے تو وہ شخص اَللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرُ کہے اور جب مؤذن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہے اور یہ شخص دل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہے تو جنت میں داخل ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن الخ، رقم ۳۸۵، ص ۲۰۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید المبلغین، رحمۃ للعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا، جو شخص مؤذن کی آواز سن کر یہ دعا پڑھے گا اللہ عزوجل اسکے گناہ بخش دے گا: وَاَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا ترجمہ: اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، میں اللہ عزوجل کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن الخ، رقم ۳۸۶، ص ۲۰۴) ←

مسئلہ ۵۵: اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کے جواب میں صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہے۔(63)

مسئلہ ۵۶: جنب بھی اَذان کا جواب دے۔ حیض و نفاس والی عورت اور خطبہ سننے والے اور نمازِ جنازہ پڑھنے والے اور جو جماع میں مشغول یا قضائے حاجت میں ہو، ان پر جواب نہیں۔(64)

مسئلہ ۵۷: جب اَذان ہو، تو اتنی دیر کے لیے سلام کلام اور جواب سلام، تمام اشغال موقوف کر دے یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اَذان کی آواز آئے، تو تلاوت موقوف کر دے اور اَذان کو غور سے سُنے اور جواب دے۔ یوہیں اِقامت میں۔(65)

جو اَذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے، اس پر معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔

مسئلہ ۵۸: راستہ چل رہا تھا کہ اَذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے سُنے اور جواب دے۔(66)

ام المؤمنین حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے مردوں اور عورتوں کی صف کے درمیان کھڑے ہوکر فرمایا، اے خواتین کے گروہ! جب تم اس حبشی (یعنی حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اذان اور اقامت سنو تو جیسے یہ کہے تم بھی اسی طرح کہہ لیا کرو کیونکہ تمہارے لئے ایسا کرنے میں ہر حرف کے بدلے میں دس لاکھ نیکیاں ہیں۔ تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یہ فضیلت تو عورتوں کے لئے ہے مردوں کیلئے کیا ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا اے عمر! مردوں کیلئے اس سے دگنا ثواب ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۲۸، ج ۲۴، ص ۱۶)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دینا شروع کی۔ جب وہ خاموش ہوئے تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، جو اس مؤذن کے قول پر یقین کرتے ہوئے اس کی مثل کہے گا جنت میں داخل ہوگا۔

(سنن نسائی، کتاب الاذان، باب القول مثل مایقول المؤذن، ج ۲، ص ۲۴)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم! مؤذنین ہم سے ثواب میں بڑھ جاتے ہیں۔ تو سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، مؤذن جیسے کہے تم بھی ویسے ہی کہہ لیا کرو جب تم پوری اذان کا جواب دے چکو تو اللہ عزوجل سے اپنی مرادیں مانگو تمہاری مرادیں پوری کی جائیں گی۔

(سنن نسائی، کتاب الصلوۃ، باب مایقول اذا سمع المؤذن، رقم ۵۲۴، ج ۱، ص ۲۲۱)

(63) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب في کراہۃ تکرار الجماعۃ في المسجد، ج ۲، ص ۸۳.

تو سچا اور نیکوکار ہے اور تو نے حق کہا۔

(64) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج ۲، ص ۸۱

(65) المرجع السابق، ص ۸۶، والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۵۷

(66) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۵۷

مسئلہ ۵۹: اِقامت کا جواب مستحب ہے، اس کا جواب بھی اسی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کے جواب میں اَقَامَهَا اللهُ وَ اَدَامَهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کہے۔ (67) یا اَقَامَهَا اللهُ وَاَدَامَهَا وَجَعَلَنَا مِنْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اَحْیَاءً وَّ اَمْوَاتًا۔ (68)

مسئلہ ۶۰: اگر چند اذانیں سُنے، تو اس پر پہلی ہی کا جواب ہے اور بہتر یہ کہ سب کا جواب دے۔ (69)

مسئلہ ۶۱: اگر بوقتِ اذان جواب نہ دیا، تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو، اب دے لے۔ (70)

مسئلہ ۶۲: خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا، مقتدیوں کو جائز نہیں۔ (71)

---

(67) الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الاذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۷۔

اللہ اس کو قائم رکھے اور ہمیشہ رکھے جب تک آسمان اور زمین ہیں۔

(68) ہم کو زندگی میں اور مرنے کے بعد اس کے نیک اہل سے بنائے۔

(69) الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الاذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ج۲، ص۸۲

(70) الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الاذان، ج۲، ص۸۳

(71) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ردالمحتار میں ہے: اجابة الاذان ح مکروهة نهر الفائق ۴۔ اس وقت اذان کا جواب دینا مکروہ ہے۔ نہر الرائق (ت)

(۴۔ ردالمحتار، باب الجمعة، مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۶۰۷)

پھر درمختار میں ہے:

ينبغي ان لا يجيب بلسانه اتفاقا في الاذان بين يدي الخطيب ۵۔

خطیب کے سامنے دی جانے والی اذان کا جواب بالاتفاق نہیں دینا چاہئے۔ (ت)

(۵۔ درمختار، باب الاذان، مطبوعہ مجتبائی دہلی بھارت، ۱/ ۶۵)

اُسی میں ہے:

اذا خرج الامام من الحجرة ان كان والا فقيامه للصعود فلا صلوة ولا كلام الى تمامها وقالا لاباس بالكلام قبل الخطبة وبعدها واذا جلس عند الثاني والخلاف في كلام يتعلق بالأخرة اما غيره فيكره اجماعا وعلى هذا فالترقية المتعارفة في زماننا تكره عنده والعجب ان المرقي ينهى عن الامر بالمعروف بمقتضى حديثه ثم يقول انصتوا رحمكم الله اھ ملخصا

جب امام حجرہ سے نکلے اگر حجرہ ہو، ورنہ جب وہ منبر پر چڑھنے کے لئے کھڑا ہو تو تمام خطبہ تک نہ نماز ہے اور نہ ہی کلام، صاحبین کہتے ہیں کہ خطبہ سے پہلے اور اس کے بعد گفتگو میں حرج نہیں، اور امام ابو یوسف کے نزدیک جب امام بیٹھے اس وقت بھی کلام میں کوئی حرج نہیں، ←

مسئلہ ۶۳: جب اَذان ختم ہو جائے، تو مؤذن اور سامعین درود شریف پڑھیں اس کے بعد یہ دُعا اَللّٰھُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْعَلْنَا فِيْ شَفَاعَتِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ. (72)

اور اختلاف اس گفتگو میں ہے جو آخرت سے متعلق ہو لیکن اس کے علاوہ گفتگو تو بالاتفاق مکروہ ہے، اس بناء پر ہمارے زمانہ میں متعارف ترقیہ (ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الخ) (خطیب کے منبر پر بیٹھتے وقت پڑھنا) امام اعظم کے نزدیک مکروہ ہے اور تعجب ہے کہ ترقیہ پڑھنے والا امر بالمعروف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کی وجہ سے روکتا ہے اور پھر خود کہتا ہے خاموش رہو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اھ ملخصاً۔ (ت) (اـ درمختار، باب الجمعۃ، مطبوعہ مجتبائی دہلی بھارت، ۱/ ۱۱۳)

ہاں یہ جواب اذان یا دُعا اگر صرف دل سے کریں زبان سے تلفظ اصلاً نہ ہو کوئی حرج نہیں،

کما افادہ کلام علی القاری وفروع فی کتب المذہب (جیسا کہ علی قاری نے تحریر فرمایا اور اس کی تفصیلات کُتب مذہب میں ہیں۔ ت) اور امام یعنی خطیب تو اگر زبان سے بھی جواب اذان دے یا دُعا کرے بلا شبہ جائز ہے۔

وقد صح کلام الامرین عن سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی صحیح البخاری وغیرہ۔ صحیح البخاری وغیرہ میں سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دونوں معمول ملتے ہیں۔ (ت)

یہ قول مجمل ہے۔

وتفصیل المقام مع نہایۃ الغایۃ وازالۃ الاوہام فی فتاوٰنا بتوفیق الملک العلام

(اس مقام کی تفصیل ہم نے بتوفیق ملک العلام نہایت تحقیق کے ساتھ اپنے فتاوٰی میں بیان کردی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوٰی رضویہ، جلد ۸، ص ۳۰۱۔۳۰۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(72) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب فی کراہۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد، ج ۲، ص ۸۴، وغنیۃ المتملی، سنن الصلاۃ، ص ۳۸۰۔

اے اللہ اس دعائے تام اور نماز برپا ہونے والی کے مالک تو ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا کر اور ان کو مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے وعدہ کیا ہے (اور ہمیں قیامت کے دن ان کی شفاعت نصیب فرما) بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

ذان کے بعد کی دعا پڑھنے کا ثواب

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق وامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو اذان سننے کے بعد یہ دعا پڑھے گا قیامت کے دن اسکے لئے میری شفاعت حلال ہوگی،، اَللّٰھُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ. ترجمہ: اے اللہ عزوجل اے اس کامل دعوت اور قائم کی جانے والی ←

مسئلہ ۶۴: جب مؤذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کہے، تو سُننے والا درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگا لے اور کہے قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ. (73)

مسئلہ ۶۵: اذانِ نماز کے علاوہ اور اذانوں کا بھی جواب دیا جائے گا، جیسے بچہ پیدا ہوتے وقت کی اذان۔(74)

نماز کے رب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقامِ محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، رقم ۶۱۴، ج۱، ص ۲۲۴)

حضرتِ سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اذان کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے، اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَعْطِهِ سُؤْلَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ: اے اللہ عزوجل! اے اس کامل دعوت اور قائم کی جانے والی نماز کے رب عزوجل! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور قیامت کے دن ان کی مراد پوری فرما۔

اور یہ کلمات اپنے گرد موجود صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سنایا کرتے تھے اور اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اذان سننے کے بعد یہ کلمات کہیں اور فرمایا کرتے کہ جو ان کلمات کی مثل کہے گا قیامت کے دن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اس کے لئے واجب ہو جائے گی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اذان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے، اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰى عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاجْعَلْنَا فِيْ شَفَاعَتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ: اے اللہ عزوجل اے اس کامل دعوت اور قائم کی جانے والی نماز کے رب! تو اپنے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور ہمیں قیامت کے دن ان کی شفاعت پانے والوں میں شامل فرما۔ اور فرمایا کرتے کہ اذان کے بعد جو شخص یہ کلمات کہے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ان لوگوں میں شامل فرمائے گا جن کی میں شفاعت کروں گا۔ (مجمع الزوائد، رقم ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ج ۲، ص ۹۴)

حضرتِ سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی الدعاء بین الاذان والاقامۃ، رقم ۵۲۱، ج۱، ص ۲۲۰)

ترمذی کی روایت میں ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! تو ہم کیا دعا مانگا کریں؟ فرمایا، اللہ عزوجل سے دنیا اور آخرت میں عفو وعافیت مانگا کرو۔

(73) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب فی کراھۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد، ج ۲، ص ۸۴۔

یا رسول اللہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضور سے ہے اے اللہ شنوائی اور بینائی کے ساتھ مجھے متمتع کر۔

(74) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب فی کراھۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد، ج ۲، ص ۸۲

مسئلہ ٦٦: اگر اَذان غلط کہی گئی، مثلاً لحن کے ساتھ تو اس کا جواب نہیں بلکہ ایسی اَذان سُننے بھی نہیں۔ (75)

مسئلہ ٦٧: متاخرین نے تثویب مستحسن رکھی ہے، یعنی اَذان کے بعد نماز کے لیے دوبارہ اعلان کرنا اور اس کے لیے شرع نے کوئی خاص الفاظ مقرر نہیں کیے بلکہ جو وہاں کا عرف ہو مثلاً اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ یا قَامَتْ قَامَتْ یا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہِ۔ (76)

---

(75) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، مطلب في کراہۃ تکرار الجماعۃ في المسجد، ج ٢، ص ٨٢

(76) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مسلمانوں کو نماز کی اطلاع اذان سے دے کر پھر دوبارہ اطلاع دینا اور وہ شہروں کے عرف پر ہے جہاں جس طرح اطلاع مکرر رائج ہو وہی تثویب ہے خواہ عام طور پر ہو جیسے صلاۃ کہی جاتی ہے یا خاص طریقہ پر، مثلاً کسی نے کہا اذان ہوگئی یا جماعت کھڑی ہوتی ہے یا امام آگئے یا کوئی قول یا فعل ایسا جس میں دوبارہ اطلاع دینا ہو وہ سب تثویب ہے اور اس کا اور صلاۃ کا ایک حکم ہے یعنی جائز، جس کی اجازت سے عامہ کتب مذہب متون مثل تنویر (١) الابصار وقایہ (٢) ونقایہ (٣) وغرر الاحکام (٤) وکنز (٥) وغرر الاذکار (٦) ووافی (٧) وملتقی (٨) واصلاح (٩) نورالایضاح (١٠) وشروحا نند درمختار (١١) وردالمحتار (١٢) وطحطاوی (١٣) وعنایہ (١٤) ونہایہ (١٥) وغنیۃ (١٦) شرح منیہ وصغیری (١٧) وبحرالرائق (١٨) ونہرالفائق (١٩) وتبیین الحقائق (٢٠) وبرجندی (٢١) وقہستانی (٢٢) ودرر (٢٣) وابن ملک (٢٤) وکافی (٢٥) ومجتبی (٢٦) وایضاح (٢٧) وامداد الفتاح (٢٨) ومراقی الفلاح (٢٩) وحاشیہ مراقی للعلامۃ الطحطاوی (٣٠) وفتاوی مثل ظہیریہ (٣١) وخانیہ (٣٢) وخلاصہ (٣٣) وخزانۃ المفتین (٣٤) وجواہر اخلاطی (٣٥) وعلمگیری (٣٦) وغیرہا مالامال ہیں، وھو الذی علیہ عامۃ الائمۃ المتاخرین والخلاف خلاف زمان لا برھان (عام ائمہ متاخرین اسی پر ہیں اور یہ اختلاف زمانی اختلاف ہے برہانی نہیں۔ت)

مختصرالوقایہ میں ہے:

التثویب حسن فی کل صلاۃ ١ ۔ (تثویب ہر نماز کے لئے بہتر ہے۔ت)

(١ ۔ مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایہ، فصل الاذان، نور محمد کارخانہ تجارت کراچی، ص ١٢)

متن علامہ غزی تمرتاشی میں ہے:

یثوب الالمغرب ٢ ۔ (مغرب کے علاوہ ہر نماز کے لئے تثویب کہی جائے۔ت)

شرح محقق علائی میں ہے:

یثوب بین الاذان والاقامۃ فی الکل للکل بما تعارفوہ ٣ ۔ الخ

(اذان اور اقامت کے درمیان متعارف ومروجہ طریقہ پر تمام نمازوں میں ہر ایک کے لئے تثویب کہی جائے۔ الخ ت)

(٢ ۔ و ٣ ۔ درمختار، فصل الاذان، مجتبائی دہلی، ١/ ٦٣)

حاشیہ آفندی محمد بن عابدین میں ہے:

قولہ یثوب التثویب العود الی الاعلام بعد الاعلام درر قولہ فی الکل ای کل الصلوات لظہور التوانی ←

مسئلہ ۶۸: مغرب کی اَذان کے بعد تثویب نہیں ہوتی۔(77) اور دوبار کہہ لیں تو حرج نہیں۔(78)
مسئلہ ۶۹: اَذان و اِقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنت ہے۔ اَذان کہتے ہی اِقامت کہہ دینا مکروہ ہے، مگر مغرب میں وقفہ، تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی کے برابر ہو، باقی نمازوں میں اَذان و اِقامت کے درمیان اتنی دیر تک ٹھہرے کہ جو لوگ پابند جماعت ہیں آجائیں، مگر اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ وقت کراہت آجائے۔(79)
مسئلہ ۷۰: جن نمازوں سے پیشتر سنت یا نفل ہے، ان میں اَولیٰ یہ ہے کہ مؤذن بعد اَذان، سنن و نوافل پڑھے،

فی الامور الدینیة قوله بماتعارفوه کتنحنح اوقام قام اوالصلاة الصلاة ولواحدثوا اعلاماً مخالفاً لذلك جاز نهر عن المجتبی ۴؎ اھ ملتقطاً۔
قولہ یثوب، تثویب، اطلاع کے بعد اطلاع کو کہا جاتا ہے۔ درر، قولہ فی الکل یعنی تمام نمازوں میں کہنی چاہئے کیونکہ امورِ دینیہ کے بجالانے میں بہت سستی و کاہلی آچکی ہے، قولہ بما تعارفوا مثلاً کھانسنا یا نماز کھڑی ہوگئی نماز کھڑی ہوگئی یا نماز نماز، اگر کوئی اور طریقہ اس کے علاوہ اپنالیں تب بھی جائز ہے۔ (۴؎ ردالمحتار، فصل الاذان، مصطفی البابی مصر، ۱/ ۲۸۶)
نہر نے مجتبیٰ سے نقل کیا ہے، اختصاراً۔ (ت) شرح الوافی للامام المصنف العلام حافظ الدین ابی البرکات النسفی میں ہے:
تثویب کل بلدة علی ماتعارفوه لانه للمبالغة فی الاعلام وانما یحصل ذلك بما تعارفوه اه ملخصاً ۵؎۔
ہر شہر کی تثویب اسی طریقہ پر ہوگی جو وہاں متعارف ہے کیونکہ یہ اعلان میں مبالغہ کے لئے ہے اور وہ متعارف ومشہور طریقہ سے حاصل ہوگا۔ (ت) (۵؎ شرح الوافی للنسفی،)
اور ماہ مبارک رمضان سے اُس کی تخصیص بے جا نہیں کہ لوگ افطار کے بعد کھانے پینے میں مشغول اور نفس آرام کی طرف مائل ہوتے ہیں لہذا تنبیہ بعد تنبیہ مناسب ہوئی جس طرح نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اذانِ فجر میں الصلاة خیرٌ من النوم ۶؎ مقرر کرنے کی اجازت عطا فرمائی اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر عن سیدنا بلال رضی الله تعالٰی عنه (طبرانی نے معجم کبیر میں سیدنا بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یہ نقل کیا ہے۔ت) (۶؎ المعجم الکبیر للطبرانی، مسند بلال بن رباح، مطبوعہ المکتبة الفیصلیة بیروت، ۱/ ۳۵۵)
ہدایہ میں ہے:
خص الفجر به لانه وقت نوم وغفلة ۱؎ (۱؎ ہدایہ باب الاذان، مطبوعہ المکتبة العربیة کراچی، ۱/ ۷۰)
(وقتِ فجر کو مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ وقت نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہے۔ت)
بالجملہ یہ کوئی ایسی چیز نہیں جس پر مسلمانوں میں نزاع ڈالی جائے اور فتنہ انگیزی کرکے تفریق جماعت کی راہ نکالی جائے جو ایسا کرتا ہے سخت جاہل اور مقاصد شرع سے بالکل غافل ہے واللہ تعالٰی اعلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص ۳۶۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(77) العنایة، کتاب الصلاة، باب للاذان، ج۱، ص ۳۱۴ (حاشیہ فتح القدیر)
(78) الدرالمختار، کتاب الصلاة، باب الاذان، ج۲، ص ۷۰
(79) المرجع السابق، والفتاوی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الثانی، ج۱، ص ۵۷

ورنہ بیکار ہے۔ (80)

مسئلہ ۷۱: رئیس محلہ کا اس کی ریاست کے سبب انتظار مکروہ ہے، ہاں اگر وہ شریر ہے اور وقت میں گنجائش ہے، تو انتظار کر سکتے ہیں۔ (81)

مسئلہ ۷۲: متقدمین نے اذان پر اجرت لینے کو حرام بتایا، مگر متاخرین نے جب لوگوں میں سستی دیکھی، تو اجازت دی اور اب اسی پر فتویٰ ہے، مگر اذان کہنے پر احادیث میں جو ثواب ارشاد ہوئے، وہ انھیں کے لیے ہیں جو اجرت نہیں لیتے۔ خالصاً للہ عزوجل اس خدمت کو انجام دیتے ہیں، ہاں اگر لوگ بطورِ خود مؤذن کو صاحب حاجت سمجھ کر دے دیں، تو یہ بالاتفاق جائز بلکہ بہتر ہے اور یہ اُجرت نہیں۔ (82) جب کہ **المعهود كالمشروط** کی حد تک نہ پہنچ جائے۔

❀❀❀❀❀

---

(80) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الاذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۷

(81) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ج۲، ص۸۸

(82) غنیۃ المتملي، سنن الصلاۃ، ص۳۸۱

نماز کی شرطوں کا بیان

تنبیہ: اس باب میں جہاں یہ حکم دیا گیا کہ نماز صحیح ہے یا ہو جائے گی یا جائز ہے، اس سے مراد فرض ادا ہونا ہے، یہ مطلب نہیں کہ بلا کراہت و ممانعت و گناہ صحیح و جائز ہوگی، اکثر جگہیں ایسی ہیں کہ مکروہ تحریمی و ترک واجب ہوگا اور کہا جائے گا کہ نماز ہوگئی کہ یہاں اس سے بحث نہیں، اس کو باب مکروہات میں ان شاء اللہ تعالٰی بیان کیا جائے گا۔ یہاں شروط کا بیان ہے کہ بے (بغیر) اُن کے ہوگی ہی نہیں۔ صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں:

(۱) طہارت۔

(۲) ستر عورت۔

(۳) استقبال قبلہ۔

(۴) وقت۔

(۵) نیت۔

(۶) تحریمہ۔(1)

❁❁❁❁❁

(1) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۸۹

طہارت

یعنی مصلّی (نمازی) کے بدن کا حدث اکبر و اصغر اور نجاست حقیقیہ قدر مانع سے پاک ہونا، نیز اس کے کپڑے اور اس جگہ کا جس پر نماز پڑھے، نجاست حقیقیہ قدر مانع سے پاک ہونا۔(1)

حدث اکبر یعنی موجبات غسل (غسل واجب کرنے) اور حدث اصغر یعنی نواقض وضو (وضو توڑنے) اور ان سے پاک ہونے کا طریقہ، غسل و وضو کے بیان میں گزرا اور نجاست حقیقیہ سے پاک کرنے کا بیان باب الانجاس میں مذکور ہوا، یہ باتیں وہاں سے معلوم کی جائیں۔ شرط نماز اس قدر نجاست سے پاک ہونا ہے کہ بغیر پاک کیے نماز ہوگی ہی نہیں، مثلاً نجاست غلیظہ درہم سے زائد اور خفیفہ کپڑے یا بدن کے اس حصہ کی چوتھائی سے زیادہ جس میں لگی ہو، اس کا نام قدر مانع ہے اور اگر اس سے کم ہے تو اس کا زائل کرنا سنت ہے یہ امور بھی باب الانجاس میں ذکر کیے گئے۔

مسئلہ ۱: کسی شخص نے اپنے کو بے وضو گمان کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی، بعد کو ظاہر ہوا کہ بے وضو نہ تھا، نماز نہ ہوئی(2)۔

مسئلہ ۲: مصلّی اگر ایسی چیز کو اٹھائے ہو کہ اس کی حرکت سے وہ بھی حرکت کرے، اگر اس میں نجاست قدر مانع ہو تو نماز جائز نہیں، مثلاً چاندنی کا ایک سرا اوڑھ کر نماز پڑھی اور دوسرے سرے میں نجاست ہے، اگر رکوع و سجود و قیام و قعود میں اس کی حرکت سے اس جائے نجاست تک حرکت پہنچتی ہے، نماز نہ ہوگی، ورنہ ہو جائے گی۔ یوہیں اگر گود میں اتنا چھوٹا بچہ لے کر نماز پڑھی کہ خود اس کی گود میں اپنی سکت سے نہ رُک سکے بلکہ اس کے روکنے سے تھما ہوا ہو اور اس کا بدن یا کپڑا بقدر مانع نماز ناپاک ہے، تو نماز نہ ہوگی کہ یہی اسے اُٹھائے ہوئے ہے اور اگر وہ اپنی سکت سے رُکا ہوا ہے، اس کے روکنے کا محتاج نہیں، تو نماز ہو جائے گی کہ اب یہ اسے اُٹھائے ہوئے نہیں، پھر بھی بے ضرورت کراہت سے خالی نہیں، اگرچہ اس کے بدن اور کپڑوں پر نجاست بھی نہ ہو۔(3)

مسئلہ ۳: اگر نجاست قدر مانع سے کم ہے، جب بھی مکروہ ہے، پھر نجاست غلیظہ بقدر درہم ہے تو مکروہ تحریمی اور

---

(1) شرح الوقایۃ، کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، ج۱، ص۱۵۶

(2) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۷۱۴

(3) المرجع السابق، ص۹۱، والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۶۰

اس سے کم تو خلاف سنت۔(4)

مسئلہ ۴: چھت، خیمہ، سائبان اگر نجس ہوں اور مصلّی کے سر سے کھڑے ہونے میں لگیں، جب بھی نماز نہ ہوگی۔(5) یعنی اگر ان کی نجس جگہ بقدر مانع اس کے سر کو بقدر ادائے رُکن لگے۔

مسئلہ ۵: اگر اس کا کپڑا یا بدن، اثنائے نماز میں بقدر مانع ناپاک ہوگیا، اور تین تسبیح کا وقفہ ہوا، نماز نہ ہوئی۔ اگر نماز شروع کرتے وقت کپڑا ناپاک تھا یا کسی ناپاک چیز کو لیے ہوئے تھا اور اسی حالت میں شروع کرلی اور اللہ اکبر کہنے کے بعد جدا کیا، تو نماز منعقد ہی نہ ہوئی۔(6)

مسئلہ ۶: مصلّی کا بدن، جنب یا حیض و نفاس والی عورت کے بدن سے ملا رہا، یا انھوں نے اس کی گود میں سر رکھا، تو نماز ہو جائے گی۔(7)

مسئلہ ۷: مصلّی کے بدن پر نجس کبوتر بیٹھا، نماز ہو جائے گی۔(8)

مسئلہ ۸: جس جگہ نماز پڑھے، اس کے طاہر (پاک) ہونے سے مراد موضع سجود و قدم (سجدہ اور پاؤں رکھنے کی جگہ) کا پاک ہونا ہے، جس چیز پر نماز پڑھتا ہو، اس کے سب حصہ کا پاک ہونا، شرط صحت نماز نہیں۔(9)

مسئلہ ۹: مصلّی کے ایک پاؤں کے نیچے قدر درہم سے زیادہ نجاست ہو، نماز نہ ہوگی۔(10) یوہیں اگر دونوں پاؤں کے نیچے تھوڑی تھوڑی نجاست ہے کہ جمع کرنے سے ایک درم ہو جائے گی اور اگر ایک قدم کی جگہ پاک تھی اور دوسرا قدم جہاں رکھے گا، ناپاک ہے، اس نے اس پاؤں کو اٹھا کر نماز پڑھی ہوگئی، ہاں بے ضرورت ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۰: پیشانی پاک جگہ ہے اور ناک نجس جگہ، تو نماز ہو جائے گی کہ ناک درہم سے کم جگہ پر لگتی ہے اور بلاضرورت یہ بھی مکروہ۔(11)

---

(4) الفتاوی الھندیۃ، المرجع السابق، ص ۵۸، والدرالمختار، کتاب الطھارۃ، باب الانجاس، ج ۱، ص ۵۷۱

(5) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۹۱

(6) ردالمحتار

(7) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۹۱، موضحاً۔

(8) البحرالرائق، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۱، ص ۴۶۴

(9) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۹۲

(10) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۹۲

(11) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۹۲

مسئلہ ۱۱: سجدہ میں ہاتھ یا گھٹنا، نجس جگہ ہونے سے صحیح مذہب میں نماز نہ ہوگی۔(12) اور اگر ہاتھ نجس جگہ ہو اور ہاتھ پر سجدہ کیا، تو بالاجماع نماز نہ ہوگی۔(13)

مسئلہ ۱۲: آستین کے نیچے نجاست ہے اور اسی آستین پر سجدہ کیا، نماز نہ ہوگی۔(14) اگرچہ نجاست ہاتھ کے نیچے نہ ہو بلکہ چوڑی آستین کے خالی حصے کے نیچے ہو، یعنی آستین فاصل نہ سمجھی جائے گی، اگرچہ دبیز (موٹی) ہو کہ اس کے بدن کی تابع ہے، بخلاف اور دبیز کپڑے کے کہ نجس جگہ بچھا کر پڑھی اور اس کی رنگت یا بُو محسوس نہ ہو، تو نماز ہو جائے گی کہ یہ کپڑا نجاست و مصلّی میں فاصل ہو جائے گا کہ بدن مصلّی کا تابع نہیں، یوہیں اگر چوڑی آستین کا خالی حصہ سجدہ کرنے میں نجاست کی جگہ پڑے اور وہاں نہ ہاتھ ہو، نہ پیشانی، تو نماز ہو جائے گی اگرچہ آستین باریک ہو کہ اب اس نجاست کو بدن مصلّی سے کوئی تعلق نہیں۔

مسئلہ ۱۳: اگر سجدہ کرنے میں دامن وغیرہ نجس زمین پر پڑتے ہوں، تو مضر نہیں۔(15)

مسئلہ ۱۴: اگر نجس جگہ پر اتنا باریک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی، جو ستر کے کام میں نہیں آسکتا، یعنی اس کے نیچے کی چیز جھلکتی ہو، نماز نہ ہوئی اور اگر شیشہ پر نماز پڑھی اور اس کے نیچے نجاست ہے، اگرچہ نمایاں ہو، نماز ہوگئی۔(16)

❁❁❁❁❁

---

(12) المرجع السابق

(13) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۹۲

(14) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۹۲

(15) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في ستر العورۃ، ج۲، ص۹۲

(16) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في ستر العورۃ، ج۲، ص۹۲۔
وباب ما یفسد الصلاۃ، وما یکرہ فیہا، مطلب في التشبہ باھل الکتاب، ص۴۶۷۔

دوسری شرط ستر عورت

یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے، اس کو چھپانا۔
اللہ عزوجل فرماتا ہے:
(خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ) (1)
ہر نماز کے وقت کپڑے پہنو۔
اور فرماتا ہے:
(وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا) (2)
عورتیں زینت یعنی مواضع زینت کو ظاہر نہ کریں، مگر وہ کہ ظاہر ہیں۔
(کہ ان کے کھلے رہنے پر بروجہ جائز عادت جاری ہے)۔

حدیث ۱: حدیث میں ہے جس کو، ابن عدی نے کامل میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب نماز پڑھو، تہبند باندھ لو اور چادر اوڑھ لو اور یہودیوں کی مشابہت نہ کرو۔ (3) اور

حدیث ۲: ابوداود و ترمذی و حاکم و ابن خزیمہ، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: بالغ عورت کی نماز بغیر دوپٹے کے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔ (4)

حدیث ۳: ابوداود نے روایت کی کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، کیا بغیر ازار پہنے، کُرتے اور دوپٹے میں عورت نماز پڑھ سکتی ہے؟ ارشاد فرمایا: جب کُرتا پورا ہو کہ پشت قدم کو چھپا لے۔ (5) اور

حدیث ۴: دارقطنی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت ہے۔ (6) اور

---

(1) پ ۸، الاعراف: ۳۱
(2) پ ۱۸، النور: ۳۱
(3) الکامل فی ضعفاء الرجال، رقم الترجمۃ، نصر بن حماد ۱۹۷۴، ج ۸، ص ۲۸۷
(4) سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب المرأۃ تصلی بغیر خمار، الحدیث: ۶۴۱، ج ۱، ص ۲۵۸
(5) سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب فی کم تصلی المرأۃ، الحدیث: ۶۴۰، ج ۱، ص ۲۵۸
(6) سنن الدارقطنی، کتاب الصلاۃ، باب الامر بتعلیم الصلوٰت، الحدیث: ۸۷۶، ج ۱، ص ۳۱۶

حدیث ۵: ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: عورت، عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے، جب نکلتی ہے، شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۱۵: ستر عورت ہر حال میں واجب ہے، خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے، بلا کسی غرض صحیح کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو ستر بالاجماع فرض ہے۔ یہاں تک کہ اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی، اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام دے اور ننگے پڑھی، بالاجماع نہ ہوگی۔ مگر عورت کے لیے خلوت میں جب کہ نماز میں نہ ہو، تو سارا بدن چھپانا واجب نہیں، بلکہ صرف ناف سے گھٹنے تک اور محارم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ کا چھپانا بھی واجب ہے اور غیر محرم کے سامنے اور نماز کے لیے اگرچہ تنہا اندھیری کوٹھری میں ہو، تمام بدن سوا پانچ عضو کے جن کا بیان آئے گا چھپانا فرض ہے، بلکہ جوان عورت کو غیر مردوں کے سامنے مونھ کھولنا بھی منع ہے۔(8)

مسئلہ ۱۶: اتنا باریک کپڑا، جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لیے کافی نہیں، اس سے نماز پڑھی، تو نہ ہوئی۔(9)

---

(7) جامع الترمذي، أبواب الرضاع، ۱۸۔باب، الحدیث: ۱۱۷۶، ج۲، ص ۳۹۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ عورت کے معنی مَا یُعَارُ فِیْ اِظْھَارِہٖ جس کا ظاہر ہونا قابل عار و شرم ہو عورت کا بے پردہ رہنا میکے والوں کے لیے بھی ننگ و شرم کا باعث ہے اور سسرال والوں کے لیے بھی۔

۲۔ استشراف کے معنی ہیں کسی چیز کو بغور دیکھنا یا اس کے معنی ہیں لوگوں کی نگاہ میں اچھا کر دینا تاکہ لوگ اسے بغور دیکھیں۔(مرقات واشعہ) یعنی عورت جب بے پردہ ہوتی ہے تو شیطان لوگوں کی نگاہ میں اسے بھلی کر دیتا ہے کہ وہ خواہ مخواہ اسے تکتے ہیں، مثل مشہور ہے کہ پرائی عورت اور اپنی اولاد اچھی معلوم ہوتی ہے اور پرایا مال اپنی عقل زیادہ معلوم ہوتے ہیں، سرکار کا یہ فرمان بالکل دیکھنے میں آ رہا ہے بعض لوگ اپنی خوبصورت بیویوں سے متنفر ہوتے ہیں دوسری بدصورتوں پر فریفتہ۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص ۳۰)

(8) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب في ستر العورۃ، ج۲، ص ۹۳، ۹۷

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الاول، ج۱، ص ۵۸

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فی الدر المختار ساتر لا یصف ما تحتہ ۱؎ فی رد المحتار بان لا یری منہ لون البشرۃ ۲؎۔

(۱؎ درمختار، باب شروط الصلوۃ، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/ ۲۲)(۲؎ ردالمحتار، باب شروط الصلوۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۳۰۲)

درمختار میں ہے چھپانے والی چیز وہ ہے جو اپنے اندر کی چیز کو ظاہر نہ کرے۔ ردالمحتار میں ہے بایں طور پر کہ اس سے جسم کا رنگ دکھائی نہ دے۔(ت)

←

یوہیں اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے، نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے، ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا، جس سے ستر عورت نہ ہو سکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۱۷: دبیز کپڑا، جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو، مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیأت معلوم ہوتی ہے، ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی، مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں۔ (10) اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لیے بدرجۂ اَولیٰ ممانعت۔ بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں، اس مسئلہ سے سبق لیں۔

مسئلہ ۱۸: نماز میں ستر کے لیے پاک کپڑا ہونا ضرور ہے، یعنی اتنا نجس نہ ہو، جس سے نماز نہ ہو سکے، تو اگر پاک کپڑے پر قدرت ہے اور ناپاک پہن کر نماز پڑھی، نماز نہ ہوئی۔ (11)

مسئلہ ۱۹: اس کے علم میں کپڑا ناپاک ہے اور اس میں نماز پڑھی، پھر معلوم ہوا کہ پاک تھا، نماز نہ ہوئی۔ (12)

مسئلہ ۲۰: غیر نماز میں نجس کپڑا پہنا تو حرج نہیں، اگرچہ پاک کپڑا موجود ہو اور جو دوسرا نہیں، تو اُسی کو پہننا واجب ہے۔ (13) یہ اس وقت ہے کہ اس کی نجاست خشک ہو، چھوٹ کر بدن کو نہ لگے، ورنہ پاک کپڑا ہوتے ہوئے ایسا کپڑا پہننا مطلقاً منع ہے کہ بلاوجہ بدن ناپاک کرنا ہے۔

مسئلہ ۲۱: مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے، یعنی اس کا چھپانا فرض ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں اور گھٹنے داخل ہیں۔ (14) اس زمانہ میں بہتیرے ایسے ہیں کہ تہبند یا پاجامہ اس طرح پہنتے ہیں، کہ پیڑو (ناف کے نیچے) کا کچھ حصہ کھلا رہتا ہے، اگر کُرتے وغیرہ سے اس طرح چھپا ہو کہ جلد کی رنگت نہ چمکے تو خیر، ورنہ حرام ہے اور نماز میں چوتھائی کی مقدار کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی اور بعض بے باک ایسے ہیں کہ لوگوں کے سامنے گھٹنے، بلکہ ران تک کھولے رہتے ہیں، یہ بھی حرام ہے اور اس کی عادت ہے تو فاسق ہیں۔

یہاں سے معلوم ہُوا کہ عورتوں کا وہ دُوپٹہ جس سے بالوں کی سیاہی چمکے مفسدِ نماز ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۳۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(10) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في النظر إلی وجہ الامرد، ج ۲، ص ۱۰۳

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الاوّل، ج ۱، ص ۵۸

(12) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۴۷

(13) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في النظر إلی وجہ الامرد، ج ۲، ص ۹۳، ۱۰۷.

(14) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في ستر العورۃ، ج ۲، ص ۹۳

مسئلہ ۲۲: آزاد عورتوں اور خنثیٰ مشکل (15) کے لیے سارا بدن عورت ہے، سوا مونھ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے، سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں، ان کا چھپانا بھی فرض ہے۔(16)

مسئلہ ۲۳: اتنا باریک دوپٹا، جس سے بال کی سیاہی چمکے، عورت نے اوڑھ کر نماز پڑھی، نہ ہوگی، جب تک اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے، جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے۔(17)

مسئلہ ۲۴: باندی کے لیے سارا پیٹ اور پیٹھ اور دونوں پہلو اور ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے، خنثیٰ مشکل رقیق (غلام) ہو، تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔(18)

مسئلہ ۲۵: باندی سر کھولے نماز پڑھ رہی تھی، اثنائے نماز میں مالک نے اسے آزاد کر دیا، اگر فوراً عمل قلیل یعنی ایک ہاتھ سے اس نے سر چھپا لیا، نماز ہوگئی، ورنہ نہیں، خواہ اسے اپنے آزاد ہونے کا علم ہوا یا نہیں، ہاں اگر اس کے

---

(15) مرد و عورت کے ساتھ ساتھ ایک تیسری جنس بھی ہے کتب فقہ میں اس جنس کی تعریف کچھ یوں بیان کی گئی ہے: جس میں مرد و عورت دونوں کی شرمگاہیں ہوں وہ خنثیٰ کہلاتا ہے۔ (محیط برہانی ج ۲۳ ص ۴۵۴) فقہائے کرام رحمہم اللہ السلام نے خنثیٰ کی تعریف میں یہ بھی شامل کیا یعنی وہ بھی خنثیٰ کہلاتا ہے کہ جو دونوں شرمگاہوں میں سے کوئی سی بھی علامت نہ رکھتا ہو بلکہ صرف آگے کی جانب ایک سوراخ ہو جس سے قضائے حاجت کرتا ہو۔ (تبیین الحقائق ج ۷ ص ۴۴۰، البحر الرائق ج ۹ ص ۳۳۴)

بدائع الصنائع میں خنثیٰ کے متعلق عبارت کا خلاصہ ہے: اگر بچے میں مرد و عورت دونوں کی شرمگاہیں ہوں تو اگر وہ مرد والی شرمگاہ سے پیشاب کرتا ہو تو اسے مرد اور اگر عورت والی سے کرے تو عورت قرار دیا جائے گا اور بقیہ عضو کو زائد عضو قرار دیا جائے گا۔ اگر دونوں جگہوں سے پیشاب آتا ہو تو جس سے پہلے پیشاب کرے وہی اس کا اصل مقام ہے مثلاً پہلے عورت والے مقام سے پیشاب کرے تو اس کو عورت ٹھہرائیں گے۔ اگر دونوں جگہوں سے بیک وقت پیشاب کرے تو اس کی جنس کی تعیین (یعنی یہ طے کرنا کہ مرد ہے یا عورت) کافی دشوار ہے اور ایسے فرد کو خنثیٰ مشکل کہتے ہیں۔ البتہ بالغ ہونے کے بعد اگر علامتِ مرد سے کوئی علاماتِ ظاہر ہو مثلاً داڑھی نکل آئے تو شریعت کے احکام پر عمل کرنے کے تعلق سے اُسے مرد قرار دیا جائے گا اور اگر عورتوں والی کوئی علامت ظاہر ہو مثلاً پستان (چھاتیاں) نکل آئیں تو اسے عورت قرار دیکر اس پر عورتوں والے مسائل لاگو کئے جائیں گے۔ (ملخص از بدائع الصنائع ج ۶ ص ۴۱۸)

اور اگر بالغ ہونے کے بعد صرف مرد والی یا صرف عورت والی علامات ظاہر ہونے کے بجائے دونوں طرح کی علامات ظاہر ہوں مثلاً داڑھی بھی نکل آئے اور پستان بھی تو ایسی صورت میں بھی اسے خنثیٰ مشکل قرار دیں گے۔ (فتاویٰ شامی ج ۱۰ ص ۴۷۸)

(16) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ ج ۲، ص ۹۵

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الاوّل، ج ۱، ص ۵۸۔ موضحا

(18) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۹۴

پاس کوئی ایسی چیز ہی نہ تھی، جس سے سر چھپائے، تو ہوگئی۔(19)

مسئلہ ۲۶: جن اعضا کا ستر فرض ہے، ان میں کوئی عضو چوتھائی سے کم کھل گیا، نماز ہوگئی اور اگر چوتھائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپالیا، جب بھی ہوگئی اور اگر بقدر ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے کھلا رہا یا بالقصد کھولا، اگرچہ فوراً چھپالیا، نماز جاتی رہی۔(20)

---

(19) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۹۴

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث فی شروط الصلاۃ، الفصل الاوّل، ج۱، ص۵۹

(20) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ایسا عضو جو ستر گاہ میں داخل ہے اس کا چوتھائی کھل جانا نماز سے مانع ہے مثلاً عضو مخصوص تنہا، تنہا خصیتین اور تنہا حلقہ دُبر۔(ت)

(۴؎ ملتقی الابحر، باب شروط صحۃ الصلوۃ،، مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت، ۱/۶۶)

خزانۃ المفتین میں ہے:

الذکر عضو بانفرادہ وکذا الانثیان وھذا ھو الصحیح ۱؎

ذکر تنہا عضو ہے اور اسی طرح خصیتین بھی، اور یہی صحیح ہے۔(ت) (۱؎ خزانۃ المفتین،، فصل فی ستر العورۃ، قلمی نسخہ،، ۱/۲۲)

صغیری شرح منیہ میں ہے:

انکشاف ربع الذکر وحدہ اوربع الانثیین بمفردھما یمنع جوازھا ۲؎

تنہا ذکر (عضو مخصوص) کی چوتھائی یا تنہا خصیتین کی چوتھائی کا کھل جانا جواز نماز سے مانع ہے۔(ت)

(۲؎ صغیری شرح منیۃ المصلی، الشرط الثالث، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ص۱۱۹)

اسی میں ہے:

حلقۃ الدبر عضو بمفردھا وکلھا لاتزید علی قدر الدرھم ۳؎

حلقہ دُبر تنہا عضو ہے اور یہ تمام کا تمام قدر درہم سے زیادہ نہیں ہے۔(ت)

(۳؎ صغیری شرح منیۃ المصلی، الشرط الثالث، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ص۱۱۹)

غنیۃ شرح کبیر منیہ میں ہے:

القبل والدبر اذا انکشف من احدھما ربعہ وان کان اقل من قدر الدرھم یمنع جواز الصلوۃ ۴؎ اھ ملخصاً۔

قُبل اور دُبر میں سے کسی ایک کا جب چوتھائی حصہ کھل جائے اگرچہ وہ قدر درہم سے کم ہو جواز نماز سے مانع ہوگا اھ ملخصاً(ت)

(۴؎ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ص۲۱۳)

کافی میں ہے: کشف ربع ساقھا یمنع جواز الصلاۃ وکذا الدبر والذکر والانثیان حکمھا کحکم الساق والکرخی اعتبر فی الدبر قدر الدرھم والدبر لایکون اکثر من قدر الدرھم فھذا یقتضی جواز الصلوۃ وان ←

مسئلہ ۲۷: اگر نماز شروع کرتے وقت عضو کی چوتھائی کھلی ہے، یعنی اسی حالت پر اللہ اکبر کہہ لیا، تو نماز منعقد ہی نہ ہوئی۔(21)

مسئلہ ۲۸: اگر چند اعضا میں کچھ کچھ کھلا رہا کہ ہر ایک اس عضو کی چوتھائی سے کم ہے، مگر مجموعہ ان کا اُن کھلے ہوئے اعضا میں جو سب سے چھوٹا ہے، اس کی چوتھائی کی برابر ہے، نماز نہ ہوئی، مثلاً عورت کے کان کا نواں حصہ اور پنڈلی کا نواں حصہ کھلا رہا تو مجموعہ دونوں کا کان کی چوتھائی کی قدر ضرور ہے، نماز جاتی رہی۔(22)

مسئلہ ۲۹: عورتِ غلیظہ یعنی قبل و دبر اور ان کے آس پاس کی جگہ اور عورتِ خفیفہ کہ ان کے ماسوا اور اعضائے عورت ہیں، اس حکم میں سب برابر ہیں، غلظت و خفت باعتبار حرمت نظر کے ہے کہ غلیظہ کی طرف دیکھنا زیادہ حرام ہے کہ اگر کسی کو گھٹنا کھولے ہوئے دیکھے، تو نرمی کیساتھ منع کرے، اگر باز نہ آئے، تو اس سے جھگڑا نہ کرے اور اگر ران کھولے ہوئے ہے، تو سختی سے منع کرے اور باز نہ آیا، تو مارے نہیں اور اگر عورتِ غلیظہ کھولے ہوئے ہے، تو جو مارنے پر قادر ہو، مثلاً باپ یا حاکم، وہ مارے۔(23)

مسئلہ ۳۰: ستر کے لیے یہ ضرور نہیں کہ اپنی نگاہ بھی ان اعضا پر نہ پڑے، تو اگر کسی نے صرف لنبا کرتا پہنا اور اس کا گریبان کھلا ہوا ہے کہ اگر گریبان سے نظر کرے، تو اعضا دکھائی دیتے ہیں نماز ہو جائے گی، اگرچہ بالقصد ادھر نظر کرنا، مکروہ تحریمی ہے۔(24)

مسئلہ ۳۱: اوروں سے ستر فرض ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اِدھر اُدھر سے نہ دیکھ سکیں، تو معاذ اللہ اگر کسی شریر نے

کان کل الدبر مکشوفا وھو تناقض ۵ اھ ملتقطا (۵ کافی شرح وافی)

عورت کی پنڈلی کا چوتھائی حصہ کھل جانا جوازِ نماز سے مانع ہے اور اسی طرح ذبر و ذکر اور خصیتین ہیں ان میں سے ہر ایک کا حکم پنڈلی کی طرح ہے۔ امام کرخی نے دبر میں قدر درہم (کے انکشاف) کا اعتبار کیا ہے حالانکہ دبر قدر درہم سے زائد نہیں ہوتا تو اس قول کا تقاضا یہ ہے کہ اگرچہ تمام دبر ننگی ہو پھر بھی نماز ہو جائے گی اور یہ تناقض ہے۔ اھ ملتقطا (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۳۶۔۳۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(21) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ مطلب في النظر إلی وجہ الامرد، ج ۲، ص ۱۰۰

(22) المرجع السابق، ص ۱۰۲

(23) المرجع السابق، ص ۱۰۱

(24) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۰۲۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۸

نیچے جھک کر اعضا کو دیکھ لیا، تو نماز نہ گئی۔ (25)

مسئلہ ۳۲: مرد میں اعضائے عورت نو ہیں۔ آٹھ علامہ ابراہیم حلبی و علامہ شامی و علامہ طحطاوی وغیرہم نے گنے۔ (۱) ذکر مع اپنے سب اجزا، حشفہ و قصبہ و قلفہ کے، (۲) انثیین یہ دونوں مل کر ایک عضو ہیں، ان میں فقط ایک کی چوتھائی کھلنا مفسد نماز نہیں، (۳) دبر یعنی پاخانہ کا مقام، (۴، ۵) ہر ایک سرین جدا عورت ہے، (۶، ۷) ہر ران جدا عورت ہے۔ چڑھے سے گھٹنے تک ران ہے۔ گھٹنا بھی اس میں داخل ہے، الگ عضو نہیں، تو اگر پورا گھٹنا بلکہ دونوں کھل جائیں نماز ہو جائے گی کہ دونوں مل کر بھی ایک ران کی چوتھائی کو نہیں پہنچتے، (۸) ناف کے نیچے سے، عضو تناسل کی جڑ تک اور اس کے سیدھ میں پشت اور دونوں کروٹوں کی جانب، سب مل کر ایک عورت ہے۔ (26)

اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ نے یہ تحقیق فرمائی کہ (۹) دبر و انثیین کے درمیان کی جگہ بھی، ایک مستقل عورت ہے اور ان اعضا کا شمار اور انکے تمام احکام کو چار شعروں میں جمع فرمایا۔

ستر عورت بمرد نہ عضو است	از تہ ناف تا تہ زانو
ہر چہ ربعش بقدر رکن کشود	یا کشودی دمے نماز مجو
ذکر و انثیین و حلقہ پس	دو سرین ہر فخذ بہ زانوئے او
ظاہر افصل انثیین و دبر	باقی زیر ناف از ہر سو (27)

مسئلہ ۳۳: آزاد عورتوں کے لیے، باستثنا پانچ عضو کے، جن کا بیان گزرا، سارا بدن عورت ہے اور وہ تیس اعضا پر مشتمل کہ ان میں جس کی چوتھائی کھل جائے، نماز کا وہی حکم ہے، جو اوپر بیان ہوا۔ (۱) سر یعنی پیشانی کے اوپر سے شروع گردن تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک، یعنی عادۃً جتنی جگہ پر بال جمتے ہیں۔ (۲) بال جو لٹکتے ہوں۔ (۳، ۴) دونوں کان۔ (۵) گردن اس میں گلا بھی داخل ہے۔ (۶، ۷) دونوں شانے۔ (۸، ۹) دونوں بازو ان میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔ (۱۰، ۱۱) دونوں کلائیاں یعنی کہنی کے بعد سے گٹوں کے نیچے تک۔ (۱۲) سینہ یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستان کی حد زیریں تک۔ (۱۳، ۱۴) دونوں ہاتھوں کی پشت۔ (۱۵، ۱۶) دونوں پستانیں، جب کہ اچھی طرح اٹھ چکی ہوں، اگر بالکل نہ اٹھی ہوں یا خفیف اُبھری ہوں کہ سینہ سے جدا عضو کی ہیأت نہ پیدا ہوئی ہو، تو سینہ کی تابع ہیں، جدا عضو نہیں اور پہلی صورت میں بھی، ان کے درمیان کی جگہ سینہ ہی میں داخل ہے، جدا عضو نہیں۔

---

(25) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الاول، ج۱، ص۵۸

(26) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ مطلب في النظر إلی وجہ الامرد، ج۲، ص۱۰۱

(27) الفتاوی الرضویۃ، ج۶، ص۳۹

(۱۷) پیٹ یعنی سینہ کی حد مذکور سے ناف کے کنارۂ زیریں تک، یعنی ناف کا بھی پیٹ میں شمار ہے۔(۱۸) پیٹھ یعنی پیچھے کی جانب سینہ کے مقابل سے کمر تک۔(۱۹) دونوں شانوں کے بیچ میں جو جگہ ہے، بغل کے نیچے سینہ کی حد زیریں تک، دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے، اس کا اگلا حصہ سینہ میں اور پچھلا شانوں یا پیٹھ میں شامل ہے اور اس کے بعد سے دونوں کروٹوں میں کمر تک جو جگہ ہے، اس کا اگلا حصہ پیٹ میں اور پچھلا پیٹھ میں داخل ہے۔(۲۰،۲۱) دونوں سرین۔ (۲۲) فرج۔(۲۳) دبر۔(۲۴،۲۵) دونوں رانیں، گھٹنے بھی انھیں میں شامل ہیں۔(۲۶) ناف کے نیچے پیڑو اور اس کے متصل جو جگہ ہے اور انکے مقابل پشت کی جانب سب مل کر ایک عورت ہے۔(۲۷،۲۸) دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت۔(۲۹،۳۰) دونوں تلوے اور بعض علماء نے پشتِ دست اور تلوؤں کو عورت میں داخل نہیں کیا۔(28)

مسئلہ ۳۴: عورت کا چہرہ اگرچہ عورت نہیں، مگر بوجہ فتنہ غیر محرم کے سامنے مونھ کھولنا منع ہے۔(29) یوہیں اس کو

(28) الفتاوی الرضویۃ، ج۶، ص۹۳۔۴۰

(29) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

پردہ کے باب میں پیرو غیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے۔

فی الدر المختار تمنع المرأۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین رجال لخوف الفتنۃ ۲؎۔

درمختار میں ہے کہ جوان عورت کو اندیشہ فتنہ کی وجہ سے مردوں کے سامنے چہرہ کشائی سے روکا جائے۔(ت)

(۲؎ درمختار، کتاب الصلوۃ باب شروط الصلوۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۶۶)

اسی میں ہے:

اما فی زماننا فمنع من الشابۃ قہستانی ۱؎۔

لیکن ہمارے زمانے میں جوان لڑکی کو نقاب کشائی سے منع کیا گیا ہے۔قہستانی(ت)

(۱؎ درمختار، کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر، مطبع مجتبائی دہلی، ۲/۲۴۲۔۲۴۱)

اور بڑھیا کے لئے جس سے احتمال فتنہ نہ ہو مضائقہ نہیں۔

فیہ ایضاً اما العجوز التی لا تشتہی فلا باس بمصافحتہا ومس یدہا ان امن ۲؎۔

اسی کتاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایسی بوڑھی عورت جو نفسانی یعنی جنسی خواہش نہ رکھتی ہو اس سے مصافحہ کرنے اور اس کے ہاتھ کو مس کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اطمینان خاطر حاصل ہو۔(ت)

(۲؎ درمختار، کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر، مطبع مجتبائی دہلی، ۲/۲۴۲۔۲۴۱)

مگر ایسے خاندان کی نہ ہو جس کا یوں بھی سامنے آنا اس کے اولیاء کے لئے باعث ننگ و عار یا خود اس کے واسطے وجہ انگشت نمائی ہو۔ فانا قد امرنا ان ننزل الناس منازلہم کما فی حدیث ۳؎ ام المومنین الصدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا وفی ←

کی طرف نظر کرنا، غیر محرم کے لیے جائز نہیں اور چھونا تو اور زیادہ منع ہے۔(30)

مسئلہ ۳۵: اگر کسی مرد کے پاس ستر کے لیے جائز کپڑا نہ ہو اور ریشمی کپڑا ہے تو فرض ہے کہ اسی سے ستر کرے اور اسی میں نماز پڑھے، البتہ اور کپڑا ہوتے ہوئے، مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور اس میں نماز مکروہ تحریمی۔(31)

مسئلہ ۳۶: کوئی شخص برہنہ اگر اپنا سارا جسم مع سر کے، کسی ایک کپڑے میں چھپا کر نماز پڑھے، نماز نہ ہوگی اور اگر سر اس سے باہر نکال لے، ہو جائے گی۔(32)

مسئلہ ۳۷: کسی کے پاس بالکل کپڑا نہیں، تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ دن ہو یا رات، گھر میں ہو یا میدان میں، خواہ ویسے بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں، یعنی مرد مردوں کی طرح اور عورت عورتوں کی طرح یا پاؤں پھیلا کر اور عورت غلیظہ پر ہاتھ رکھ کر اور یہ بہتر ہے اور رکوع و سجود کی جگہ اشارہ کرے اور یہ اشارہ رکوع و سجود سے اس کے لیے افضل ہے اور یہ بیٹھ کر پڑھنا، کھڑے ہو کر پڑھنے سے افضل، خواہ قیام میں رکوع و سجود کے لیے اشارہ کرے یا رکوع و سجود کرے۔(33)

مسئلہ ۳۸: ایسا شخص برہنہ نماز پڑھ رہا تھا، کسی نے عاریۃً اس کو کپڑا دے دیا یا مباح کر دیا نماز جاتی رہی۔ کپڑا پہن کر سرے سے پڑھے۔(34)

مسئلہ ۳۹: اگر کپڑا دینے کا کسی نے وعدہ کیا، تو آخر وقت تک انتظار کرے، جب دیکھے کہ نماز جاتی رہے گی، تو برہنہ ہی پڑھ لے۔(35)

حدیث مرفوع ایاك وما یسوء الاذن ۴۔ اس لئے کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ ہم لوگوں سے ان کے مراتب کے مطابق سلوک کریں جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں آیا ہے اور ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ اپنے آپ کو ان باتوں سے بچاؤ جو کانوں کو بری لگیں (ت) (۳۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب تنزیل الناس منازلھم، آفتاب عالم پریس لاہور، ۲/ ۳۰۹)(۴۔ مسند احمد بن حنبل، بقیہ حدیث ابی الغادیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت، ۴/ ۷۶)

خصوصا جبکہ اس کے سبب جانب اقربا سے احتمال ثوران فساد ھو فان الفتنۃ اکبر من القتل (کیونکہ فتنہ برپا کرنا قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۲۰۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(30) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۹۷

(31) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب فی النظر إلی وجہ الامرد، ج ۲، ص ۱۰۳

(32) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی النظر إلی وجہ الامرد، ج ۲، ص ۱۰۴۔

(33) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی النظر إلی وجہ الامرد، ج ۲، ص ۱۰۵

(34) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب فی النظر إلی وجہ الامرد، ج ۲، ص ۱۰۶۔

(35) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب فی النظر إلی وجہ الامرد، ج ۲، ص ۱۰۶

مسئلہ ۴۰: اگر دوسرے کے پاس کپڑا ہے اور غالب گمان ہے کہ مانگنے سے دے دے گا، تو مانگنا واجب ہے۔(36)

مسئلہ ۴۱: اگر کپڑا مول (قیمت سے) ملتا ہے اور اس کے پاس دام حاجت اصلیہ سے زائد ہیں، تو اگر اتنے دام مانگتا ہو، جو اندازہ کرنے والوں کے اندازہ سے باہر نہ ہوں، تو خریدنا واجب۔(37) یوہیں اگر اُدھار دینے پر راضی ہو جب بھی خریدنا واجب ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۴۲: اگر اس کے پاس کپڑا ایسا ہے کہ پورا نجس ہے، تو نماز میں اسے نہ پہنے اور اگر ایک چوتھائی پاک ہے، تو واجب ہے کہ اسے پہن کر پڑھے، برہنہ جائز نہیں، یہ سب اس وقت ہے کہ ایسی چیز نہیں کہ کپڑا پاک کر سکے یا اس کی نجاست قدر مانع سے کم کر سکے، ورنہ واجب ہوگا کہ پاک کرے یا تقلیل نجاست کرے۔(38)

مسئلہ ۴۳: چند شخص برہنہ ہیں، تو تنہا تنہا، دُور دُور، نمازیں پڑھیں اور اگر جماعت کی، تو امام بیچ میں کھڑا ہو۔(39)

مسئلہ ۴۴: اگر برہنہ شخص کو چٹائی یا بچھونا مل جائے، تو اسی سے ستر کرے، ننگا نہ پڑھے۔ یوہیں گھاس یا پتوں سے ستر کر سکتا ہے تو یہی کرے۔(40)

مسئلہ ۴۵: اگر پورے ستر کے لیے کپڑا نہیں اور اتنا ہے کہ بعض اعضا کا ستر ہو جائے گا تو اس سے ستر واجب ہے اور اس کپڑے سے عورت غلیظہ یعنی قبل و دبر کو چھپائے اور اتنا ہو کہ ایک ہی کو چھپا سکتا ہے، تو ایک ہی کو چھپائے۔(41)

مسئلہ ۴۶: جس نے ایسی مجبوری میں برہنہ نماز پڑھی، تو بعد نماز کپڑا ملنے پر اعادہ نہیں، نماز ہوگئی۔(42)

مسئلہ ۴۷: اگر ستر کا کپڑا یا اس کے پاک کرنے کی چیز نہ ملنا، بندوں کی جانب سے ہو، تو نماز پڑھے، پھر اعادہ کرے۔(43)

---

(36) المرجع السابق

(37) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في النظر إلی وجہ الامرد، ج ۲، ص ۱۰۷

(38) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۰۷

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث، في شروط الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۵۹

(40) المرجع السابق

(41) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۰۸

(42) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۱۰

(43) المرجع السابق، ص ۱۱۰

تیسری شرط استقبال قبلہ

یعنی نماز میں قبلہ یعنی کعبہ کی طرف موںھ کرنا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ O) (1)

بے وقوف لوگ کہیں گے کہ جس قبلہ پر مسلمان لوگ تھے، انھیں کس چیز نے اس سے پھیر دیا، تم فرما دو اللہ ہی کے لیے مشرق ومغرب ہے، جسے چاہتا ہے، سیدھے راستہ کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ مہینہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پسند یہ تھا کہ کعبہ قبلہ ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کما ھو مروی فی صحیح البخاری وغیرہ من الصحاح اور فرماتا ہے:

(وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ O قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ O) (2)

جس قبلہ پر تم پہلے تھے، ہم نے پھر وہی اس لیے مقرر کیا کہ رسول کے اتباع کرنے والے ان سے متمیز ہو جائیں، جو ایڑیوں کے بل لوٹ جاتے ہیں اور بے شک یہ شاق ہے، مگر ان پر جن کو اللہ نے ہدایت کی اور اللہ تمہارا ایمان ضائع نہ کریگا، بیشک اللہ لوگوں پر بڑا مہربان رحم والا ہے۔ اے محبوب! آسمان کی طرف تمہارا بار بار موںھ اٹھانا ہم دیکھتے ہیں، تو ضرور ہم تمھیں اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جسے تم پسند کرتے ہو، تو اپنا موںھ (نماز میں) مسجد حرام کی طرف پھیر دو اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو، اسی کی طرف (نماز میں) موںھ کرو اور بے شک جنھیں کتاب دی گئی، وہ ضرور

---

(1) پ۲، البقرۃ: ۱۴۲

(2) پ۲، البقرۃ: ۱۴۳۔ ۱۴۴

جانتے ہیں کہ وہی حق ہے، ان کے رب کی طرف سے اور اللہ ان کے کوتکوں سے غافل نہیں۔

مسئلہ ۴۸: نماز اللہ ہی کے لیے پڑھی جائے اور اسی کے لیے سجدہ ہو نہ کہ کعبہ کو، اگر کسی نے معاذ اللہ کعبہ کے لیے سجدہ کیا، حرام و گناہ کبیرہ کیا اور اگر عبادت کعبہ کی نیت کی، جب تو کھلا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔(3)

مسئلہ ۴۹: استقبال قبلہ عام ہے کہ بعینہٖ کعبۂ معظمہ کی طرف مونھ ہو، جیسے مکہ مکرمہ والوں کے لیے یا اس جہت کو مونھ ہو جیسے اوروں کے لیے۔(4) یعنی تحقیق یہ ہے کہ جو عین کعبہ کی سمت خاص تحقیق کر سکتا ہے، اگرچہ کعبہ آڑ میں ہو، جیسے مکۂ معظمہ کے مکانوں میں جب کہ مثلاً چھت پر چڑھ کر کعبہ کو دیکھ سکتے ہیں، تو عین کعبہ کی طرف مونھ کرنا فرض ہے، جہت کافی نہیں اور جسے یہ تحقیق نا ممکن ہو، اگرچہ خاص مکۂ معظمہ میں ہو، اس کے لیے جہت کعبہ کو مونھ کرنا کافی ہے۔

مسئلہ ۵۰: کعبۂ معظمہ کے اندر نماز پڑھی، تو جس رُخ چاہے پڑھے، کعبہ کی چھت پر بھی نماز ہو جائے گی، مگر اس کی چھت پر چڑھنا ممنوع ہے۔(5)

مسئلہ ۵۱: اگر صرف حطیم کی طرف مونھ کیا کہ کعبۂ معظمہ محاذات میں نہ آیا، نماز نہ ہوئی۔(6)

مسئلہ ۵۲: جہت کعبہ کو مونھ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مونھ کی سطح کا کوئی جز کعبہ کی سمت میں واقع ہو، تو اگر قبلہ سے کچھ انحراف ہے، مگر مونھ کا کوئی جز کعبہ کے مواجہہ میں ہے، نماز ہو جائے گی، اس کی مقدار ۴۵ درجہ رکھی گئی ہے، تو اگر ۴۵ درجہ سے زائد انحراف ہے، استقبال نہ پایا گیا، نماز نہ ہوئی، مثلاً ا، ب، ایک خط ہے اس پر ہ، ح، عمود ہے اور فرض کرو کہ کعبۂ معظمہ عین نقطہ ح کے محاذی ہے، دونوں قائمے ا، ہ، ح اور ح، ہ ب کی تنصیف کرتے ہوئے خطوط ہ، ر، ہ، ح خطوط کھینچے، تو یہ زاویہ ۴۵، ۴۵ درجے کے ہوئے کہ قائمہ ۹۰ درجے ہے، اب جو شخص مقام ہ پر کھڑا ہے، اگر نقطہ ح کی طرف مونھ کرے، تو اگر عین کعبہ کو مونھ ہے اور اگر دہنے بائیں ریا ح کی طرف جھکے تو جب تک رح یا ح ح کے

---

(3) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، بحث النیۃ، ج ۲، ص ۱۳۴

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
کوئی ناخداترس کعبہ معظمہ کے سامنے اس نیت سے نماز پڑھے کہ وہ کعبہ کی طرف نہیں بلکہ وہ خود کعبہ کو سجدہ کرتا ہے یا نماز تعظیم کعبہ کے لئے پڑھتا ہے ایسی نماز بیشک حرام اور نیت عبادت کعبہ ہو تو سلب اسلام مگر اس میں کعبہ معظمہ کا کیا قصور ہے یہ تو اس کی نیت کا فتور ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۹، ص ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) المرجع السابق

(5) غنیۃ المتملي، فصل مسائل شتی، ص ۶۱۶، وغیرہا.

(6) غنیۃ المتملي، فروع في شرح الطحاوي، ص ۲۲۵

اندر ہے، بہت کعبہ میں ہے اور جب رسے بڑھ کر ایاح سے گزر کر ب کی طرف کچھ بھی قریب ہوگا، تو اب جہت سے نکل گیا، نماز نہ ہوگی۔ (7)

مسئلہ ۵۳: قبلہ بنائے کعبہ کا نام نہیں، بلکہ وہ فضا ہے، اس بنا کی محاذات میں ساتویں زمین سے عرش تک قبلہ ہی ہے، تو اگر وہ عمارت وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دی جائے اور اب اس عمارت کی طرف موںھ کرکے نماز پڑھی نہ ہوگی یا کعبۂ معظمہ کسی ولی کی زیارت کو گیا اور اس فضا کی طرف نماز پڑھی ہوگئی، یوہیں اگر بلند پہاڑ پر یا کوئیں کے اندر نماز پڑھی اور قبلہ کی طرف موںھ کیا، نماز ہوگئی کہ فضا کی طرف توجہ پائی گئی، گو عمارت کی طرف نہ ہو۔ (8)

مسئلہ ۵۴: جو شخص استقبال قبلہ سے عاجز ہو، مثلاً مریض ہے کہ اس میں اتنی قوت نہیں کہ ادھر رُخ بدلے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جو متوجہ کردے یا اس کے پاس اپنا یا امانت کا مال ہے جس کے چوری ہوجانے کا صحیح اندیشہ ہو یا کشتی کے تختہ پر بہتا جارہا ہے اور صحیح اندیشہ ہے کہ استقبال کرے تو ڈوب جائے گا یا شریر جانور پر سوار ہے کہ اترنے نہیں دیتا یا اتر تو جائے گا مگر بے مددگار سوار نہ ہونے دے گا یا یہ بوڑھا ہے کہ پھر خود سوار نہ ہوسکے گا اور ایسا کوئی نہیں جو سوار کرادے، تو ان سب صورتوں میں جس رُخ نماز پڑھ سکے، پڑھ لے اور اعادہ بھی نہیں، ہاں سواری کے روکنے پر قادر ہو تو روک کر پڑھے اور ممکن ہو تو قبلہ کو موںھ کرے، ورنہ جیسے بھی ہوسکے اور اگر روکنے میں قافلہ نگاہ سے مخفی ہوجائے گا تو سواری ٹھہرانا بھی ضروری نہیں، یوہیں روانی میں پڑھے۔ (9)

مسئلہ ۵۵: چلتی کشتی میں نماز پڑھے، تو بوقت تحریمہ قبلہ کو موںھ کرے اور جیسے جیسے وہ گھومتی جائے یہ بھی قبلہ کو موںھ پھیرتا رہے، اگرچہ نفل نماز ہو۔ (10)

---

(7) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۳۵

(8) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: کرامات الاولیاء ثابتۃ، ج ۲، ص ۱۴۱

(9) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: کرامات الاولیاء ثابتۃ، ج ۲، ص ۱۴۲

(10) غنیۃ المتملی، فروع فی شرح الطحاوی، ص ۲۲۵

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
فرض اور واجب جیسے وتر و نذر اور ملحق بہ یعنی سنت فجر چلتی ریل میں نہیں ہوسکتے اگر ریل نہ ٹھہرے اور وقت نکلتا دیکھے، پڑھ لے پھر بعد میں استقرار اعادہ کرے، تحقیق یہ ہے کہ استقرار بالکلیہ ولو بالوسائط زمین یا تابع زمین پر کہ زمین سے متصل باتصال قرار ہو، ان نمازوں میں شرط صحت ہے مگر بہ تعذر، ولہذا دابہ پر بلا عذر جائز نہیں اگرچہ کھڑا ہو کہ دابہ تابع زمین نہیں، ولہذا گاڑی پر جس کا جوا بیلوں پر رکھا ہے اور گاڑی ٹھہری ہوئی ہے جائز نہیں کہ بالکلیہ زمین پر استقرار نہ ہوا ایک حصہ غیر تابع زمین پر ہے ولہذا چلتی کشتی سے اگر زمین پر اترنا میسر ہو کشتی میں پڑھنا جائز نہیں بلکہ عند التحقیق اگرچہ کشتی کنارے پر ٹھہری ہو مگر پانی پر ہو زمین تک نہ پہنچی ہو اور کنارے پر اُتر سکتا ہے ←

کشتی میں نماز نہ ہوگی اس کا استقرار پانی پر ہے اور پانی زمین سے متصل باتصال قرار نہیں جب استقرار کی حالتوں میں نمازیں جائز نہیں ہوتیں جب تک استقرار زمین پر اور وہ بھی بالکلیہ نہ ہو تو چلنے کی حالت میں کیسے جائز ہوسکتی ہیں کہ نفس استقرار ہی نہیں بخلاف کشتی رواں جس سے نزول متیسر نہ ہو کہ اسے اگر روکیں گے بھی تو استقرار پانی پر ہوگا نہ کہ زمین پر، لہٰذا سیر و توقف برابر، لیکن اگر ریل روک لی جائے تو زمین ہی پر ٹھہرے گی اور مثل تخت ہو جائے گی، انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کے لئے نہیں تو منع من جہۃ العباد ہوا اور ایسے منع کی حالت میں حکم وہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے۔

دُرمختار میں ہے:

لو صلی علی دابۃ فی شق محمل وھو یقدر علی النزول بنفسہ لا تجوز الصلاۃ علیھا اذا کانت واقفۃ الا ان تکون عیدان المحمل علی الارض بان رکز تحتہ خشبۃ واما الصلوۃ علی العجلۃ ان کان طرف العجلۃ علی الدابۃ وھی تسیرا ولا تسیر فھی صلاۃ علی الدابۃ فتجوز فی حالۃ العذر المذکور فی التیمم لا فی غیرھا وان لم یکن طرف العجلۃ علی الدابۃ جاز لو واقفۃ لتعلیلھم بانھا کالسریر ھذا کلہ فی الفرض والواجب بانواعہ وسنۃ الفجر بشرط ایقافھا للقبلۃ ان امکنہ والا فبقدر الامکان لئلا یختلف بسیرھا لامکان و اما فی النفل فتجوز علی المحمل والعجلۃ مطلقا ا ھ

اگر کسی نے کھڑے چار پائے پر کجاوے میں نماز ادا کی حالانکہ وہ اُترنے پر قادر تھا تو نماز نہ ہوگی، البتہ اس صورت میں نماز ہو جائے گی جب کجاوے کی لکڑیاں زمین پر ہوں بایں طور کہ اس کے نیچے لکڑی کی گاڑی ہو۔ رہا معاملہ گاڑی (مثلاً بیل گاڑی جس کو جانور کھینچتے ہیں) پر نماز کا تو اگر گاڑی کا ایک حصہ چوپائے کے اوپر ہے خواہ وہ چلتی ہے یا نہیں تو یہ چوپائے پر نماز سمجھی جائے گی تو تیمم میں بیان کردہ عذر کی وجہ سے نماز ادا ہو جائے گی، اسکے علاوہ میں نہیں۔ اور اگر گاڑی کا کوئی حصہ چار پائے پر نہیں تو نماز ہو جائے گی اگر بیل گاڑی کھڑی ہو کیونکہ فقہا نے اسے تخت کی مثل قرار دیا ہے۔ یہ تمام گفتگو فرائض، واجبات کی تمام انواع اور فجر کی سنتوں میں ہے بشرطیکہ قبلہ رُخ کھڑی کی ہو، اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو بقدر الامکان قبلہ رُخ کھڑا کرنا شرط ہے تاکہ اسکے چلنے سے مکان میں تبدیلی نہ ہو جائے باقی نوافل کجاوے اور بیل گاڑی میں پڑھنا مطلقاً جائز ہیں۔ (ت) (۱؎ درمختار، باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/ ۹۸)

خود ردالمحتار میں ہے:

الحاصل ان کلا من اتحاد المکان واستقبال القبلۃ شرط فی صلاۃ غیر النافلۃ عند الامکان لا یسقط الا بعذر فلو امکنہ ایقافھا مستقبلا فعل بقی لو امکنہ الایقاف دون الاستقبال فلا کلام فی لزومہ لما ذکرہ الشارح من العلۃ ۲؎ (ملخصا)

حاصل یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو نوافل کے علاوہ نماز میں اتحادِ مکان اور استقبالِ قبلہ دونوں شرط ہیں تو شرط عذر کے بغیر ساقط نہ ہوگی، پس اگر سواری کو قبلہ رُخ کھڑا کرسکے تو کرے باقی رہا یہ کہ اگر کھڑا کرسکتا ہے مگر قبلہ رخ کھڑا نہیں کرسکتا تو کھڑا کرنا لازم ہے جیسا کہ ←

....

شارح نے اسکی علت ذکر کی ہے (یعنی تاکہ اتحاد مکان سب نماز میں حاصل رہے) (ملخصا)۔(ت)

(۲۔ ردالمحتار، باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱ /۴۷۲)

اُسی میں ہے:

الفرض والواجب بانواعه لایصح علی الدابة الا لضرورة. فیومی علیها بشرط ایقافها جهة القبلة ان امکنه. واذا کانت تسیر لاتجوز الصلاة علیها اذا قدر علی ایقافها والابان کان خوفه من عدو یصلی کیف قدر کمافی الامداد وغیره اه ۳۔ اقول فثبت ان المانع شیأن الاول کون الصلاة علی دابة ولو بواسطة عجلة طرفها علی دابة الثانی السیر واختلاف المکان الا تری انهم اوجبوا الایقاف وابطلوا بالسیر الالمن یخاف. فلولم یکن المانع الا الاول فقد وجد عذر یبیح الصلوة علی الدابة لکان واجبا ان تجوز من دون فرق بین سیر و وقوف لکنهم فرقوا فتبین ان السیر بنفسه مفسد الا بعذر یمنع الایقاف ولا یکفی مجرد عذر یمنع النزول لا الایقاف. فان کانت العجلة کلها علی الارض وجرتها دابة بحبل فههنا انما فقد المانع الاول دون الثانی فوجب الفساد الابعذر فلا نظر الی ما اراد ش استنباطه من مفهوم لیس علی عادة ذلك الزمان بمفهوم فافهم وتثبت.

فرض اور واجبات کی تمام انواع کو بغیر ضرورت کے چارپائے پر ادا نہیں کیا جاسکتا ہاں اگر ضرورت وعذر کے وقت اس پر اشارے سے نماز ادا کرے بشرطیکہ امکانی حد تک دابہ کو قبلہ رُخ کھڑا کرے جب دابہ کھڑا کرنے پر قادر ہو تو ایسی صورت میں چلتے ہوئے دابہ (جانور) پر نماز جائز نہیں، البتہ کھڑا کرنا ممکن نہ ہو مثلاً اگر اسے دشمن کا خوف ہے تو جس طرح ممکن ہو نماز ادا کرے۔ امداد وغیرہ میں اسی طرح ہے اھ میں کہتا ہوں یہ ثابت ہوا کہ مانع ۲ دو چیزیں ہیں، پہلی چیز نماز کا جانور کے اوپر پڑھنا اگرچہ بوسطہ بیل گاڑی کے جس جس کی ایک طرف چوپائے پر ہو، دوسری چیز چوپائے کا چلنا مکان کا مختلف ہونا، کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ فقہا نے چوپائے کے کھڑا کرنے کو لازم قرار دیا ہے اور چلنے کی حالت میں اس پر نماز کو باطل قرار دیا ہے سوائے اس کے جسے دشمن وغیرہ کا خوف ہو، پس پہلی چیز کے علاوہ کوئی مانع نہیں تو پھر ایسا عذر موجود ہے جو چارپائے پر نماز کو مباح بنادے تو اب چلنے اور کھڑے ہونے کے فرق سے بالاتر ہو کر نماز کے جواز کو ماننا لازم ہوگا لیکن فقہا نے ان کے درمیان فرق کیا تو واضح گیا کہ چلنا بذات خود مفسد نماز ہے مگر اس صورت میں جب کھڑا کرنا ممکن نہ ہو، محض اتنا عذر کافی نہیں جو نزول سے مانع ہو بلکہ وہ عذر جو کھڑا کرنے سے مانع ہو، معتبر ہے، اب اگر بیل گاڑی کلی طور پر زمین پر ہو اور جانور اسے رسی کے ذریعے لے جارہا ہے تو اب یہاں پہلا مانع (نماز کا چارپائے پر ہونا) موجود نہیں البتہ دوسرا مانع (جگہ کی تبدیلی) موجود ہے لہذا اس صورت میں عذر کے بغیر نماز فاسد ہوگی پس اسے نہیں دیکھا جائے گا کہ جو شارح نے مفہوماً استنباط کرلیا ہے کیونکہ اس دور کی عادت مفہوم کو قبول نہیں کرتا، اسے سمجھ لے اور اس پر قائم رہ۔(ت) (۳۔ باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱ /۷۰)

نیز اسی میں غنیۃ سے ہے:

هذا بناء علی ان اختلاف المکان مبطل مالم یکن لا صلاحها ۱۔ ←

مسئلہ ۵۶: مصلی کے پاس مال ہے اور اندیشہ صحیح ہے کہ استقبال کریگا تو چوری ہو جائے گی، ایسی حالت میں کوئی

یہ اس بنا پر ہے کہ جگہ کا مختلف ہونا (نماز کو) باطل کرنے والا ہے جبکہ یہ اس کی اصلاح کے لئے نہ ہو (ت)

اُسی ۷۹۷ میں بحوالہ بحرالرائق فتاوی ظہیریہ سے ہے:

ان جذبته الدابة حتی ازالته عن موضع سجودہ تفسد۲۔

اگر جانور نے اسے اتنا کھینچا کہ اس کے سجدہ کی جگہ بدل گئی تو نماز فاسد ہوگی۔ (ت)

(۱۔ ردالمحتار، باب مایفسد الصلوٰۃ الخ، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/۴۲۱)(۲۔ باب مایفسد الصلوٰۃ الخ، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/۴۲۲)

اُسی میں ہے:

ظاهر مافی الهداية وغیرها الجواز قائما مطلقا ای استقرت علی الارض اولا و صرح فی الایضاح بمنعه فی الثانی حیث امکنه الخروج الحاقالها بالدابة نهر واختارہ فی المحیط والبدائع بحر وعزاہ فی الامداد ایضا الی مجمع الروایات عن المصفی وجزم به فی نور الایضاح و علی ینبغی ان لا تجوز الصلاۃ فیها سائرة مع امکان الخروج الی البر وهذہ المسألة الناس عنها غافلون ا۔ شرح المنیة۔

ہدایہ وغیرہا سے ظاہر یہی ہے کہ کشتی میں کھڑے ہو کر مطلقاً نماز جائز ہے یعنی خواہ وہ زمین پر مستقر ہو یا نہ ہو۔ ایضاح میں تصریح ہے کہ جب زمین پر مستقر نہ ہو تو نماز نہیں ہوگی جبکہ اس سے اترنا ممکن ہو کہ اس کا حکم دابہ (چار پایہ) کی طرح ہوگا، نہر۔ بحر میں ہے کہ محیط اور بدائع نے اسے مختار قرار دیا ہے۔ اور امداد میں بھی ہے کہ اسے مجمع الروایات میں مصفی کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔ اور نور الایضاح میں اسی پر جزم ہے۔ اسی بنا پر چلتی کشتی پر نماز جائز نہیں ہونی چاہئے جبکہ خشکی پر اترنا ممکن ہے۔ اس مسئلہ سے لوگ غافل ہیں شرح المنیۃ۔ (ت)

(۱۔ ردالمحتار، باب صلوٰۃ المریض، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/۵۱۲)

فتح القدیر میں ہے:

فی الایضاح فان کانت موقوفة فی الشط وهی علی قرار الارض فصلی قائما جاز لانها اذا استقرت علی الارض فحکمها حکم الارض فان کانت مربوطة ویمکنه الخروج لم تجز الصلوۃ فیها لانها اذا لم تستقر فهی کالدابة انتهی بخلاف ما اذا استقرت فانها حینئذ کالسریر ۲۔

ایضاح میں ہے اگر کشتی دریا کے کنارے کھڑی ہو اور زمین پر مستقر ہو اور نمازی نے نماز کھڑے ہو کر ادا کی تو جائز ہے کیونکہ استقرار کی صورت میں اسکا حکم زمین والا ہی ہے اگر کشتی باندھی ہوئی ہو، اور اس سے نکلنا ممکن ہو تو اس میں نماز جائز نہیں ہوگی کیونکہ جب مستقل نہیں تو وہ چار پائے کی طرح ہے انتہی بخلاف اس کے جب مستقر ہو کیونکہ اس صورت میں وہ تختہ کی طرح ہے (ت)

(۲۔ فتح القدیر، باب صلوٰۃ المریض، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر، ۱/۴۶۲)

محیط امام سرخسی پھر فتاوی ہندیہ میں ہے:

لو صلی فیها فان کانت مشدودۃ علی الجد مستقرۃ علی الارض فصلی قائما اجزاہ وان لم تکن مستقرۃ ←

ایسا شخص مل گیا جو حفاظت کرے، اگرچہ باجرت مثل استقبال فرض ہے۔ (11) یعنی جب کہ وہ اجرت حاجتِ اصلیہ سے زائد اس کے پاس ہو یا محافظ آئندہ لینے پر راضی ہو اور اگر وہ نقد مانگتا ہے اور اس کے پاس نہیں یا ہے مگر حاجتِ اصلیہ سے زائد نہیں یا ہے مگر وہ اجرت مثل سے بہت زیادہ مانگتا ہے، تو اجیر کرنا ضرور نہیں، یونہیں پڑھے۔

مسئلہ ۵۷: کوئی شخص قید میں ہے اور وہ لوگ اسے استقبال سے مانع ہیں تو جیسے بھی ہو سکے، نماز پڑھ لے، پھر جب موقعہ ملے وقت میں یا بعد، تو اس نماز کا اعادہ کرے۔ (12)

مسئلہ ۵۸: اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو، نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتا دے، نہ وہاں مسجدیں محرابیں ہیں، نہ چاند، سورج، ستارے نکلے ہوں یا ہوں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کر سکے، تو ایسے کے لیے حکم ہے کہ تحری کرے (سوچے جدھر قبلہ ہونا دل پر جمے ادھر ہی مونھ کرے)، اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔ (13)

مسئلہ ۵۹: تحری کر کے نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی، ہوگئی، اعادہ کی حاجت نہیں۔ (14)

مسئلہ ۶۰: ایسا شخص اگر بے تحری کسی طرف مونھ کر کے نماز پڑھے، نماز نہ ہوئی، اگرچہ واقع میں قبلہ ہی کی طرف مونھ کیا ہو، ہاں اگر قبلہ کی طرف مونھ ہونا، بعد نماز یقین کے ساتھ معلوم ہوا، ہوگئی اور اگر بعد نماز اس کا جہت قبلہ ہونا گمان ہو، یقین نہ ہو یا اثنائے نماز میں اسی کا قبلہ ہونا معلوم ہوا، اگرچہ یقین کے ساتھ تو نماز نہ ہوئی۔ (15)

مسئلہ ۶۱: اگر سوچا اور دل میں کسی طرف قبلہ ہونا ثابت ہوا، مگر اس کے خلاف دوسری طرف اس نے مونھ کیا،

ویمکنه الخروج عنها لم تجز الصلاۃ فیها اھ اقول واطلاق الهدایة واجب الحمل علی هذه النصوص الصریحة المقیدة وکم له من نظیر کما صرح به الجم الغفیر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر کشتی مضبوط باندھی ہوئی ہو اور زمین پر مستقر ہے تو ایسی صورت میں اگر کسی نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی تو جائز ہوگی اور اگر مستقر نہ ہو اور اس سے نکلنا بھی ممکن ہو تو اب اس میں نماز صحیح نہ ہوگی اھ اقول ہدایہ کے اطلاق کو ان صریح مقید نصوص پر محمول کرنا واجب ہے اور اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جیسا کہ جم غفیر نے اس کی تصریح کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۱۳۴۔۱۴۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(11) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: کرامات الاولیاء ثابتۃ، ج ۲، ص ۱۴۲

(12) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: کرامات الاولیاء ثابتۃ، ج ۲، ص ۱۴۳

(13) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری فی القبلة، ج ۲، ص ۱۴۳۔

(14) تنویر الابصار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۴۳، وغیرہ

(15) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری فی القبلة، ج ۲، ص ۱۴۷

نماز نہ ہوئی، اگرچہ واقع میں وہی قبلہ تھا، جدھر مونھ کیا، اگرچہ بعد کو یقین کیساتھ اسی کا قبلہ ہونا معلوم ہو۔ (16)

مسئلہ ۶۲: اگر کوئی جاننے والا موجود ہے، اس سے دریافت نہیں کیا، خود غور کر کے کسی طرف کو پڑھ لی، تو اگر قبلہ ہی کی طرف مونھ تھا، ہوگئی، ورنہ نہیں۔ (17)

مسئلہ ۶۳: جاننے والے سے پوچھا اس نے نہیں بتایا، اس نے تحری کر کے نماز پڑھ لی، اب بعد نماز اس نے بتایا نماز ہوگئی، اعادہ کی حاجت نہیں۔ (18)

مسئلہ ۶۴: اگر مسجدیں اور محرابیں وہاں ہیں، مگر ان کا اعتبار نہ کیا، بلکہ اپنی رائے سے ایک طرف کو متوجہ ہولیا، یا تارے وغیرہ موجود ہیں اور اس کو علم ہے کہ ان کے ذریعہ سے معلوم کرلے اور نہ کیا بلکہ سوچ کر پڑھ لی، دونوں صورت میں نہ ہوئی، اگر خلاف جہت کی طرف پڑھی۔ (19)

---

(16) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۴۷

(17) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری... إلخ، ج ۲، ص ۱۴۳

(18) منیۃ المصلي، مسائل تحری القبلۃ... إلخ، ص ۱۹۲

(19) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری في القبلۃ، ج ۲، ص ۱۴۳

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی دلیل ہے: **والنجوم لتھتدوا بھا** الخ (اس نے ستارے اس لئے بنائے تا کہ تم ان سے رہنمائی حاصل کرو) اس سے ظاہر کیا کہ ان کے عدم اعتبار میں اختلاف اس صورت میں ہے جب وہاں قدیم محراب موجود ہوں کیونکہ ان کے ہوتے ہوئے تحری جائز نہیں جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے، تا کہ سلف صالحین اور جمہور مسلمانوں کو غلط ثابت قرار دینا لازم نہ آئے بخلاف اس صورت کے جب مصلی جنگل اور ویران جگہ میں ہو تو وہاں ستاروں وغیرہم نے ان چیزوں کے علامتِ معتبرہ ہونے کی تصریح کی ہے، لہذا اوقات نماز اور تعیینِ قبلہ کے متعلق ثقہ علماء کے کتب مواقیت میں بیان کردہ قواعد وضوابط پر اعتماد کرنا مناسب ہے، اور آلات مثلاً ربع، اصطرلاب وغیرہ جو اوقات کی پہچان کے لئے انھوں نے بنائے ہیں ان پر بھی اعتماد کیا جائے۔ کیونکہ اگر ان آلات سے یقین کا درجہ حاصل نہ ہو تو کم از کم غلبہ ظن تو اسی شخص کو جو ان آلات سے متعلق معلومات رکھتا ہو حاصل ہو جائے گا۔ اور اس مسئلہ میں ظنِ غالب ہی کافی ہے الخ (ت)

(۱۔ جامع الرموز، فصل شروط الصلوٰۃ، مطبوعہ گنبد قاموس ایران، ۱/ ۱۳۰) (۲۔ ردالمحتار بحوالہ النہر، بحث فی استقبال القبلۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۳۱۷) (۳۔ ردالمحتار بحوالہ النہر، بحث فی استقبال القبلۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۳۱۷)

اقول: وھو کلام نفیس واین تحری جزاف لایکاد یرجع الی اثارۃ علم من الظن الغالب الحاصل بتلك القواعد ولو لا مکان اطوال البلاد و عروضھا فی امر تعیین القبلۃ ومجال الظنون فی اکثرھا لکان مایحصل بھا قطعیا لامساغ لریبۃ فیہ بل لو حققت لالفیت جل المحاریب المنصوبۃ بعد الصحابۃ والتابعین رضی اللہ ←

....

علیھم انما بنیت بناء علی تلک القواعد وعلیھا أسست لھا القواعد فکیف یحل اعتماد تلک المحاریب دون الذی بنیت علیہ نعم عند التعارض ترجح القدیم خلافا للشافعیة لئلا یلزم تخطئة السلف الصالح وجماھیر المسلمین ا ۔ کما ذکرہ الشامی وغیرہ ولان علم الجمیع اقوی من علم الآحاد وللسلف مزیة جلیة علی الخلف ولربما یخطی النظر فی استعمال القواعد والآلات کما ھو مرئی مشاھد فھو اولی بالخطاء منھم ولذا قال فی الفتاوٰی الخیریة واما الاجتھاد فیھا ای فی محاریب المسلمین بالنسبة الی الجھة فلا یجوز حیث سلمت من الطعن لانھا لم تنصب الا بحضرة جمع من المسلمین اھل معرفة بسمت الکواکب والادلة فجری ذلک مجری الخبر فتقلد تلک المحاریب ا ۔ اھ۔

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ نفیس گفتگو ہے علم کے کسی پہلو کو نہ چھونے والے بے اصل اندازے کو ان آلات سے حاصل شدہ ظنِ غالب سے کیا تعلق، اگر تعیین قبلہ کے معاملہ میں طول البلد اور عرض البلد اور ان کے اکثر معاملات میں ظن کا دخل نہ ہوتا تو ان آلات سے حاصل شدہ علم قطعی ہوتا جس میں شک کی گنجائش نہ ہوتی۔ بلکہ اگر تُو تحقیق کرے تجھے معلوم ہوگا کہ وہ بڑے بڑے محراب جو صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے بعد بنائے گئے ہیں اور انہی قواعد کی بنا پر اور انہیں ضوابط پر ان مساجد کے ستون بنائے گئے، تو یہ کیسے درست ہوگا کہ ان محرابوں پر تو اعتماد کیا جائے مگر ان قواعد پر نہ کیا جائے جن کی بنا پر وہ محراب معرض وجود میں آئے ہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ جہاں (قاعدہ ومحراب) قدیم میں تعارض ہوگا وہاں محراب قدیم کو ترجیح ہوگی بخلاف شوافع کے تاکہ سلف صالحین اور جمہور مسلمانوں کو غلط ثابت قرار دینا لازم نہ آئے جیسا کہ امام شامی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ بات بھی ہے کہ جماعت کا علم احاد کے علم سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ اور سلف کو خلف پر واضح فضیلت حاصل ہے نیز بعض دفعہ استعمالِ قواعد وآلات میں نظر سے خطا بھی ہو جاتی ہے جیسا کہ مشاہدہ وملاحظہ میں آیا ہے لہذا واحد کا خاطی ہونا جماعت کے خاطی ہونے سے زیادہ قریب ہے، اسی لئے فتاوٰی خیریہ میں کہا کہ جہتِ قبلہ کی تعیین کے معاملہ میں مسلمانوں کے قدیم محرابوں میں اجتہاد اور غور وفکر اس لئے جائز نہیں تاکہ طعن سے محفوظ رہا جاسکے کیونکہ یہ محراب مسلمانوں کی اُن جماعتوں نے قائم کئے ہیں جو کواکب کی سمت اور دلائل کی معرفت رکھتی تھیں، تو چونکہ خیر وبھلائی اسی میں ہے لہذا ان محرابوں کی تقلید کی جائے اھ (ت)

(ا ۔ ردالمحتار، بحث فی استقبال القبلۃ، مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر، ۱/ ۳۱۷) (ا ۔ فتاوٰی خیریہ، کتاب الصلوۃ، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، ۱/ ۷)

اقول: وبہ ظھر ان الحکم لایختص بالمفاوز فانھم انما نصبوا فی الامصار بناء علی تلک الادلة لاجرم ان قال العلامة البرجندی فی شرح النقایة ان امر القبلة انما یتحقق بقواعد الھندسة والحساب بان یعرف بعد مکة عن خط الاستواء وعن طرف المغرب ثم بعد البلد المفروض کذلک ثم یقاس بتلک القواعد لتحقیق سمت القبلة ونحن قد حققنا بتلک القواعد سمت قبلة ھراة ۲ ۔ الی اٰخر ماسیأتی ونقلہ القتال فی حاشیتہ مقرا علیہ۔

اقول: (میں کہتا ہوں) اس سے یہ بھی آشکارا ہوگیا کہ یہ حکم محض ویرانے اور جنگل کے ساتھ ہی مخصوص نہیں کیونکہ شہروں میں بھی ←

....

مسلمانوں نے انہی قواعد وضوابط کی بنا پر محراب قائم کئے ہیں، چنانچہ علامہ برجندی نے شرح نقایہ میں کہا کہ قبلہ کا معاملہ قواعدِ ہندسہ وحساب کی بناء پر حل ہوتا ہے بایں طور کہ پہلے خط استواء سے مغرب کی جانب سے مکّہ کا بُعد پہچانا جائے پھر مفروض شہر کے بعد کو اسی طرح پہچانا جائے پھر ان قواعد کے مطابق قیاس کیا جائے تاکہ سمتِ قبلہ معلوم ہوسکے اور ہم ان قواعد کے ذریعے قبلہ ہرات کی سمت یونہی ثابت کرچکے ہیں آخر تک جس کا بیان آئیگا، اور اس کو علامہ قنالی نے اپنے حاشیہ میں ثابت رکھتے ہوئے نقل کیا ہے۔(ت)

(۲ـ شرح النقایہ للبرجندی، باب شروط الصلوٰۃ، مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ، ۱/۸۹)

اور اتنا تو اکابر نے بھی فرمایا کہ جو مسجد مدتوں سے بنی ہو اور اہلِ علم وعامہ مسلمین اس میں بلانکیر نمازیں پڑھتے رہے ہوں جیسا کہ عیدگاہ مذکورہ کی نسبت سوال میں مسطور ہے اگر کوئی فلسفی اپنے آلات وقیاسات کی رُو سے اس میں شک ڈالا چاہے اُس کی طرف التفات نہ کیا جائے گا کہ صدہا سال سے علماء وسائر مسلمین کو غلطی پر مان لینا نہایت سخت بات ہے، بلکہ تصریح فرماتے ہیں کہ ایسی قدیم محرابیں خود ہی دلیلِ قبلہ ہیں جن کے بعد تحری کرنے اور اپنا قیاس لگانے کی شرعاً اجازت نہیں، ایسی تشکیک بعض مدعیانِ سائت نے بعض محرابات نصب کردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی پیش کی حالانکہ بالیقین صحابہ کرام کا علم زائد تھا اُس کے بعد فلسفی اِدعا کا سننا بھی حلال نہیں، ہاں تحقیق معلوم ہو کہ فلاں محراب کسی جاہل ناواقف نے یونہی جزافاً قائم کردی ہے تو البتہ اُس پر اعتماد نہ ہوگا۔ علامہ خیرالدین رملی استاد صاحب دُرمختار رحمہما اللہ تعالٰی فتاوٰی خیریہ میں فرماتے ہیں:

نحن علی علم بأن الصحابة رضی اللہ عنهم اعلم من غیرهم فاذا علمنا انهم وضعوا محرابا لایعارضهم من هودونهم واذا علمنا ان محرابا وضع من غیرهم بغیر علم لانعتمدہ واذا لم نعرف شیئا وعلمنا کثرۃ المارین و توالی المصلین علی مرور السنین علمنا بالظاهر وهو الصحة ا ـ

ہمیں یقین ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیگر تمام افرادِ امت سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ جب ہمیں یہ معلوم ہوا کہ یہ محراب صحابہ نے قائم کئے ہیں تو ان کے مقابل کسی دوسرے کی بات کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا (لہذا اس محراب پر اعتماد کیا جائے گا) اور جب ہمیں یہ معلوم ہوجائے کہ صحابہ کے علاوہ کسی جاہل ناواقف نے یہ محراب بنائی تو اس پر ہم اعتماد نہیں کریں گے، اور اگر کسی محراب کے بارے میں ہمیں کچھ معلومات نہ ہوں صرف اتنا جانتے ہوں کہ یہاں کئی سالوں سے کثیر راہگیر اور نمازی مسلسل نماز پڑھتے رہے ہیں تو ہم اسی ظاہر صورت پر عمل کریں گے اور یہی درست ہے۔(ت) (اـ فتاوٰی خیریہ، کتاب الصلوٰۃ، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، ۱/۹)

اسی میں ہے:

مذهب الحنفیة یعمل بالمحاریب المذکورۃ ولایلتفت للطعن المذکور ۲ـ

احناف کا مسلک یہی ہے کہ ان محاریب مذکورہ پر عمل پیرا ہوں اور مخالف کے طعن واعتراض مذکورہ کی طرف توجہ نہ کی جائے۔(ت)

(۲ـ فتاوٰی خیریہ، کتاب الصلوٰۃ، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، ۱/۸)

اُسی میں ہے:

←

نہایۃ الفلکی المذکور ان یطعن بالانحراف الیسیر الذی لا یجاوز الحد المذکور وھو علی تقدیر صدقہ لا یمنع الجواز ولھذا قال الشارح الزیلعی لا یجوز التحری مع المحاریب ا ھ۔

قول فلکی (ماہر فلکیات) مذکور کی نہایۃ یہ ہے کہ وہ اس تھوڑے انحراف کے ساتھ جو حد مذکور سے تجاوز نہ کرتا ہو طعن (اعتراض) کریگا حالانکہ اگر اسکا قول سچا بھی ہوتا ہم جواز نماز کے منافی نہیں اس لئے شارح امام زیلعی نے فرمایا محاریب کے ہوتے ہوئے اجتہاد اور غور وفکر کی ضرورت نہیں۔ (ت) (۱؎ فتاوی خیریۃ، کتاب الصلوۃ، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱/۷)

اُسی میں ہے:

الکلام فی تحقق ذلك (یعنی الانحراف الکثیر) ولا یقع علی وجہ الیقین مع البعد باخبار المیقاتی کما لا یخفی عند الفقھاء ۲؎۔ (۲؎ فتاوی خیریۃ کتاب الصلوۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۹)

لیکن کلام انحراف کثیر کی تحقیق کے بارے میں ہے اور یہ بات بُعد کی صورت میں ماہر فلکیات کی رائے سے یقینی طور پر حاصل نہیں ہوسکتی جیسا کہ فقہاء پر مخفی نہیں۔ (ت)

حلیہ میں ہے:

المحراب فی حق المصلی قد صار کعین الکعبۃ ولھذا لا یجوز للشخص ان یجتھد فی المحاریب فایاك ان تنظر الی ما یقال ان قبلۃ اموی دمشق واکثر مساجدھا المبنیۃ علی سمت قبلۃ فیھا بعض انحراف اذلا شك ان قبلۃ الاموی من حین فتح الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم ومن صلی منھم الیھا وکذا من بعدھم اعلم واوثق من فلکی لا ندری ھل اصاب ام اخطأ بل ذلك یرجع خطأہ وکل خیر من اتباع من سلف ۳؎۔

نمازی کے لئے محراب عین کعبہ کی طرح ہے اسی لئے کسی شخص کو روا نہیں کہ وہ محاریب میں اجتہاد یا غور وفکر کرے اس بات سے تو دُور رہ (جو کہا جاتا ہے) کہ جامع اموی دمشق اور اسکی اکثر دیگر مساجد جو اسکی سمت پر بنائی گئی ہیں ان کی سمت قبلہ کچھ منحرف ہے کیونکہ جامع اموی کے قبلہ کا تعین اس وقت ہوا جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم نے اس علاقہ کو فتح کیا تھا صحابہ کرام خود بھی اسی رُخ نماز ادا کرتے رہے اور اُن سے بعد کے لوگ بھی اور وہ حضرات اس فلکی سے زیادہ عالم اور ثقہ تھے اس فلکی کے بارے میں ہمیں کیا معلوم کہ اسکی رائے درست ہے یا غلط بلکہ اس کا خاطی ہونا ہی راجح ہے اور تمام خیر اسلاف کی اتباع میں ہے۔ (ت) (۳؎ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

پھر علماء کے یہ ارشادات اس بارے میں تھے جو فنِ ہیأت کا ماہر کامل عالم فاضل ثقہ عادل ہو یہ نئی روشنی والے نہ فقہ سے مس نہ ہیأت سے خبر، اور دین ودیانت کا حال روشن تر، ان کی بات کیا قابل التفات، ان کی ہیأت دانی اس اعتراض ہی سے پیدا ہے کہ قطب شمالی شانہ راست سے جانب پشت مائل ہونے کو دلیل انحراف بتایا اور دیوار توڑ کر ٹھیک محاذات قطب میں بنانا چاہتے ہیں، علم ہیأت میں ادراک سمت قبلہ کے لئے دو طریقے ہیں: ایک تقریبی کہ عامہ کتب متداولہ میں مذکور، دوسرا تحقیقی کہ زیجات میں مسطور۔ یہاں سے واضح کہ یہ حضرات اُن دونوں سے مجور، اگر وہ طریقہ تقریبی جانتے اُن پر معترض نہ ہوتے کہ اُس کی رو سے سمت قبلہ علی گڑھ نکالیں تو ضرور ←

مسئلہ ۶۵: ایک شخص تحری کر کے (سوچ کر) ایک طرف پڑھ رہا ہے، تو دوسرے کو اس کا اتباع جائز نہیں، بلکہ اسے بھی تحری کا حکم ہے، اگر اس کا اتباع کیا، تحری نہ کی، اس کی نماز نہ ہوئی۔ (20)

مسئلہ ۶۶: اگر تحری کر کے نماز پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز میں اگرچہ سجدۂ سہو میں رائے بدل گئی یا غلطی معلوم ہوئی تو فرض ہے کہ فوراً گھوم جائے اور پہلے جو پڑھ چکا ہے، اس میں خرابی نہ آئے گی۔ اسی طرح اگر چاروں رکعتیں چار جہات میں پڑھیں، جائز ہے اور اگر فوراً نہ پھرا یہاں تک کہ ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کا وقفہ ہوا، نماز نہ ہوئی۔ (21)

مسئلہ ۶۷: نابینا غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہا تھا، کوئی بینا آیا، اس نے اسے سیدھا کر کے اس کی اقتدا کی، تو اگر وہاں کوئی شخص ایسا تھا، جس سے قبلہ کا حال نابینا دریافت کر سکتا تھا، مگر نہ پوچھا، دونوں کی نمازیں نہ ہوئیں اور اگر کوئی ایسا نہ تھا، تو نابینا کی ہوگئی اور مقتدی کی نہ ہوئی۔ (22)

قطب شمالی شانہ راست سے جانبِ پشت ہی پھرا رہے گا کہ اس طریقہ پر علی گڑھ کا خط قبلہ نقطۂ مغرب سے ساڑھے دس درجے جانبِ جنوب جھکا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ نقطۂ مغرب کی طرف منہ کرتے تو قطب محاذاتِ شانہ پر رہتا اب کہ مغرب سے دس درجے جنوب کو پھرے، قطب ضرور جانبِ پشت میلان کرے گا، اور اگر طریقہ تحقیق سے آگاہ ہوتے ہرگز دیوار جدید محاذی قطب بنانی نہ چاہتے کہ طریق تحقیق میں بھی خط قبلہ علی گڑھ نقطۂ مغرب سے جنوب ہی کو مائل ہے اگرچہ نہ اُتنا کہ ہم دونوں طریق تقریب و تحقیق ان شاء اللہ آخر کلام میں ذکر کریں گے۔

پھر علماء کے یہ ارشادات اس بارے میں تھے جو فنِ سمت کا ماہر کامل عالم فاضل ثقہ عادل ہو یہ نئی روشنی والے نہ فقہ سے کس نہ ہیأت سے خبر، اور دین و دیانت کا حال روشن تر، ان کی بات کیا قابلِ التفات، ان کی سمت دانی اس اعتراض ہی سے پیدا ہے کہ قطب شمالی شانہ راست سے جانبِ پشت مائل ہونے کو دلیل انحراف بتایا اور دیوار توڑ کر ٹھیک محاذاتِ قطب میں بنانا چاہتے ہیں، علم سمت میں ادراک سمت قبلہ کے لئے دو طریقے ہیں: ایک تقریبی کہ عامہ کتب متداولہ میں مذکور، دوسرا تحقیقی کہ زیجات میں مسطور۔ یہاں سے واضح کہ یہ حضرات اُن دونوں سے مجور، اگر وہ طریقہ تقریبی جانتے اُن پر معترض نہ ہوتے کہ اُس کی رو سے سمت قبلہ علی گڑھ نکالیں تو ضرور قطب شمالی شانہ راست سے جانبِ پشت ہی پھرا رہے گا کہ اس طریقہ پر علی گڑھ کا خط قبلہ نقطۂ مغرب سے ساڑھے دس درجے جانبِ جنوب جھکا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ نقطۂ مغرب کی طرف منہ کرتے تو قطب محاذاتِ شانہ پر رہتا اب کہ مغرب سے دس درجے جنوب کو پھرے، قطب ضرور جانبِ پشت میلان کرے گا، اور اگر طریقہ تحقیق سے آگاہ ہوتے ہرگز دیوار جدید محاذی قطب بنانی نہ چاہتے کہ طریق تحقیق میں بھی خط قبلہ علی گڑھ نقطۂ مغرب سے جنوب ہی کو مائل ہے اگرچہ نہ اُتنا کہ ہم دونوں طریق تقریب و تحقیق ان شاء اللہ آخر کلام میں ذکر کریں گے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۶۶۔۷۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(20) المرجع السابق

(21) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری فی القبلۃ، ج ۲، ص ۱۴۳

(22) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری فی القبلۃ، ج ۲، ص ۱۴۴۔

مسئلہ ۶۸: تحری کر کے غیر قبلہ کو نماز پڑھ رہا تھا، بعد کو اسے اپنی رائے کی غلطی معلوم ہوئی اور قبلہ کی طرف پھر گیا، تو جس دوسرے شخص کو اس کی پہلی حالت معلوم ہو، اگر یہ بھی اسی قسم کا ہے کہ اس نے بھی پہلے وہی تحری کی تھی اور اب اس کو بھی غلطی معلوم ہوئی، تو اس کی اقتدا کر سکتا ہے، ورنہ نہیں۔(23)

مسئلہ ۶۹: اگر امام تحری کر کے ٹھیک جہت میں پہلے ہی سے پڑھ رہا ہے، تو اگرچہ مقتدی تحری کرنے والوں میں نہ ہو، اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔(24)

مسئلہ ۷۰: اگر امام و مقتدی ایک ہی جہت کو تحری کر کے نماز پڑھ رہے تھے اور امام نے نماز پوری کر لی اور سلام پھیر دیا اب مسبوق (25) ولاحق (26) کی رائے بدل گئی، تو مسبوق گھوم جائے اور لاحق سرے سے پڑھے۔(27)

مسئلہ ۷۱: اگر پہلے ایک طرف کو رائے ہوئی اور نماز شروع کی، پھر دوسری طرف کو رائے پلٹی، پلٹ گیا پھر تیسری یا چوتھی بار وہی رائے ہوئی، جو پہلے مرتبہ تھی تو اسی طرف پھر جائے، سرے سے پڑھنے کی حاجت نہیں۔(28)

مسئلہ ۷۲: تحری کر کے ایک رکعت پڑھی، دوسری میں رائے بدل گئی، اب یاد آیا کہ پہلی رکعت کا ایک سجدہ رہ گیا تھا، تو سرے سے نماز پڑھے۔(29)

مسئلہ ۷۳: اندھیری رات ہے، چند شخصوں نے جماعت سے تحری کر کے مختلف جہتوں میں نماز پڑھی، مگر اثنائے نماز میں یہ معلوم نہ ہوا کہ اس کی جہت امام کی جہت کے خلاف ہے، نہ مقتدی امام سے آگے ہے، نماز ہوگئی اور اگر بعد نماز معلوم ہوا کہ امام کے خلاف اسکی جہت تھی، کچھ حرج نہیں اور اگر امام کے آگے ہونا معلوم ہوا نماز میں یا بعد کو، تو نماز نہ ہوئی۔(30)

مسئلہ ۷۴: مصلّی نے قبلہ سے بلا عذر قصداً سینہ پھیر دیا، اگرچہ فوراً ہی قبلہ کی طرف ہوگیا، نماز فاسد ہوگئی اور اگر

---

(23) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحري في القبلۃ، ج۲، ص۱۴۴

(24) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۴۴

(25) وہ کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔

(26) وہ کہ امام کے ساتھ پہلی رکعت میں شریک ہوا، مگر اقتدا کے بعد اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہوگئیں، خواہ عذر سے یا بلا عذر۔

(27) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۴۴

(28) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۴۶

(29) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۴۶

(30) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب: اذا ذکر في مسألۃ ثلاثۃ اقوال... إلخ، ج۲، ص۱۴۷

بلاقصد پھر گیا اور بقدر تین تسبیح کے وقفہ نہ ہوا، تو ہوگئی۔(31)

مسئلہ ۷۵: اگر صرف مونھ قبلہ سے پھیرا، تو اس پر واجب ہے کہ فوراً قبلہ کی طرف کرلے اور نماز نہ جائے گی، مگر بلاعذر مکروہ ہے(32)۔

❀❀❀❀❀

(31) منية المصلي، مسائل التحري القبلة... إلخ، ص ۱۹۳.

والبحر الرائق، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۱، ص ۴۹۷

(32) المرجع السابق

چوتھی شرط وقت ہے

اس کے مسائل اوپر مستقل باب میں بیان ہوئے۔

پانچویں شرط نیت ہے

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ) (1)

انھیں تو یہی حکم ہوا کہ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص رکھتے ہوئے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی)) (2)

اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہ ہے، جو اس نے نیت کی۔

اس حدیث کو بخاری و مُسلم اور دیگر محدثین نے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۷۶: نیت دل کے پکے ارادہ کو کہتے ہیں، محض جاننا نیت نہیں، تاوقتیکہ ارادہ نہ ہو۔ (3)

مسئلہ ۷۷: نیت میں زبان کا اعتبار نہیں، یعنی اگر دل میں مثلاً ظہر کا قصد کیا اور زبان سے لفظ عصر نکلا، ظہر کی نماز ہوگئی۔ (4)

مسئلہ ۷۸: نیت کا ادنٰی درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی پوچھے، کون سی نماز پڑھتا ہے؟ تو فوراً بلا تامل بتا دے، اگر حالت ایسی ہے کہ سوچ کر بتائے گا، تو نماز نہ ہوگی۔ (5)

---

(1) پ ۳۰، سورۃ بیّنۃ: ۵.

(2) صحیح البخاري، کتاب بدء الوحي، باب کیف کان بدء الوحي إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... إلخ، الحدیث: ۱، ج ۱، ص ۵

(3) تنویر الابصار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۱۱.

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، بحث النیۃ، ج ۲، ص ۱۱۲

(5) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۱۳

....

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نیت قصدِ قلبی کا نام ہے تلفظ اصلاً ضروری نہیں نہایت کار مستحب ہے تو لفظ اس یا آج درکنار سرے سے کوئی حرف نیت زبان پر نہ لایا تو ہرگز کسی کا حرج بھی نہیں قصدِ قلبی کی علمائے کرام نے یہ تحدید فرمائی کہ نیت کرتے وقت پوچھا جائے کہ کون سی نماز پڑھنا چاہتا ہے تو فوراً بے تامل بتادے کماذکرہ الامام الزیلعی فی التبیین وغیرہ فی غیرہ (جیسا کہ امام زیلعی نے اسے تبیین الحقائق میں اور دیگر علماء نے اپنی کتب میں ذکر کیا۔ت) اور شک نہیں کہ جو شخص نماز وقتی میں یہ بتادے گا کہ مثلاً نمازِ ظہر کا ارادہ وہ یہ بھی بتا دیگا کہ آج کی ظہر شاید یہ صورت کبھی واقع نہ ہو کہ نیت کرتے وقت دریافت کیے سے یہ تو بتادے کہ ظہر پڑھتا ہوں اور یہ سوچتا رہے کہ کب کی تو قصدِ قلب میں تعیین نوعی نماز کے ساتھ تعیین شخصی بھی ضروری ہوتی ہے اور اسی قدر کافی ہے، ہاں اگر کوئی شخص بالقصد ظہر غیر معین کے نیت کرے یعنی کسی خاص ظہر کا قصد نہیں کرتا بلکہ مطلق ظہر پڑھتا ہوں چاہے وہ کسی دن کی ہو تو بلاشبہ اُس کی نماز نہ ہوگی۔

فانِ التعیین فی الفرض فرض بالوفاق وانما الخلف فی عدم اللحاظ لا لحاظ العدم (فرائض میں تعیین وقت بالاتفاق فرض ہے عدمِ لحاظ میں اختلاف ہے لحاظِ عدم میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ت) اس طور پر تو یہ مسائل اصلاً محلِ خلاف نہیں۔ ولہذا محقق اکمل الدین بابرتی نے عنایہ شرح ہدایہ میں فرمایا:

اقول: الشرط المتقدم وھوان یعلم بقلبہ ای صلاۃ یصلی یحسم مادۃ ھذہ المقالات وغیرھا فان العمدۃ علیہ لحصول التمیز بہ وھو المقصود اھ کما نقلہ فی ردالمحتار واقرہ ھھنا وفی منحۃ الخالق وایدہ العلامۃ اسمعیل مفتی دمشق کمافی المنحۃ۔

میں کہتا ہوں شرط مقدم یہ ہے کہ نمازی دل سے یہ جانتا ہو کہ وہ کون سی نماز ادا کر رہا ہے یہ شرط ان اعتراضات وغیرہ کی بنیاد کو ختم کر دیتی ہے کیونکہ حصولِ تمیز کے لئے نمازی پر قصد و نیت ضروری ہے اور یہی مقصود ہے اھ ردالمحتار نے یہاں اسے نقل کر کے مقرر رکھا ہے اور منحۃ الخالق میں اسے نقل کیا ہے، نیز اسکی تائید مفتی دمشق شیخ اسمٰعیل نے کی، ملاحظہ ہو منحۃ الخالق (ت) (اے العنایۃ مع فتح القدیر، باب شروط الصلوٰۃ الخ، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر، ۱/ ۲۳۳) (ردالمحتار، باب شروط الصلوٰۃ الخ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۳۰۸)

البتہ تعدد فوائت خصوصاً کثرت کی حالت میں یہ صورت ضرور ہو سکتی بلکہ بہت عوام سے واقع ہوتی ہے کہ ظہر کی نیت کر لی اور یہ تعیین کچھ نہیں کہ کس دن تاریخ کی ظہر یہاں باوصف اختلاف تصحیح مذہب اصح واحوط یہی ہے کہ دن کی تخصیص نہ کی تو نماز ادا ہی نہ ہوگی مگر طول مدت یا کثرت عدد میں تعیین روز کہاں یاد رہتی ہے لہذا علماء نے اس کا سہل طریقہ یہ رکھا ہے کہ سب سے پہلی یا سب سے پچھلی ظہر یا عصر کی نیت کرتا رہے جب ایک پڑھ لے گا تو باقی میں جو سب سے پہلی یا پچھلی ہے وہ ادا ہوگی وعلی ھذا القیاس آخر تک۔

فی التنویر لابد من التعیین لفرض ولو قضاء قال فی الدر لکنہ یعین ظھر یوم کذا علی المعتمد والاسھل نیۃ اول ظھر علیہ واٰخر ظھر وفی القھستانی عن المنیۃ لایشترط ذلک فی الاصح وسیجیٔ آخر الکتاب ۲۔

تنویر الابصار میں ہے کہ فرض نماز میں تعیین ضروری ہے خواہ وہ قضا ہی کیوں نہ ہوں درمختار میں کہا معتمد قول کے مطابق تعیین ←

....

یہ ہے کہ فلاں دن کی ظہر ادا کر رہا ہوں اس مسئلہ میں آسان طریقہ یہ ہے کہ یوں نیت کرلے کہ پہلی ظہر جو اس پر لازم ہے وہ پڑھتا ہے۔ یا یہ کہ آخر ظہر جو اس پر لازم ہے وہ پڑھتا ہے۔ قہستانی میں منیہ کے حوالے سے ہے اصح یہ ہے کہ یہ کہنا شرط نہیں، اور عنقریب کتاب کے آخر میں اس کا ذکر آئے گا۔ (۲۔ درمختار، باب شروط الصلوٰۃ الخ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۶۷)

قال الشامی ، نقل الشارح هناك عن الاشباه انه مشكل و مخالف لماذكره اصحابنا كقاضی خان وغيره والاصح الاشتراط قلت و كذا صححه فی متن الملتقی هناك فقد اختلف التصحيح والاشتراط احوط و به جزم فی الفتح اھـ هنا كمالا يخفى۔

امام شامی فرماتے ہیں کہ شارح نے یہاں اشباہ سے نقل کیا ہے کہ (تعیین شرط نہ ہونا) نا قابل فہم اور ہمارے علماء قاضی خان وغیرہ کی تصریحات کے خلاف ہے۔ بلکہ شرط ہونا اصح ہے، میں کہتا ہوں متنِ ملتقی میں اس مقام پر اسکی تصحیح کی ہے تو اس کی تصحیح میں اختلاف واقع ہوا ہے مگر شرط ہونا احوط ہے اور اسی پر فتح القدیر میں یہاں جزم کیا ہے۔ (ت)

(۱۔ ردالمحتار، باب شروط الصلوٰۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۳۰۸)

اور اگر فائتہ ایک ہی ہے تو نیت فائتہ کرنے ہی میں تعیین یوم خود ہی آگئی۔

فی ردالمحتار عن الحلیہ، لو كان فی ذمته ظهر واحد فائت فانه يكفيه ان ينوی ما فی ذمته من الظهر الفائت وان لم يعلم انه من ای يوم ۲۔

جیسا کہ ردالمحتار میں حلیہ سے ہے کہ اگر کسی شخص کے ذمے ایک ظہر کی نماز قضا لازم ہے تو اس کے لئے اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ وہ اپنی فوت شدہ ظہر ادا کر رہا ہے اگرچہ یہ نہ جانتا ہو کہ وہ کون سے دن کی فوت شدہ ہے (ت)

(۲۔ ردالمحتار، باب شروط الصلوٰۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۳۰۸)

بالجملہ نماز وقتی میں صور واقعہ معلومۃ الوقوع موقع خلاف ونزاع نہیں، خلاف علماء اُس صورت مفروضہ میں ہے کہ کوئی شخص نماز امروزہ میں تعیینِ نوعی تو کرلے اور تعیین شخصی سے اصلاً ذاہل و غافل ہو کہ بحالت شعور، قصد صحیح تعیین شخصی کا ملزوم اور عدم لحاظ مفقود و معدوم اور بقصد خلاف، عدمِ لحاظ نہیں، لحاظ عدم ہے اور وہ بلاشبہ نافی نماز و منافی جواز، تو غفلت و بے خبری ایسی چاہیئے کہ سوال پر یہ تو بتادے کہ مثلاً ظہر پڑھتا ہوں اور بے تامل و فکر نہ بتاسکے کہ آج کی ظہر ایسی حالت میں اس سوال کا محل نہیں کہ مجھے نیت میں کیا بڑھانا چاہیے کہ وہ تو حال ذہول وعدم شعور میں ہے بلکہ بحث یہ ہوگی کہ ایسی نماز ہوگئی یا نہیں، اس میں تین صورتیں ہیں اگر وقت باقی ہے تو روایات مختلف تصحیحات مختلف **کما بینه فی ردالمحتار و غيره من الاسفار** (جیسا کہ ردالمحتار اور دیگر معتمد کتب میں اس کا بیان ہے۔ت) غرض توسیع مسلم اور احتیاط اسلم، یونہی اگر وقت جاتا رہا اور اُسے معلوم نہیں اس صورت میں اختلاف تصحیح ہے۔

فی البحر الرائق شمل ما اذا نوی العصر بلا قيد وفيه خلاف ففی الظهيرية لو نوی الظهر لا يجوز و قيل يجوز وهو الصحيح هذا اذا كان موديا فان كان قاضيا فان صلی بعد خروج الوقت وهو لا يعلم لا يجوز و ذكر شمس ←

....

الائمة ینوی صلاۃ علیه فان کانت وقتیة فهی علیه وان کانت قضاء فهی علیه ایضا اھ وھکذا صححه فی فتح القدیر معزیا الی فتاوی العتابی لکن جزم فی الخلاصة بعدم الجواز وصححه السراج الهندی فی شرح المغنی فاختلف التصحیح کما تری۱ اھ ملخصاوفی ردالمحتار فی النهران ظاهر مافی الظهیریة انه یجوز علی الارجح ۲ اھ

البحرالرائق میں ہے کہ یہ اس صورت کو بھی شامل ہے جب کوئی نمازِ عصر کی نیت بغیر کسی قید کے کرے تو اس میں اختلاف ہے،ظہیریہ میں ہے اگر کسی نے ظہر کی نیت کی تو جائز نہیں ،بعض کے نزدیک جائز ہے اور یہی صحیح ہے۔لیکن یہ اس وقت ہے جب وہ نماز ادا کر رہا ہو (یعنی قضاوالا نہ ہو) اگر نمازِ قضا پڑھنے والا ہوتو اگر وقت کے نکلنے کے بعد اس حال میں پڑھی ہے کہ اسے خروج وقت کا علم نہیں ہوا تو نماز جائز نہ ہوگی۔اور شمس الائمہ کہتے ہیں اتنی نیت کافی ہے کہ میں وہ نماز پڑھتا ہوں جو مجھ پر واجب ہے اب ادا ہو یا قضا وہ یقیناً اس پر لازم تھی اھ اسی طرح فتح القدیر میں فتاوی عتابی کے حوالے سے اس کی تصحیح کی ہے،لیکن خلاصہ میں عدم جواز پر جزم کا اظہار کیا گیا ہے اور سراج ہندی نے شرح المغنی میں اسی کو صحیح کہا جیسا کہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں۔تصحیح مسئلہ میں اختلاف ہے اھ تلخیصاً۔ردالمحتار میں نہر کے حوالے سے ہے کہ ظہیریہ کی عبارت سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ارجح قول پر جواز ہی ہے۔اھ (ت) (۱؎ البحرالرائق شرح کنز الدقائق، باب شروط الصلوٰۃ،، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی،، ۱/ ۲۷۹)(۲؎ ردالمحتار،، باب شروط الصلوٰۃ،، مطبوعہ مصطفی البابی مصر،، ۱/ ۳۰۸)

اقول: بل لعل ظاهر مافیها انه لا یجوز علی الارجح حیث جزم به ولم یذبل ماذکر عن شمس الائمة بمایدل علی ترجیحه وانت تعلم ان اماما من الائمة اذاقال لایجوز ذلك وقال فلان یجوز فان المتبادر منه ان مختار نفسه الاول بل الظاهر انه الذی علیه الاکثر خلافالمن ذکر۔

اقول (میں کہتا ہوں) بلکہ ہوسکتا ہے ظاہر مافی الظہیریۃ کے مطابق ارجح قول پر عدم جواز ہو کہ انہوں نے اس پر جزم کیا ہے اور شمس الائمہ سے اس کی جو ترجیح ذکر کی گئی ہے اس کو رد نہیں کیا کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ جب کوئی امام کہتا ہے کہ یہ بات جائز نہیں اور فلاں اس کے جواز کا قائل ہے تو اس عبارت سے متبادر یہی ہوتا ہے کہ ان کا اپنا مختار قولِ اول ہے بلکہ ظاہر وہی ہے جو مختار و اکثر کی رائے کے مطابق ہے بخلاف اس کے جو انہوں نے ذکر کیا ہے۔(ت)

اور اگر یہ بھی خروج وقت پر مطلع ہے تو ظاہر جواز ہے محشیانِ درمختار سادات ابرار حلبی وطحطاوی وشامی رحمہم العزیز الغفار نے اس مسئلہ میں روایت نہ پائی علامہ ح نے عدمِ جواز کا خیال اور علامہ ط نے ان کے خلاف اور علامہ ش نے انکا وفاق کیا،

قال ط الظاهر الصحة عند العلم بالخروج لان نیته حینئذ القضاء خلافا لمافی الحلبی ۱ اھ وقال ش بحث ح انه لا یصح وخالفه ط قلت وهوالاظهر لما مر من العنایة ۲ اھ اقول نعم هوالاظهر لما مر عن البحر عن الظهیریة من تقیید عدم الجواز بقوله وهولایعلم اما الاستناد بما مر عن العنایة فعندی غیر واقع فی محله لما علمت ان محل هذه المقالات ما اذا ذهل وغفل وکلام العنایة فیما هو المعتاد والمعهود من ان من ←

مسئلہ ۷۹: زبان سے کہہ لینا مستحب ہے اور اس میں کچھ عربی کی تخصیص نہیں، فارسی وغیرہ میں بھی ہوسکتی ہے اور تلفظ میں ماضی کا صیغہ ہو، مثلاً نَوَیۡتُ یا نیت کی میں نے۔ (6)

مسئلہ ۸۰: احوط یہ ہے کہ اللہ اکبر کہتے وقت نیت حاضر ہو۔ (7)

مسئلہ ۸۱: تکبیر سے پہلے نیت کی اور شروع نماز اور نیت کے درمیان کوئی امر اجنبی، مثلاً کھانا، پینا، کلام وغیرہ وہ

شعر بالتعیین النوعی شعر ایضا بالشخصی و رأیتنی کتبت ھھنا علی ھامش الشامی مانصه اقول مأمر عن العنایة فیما اذا علم بقلبه التعیین ولا ینبغی لاحد ان یخالف فیه وھو جار فی کل صورة من الصور التسع بل لا تسع علیه ولا ثمان انما ھی صورة واحدة لا غیر. وانما الکلام فیما اذا نوی ذلك ذاھلا عن تعیین الیوم والوقت وح لا استظھار بما مر عن العنایة اھ۔

امام طحطاوی نے کہا اگر اسے خروجِ وقت کا علم ہو تو صحت نماز ظاہر ہے کیونکہ اس وقت نیت قضا کی ہوگی بخلاف اسکے جو حلبی نے کہا اھ شامی نے کہا حلبی نے بحث کرتے ہوئے اس کی عدم صحت کا قول کیا ہے اور طحطاوی نے ان کی مخالفت کی، میں کہتا ہوں یہی اظہر ہے جیسا کہ عنایہ کے حوالے سے گزرا ہے اھ اقول (میں کہتا ہوں) ہاں یہی اظہر ہے جیسا کہ البحر الرائق سے ظہیریہ کے حوالے سے عدمِ جواز کی تقیید اس کے قول وھو لا یعلم کے ساتھ گزری لیکن اس بات کی سند پکڑنا اس کے ساتھ جو عنایہ سے گزرا میرے نزدیک اس مقام کے مناسب نہیں، کیونکہ اس تمام گفتگو کا محل وہ ہے کہ جب انسان غافل ہوجائے اور بھول جائے اور عنایہ کی گفتگو معروف مشہور طریقہ (یعنی عدم غفلت) پر ہے کیونکہ جو شخص تعیین نوعی کا ادراک رکھتا ہے اسے تعیین شخصی کا ادراک بھی رہے گا، اور مجھے وہ یاد آیا جو حاشیہ شامی کے اس مقام پر میں نے لکھا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں اقول (میں کہتا ہوں) عنایہ کی جو عبارت گزری ہے وہ اس صورت سے متعلق ہے جب دل سے اس کے تعین کو جانتا ہو، اس میں مخالفت کسی کو مناسب نہیں اور یہ بات تو ۹ صورتوں میں سے ہر صورت میں جاری ہوگی بلکہ یہ ۹ نو ہیں نہ آٹھ یہ تو صرف ایک ہی صورت ہے اسکے علاوہ کچھ نہیں، یہاں گفتگو اس صورت سے متعلق ہے جب کسی انسان نے نماز کی نیت دن اور وقت کے تعین سے غافل ہوکر کی ہو، اب تو عنایہ کی گفتگو سے تائید نہیں لائی جاسکتی۔ (ت)

(۱؎ حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار، باب شروط الصلوٰۃ، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱/۱۹۴) (۲؎ رد المحتار، باب شروط الصلوٰۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/۳۰۸) (۱؎ جد الممتار، باب شروط الصلوٰۃ، المجمع الاسلامی مبارک پور (ہند)، ۱/۲۱۸)

غرض اس صورت مفروضہ کی تینوں شکلوں میں جواز کی طرف راہ ہے۔ ولذا ارسلہ فی الدر ارسالا وقال انه الاصح (اسی لئے درمختار میں اس کو مرسلاً ذکر کیا ہے اور کہا یہی اصح ہے۔ت) اور امر عبادات خصوصاً نماز میں حکم احتیاط معروف و معلوم ھکذا ینبغی المقام واللہ ولی الفضل والانعام واللہ سبحنه وتعالٰی اعلم (تحقیق مقام کے لئے یہی مناسب تھا، اللہ تعالٰی فضل و انعام کا مالک اور وہی پاک اور بہتر جاننے والا ہے۔ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۴۷۔۵۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(6) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۱۳

(7) منیۃ المصلی، استحباب ان ینوی بقلبه ویتکلم باللسان، ص ۲۳۲

امور جو نماز سے غیر متعلق ہیں، فاصل نہ ہوں نماز ہو جائے گی، اگرچہ تحریمہ کے وقت نیت حاضر نہ ہو۔(8)

مسئلہ ۸۲: وضو سے پیشتر نیت کی، تو وضو کرنا فاصل اجنبی نہیں، نماز ہو جائے گی۔ یوہیں وضو کے بعد نیت کی اس کے بعد نماز کے لیے چلنا پایا گیا، نماز ہو جائے گی اور یہ چلنا فاصل اجنبی نہیں۔(9)

مسئلہ ۸۳: اگر شروع کے بعد نیت پائی گئی، اس کا اعتبار نہیں، یہاں تک کہ اگر تکبیر تحریمہ میں اللہ کہنے کے بعد اکبر سے پہلے نیت کی، نماز نہ ہوگی۔(10)

مسئلہ ۸۴: اصح یہ ہے کہ نفل و سنت و تراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے، مگر احتیاط یہ ہے کہ تراویح میں تراویح یا سنت وقت یا قیام اللیل کی نیت کرے اور باقی سنتوں میں سنت یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت (پیروی) کی نیت کرے، اس لیے کہ بعض مشائخ ان میں مطلق نیت کو ناکافی قرار دیتے ہیں۔(11)

مسئلہ ۸۵: نفل نماز کے لیے مطلق نماز کی نیت کافی ہے، اگرچہ نفل نیت میں نہ ہو۔(12)

مسئلہ ۸۶: فرض نماز میں نیت فرض بھی ضرور ہے، مطلق نماز یا نفل وغیرہ کی نیت کافی نہیں، اگر فرضیت جانتا ہی نہ ہو، مثلاً پانچوں وقت نماز پڑھتا ہے، مگر ان کی فرضیت علم میں نہیں، نماز نہ ہوگی اور اس پر ان تمام نمازوں کی قضا فرض ہے، مگر جب امام کے پیچھے ہو اور یہ نیت کرے کہ امام جو نماز پڑھتا ہے، وہی میں بھی پڑھتا ہوں، تو یہ نماز ہو جائے گی اور اگر جانتا ہو مگر فرض کو غیر فرض سے متمیز نہ کیا تو دو صورتیں ہیں، اگر سب میں فرض ہی کی نیت کرتا ہے، تو نماز ہو جائے گی، مگر جن فرضوں سے پیشتر سنتیں ہیں، اگر سنتیں پڑھ چکا ہے، تو اِمامت نہیں کر سکتا کہ سنتیں بہ نیت فرض پڑھنے سے اس کا فرض ساقط ہو چکا، مثلاً ظہر کے پیشتر چار رکعت سنتیں بہ نیت فرض پڑھیں، تو اب فرض نماز میں اِمامت نہیں کر سکتا کہ یہ فرض پڑھ چکا، دوسری صورت یہ کہ نیتِ فرض کسی میں نہ کی، تو نمازِ فرض ادا نہ ہوئی۔(13)

مسئلہ ۸۷: فرض میں یہ بھی ضرور ہے کہ اس خاص نماز مثلاً ظہر یا عصر کی نیت کرے یا مثلاً آج کے ظہر یا فرضِ وقت کی نیت وقت میں کرے، مگر جمعہ میں فرض وقت کی نیت کافی نہیں، خصوصیت جمعہ کی نیت ضروری ہے۔(14)

---

(8) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۱۴

(9) غنیۃ المتملي، الشرط السادس النیۃ، ص ۲۵۵

(10) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج ۲، ص ۱۱۶

(11) منیۃ المصلي، الشرط السادس النیۃ، ص ۲۲۵

(12) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج ۲، ص ۱۱۶

(13) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج ۲، ص ۱۱۷

(14) تنویر الابصار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۱۷، ۱۲۳

مسئلہ ۸۸: اگر وقت نماز ختم ہو چکا اور اس نے فرض وقت کی نیت کی، تو فرض نہ ہوئے خواہ وقت کا جاتا رہنا اسکے علم میں ہو یا نہیں۔ (15)

مسئلہ ۸۹: نماز فرض میں یہ نیت کہ آج کے فرض پڑھتا ہوں کافی نہیں، جبکہ کسی نماز کو معین نہ کیا، مثلاً آج کی ظہر یا آج کی عشا۔ (16)

مسئلہ ۹۰: اَولیٰ یہ ہے کہ یہ نیت کرے آج کی فلاں نماز کہ اگرچہ وقت خارج ہو گیا ہو، نماز ہو جائے گی، خصوصاً اس کے لیے جسے وقت خارج ہونے میں شک ہو۔ (17)

مسئلہ ۹۱: اگر کسی نے اس دن کو دوسرا دن گمان کرلیا، مثلاً وہ دن پیر کا ہے اور اس نے اسے منگل سمجھ کر منگل کی ظہر کی نیت کی، بعد کو معلوم ہوا کہ پیر تھا، نماز ہو جائے گی۔ (18) یعنی جبکہ آج کا دن نیت میں ہو کہ اس تعیین کے بعد پیر یا منگل کی تخصیص بے کار ہے اور اس میں غلطی مضر نہیں، ہاں اگر صرف دن کے نام ہی سے نیت کی اور آج کے دن کا قصد نہ کیا، مثلاً منگل کی ظہر پڑھتا ہوں، تو نماز نہ ہوگی اگرچہ وہ دن منگل ہی کا ہو کہ منگل بہت ہیں۔

مسئلہ ۹۲: نیت میں تعداد رکعات کی ضرورت نہیں البتہ افضل ہے، تو اگر تعداد رکعات میں خطا واقع ہوئی مثلاً تین رکعتیں ظہر یا چار رکعتیں مغرب کی نیت کی، تو نماز ہو جائے گی۔ (19)

مسئلہ ۹۳: فرض قضا ہو گئے ہوں، تو ان میں تعیین یوم اور تعیین نماز ضروری ہے، مثلاً فلاں دن کی فلاں نماز مطلقاً ظہر وغیرہ یا مطلقاً نماز قضا نیت میں ہونا کافی نہیں۔ (20)

مسئلہ ۹۴: اگر اس کے ذمہ ایک ہی نماز قضا ہو، تو دن معین کرنے کی حاجت نہیں، مثلاً میرے ذمہ جو فلاں نماز ہے، کافی ہے۔ (21)

مسئلہ ۹۵: اگر کسی کے ذمہ بہت سی نمازیں ہیں اور دن تاریخ بھی یاد نہ ہو، تو اس کے لیے آسان طریقہ نیت کا یہ

---

(15) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۲۳۔

(16) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۲۳

(17) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۲۳۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص۶۶

(18) غنیۃ المتملي، الشرط السادس النیۃ، ص۲۵۳

(19) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۲۰

(20) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۱۹

(21) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۱۹

ہے کہ سب میں پہلی یا سب میں پچھلی فلاں نماز جو میرے ذمہ ہے۔(22)

مسئلہ ۹۶: کسی کے ذمہ اتوار کی نماز تھی، مگر اس کو گمان ہوا کہ ہفتہ کی ہے اور اس کی نیت سے نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ اتوار کی تھی، ادا نہ ہوئی۔(23)

مسئلہ ۹۷: قضا یا ادا کی نیت کی کچھ حاجت نہیں، اگر قضا بہ نیت ادا پڑھی یا ادا بہ نیت قضا، تو نماز ہوگئی، یعنی مثلاً وقت ظہر باقی ہے اور اس نے گمان کیا کہ جاتا رہا اور اس دن کی نماز ظہر بہ نیت قضا پڑھی یا وقت جاتا رہا اور اس نے گمان کیا کہ باقی ہے اور بہ نیت ادا پڑھی ہوگئی اور اگر یوں نہ کیا، بلکہ وقت باقی ہے اور اس نے ظہر کی قضا پڑھی، مگر اس دن کے ظہر کی نیت نہ کی تو نہ ہوئی، یوہیں اس کے ذمہ کسی دن کی نماز ظہر تھی اور بہ نیت ادا پڑھی نہ ہوئی۔(24)

مسئلہ ۹۸: مقتدی کو اقتدا کی نیت بھی ضروری ہے اور امام کو نیت اِمامت مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لیے ضروری نہیں، یہاں تک کہ اگر امام نے یہ قصد کرلیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس نے اس کی اقتدا کی نماز ہوگئی، مگر امام نے اِمامت کی نیت نہ کی تو ثواب جماعت نہ پائے گا اور ثواب جماعت حاصل ہونے کے لیے مقتدی کی شرکت سے پیشتر نیت کرلینا ضروری نہیں، بلکہ وقت شرکت بھی نیت کرسکتا ہے۔(25)

مسئلہ ۹۹: ایک صورت میں امام کو نیت اِمامت بالاتفاق ضروری ہے کہ مقتدی عورت ہو اور وہ کسی مرد کے محاذی کھڑی ہوجائے اور وہ نماز، نمازِ جنازہ نہ ہو تو اس صورت میں اگر امام نے اِمامت زناں (عورتوں کی امامت) کی نیت نہ کی، تو اس عورت کی نماز نہ ہوئی۔(26) اور امام کی یہ نیت شروع نماز کے وقت درکار ہے، بعد کو اگر نیت کر بھی لے، صحت اقتدائے زن کے لیے کافی نہیں۔(27)

مسئلہ ۱۰۰: جنازہ میں تو مطلقاً خواہ مرد کے محاذی ہو یا نہ ہو، اِمامت زناں کی نیت بالاجماع ضروری نہیں اور اصح یہ ہے کہ جمعہ و عیدین میں بھی حاجت نہیں، باقی نمازوں میں اگر محاذی مرد کے نہ ہوئی، تو عورت کی نماز ہوجائے گی،

---

(22) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۱۹

(23) غنیۃ المتملي، الشرط السادس النیۃ، ص ۲۵۴

(24) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب: یصح القضاء بنیۃ الاداء وعکسہ، ج ۲، ص ۱۲۵

(25) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۲۱،

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۶۶

(26) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۲۸

(27) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب: مضی علیہ سنوات... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۹

اگرچہ امام نے اِمامت زناں کی نیت نہ کی ہو۔(28)

مسئلہ ۱۰۱: مقتدی نے اگر صرف نماز امام یا فرض امام کی نیت کی اور اقتدا کا قصد نہ کیا، نماز نہ ہوئی۔(29)

مسئلہ ۱۰۲: مقتدی نے بہ نیت اقتدا یہ نیت کی کہ جو نماز امام کی وہی نماز میری، تو جائز ہے۔(30)

مسئلہ ۱۰۳: مقتدی نے یہ نیت کی کہ وہ نماز شروع کرتا ہوں جو اس امام کی نماز ہے، اگر امام نماز شروع کر چکا ہے، جب تو ظاہر کہ اس نیت سے اقتدا صحیح ہے اور اگر امام نے اب تک نماز شروع نہ کی تو دو صورتیں ہیں، اگر مقتدی کے علم میں ہو کہ امام نے ابھی نماز شروع نہ کی، تو بعد شروع وہی پہلی نیت کافی ہے اور اگر اس کے گمان میں ہے کہ شروع کر لی اور واقع میں شروع نہ کی ہو تو وہ نیت کافی نہیں۔(31)

مسئلہ ۱۰۴: مقتدی نے نیت اقتدا کی، مگر فرضوں میں تعیین فرض نہ کی، تو فرض ادا نہ ہوا۔(32) یعنی جب تک یہ نیت نہ ہو کہ نماز امام میں اس کا مقتدی ہوتا ہوں۔

مسئلہ ۱۰۵: جمعہ میں بہ نیت اقتدا نماز امام کی نیت کی ظہر یا جمعہ کی نیت نہ کی، نماز ہوگئی، خواہ امام نے جمعہ پڑھا ہو یا ظہر اور اگر بہ نیت اقتدا ظہر کی نیت کی اور امام کی نماز جمعہ تھی تو نہ جمعہ ہوا، نہ ظہر۔(33)

مسئلہ ۱۰۶: مقتدی نے امام کو قعدہ میں پایا اور یہ معلوم نہ ہو کہ قعدۂ اُولیٰ ہے یا اخیرہ اور اس نیت سے اقتدا کی کہ اگر یہ قعدۂ اُولیٰ ہے تو میں نے اقتدا کی ورنہ نہیں، تو اگرچہ قعدۂ اُولیٰ ہو اقتدا صحیح نہ ہوئی اور اگر بایں نیت اقتدا کی کہ قعدۂ اُولیٰ ہے، تو میں نے فرض میں اقتدا کی، ورنہ نفل میں تو اس اقتدا سے فرض ادا نہ ہوگا، اگرچہ قعدۂ اُولیٰ ہو۔(34)

مسئلہ ۱۰۷: یوہیں اگر امام کو نماز میں پایا اور یہ نہیں معلوم کہ عشا پڑھتا یا تراویح اور یوں اقتدا کی کہ اگر فرض ہے تو اقتدا کی، تراویح ہے تو نہیں، تو عشا ہو، خواہ تراویح اقتدا صحیح نہ ہوئی۔(35) اس کو یہ چاہیے کہ فرض کی نیت کرے کہ

---

(28) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۲۹

(29) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص۶۶

(30) المرجع السابق، ص۶۷

(31) المرجع السابق، ص۶۶

(32) غنیۃ المتملي، الشرط السادس النیۃ، ص۲۵۱

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص۶۶

(34) المرجع السابق، ص۶۷

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص۶۷

اگر فرض کی جماعت تھی تو فرض، ورنہ نفل ہو جائیں گے۔(36)

مسئلہ ۱۰۸: امام جس وقت جائے اِمامت پر گیا، اس وقت مقتدی نے نیت اقتدا کر لی، اگرچہ بوقت تکبیر نیت حاضر نہ ہو، اقتدا صحیح ہے، بشرطیکہ اس درمیان میں کوئی عمل منافی نماز نہ پایا گیا ہو۔(37)

مسئلہ ۱۰۹: نیت اقتدا میں یہ علم ضرور نہیں کہ امام کون ہے؟ زید ہے یا عمرو اور اگر یہ نیت کی کہ اس امام کے پیچھے اور اس کے علم میں وہ زید ہے، بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے اقتدا صحیح ہے اور اگر اس شخص کی نیت نہ کی، بلکہ یہ کہ زید کی اقتدا کرتا ہوں، بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے، تو صحیح نہیں۔(38)

مسئلہ ۱۱۰: جماعت کثیر ہو تو مقتدی کو چاہیے کہ نیت اقتدا میں امام کی تعیین نہ کرے، یوہیں جنازہ میں یہ نیت نہ کرے کہ فلاں میت کی نماز۔(39)

مسئلہ ۱۱۱: نماز جنازہ کی یہ نیت ہے، نماز اللہ کے لیے اور دُعا اس میت کے لیے۔(40)

مسئلہ ۱۱۲: مقتدی کو شبہہ ہو کہ میت مرد ہے یا عورت، تو یہ کہہ لے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں جس پر امام نماز پڑھتا ہے۔(41)

مسئلہ ۱۱۳: اگر مرد کی نیت کی، بعد کو عورت ہونا معلوم ہوا یا بالعکس، جائز نہ ہوئی، بشرطیکہ جنازہ حاضرہ کی طرف اشارہ نہ ہو، یوہیں اگر زید کی نیت کی بعد کو اس کا عمرو ہونا معلوم ہوا صحیح نہیں اور اگر یوں نیت کی کہ اس جنازہ کی اور اس کے علم میں وہ زید ہے بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے، تو ہو گئی۔(42) یوہیں اگر اس کے علم میں وہ مرد ہے، بعد کو عورت ہونا معلوم ہوا یا بالعکس، تو نماز ہو جائے گی، جب کہ اس میت پر نماز نیت میں ہے۔(43)

مسئلہ ۱۱۴: چند جنازے ایک ساتھ پڑھے، تو ان کی تعداد معلوم ہونا ضروری نہیں اور اگر اس نے تعداد معین کر لی

---

(36) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۵۳

(37) غنیۃ المتملي، الشرط السادس النیۃ، ص ۲۵۲

(38) المرجع السابق، والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۶۷

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۶۷

(40) تنویر الابصار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۲۶

(41) تنویر الابصار والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۲۷

(42) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب: مضی علیہ سنوات... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۷

(43) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب: مضی علیہ سنوات... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۷

اور اس سے زائد تھے، تو کسی جنازے کی نہ ہوئی۔ (44) یعنی جب کہ نیت میں اشارہ نہ ہو، صرف اتنا ہو کہ دس (۱۰) میتوں کی نماز اور وہ تھے گیارہ (۱۱) تو کسی پر نہ ہوئی اور اگر نیت میں اشارہ تھا، مثلاً ان دس (۱۰) میتوں پر نماز اور وہ ہوں بیس (۲۰) تو سب کی ہوگئی، یہ احکام امامِ نمازِ جنازہ کے ہیں اور مقتدی کے بھی، اگر اس نے یہ نیت نہ کی ہو کہ جن پر امام پڑھتا ہے، ان کے جنازہ کی نماز کہ اس صورت میں اگر اس نے ان کو دس (۱۰) سمجھا اور وہ ہیں زیادہ تو اس کی نماز بھی سب پر ہو جائے گی۔ (45)

مسئلہ ۱۱۵: نماز واجب میں واجب کی نیت کرے اور اسے معین بھی کرے، مثلاً نماز عیدالفطر، عیداضحیٰ، نذر، نماز بعد طواف یا نفل، جس کو قصداً فاسد کیا ہو کہ اس کی قضا بھی واجب ہو جاتی ہے، یوہیں سجدۂ تلاوت میں نیت تعیین ضرور ہے، مگر جب کہ نماز میں فوراً کیا جائے اور سجدۂ شکر اگرچہ نفل ہے مگر اس میں بھی نیت تعیین درکار ہے یعنی یہ نیت کہ شکر کا سجدہ کرتا ہوں اور سجدۂ سہو کو درمختار میں لکھا کہ اس میں نیت تعیین ضروری نہیں، مگر نہر الفائق میں ضروری سمجھی اور یہی ظاہر تر ہے۔ (46) (ردالمحتار) اور نذریں متعدد ہوں تو ان میں بھی ہر ایک کی الگ تعیین درکار ہے اور وتر میں فقط وتر کی نیت کافی ہے، اگرچہ اس کے ساتھ نیت وجوب نہ ہو، ہاں نیت واجب اولیٰ ہے، البتہ اگر نیت عدمِ وجوب ہے تو کافی نہیں۔ (47)

مسئلہ ۱۱۶: یہ نیت کہ مونھ میرا قبلہ کی طرف ہے شرط نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ قبلہ سے اعراض کی نیت نہ ہو۔ (48)

مسئلہ ۱۱۷: نماز بہ نیت فرض شروع کی پھر درمیان نماز میں یہ گمان کیا کہ نفل ہے اور بہ نیت نفل نماز پوری کی تو فرض ادا ہوئے اور اگر بہ نیت نفل شروع کی اور درمیان میں فرض کا گمان کیا اور اسی گمان کے ساتھ پوری کی، تو نفل ہوئی۔ (49)

مسئلہ ۱۱۸: ایک نماز شروع کرنے کے بعد دوسری کی نیت کی، تو اگر تکبیر جدید کے ساتھ ہے، تو پہلی جاتی رہی اور

---

(44) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۲۷.

(45) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب: مضی علیہ سنوات وھو یصلي... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۷

(46) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج ۲، ص ۱۱۹

(47) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج ۲، ص ۱۲۰

(48) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب: مضی علیہ سنوات... إلخ، ج ۲، ص ۱۲۹.

(49) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الرابع، ج ۱، ص ٦٦

دوسری شروع ہوگئی، ورنہ وہی پہلی ہے، خواہ دونوں فرض ہوں یا پہلی فرض دوسری نفل یا پہلی نفل دوسری فرض۔(50) یہ اس وقت میں ہے کہ دوبارہ نیت زبان سے نہ کرے، ورنہ پہلی بہرحال جاتی رہی۔(51)

مسئلہ ۱۱۹: ظہر کی ایک رکعت کے بعد پھر بہ نیت اسی ظہر کے تکبیر کہی، تو یہ وہی نماز ہے اور پہلی رکعت بھی شمار ہوگی، لہٰذا اگر قعدۂ اخیرہ کیا، تو ہوگئی ورنہ نہیں، ہاں اگر زبان سے بھی نیت کا لفظ کہا تو پہلی نماز جاتی رہی اور وہ رکعت شمار میں نہیں۔(52)

مسئلہ ۱۲۰: اگر دل میں نماز توڑنے کی نیت کی، مگر زبان سے کچھ نہ کہا، تو وہ بدستور نماز میں ہے۔(53) جب تک کوئی فعل قاطع نماز نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۱: دو نمازوں کی ایک ساتھ نیت کی اس میں چند صورتیں ہیں۔ (۱) ان میں ایک فرض عین ہے، دوسری جنازہ، تو فرض کی نیت ہوئی، (۲) اور دونوں فرض عین ہیں، تو ایک اگر وقتی ہے اور دوسری کا وقت نہیں آیا، تو وقتی ہوئی، (۳) اور ایک وقتی ہے، دوسری قضا اور وقت میں وسعت نہیں جب بھی وقتی ہوئی، (۴) اور وقت میں وسعت ہے تو کوئی نہ ہوئی اور (۵) دونوں قضا ہوں، تو صاحب ترتیب کے لیے پہلی ہوئی اور (۶) صاحب ترتیب نہیں، تو دونوں باطل اور ایک (۷) فرض، دوسری نفل، تو فرض ہوئے، (۸) اور دونوں نفل ہیں تو دونوں ہوئیں، (۹) اور ایک نفل، دوسری نماز جنازہ، تو نفل کی نیت رہی۔(54)

مسئلہ ۱۲۲: نماز خالصاً للہ شروع کی، پھر معاذ اللہ ریا کی آمیزش ہوگئی، تو شروع کا اعتبار کیا جائے گا۔(55)

مسئلہ ۱۲۳: پورا ریا یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے ہے، اس وجہ سے پڑھ لی ورنہ پڑھتا ہی نہیں اور اگر یہ صورت ہے کہ تنہائی میں پڑھتا تو، مگر اچھی نہ پڑھتا اور لوگوں کے سامنے خوبی کے ساتھ پڑھتا ہے، تو اس کو اصل نماز کا ثواب

---

(50) المرجع السابق، وغنية المتملي، الشرط السادس النية، ص ۲۴۹

(51) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص ۶۶

(52) المرجع السابق، وغنية المتملي، الشرط السادس النية، ص ۲۵۰

(53) الدر المختار

(54) غنية المتملي، الشرط السادس النية، ص ۲۵۰، والدر المختار ورد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: فروع في النية، ج۲، ص ۱۵۳.

(55) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص ۱۵۱. والفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص ۶۷

ملے گا اور اس خوبی کا ثواب نہیں۔ (56) اور ریا کا استحقاق عذاب بہر حال ہے۔

(56) عبادات میں ریا کاری

عبادات میں دو طرح سے ریا کاری ہوسکتی ہے:

(i) ادائیگی میں ریا کاری، اور (ii) اوصاف میں ریا کاری

(1) ادائیگی میں ریا کاری:

اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص لوگوں کے سامنے تو عبادت کرے، اگر کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو نہ کرے۔ مثلاً لوگوں کے سامنے ہو تو نماز پڑھے تنہائی میں نہ پڑھے، کوئی دیکھنے والا ہو تو روزہ رکھے ورنہ نہیں۔ نماز جمعہ میں لوگوں کی مذمت کے خوف سے حاضر ہو، لوگوں کے خوف کی وجہ سے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے تو ایسا شخص ریا کار ہے۔

شرعی حکم: ایسے شخص کو عبادت کا ثواب نہیں ملے گا بلکہ یہ سخت گناہ گار اور عذابِ نار کا حقدار ہے، علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ الھادی حدیقہ ندیہ میں نقل کرتے ہیں: اگر کسی شخص نے لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھی تو اس کے لئے کچھ ثواب نہیں اُلٹا اس کو گناہ ملے گا کہ اس نے نیکی نہیں بلکہ گناہ کیا۔ (حدیقہ ندیہ، ج ۱، ص ۴۷۸، ملخصاً)

لیکن اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مُجَدِّدِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے کسی نے دریافت کیا کہ اگر ریا کے لئے نماز روزہ رکھا تو فرض ادا ہو گا یا نہیں؟ ارشاد فرمایا: فقہی نماز روزہ ہو جائے گا کہ مُفْسِد (یعنی نماز یا روزہ توڑنے والا کوئی کام) نہ پایا گیا، ثواب نہ ملے گا، بلکہ عذابِ نار کا مستحق ہوگا۔ روزِ قیامت اُس سے کہا جائے گا: او فاجر! او غادر! او خاسر! او کافر! تیرا عمل حبط (یعنی ضائع) ہوا، اپنا اجر اُس سے مانگ جس کے لئے کرتا تھا۔

(ملتقطاً، شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۶۸۳۱، ج ۵، ص ۳۳۳)

یہی ایک برائی ریا کی مذمت کو کافی ہے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اول ص ۱۷۷ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ حضرتِ علامہ مولینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت حصّہ 16 صفحہ 238 پر فرماتے ہیں: عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے الٰہی کے لیے عمل کرنا ضرور ہے۔ دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بالاجماع حرام ہے۔ صفحہ 239 پر مزید فرماتے ہیں: لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا تو پڑھتا ہی نہیں یہ ریائے کامل ہے کہ ایسی عبادت کا بالکل ثواب نہیں۔

حکیم الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان فرماتے ہیں: ریا والی عبادت گھنے ہوئے تُخم (یعنی وہ بیج جسے گھن (کیڑے) نے کھا کر اندر سے ریزہ ریزہ کر کے بیکار کر دیا ہو) کی طرح ہے جس سے پیداوار نہیں ہوتی۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۴۳)

پیارے بھائیو! اگر کسی کو فرض ادا کرنے میں ریا کی مُداخلَت کا اندیشہ ہو تو اس مداخلت کی وجہ سے فرض نہ چھوڑے بلکہ فرض ادا کرے اور ریا کو دُور اور اخلاص حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

←

مسئلہ ۱۲۴: نماز خلوص کے ساتھ پڑھ رہا تھا، لوگوں کو دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ ریا کی مداخلت ہو جائے گی یا شروع کرنا چاہتا تھا کہ ریا کی مداخلت کا اندیشہ ہوا تو، اس کی وجہ سے ترک نہ کرے، نماز پڑھے اور استغفار کر لے۔(57)

❁❁❁❁❁

(2) اوصاف میں ریا کاری:

اس سے مُراد یہ ہے کہ کوئی شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے بہت خوبی کے ساتھ عبادت کرے۔ مثلاً لوگوں کی موجودگی میں ارکانِ نماز بہت عمدگی اور خشوع وخضوع سے ادا کرے اور جب اکیلا ہو تو جلدی جلدی پڑھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص یہ کام کرے وہ اپنے ربّ عَزَّ وَجَلَّ کی توہین کرتا ہے۔ یعنی اسے اِس بات کی پرواہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے خلوت (یعنی تنہائی) میں بھی دیکھ رہا ہے اور جب کوئی آدمی دیکھ رہا ہو تو وہ اچھی طرح نماز پڑھتا ہے۔ امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ہمیں یہ بات ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھاتے ہیں کہ جو کسی شخص کے سامنے ٹیک لگا کر یا چارزانو بیٹھا ہو، پھر اس شخص کا غلام آجائے تو وہ سیدھا ہو کر اچھی طرح بیٹھ جائے تو یہ شخص اس غلام کو اس کے مالک پر فوقیت دیتا ہے اور یہ یقیناً اس کے مالک کی توہین ہے، ریا کار کی حالت بھی یہی ہے کہ وہ مجلس میں اچھی طرح نماز پڑھتا ہے تنہائی میں نہیں یعنی گویا بندوں کو ان کے مالک عَزَّ وَجَلَّ پر فوقیت دیتا ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، فصل الثانی، ج ۳، ص ۳۷۲)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مجدد دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے کسی نے دریافت کیا کہ اگر کوئی تنہا خشوع کے لیے نماز پڑھے اور عادت ڈالے تاکہ سب کے سامنے بھی خشوع ہو تو یہ ریا ہے یا کیا؟ ارشاد فرمایا: یہ بھی ریا ہے کہ دل میں نیتِ غیرِ خدا ہے۔

(ملفوظات، حصہ دوم، ص ۱۹۶)

شرعی حکم: ریا کاری کی یہ قسم پہلی سے کم درجہ کی ہے، ایسے شخص کو اصل عبادت کا ثواب تو ملے گا مگر عمدہ پڑھنے کا ثواب نہ ملے گا۔ ریا کاری کا وبال بہر حال اس کی گردن پر ہوگا۔ بہارِ شریعت حصہ 16 صفحہ 239 پر ہے: (ریا کاری کی) دوسری صورت یہ ہے کہ اصل عبادت میں ریا نہیں، کوئی ہوتا یا نہ ہوتا بہر حال نماز پڑھتا مگر وصف میں ریا ہے کہ کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا جب بھی پڑھتا مگر اس خوبی کے ساتھ نہ پڑھتا۔ یہ دوسری قسم پہلی سے کم درجہ کی ہے اس میں اصل نماز کا ثواب ہے اور خوبی کے ساتھ ادا کرنے کا جو ثواب ہے وہ یہاں نہیں کہ یہ ریا سے ہے اخلاص سے نہیں۔

(57) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب: فروع في النیۃ، ج ۲، ص ۱۵۱

چھٹی شرط تکبیر تحریمہ ہے

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝)(1)

اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

اور احادیث اس بارے میں بہت ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَللّٰہُ اَکْبَرُ سے نماز شروع فرماتے۔

مسئلہ ۱۲۵: نماز جنازہ میں تکبیر تحریمہ رکن ہے۔ باقی نمازوں میں شرط۔(2)

مسئلہ ۱۲۶: غیر نماز جنازہ میں اگر کوئی نجاست لیے ہوئے تحریمہ باندھے اور اللہ اکبر ختم کرنے سے پیشتر (پہلے) پھینک دے، نماز منعقد ہو جائے گی۔ یوہیں بروقت ابتدائے تحریمہ ستر کھلا ہوا تھا یا قبلہ سے منحرف (پھرا ہوا) تھا، یا آفتاب خط نصف النہار پر تھا اور تکبیر سے فارغ ہونے سے پہلے عمل قلیل کے ساتھ ستر چھپالیا، یا قبلہ کو مونھ کرلیا یا نصف النہار سے آفتاب ڈھل گیا، نماز منعقد ہو جائے گی۔ یوہیں معاذ اللہ بے وضو شخص دریا میں گر پڑا اور اعضائے وضو پر پانی بہنے سے پیشتر تکبیر تحریمہ شروع کی، مگر ختم سے پہلے اعضا دھل گئے، نماز منعقد ہوگئی۔(3)

مسئلہ ۱۲۷: فرض کی تحریمہ پر نفل نماز کی بنا کرسکتا ہے، مثلاً عشا کی چاروں رکعتیں پوری کر کے بے سلام پھیرے سنتوں کے لیے کھڑا ہوگیا، لیکن قصداً ایسا کرنا مکروہ و منع ہے اور قصداً نہ ہو تو حرج نہیں، مثلاً ظہر کی چار رکعت پڑھ کر قعدۂ اخیرہ کر چکا تھا، اب خیال ہوا کہ دو ہی پڑھیں اٹھ کھڑا ہوا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کرلیا، اب معلوم ہوا کہ چار ہو چکی تھیں، تو یہ رکعت نفل ہوئی، اب ایک اور پڑھ لے کہ دو رکعتیں ہو جائیں، تو یہ بنا بقصد نہ ہوئی، لہٰذا اس میں کوئی کراہت نہیں۔(4)

مسئلہ ۱۲۸: ایک نفل پر دوسری نفل کی بنا کرسکتا ہے اور ایک فرض کی دوسرے فرض یا نفل پر بنا نہیں ہوسکتی۔(5)

---

(1) پ ۳۰، الاعلیٰ: ۱۵

(2) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۵۸

(3) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، بحث القیام، ج ۲، ص ۱۶۲

(4) الدر المختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب: قد یطلق الفرض... إلخ، ج ۲، ص ۱۵۹

(5) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۵۹

نماز پڑھنے کا طریقہ

حدیث ا: بخاری و مسلم، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ ایک شخص مسجد میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مسجد کی ایک جانب میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے نماز پڑھی، پھر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، فرمایا: وعلیک السلام، جاؤ نماز پڑھو کہ تمہاری نماز نہ ہوئی، وہ گئے اور نماز پڑھی پھر حاضر ہو کر سلام عرض کیا، فرمایا: وعلیک السلام، جاؤ نماز پڑھو کہ تمہاری نماز نہ ہوئی، تیسری بار یا اس کے بعد عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) مجھے تعلیم فرمایئے، ارشاد فرمایا: جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو، تو کامل وضو کرو، پھر قبلہ کی طرف مونھ کر کے اللہ اکبر کہو پھر قرآن پڑھو جتنا میسر آئے پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں تمھیں اطمینان ہو، پھر اٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان ہو جائے، پھر اٹھو یہاں تک کہ بیٹھنے میں اطمینان ہو پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان ہو جائے پھر اٹھو اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر اسی طرح پوری نماز میں کرو۔ (1)

(1) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ... إلخ، الحدیث: ۴۵۔(۳۹۷)، ۴۶۔(۳۹۸)، ص ۲۱۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ آنے والے حضرت خلاد ابن رافع انصاری ہیں جو جنگ بدر میں شہید ہوئے، یہ واقعہ سیدنا ابو ہریرہ نے اپنی نگاہ سے نہیں دیکھا بلکہ کسی صحابی سے سن کر بیان فرما رہے ہیں کیونکہ حضرت خلاد بدر، ۲ھ میں شہید ہوگئے۔ اور حضرت ابو ہریرہ ۷ھ میں اسلام لائے مگر چونکہ تمام صحابہ عادل ہیں اس لیے دیکھنے والے کا نام مذکور نہ ہونا مضر نہیں۔

۲۔ غالبًا یہ نماز نفل تحیۃ المسجد تھے جو جلدی جلدی تعدیل ارکان کے بغیر ادا کرلیے گئے تھے یا اس میں کوئی اور نقصان رہ گیا تھا۔

۳۔ اس مضمون سے چند مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ مسجد نبوی میں آنے والا نمازیوں کو عمومی سلام الگ کرے اور حضور انور کو علیحدہ۔ اب بھی زائرین حاضری شریف کے وقت دو رکعتیں پڑھ کر مواجہ اقدس میں حاضری دے کر سلام عرض کرتے ہیں، اللہ ہم سب کو نصیب کرے۔ دوسرے یہ کہ سلام میں علیکم بھی کہہ سکتے ہیں علیک بھی۔ تیسرے یہ کہ واجب رہ جانے سے نماز لوٹا لینی واجب ہے۔ خیال رہے کہ بھول کر واجب چھوٹ جانے پر سجدہ سہو واجب ہے اور عمدًا چھوڑنے سے نماز لوٹانا واجب۔ چوتھے یہ کہ نماز میں تعدیل ارکان، یعنی اطمینان سے ادا کرنا واجب ہے کیونکہ یہ بزرگ جلدی سے ادا کر کے آگئے تھے اسلیئے نماز دوبارہ پڑھوائی گئی۔

۴۔ یعنی ہر دفعہ یہ نماز پڑھ کر آتے سلام عرض کرتے اور لوٹا دیئے جاتے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی ہی دفعہ انہیں نماز کا طریقہ نہ سکھایا بلکہ کئی بار پڑھوا کر پھر بتایا تاکہ یہ واقعہ انہیں یاد رہے اور مسئلہ خوب حفظ ہو جائے کہ جو چیز مشقت و انتظار سے ملتی ہے ←

حدیث ۲: صحیح مُسلم شریف میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ اکبر سے نماز شروع کرتے اور (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ) سے قراءت اور جب رکوع کرتے سر کو نہ اٹھائے ہوتے نہ جھکائے بلکہ متوسط حالت میں رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، تو سجدہ کو نہ جاتے تاوقتیکہ سیدھے کھڑے نہ ہولیں اور سجدہ سے اٹھ کر سجدہ نہ کرتے تاوقتیکہ سیدھے نہ بیٹھ لیں اور ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے اور بایاں پاؤں بچھاتے اور دہنا کھڑا رکھتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے اور درندوں کی طرح کلائیاں بچھانے سے منع فرماتے (یعنی سجدے میں مردوں کو) اور سلام کے ساتھ نماز ختم کرتے۔(2)

وہ دل میں بیٹھ جاتی ہے، جیسے ایک صحابی بغیر سلام کیے حاضر ہوگئے تو فرمایا پھر لوٹ کر جاؤ اور سلام کر کے آؤ، لہٰذا اس میں علماء کو طریقہ تبلیغ کی تعلیم بھی ہے۔

۵ـ یعنی جو سورت یا آیت تمہیں یاد ہو وہ پڑھو اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے: "فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ"۔ اس آیت اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں بلکہ مطلقًا تلاوت فرض ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء قبلہ کو منہ اور تکبیر وغیرہ فرائض کے سلسلے میں مطلق قرأت کا ذکر کیا نہ کہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کا۔ جن احادیث میں آتا ہے کہ بغیر سورۂ فاتحہ نماز نہیں ہوتی وہاں مراد ہے کہ نماز کامل نہیں ہوتی لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں، یہ حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بہت قوی دلیل ہے۔ خیال رہے کہ بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتوں سے کم پڑھنے کو قرأت قرآن یا تلاوت قرآن نہیں کہا جاتا۔ لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ قرآن کا ایک لفظ بھی پڑھنا نماز کے لیئے کافی ہونا چاہیے حالانکہ تم اس کے قائل نہیں۔

۶ـ اس کا نام ہے تعدیل ارکان، یعنی نماز کے ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا کہ ہر رکن میں تین تسبیح کی بقدر ٹھہرنا۔ یہ تعدیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں فرض ہے، ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعدیل نہ ہونے پر فرمایا لَمْ تُصَلِّ تم نے نماز پڑھی ہی نہیں جس کے بغیر نماز بالکل نہ ہو وہ فرض ہوتا ہے۔ امام اعظم کے نزدیک تعدیل فرض نہیں بلکہ واجب ہے کہ جس کے رہ جانے سے نماز ناقص واجب اعادہ ہوتی ہے لیکن فرض ادا ہوجاتا ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ لَمْ تُصَلِّ میں کمال نماز کی نفی آتی ہے یعنی تم نے کامل نماز نہیں پڑھی کیونکہ ابوداود، ترمذی، نسائی میں اسی حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ان کاموں کو پورا کرو گے تو تمہاری نماز پوری ہوگی اور اگر ان میں سے کچھ کم کرو گے تو تمہاری نماز ناقص ہوگی۔ معلوم ہوا کہ تعدیل کے بغیر نماز ناقص ہوگی باطل نہیں لہٰذا یہ واجب ہے فرض نہیں، نیز تعدیل فرض ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اول ہی سے بتادیتے انہیں بغیر فرض ادا کیئے نماز بار بار پڑھنے کی اجازت نہ دیتے کیونکہ اس کے بغیر وہ نمازیں بالکل بے کار تھیں اور فعل عبث تھا اور واجب کے بغیر ان نمازوں میں کچھ ثواب مل گیا۔

۷ـ اس سے معلوم ہوا کہ ہر رکعت میں تلاوت قرآن فرض ہے مگر یہ حکم فرض نماز کے علاوہ میں ہے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں تلاوت فرض باقی میں نفل، چونکہ ان بزرگ نے تحیۃ المسجد نفل ادا کیئے تھے لہٰذا انہیں یہ حکم دیا گیا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۱۹)

(2) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یجمع صفۃ الصلاۃ... إلخ، الحدیث: ۴۹۸، ص ۲۵۵

←

حدیث ۳: صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ لوگوں کو حکم کیا جاتا کہ نماز میں مرد داہنا ہاتھ بائیں کلائی پر رکھے۔(3)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی بحالتِ امامت تلاوت قرآن بلند آواز سے اَلْحَمْدُ سے شروع کرتے تھے یعنی بِسْمِ اللهِ آواز سے نہ پڑھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بِسْمِ اللهِ ہر سورت کا جز نہیں، نہ اسے امام آواز سے پڑھے۔ اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جو مسلم، بخاری وغیرہ تمام کتب احادیث میں موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی یہ آئی "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ" اس کے اول بِسْمِ اللهِ نہیں آئی۔ لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے، نیز اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ بِسْمِ اللهِ پڑھتے ہی نہ تھے مگر آہستہ، یہاں بلند آواز سے پڑھنے کی نفی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں بِسْمِ اللهِ پڑھنے کا ذکر ہے کیونکہ وہ آہستہ پڑھنا مراد ہے۔ خیال رہے کہ اصطلاح شریعت میں بحث نماز میں جہاں کہیں قرأت بولی جائے گی وہاں تلاوت قرآن مراد ہوتی ہے نہ کہ مطلقاً پڑھنا اسی لیے کہا جاتا ہے کہ نماز میں قیام، قرأت، رکوع، سجدہ فرض ہیں، لہٰذا اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" نہیں پڑھتے تھے لہٰذا یہ حدیث "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پڑھنے کی احادیث کے خلاف نہیں۔

۲۔ یعنی پیٹھ شریف کے برابر یہی سنت ہے اس کے خلاف سنت کے خلاف ہے۔

۳۔ سوا مغرب کے فرض اور وتروں کے کہ ان میں پہلی التحیات دو رکعتوں کے بعد ہوتی ہے اور دوسری ایک رکعت کے بعد۔ خیال رہے کہ یہ دونوں التحیات واجب ہیں لیکن پہلی میں بیٹھنا واجب اور دوسری میں فرض ہے۔

۴۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں قعدوں میں اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے تھے اور داہنا پاؤں کھڑا کرتے تھے، یہ حدیث حنفیوں کی قوی دلیل ہے کہ ہر التحیات میں یونہی بیٹھے۔ جن احادیث میں آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری التحیات میں بایاں پاؤں شریف داہنی جانب نکال دیتے اور زمین پر بیٹھتے وہ بڑھاپے یا بیماری کا حال ہے جب زیادہ دیر تک بائیں پاؤں پر نہ بیٹھ سکتے تھے لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں، حنفی لوگ ان دونوں حدیثوں پر عامل ہیں مگر ان کے مخالف اس حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔

۵۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دونوں سیرین زمین پر رکھے اور پنڈلیاں کھڑی کرے دونوں ہاتھ زمین پر بچھا دے، کتے کی سی بیٹھک یہ ممنوع ہے، چونکہ کتا گندا ہے اس لیے اس کی بیٹھک کو شیطانی بیٹھ فرمایا۔

۶۔ اس طرح کہ ایک جانب دونوں پاؤں بچھا دے سامنے کہنیاں کہ یہ بیٹھک بھی منع ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۲۰)

(3) صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب وضع الیمنی علی الیسریٰ في الصلاۃ، الحدیث: ۷۴۰، ج ۱، ص ۲۶۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ انصاری ہیں، خزرجی ہیں، قبیلہ بنی ساعدہ سے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت پندرہ برس کے تھے، مدینہ میں آخری صحابی آپ ہی ہیں، یعنی سب سے آخر میں آپ ہی کا انتقال ہوا۔

حدیث ۴: امام احمد، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہم کو نماز پڑھائی اور پچھلی صف میں ایک شخص تھا، جس نے نماز میں کچھ کمی کی، جب سلام پھیرا تو اسے پکارا، اے فلاں! تو اللہ سے نہیں ڈرتا، کیا تو نہیں دیکھتا کہ کیسے نماز پڑھتا ہے؟ تم یہ گمان کرتے ہو گے کہ جو تم کرتے ہو، اس میں سے کچھ مجھ پر پوشیدہ رہ جاتا ہوگا۔ خدا کی قسم! میں پیچھے سے ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسا سامنے سے۔(4)

حدیث ۵ و۶: ابوداود نے روایت کی کہ اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا گیا کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مقام پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سکتہ فرمانا یاد کیا، ایک اس وقت جب تکبیر تحریمہ کہتے۔ دوسرا جب (غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۝) پڑھ کر فارغ ہوتے، اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تصدیق کی۔(5) ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے بھی اس کے مثل روایت کی۔ اس حدیث سے آمین کا آہستہ کہنا

۲۔ ذراع کلائی سے لے کر کہنی تک کو کہتے ہیں، یہاں ناف کے نیچے کلائی پر ہاتھ رکھنا مراد ہے اگر سینہ پر ہاتھ رکھنا مراد ہوتا تو مرد کی قید نہ ہوتی کیونکہ عورتیں سینہ پر ہاتھ رکھتی ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۲۷)

(4) المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۹۸۰۳، ج۳، ص۴۶۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس حدیث سے چند مسئلے ثابت ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ شریف آگے پیچھے، داہنے بائیں، اندھیرے اجالے میں ہر چیز دیکھ لیتی ہے جیسے ہمارے کان ہر طرف کی آواز بہر حال سن لیتے ہیں ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک۔ دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ پاک کے لیے کوئی چیز آڑ یا حجاب نہیں۔ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم امامت کے مصلے پر ہیں اور وہ شخص آخری صف میں درمیان میں بہت سی صفیں ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پاک اس کی ہر حرکت کو ملاحظہ کر رہی ہے کیوں نہ ہو۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام تین میل کے فاصلے سے چیونٹی کو دیکھ لیں اور اس کی آواز سن لیں، آصف برخیہ شام میں بیٹھے بلقیس کے یمنی تخت کو دیکھ لیں، عیسیٰ علیہ السلام گھروں کے اندر کھائے ہوئے کھانے اور جمع کیے ہوئے غلے کو ملاحظہ فرمالیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سید الانبیاء ہیں۔ تیسرے یہ کہ جو حدیث میں گزرا کہ سرکار نے بحالت نماز جوتے شریف اتارے اور فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا ان میں قذر ہے وہاں سے مراد پلیدی نہیں اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نعلین سے بے خبر تھے جس کی تحقیق پہلے کی جا چکی۔ کیسے ہوسکتا ہے کہ سرکار کو پچھلی صف کے نمازی کی حالت کی تو خبر ہو اور اپنے نعلین شریف کی خبر نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت رب کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں اور عالم کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں، ادھر کی توجہ ادھر سے بے خبر نہیں کرتی۔ یہ دیکھو بحالت نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خشوع خضوع رب کی طرف توجہ بدرجہ کمال حاصل ہے مگر اسی وقت اپنے ہر امتی پر نگاہ بھی ہے۔ پانچویں یہ کہ ہر امتی کو چاہیے کہ نماز میں خیال رکھے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں۔ دیکھو سرکار نے فرمایا کہ میں تم کو پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں تا قیامت سرکار اپنے ہر امتی کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۴۰)

(5) سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب السکتۃ عند الافتتاح، الحدیث: ۷۷۹، ج۱، ص۳۰۱

ثابت ہوتا ہے۔

حدیث ۷: امام بخاری ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: جب امام (غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ) کہے، تو آمین کہو کہ جس کا قول ملائکہ کے قول کے موافق ہو، اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔(6)

حدیث ۸: صحیح مُسلم میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب تم نماز پڑھو تو صفیں سیدھی کرلو، پھر تم میں سے جو کوئی اِمامت کرے، وہ جب تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب (غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ) کہے، تو تم آمین کہو، اللہ تمہاری دُعا قبول فرمائے گا اور جب وہ اللہ اکبر کہے اور رکوع میں آجائے، تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو کہ امام تم سے پہلے رکوع کریگا اور تم سے پہلے اٹھے گا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تو یہ اس کا بدلہ ہوگیا اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنۡ حَمِدَهٗ کہے تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الۡحَمۡدُ کہو، اللہ تمہاری سُنے گا۔(7)

حدیث ۹ و ۱۰: ابوہریرہ وقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی صحیح مُسلم میں ہے، جب امام قراءت کرے تو تم چُپ

(6) صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب جهر الماٴموم بالتاٴمین، الحدیث: ۷۸۲، ج۱، ص۲۷۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نماز میں الحمد کے ختم پر امام بھی آمین کہے گا۔ دوسرے یہ کہ ہماری حفاظت کرنے والے اور ہمارے اعمال لکھنے والے فرشتے نمازوں میں ہمارے ساتھ شریک ہوتے ہیں ولا الضالین پر آمین کہتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ آمین بالکل آہستہ کہنی چاہیے کیونکہ فرشتے آہستہ ہی آمین کہتے ہیں جو ہم نہیں سنتے اگر ہم آمین چیخ کر کہیں تو ہماری آمین فرشتوں کی آمین کے خلاف ہوگی پھر ہماری بخشش کیسے ہو۔ چوتھے یہ کہ رب کی بارگاہ میں وہی نیکی قبول ہوتی ہے جو نیک بندوں کی طرح ہو ان کی نقل پیاری ہے۔ دیکھو فرمایا گیا کہ جس کی آمین فرشتوں کی سی ہوگی اس کی مغفرت ہوگی۔

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی الحمد نہ پڑھے کیونکہ فرمایا گیا کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو یہ نہ فرمایا کہ جب تم ولا الضالین کہو تو آمین کہو۔ لہذا یہ حدیث احناف کی دلیل ہے۔

۳۔ فقیر کو آہستہ آہستہ آمین کی چھبیس ۲۶ حدیثیں اور دو آیتیں ملیں مگر نماز میں بالجہر آمین کی کوئی صریح حدیث نہ ملی جس میں نماز کا ذکر ہوا اور لفظ جہر ہو۔ اس کی پوری بحث فقیر کی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ آمین دعا ہے (قرآن کریم) اور دعا آہستہ مانگنی چاہیے (قرآن کریم) احادیث میں جہاں آمین سے مسجد گونجنے کا ذکر ہے وہاں نماز کا ذکر نہیں اور جہاں نماز کا ذکر ہے وہاں جہر نہیں بلکہ "مدبها صوته" ہے یا "رفع بها صوته" جس کے معنی ہیں آمین آواز کھینچ کر کہی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۵۳)

(7) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب التشهد في الصلاۃ، الحدیث: ۴۰۴، ص۲۱۴

رہو۔ (8) اس حدیث اور اس کے پہلے جو حدیث ہے دونوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے کہ اگر زور

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ ان اصحاب سے خطاب ہے جو سب عالم و فقیہ تھے، یعنی جب تم ایسی جگہ ہو جہاں کوئی امام مقرر نہ ہو تو چونکہ تم سب علماء فقہاء ہو لہذا تم میں سے کوئی بھی امام بن جائے، لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جہاں فرمایا گیا کہ امام وہ بنے جو سب سے زیادہ عالم یا قاری ہو۔

۲۔ یعنی اس آمین کی برکت سے تمہاری الحمد والی تمام دعائیں قبول ہوں گی یا جب تم سب مل کر آمین کہو گے تو قبول ہوگی کیونکہ جماعت کی نماز و دعائیں اگر ایک کی قبول ہو جائیں تو سب کی قبول ہوتی ہے اسی لیے دعا اور عبادات کے لیے جماعات تلاش کرتے رہو۔

۳۔ یعنی تمام حرکات و سکنات میں تم امام کے پیچھے رہو کہ امام جب رکوع میں پہنچ جائے تو تم رکوع میں جھکو اور جب رکوع سے سیدھا کھڑا ہو جائے تو تم اٹھو، امام رکوع میں تم سے پہلے پہنچے گا اور تم سے پہلے اٹھے گا تو ایک لحظہ رکوع میں تم پیچھے پہنچو گے اور ایک لحظہ بعد میں اٹھو گے وہ کمی اس زیادتی سے پوری ہو کر تمہارا اور امام کا رکوع برابر ہو جائے گا، سارے ارکان کا یہی حال ہے۔

۴۔ یعنی جماعت میں امام صرف "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" کہے اور مقتدی صرف "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کہے لہذا یہ حدیث احناف کی قوی دلیل ہے، بعض روایات میں صرف "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" ہے، بعض میں اَللّٰھُمَّ بھی ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مقتدی دونوں کلمے کہے یہ حدیث انکے خلاف ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۴)

(8) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب التشہد فی الصلاۃ، الحدیث: ۶۳۔ (۴۰۴)، ص ۲۱۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قوی دلیل ہے کہ مقتدی الحمد نہ کہے کیونکہ امام کی قراءت کے وقت اسے خاموشی ضروری ہے۔ یہ حدیث چند وجہ سے نہایت قوی اور قابل عمل ہے: ایک یہ کہ اس کی تائید قرآن کریم سے ہو رہی ہے، رب فرماتا ہے: "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" الخ. دوسرے یہ کہ اس حدیث کی تائید بہت احادیث سے ہو رہی ہے۔ فقیر نے اس کے متعلق چوبیس احادیث جمع کیں، دیکھو "جاء الحق" حصہ دوم۔ تیسرے یہ کہ عام صحابہ کرام کا یہی عمل تھا کہ وہ امام کے پیچھے قراءت سے منع کرتے تھے۔ چنانچہ اسی ۸۰ صحابہ سے یہ ممانعت ثابت ہے۔ چوتھے یہ کہ یہ حدیث عقل کے بھی مطابق ہے کیونکہ جب مقتدی سورت نہیں پڑھتا کہ امام کی قراءت مقتدی کے لیے کافی ہے تو چاہیے کہ فاتحہ بھی نہ پڑھے کہ اس میں بھی امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے۔ پانچویں یہ کہ رکوع میں شریک ہونے والے کو رکعت مل جاتی ہے اگر امام کی قراءت اس کے لیے کافی نہ ہوتی بلکہ مقتدی کو بھی فاتحہ پڑھنی فرض ہوتی تو اسے رکعت نہ ملتی۔ چھٹے یہ کہ جلیل القدر صحابہ نے امام کے پیچھے تلاوت کرنے والوں کو بددعائیں دیں۔ چنانچہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے پڑھے اس کے منہ میں خاک، حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے منہ میں پتھر، حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے منہ میں انگارے وغیرہ۔ ساتویں یہ کہ عام مسلمین کا اس پر عمل ہے۔ نوے فیصد مسلمان حنفی ہیں جو امام کے پیچھے تلاوت نہیں کرتے۔ غرضکہ یہ حدیث بہت قوی ہے۔ دیکھو ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۵)

سے کہنا ہوتا تو امام کے آمین کہنے کا پتہ اور موقع بتانے کی کیا حاجت ہوتی کہ جب وہ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے، تو آمین کہو اور اس سے بہت صریح ترمذی کی روایت شعبہ سے ہے، وہ علقمہ سے وہ ابی وائل سے روایت کرتے ہیں، فَقَالَ اٰمِیْن وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ آمین کہی اور اس میں آواز پست کی، (9) نیز ابوہریرہ وقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی قراءت نہ کریں، بلکہ چُپ رہیں اور یہی قرآن عظیم کا بھی ارشاد ہے کہ

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (10)

جب قرآن پڑھا جائے تو سُنو اور چُپ رہو، اس امید پر کہ رحم کیے جاؤ۔

حدیث ۱۱: ابوداود ونسائی وابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: امام تو اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، جب تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تم چُپ رہو۔ (11)

حدیث ۱۲: ابوداود وترمذی علقمہ سے راوی، کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کیا تمھیں وہ نماز

---

(9) جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ماجاء في التأمين، الحديث: ۲۴۸، ج۱، ص۲۸۵.

(10) پ۹، الاعراف: ۲۰۴

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآنِ کریم پڑھا جائے خواہ نماز میں یا خارجِ نماز، اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اس طرف ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے باب میں ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں خطبہ سننے کے لئے گوش برآواز ہونے اور خاموش رہنے کا حکم ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے نماز وخطبہ دونوں میں بغور سُننا اور خاموش رہنا واجب ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ نماز میں امام کے ساتھ قرأت کرتے ہیں تو نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کے معنی سمجھو۔ غرض اس آیت سے قرأت خَلْفَ الْاِمام کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس کو اس کے مقابل حُجت قرار دیا جاسکے۔ قرأت خَلْفَ الْاِمام کی تائید میں سب سے زیادہ اعتماد جس حدیث پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔ لَاصَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ مگر اس حدیث سے قرأت خَلْفَ الْاِمَامِ کا وجوب تو ثابت نہیں ہوتا صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز کامل نہیں ہوتی تو جب کہ حدیث قِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ سے ثابت ہے کہ امام کا قرأت کرنا ہی مقتدی کا قرأت کرنا ہے تو جب امام نے قرأت کی اور مقتدی ساکت رہا تو اس کی قرأت حُکمیہ ہوئی اس کی نماز بے قرأت کہاں رہی، یہ قرأت حُکمیہ ہے تو امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے سے قرآن وحدیث دونوں پر عمل ہوجاتا ہے اور قرأت کرنے سے آیت کا اِتباع ترک ہوتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ کچھ نہ پڑھے۔

(11) سنن ابن ماجہ، أبواب اقامة الصلوات... الخ، باب إذا قرء الامام فانصتوا، الحديث: ۸۴۶، ج۱، ص۴۶۱

←

نہ پڑھاؤں، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز تھی؟ پھر نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے، مگر پہلی بار (12) یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھاتے پھر نہیں۔ (13) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی مقتدی پر اعمال نماز میں امام کی پیروی واجب ہے نہ کہ اقوال میں لہٰذا جو کام کررہا ہو مقتدی پر بھی کرنا واجب ہیں حتی کہ حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے نماز فجر پڑھے، امام بعد رکوع قنوت نازلہ پڑھے تو حنفی مقتدی پر اس وقت کھڑا رہنا واجب ہے اگرچہ قنوت نہ پڑھے، اس کا ماخذ یہی حدیث ہے۔ یہاں اقوال کی پیروی کسی کے نزدیک مراد نہیں۔

۲۔ یعنی امام کے پیچھے قرآن بالکل نہ پڑھو نہ فاتحہ نہ دوسری سورت، خواہ امام آہستہ تلاوت کررہا ہو یا زور سے، خواہ تم تک اس کی آواز پہنچ رہی ہو یا نہ۔ یہ حدیث ابو ہریرہ مسلم میں بھی ہے جیسا کہ پہلی فصل میں گزر چکا۔ اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" اسی پر جمہور صحابہ کا عمل ہے کہ وہ امام کے پیچھے قرآن بالکل نہ پڑھتے تھے۔ یہ حدیث امام اعظم ابو حنیفہ کی قوی دلیل ہے، اسی حدیث کی بنا پر امام مالک و احمد جہری نمازوں میں مقتدی کو خاموشی کا حکم دیتے۔ بعض حنبلی لوگ فرماتے ہیں کہ مقتدی امام کے سکتوں میں الحمد کی آیتیں پڑھے، بعض کے نزدیک امام الحمد پڑھ کر خاموش رہے، پھر مقتدی پڑھے۔ حتی کہ امام شافعی کا ایک قول ہے کہ جہری نماز میں مقتدی خاموش رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث کتنی اہم ہے اور امام اعظم کا مذہب کتنا قوی ہے۔ اس کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۸۳)

(12) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، الحدیث: ۷۴۸، ج ۱، ص ۲۹۲۔

جامع الترمذي، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء ان النبي صلّی اللہ علیہ وسلم لم یرفع الا في أوّل مرۃ، الحدیث: ۲۵۷، ج ۱، ص ۲۹۲

(13) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، الحدیث: ۷۵۲، ج ۱، ص ۲۹۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ علقمہ چند ہیں۔ یہاں علقمہ ابن قیس ابن مالک مراد ہیں جو مشہور تابعی ہیں اور حضرت ابن مسعود کے ساتھیوں میں سے آپ کی ملاقات خلفاء راشدین سے بھی ہے۔

۲۔ یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ رکوع میں جاتے آتے رفع یدین نہیں۔ حضرت ابن مسعود بڑے فقیہ صحابی اور آخر دم تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر اور حضر کے ساتھی ہیں، حضور کی نماز پر جیسے آپ مطلع ہوسکتے ہیں ایسے دوسرے وہ صحابہ جو کبھی کبھی حاضر بارگاہ ہوتے تھے مطلع نہیں ہوسکتے تھے، دارقطنی اور ابن عدی نے انہی حضرت ابن مسعود سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بھی نمازیں پڑھی ہیں اور حضرت صدیق اکبر و فاروق کی اقتداء میں بھی جن میں سے کوئی بزرگ سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کسی وقت نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، نیز بہت صحابہ کرام سے اسی طرح روایتیں ہیں۔ ہم نے رفع یدین نہ کرنے کی پچیس حدیثیں اپنی کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں جمع کی ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت ابن مسعود صحابہ اور تابعین کے مجمع میں یہ نماز پڑھ کر دکھاتے اور کوئی آپ پر اعتراض نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ وہ تمام حضرات رفع یدین نہ کرنے پر متفق تھے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۸)

حدیث ۱۳: دارقطنی و ابن عدی کی روایت انھیں سے ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے ساتھ نماز پڑھی، تو ان حضرات نے ہاتھ نہ اٹھائے، مگر نماز شروع کرتے وقت۔ (14)

حدیث ۱۴: مسلم و احمد، جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: یہ کیا بات ہے؟ کہ تمھیں ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں، جیسے چنچل گھوڑے کی دُمیں، نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔ (15)

حدیث ۱۵: ابوداود و امام احمد نے علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ سنت سے ہے کہ نماز میں ہاتھ پر ہاتھ ناف کے نیچے رکھے جائیں۔ (16)

---

(14) سنن الدارقطني، كتاب الصلاة، باب ذكر التكبير ورفع اليدين، الحديث: ۱۱۲۰، ج۱، ص۳۹۹

(15) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الامر بالسکون في الصلاة... إلخ، الحديث: ۴۳۰، ص۲۲۹.

(16) سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة، الحديث: ۷۵۶، ج۱، ص ۲۹۳

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

زنان رانزد حنفیہ کرام عمّہم اللہ باللطف والاکرام حکم آنست کہ دست درنماز برسینہ بندند وایں مسئلہ باتفاق ائمہ ماثابت است جم غفیر از علماء در تصانیف خود بارو بے حکایت خلاف تنصیص کردہ اند علامہ محمد ابن محمد ابن محمد الشہیر بابن امیر الحاج الحلبی رحمۃ اللہ تعالٰی درشرح منیہ فرمود: الموضع الثالث في محل الوضع فقال اصحابنا محلہ تحت السرۃ في حق الرجل والصدر في حق المرأۃ اھ ملخصا ۱۔ونیز فرمود: المرأۃ تضعھما علی صدرھا کما قال الجم الغفیر ۲۔

علماء احناف (اللہ تعالٰی ان پر لطف وکرم عام فرمائے) کے نزدیک حکم یہ ہے کہ خواتین نماز مین سینے پر ہاتھ باندھیں، اس مسئلہ پر ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے۔ علماء کا جم غفیر نے یہ بات اپنی اپنی کتب میں بغیر اختلاف نقل کی ہے، چنانچہ علامہ محمد بن محمد بن محمد المعروف ابن امیر الحاج حلبی رحمۃ اللہ تعالٰی نے منیہ کی شرح میں فرمایا: تیسرا مقام ہاتھ رکھنے کے بارے میں ہمارے علمانے فرمایا کہ مرد ناف کے نیچے اور عورت سینہ پر ہاتھ باندھے اھ ملخصا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ عورت اپنے دونوں ہاتھ سینہ پر رکھے جیسا کہ جم غفیر نے تصریح کی ہے

(۱۔ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی) (۲۔ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

لاجرم علامہ ابراھیم بن محمد بن ابراھیم حلبی رحمہ اللہ تعالی در غنیہ ایں مسئلہ را متفق علیہا گفت و حدیث اگر بمواقف معلوم نیست بمخالف ھم وارد نیست ومن ادعی فعلیہ البیان ولهذا محقق حلبی در حلیہ فرمود: ثم انما قلنا ان المرأۃ تضع یمنا ھا علی یسر ھا علی صدر ھا لانہ استر لھا فیکون ذلک فی حقھا اولی لما عرف من ان الاولی اختیار ماھو استر لھا من الامور الجائزۃ کل منھا لھا من غیر منع شرعی عنہ وخصوصا فی الصلوۃ ۱۔ ایں است آنچہ درباری النظر روتماید وانما۔

←

ان اُمور کے متعلق اور بکثرت احادیث و آثار موجود ہیں، تبرکا چند حدیثیں ذکر کیں کہ یہ مقصود نہیں کہ افعال نماز احادیث سے ثابت کیے جائیں کہ ہم نہ اس کے اہل نہ اس کی ضرورت کہ آئمہ کرام نے یہ مرحلے طے فرما دیے، ہمیں تو ان کے ارشادات بس ہیں کہ وہ ارکان شریعت ہیں، وہ وہی فرماتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے ماخوذ ہے۔

اور علامہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے غنیۃ میں اس مسئلہ پر اتفاق علما کی تصریح کی ہے اور اگر کوئی حدیث اس کے موافق نہیں ملتی تو اس کی مخالفت میں بھی وارد نہیں م اگر کوئی دعوٰی کرتا ہے ت دلیل پیش کرے، اسی لیے محقق حلبی نے حلیہ میں فرمایا: ہم نے جو یہ کہا کہ عورت اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اپنے سینے پر باندھے یہ اس لیے کہ عورت کے لئے اس میں زیادہ ستر ہے لہذا یہ اس کے حق میں اولی ہے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ عورت کے حق میں جتنے بھی امور جائز ہیں ان میں سے اسی کو اختیار کرنا بہتر ہے جو سب سے زیادہ ستر کا سبب ہو خصوصا حالتِ نماز میں زیادہ خیال رکھنا چاہئے، یہ تو وہ ہے جو ظاہر نظر میں آیا ہے (اــ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

اقول وباللہ التوفیق میرسد کہ ایں مسئلہ را بحدیثے جید الاسناد رنگ اثبات وہیم تقریرش آنچناں کہ درمحل وضع از سید عالم ﷺ دوصورت مروی است یکے زیرِناف بستن ودروے احادیث عدیدہ وارداست اجلہما ماروی ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ قال حدثنا وکیع عن موسی بن عمیر عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ ﷺ وضع یمینہ علی شمالہ فی صلاۃ تحت السرۃ۔ ۲ــ امام علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ تعالیٰ در تخریج احادیث اختیار شرح مختار فرماید سندہ جید ورواتہ کلھم ثقات ۳ــ

اقول: (میں کہتا ہوں) اللہ کی توفیق سے کہ اس مسئلہ پر ایک حدیث جید الاسناد پیش کروں اس کی تقریر یوں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ باندھنے کی دوصورتیں مروی ہیں ایک صورت زیر ناف کی ہے اور اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں سب سے اہم روایت وہ ہے جسے ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ذکر کیا کہ ہمیں وکیع نے موسی بن عمیر سے علقمہ بن وائل بن حجر نے اپنے والد گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے دورانِ نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھے دیکھا ہے۔ امام علامہ قاسم بن قطلو بغا حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ اختیار شرح مختار کی احادیث کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کی سند جید اور تمام راوی ثقہ ہیں۔ (۲ــ مصنف ابن ابی شیبہ وضع الیمین علی الشمال من کتاب الصلوۃ، مطبوعہ ادرۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۱/ ۳۹۰)

(۳ــ تخریج احادیث شرح مختار للقاسم بن قطلو بغا)

دوم برسینہ نہادن ودریں باب ابن خزیمہ راحدیثے است در صحیح خودش ہم از وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ: قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسرے علی صدرہ ۱ــ

دوسری ۲ صورت سینے پر ہاتھ باندھنے کی ہے اس بارے میں ابن خزیمہ اپنے صحیح میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت لائیں ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں نماز پڑھنے کا شرف پایا تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھیں۔ (اــ صحیح ابن خزیمہ باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلوۃ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۴۳)

وازانجا کہ تاریخ مجہول است وہر دو روایت ثابت ومقبول ناچارکار بترجیح افتاد چوں نیک نگریم مبنائے ایں امر بلکہ تمام افعال صلاۃ ـــ

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ رُو دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ کان تک لے جائے کہ انگوٹھے کان کی لو سے چھو جائیں اور انگلیاں نہ ملی ہوئی رکھے نہ خوب کھولے ہوئے بلکہ اپنی حالت پر ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ کو ہوں، نیت کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے، یوں کہ دہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلیا (چھوٹی انگلی) کلائی کے اغل بغل اور ثنا پڑھے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ (17)

پھر تعوذ یعنی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

پڑھے، پھر تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہے

پھر الحمد پڑھے اور ختم پر آمین آہستہ کہے (17A)، اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایک آیت کہ

بر تعظیم است و معہود و معلوم عند التعظیم دست زیر ناف بستن است، ولہذا امام محقق علی الاطلاق در فتح فرماید: فیحال علی المعھود من وضعھا حال قصد التعظیم فی القیام والمعھود فی الشاھد منہ تحت السرہ ۲۔ (۲ فتح القدیر باب صفت الصلوۃ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۲۴۹)

چونکہ اس کی تعریف کا علم نہیں کہ کون سی روایت پہلے کی ہے اور کون سی بعد کی، اور دونوں روایات ثابت ومقبول ہیں تو لاجرم دونوں میں سے کسی ایک کو ترجیح ہوگی جب ہم نماز کے اس فعل بلکہ نماز کے تمام افعال پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ تمام کے تمام تعظیم پر مبنی نظر آتے ہیں اور مسلم ومعروف تعظیم کا طریقہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے لہذا امام محقق علی الاطلاق نے فتح میں فرمایا ہے: قیام میں بقصد تعظیم ہاتھ باندھنے کا معاملہ معروف طریقے پر چھوڑا جائے اور قیام میں تعظیما ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی معروف ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۱۴۴۔ ۱۴۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(17) پاک ہے تو اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(17A) آہستہ آواز سے آمین کہنا

احناف کے نزدیک ہر نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا اور نماز جہری ہو یا سرّی آمین آہستہ کہے مگر غیر مقلد وہابیوں کے نزدیک جہری نماز میں امام ومقتدی بلند آواز سے آمین کہیں۔ آہستہ آمین کہنا حکمِ خدا و رسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) کے موافق ہے چیخ سے آمین کہنا قرآن کریم کے بھی خلاف ہے اور سنت کے بھی مخالف ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ (پ ۸، الاعراف: ۵۵) چونکہ آمین بھی دعا ہے۔ لہٰذا یہ بھی آہستہ کہنی چاہیے، رب تعالیٰ تو اپنے علم وقدرت کے اعتبار سے ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے پھر چیخنے کی کیا ضرورت ہے۔ بخاری ومسلم، احمد، مالک، ابو داود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب امام آمین کہے تو ←

تین کے برابر ہو، اب اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے، اس طرح کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوں، نہ یوں کہ سب انگلیاں ایک طرف ہوں اور نہ یوں کہ چار انگلیاں ایک طرف، ایک طرف فقط انگوٹھا اور پیٹھ بچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو اونچا نیچا نہ ہو اور کم سے کم تین بار

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہے پھر

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور منفرد ہو تو اس کے بعد

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے، یوں کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے، نہ یوں کہ صرف پیشانی چھو جائے اور ناک کی نوک لگ جائے، بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ رُو جمے ہوں اور ہتھیلیاں بچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے، پھر سر اوٹھائے، پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رُخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے کو جائے اور اسی طرح سجدہ کرے، پھر سر اٹھائے، پھر ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے، اب صرف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر قراءت شروع کر دے، پھر اسی طرح رکوع اور سجدے کر کے داہنا قدم کھڑا کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ (18)

پڑھے اور اس میں کوئی حرف کم و بیش نہ کرے اور اس کو تشہد کہتے ہیں اور جب کلمۂ لَا کے قریب پہنچے، دہنے ہاتھ

تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ کی معافی اس نمازی کے لئے ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین کی طرح ہوگی اور ظاہر ہے فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں ہم نے ان کی آمین آج تک نہ سنی تو چاہے کہ ہماری آمین بھی آہستہ ہوتا کہ فرشتوں کی موافقت ہو اور گناہوں کی معافی ہو، جو لوگ چیخ کر آمین کہتے ہیں وہ فرشتوں کی آمین کی مخالفت کرتے ہیں۔

(ماخوذ از جاء الحق، مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ص ۵۱۸، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی)

(18) تمام تحیتیں اور نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ (عزوجل) کے لیے ہیں سلام حضور پر، اے نبی! اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں، ہم پر اور اللہ (عزوجل) کے نیک بندوں پر سلام، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں۔

کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ لَا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمہ اِلَّا پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لے، اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح پڑھے مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا ضرور نہیں، اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کریگا، اس میں تشہد کے بعد درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. پڑھے (19) پھر

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ مُجِیْبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. (20)

یا اور کوئی دُعائے ماثور پڑھے۔ مثلاً

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. (21)

یا یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ. (22)

یا یہ پڑھے:

---

(19) اے اللہ (عزوجل) درود بھیج ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر، جس طرح تو نے درود بھیجی سیدنا ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر اور انکی آل پر، بیشک تو سراہا ہوا بزرگ ہے، اے اللہ (عزوجل) برکت نازل کر ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اور انکی آل پر، جس طرح تو نے برکت نازل کی سیدنا ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر اور انکی آل پر، بیشک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔

(20) اے اللہ (عزوجل) تو بخش دے مجھ کو اور میرے والدین کو اور اس کو جو پیدا ہوا اور تمام مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کو، بیشک تو دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے اپنی رحمت سے، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔

(21) اے اللہ (عزوجل) میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور بیشک تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں ہے، تو اپنی طرف سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر، بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

(22) اے اللہ (عزوجل) میں تجھ سے ہر قسم کے خیر کا سوال کرتا ہوں جس کو میں جانتا ہوں اور جس کو نہیں جانتا اور ہر قسم کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کو میں جانتا اور جس کو نہیں جانتا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَ فِتْنَۃِ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَ قَھْرِ الرِّجَالِ. (23)

یا یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (24)

اور اس کو بغیر اَللّٰھُمَّ کے نہ پڑھے، پھر داہنے شانے کی طرف مونھ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللہِ کہے، پھر بائیں طرف، یہ طریقہ کہ مذکور ہوا، امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے، مقتدی کے لیے اس میں کی بعض بات جائز نہیں، مثلاً امام کے پیچھے فاتحہ یا اور کوئی سورت پڑھنا۔ عورت بھی بعض اُمور میں مستثنیٰ ہے، مثلاً ہاتھ باندھنے اور سجدہ کی حالت اور قعدہ کی صورت میں فرق ہے۔ (25) جس کو ہم بیان کرینگے، ان مذکورات میں بعض چیزیں فرض ہیں کہ اس کے بغیر نماز ہوگی ہی نہیں، بعض واجب کہ اس کا ترک (چھوڑنا) قصداً (جان بوجھ کر) گناہ اور نماز واجب الاعادہ (نماز کا پھر سے پڑھنا واجب) اور سہواً ہو تو سجدۂ سہو واجب۔ بعض سنت مؤکدہ کہ اس کے ترک کی عادت گناہ اور بعض مستحب کہ کریں تو ثواب، نہ کریں تو گناہ نہیں۔

❁❁❁❁❁

---

(23) اے اللہ (عزوجل) تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے اے اللہ تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ اور تاوان سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دَین کے غلبہ اور مردوں کے قہر سے۔

(24) اے اللہ (عزوجل) اے ہمارے پروردگار، تو ہم کو دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں نیکی دے اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔

(25) غنیۃ المتملي، صفۃ الصلاۃ، ص۲۹۸۔۳۳۶، وغیرہا۔

فرائض نماز

سات چیزیں نماز میں فرض ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ

(۲) قیام

(۳) قراءت

(۴) رکوع

(۵) سجدہ

(۶) قعدہ اخیرہ

(۷) خروج بصنعہ۔(1)

❁❁❁❁❁

(۱) تکبیر تحریمہ:

حقیقۃً یہ شرائط نماز سے ہے مگر چونکہ افعال نماز سے اس کو بہت زیادہ اتصال ہے، اس وجہ سے فرائض نماز میں اس کا شمار ہوا۔

مسئلہ ۱: نماز کے شرائط یعنی طہارت واستقبال وستر عورت و وقت۔ تکبیر تحریمہ کے لیے شرائط ہیں یعنی قبل ختم تکبیر ان شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اگر اللہ اکبر کہہ چکا اور کوئی شرط مفقود ہے، نماز نہ ہوگی۔ (1)

مسئلہ ۲: جن نمازوں میں قیام فرض ہے، ان میں تکبیر تحریمہ کے لیے قیام فرض ہے، تو اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہا پھر کھڑا ہو گیا، نماز شروع ہی نہ ہوئی۔ (2)

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، بحث شروط التحریمۃ، ج ۲، ص ۱۷۵

(2) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

آج کل بہت جہال ذرا سی باطاقتی مرض یا کبرسن میں سرے سے بیٹھ کر فرض پڑھتے ہیں حالانکہ اولاً ان میں بہت ایسے ہیں کہ ہمت کریں تو پُورے فرض کھڑے ہو کر ادا کر سکتے ہیں اور اس ادا سے نہ ان کا مرض بڑھے نہ کوئی نیا مرض لاحق ہو نہ گر پڑنے کی حالت ہو نہ دوران سر وغیرہ کوئی سخت الم شدید ہو صرف ایک گونہ مشقت وتکلیف ہے جس سے بچنے کو صراحۃً نمازیں کھوتے ہیں ہم نے مشاہدہ کیا ہے وہی لوگ جنھوں نے بحیلہ ضعف ومرض فرض بیٹھ کر پڑھتے اور وہی باتوں میں اتنی دیر کھڑے رہے کہ اُتنی دیر میں دس بارہ رکعت ادا کر لیتے ایسی حالت میں ہرگز قعود کی اجازت نہیں بلکہ فرض ہے کہ پُورے فرض قیام سے ادا کریں۔

کافی شرح وافی میں ہے:

ان لحقه نوع مشقة لم یجز ترك القیام ا۔ اگر ادنیٰ مشقت لاحق ہو تو ترک قیام جائز نہ ہوگا۔ (ت) (ا۔ کافی شرح وافی)

ثانیاً مانا کہ انھیں اپنے تجربہ سابقہ خواہ کسی طبیب مسلمان حاذق عادل مستور الحال غیر ظاہر الفسق کے اخبار خواہ اپنے ظاہر حال کے نظر صحیح سے جو کم ہمتی وآرام طلبی پر مبنی نہ ہو بظن غالب معلوم ہے کہ قیام سے کوئی مرض جدید یا مرض موجود شدید و مدید ہوگا مگر یہ بات طول قیام میں ہوگی تھوڑی دیر کھڑے ہونے کی یقیناً طاقت رکھتے ہیں تو ان پر فرض تھا کہ جتنے قیام کی طاقت تھی اُتنا ادا کرتے یہاں تک کہ اگر صرف اللہ اکبر کھڑے ہو کر کہہ سکتے تھے تو اتنا ہی قیام میں ادا کرتے جب وہ غلبہ ظن کی حالت پیش آتی تو بیٹھ جاتے یہ ابتدا سے بیٹھ کر پڑھنا بھی ان کی نماز کا مفسد ہُوا۔

ثالثاً ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی اپنے آپ بقدر تکبیر بھی کھڑے ہونے کی قوت نہیں رکھتا مگر عصا کے سہارے سے یا کسی آدمی خواہ دیوار یا تکیہ لگا کر کُل یا بعض قیام پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے کہ جتنا قیام اس سہارے یا تکیہ کے ذریعے سے کر سکے بجالائے، کُل تو کُل یا بعض تو ۔۔۔

مسئلہ ۳: امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں گیا یعنی تکبیر اس وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے، نماز نہ ہوئی۔ (3)

مسئلہ ۴: نفل کے لیے تکبیر تحریمہ رکوع میں کہی، نماز نہ ہوئی اور بیٹھ کر کہتا، تو ہو جاتی۔ (4)

مسئلہ ۵: مقتدی نے لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا مگر اکبر کو امام سے پہلے ختم کر چکا، نماز نہ ہوئی۔ (5)

بعض ورنہ صحیح مذہب میں اس کی نماز نہ ہوگی۔ فقد مر من الدر ولو متکأ علی عصا او حائط ۲؎۔ (در کے حوالے سے گزرا اگر چہ عصا یا دیوار کے سہارے سے کھڑا ہو سکے، ت) (۲؎ دُرمختار، باب صلوٰۃ المریض، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/ ۱۰۴)

تبیین الحقائق میں ہے: لو قدر علی القیام متکأ (قال الحلوانی) الصحیح انه یصلی قائما متکأ ولا یجزیه غیر ذلك و كذلك لو قدر ان یعتمد علی عصا او علی خادم له فانه یقوم ویتکیٔ ۳؎۔ اگر سہارے سے قیام کر سکتا ہو (حلوانی نے کہا) تو صحیح یہی ہے کہ سہارے سے کھڑے ہو کر نماز ادا کرے اس کے علاوہ کفایت نہ کریگی اور اسی طرح اگر عصا یا خادم کے سہارے سے کھڑا ہو سکتا ہے تو قیام کرے اور سہارے سے نماز ادا کرے۔ (ت)

(۳؎ تبیین الحقائق، باب صلوٰۃ المریض، مطبوعہ مطبعۃ امیریہ کبرٰی مصر، ۱/ ۲۰۰)

یہ سب مسائل خوب سمجھ لیے جائیں باقی اس مسئلہ کی تفصیل تام و تحقیق ہمارے فتاوٰی میں ہے جس پر اطلاع نہایت ضرور و اہم کہ آجکل ناواقفی سے جاہل تو جاہل بعض مدعیانِ علم بھی ان احکام کا خلاف کر کے ناحق اپنی نمازیں کھوتے اور صراحۃً مرتکب گناہ و تارک صلوٰۃ ہوتے ہیں۔

(فتاوٰی رضویہ، جلد ۶، ص ۱۶۰۔ ۱۶۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۶۹۔
ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، بحث شروط التحریمۃ، ج ۲، ص ۱۷۶

(4) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
ردالمحتار میں ہے:

المحرر بان لا تنال یداہ رکبتیه کما مر فلو ادرك الامام راکعا فکبر منحنیا لم تصح تحریمته ۲؎ اھ
قیام محرر یہ ہے کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچ سکیں جیسا کہ گزر چکا، اگر نمازی نے امام کو رکوع میں پایا اور جھک کر تکبیر تحریمہ کہہ کر شامل ہوا تو اس کی تحریمہ صحیح نہیں ہے اھ (ت) (۲؎ ردالمحتار، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۳۲۴)

شرح التنویر للعلائی میں ہے:

من فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة قائما ۳؎۔ (۳؎ درمختار، باب صفۃ الصلوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۷۰)
ان فرائض میں سے جن کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی ایک کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہنا بھی ہے (ت)

(فتاوٰی رضویہ، جلد ۶، ص ۱۵۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(5) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ فصل، ج ۲، ص ۲۱۸

مسئلہ ۶: امام کو رکوع میں پایا اور اللہ اکبر کھڑے ہو کر کہا مگر اس تکبیر سے تکبیر رکوع کی نیت کی، نماز شروع ہو گئی اور یہ نیت لغو ہے۔(6)

مسئلہ ۷: امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی، اگر اقتدا کی نیت ہے، نماز میں نہ آیا ورنہ شروع ہو گئی، مگر امام کی نماز میں شرکت نہ ہوئی، بلکہ اپنی الگ۔(7)

مسئلہ ۸: امام کی تکبیر کا حال معلوم نہیں کہ کب کہی تو اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے کہی نہ ہوئی اور اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے نہیں کہی تو ہو گئی اور اگر کسی طرف غالب گمان نہ ہو، تو احتیاط یہ ہے کہ قطع کرے اور پھر سے تحریمہ باندھے۔(8)

مسئلہ ۹: جو شخص تکبیر کے تلفظ پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو، اس پر تلفظ واجب نہیں، دل میں ارادہ کافی ہے۔(9)

مسئلہ ۱۰: اگر بطور تعجب اللہ اکبر کہا یا مؤذن کے جواب میں کہا اور اسی تکبیر سے نماز شروع کر دی، نماز نہ ہوئی۔(10)

مسئلہ ۱۱: اللہ اکبر کی جگہ کوئی اور لفظ جو خالص تعظیم الٰہی کے الفاظ ہوں۔ مثلاً

اَللّٰہُ اَجَلُّ یا اَللّٰہُ اَعْظَمُ یا اَللّٰہُ کَبِیْرٌ یا اَللّٰہُ الْاَکْبَرُ یا اَللّٰہُ الْکَبِیْرُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ یا اَللّٰہُ اِلٰہٌ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ یا تَبَارَکَ اللّٰہُ وغیرہا الفاظ تعظیمی کہے، تو ان سے بھی ابتدا ہو جائے گی مگر یہ تبدیل مکروہ تحریمی ہے۔

اور اگر دُعا یا طلب حاجت کے لفظ ہوں۔ مثلاً

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ وغیرہا الفاظ دُعا کہے تو نماز منعقد نہ ہوئی۔ یوہیں اگر صرف اکبر یا اجل کہا اس کے ساتھ لفظ اَللّٰہُ نہ ملایا جب بھی نہ ہوئی۔

یوہیں اگر اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ یا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ یا اِنَّا لِلّٰہِ یا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یا مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ یا بِسْمِ اللّٰہِ

---

(6) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۱۹

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج۱، ص۶۹

(8) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۱۹

(9) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۲۰

(10) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۱۹

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہا، تو منعقد نہ ہوئی اور اگر صرف اَللّٰہُ کہا یا یَا اَللّٰہُ یا اَللّٰھُمَّ کہا ہو جائے گی۔ (11)

مسئلہ ۱۲: لفظ اَللّٰہُ کو آللّٰہُ یا اَکْبَرُ کو اَکْبَر یا آکْبَارْ کہا، نماز نہ ہوگی بلکہ اگر ان کے معانی فاسدہ سمجھ کر قصداً کہے، تو کافر ہے۔ (12)

مسئلہ ۱۳: پہلی رکعت کا رکوع مل گیا، تو تکبیر اولیٰ کی فضیلت پا گیا۔ (13)

❁❁❁❁❁

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج۱، ص۶۸

(12) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۱۸

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج۱، ص۶۹

(۲) قیام (1)

قیام کی کی جانب اس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔(2)

مسئلہ ۱۴: قیام اتنی دیر تک ہے جتنی دیر قراءت ہے، یعنی بقدرِ قراءت فرض، قیام فرض اور بقدرِ واجب، واجب اور بقدرِ سنت، سنت۔ (3) یہ حکم پہلی رکعت کے سوا اور رکعتوں کا ہے، رکعت اُولیٰ میں قیام فرض میں مقدار تکبیر تحریمہ بھی شامل ہوگی اور قیام مسنون میں مقدار ثنا و تعوذ و تسمیہ بھی۔

مسئلہ ۱۵: قیام و قراءت کا واجب و سنت ہونا بایں معنی ہے کہ اس کے ترک پر ترک واجب و سنت کا حکم دیا جائے گا ورنہ بجالانے میں جتنی دیر تک قیام کیا اور جو کچھ قراءت کی سب فرض ہی ہے، فرض کا ثواب ملے گا۔ (4)

---

(1) نماز میں طویل قیام کرنے کا ثواب

بعض علماء کا کہنا ہے کہ دن کے وقت سجدے کثرت سے کرنا افضل ہیں جبکہ رات کے وقت طویل قیام کرنا افضل ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے طریقہ سے متعلق روایات میں آیا ہے۔ اس طرح دونوں طرح کی روایات میں تطبیق یعنی مطابقت بھی ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

احادیث

حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم سے پوچھا گیا کہ کونسی نماز سب سے افضل ہے؟ ارشاد فرمایا، طویل قیام والی نماز۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، قصرھا، باب افضل الصلوۃ طول القنوت، رقم ۷۵۶، ص ۳۸۰)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن حُبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا، طویل قیام۔

(سنن ابی داود، کتاب التطوع، باب افتتاح صلاۃ اللیل برکعتین، رقم ۱۳۲۵، ج ۲، ص ۵۳)

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، بحث القیام، ج ۲، ص ۱۶۳

(3) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۲، ۱۶۳

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، بحث القیام، ج ۲، ص ۱۶۳

مسئلہ ۱۶: فرض و وتر و عیدین و سنت فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر صحیح بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا، نہ ہوں گی۔(5)

مسئلہ ۱۷: ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اٹھالینا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو حرج نہیں۔(6)

مسئلہ ۱۸: اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کرسکتا تو اسے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۱۹: جو شخص سجدہ کر تو سکتا ہے مگر سجدہ کرنے سے زخم بہتا ہے، جب بھی اسے بیٹھ کر اشارے سے پڑھنا مستحب ہے اور کھڑے ہو کر اشارے سے پڑھنا بھی جائز ہے۔(8)

مسئلہ ۲۰: جس شخص کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں تو اسے فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے، اگر اور طور پر اس کی روک نہ کر سکے۔ یوہیں کھڑے ہونے سے چوتھائی ستر کھل جائے گا یا قراءت بالکل نہ کر سکے گا تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑے ہو کر کچھ بھی پڑھ سکتا ہے تو فرض ہے کہ جتنی پر قادر ہو کھڑے ہو کر پڑھے، باقی بیٹھ کر۔(9)

مسئلہ ۲۱: اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لیے جانے کے بعد کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے تو گھر میں پڑھے، جماعت میسر ہو تو جماعت سے، ورنہ تنہا۔(10)

مسئلہ ۲۲: کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں، بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے یا سجدہ نہ کر سکے یا کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہے یا کھڑے ہونے میں قطرہ آتا ہے یا چوتھائی ستر کھلتا ہے یا قراءت سے مجبور محض ہو جاتا ہے۔ یوہیں کھڑا ہو تو سکتا ہے مگر اس سے مرض میں زیادتی ہوتی ہے یا دیر میں اچھا ہوگا یا ناقابلِ برداشت تکلیف ہوگی، تو بیٹھ کر پڑھے۔(11)

---

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، بحث القیام، ج ۲، ص ۱۶۳

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۶۹

(7) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۶۴۔

(8) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۶۴

(9) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ ومبحث في الرکن الاصلي... إلخ، ج ۲، ص ۱۶۴

(10) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ ومبحث في الرکن الاصلي... إلخ، ج ۲، ص ۱۶۵

(11) غنیۃ المتملي، فرائض الصلاۃ، الثاني، ص ۲۶۱۔ ۲۶۷

مسئلہ ۲۳: اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے۔(12)

مسئلہ ۲۴: اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے، اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔(13)

تنبیہ ضروری: آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی، حالانکہ وہی لوگ اسی حالت میں دس دس پندرہ پندرہ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر کی باتیں کر لیا کرتے ہیں، ان کو چاہیے کہ ان مسائل سے متنبہ ہوں اور جتنی نمازیں باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھی ہوں ان کا اعادہ فرض ہے(14)۔ یوہیں اگر ویسے کھڑا نہ ہو سکتا تھا مگر عصا یا دیوار یا آدمی کے سہارے کھڑا ہونا ممکن تھا تو وہ نمازیں بھی نہ ہوئیں، ان کا پھیرنا فرض۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

مسئلہ ۲۵: کشتی پر سوار ہے اور وہ چل رہی ہے، تو بیٹھ کر اس پر نماز پڑھ سکتا ہے۔(15) یعنی جب کہ چکر آنے کا گمان غالب ہو اور کنارے پر اُتر نہ سکتا ہو۔

(12) المرجع السابق، ص۲۶۱

(13) المرجع السابق، ص۲۶۲

(14) اس فرضیتِ قیام کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے جائے گا تو قیام نہ کر سکے گا، گھر میں پڑھے تو قیام کے ساتھ پڑھ سکتا ہے تو شرعاً حکم یہ ہے کہ گھر میں قیام کے ساتھ نماز پڑھے، اگر گھر میں جماعت میسر آجائے تو فبہا ورنہ تنہا ہی قیام کے ساتھ گھر میں پڑھنے کا حکم ہے۔

الغرض سچی مجبوریوں کی بناء پر قیام ساقط ہوتا ہے، اپنی مَن گھڑت بنائی ہوئی نام کی مجبوریوں کا شرعاً کسی قسم کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔

(کرسی پر نماز پڑھنے کے اَحکام صفحہ 6)

(15) غنیۃ المتملي، فرائض الصلاۃ، الثاني، ص۲۷۴

(۳) قراءت

قراءت اس کا نام ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کیے جائیں، کہ ہر حرف غیر سے صحیح طور پر ممتاز ہو جائے اور آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود سنے، اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس قدر آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شوروغل یا ثقل سماعت (اونچا سننے کا مرض) بھی نہیں، تو نماز نہ ہوئی (1)۔

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج۱، ص۶۹

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اس قدر تجوید جس کے باعث حروف کو حرف سے امتیاز اور تلبیس وتبدیل سے احتراز حاصل ہو واجبات عینیہ واہم مہمات دینیہ سے ہے آدمی پر تصحیح مخارج میں سعی تام اور ہر حرف میں اُس کے مخرج سے ٹھیک ادا کرنے کا۔

قصد واہتمام لازم کہ قرآن مطابق ما انزل اللہ تعالیٰ پڑھے، نہ معاذ اللہ مداہنت و بے پروائی کہ آجکل کے عوام بلکہ یہاں کے کثیر بلکہ اکثر خواص نے اپنا شعار کرلیا، فقیر نے بگوشِ خود بعض مولوی صاحبوں کو پڑھتے سنا قل ھو اللہ احد حالانکہ نہ ہرگز اللہ الاحد نے احد فرمایا نہ امین وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احد پہنچایا نہ صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احد پڑھایا، پھر اسے قرآن کیونکر کہا جائے فانا للہ وانا الیہ راجعون حاشا فتوی متاخرین پروانہ بے پروائی نہیں، باوصف قدرت تعلیم تعلم نہ کرنا اور براہ سہل انگاری غلط خوانی قرآن پر مصر ومتمادی رہنا کون جائز رکھے گا، اتقان شریف میں ہے:

من المھمات تجوید القرأن وھو اعطاء الحروف حقوقھا و ردالحرف الی مخرجه واصله ولاشك ان الامة کما ھم متعبدون بفھم معانی القرأن واقامة حدوده ھم متعبدون بتصحیح الفاظه واقامة حروفه علی الصفة المتلقاة عن ائمة القرأة المتصلة بالحضرة النبوية وقد عد العلماء القرأة بغیر تجوید لحنا ا۔

اہم چیزوں میں سے تجوید قرآن سیکھنا بھی ہے اور تجوید حروف کو ان کے حقوق دینا اور ان کو ان کے اصل اور مخرج کی طرف لوٹانا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں جس طرح امت مسلمہ معانی قرآن کے فہم اور اسکی حدود کے قیام کو عبادت جانتے ہیں اسی طرح اس کے الفاظ کی تصحیح اور اسکے حروف کی اس صفت جوائمہ قراء سے منقول ہے پر ادائیگی کو بھی عبادت جانتے ہیں اور ان قراء کی قرأت کا سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے، اور علماء نے تجوید کے بغیر قرآن پڑھنے کو غلط پڑھنا قرار دیا ہے (ت)

(اـ الاتقان فی علوم القرآن،،، الفصل الثانی من المھمات تجوید القرآن مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۱۰۰)

اس احسن الفتاوی فتاوی بزازیہ وغیرہا میں ہے: ان اللحن حرام بلاخلاف غلط پڑھنا بالاجماع حرام ہے۔

(۲ـ فتاوی بزازیہ علی حاشیۃ الفتاوی الھندیہ، الثانی فی العبادات من کتاب الکراھیۃ، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، ۶/ ۳۵۳) ←

مسئلہ ٢٦: یوہیں جس جگہ کچھ پڑھنا یا کہنا مقرر کیا گیا ہے، اس سے یہی مقصد ہے کہ کم سے کم اتنا ہو کہ خود سن

ولہذا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے اگر کوئی حرف غلط ہوتا ہو تو اس کی تصحیح و تعلم میں اس پر کوشش واجب بلکہ بہت علماء نے اس سعی کی کوئی حد مقرر نہ کی اور حکم دیا کہ عمر بھر روز و شب ہمیشہ جہد کئے جائے کبھی اس کے ترک میں معذور نہ ہوگا۔علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ میں فرماتے ہیں: یجب علیہ بذل الجھد دائما فی تصحیح لسانہ ولایعذر فی ترکہ ا؎۔ غلط لفظ کی تصحیح کے لئے ہمیشہ کوشاں رہنا ضروری ہے ترک کی صورت میں معذور نہیں سمجھا جائے گا (یعنی اس میں جہد کو ترک کرنا قابل قبول نہیں (ت)

(ا؎ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی زلۃ القاری، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۴۸۳)

نوٹ:غنیۃ کی عبارت جو مجھے ملی ہے وہ اس طرح ہے:

یجب علیہم الجھد دائما وصلوتھم جائزۃ ماداموا علی الجھد - اور اس سے کچھ قبل یہ الفاظ ہیں: ینبغی ان یجتھد ولا یعذر فی ذلک الخ -البتہ صغیری شرح منیۃ المصلی مطبوعہ دہلی بعینہ یہی الفاظ متن ص ۲۵۰ پر موجود ہیں۔،، نذیر احمد سعیدی

قہستانی وطحطاوی وغیرہما میں ہے:

قولہ دائما ای اٰناء اللیل واطراف النھار ٢؎۔ دائماً سے رات کا کچھ حصہ اور دن کے اطراف مراد ہیں۔(ت)

(٢؎ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، باب الامامۃ،مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت،،١/ ٢٥١)

اسی طرح اور کتب کثیرہ میں ہے،تو کیونکر جائز کہ جہد وسعی بالائے طاق سرے سے حرف منزل فی القرآن کا قصد ہی نہ کریں بلکہ عملاً اسے متروک ومہجور،اور اپنی طرف سے دوسرا حرف اس کی جگہ قائم کردیں۔فقیر کہتا ہے غفراللہ تعالٰی بعد اسکے کہ عرشِ تحقیق مستقر ہوچکا کہ قرآن اسم نظم و معنی جمیعا بلکہ اسم نظم من حیث الارشاد الی المعنی ہے اور نظم نام حروف علٰی ہذا الترتیب المعروف اور حروف باہم متباین اور تبدیل جز قطعاً مستلزم تبدیل کل کہ مؤلف من مبائن یقینا غیر مؤلف من مبائن آخر ہے۔میں نہیں جانتا کہ اس تبدیل عمدی اور تحریف کلام اللہ میں کتنا تفاوت مانا جائے گا۔لاجرم امام اجل ابوبکر محمد بن الفضل فضلی وامام برہان الدین محمود بن الصدر السعید وغیرہما اجلہ کرام نے تو یہاں تک حکم دیا کہ جو قرآن عظیم میں عمداً ض کی جگہ ظ پڑھے کافر ہے۔

اقول ولا حاجۃ الی استثناء (وماھو علی الغیب بضنین) فان ھھنا لیس مقام الضاد خاصۃ بل مقامھما جمیعا لان اللفظ قرء بھما فی القراٰن فکان مثل صراط وسراط وبسطۃ وبصطۃ ویبسط ویبصط ومصیطر ومسیطر الی اشباہ ذلک بخلاف ضالین وظالین وسجیل وصجیل فانہ تبدیل۔

میں کہتا ہوں: وماھو علی الغیب بضنین کے استثناء کی حاجت نہیں ہے کیونکہ اس مقام پر ضاد کی جگہ ظاء کو رکھنا نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ مقام ضاد کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ دونوں کا مقام ہے کیونکہ قرآن میں یہ لفظ دونوں قرأتوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔یہ ان الفاظ کی طرح ہے۔صراط اور سراط،بسطۃ اور بصطۃ،یبسط اور یبصط،مصیطر ار مسیطر،اور ان کی طرح کے دوسرے الفاظ بخلاف ضالین کی جگہ ظالین اور سجیل کی جگہ صجیل کے کیونکہ یہاں تبدیلی ہے۔(ت)

محیط میں ہے:

سکے، مثلاً طلاق دینے، آزاد کرنے، جانور ذبح کرنے میں۔(2)

مسئلہ ۲۷: مطلقاً ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر و نوافل کی ہر رکعت میں امام و منفرد پر فرض ہے۔ اور مقتدی کو کسی نماز میں قراءت جائز نہیں، نہ فاتحہ، نہ آیت، نہ آہستہ کی نماز میں، نہ جہر کی میں۔ امام کی قراءت مقتدی کے لیے بھی کافی ہے۔(3)

سئل الامام الفضلی عمن یقرأ الظاء المعجمة مکان الضاد المعجمة او علی العکس فقال لا تجوز امامته ولو تعمد یکفر ا۔

امام فضلی سے سوال کیا گیا کہ اس شخص کا کیا حکم ہے جس نے ضاد کی جگہ ظاء یا اس کے بالعکس پڑھا تو انہوں نے (جواب میں) فرمایا ایسے شخص کی امامت جائز نہیں، اور اگر ایسا عمداً کرے تو کافر ہوگا۔(ت)

(ا۔ منح الروض شرح فقہ اکبر لملا علی قاری فصل فی القراءۃ والصلوٰۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۱۶۷)

منح الروض میں ہے: کون تعمدہ کفر الا کلام فیہ ۲۔ (ایسا عمداً کرنا کفر ہے اس میں کسی کو کلام نہیں الخ۔ت)

(۲۔ منح الروض شرح فقہ اکبر لملا علی قاری فصل فی القراءۃ والصلوٰۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۱۶۷)

پس جزماً لازم کہ ہر حرف میں خاص حرف منزل من عند اللہ ہی کی ادا کا قصد کریں اُسی کے مخرج سے اسے نکالنا چاہیں پھر بوجہ عسر حرف و قصور لسان اگر غلط ادا ہو تو مثل ض میں کہ اعسر الحروف ہے۔ تیسیر اعلی الامۃ فتوی بعض متاخرین پر عمل کر کے صحت نماز کا حکم دینا معیوب نہیں بلکہ محبوب ہے کہ شارع علیہ السلام کو یسر و آسانی مطلوب و مرغوب ہے۔

قال المولی سبحنه وتعالی یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ۳۔ وقال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم یسرا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا ۴۔ اخرجه الائمة احمد والشیخان عن انس بن مالك رضی الله تعالی عنه. (۳۔ القرآن ۲/۱۸۵)

(۴۔ صحیح البخاری، باب قول النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یسروا ولا تعسروا الخ، مطبوعہ اصح المطابع قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۰۴)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ تمھارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور وہ تمھارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ آسانی پیدا کرو، مشکل و تنگی پیدا نہ کرو، خوشخبری دو، نفرت نہ پھیلاؤ۔ اس حدیث کو امام احمد، امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔(ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۲۶۲۔ ۲۶۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) المرجع السابق

(3) مراقي الفلاح شرح نور الایضاح، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، وارکانھا، ص ۵۱

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

قرآن مجید کی ایک آیت سورہ فاتحہ سے ہو خواہ کسی سورت سے پڑھنا فرض ہے نہ خاص فاتحہ کی تخصیص ہے نہ کسی سورت کی، جو فقط الحمد للہ رب العلمین پڑھ کر بھول گیا اور رکوع کر دیا نماز کا فرض ساقط ہو جائیگا مگر ناقص ہوئی کہ واجب ترک ہوا الحمد شریف تمام وکمال پڑھنا ←

مسئلہ ۲۸: فرض کی کسی رکعت میں قراءت نہ کی یا فقط ایک میں کی، نماز فاسد ہوگئی۔(4)

مسئلہ ۲۹: چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زائد کلمات ہوں پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جائے گا اور اگر ایک ہی حرف کی آیت ہو جیسے ص، ن، ق، کہ بعض قراءتوں میں ان کو آیت مانا ہے، تو اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا، اگرچہ اس کی تکرار کرے(5)۔ رہی ایک کلمہ کی آیت مُدْهَآمَّتٰنِ O اس میں اختلاف ہے اور بچنے میں احتیاط۔(6)

ایک واجب ہے اور اس کے سوا کسی دوسری سورت سے ایک آیت بڑی یا تین آیتیں چھوٹی پڑھنا واجب ہے، اگر الحمد للہ بھُولا تھا اور واجب اول کے ادا کرنے سے باز رکھا گیا تو واجب دوم کے ادا سے عاجز نہ تھا فقط ایک ہی آیت پر قناعت کر کے رکوع کر دینے میں قصداً ترک واجب ہوا، (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۳۲۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج۱، ص۶۹

(5) المرجع السابق، وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، مطلب: تحقیق مھم فیما لوتذکر في رکوعہ انہ لم یقراء... إلخ، ج۲، ص۳۱۳

(6) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

وُہ آیت کہ چھ حرف سے کم نہ ہو اور بہت نے اُس کے ساتھ یہ بھی شرط لگائی کہ صرف ایک کلمہ کی نہ ہو تو ان کے نزدیک مُدھَامَّتٰن اگرچہ پُوری آیت اور چھ ۶ حرف سے زائد ہے جوازِ نماز کو کافی نہیں، اسی کو منیہ وظہیریہ وسراج وہاج وفتح القدیر وبحر الرائق ودرمختار وغیرہا میں اصح کہا اور امام اجل اسبیجابي وامام ملک العلماء ابو بکر مسعود کاشانی نے فرمایا کہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک صرف مدھامّتٰن سے بھی نماز جائز ہے اور اس میں اصلاً ذکر خلاف نہ فرمایا دُرمختار میں ہے: اقلھا ستۃ احرف ولو تقدیرا کلم یلد الا اذا کانت کلمۃ فالاصح عدم الصحۃ ۱؎۔ اس آیت کے کم از کم چھ حروف ہوں اگر چہ وُہ لفظاً نہ ہوں بلکہ تقدیراً ہوں مثلاً لم یلد (کہ اصل میں لم یولد تھا) مگر اس صورت میں کہ جب وُہ آیت صرف ایک کلمہ پر مشتمل ہو تو اصح عدمِ صحتِ نماز ہے(ت)

(۱؎ درمختار،، فصل ویجہر الامام، مطبوعہ مجتبائی دہلی،، ۱/ ۸۰)

ہندیہ میں ہے:

الاصح انہ لا یجوز کذا فی شرح المجمع لابن ملک وھکذا فی الظھیریۃ والسراج الوھاج وفتح القدیر ۲؎۔

اصح یہی ہے کہ اس سے نماز جائز نہیں شرح مجمع لابن مالک میں اسی طرح ہے۔ ظہیریہ، السراج، الوہاج اور فتح القدیر میں بھی یوں ہی ہے۔(ت) (۲؎ فتاوٰی ہندیہ،، الباب الرابع فی صفۃ الصلوۃ، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، ۱/ ۶۹)

فتح القدیر میں ہے:

لو کانت کلمۃ اسماً او حرفاً نحو مدھامتٰن ص ق ن فان ھذہ اٰیات عند بعض القراء اختلف فیہ علی قولہ والاصح انہ لا یجوز لانہ یسمی عاداً لا قارئا ۳؎۔

اگر وُہ آیت ایک کلمہ پر مشتمل ہے خواہ اسم ہو یا حرف مثلاً مدھامتٰن، ص، ق، ن کیونکہ یہ بعض قراء کے نزدیک آیات ہیں ان کے قول پر اس میں اختلاف ہے اور اصح یہی ہے کہ یہ جوازِ نماز کے لئے کافی نہیں کیونکہ ایسے شخص کو قاری نہیں کہا جاتا بلکہ شمار کرنے والا کہا ہے

مسئلہ ۳۰: سورتوں کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک پوری آیت ہے، مگر صرف اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا۔ (7)

مسئلہ ۳۱: قراءت شاذہ سے فرض ادا نہ ہوگا، یوہیں بجائے قراءت آیت کی ہجے کی، نماز نہ ہوگی۔ (8)

❁❁❁❁❁

جاتا ہے۔(ت) (۳ــ فتح القدیر شرح الہدایۃ، فصل فی القرأۃ، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر، ۱/۲۸۹)

بحرالرائق میں اسے ذکر کرکے فرمایا:

کذا ذکرہ الشارحون وھو مسلم فی ص و نحو اما فی مدھامتن فذکر الاسبیجابی وصاحب البدائع انه یجوز علی قول ابی حنیفة من غیر ذکر خلاف بین المشائخ [۴]

شارحین نے اسے یوں ہی بیان کیا ہے اور یہ بات ص وغیرہ میں تو مسلم مگر مدھامتن کے بارے میں اسبیجابی اور صاحب بدائع نے کہا کہ امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق یہ جوازِ نماز کے لئے کافی ہے اور انہوں نے مشائخ کے درمیان کسی اختلاف کا ذکر نہیں کیا۔(ت)

(۴ــ البحرالرائق شرح کنزالدقائق، فصل واذا اراد الدخول فی الصلٰوۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/۳۳۸)

بدائع میں ہے:

فی ظاھر الروایة قدر ادنی المفروض بالاٰیة التامة طویلة کانت اوقصیرة کقوله تعالٰی مدھامتن وماقاله ابوحنیفة اقیس [۱]

ظاہر الروایہ کے مطابق فرض قراءۃ کی مقدار کم از کم ایک مکمل آیت ہے وہ آیت لمبی ہو یا چھوٹی۔ جیسے اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے مدھامتن اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی نے جو کچھ فرمایا ہے وہی زیادہ قرینِ قیاس ہے۔(ت)

(۱ــ بدائع الصنائع، فصل فی ارکان الصلٰوۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/۱۱۲)

اقول: اظہر یہی ہے مگر جبکہ ایک جماعت اُسے ترجیح دے رہی ہے تو احتراز ہی میں احتیاط ہے خصوصاً اس حالت میں کہ اس کی ضرورت نہ ہوگی مگر مثل فجر میں جبکہ وقت قدر واجب سے کم رہا ہو ایسے وقت تم نظر کہ بالاجماع ہمارے امام کے نزدیک ادائے فرض کو کافی ہے مدھامتن سے جلد ادا ہوجائے گا کہ اس میں حرف بھی زائد ہیں اور ایک مد متصل ہے جس کا ترک حرام ہے، ہاں جسے یہی یاد ہو اُس کے بارے میں ؟ا کلام ہوگا اور احوط اعادہ۔ واللہ تعالٰی۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۳۴۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(7) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج ۲، ص ۲۳۶۔

(8) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج ۲، ص ۲۲۶

(۴) رکوع

اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں، یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے۔ (1) اور پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھاوے (2)۔

---

(1) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۶۵

(2) نماز میں رکوع وسجود کامل طور پر ادا نہ کرنے پر وعیدیں:

حضرت سیدنا ابوعبد اللہ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع پورا ادا نہیں کرتا اور سجدوں میں ٹھونگیں مار رہا ہے تو ارشاد فرمایا: اگر اس شخص کا اسی حالت میں انتقال ہو جائے تو یہ حضرت سیدنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ملت کے علاوہ پر مرے گا۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: نماز میں رکوع پورا نہ کرنے اور سجدوں میں ٹھونگے مارنے والے کی مثال اس بھوکے شخص کی سی ہے جو ایک یا دو کھجوریں کھانے پر اکتفا کرتا ہے حالانکہ وہ اس کے کسی کام نہیں آتیں۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۳۸۴۰، ج ۴، ص ۱۱۵)

محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: آدمی ساٹھ 60 سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے مگر اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی، شاید وہ رکوع تو پورے کرتا ہو مگر سجدے پورے نہ کرتا ہو یا پھر سجدے پورے کرتا ہو مگر رکوع پورے نہ کرتا ہو۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الصلوۃ، باب الترہیب من عدم اتمام ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۷۵۷، ج ۱، ص ۲۴۰)

شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے (ایک ستون کی طرف اشارہ کرکے) ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی کے پاس یہ ستون ہوتا تو وہ اسے توڑنا ہرگز پسند نہ کرتا پھر وہ جان بوجھ کر اپنی نماز کیسے توڑ دیتا ہے؟ حالانکہ وہ تو اللہ عزوجل کے لئے ہوتی ہے، نماز پوری کیا کرو کیونکہ اللہ عزوجل کامل نماز ہی قبول فرماتا ہے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۲۹۶، ج ۴، ص ۳۷۶، بعمد بدلہ بعہد)

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع وسجود پورے ادا نہیں کر رہا تو ارشاد فرمایا: اگر یہ مر گیا تو حضرت سیدنا محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ملت کے علاوہ مرے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب فیمن لایتم صلاتہ ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۲۷۲۹، ج ۲، ص ۳۰۳)

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع وسجود پورے نہیں کر رہا تو ارشاد فرمایا: تم نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تم یہ نماز اسی طرح پڑھتے ہوئے مر گئے تو حضرت سیدنا محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ملت کے علاوہ مرو گے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اذا لم یتم الرکوع، الحدیث ۷۹۱، ص ۶۲) ←

مسئلہ ۴۲: کوزہ پشت (کبڑا) کہ اس کا کُب حدِ رکوع کو پہنچ گیا ہو، رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے۔(3)

❁❁❁❁❁

ابوداؤدشریف کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: تم کتنے عرصے سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہو؟ اس نے کہا: چالیس سال سے۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے ارشاد فرمایا: تم نے چالیس سال سے کوئی نماز نہیں پڑھی اور اگر تم اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے مر گئے تو ملتِ محمدی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مرو گے۔

محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل اس بندے کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو رکوع اور سجود کے درمیان اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا (پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے استفسار فرمایا) اور شرابی، زانی اور چور کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ (یہ اس وقت تھا کہ ابھی حدود کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے) تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ بدکاریاں ہیں اور ان پر سزا ہے اور سب سے بدتر چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: آدمی نماز میں چوری کیسے کرتا ہے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ اس کے رکوع اور سجود پورے نہیں کرتا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث طلق بن علی، الحدیث: ۱۶۲۸۳، ج۵، ص۴۹۲) (مؤطا امام مالک، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب العمل فی جامع الصلاۃ، الحدیث: ۴۱۰، ج۱، ص۱۶۴)

رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو کامل طریقے سے وضو کرتا ہے پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور اس کے رکوع وسجود اور قراءت اچھی طرح ادا کرتا ہے تو نماز کہتی ہے: اللہ عزوجل تیری حفاظت فرمائے جیسا کہ تو نے میری حفاظت کی۔ پھر وہ نماز آسمان کی طرف اٹھا دی جاتی ہے اور وہ روشن اور منور ہوتی ہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بندے کے لئے سفارش کرے اور جب بندہ نماز کے رکوع وسجود اور قراءت پوری نہیں کرتا تو نماز کہتی ہے: اللہ عزوجل تجھے برباد کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔ پھر وہ آسمان کی طرف بلند ہو جاتی ہے اور اس پر تاریکی چھائی ہوتی ہے، اس پر آسمانوں کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔ (شعب الایمان، باب فی الطہارت، باب فضل الوضوء، الحدیث: ۲۷۲۹، ج۳، ص۱۰، مختصر)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے وقت کے علاوہ نماز پڑھی اور اس کے لئے کامل وضو نہ کیا اور اس کو خشوع وخضوع کے ساتھ ادا نہ کیا اور اس کے رکوع وسجود پورے نہ کئے تو وہ کالی سیاہ ہو کر نکلتی ہے اور کہتی ہے: اللہ عزوجل تجھے ضائع کرے جس طرح تُو نے مجھے ضائع کیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل جہاں چاہتا ہے وہ اس جگہ پہنچ جاتی ہے پھر اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۰۹۵، ج۲، ص۲۲۷)

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج۱، ص۷۰

(۵) سجود (1)

حدیث میں ہے: سب سے زیادہ قرب بندہ کو خدا سے اس حالت میں ہے کہ سجدہ میں ہو، لہٰذا دُعا زیادہ کرو۔(2) اس حدیث کو مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ پیشانی کا زمین پر جمنا سجدہ کی حقیقت ہے اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا شرط۔(3)

---

(1) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلے کام کرو اس امید پر کہ تمہیں چھٹکارا ہو۔

(پ ۱۷، الحج: ۷۷)

(2) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب مایقال فی الرکوع والسجود، الحدیث: ۴۸۲، ص ۲۵۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ یعنی رب تو ہم سے ہر وقت قریب ہے ہم اس سے دور رہتے ہیں، البتہ سجدے کی حالت میں ہمیں اس سے خصوصی قرب نصیب ہوتا ہے لہذا اس قرب کو غنیمت سمجھ کر جو مانگ سکیں مانگ لیں۔ اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں سجدہ قیام سے افضل ہے۔ خیال رہے کہ نوافل کے سجدوں میں ہمیشہ دعا مانگے، فرائض کے سجدوں میں کبھی کبھی، بعض لوگ سجدے میں گر کر دعائیں مانگتے ہیں یعنی دعا کے لیے سجدہ کرتے ہیں ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۱۲۰)

(3) اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

درمختار میں ہے:

فیه (ای فی شرح الملتقی) یفترض وضع اصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة والا لم تجز والناس عنه غافلون وشرط طهارة المکان وان یجد حجم الارض والناس عنه غافلون ا ۱ھ ملخصاً۔

اس (شرح الملتقی) میں ہے قدم کی انگلیوں کا زمین پر جانب قبلہ رکھنا فرض ہے خواہ وہ ایک ہی کیوں نہ ہو ورنہ جائز نہیں اور لوگ اس سے غافل ہیں اور مکان کا پاک ہونا بھی شرط ہے اور حجم زمین کو پانا اور لوگ اس سے بھی غافل ہیں اھ ملخصاً (ت)

(۱ درمختار، فصل واذا اراد الشروع فی الصلوٰۃ کبر، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی بھارت، ۱/ ۷۲)

اسی میں ہے: منها (ای من الفرائض) السجود بجبهته وقدمیه ووضع اصبع واحدة منهما شرط ۱۔

ان میں سے (یعنی فرائض میں سے) پیشانی اور قدمین پر سجدہ کرنا ہے اور ان دونوں پاؤں میں سے ایک انگلی کا لگنا شرط ہے۔ (ت)

(۱ درمختار، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی بھارت، ۱/ ۷۰) ←

منیہ میں ہے:

لو سجد ولم یضع قدمیہ علی الارض لایجوز ولو وضع احدھما جاز ۲؎۔

اگر سجدہ کیا لیکن قدم زمین پر نہ لگے تو وہ جائز نہ ہوگا اور اگر ان سے ایک قدم لگ گیا تو جائز ہوگا (ت)

(۲؎ منیۃ المصلی باب فرائض صلوٰۃ بحث السجود مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، ص ۲۶۱)

غنیہ میں ہے:

المراد من وضع القدم وضع اصابعھا قال الزاہدی ووضع رؤس القدمین حالۃ السجود فرض وفی مختصر الکرخی سجد ورفع اصابع رجلیہ عن الارض لاتجوز، وکذا فی الخلاصۃ والبزازی وضع القدم بوضع اصابعہ وان وضع اصبعا واحدۃ اووضع ظہر القدم بلا اصابع ان وجع مع ذٰلک احدی قدمیہ صح والافلا، فھم من ھذا ان المراد بوضع الاصابع توجیھا نحو القبلۃ لیکون الاعتماد علیھا والافھو وضع ظہر القدم وقد جعلہ غیر معتبر وھذا مما یجب التنبیہ لہ فان اکثر الناس عنہ غافلون ۳؎۔

قدم رکھنے سے مراد اس کی انگلیوں کو رکھنا ہے، زاہدی نے کہا حالت سجدہ میں دونوں قدموں کی انگلیوں کے سروں کا زمین پر رکھنا فرض ہے مختصر کرخی میں ہے اگر کسی نے سجدہ کیا مگر پاؤں کی انگلیاں زمین سے اٹھی رہیں تو سجدہ نہ ہوگا۔ اسی طرح خلاصہ میں ہے۔ بزازیہ میں قدم رکھنے سے مراد انگلیوں کا رکھنا ہے اور اگر قدم کی پشت انگلیوں کے بغیر لگائی تو اگر اس کے ساتھ کسی ایک قدم کو بھی لگایا تو صحیح ورنہ نہیں، اس سے یہ بھی سمجھ آرہا ہے کہ انگلیوں کے رکھنے سے مراد انہیں قبلہ کی طرف کرنا ہے تاکہ ان پر ٹیک ہو ورنہ قدم کی پشت پر ہوگا اور اسے تو غیر معتبر قرار دیا گیا ہے اور اس پر متنبہ ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ اکثر لوگ اس سے غافل ہیں۔ (ت)

(۳؎ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، فرائض صلوٰۃ، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۲۸۵)

بحر الرائق وشرنبلالیہ میں ہے:

السجود فی الشریعۃ وضع بعض الوجہ مما لاسخریۃ فیہ وخرج بقولنا لاسخریۃ فیہ ما اذا رفع قدمیہ فی السجود فانہ لایصح لان السجود مع رفعھما بالتلاعب اشبہ منہ بالتعظیم والاجلال ویکفیہ وضع اصبع واحدۃ فلو لم یضع الاصابع اصلا ووضع ظاہر القدم فانہ لایجوز لان وضع القدم بوضع الاصبع اھ ملتقطا ۱؎۔

شریعت میں سجدہ یہ ہے چہرہ کا زمین پر رکھنا اور اس میں تمسخر نہ ہو لاسخریۃ فیہ سے وہ صورت خارج ہوجاتی ہے جس میں دونوں قدم حالت سجدہ میں زمین پر نہ ہوں کیونکہ حالت سجدہ میں ان کا زمین سے اٹھا ہوا ہونا تعظیم وعزت کے بجائے مذاق پر دلالت کرتا ہے اور اس میں ایک انگلی کا زمین پر لگ جانا کافی ہوتا ہے۔ پس اگر کسی نے انگلیاں بالکل نہیں لگائیں مگر پشت قدم کو لگایا تو یہ جائز نہیں کیونکہ قدم کے رکھنے سے مراد انگلی کا لگانا ہے اھ ملخصا (ت) (۱؎ بحر الرائق، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/ ۲۹۳)

جوہرۂ نیرہ میں ہے:

....

من شرط جواز السجود ان لایرفع قدمیه فان رفعهما فی حال سجوده لاتجزیه السجدة وان رفع احدهما قال فی المرتبة یجزیه مع الکراهة ولوصلی عن الدکان وادلی رجلیه عن الدکان عند السجود لایجوز وکذا علی السریر اذا ادلی رجلیه عنها لایجوز ۲؎۔

جوازِ سجدہ کے لئے شرط یہ ہے کہ دونوں قدم زمین سے اُٹھے ہوئے نہ ہوں اگر حالت سجدہ میں اٹھے ہوئے رہے تو سجدہ جائز نہیں ہوگا، اور اگر ان میں ایک رکھا ہوا تھا تو مرتبہ میں ہے کہ سجدہ جائز مگر مکروہ ہوگا، اگر کسی نے اونچی جگہ نماز پڑھی اور سجدہ کے وقت پاؤں نیچے لڑھکا دیئے تو جائز نہیں، اسی طرح چارپائی سے اگر پاؤں نیچے لڑھکا دیئے تو سجدہ نہ ہوگا۔(ت)

(۲؎ جوہرنیرہ شرح قدوری، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان، ۱/ ۶۳)

فتح القدیر میں ہے:

اما افتراض وضع القدم فلان السجود قدم مع رفعهما بالتلاعب اشبه منه بالتعظیم ولاجلال ویکفیه وضع اصبع واحدة وفی الوجیز وضع القدمین فرض فان رفع احدهما دون الاخری جاز ویکره ۱؎۔

پر لگنا اس لئے ضروری ہے کہ ان کا اٹھا ہوا ہونا تعظیم وعزت کے بجائے مذاق کے زیادہ قریب ہے البتہ ایک انگلی کا لگ جانا بھی کافی ہوتا ہے وجیز میں ہے کہ دونوں قدموں کا لگانا فرض ہے اگر ایک لگا رہا اور دوسرا اُٹھ گیا تو جائز مگر مکروہ ہے(ت)

(۱؎ فتح القدیر، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر، ۱/ ۲۶۵)

شرح نقایہ قہستانی میں ہے:

الصحیح ان رفع القدمین مفسد کما فی القنیة ۲؎۔

صحیح یہی ہے کہ قدمین کا زمین سے اٹھ جانا نماز کو فاسد کر دیتا ہے جیسا کہ قنیہ میں ہے۔(ت)

(۲؎ جامع الرموز، فصل فی فرائض الصلوٰۃ، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران، ۱/ ۱۴۰)

فتح اللہ المعین میں ہے:

وضع اصبع واحدة من القدمین شرط ۳؎۔ قدمین کی ایک انگلی کا لگنا شرط ہے۔(ت)

(۳؎ فتح اللہ المعین، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/ ۱۶۹)

اُسی میں ہے:

یفترض وضع واحدة من اصابع القدم ۴؎۔ قدم کی انگلیوں میں سے ایک کا لگنا فرض ہے۔(ت)

(۴؎ فتح اللہ المعین، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/ ۱۹۱)

اُسی میں زیرِ قول کنز وجه اصابع رجلیه نحو القبلة (پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف کرکے زمین پر لگایا جائے۔ت) فرمایا: خص اصابع الرجلین بالذکر مع ان اصابع الیدین کذلك حتی یکرہ تحویلها عن القبلة انما خصها وضعها موجهة ←

....

کما ذکرہ نوح افندی ونصہ قال الزاھدی ووضع رؤس القدمین حالۃ السجود فرض وفی مختصر الکرخی سجد ورفع اصابع رجلیہ عن الارض لایجوز قال وفھم من ھذا ان المراد بوضع الاصابع توجیھا نحو القبلۃ لیکون الاعتماد علیھا والا فھو وضع لظھر القدم وھو غیر معتبر الخ وکذا الحلبی عن المنیۃ ا ۔ الخ۔

یہاں پاؤں کی انگلیوں کا ذکر ہوا ہے حالانکہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا لگنا بھی اسی طرح ہے حتی کہ ان کا قبلہ سے پھر جانا بھی مکروہ ہے مگر مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں قبلہ کی طرف متوجہ کرنا فرض ہے جیسا کہ نوح آفندی نے ذکر کیا اور اس کے الفاظ یہ ہیں زاہدی نے کہا حالت سجدہ میں قدمین کی انگلیوں کے سروں کا لگنا فرض ہے، مختصر کرخی میں ہے کسی نے سجدہ کیا مگر پاؤں کی انگلیاں زمین پر نہ لگیں تو یہ جائز نہیں، اور فرمایا اس سے یہ بھی سمجھ آرہا ہے کہ انگلیوں کے لگانے سے مراد انہیں قبلہ کی طرف متوجہ کرنا ہے تاکہ اعتماد ان پر ہو ورنہ تو پشت قدم پر ہوگا جو معتبر نہیں الخ حلبی میں منیہ سے یہی ہے۔(ت) (ا ۔ فتح اللہ المعین باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۹۲)

نور الایضاح و مراقی الفلاح میں ہے:

من شرط صحۃ السجود وضع شئی من اصابع الرجلین موجھا بباطنہ نحو القبلۃ ولایکفی لصحۃ السجود وضع ظاھر القدم ۔ ۲۔

صحت سجدہ کے لئے پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر زمین پر لگنا شرط ہے فقط ظاہر قدم کا زمین پر لگنا کافی نہیں۔(ت)

(۲ ۔ مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، باب شروط الصلوۃ، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ص ۱۲۷)

ردالمحتار میں ہے:

وکذا قال فی الھدایۃ واما وضع القدمین فقد ذکر القدوری انہ فرض فی السجود اھ فاذا سجد ورفع اصابع رجلیہ لایجوز کذا ذکرہ الکرخی والجصاص ولو وضع احداھما جاز قال القاضی خاں ویکرہ قال فی المجتبی قلت ظاھر مافی مختصر الکرخی والمحیط والقدوری انہ اذ رفع احدھما دون الاخری لایجوز وقد رأیت فی بعض النسخ فیہ روایتان اھ ومشی علی روایۃ الجواز برفع احدھما فی التفصیل والخلاصۃ وغیرھما۔

ہدایہ میں اسی طرح ہے، رہا قدمین کا لگنا تو قدوری نے کہا کہ یہ سجدہ میں فرض ہے پس جب سجدہ کیا مگر پاؤں کی انگلیاں نہ لگیں تو سجدہ صحیح نہ ہوگا، اسی طرح کرخی اور جصاص نے کہا اور اگر ایک انگلی لگ گئی تو جائز ہے، قاضی نے کہا مگر کراہت ہے۔ مجتبی میں ہے مختصر، کرخی، محیط اور قدوری کا ظاہر بتا رہا ہے کہ جب ایک پاؤں اٹھا ہوا ہو تو یہ جائز نہیں اور میں نے اس کے بعض نسخوں میں دو روایتیں دیکھی ہیں اھ فیض اور خلاصہ وغیرہ میں روایت جواز پر عمل کیا ہے۔

وذھب شیخ الاسلام الی ان وضعھما سنۃ واختار فی العنایۃ ھذہ الروایۃ وقال انھا الحق واقرہ فی الدرر ووجھہ ان السجود لایتوقف تحققہ علی وضع القدمین فیکون افتراض وضعھما زیادۃ علی الکتاب بخبر الواحد لکن ردہ فی شرح المنیۃ وقال ان قولہ ھو الحق بعید عن الحق وبضدہ احق اذلا روایۃ تساعدہ والدرایۃ ←

تنفیہ لان مالا یتوصل الی الفرض الا بہ فھو فرض و حیث تظافرت الروایات عن ائمتنا بان وضع الیدین والرکبتین سنۃ ولم ترد روایۃ بانہ فرض، تعین وضع القدمین او احدھما للفرضیۃ ضرورۃ التوصل الی وضع الجبھۃ وھذا لو لم ترد بہ عنھم روایۃ کیف والروایات فیہ متوافرۃ اھ،

شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ دونوں پاؤں کا رکھنا سنت ہے۔ عنایہ میں اسی روایت کو مختار کہا ہے اور کہا یہی حق ہے اور درر میں اسے ہی ثابت رکھا، وجہ یہ ہے کہ سجدہ قدمین کے لگنے پر موقوف نہیں لہٰذا ان کے لگنے کو فرض قرار دینے سے خبر واحد سے کتاب اللہ پر زیادتی لازم آئے گی لیکن شرح منیہ میں اس کی تردید ہے کہ اسے حق کہنا حق سے بعید ہے بلکہ اس کا خلاف احق ہے کیونکہ کوئی روایت تائید نہیں کرتی اور درایت اس کی نفی کرتی کیونکہ جو فرض تک پہنچائے وہ بھی فرض ہوتا ہے، اور اس مقام پر اپنے ائمہ سے کثرت کے ساتھ روایات ہیں کہ قدمین اور ہاتھوں کا زمین پر لگانا سنت ہے اور فرض کی روایت نہیں تاہم پیشانی لگانے کے لئے دو یا ایک قدم کا لگانا فرض متعین ہے اگر کوئی روایت نہیں ہوتی تب بھی یہ حکم تھا حالانکہ اس بارے میں روایات کثیر ہیں اھ،

ویؤیدہ مافی شرح المجمع لمصنفہ حیث استدل علی ان وضع الیدین والرکبتین سنۃ بان ماھیۃ السجدۃ حاصلۃ بوضع الوجہ والقدمین علی الارض الخ و کذا مافی الکفایۃ عن الزاھدی من ان ظاھر الروایۃ ماذکر فی مختصر الکرخی وبہ جزم فی السراج و فی الفیض وبہ یفتی ھذا وقال فی الحلیۃ والاوجہ علی منوال ماسبق ھو الوجوب لما سبق من الحدیث اھ ای علی منوال ماحققہ شیخہ من الاستدلال علی وجوب وضع الیدین والرکبتین وتقدم انہ اعدل الاقوال فلذا ھنا واختارہ فی البحر والشرنبلالیۃ قلت ویمکن حمل کل من الروایتین السابقتین علیہ بحمل عدم الجواز علی عدم الحل لاعدم الصحۃ ونفی شیخ الاسلام فرضیۃ وضعھما لاینافی الوجوب وتصریح القدوری بالفرضیۃ یمکن تاویلہ فان الفرض قدیطلق علی الواجب تامل، ومامر عن شرح المنیۃ للبحث فیہ مجال لان وضع الجبھۃ لایتوقف علی وضع القدمین بل توقفہ علی الرکبتین والیدین ابلغ فدعوی فرضیۃ وضع القدمین دون غیرھما ترجیح بلامرجح والروایات المتظافرۃ انما ھی فی عدم الجواز کمایظھر من کلامھم لافی الفرضیۃ وعدم الجواز صادق بالوجوب کما ذکرنا والحاصل ان المشھور فی کتب المذھب اعتماد الفرضیۃ والارجح من حیث الدلیل والقواعد عدم الفرضیۃ (ملخصاً) واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس کی تائید خود ماتن کی شرح مجمع کے اس استدلال سے بھی ہوتی ہے ہاتھوں اور قدموں کا زمین پر لگانا سنت ہے کیونکہ سجدہ کی ماہیت چہرہ اور قدمین زمین پر رکھنے سے حاصل ہوجاتی ہے الخ اسی طرح کفایہ میں زاہدی کے حوالے سے ہے کہ ظاہر الروایہ وہی ہے جس کا ذکر مختصر الکرخی میں ہے اور اسی پر سراج میں جزم فرمایا اور فیض میں ہے اسی پر فتوی ہے، حلیہ میں ہے گزشتہ طریقہ کے مطابق سابقہ حدیث کے پیش نظر وجوب ہی مختار ہے اھ یعنی اس طریقہ پر جو ان کے شیخ نے ہاتھوں اور قدموں کے رکھنے پر یہ استدلال کیا تھا اور یہ گزر چکا کہ یہ معتدل قول ہے پس یہاں بھی یہی معاملہ ہے اور اسے بحر اور شرنبلالیہ میں مختار کہا میں کہتا ہوں کہ یہ ممکن ہے کہ سابقہ دونوں روایات میں ←

عدم جواز کو عدم حلت پر محمول کریں نہ کہ عدم صحت پر، شیخ الاسلام کی ان کے زمین پر لگنے کی فرضیت کی نفی کرنا وجوب کے منافی نہیں، قدوری کی تصریح کہ یہ فرض ہے اس کی تاویل ممکن ہے کیونکہ بعض اوقات فرض کا اطلاق وجوب پر ہوتا ہے، تامل۔ شرح المنیہ کے حوالے سے جو کچھ گزرا ہے وہ قابل بحث ہے کیونکہ پیشانی کا رکھنا قدمین کے رکھنے پر موقوف نہیں بلکہ ہاتھوں اور گھٹنوں پر موقوف ہونا زیادہ واضح ہے لہٰذا قدمین کو زمین پر رکھنے کو فرض قرار دینا اور دوسروں کو نہ قرار دینا ترجیح بلا مرجح ہے اور روایات کثیرہ اس کے عدم جواز میں ہیں جیسا کہ علماء کے کلام سے واضح ہے نہ کہ عدم فرضیت میں، اور عدم جواز، وجوب کی صورت میں بھی صادق آتا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، حاصل یہ کہ مشہور کتب مذہب میں فرضیت ہے اور قواعد کے مطابق راجح وجوب ہے (ملخصا) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(اے ردالمحتار، فصل ای فی بیان تالیف الصلوٰۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۳۶۹)

قوله ولو واحدة صرح به في الفيض قوله نحو القبلة اقول وفيه نظر فقد قال في الفيض ولو وضع ظهر القدم دون الاصابع بان كان المكان ضيقا اووضع احدهما دون الاخرى لضيقه جاز كما لو قام على قدم واحد وان لم يكن المكان ضيقا يكره اه فهذا صريح في اعتبار وضع ظاهر القدم وانما الكلام في الكراهة بلا عذر لكن رأيت في الخلاصة ان وضع احدهما بان الشرطية بدل او العاطفة اه لكن هذا ليس صريحا في اشتراط توجيه الاصابع بل المصرح به ان توجيهها نحو القبلة سنة يكره تركها كما في البرجندي والقهستاني اھ (ملخصا)

قولہ اگرچہ ایک انگلی ہو، فیض میں اسی کی تصریح ہے قولہ قبلہ کی طرف اقول اس میں نظر ہے فیض میں ہے اگر قدم کی پشت لگی اور انگلیاں نہ لگیں مثلاً جگہ تنگ ہے یا تنگی کی وجہ سے ایک قدم لگا دوسرا نہ لگ سکا تو جائز ہے جیسا کہ کوئی ایک قدم پر کھڑا ہوتا ہے اگر مکان تنگ نہ ہو تو کراہت ہے اھ یہ عبارت اس بات پر تصریح کہ پشتِ قدم کا اعتبار ہے کلام اس میں ہے کہ بلا عذر مکروہ ہے لیکن میں نے خلاصہ میں دیکھا ہے کہ وہاں اووضع کی بجائے ان وضع احدھما ہے (یعنی ان شرطیہ کے ساتھ) لیکن یہ بات انگلیوں کے متوجہ کرنے کو شرط قرار دینے میں صریح نہیں بلکہ تصریح یہ ہے کہ قبلہ کی طرف انگلیوں کو متوجہ کرنا سنت ہے اور اس کا ترک مکروہ، جیسا کہ برجندی اور قہستانی میں ہے۔ (ملخصا) (اے ردالمحتار، فصل فی بیان تالیف الصلوٰۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۳۶۹)

یہ علامہ شامی کا کلام ہے کہ قدرے اختصار کے ساتھ منقول ہوا۔

انا اقول وبالله العون حمل عدم الجواز على عدم الحل في الصلاة بعيد ولهذا اعترفتم ان المشهور في كتب المذهب اعتماد الفرضية مع قولكم ان تظافر الروايات انما هو في عدم الجواز فلولا ان مراده الشائع الذائع هو الافتراض فمن اين يكون اعتماد الفرضية مشهورا في كتب المذهب ثم للحمل مساغ حيث يقال لم يجز و الضمير لرفع القدمين مثلا اما اذا قيل لم تجز والضمير للصلاة تعين مفيد العدم الصحة وثبوت الفرضية بالمعنى المقابل للوجوب وهو كذلك في غيرما كتاب منها مختصرا الكرخي كما تقدم هذا وجه والثاني مثله اضافة عدم الجواز للسجود كما مضى عن الجوهرة والثالث اظهر منه التعبير بعدم الاجزاء كماسلف ←

عنہا ایضا فھو مفسر لایقبل التاویل والرابع کذا الحکم بالفساد کما سمعت عن جامع الرموز عن القنیۃ والخامس مقابلتھم عدم الجواز ھنا بحکم الجواز علی ما اذا رفع احدی القدمین کما فی الفتح والوجیز والجوھرۃ وغیرھا نص ایضا فی ارادۃ الجواز بمعنی الصحۃ الا تری انھم حکم علیہ بالکراھۃ والمراد کراھۃ التحریم کما ھو المحمل عند الاطلاق و کما ھو قضیۃ الدلیل ھنا فالجواز بمعنی الحل منتف فیہ ایضا و السادس قد عبر فی عدۃ کتب کالخلاصۃ و البزازیۃ والغنیۃ والبحر الرائق ونورالایضاح ومراقی الفلاح وغیرھا کما سبق بعدم الصحۃ وھو صریح فی المراد والسابع مثلہ الحکم بالشرطیۃ کما فی الدر والجوھرۃ وابی السعود و نور الایضاح ومراقی الفلاح وغیرھا۔

میں اللہ کی مدد سے کہتا ہوں نماز میں عدم جواز کو عدم حلت پر محمول کرنا بعید ہے اسی لئے تم نے اعتراف کیا کہ مشہور کتب مذہب میں فرضیت ہے باوجود اس کے کہ تمہارا قول ہے کہ اکثر روایات عدم جواز پر ہیں اگر ان کی مراد مشہور ومعروف فرض قرار دینا نہیں تو فرضیت پر اعتماد کتب مشہورہ میں کیسے ہوگیا؟ پھر حمل میں گنجائش ہے کہ لم یجز کہا گیا اور ضمیر مثلاً رفع قدمین کیطرف لوٹ رہی ہو جب لم تجز کہا جائے تو ضمیر نماز کی طرف لوٹے جس سے عدم صحت کا تعین ہو جاتا اور اس فرضیت کا بھی جو معنی وجوب کے مقابل ہے، اور متعدد کتب میں اسی طرح ہے ان میں سے مختصر الکرخی بھی ہے جیسا کہ پہلے گزرا، یہ ایک صورت ہے، دوسری اس کے مثل کی عدم جواز کی سجدہ کی طرف اضافت، جیسا کہ جوہرہ کے حوالے سے گزرا ہے، تیسری جو کہ واضح ہے کہ عدم اجزاء سے تعبیر کرنا جیسا کہ پیچھے آیا یہ بھی مفسر ہے اور یہ تاویل کو قبول نہیں کرتا، چوتھی اسی طرح حکم بالفساد جیسا کہ آپ نے جامع الرموز سے قنیہ کے حوالے سے پڑھا ہے۔ پانچویں یہ کہ انہوں نے مقابلہ عدم جواز کا جواز کے ساتھ کیا ہے اور جواز کا حکم اس صورت میں ہوگا جب ایک قدم اٹھا ہوا ہو جیسا کہ فتح، وجیز، جوہرہ وغیرہ میں ہے اس پر بھی تصریح ہے کہ جواز بمعنی صحت مراد ہے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ انہوں نے اسے مکروہ کہا ہے اور کراہت سے مراد تحریمی ہے جیسا کہ اطلاق کے وقت ہوا کرتا ہے اور یہاں دلیل کا تقاضا بھی یہی ہے تو جواز بمعنی حلت یہاں بھی نہ ہوا، چھٹی کہ بہت سی کتب مثلاً خلاصہ، بزازیہ، غنیہ، بحرالرائق، نورالایضاح، مراقی الفلاح وغیرہ میں اسے عدم صحت کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور یہ مراد پر واضح تصریح ہے۔ ساتویں اسی کی مثل حکم بالشرطیہ ہے جیسا کہ در، جوہرہ، ابوسعود، نورالایضاح اور مراقی الفلاح میں ہے۔

والثامن صرح فی شرح المجمع والکافی والفتح و البحر وغیرہ کما مر بدخول ذلک فی حقیقۃ السجود شرعا وکل قاض بالافتراض بالمعنی الخاص غیر قابل للتاویل الذی ابدیتموہ فکیف یمکن ارجاع جمیع تلک الصرائح الی ماتاباہ بالاباء الواضح فانی یتأتی التوفیق و من این یسوغ ترک النصوص المذھب الی بحث ابداہ العلامۃ ابن امیر الحاج وان تبعہ البحر والشرنبلالی علی مناقضۃ منھما لانفسھا رحمھم اللہ تعالی والبحر صرح ھھنا وقبلہ بان السجود مع رفع القدمین تلاعب والشرنبلالی قد جزم فی متنہ وشرحہ بافتراض وضع بعض الاصابع والمحقق علی الاطلاق اعلم وافقہ من تلمیذہ ابن امیر الحاج وقد جزم بما جزم وقد سمعت کل ذلک۔ ←

تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے، نماز نہ ہوئی بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی، جب بھی نہ ہوئی اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں۔(4)

مسئلہ ۳۳: اگر کسی عذر کے سبب پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا، تو صرف ناک سے سجدہ کرے پھر بھی فقط ناک کی نوک لگنا کافی نہیں، بلکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضرور ہے۔(5)

مسئلہ ۳۴: رخسارہ یا ٹھوڑی زمین پر لگانے سے سجدہ نہ ہوگا خواہ عذر کے سبب ہو یا بلا عذر، اگر عذر ہو تو اشارہ کا حکم ہے۔(6)

مسئلہ ۳۵: ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔

مسئلہ ۳۶: کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، قالین وغیرہا پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ اب دبانے سے نہ دبے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔(7) بعض جگہ جاڑوں میں مسجد میں پیال (چاول کا بھس) بچھاتے ہیں، ان لوگوں کو سجدہ کرنے میں اس کا لحاظ بہت ضروری ہے کہ اگر پیشانی خوب نہ دبی، تو نماز ہی نہ ہوئی اور ناک ہڈی تک نہ دبی تو

آٹھویں شرح مجمع، کافی، فتح، بحر وغیرہ میں ہے جیسا کہ گزرا کہ یہ ماہیت سجدہ میں شرعاً داخل ہے اور یہ تمام امور یہاں فرض بمعنی خاص کیلئے فیصلہ کن ہیں جو قابل تاویل نہیں ہیں تو یہ تصریحات جس سے واضح انکاری ہیں اس پر ان کو کیسے محمول کیا جاسکتا ہے یہ توفیق کہاں ہوئی اور مذہب کی نصوص کو چھوڑ کر علامہ ابن امیر الحاج کی بحث کی گنجائش کہاں سے نکلی اگرچہ بحر اور شرنبلالی میں اس کی اتباع کی گئی ہے علاوہ ازیں ان کا خود اپنا تضاد ہے بحر نے یہاں اور اس سے پہلے تصریح کی ہے کہ قدموں کے اٹھائے ہوئے سجدہ مذاق ہے۔ شرنبلالی نے متن اور شرح میں کچھ انگلیوں کے لگانے پر جزم کیا ہے، اور محقق علی الاطلاق اپنے شاگرد ابن امیر الحاج سے زیادہ صاحب علم وفقہ ہیں اور انہوں نے اسی پر جزم کیا جس پر کرنا تھا اور وہ تمام آپ نے پڑھ لیا ہے۔(فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۳۶۲۔ ۳۷۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۶۷، ۲۴۹۔ ۲۵۱۔ والفتاوی الرضویۃ، ج ۷، ص ۳۶۳۔ ۳۷۶

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۷۰

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۷۰

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۷۰

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
یوں ہی ناک کی ہڈی زمین پر لگنا واجب ہے بہتیروں کی ناک زمین سے لگتی ہی نہیں اور اگر لگی تو وہی ناک کی نوک یہاں تک تو ترک واجب گناہ اور عادت کے سبب فسق ہی ہُوا پاؤں کو دیکھیے اُنگلیوں کے سرے زمین پر ہوتے ہیں کسی انگلی کا پیٹ بچھا نہیں ہوتا سجدہ باطل نماز باطل اور مصلّی صاحب پڑھ کر گھر کو چل دیے۔(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۵۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی، کمانی دار (اسپرنگ والے) گدّے پر سجدہ میں پیشانی خوب نہیں دبتی لہٰذا نماز نہ ہوئی، ریل کے بعض درجوں میں بعض گاڑیوں میں اسی قسم کے گدّے ہوتے ہیں اس گدّے سے اتر کر نماز پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۳۷: دو پہیا گاڑی یکہ وغیرہ پر سجدہ کیا تو اگر اس کا جُوا (8) یا بَم (9) بیل اور گھوڑے پر ہے، سجدہ نہ ہوا اور زمین پر رکھا ہے، تو ہو گیا۔ (10) بہلی کا کھٹولا (11) اگر بانوں سے بنا ہوا ہو تو اتنا سخت بنا ہو کہ سر ٹھہر جائے دبانے سے اب نہ دبے، ورنہ نہ ہوگی۔

مسئلہ ۳۸: جوار، باجرہ وغیرہ چھوٹے دانوں پر جن پر پیشانی نہ جمے، سجدہ نہ ہوگا البتہ اگر بوری وغیرہ میں خوب کس کر بھر دیئے گئے کہ پیشانی جمنے سے مانع نہ ہوں، تو ہو جائے گا۔ (12)

مسئلہ ۳۹: اگر کسی عذر مثلاً اژدہام (بھیڑ) کی وجہ سے اپنی ران پر سجدہ کیا جائز ہے۔ اور بلا عذر باطل اور گھٹنے پر عذر و بلا عذر کسی حالت میں نہیں ہو سکتا۔ (13)

مسئلہ ۴۰: اژدہام کی وجہ سے دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کیا اور وہ اس نماز میں اس کا شریک ہے، تو جائز ہے ورنہ ناجائز، خواہ وہ نماز ہی میں نہ ہو یا نماز میں تو ہے مگر اس کا شریک نہ ہو، یعنی دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں۔ (14)

مسئلہ ۴۱: ہتھیلی یا آستین یا عمامہ کے پیچ یا کسی اور کپڑے پر جسے پہنے ہوئے ہے سجدہ کیا اور نیچے کی جگہ ناپاک ہے تو سجدہ نہ ہوا، ہاں ان سب صورتوں میں جب کہ پھر پاک جگہ پر سجدہ کر لیا، تو ہو گیا۔ (15)

مسئلہ ۴۲: عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا، سجدہ ہو گیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبانے سے

---

(8) یعنی وہ لکڑی جو گاڑی یا ہل کے بیلوں کے کندھے پر رکھی جاتی ہے۔

(9) یعنی گھوڑا گاڑی کا بانس جس میں گھوڑا جوتا جاتا ہے۔

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۷۰

(11) یعنی بیلوں کی چھوٹی گاڑی کی چھوٹی سی چارپائی۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۷۰

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۷۰

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۷۰، وغیرہ

(15) منیۃ المصلی، مسائل الفریضۃ الخامسۃ ای السجود، ص ۲۶۳.

والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج ۲، ص ۲۵۳

دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا، تو نہ ہوا۔ (16)

مسئلہ ۴۳: ایسی جگہ سجدہ کیا کہ قدم کی بہ نسبت بارہ اونگل سے زیادہ اونچی ہے، سجدہ نہ ہوا، ورنہ ہوگیا۔ (17)

مسئلہ ۴۴: کسی چھوٹے پتھر پر سجدہ کیا، اگر زیادہ حصہ پیشانی کا لگ گیا ہوگیا، ورنہ نہیں۔ (18)

❁❁❁❁❁

---

(16) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج ۲، ص ۲۵۲

(17) المرجع السابق، ص ۲۵۷

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۷۰

(۶) قعدۂ اخیرہ

نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ پوری التحیات یعنی رسولہ تک پڑھ لی جائے، فرض ہے۔(1)

مسئلہ ۴۵: چار رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھا پھر یہ گمان کر کے کہ تین ہی ہوئیں کھڑا ہو گیا، پھر یاد کر کے کہ چار ہو چکیں بیٹھ گیا پھر سلام پھیر دیا، اگر دونوں بار کا بیٹھنا مجموعۃً بقدر تشہد ہو گیا فرض ادا ہو گیا، ورنہ نہیں۔(2)

مسئلہ ۴۶: پورا قعدۂ اخیرہ سوتے میں گزر گیا بعد بیداری بقدر تشہد بیٹھنا فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی، یوہیں قیام، قراءت، رکوع، سجود میں اوّل سے آخر تک سوتا ہی رہا، تو بعد بیداری ان کا اعادہ فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی اور سجدۂ سہو بھی کرے، لوگ اس میں غافل ہیں خصوصاً تراویح میں، خصوصاً گرمیوں میں۔(3)

مسئلہ ۴۷: پوری رکعت سوتے میں پڑھ لی، تو نماز فاسد ہوگئی۔(4)

مسئلہ ۴۸: چار رکعت والے فرض میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا، تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور پانچویں کا سجدہ کر لیا یا فجر میں دوسری پر نہیں بیٹھا اور تیسری کا سجدہ کر لیا یا مغرب میں تیسری پر نہ بیٹھا اور چوتھی کا سجدہ کر لیا، تو ان سب صورتوں میں فرض باطل ہو گئے۔ مغرب کے سوا اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے۔(5)

مسئلہ ۴۹: بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ سجدۂ تلاوت یا نماز کا کوئی سجدہ کرنا ہے اور کر لیا تو فرض ہے کہ سجدہ کے بعد پھر بقدر تشہد بیٹھے، وہ پہلا قعدہ جاتا رہا قعدہ نہ کریگا، تو نماز نہ ہوگی۔(6)

مسئلہ ۵۰: سجدۂ سہو کرنے سے پہلا قعدہ باطل نہ ہوا، مگر تشہد واجب ہے یعنی اگر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دیا تو فرض ادا ہو گیا، مگر گناہ گار ہوا۔ اعادہ (لوٹانا) واجب ہے۔(7)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج۱، ص۷۰

(2) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۲ ص۱۷۰

(3) منیۃ المصلي، الفریضۃ السادسۃ وتحقیق التراویح، ص۲۶۷۔

وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، بحث شروط التحریمۃ، ج۲، ص۱۸۰

(4) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۲، ص۱۸۱

(5) غنیۃ المتملي، السادس القعدۃ الاخیرۃ، ص۲۹۰

(6) منیۃ المصلي، الفریضۃ السادسۃ وھي القعدۃ الاخیرۃ، ص۲۶۷

(7) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: کل شفع من النفل صلاۃ، ج۲، ص۱۹۳

(۷) خروج بصنعہ

یعنی قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام وکلام وغیرہ کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو بقصد کرنا، مگر سلام کے علاوہ کوئی دوسرا منافی قصداً پایا گیا، تو نماز واجب الاعادہ ہوئی اور بلا قصد کوئی منافی پایا گیا تو نماز باطل۔ مثلاً بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد تیمم والا پانی پر قادر ہوا، یا موزہ پر مسح کیے ہوئے تھا اور مدت پوری ہوگئی یا عمل قلیل کے ساتھ موزہ اتار دیا، یا بالکل بے پڑھا تھا اور کوئی آیت بے کسی کے پڑھائے محض سننے سے یاد ہوگئی یا ننگا تھا اب پاک کپڑا بقدر ستر کسی نے لا کر دے دیا جس سے نماز ہو سکے یعنی بقدر مانع اس میں نجاست نہ ہو، یا ہو تو اس کے پاس کوئی چیز ایسی ہے جس سے پاک کر سکے یا یہ بھی نہیں، مگر اس کپڑے کی چوتھائی یا زیادہ پاک ہے یا اشارہ سے پڑھ رہا ہے اب رکوع و سجود پر قادر ہوگیا یا صاحب ترتیب کو یاد آیا کہ اس سے پہلے کی نماز نہیں پڑھی ہے اگر وہ صاحب ترتیب امام ہے تو مقتدی کی بھی گئی یا امام کو حدث ہوا اور امی کو خلیفہ کیا اور تشہد کے بعد خلیفہ کیا تو نماز ہوگئی یا نماز فجر میں آفتاب طلوع کر آیا یا نماز جمعہ میں عصر کا وقت آگیا یا عیدین میں نصف النہار شرعی ہوگیا یا پٹی پر مسح کیے ہوئے تھا اور زخم اچھا ہو کر وہ گر گئی یا صاحب عذر تھا اب عذر جاتا رہا یعنی اس وقت سے وہ حدث موقوف ہوا یہاں تک کہ اس کے بعد کا دوسرا وقت پورا خالی رہا یا نجس کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا اور اسے کوئی چیز مل گئی جس سے طہارت ہو سکتی ہے یا قضا پڑھ رہا تھا اور وقت مکروہ آگیا یا باندی سر کھولے نماز پڑھ رہی تھی اور آزاد ہوگئی اور فوراً سر نہ ڈھانکا، ان سب صورتوں میں نماز باطل ہوگئی۔

مسئلہ ۵۱: مقتدی اُمّی تھا اور امام قاری اور نماز میں اسے کوئی آیت یاد ہوگئی، تو نماز باطل نہ ہوگی۔ (1)

مسئلہ ۵۲: قیام و رکوع و سجود و قعدۂ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے، اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا، اگر بعد قیام پھر رکوع کریگا نماز ہو جائیگی ورنہ نہیں۔ یوہیں رکوع سے پہلے، سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع پھر سجدہ کر لیا ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔ (2)

مسئلہ ۵۳: جو چیزیں فرض ہیں ان میں امام کی متابعت مقتدی پر فرض ہے یعنی ان میں کا کوئی فعل امام سے پیشتر ادا کر چکا اور امام کے ساتھ یا امام کے ادا کرنے کے بعد ادا نہ کیا، تو نماز نہ ہوگی مثلاً امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کر لیا اور امام رکوع یا سجدہ میں ابھی آیا بھی نہ تھا کہ اس نے سر اٹھا لیا تو اگر امام کے ساتھ یا بعد کو ادا کر لیا ہوگئی، ورنہ

---

(1) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، المسائل الاثناعشریۃ، ج ۲، ص ۴۳۵

(2) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، بحث الخروج بصنعہ، ج ۲، ص ۱۷۲

نہیں۔(3)

مسئلہ ۵۴: مقتدی کے لیے یہ بھی فرض ہے، کہ امام کی نماز کو اپنے خیال میں صحیح تصور کرتا ہو اور اگر اپنے نزدیک امام کی نماز باطل سمجھتا ہے، تو اس کی نہ ہوئی۔ اگرچہ امام کی نماز صحیح ہو۔(4)

❁❁❁❁❁

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، بحث الخروج بصنعہ، ج ۲، ص ۱۷۳

(4) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۷۳

واجبات نماز

(۱) تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر ہونا۔

(۲ تا ۸) الحمد پڑھنا یعنی اسکی ساتوں آیتیں کہ ہر ایک آیت مستقل واجب ہے، ان میں ایک آیت بلکہ ایک لفظ کا ترک بھی ترک واجب ہے۔

(۹) سورت ملانا یعنی ایک چھوٹی سورت جیسے اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ؕ یا تین چھوٹی آیتیں جیسے ثُمَّ نَظَرَ ۙ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۙ ثُمَّ اَدۡبَرَ وَاسۡتَكۡبَرَ ۙ یا ایک یا دو آیتیں تین چھوٹی کے برابر پڑھنا۔

(۱۰ و ۱۱) نماز فرض میں دو پہلی رکعتوں میں قراءت واجب ہے۔

(۱۲ و ۱۳) الحمد اور اس کے ساتھ سورت ملانا فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور نفل و وتر کی ہر رکعت میں واجب ہے۔

(۱۴) الحمد کا سورت سے پہلے ہونا۔

(۱۵) ہر رکعت میں سورت سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا۔

(۱۶) الحمد و سورت کے درمیان کسی اجنبی کا فاصل نہ ہونا، آمین تابع الحمد ہے اور بسم اللہ تابع سورت یہ اجنبی نہیں۔

(۱۷) قراءت کے بعد متصلاً رکوع کرنا۔

(۱۸) ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ ہونا کہ دونوں کے درمیان کوئی رکن فاصل نہ ہو۔

(۱۹) تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود و قومہ و جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی قدر ٹھہرنا یونہیں

(۲۰) قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔

(۲۱) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔

(۲۲) قعدۂ اولیٰ اگرچہ نماز نفل ہو اور

(۲۳) فرض و وتر و سنن رواتب (سنت مؤکدہ) میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ بڑھانا۔

(۲۴ و ۲۵) دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا، یونہیں جتنے قعدے کرنے پڑیں سب میں پورا تشہد واجب ہے ایک لفظ بھی اگر چھوڑے گا، ترک واجب ہوگا اور

(۲۶ و ۲۷) لفظ اَلسَّلَامُ دو بار اور لفظ عَلَیۡکُمۡ واجب نہیں اور

(۲۸) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا اور

(۲۹) تکبیر قنوت اور

(۳۰ تا ۳۵) عیدین کی چھوؤں تکبیریں اور

(۳۶) عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور

(۳۷) اس تکبیر کے لیے لفظ اللہ اکبر ہونا اور

(۳۸) ہر جہری نماز میں امام کو جہر (بلند آواز) سے قراءت کرنا اور

(۳۹) غیر جہری (مثلاً ظہر وعصر) میں آہستہ۔

(۴۰) ہر واجب وفرض کا اس کی جگہ پر ہونا۔

(۴۱) رکوع کا ہر رکعت میں ایک ہی بار ہونا۔

(۴۲) اور سجود کا دو ہی بار ہونا۔

(۴۳) دوسری سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور

(۴۴) چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ ہونا۔

(۴۵) آیت سجدہ پڑھی ہو تو سجدۂ تلاوت کرنا۔

(۴۶) سہو ہوا ہو تو سجدۂ سہو کرنا۔

(۴۷) دو فرض یا دو واجب یا واجب فرض کے درمیان تین تسبیح کی قدر (سبحان اللہ کہنے کی مقدار) وقفہ نہ ہونا۔

(۴۸) امام جب قراءت کرے بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ، اس وقت مقتدی کا چپ رہنا۔

(۴۹) سوا قراءت کے تمام واجبات میں امام کی متابعت کرنا۔(1)

مسئلہ ۵۵: کسی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصہ بھول جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔(2)

مسئلہ ۵۶: آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ میں سہواً تین آیت یا زیادہ کی تاخیر ہوئی تو سجدۂ سہو کرے۔(3)

مسئلہ ۵۷: سورت پہلے پڑھی اس کے بعد الحمد یا الحمد وسورت کے درمیان دیر تک یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی قدر چپکا رہا، سجدۂ سہو واجب ہے۔(4)

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: واجبات صلاۃ، ج۲، ص ۱۸۴۔ ۲۰۳، وغیرھا

(2) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۲، ص۱۹۶

(3) غنیۃ المتملي، واجبات الصلاۃ، ص۲۹۶

(4) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۲، ص۱۸۷

مسئلہ ۵۸: الحمد کا ایک لفظ بھی رہ گیا تو سجدۂ سہو کرے۔(5)

مسئلہ ۵۹: جو چیزیں فرض و واجب ہیں مقتدی پر واجب ہے کہ امام کے ساتھ انھیں ادا کرے، بشرطیکہ کسی واجب کا تعارض نہ پڑے اور تعارض ہو تو اسے فوت نہ کرے بلکہ اس کو ادا کر کے متابعت کرے، مثلاً امام تشہد پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے ابھی پورا نہیں پڑھا تو مقتدی کو واجب ہے کہ پورا کر کے کھڑا ہو اور سنت میں متابعت سنت ہے، بشرطیکہ تعارض نہ ہو اور تعارض ہو تو اس کو ترک کرے اور امام کی متابعت کرے، مثلاً رکوع یا سجدہ میں اس نے تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے سر اُٹھا لیا تو یہ بھی اُٹھا لے۔(6)

(5) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: کل صلاۃ أدیت... إلخ، ج۲، ص۱۸۴

(6) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: مھم في تحقیق متابعۃ الامام، ج۲، ص۲۰۲

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

تحقیق مقام یہ ہے کہ متابعت امام جو مقتدی پر فرض میں فرض ہے تین صورتوں کو شامل، ایک یہ کہ اس کا ہر فعل فعل امام کے ساتھ کمال مقارنت پر محض بلافصل واقع ہوتا رہے یہ عین طریقہ مسنونہ ہے اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مقتدی کو اسی کا حکم۔ دوسرے یہ کہ اس کا فعل فعل امام کے بعد بدیر واقع ہو اگرچہ بعد فراغ امام، فرض یوں بھی ادا ہو جائے گا پھر یہ فصل بضرورت ہوا تو کچھ حرج نہیں، ضرورت کی یہ صورت کہ مثلاً مقتدی قعدہ اولیٰ میں آکر ملا اس کے شریک ہوتے ہی امام کھڑا ہو گیا اب اسے چاہئے کہ التحیات پوری پڑھ کر کھڑا ہو اور کوشش کرے کہ جلد جا ملے، فرض کیجئے کہ اتنی دیر میں امام رکوع میں آگیا تو اس کا قیام قیام امام کے بعد اختتام واقع ہو گا مگر حرج نہیں کہ یہ تاخیر بضرورت شرعیہ تھی اور اگر بلاضرورت فصل کیا تو قلیل فصل میں جس کے سبب امام سے جا ملنا فوت نہ ہو ترک سنت اور کثیر میں جس طرح صورت سوال ہے کہ فعل امام ختم ہونے کے بعد اس نے فعل کیا ترک واجب جس کا حکم اس نماز کو پورا کر کے اعادہ کرنا۔

تیسرے یہ کہ اس کا فعل فعل امام سے پہلے واقع ہو مگر امام اسی فعل میں اس سے آملے مثلاً اس نے رکوع امام سے پہلے رکوع کر دیا لیکن یہ ابھی رکوع ہی میں تھا کہ امام رکوع میں آگیا اور دونوں کی شرکت ہو گئی یہ صورت اگرچہ سخت ناجائز و ممنوع ہے اور حدیث میں اس پر وعید شدید وارد، مگر نماز یوں بھی صحیح ہو جائے گی جبکہ امام سے مشارکت ہو لے اور اگر ابھی امام مثلاً رکوع یا سجود میں نہ آنے پایا کہ اس نے سر اٹھا لیا اور پھر امام کے ساتھ یہ بعد اس فعل کا اعادہ نہ کیا تو نماز اصلاً نہ ہو گی کہ اب فرض متابعت کی کوئی ضرورت نہ پائی گئی تو فرض ترک ہوا اور نماز باطل۔ ردالمحتار میں ہے:

وتکون المتابعة فرضا بمعنی ان یأتی بالفرض مع امامه اوبعده کما لو رکع امامه فرکع معه مقارنا اومعاقبا وشارکه فیه اوبعد ما رفع منه فلو لم یرکع اصلا اورکع ورفع قبل ان یرکع امامه ولم یعده معه اوبعده بطلت صلاته والحاصل ان المتابعة فی ذاتها ثلثة انواع مقارنة لفعل الامام مثل ان یقارن احرامه لاحرام امامه ورکوعه لرکوعه وسلامه لسلامه ویدخل فیها مالو رکع قبل امامه ودام حتی ادرکه امامه فیه، ومعاقبة ←

لابتداء فعل امامه مع المشارکة فی باقیه، ومتراخیة عنه فمطلق المتابعة الشامل لھذہ الانواع الثلثة یکون فرضا فی الفرض و واجبا فی الواجب وسنة فی السنة عند عدم المعارض اوعدم لزوم المخالفة کما قدمناہ والمتابعة المقیدة بعدم التاخیر والتراخی الشاملة للمقارنة والمعاقبة لاتکون فرضا بل تکون واجبة فی الواجب وسنة فی السنه عند عدم المعارض وعدم لزوم المخالفة ایضا والمتابعة المقارنة بلاتعقیب ولاتراخ سنة عندہ لاعندھما الی اٰخر ما افادواجاد علیه رحمة الملك الجواد۔

اور متابعتِ امام اس معنی میں فرض ہے کہ مقتدی فرض کو بجالائے خواہ امام کے ساتھ یا اس کے بعد مثلاً امام نے رکوع کیا تو مقتدی اس کے ساتھ ہی رکوع کرے یا بعد میں کرے مگر اس کے ساتھ شریک ہوجائے اور یا اس کے سر اٹھانے کے بعد کرے، پس اگر مقتدی نے بالکل رکوع ہی نہ کیا یا رکوع کیا مگر امام کے رکوع جانے سے پہلے سر اٹھالیا اور امام کے ساتھ دوبارہ شامل نہ ہوا یا اس نے امام کے بعد رکوع نہ کیا تو اس کی نماز باطل ہوجائے گی۔ الحاصل متابعتِ امام تین طرح کی ہے فعل امام سے مقارنت، مثلاً امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ تکبیر تحریمہ، اس کے رکوع کے ساتھ رکوع اور سلام کے ساتھ سلام، اس میں یہ صورت بھی شامل ہوجائے گی کہ جب امام سے پہلے رکوع کیا مگر طویل کیا حتی کہ امام نے اس کو رکوع میں پالیا اور فعل امام کی ابتداء سے معاقبت ہو اور آخر تک شرکت رہے اور امام سے متاخر ہو، عدم معارض اور عدم لزوم مخالفت کے وقت مطلق متابعت جو ان تینوں اقسام کو شامل ہے، فرض میں فرض، واجب میں واجب اور سنت میں سنت ہوگی جبکہ معارض نہ ہو اور لزوم مخالفت بھی نہ ہو اور متابعت بمعنی مقارنت بلاتعقیب وتراخی امام کے نزدیک سنت ہے صاحبین کے نزدیک نہیں، آخر کلام تک جو نہایت ہی مفید اور عمدہ ہے۔ (۱؎ ردالمحتار، باب صفۃ الصلاۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۳۴۸)

اقول وفی التقسیم الذی ذکرہ المولی المحقق الفاضل والذی ابداہ ھذا العبد الظلوم الجاھل نوع تفنن ومآل الاقسام واحد فھو رحمه الله تعالٰی جعلھا ثلثا مقارنة ومعاقبة ومتراخیة وادخل المتقدمة التی الت الی المشارکة فی المقارنة والعبد الضعیف قسم ھکذا متصلة ومنفصلة ومتقدمة وادخل المتراخیة والمعاقبة فی المنفصلة وجعل المتقدمة قسما بحیالھا وذلك لانی رأیت المتقدمة تباین المقارنة لانھا فاعلة من الطرفین فکما ان تأخر المقتدی یخرجه عن القِران حتی جعل المعاقبة قسیما للمقارنة فکذلك تقدمه وایضا رأیت احکام المتابعةِ المجزئة ثلثة سنّة و کراھة الالضرورة و کراھة شدیدہ مطلقا فاجبت ان تنفرز الاقسام بحسب الاحکام بخلاف ماصنع ھو رحمه الله تعالٰی فان المقارنة علی ما افاد تشتمل اکمل مطلوب واشنع مھروب اعنی المتصلة والمتقدمة کما سمعت وعلی کل فالحاصل واحد والحمدلله۔

اقول (میں کہتا ہوں) فاضل محقق کی تقسیم اور اس عبد ضعیف اور ظلوم وجہول کی تقسیم میں صرف تفنن ہے کہ تمام اقسام کا مآل واحد ہے، فاضل رحمہ اللہ تعالٰی نے متابعت کی تین اقسام مقارنت، معاقبت اور متراخی کر کے متقدمہ کو جو مشارکت کی طرف راجع تھی مقارنت میں داخل کردیا۔ عبدضعیف نے تقسیم یوں کی ہے متصلہ، منفصلہ، متقدمہ، اور متراخیہ اور معاقبہ کو منفصلہ میں داخل کیا، اور متقدمہ کو ایک مستقل ←

مسئلہ ۶۰: ایک سجدہ کسی رکعت کا بھول گیا تو جب یاد آئے کرلے، اگرچہ سلام کے بعد بشرطیکہ کوئی فعل منافی نہ صادر ہوا ہو اور سجدۂ سہو کرے۔(7)

مسئلہ ۶۱: ایک رکعت میں تین سجدے کیے یا دو رکوع یا قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو سجدۂ سہو کرے۔(8)

مسئلہ ۶۲: الفاظ تشہد(9) سے ان کے معانی کا قصد اور انشاء ضروری ہے، گویا اللہ عزوجل کے لیے تحیت کرتا ہے

قسم بنادیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے متقدمہ کو مقارنہ کے متباین پایا کیونکہ یہ جانبین سے ہے، پس جیسا کہ مقتدی کا موخر ہونا اسے مقارنت سے خارج کردیتا ہے نیز جب متابعت کی قسموں کے کل احکام میں نے تین پائے، سنت، کراہت (جب بلاضرورت ہو) مطلق کراہت شدیدہ، تو میں نے احکام کی تعداد کے مطابق اقسام کی تعداد کو پسند کیا۔ اور فاضل محقق کی تقسیم میں ایسا نہیں ہے کیونکہ ان کی مقارنت والی قسم (دو متضاد صورتوں) جن میں سے ایک انتہائی کامل مطلوب ہے اور دوسری انتہائی ناپسندیدہ، یعنی متصل اور متقدمہ پر مشتمل ہے جیسا کہ تو معلوم کرچکا ہے بہرصورت حاصل ایک ہے، الحمدللہ۔

اسی میں ہے: قال فی شرح المنیة متابعة الامام من غیر تاخیر واجبة فان عارضها واجب یأتی به ثم یتابع کما لو قام الامام قبل ان یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یقوم ا ھ ملخصا۔

شرح المنیہ میں فرمایا ہے متابعت امام بغیر کسی تاخیر کے واجب ہے اگر کسی واجب کا متابعت کے ساتھ تعارض ہوجائے تو اسے بجالائے پھر متابعت کرے مثلاً مقتدی کے تشہد مکمل کرنے سے پہلے امام نے قیام کرلیا تو مقتدی تشہد مکمل کرکے قیام کرے اھ تلخیصاً (ت)

(اے ردالمحتار، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۳۴۷)

درمختار میں ہے:

لو رفع الامام رأسه من الرکوع او السجود قبل ان یتم المأموم التسبیحات الثلث وجب متابعته بخلاف سلامه او قیامه لثالثة قبل تمام الموتم التشهد فانه لا یتابعه بل یتمه لوجوبه ا ھ۔

(اے الدرالمختار، فصل اذا اراد الشروع فی الصلوٰۃ کبر، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۷۵)

اگر امام نے رکوع یا سجود سے سر اٹھالیا حالانکہ مقتدی نے تین تین تسبیحات نہیں کہی تھیں تو مقتدی پر امام کی متابعت لازم ہے بخلاف مقتدی کے تشہد مکمل نہ کرنے کی صورت میں جب امام سلام پھیرے یا تیسری رکعت کی طرف کھڑا ہوجائے تو اب مقتدی متابعت نہ کرے کیونکہ تشہد واجب ہے (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۲۷۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(7) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۹۲

(8) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۲، ص ۲۰۱

(9) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نداء کرنے کے عمدہ دلائل سے "التحیات" ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے ←

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اپنے اوپر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیجتا ہے نہ یہ کہ واقعۂ معراج کی حکایت مدنظر ہو۔(10)

نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اگر ندا معاذ اللہ شرک ہے، تو یہ عجب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات زمانہ اقدس سے ویسے ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان لفظوں کی ادا ہے نہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ندا حاشا وکلا شریعتِ مطہرہ نے نماز میں کوئی ایسا ذکر نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنی مراد نہ ہوں، نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے۔ التحیات للہ والصلوات سے حمید النبی کا قصد رکھے اور السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ، سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کررہا ہوں کہ سلام حضور اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

فتاوائے عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے:

لا بد من ان یقصد بالفاظ التشھد معانیھا التی وضعت لھا من عندہ کانہ یحیی اللہ تعالی ویسلم علی النبی صلی اللہ تعالی علی وسلم وعلی نفسہ وعلی اولیاء اللہ تعالی ا ھ۔

تشہد کے الفاظ سے ان معانی کا قصد کرنا ضروری ہے جن کے لیے ان الفاظ کو وضع کیا گیا ہے اور جو نمازی کی طرف سے مقصود ہوں ہوں۔ گویا کہ نمازی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ عبادت پیش کررہا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، خود اپنی ذات پر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے۔(ت) (۱؎ الفتاوی الھندیۃ کتاب الصلوۃ، الفصل الثانی، نورانی کتب خانہ پشاور، ۱/ ۷۲)

تنویر الابصار اور اس کی شرح دُرمختار میں ہے:

(ویقصد بالفاظ التشھد) معانیھا مرادۃ لہ علی وجہ (الانشاء) کانہ یحیی اللہ تعالی ویسلم علی نبیہ وعلی نفسہ واولیائہ (لا الاخبار) عن ذلک ذکرہ فی المجتبی ۲؎۔

الفاظِ تشہد سے اُن کے معانی مقصودہ کا بطور انشاء قصد کرے، گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اظہار بندگی کررہا ہے اور اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خود اپنی ذات اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے، ان الفاظ سے حکایت وخبر کا قصد نہ کرے اس کو مجتبیٰ میں ذکر کیا ہے۔(ت)

(۲؎ الدر المختار شرح تنویر الابصار، کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۷۷)

علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں:

یقصد معانیہ مرادۃً لہ علی انّہ یُنْشِئُھَا تحیّۃً وَسَلَاماً مِنْہُ ۱؎۔

(۱؎ مراقی الفلاح علی ھامش حاشیۃ الطحطاوی کتاب الصلوۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ص ۱۵۵)

قصد کرے معنی مقصودہ کا بایں طور کہ نمازی اپنی طرف سے تحیہ اور سلام پیش کررہا ہے۔ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۹، ص ۵۶۷۔ ۵۶۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(10) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج ۲، ص ۲۶۹.

←

مسئلہ ۶۳: فرض و وتر و سنن رواتب کے قعدۂ اولیٰ میں اگر تشہد کے بعد اتنا کہہ لیا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا تو اگر سہواً ہو سجدۂ سہو کرے، عمداً ہو تو اعادہ واجب ہے۔(11)

مسئلہ ۶۴: مقتدی قعدۂ اولیٰ میں امام سے پہلے تشہد پڑھ چکا تو سکوت کرے، دُرود و دُعا کچھ نہ پڑھے اور مسبوق کو چاہیے کہ قعدۂ اخیرہ میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام کے وقت فارغ ہو اور سلام سے پیشتر فارغ ہو گیا تو کلمۂ شہادت کی تکرار کرے(12)۔

❁❁❁❁❁

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۷۲

(11) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۶۹

(12) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۲، ص۲۷۰۔

سننِ نماز

(۱) تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھانا اور

(۲) ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر چھوڑنا۔یعنی نہ بالکل ملائے نہ بہ تکلف کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے۔

(۳) ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رُو ہونا

(۴) بوقتِ تکبیر سر نہ جھکانا

(۵) تکبیر سے پہلے ہاتھ اٹھانا یوہیں

(۶) تکبیر قنوت و

(۷) تکبیرات عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہے اور ان کے علاوہ کسی جگہ نماز میں ہاتھ اٹھانا سنت نہیں۔(1)

مسئلہ ۶۵: اگر تکبیر کہہ لی اور ہاتھ نہ اٹھایا تو اب نہ اٹھائے اور اللہ اکبر پورا کہنے سے پیشتر یاد آ گیا تو اٹھائے اور

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في قولھم الاساءۃ دون الکراھۃ، ج۲، ص۲۰۸.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۲.

وغنیۃ المتملي، صفۃ الصلاۃ، ص۳۰۰

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

رفع یدین ہاتھوں کے اٹھانے کو کہتے ہیں احناف اہل سنت کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا خلاف سنت اور ممنوع ہے مگر وہابی غیر مقلد ان دونوں وقتوں میں رفع عیدین کرتے ہیں اور اس پر بہت زور دیتے ہیں۔امام ابو داؤد نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تھے تو اپنے ہاتھ اپنے کانوں کے قریب تک اٹھاتے تھے (پھر نماز سے فارغ ہونے تک) نہ اٹھاتے تھے (سنن أبي داؤد، کتاب الصلاۃ، باب من لم یذکر الدفع عند الرکوع، الجزء الاول، ص۲۹۲، دار احیاء التراث العربي، بیروت) طحاوی شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نماز کی کسی حالت میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔(شرح معانی الآثار، کتاب الصلوٰۃ، باب التکبیر للرکوع الخ، ج۱، ص۲۸۸، دار الکتب العلمیہ بیروت) علاوہ ازیں جن احادیث میں رفع یدین کا حکم ہے وہ تمام منسوخ ہیں

(ماخوذ از جاء الحق) (فتاوی رضویہ، جلد۲۹، ص۵۶۷۔۵۶۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اگر موضع مسنون تک ممکن نہ ہو، تو جہاں تک ہو سکے اٹھائے۔(2)

مسئلہ ٦٦: عورت کے لیے سنت یہ ہے کہ مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے۔(3)

مسئلہ ٦٧: کوئی شخص ایک ہی ہاتھ اٹھا سکتا ہے تو ایک ہی اٹھائے اور اگر ہاتھ موضع مسنون سے زیادہ کرے جب ہی اٹھتا ہے تو اٹھائے۔(4)

(۹) امام کا بلند آواز سے اللہ اکبر اور

(۱۰) سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور

(۱۱) سلام کہنا جس قدر بلند آواز کی حاجت ہو اور بلا حاجت بہت زیادہ بلند آواز کرنا مکروہ ہے۔(5)

مسئلہ ٦٨: امام کو تکبیر تحریمہ اور تکبیرات انتقال سب میں جہر مسنون ہے۔(6)

مسئلہ ٦٩: اگر امام کی تکبیر کی آواز تمام مقتدیوں کو نہیں پہنچتی، تو بہتر ہے کہ کوئی مقتدی بھی بلند آواز سے تکبیر کہے کہ نماز شروع ہونے اور انتقالات کا حال سب کو معلوم ہو جائے اور بلا ضرورت مکروہ و بدعت ہے۔(7)

مسئلہ ٧٠: تکبیر تحریمہ سے اگر تحریمہ مقصود نہ ہو بلکہ محض اعلان مقصود ہو، تو نماز ہی نہ ہوگی۔ یوں ہونا چاہیے کہ نفس تکبیر سے تحریمہ مقصود ہو اور جہر سے اعلان، یوہیں آواز پہنچانے والے کو قصد کرنا چاہیے اگر اس نے فقط آواز پہنچانے کا قصد کیا تو نہ اس کی نماز ہو، نہ اس کی جو اس کی آواز پر تحریمہ باندھے اور علاوہ تکبیر تحریمہ کے اور تکبیرات یا سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ یا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ میں اگر محض اعلان کا قصد ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی، البتہ مکروہ ہوگی کہ ترک سنت ہے۔(8)

مسئلہ ٧١: مکبّر کو چاہیے کہ اس جگہ سے تکبیر کہے جہاں سے لوگوں کو اس کی حاجت ہے، پہلی یا دوسری صف میں جہاں تک امام کی آواز بلا تکلف پہنچتی ہے، یہاں سے تکبیر کہنے کا کیا فائدہ نیز یہ بہت ضروری ہے کہ امام کی آواز کے ساتھ تکبیر کہے امام کے کہہ لینے کے بعد تکبیر کہنے سے لوگوں کو دھوکا لگے گا، نیز یہ کہ اگر مکبّر نے تکبیر میں مد کیا تو امام کے

(2) الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج۱، ص ۷۳

(3) الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص ۲۲۲

(4) الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج۱، ص ۷۳

(5) الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في قولهم الاساءة دون الكراهة، ج۲، ص ۲۰۸

(6) المرجع السابق

(7) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في التبليغ خلف الامام، ج۲، ص ۲۰۹

(8) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في التبليغ خلف الامام، ج۲، ص ۲۰۹

تکبیر کہہ لینے کے بعد اس کی تکبیر ختم ہونے کا انتظار نہ کریں، بلکہ تشہد وغیرہ پڑھنا شروع کر دیں یہاں تک کہ اگر امام تکبیر کہنے کے بعد اس کے انتظار میں تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر خاموش رہا، اس کے بعد تشہد شروع کیا ترک واجب ہوا، نماز واجب الاعادہ ہے۔

مسئلہ ۷۲: مقتدی و منفرد کو جہر کی حاجت نہیں، صرف اتنا ضروری ہے کہ خود سنیں۔(9)

(۱۲) بعد تکبیر فوراً ہاتھ باندھ لینا یوں کہ مرد ناف کے نیچے دہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں کلائی کے جوڑ پر رکھے، چھنگلیا اور انگوٹھا کلائی کے اغل بغل رکھے اور باقی انگلیوں کو بائیں کلائی کی پشت پر بچھائے اور عورت و خنثیٰ بائیں ہتھیلی سینہ پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کی پشت پر دہنی ہتھیلی رکھے۔(10) بعض لوگ تکبیر کے بعد ہاتھ سیدھے لٹکا لیتے ہیں پھر باندھتے ہیں یہ نہ چاہیے بلکہ ناف کے نیچے لا کر باندھ لے۔

مسئلہ ۷۳: بیٹھے یا لیٹے نماز پڑھے، جب بھی یوہیں ہاتھ باندھے۔(11)

مسئلہ ۷۴: جس قیام میں ذکر مسنون ہو اس میں ہاتھ باندھنا سنت ہے تو ثنا اور دعائے قنوت پڑھتے وقت اور جنازہ میں تکبیر تحریمہ کے بعد چوتھی تکبیر تک ہاتھ باندھے اور رکوع سے کھڑے ہونے اور تکبیرات عیدین میں ہاتھ نہ باندھے۔(12)

(۱۳) ثنا و

(۱۴) تعوذ و

(۱۵) تسمیہ و

(۱۶) آمین کہنا اور

(۱۷) ان سب کا آہستہ ہونا

(۱۸) پہلے ثنا پڑھے

(۱۹) پھر تعوذ(13).

---

(9) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۲، ص۲۰۹

(10) غنیۃ المستملي، صفۃ الصلاۃ، ص۳۰۰، وغیرہا

(11) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، مطلب في بیان التواتر بالشاذ، ج۲، ص۲۲۹

(12) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، مطلب في بیان التواتر بالشاذ، ج۲، ص۲۳۰

(13) یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

(۲۰) پھر تسمیہ (14)

(۲۱) اور ہر ایک کے بعد دوسرے کو فوراً پڑھے، وقفہ نہ کرے، (۲۲) تحریمہ کے بعد فوراً ثنا پڑھے اور ثنا میں وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ غیر جنازہ میں نہ پڑھے اور دیگر اذکار جو احادیث میں وارد ہیں، وہ سب نفل کے لیے ہیں۔

مسئلہ ۷۵: امام نے بالجہر قراءت شروع کر دی تو مقتدی ثنا نہ پڑھے اگرچہ بوجہ دُور ہونے یا بہرے ہونے کے امام کی آواز نہ سنتا ہو جیسے جمعہ وعیدین میں پچھلی صف کے مقتدی کہ بوجہ دُور ہونے کے قراءت نہیں سنتے۔ (15) امام آہستہ پڑھتا ہو تو پڑھ لے۔ (16)

مسئلہ ۷۶: امام کو رکوع یا پہلے سجدہ میں پایا، تو اگر غالب گمان ہے کہ ثنا پڑھ کر پالے گا تو پڑھے اور قعدہ یا دوسرے سجدہ میں پایا تو بہتر یہ ہے کہ بغیر ثنا پڑھے شامل ہو جائے۔ (17)

مسئلہ ۷۷: نماز میں اعوذ و بسم اللہ قراءت کے تابع ہیں اور مقتدی پر قراءت نہیں، لہٰذا تعوذ وتسمیہ بھی ان کے لیے مسنون نہیں، ہاں جس مقتدی کی کوئی رکعت جاتی رہی ہو تو جب وہ اپنی باقی رکعت پڑھے، اس وقت ان دونوں کو پڑھے۔ (18)

مسئلہ ۷۸: تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور تسمیہ ہر رکعت کے اوّل میں مسنون ہے فاتحہ کے بعد اگر اوّل سورت شروع کی تو سورت پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے، قراءت خواہ سری ہو یا جہری، مگر بسم اللہ بہرحال آہستہ پڑھی جائے۔ (19)

مسئلہ ۷۹: اگر ثنا وتعوذ وتسمیہ پڑھنا بھول گیا اور قراءت شروع کر دی تو اعادہ نہ کرے کہ ان کا محل ہی فوت ہو گیا، یوہیں اگر ثنا پڑھنا بھول گیا اور تعوذ شروع کر دیا تو ثنا کا اعادہ نہیں۔ (20)

---

(14) یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل السابع ج۱، ص۹۰
وغنیۃ المتملي، صفۃ الصلاۃ، ص۳۰۴

(16) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فی بیان المتواتر بالشاذ، ج۲، ص۲۳۲

(17) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فی بیان المتواتر بالشاذ، ج۲، ص۲۳۲

(18) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فی بیان المتواتر بالشاذ، ج۲، ص۲۳۴

(19) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فی بیان المتواتر بالشاذ، ج۲، ص۲۳۲

(20) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فی بیان المتواتر بالشاذ، ج۲، ص۲۳۳

مسئلہ ۸۰: مسبوق شروع میں ثنا نہ پڑھ سکا تو جب اپنی باقی رکعت پڑھنا شروع کرے، اس وقت پڑھ لے۔(21)

مسئلہ ۸۱: فرائض میں نیت کے بعد تکبیر سے پہلے یا بعد اِنِّیْ وَجَّھْتُ...الخ نہ پڑھے اور پڑھے تو اس کے آخر میں وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کی جگہ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کہے۔(22)

مسئلہ ۸۲: (۲۳) عیدین میں تکبیر تحریمہ ہی کے بعد ثنا کہہ لے اور ثنا پڑھتے وقت ہاتھ باندھ لے اور اعوذ باللہ چوتھی تکبیر کے بعد کہے۔(23)

مسئلہ ۸۳: آمین کو تین طرح پڑھ سکتے ہیں، مد کہ الف کو کھینچ کر پڑھیں اور قصر کہ الف کو دراز نہ کریں اور امالہ کہ مد کی صورت میں الف کو یا کی طرح مائل کریں۔(24)

مسئلہ ۸۴: اگر مد کے ساتھ میم کو تشدید پڑھی (آمِّیْن) یا یا کو گرا دیا (آمِن) تو بھی نماز ہو جائے گی، مگر خلاف سنت ہے اور اگر مد کے ساتھ میم کو تشدید پڑھی اور یا کو حذف کر دیا (آمِّن) یا قصر کے ساتھ تشدید (اَمِّیْن) یا حذفِ یا ہو (اَمِن) تو ان صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی۔(25)

مسئلہ ۸۵: امام کی آواز اس کو نہ پہنچی مگر اس کے برابر والے دوسرے مقتدی نے آمین کہی اور اس نے آمین کی آواز سن لی، اگرچہ اس نے آہستہ کہی ہے تو یہ بھی آمین کہے، غرض یہ کہ امام کا وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہنا معلوم ہو تو آمین کہنا سنت ہو جائے گا، امام کی آواز سُنے یا کسی مقتدی کے آمین کہنے سے معلوم ہوا ہو۔(26)

مسئلہ ۸۶: سرّی نماز میں امام نے آمین کہی اور یہ اس کے قریب تھا کہ امام کی آواز سن لی، تو یہ بھی کہے۔(27)

اور

(۲۴) رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنا اور

(۲۵) گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا اور

---

(21) غنیۃ المتملي، صفۃ الصلاۃ، ص ۳۰۴

(22) غنیۃ المتملي، صفۃ الصلاۃ، ص ۳۰۳، وغیرہا

(23) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۲، ص ۲۳۴، وغیرہ

(24) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۲، ص ۲۳۷

(25) الدرالمختار، ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: قراءۃ البسملۃ... إلخ، ج ۲، ص ۲۳۷

(26) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۲، ص ۲۳۹

(27) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۲، ص ۲۳۹

(۲۶) انگلیاں خوب کھلی رکھنا، یہ حکم مردوں کے لیے ہے اور
(۲۷) عورتوں کے لیے سنت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اور
(۲۸) انگلیاں کشادہ نہ کرنا ہے آج کل اکثر مرد رکوع میں محض ہاتھ رکھ دیتے اور انگلیاں ملا کر رکھتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔
(۲۹) حالت رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا، اکثر لوگ کمان کی طرح ٹیڑھی کر لیتے ہیں یہ مکروہ ہے۔
(۳۰) رکوع کے لیے اللہ اکبر کہنا۔

مسئلہ ۸۷: اگر ظ ادا نہ کر سکے تو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کی جگہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْکَرِیْم کہے۔(28)

مسئلہ ۸۸: بہتر یہ ہے کہ اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع کو جائے یعنی جب رکوع کے لیے جھکنا شروع کرے، تو اللہ اکبر شروع کرے اور ختم رکوع پر تکبیر ختم کرے۔(29) اس مسافت کے پورا کرنے کے لیے اللہ کے لام کو بڑھائے اکبر کی ب وغیرہ کسی حرف کو نہ بڑھائے۔

مسئلہ ۸۹: (۳۱) ہر تکبیر میں اللہ اکبر کی رکو جزم پڑھے۔(30)

مسئلہ ۹۰: آخر سورت میں اگر اللہ عزوجل کی ثنا ہو تو افضل یہ کہ قراءت کو تکبیر سے وصل کرے جیسے وَ کَبِّرْهُ تَکْبِیْرَنِ اللّٰهُ اَکْبَرُ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اللّٰهُ اَکْبَر (ث) کو کسرہ پڑھے اور اگر آخر میں کوئی لفظ ایسا ہے جس کا اسم جلالت کے ساتھ ملانا ناپسند ہو تو فصل بہتر ہے یعنی ختم قراءت پر ٹھہرے پھر اللہ اکبر کہے، جیسے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ میں وقف و فصل کرے پھر رکوع کے لیے اللہ اکبر کہے اور اگر دونوں نہ ہوں، تو فصل و وصل دونوں یکساں ہیں۔(31)

مسئلہ ۹۱: کسی آنے والے کی وجہ سے رکوع یا قراءت میں طول دینا مکروہ تحریمی ہے، جب کہ اسے پہچانتا ہو یعنی اس کی خاطر ملحوظ ہو اور نہ پہچانتا ہو تو طویل کرنا افضل ہے کہ نیکی پر اعانت ہے، مگر اس قدر طول نہ دے کہ مقتدی گھبرا جائیں۔(32)

---

(28) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: قراءۃ البسملۃ... إلخ، ج۲، ص۲۴۲۔

(29) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۴

(30) المرجع السابق

(31) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: قراءۃ البسملۃ... إلخ، ج۲، ص۲۴۰۔
و الفتاوی الرضویۃ، ج۶، ص۳۳۵

(32) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في إطالۃ الرکوع للجائي، ج۲، ص۲۴۲

مسئلہ ۹۲: مقتدی نے ابھی تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے رکوع یا سجدہ سے سر اٹھالیا تو مقتدی پر امام کی متابعت واجب ہے۔ اور اگر مقتدی نے امام سے پہلے سر اُٹھالیا تو مقتدی پر لوٹنا واجب ہے، نہ لوٹے گا تو کراہت تحریم کا مرتکب ہوگا، گناہ گار ہوگا۔ (33)

مسئلہ ۹۳: (۳۲) رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے، تو ٹھہر جائے۔ (34)

مسئلہ ۹۴: رکوع میں نہ سر جھکائے نہ اونچا ہو بلکہ پیٹھ کے برابر ہو (35)۔ حدیث میں ہے: اس شخص کی نماز ناکافی ہے (یعنی کامل نہیں) جو رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔ (36) یہ حدیث ابوداود و ترمذی ونسائی وابن ماجہ و دارمی نے ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور ترمذی نے کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: رکوع و سجود کو پورا کرو کہ خدا کی قسم میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (37) اس حدیث کو بخاری و مُسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۹۵: (۳۳) عورت رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، پیٹھ سیدھی نہ کرے اور گھٹنوں پر زور نہ دے، بلکہ محض ہاتھ رکھ دے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور پاؤں جھکے ہوئے رکھے مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کردے۔ (38)

مسئلہ ۹۶: تین بار تسبیح ادنیٰ (39) درجہ ہے کہ اس سے کم میں سنت ادا نہ ہوگی اور تین بار سے زیادہ کہے تو افضل

---

(33) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في إطالۃ الرکوع للجائي، ج ۲، ص ۲۴۳

(34) فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۱، ص ۲۵۹

(35) الھدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۱، ص ۵۰

درمختار میں ہے: ویسن ان یبسط ظھرہ غیر رافع ولا منکس راسہ ۵؎

(۵؎ الدر المختار، کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، مطبع مجتبائی، ۱/۷۵)

سنت ہے کہ پیٹھ کو سر کے برابر کرے نہ کہ بلند کرے نہ پست کرے۔

(36) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ من لایقیم صلبہ في الرکوع والسجود، الحدیث: ۸۵۵، ج ۱، ص ۳۲۵

(37) صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب الخشوع في الصلاۃ، الحدیث: ۷۴۲، ج ۱، ص ۲۶۳

(38) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: قراءۃ البسملۃ... إلخ، ج ۲، ص ۲۴۰۔

والفتاوی الرضویۃ، ج ۶، ص ۳۳۵

(39) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في إطالۃ الرکوع للجائي، ج ۲، ص ۲۴۲

ہے مگر ختم طاق عدد (40) پر ہو، ہاں اگر یہ امام ہے اور مقتدی گھبراتے ہوں تو زیادہ نہ کرے۔ (41) حلیہ میں عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے ہے کہ امام کے لیے تسبیحات پانچ بار کہنا مستحب ہے۔ (42) حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب کوئی رکوع کرے اور تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہے تو اس کا رکوع تمام ہوگیا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور جب سجدہ کرے اور تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی کہے تو سجدہ پورا ہوگیا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے۔ (43) اس کو ابوداود اور ترمذی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۹۷: (۳۴) رکوع سے جب اٹھے، تو ہاتھ نہ باندھے لٹکا ہوا چھوڑ دے۔

مسئلہ ۹۸: (۳۵) سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کی ہ کو ساکن پڑھے، اس پر حرکت ظاہر نہ کرے، نہ دال کو بڑھائے۔

(۳۶) رکوع سے اٹھنے میں امام کے لیے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنا اور

(۳۷) مقتدی کے لیے اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنا اور

(۳۸) منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔

مسئلہ ۹۹: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے مگر واو ہونا بہتر ہے اور اَللّٰھُمَّ ہونا اس سے بہتر اور سب میں بہتر یہ ہے کہ دونوں ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے، تو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوا، اس کے اگلے گناہ کی مغفرت ہو جائے گی۔ (44) اس حدیث کو بخاری و مُسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۱۰۰: منفرد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتا ہوا رکوع سے اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو کر اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہے۔ (45)

(۳۹) سجدہ کے لیے اور

(۴۰) سجدہ سے اٹھنے کے لیے اللہ اکبر کہنا اور

---

(40) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في إطالۃ الرکوع للجائي، ج ۲، ص ۲۴۳

(41) فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۱، ص ۲۵۹

(42) الھدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۱، ص ۵۰

(43) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ من لا یقیم صلبہ في الرکوع والسجود، الحدیث: ۸۸۶، ج ۱، ص ۳۲۵

(44) صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب الخشوع في الصلاۃ، الحدیث: ۷۴۲، ج ۱، ص ۲۶۳

(45) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۲، ص ۲۴۷

(۴۱) سجدہ میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى کہنا اور
(۴۲) سجدہ میں ہاتھ کا زمین پر رکھنا

مسئلہ ۱۰۱: (۴۳) سجدہ میں جائے تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر
(۴۴) ہاتھ پھر
(۴۵) ناک پھر
(۴۶) پیشانی اور جب سجدہ سے اٹھے تو اس کا عکس کرے یعنی
(۴۷) پہلے پیشانی اٹھائے پھر
(۴۸) ناک پھر
(۴۹) ہاتھ پھر
(۵۰) گھٹنے۔(46)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ کو جاتے، تو پہلے گھٹنے رکھتے پھر ہاتھ اور جب اٹھتے تو پہلے ہاتھ اٹھاتے پھر گھٹنے۔(47) اصحاب سُنن اربعہ اور دارمی نے اس حدیث کو وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۱۰۲: (۵۱) مرد کے لیے سجدہ میں سنت یہ ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں، (۵۲) اور پیٹ رانوں سے (۵۳) اور کلائیاں زمین پر نہ بچھائے، مگر جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے۔(48)

(۵۴) حدیث میں ہے جس کو بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: سجدہ میں اعتدال کرے اور کُتے کی طرح کلائیاں نہ بچھائے۔(49) اور صحیح مُسلم میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب تو سجدہ کرے، تو ہتھیلی کو زمین پر رکھ دے اور کہنیاں اٹھالے۔(50) ابو داود نے اُم المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ

---

(46) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۵

(47) سنن ابي داود، کتاب الصلاۃ، باب کیف یضع رکبتیہ قبل یدیہ، الحدیث: ۸۳۸، ج۱، ص۳۲۰

(48) الھدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۱، ص۵۱۔
والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۵۷۔

(49) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الاعتدال في السجود،۔۔۔ إلخ، الحدیث: ۴۹۳، ص۲۵۴

(50) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الاعتدال في السجود،۔۔۔ إلخ، الحدیث: ۴۹۴، ص۲۵۴

علیہ وسلم) سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ کروٹوں سے دُور رکھتے، یہاں تک کہ ہاتھوں کے نیچے سے اگر بکری کا بچہ گزرنا چاہتا، تو گزر جاتا۔ (51) اور مُسلم کی روایت بھی اسی کے مثل ہے، دوسری روایت بُخاری و مُسلم کی عبداللہ بن مالک ابن بحلینہ سے یوں ہے کہ ہاتھوں کو کشادہ رکھتے، یہاں تک کہ بغل مبارک کی سپیدی ظاہر ہوتی۔ (52)

مسئلہ ۱۰۳: (۵۵) عورت سمٹ کر سجدہ کرے، یعنی بازو کروٹوں سے ملا دے، (۵۶) اور پیٹ ران سے، (۵۷) اور ران پنڈلیوں سے، (۵۸) اور پنڈلیاں زمین سے۔ (53)

مسئلہ ۱۰۴: (۵۹) دونوں گھٹنے ایک ساتھ زمین پر رکھے اور اگر کسی عذر سے ایک ساتھ نہ رکھ سکتا ہو، تو پہلے داہنا رکھے پھر بایاں۔ (54)

مسئلہ ۱۰۵: اگر کوئی کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرے تو حرج نہیں اور جو کپڑا پہنے ہوئے ہے اس کا کونا بچھا کر سجدہ کیا یا ہاتھوں پر سجدہ کیا، تو اگر عذر نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر وہاں کنکریاں ہیں یا زمین سخت گرم یا سخت سرد ہے تو مکروہ نہیں اور وہاں دھول ہو اور عمامہ کو گرد سے بچانے کے لیے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کیا تو حرج نہیں اور چہرے کو خاک سے بچانے کے لیے کیا، تو مکروہ ہے۔ (55)

مسئلہ ۱۰۶: اچکن وغیرہ بچھا کر نماز پڑھے، تو اس کا اوپر کا حصہ پاؤں کے نیچے رکھے اور دامن پر سجدہ کرے۔ (56)

مسئلہ ۱۰۷: سجدہ میں ایک پاؤں اٹھا ہوا رکھنا مکروہ وممنوع ہے۔ (57) (۶۰) دونوں سجدوں کے درمیان مثل تشہد کے بیٹھنا یعنی بایاں قدم بچھانا اور داہنا کھڑا رکھنا، (۶۱) اور ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا، (۶۲) سجدوں میں انگلیاں قبلہ رُو ہونا، (۶۳) ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہونا۔

مسئلہ ۱۰۸: (۶۴) سجدہ میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سنت ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب اور دسوں کا قبلہ رُو ہونا سُنت۔ (58)

---

(51) سنن ابي داود، كتاب الصلاة، باب صفة السجود، الحديث: ۸۹۸، ج۱، ص ۳۴۰

(52) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الاعتدال في السجود...إلخ، الحديث: ۴۹۵، ص ۲۵۵

(53) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج۱، ص ۷۵، وغيره

(54) ردالمحتار، كتاب الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي، ج۲، ص ۲۴۷

(55) الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص ۲۵۵

(56) الدرالمختار، كتاب الصلاة، فصل، ج۲، ص ۲۵۵

(57) الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي، ج۲، ص ۲۵۸

(58) اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: ←

فاقول حمله على مافهمتم بعيد من مرامهم كل البعد و كيف يرومونه وهم مصرحون بانفسهم ان توجيه الاصابع سنة يكره تركه فلم يحتج عليهم بالبرجندی و القهستانی لم لايحتج عليهم بهم قال الحلبی قبيل فصل النوافل يعنی كل شيئ لم يذكر انه فرض اوواجب قدذكرنا فی صفة الصلوة مما سوی ماعينا ههنا انه سنة فهو آدب لكن هذا التعميم فيه نظر و فان من جملة ذلك وضع اليدين والركبتين فی السجود وهوسنة وكذا ابداء الضبعين ومجافاة البطن عن الفخذين وتوجيه الاصابع نحو القبلة فيه فان كل ذلك سنة لما تقدم من ادلته هناك اھ۱؎

فاقول ان کی عبارات کو جوتم نے سمجھا ہے وہ ان کے مقصود سے کہیں دور ہے اور یہ مراد لے بھی کیسے سکتے ہیں حالانکہ خود انہوں نے تصریح کی ہے کہ انگلیوں کا قبلہ کی طرف متوجہ کرنا سنت اور اس کا ترک مکروہ ہے۔ پس برجندی اور قہستانی کے حوالے سے ان کے خلاف احتجاج کیوں کیا ہے، کیوں نہ ان کے خلاف خود ان کی عبارات سے احتجاج کیا۔ حلبی نے فصل النوافل سے تھوڑا پہلے فرمایا کہ نوافل سے مراد ہر وہ شئی ہے جس کا فرض یا واجب ہونا مذکور نہ ہو اور جن اشیاء کو ہم نے صفۃ الصلوٰۃ میں سنت ہونا معین کیا ہے ان کے سوا تمام آداب ہیں لیکن یہ تعمیم محل نظر ہے کیونکہ ان میں حالت سجود میں ہاتھوں اور گھٹنوں کا رکھنا بھی ہے حالانکہ وہ سنت ہے اسی طرح پہلوؤں کا رانوں کا پیٹ سے دور رکھنا، حالتِ سجدہ میں انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ کرنا بھی ہے کیونکہ یہ سابقہ دلائل کی بنا پر سنت ہیں،

(۱؎ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی سنن الصلوٰۃ، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۳۸۳)

وقال الشرنبلالی متناوشرحا يكره تحويل اصابع يديه اورجليه عن القبلة فی السجود وغيره لما فيه من ازالتها عن الموضع المسنون ۲؎ وقال العلائی يستقبل باطراف اصابع رجليه القبلة ويكره ان لم يفعل ذلك ۳؎ بل انما ارادوا رحمهم الله تعالٰی علی ماالهمنی الملك المنعام عزجلاله ان يقولوا يفترض وضع بطن الاصبع ولايكفی وضع ظهرها ولارأسها الكائن عند ظفرها لان علی الاول يكون وضع ظهر القدم وقداسقطوه عن الاعتبار وعلی الثانی يكون وضعا مجردا عن الاعتماد والمقصود الاعتماد وقد بين هذا بقوله ليكون الاعتماد عليها والافهو وضع ظهر القدم وقد جعله غيرمعتبر انما عبر عنه بالتوجيه نحوالقبلة لان المصلی ان اراد فی سجوده الاعتماد علی بطن اصبع قدمه لم يمكنه ذلك الابتوجيهها نحو القبلة اعنی بالمعنی المفترض فی الاستقبال ممتدا بين الجنوب والشمال، لابالمعنی المسنون النافی للانحراف، وكذلك ان اراد توجيهها للقبلة بالمعنی العام لم يتأت له الاباصابة بطنها الارض، وهذا ظاهر جدا فبينهما تلازم فی الصلوة وان كان يمكن خارجها لمن سجد غلطا او عمد الغير القبلة ان يعتمد علی بطنها وهی علی خلاف جهة القبلة، فكان هذا من باب اطلاق اللازم وارادة الملزوم،

شرنبلالی نے متن اور شرح میں کہا حالت سجود وغیرہ میں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ سے پھیرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں ←

مسئلہ ۱۰۹: (۶۵) جب دونوں سجدے کرلے تو رکعت کے لیے پنجوں کے بل، (۶۶) گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر

طریقہ سنت کی خلاف ورزی ہے۔ علائی نے کہا پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کیا جائے اور اگر نہ کیا تو کراہت ہوگی، اللہ تعالیٰ نے مجھے جو آگاہ فرمایا ہے اس کے مطابق یہ سمجھا ہوں کہ وہ تمام بزرگ رحمہم اللہ تعالیٰ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ایک انگلی کا باطن لگانا فرض ہے اس کا ظاہر اور اس کا سر جو ناخن والا حصہ ہے لگالینا کافی نہیں کیونکہ پہلی صورت میں قدم کی پشت پر سجدہ ہوگا جس کا وہ اعتبار ہی نہیں کرتے، دوسری صورت میں اعتماد نہیں ہوگا حالانکہ مقصود اعتماد جسے ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے تاکہ ان پر اعتماد ہو ورنہ سجدہ قدم کی پشت پر ہوگا حالانکہ اسے معتبر تسلیم نہیں کیا گیا، یہاں فقہاء نے قبلہ کی طرف متوجہ کرنا کہا ہے کیونکہ نمازی اگر حالت سجدہ میں قدم کی ایک انگلی کے باطن پر اعتماد چاہے تو یہ ممکن نہیں مگر اس وقت جب اسے قبلہ کی طرف متوجہ کرے میری مراد جنوباً وشمالاً استقبال قبلہ کے لئے اسے بچھانا ہے نہ کہ وہ معنی مسنون جو انحراف کے منافی ہے اور اسی طرح اگر متوجہ ہونے کا عام معنی لیا جائے تو بھی انگلیوں کے باطن کا زمین پر لگنا ضروری ہوگا اور یہ بالکل واضح ہے پس ان دونوں کے درمیان نماز میں تلازم ہے اگرچہ نماز سے باہر یہ ممکن ہے اس شخص کے لئے جس نے غیر قبلہ کی طرف غلطی سے یا عمداً سجدہ کیا کہ وہ انگلیوں کو قبلہ رو کئے بغیر ان پر ٹیک لگائے تو یہاں اطلاق لازم اور مراد ملزوم ہے،

(۲۔ مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، فصل فی المکروہات، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۹۴) (۳۔ درمختار،، فصل واذا اراد الشروع فی الصلوٰۃ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۷۶)

اما السنۃ فجعلھا علی مسامتۃ القبلۃ من دون انحراف، وھذا الذی لیس فی ترکہ الا الکراھۃ والاساءۃ ھکذا ینبغی ان یفھم ھذا المقام والحمد للہ الملک المنعام، وذلک مانقل الامام ابن امیر الحاج فی الحلیۃ عن التحقیق مقرا علیہ والمعتبر فی القدمین بطون الاصابع الخ اما ما نقلتم عن الفیض العبارۃ و الخلاصۃ والوجیز والحلیۃ والغنیۃ و وغیرھا بلاخلاف بان الشرطیۃ دون او العاطفۃ فاوْ فی نسخۃ الفیض تصحیف وقد اغتربہ العلامۃ البرجندی فی شرح النقایۃ فلیتنبہ وبالجملۃ فتحرر مما تقرر ان الاعتماد فی السجود علی بطن احدی اصابع القدم العشر فریضۃ فی المذھب المعتمد المفتی بہ والاعتماد علی بطون کلھا او اکثرھا من کلتا القدمین لایبعد ان یجب لما حررہ فی الحلیۃ وتوجیھھا نحو القبلۃ من دون انحراف سنۃ اغتنم ھذا التحریر المفرد المنیر فلعلک لاتجدہ من غیر الفقیر واللہ الحمد والمنۃ۔

رہا معاملہ سنّت ہونے کا تو وہ قبلہ کی جانب ہے بغیر کسی انحراف کے، اور وہ یہ ہے کہ جس کے ترک میں کراہت و اسائت کے علاوہ کچھ نہیں اس مقام کو اس طریقہ سے سمجھنا چاہئے تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لئے جو حامد و منعم ہے اور یہی وہ ہے جو امام ابن امیر الحاج نے حلیہ میں ثابت رکھتے ہوئے تحقیق سے نقل کیا کہ معتبر قدمین میں انگلیوں کا باطن ہے الخ اور جو تم نے فیض سے نقل کیا ہے کہ خلاصہ، وجیز، حلیہ، غنیۃ، ہندیہ وغیرہ میں بالاتفاق ہے ان شرطیہ ہے او عاطفہ نہیں ہے پس او نسخہ فیض میں تحریف ہے اور اس سے علامہ برجندی نے شرح نقایہ میں دھوکا کھایا ہے اس پر متنبہ رہنا چاہئے۔ اس تمام گفتگو سے آشکار ہوگیا کہ حالت سجدہ میں قدم کی دس انگلیوں میں سے ایک کے باطن پر اعتماد مذہب معتمد اور مفتی بہ میں فرض ہے اور دونوں پاؤں کی تمام یا اکثر انگلیوں پر اعتماد بعید نہیں کہ واجب ہو اس بنا پر جو حلیہ میں ہے اور قبلہ کی ←

اُٹھے، یہ سُنت ہے، ہاں کمزوری وغیرہ عذر کے سبب اگر زمین پر ہاتھ رکھ کر اُٹھا جب بھی حرج نہیں۔ (59) اب دوسری رکعت میں ثنا و تعوذ نہ پڑھے۔ (٦٧) دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر، (٦٨) دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا، (٦٩) اور داہنا قدم کھڑا رکھنا، (٧٠) اور داہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ کرنا یہ مرد کے لیے ہے، (٧١) اور عورت دونوں پاؤں داہنی جانب نکال دے، (٧٢) اور بائیں سرین پر بیٹھے، (٧٣) اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھنا، (٧٤) اور بایاں بائیں پر، (٧٥) اور انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا کہ نہ کھلی ہوئی ہوں، نہ ملی ہوئی، (٧٦) اور انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا، گھٹنے پکڑنا نہ چاہیے، (٧٧) شہادت پر اشارہ کرنا، یوں کہ چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو بند کرلے، انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی کا حلقہ باندھے اور لا پر کلمہ کی اُنگلی اٹھائے اور اِلَّا پر رکھ دے اور سب اُنگلیاں سیدھی کرلے۔ حدیث میں ہے جس کو ابو داود و نسائی نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دُعا کرتے (تشہد میں کلمہ شہادت پر پہنچتے) تو انگلی سے اشارہ کرتے اور حرکت نہ دیتے۔ (60) نیز ترمذی و نسائی و بیہقی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص کو دو انگلیوں سے اشارہ کرتے دیکھا، فرمایا: توحید کر۔ توحید کر (61) (ایک انگلی سے اشارہ کر)۔

مسئلہ ١١٠: (٧٨) قعدۂ اُولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لیے اُٹھے تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ اُٹھے، بلکہ گھٹنوں پر زور دے کر، ہاں اگر عذر ہے تو حرج نہیں۔ (62)

مسئلہ ١١١: نمازِ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں افضل سورۂ فاتحہ پڑھنا ہے اور سبحان اللہ کہنا بھی جائز ہے اور بقدر تین تسبیح کے چپکا کھڑا رہا، تو بھی نماز ہو جائے گی، مگر سکوت نہ چاہیے۔ (63)

طرف متوجہ کرنا بغیر کسی انحراف کے سنت ہے اس یکتا، منفرد اور روشن گفتگو کو غنیمت جانو شاید اس فقیر کے علاوہ کسی اور کے ہاں تم کو نہ ملے، اللہ تعالیٰ کے لئے ہی حمد و احسان ہے۔ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ٧، ص ٣٧٤۔ ٣٧٦ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(59) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب في إطالۃ الرکوع للجائي، ج ٢، ص ٢٦٢

(60) سنن ابي داود، کتاب الصلاۃ، باب الاشارۃ في التشھد، الحدیث: ٩٨٩، ج ١، ص ٣٧١

(61) جامع الترمذي، کتاب الدعوات، ١٠٤۔ باب، الحدیث: ٣٥٦٨، ج ٥، ص ٣٢٦

(62) غنیۃ المتملي، صفۃ الصلاۃ، ص ٣٣١

(63) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ٢، ص ٢٧٠

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
فرضوں کی تیسری و چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ تین بار کہہ کر رکوع میں چلے جائیں مگر وہی خیال یہاں بھی ضرور ہے کہ سیدھے کھڑے ہو کر سبحان اللہ شروع کریں اور سبحان اللہ پورے کھڑے کھڑے کہہ کر رکوع کے لئے سر ←

مسئلہ ۱۱۲: دوسرے قعدہ میں بھی اسی طرح بیٹھے جیسے پہلے میں بیٹھا تھا اور تشہد بھی پڑھے۔(64) بعد (۷۹) تشہد دوسرے قعدہ میں دُرود شریف پڑھنا اور افضل وہ دُرود ہے، جو پہلے مذکور ہوا۔

مسئلہ ۱۱۳: دُرود شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے طیبہ کے ساتھ لفظ سیّدنا کہنا بہتر ہے۔(65)

❁❁❁❁❁

جھکائیں۔(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۱۵۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(64) المرجع السابق، ص ۲۷۲

(65) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فی جواز الترحم علی النبی ابتداء، ج ۲، ص ۲۷۴

دُرودشریف کے فضائل ومسائل

دُرودشریف (1) پڑھنے کے فضائل میں احادیث بکثرت وارد ہیں، تبرکا بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

(1) دُرودِ پاک کے فضائل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ اوراس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (پ22، الاحزاب:56)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھا اللہ عزوجل اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔

(مسلم، باب، کتاب الصلاۃ، الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم ۴۰۸، ص ۲۱۶)

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافِعِ رنج وملال، صاحبِ جودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم ایک مرتبہ باہر تشریف لائے تو میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا۔ آپ ایک باغ میں داخل ہوئے اور سجدہ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے سجدہ کو اتنا طویل کردیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہیں اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارکہ قبض نہ فرمائی ہو۔ چنانچہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوکر آپ کو بغور دیکھنے لگا۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اقدس اٹھایا تو فرمایا، اے عبدالرحمن! کیا ہوا؟ میں نے جواباً اپنا خدشہ آپ پر ظاہر کردیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جبرئیل امین نے مجھ سے کہا، کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات خوش نہیں کرتی کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جوتم پر درود پاک پڑھے گا میں اس پر رحمت نازل فرماؤں گا اور جوتم پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی نازل فرماؤں گا۔

(مسند احمد، حدیث عبدالرحمن بن عوف، رقم ۱۶۶۲، ج ۱، ص ۴۰۶)

ایک روایت میں ہے کہ ہم میں سے چار یا پانچ صحابہ کرام رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی خدمت کرنے کے لئے دن رات موجود رہتے تھے۔ ایک مرتبہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ اپنے گھر سے نکل چکے تھے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ آپ کھجور کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور وہاں نماز ادا فرمائی۔ آپ نے سجدے کو اتنا طویل کردیا کہ میں سمجھا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح مبارک کو قبض کرلیا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سجدے سے اٹھایا تو مجھے پکار کر فرمایا، کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اتنا طویل سجدہ کیا کہ میں سمجھا شاید اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ←

....

کرلی ہے اور اب میں آئندہ اسے کبھی نہ دیکھ سکوں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ کررہا تھا کہ اس نے میری امت کے معاملہ میں عذر قبول فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھا اللہ عزوجل اسے دس نیکیاں عطا فرمائے گا اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا۔

(مسند ابی یعلی مسند عبدالرحمن بن عوف، رقم ۸۵۵، ج ۱، ص ۳۵۳)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلّم نے فرمایا، جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھا اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اس کے دس گناہ مٹا دے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الادعیہ، رقم ۹۰۱، ج ۲، ص ۱۳۰ بتغیر)

حضرت سیدنا ابو بُردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلّم نے فرمایا، میری امت سے جس نے صدقِ دل سے ایک مرتبہ دُرود پاک پڑھا اللہ عزوجل اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا۔

(المعجم الکبیر، رقم ۵۱۳، ج ۲۲، ص ۱۹۶)

حضرت سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلّم کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج آپ بہت خوش نظر آرہے ہیں؟ فرمایا، میرے پاس میرے رب عزوجل کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور مجھ سے عرض کیا کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ عزوجل اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور اس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔،،

(مسند احمد، حدیث ابی طلحہ، رقم ۱۶۳۵۲، ج ۵، ص ۵۰۹)

ایک روایت میں ہے کہ میں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ کے چہرے کے نقوش خوشی سے چمک رہے تھے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج میں آپ کو جتنا خوش دیکھ رہا ہوں اتنا کبھی نہیں دیکھا۔ فرمایا، میں کیوں خوش نہ ہوں کہ جبرائیل امین علیہ السلام کچھ دیر پہلے ہی میرے پاس سے گئے ہیں، انہوں نے مجھ سے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا جو امتی آپ پر ایک مرتبہ دُرود پاک پڑھے گا اللہ عزوجل اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹائے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔ اور فرشتہ بھی وہی کہتا ہے جو وہ شخص آپ کیلئے کہتا ہے۔ میں نے استفسار کیا کہ اے جبرائیل! وہ کیسا فرشتہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، جب آپکی پیدائش ہوئی حتیٰ کہ آپ مبعوث ہوئے تب سے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے کہ جب آپ کا امتی آپ پر درود بھیجتا ہے تو وہ کہتا ہے صلی اللہ علیک وسلم یعنی آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو۔

←

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور ایک فرشتہ اس درود کو مجھ تک پہنچانے پر مقرر ہے۔

(طبرانی کبیر، رقم ۷۶۱۱، ص ۱۳۴، ج ۸)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اسکا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے اور میں اسکے لئے استغفار کرتا ہوں اسکے علاوہ اسکے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (طبرانی فی الاوسط، رقم ۱۶۴۲، ج ۱، ص ۴۴۶)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جب کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ عزوجل میری روح کو لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، رقم ۲۰۴۱، ج ۲، ص ۳۱۵)

حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، تم جہاں بھی رہو مجھ پر درود پاک پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔

(طبرانی کبیر، رقم ۲۷۲۹، ص ۸۲، ج ۳)

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے گھوم پھر کر میری امت کے سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الادعیہ، رقم ۹۱۰، ج ۲، ص ۱۳۴)

حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، بے شک اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرمایا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے، قیامت تک جو کوئی مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے تو وہ مجھے اس کا اور اس کے باپ کا نام پیش کرتا ہے کہ "فلاں بن فلاں" نے آپ پر درود پاک پڑھا ہے۔

(مسند البزار، رقم ۱۴۲۵، ج ۴، ص ۲۵۵)

حضرت سیدنا اَوس بن اَوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، تمہارے ایام میں سب سے افضل دن جمعہ ہے اس دن حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا، لہٰذا اس دن میں مجھ پر درود پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ تمہارا درود پاک مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے وصال کے بعد درود پاک آپ تک کیسے پہنچایا جائے گا؟ ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل نے انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھانا زمین پر حرام فرمایا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب فضل یوم الجمعۃ، رقم ۱۰۴۷، ج ۱، ص ۳۹۱)

....

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جمعہ کے دن مجھ پر درود پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ یہ یوم مشہود ہے، اس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور تم میں سے جو بھی مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے تو اسکے فارغ ہونے سے پہلے اس کا درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا، اور آپ کے وصال کے بعد؟ فرمایا، اللہ عزوجل نے انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھانا زمین پر حرام فرما دیا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ، رقم ۱۶۳۷، ج ۲، ص ۲۹۱)

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جمعہ کے دن مجھ پر درود پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ میری امت کا درود ہر جمعہ کے دن مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، (قیامت کے دن) لوگوں میں سے میرے زیادہ قریب وہی شخص ہوگا جس نے (دنیا میں) مجھ پر کثرت سے درود پڑھا ہوگا۔ (السنن الکبری للبیھقی، کتاب الجمعۃ، باب مایومر بہ فی لیلۃ الجمعۃ، رقم ۵۹۹۵، ج ۳، ص ۳۵۴)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے اللہ عزوجل اور اسکے فرشتے اس پر ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حدیث عبداللہ بن عمر بن العاص، رقم ۶۷۶۶، ج ۲، ص ۶۱۴)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے اللہ عزجل اس پر سو مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے اللہ عزوجل اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ بندہ نفاق اور جہنم کی آگ سے آزاد ہے اور قیامت کے دن اسے شہداء کے ساتھ جگہ عطا فرمائے گا۔ (المعجم الاوسط، رقم ۷۲۳۵، ج ۵، ص ۲۵۲)

حضرت سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، بندہ جب تک مجھ پر درود پڑھتا رہتا ہے، ملائکہ اس پر رحمت نازل کرتے رہتے ہیں اب بندے کی مرضی ہے کہ وہ درود پاک کم پڑھے یا زیادہ۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حدیث عامر بن ربیعہ، رقم ۱۵۶۸۰، ج ۵، ص ۳۲۴)

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا ہوگا۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الادعیہ، رقم ۹۰۸، ج ۲، ص ۱۳۳)

حضرت سیدنا حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی دعا کا تہائی حصہ آپ پر درود پاک کے لئے خاص کردوں؟ ارشاد فرمایا، ہاں! اگر تم چاہو۔ اس نے عرض کیا اور اگر دو تہائی حصہ درود پاک کے لئے وقف کردوں؟ ←

....

فرمایا ہاں۔ پھر اس نے عرض کیا، اور اگر پورا وقت آپ پر درود پاک ہی پڑھتا رہوں؟ تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر تو اللہ عزوجل تیری دینی اور دنیوی ہر پریشانی میں تجھے کفایت کریگا۔ (المعجم الکبیر، رقم ۳۵۷۴، ج ۴، ص ۳۵)

حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رات کا چوتھائی حصہ گزر جاتا تو نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم قیام کرتے اور پھر فرماتے، اے لوگو! اللہ عزوجل کا ذکر کرو، اللہ عزوجل کا ذکر کرو، پہلے صور پھونکے جانے کا وقت قریب آ گیا، اس کے بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا، موت اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ آنے والی ہے، عنقریب موت آ جائے گی۔

تو حضرتِ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں درود کی کثرت کرتا ہوں، میں آپ پر درود پڑھنے کے لئے کتنا وقت مقرر کروں؟ فرمایا، جتنا چاہو کرلو۔ میں نے عرض کیا، چوتھائی؟ فرمایا، جتنا چاہو کرلو لیکن اگر زیادہ درود پاک پڑھو گے تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا، نصف؟ فرمایا، جتنا چاہو پڑھو مگر زیادہ پڑھو گے تو بہتر ہے۔ عرض کیا، میں سارا وقت آپ پر درود پاک پڑھتا رہوں گا۔ فرمایا، پھر تو یہ عمل تمہاری پریشانیوں کو کفایت کرے گا اور تمہاری مغفرت کا سبب بن جائے گا۔

(المستدرک، کتاب التفسیر، باب اکثروا علیّ الصلوٰۃ فی یوم الجمعۃ، رقم ۳۶۳۱، ج ۳، ص ۱۹۸)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحب معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس مسلمان کے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو اُسے چاہیے کہ اپنی دعا میں یہ کلمات کہہ لیا کرے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ترجمہ: اے اللہ! اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما مومنین ومومنات اور مسلمان مردوں اور عورتوں پر رحمت نازل فرما۔ کیونکہ یہ زکوٰۃ ہے اور مومن کبھی خیر (بھلائی) سے شکم سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ جنت اسکا ٹھکانہ ہوتی ہے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان کتاب الرقائق، باب الادعیہ، رقم ۹۰۰، ج ۲، ص ۱۳۰)

حضرت سیدنا رُوَیفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے یہ کہا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ: اے اللہ عزوجل! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور انہیں قیامت کے دن اپنے قرب والا مقام عطا فرما۔ تو اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (طبرانی کبیر، رقم ۴۴۸۰، ج ۵، ص ۲۵)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے یہ پڑھا جَزَی اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ اَهْلُهٗ (ترجمہ: اللہ عزوجل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے ایسی جزاء عطا فرمائے جس کے وہ اہل ہیں)۔ اس نے ستر کاتب فرشتوں کو ایک ہزار دن تک مصروف کر دیا۔

(الطبرانی اوسط، رقم ۲۳۵، ج ۱، ص ۸۲)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، جب ←

آپس میں محبت کرنے والے دو دوست ملاقات کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان دونوں کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (مسند ابو یعلی، رقم ۲۹۵۱، ج ۳، ص ۹۵)

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک دعا زمین وآسمان کے درمیان رک جاتی ہے اور جب تک تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک نہ پڑھ لو اس میں سے کوئی چیز بلند نہیں ہوتی۔

(جامع الترمذی، کتاب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ، رقم ۴۸۶، ج ۲، ص ۲۸)

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر دعا روک دی جاتی ہے جب تک اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود نہ پڑھ لیا جائے۔ (طبرانی اوسط، رقم ۷۲۱، ج ۱، ص ۲۱۱)

نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکرِ مبارک سُن کر درودِ پاک نہ پڑھنا

حضرت سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: منبر انور کے قریب آجاؤ۔ تو ہم منبر شریف کے قریب حاضر ہوگئے، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پہلے زینے پر قدم مبارک رکھا تو ارشاد فرمایا: آمین۔ جب دوسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو ارشاد فرمایا: آمین۔ اور جب تیسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو ارشاد فرمایا: آمین۔ پھر جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبر شریف سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آج ہم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جبریلِ امین علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی وہ (اللہ عزوجل کی رحمت سے) دور ہو۔ تو میں نے کہا آمین جب میں نے دوسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو جبریلِ امین علیہ السلام نے عرض کی: جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہوا اور اس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود نہ پڑھا وہ بھی (رحمتِ الٰہی عزوجل سے) دور ہو۔ تو میں نے کہا آمین پھر جب میں نے تیسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو جبریلِ امین علیہ السلام نے عرض کی: جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا پھر انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا تو وہ بھی (اللہ عزوجل کی رحمت سے) دور ہو۔ تو میں نے کہا آمین۔

(المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب لعن اللہ العاق لوالدیہ۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۷۳۳۸، ج ۵، ص ۲۱۳)

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے منبر انور پر قدم مبارک رنجہ فرمایا تو پہلے زینے پر قدم مبارک رکھتے وقت ارشاد فرمایا: آمین۔ پھر جب دوسرے زینے کو اپنے قدموں سے نوازا تو فرمایا: آمین۔ اور جب تیسرے زینے پر چڑھے تو ارشاد فرمایا: آمین۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے میرے پاس آکر عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جس نے (ماہ) رمضان کو پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی تو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور اور برباد فرمائے۔ تو میں نے آمین کہا۔ اور جو اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پائے پھر بھی جہنم میں داخل ہو تو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔ ←

میں نے آمین کہا۔ اور جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہو اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود نہ پڑھے تو اللہ عزوجل اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے۔ تو میں نے کہا آمین۔ (صحیح ابن حبان، باب حق الوالدین، الحدیث: ۴۱۰، ج ۱، ص ۳۱۵)

شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبر اقدس پر رونق افروز ہوئے تو تین مرتبہ آمین کہا، پھر ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے آمین کیوں کہا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جبریل امین علیہ السلام نے میرے پاس آکر دعا مانگی: جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہو اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود پاک نہ بھیجے تو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے اور ہلاکت میں مبتلا فرمائے۔ میں نے آمین کہا اور جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا پھر ان کی خدمت نہ کر کے جہنم میں داخل ہوا اللہ عزوجل اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے اور ہلاکت میں مبتلا فرمائے۔ میں نے کہا آمین۔ اور جس نے رمضان کو پایا پھر بھی اس کی بخشش نہ ہوئی اور وہ جہنم میں داخل ہوا تو اللہ عزوجل اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے اور ہلاکت میں مبتلا فرمائے۔ تو میں نے کہا آمین۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۵۱، ج ۱۲، ص ۶۵)

محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مسجد میں داخل ہو کر منبر انور پر رونق افروز ہوئے تو ارشاد فرمایا: آمین! آمین! آمین! پھر جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لے جانے لگے تو عرض کی گئی یا رسول اللہ عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ایسا کام کرتے دیکھا جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پہلے کبھی نہیں کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جبریلِ امین علیہ السلام نے میرے سامنے ظاہر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جس نے اپنے والدین کو پایا، پھر انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کرایا تو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور اور مزید دور فرمائے۔ میں نے آمین کہا، دوسرے زینے پر قدم مبارک رکھتے وقت جبریلِ امین علیہ السلام نے دعا مانگی: جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ کی گئی تو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، مزید دور (اور محروم) فرمائے۔ تو میں نے آمین کہا، تیسرے زینے پر قدم مبارک رکھتے وقت جبریلِ امین علیہ السلام میرے سامنے ظاہر ہوئے اور دعا مانگی: جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہو اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک نہ پڑھے تو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، مزید دور فرمائے۔ تو میں نے کہا آمین۔

(مجمع الزوائد، کتاب الادعیة، باب فیمن ذکر عندہ فلم یصل علیہ، الحدیث: ۱۷۳۱۴، ج ۱۰، ص ۲۵۷)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبر انور پر رونق افروز ہوئے تو فرمایا: آمین! آمین! آمین! عرض کی گئی: یا رسول اللہ عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے منبرِ اقدس پر چڑھتے وقت آمین کہا؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جبریلِ امین علیہ السلام نے میرے پاس آکر کہا: جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر اس کی مغفرت نہ ہوئی اور وہ جہنم میں داخل ہوا تو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، یا رسول اللہ عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آمین کہیے۔ ←

حدیث ۱: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو مجھ پر

تو میں نے کہا آمین۔ اور جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو پایا پھر ان کی خدمت نہ کی اور مر کر جہنم میں داخل ہوا تو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، یارسول اللہ عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! آمین کہے، تو میں نے کہا آمین اور جس کے سامنے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا ذکر ہوا اور وہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر درودِ پاک نہ پڑھے اور مر کر جہنم میں داخل ہو جائے تو اللہ عزوجل اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے، یارسول اللہ عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! آمین کہے۔ تو میں نے کہا آمین۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الادعیۃ، باب فیمن ذکر رجاء دخول الجنان۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۹۰۴، ج ۲، ص ۱۳۱)

مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جبریلِ امین علیہ السلام نے عرض کی: اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا ذکر ہوا اور وہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر درودِ پاک نہ پڑھے، اس کی ناک مٹی میں ملے جس پر رمضان کا مہینہ آیا پھر اس کی بخشش ہونے سے پہلے ہی گزر گیا اور اس کی ناک مٹی میں ملے جس نے اپنے بوڑھے والدین کو پایا اور انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب رغم انف رجل۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۳۵۴۵، ص ۲۰۱۶)

حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس کے سامنے میرا ذکر ہوا پھر اس نے مجھ پر درود پڑھنے میں کوتاہی کی تو بے شک وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۸۸۷، ج ۳، ص ۱۲۸)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا تو وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ (المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب ما اعطی اللہ محمداً، الحدیث: ۱۵۵، ج ۷، ص ۴۴۳)

صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جو مجھ پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوۃ، باب ماجاء فی التشھد، الحدیث: ۹۰۸، ص ۲۵۳۰)

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہوا پھر اس نے مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھا۔

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب رغم انف رجل۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۳۵۴۶، ص ۲۰۱۶)

دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر وبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: کیا میں تمہیں لوگوں میں سب سے بڑے بخیل کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! ضرور بتایئے۔ تو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جس کے سامنے میرا ذکر ہو پھر بھی مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھے تو وہ سب سے بڑا بخیل ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الذکر والدعاء، باب الترغیب فی اکثار الصلاۃ علی النبی، الحدیث: ۲۶۱۳، ج ۲، ص ۳۳۲)

ایک بار دُرود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار دُرود نازل فرمائے گا۔(2)

حدیث ۲: نسائی کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ فرماتے ہیں: جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے، اللہ عزوجل اس پر دس دُرودیں نازل فرمائے گا اور اس کی دس خطائیں محو فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔(3)

حدیث ۳: امام احمد عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرماتے ہیں: جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک بار دُرود بھیجے، اللہ عزوجل اور فرشتے اس پر ستر بار دُرود بھیجتے ہیں۔(4)

حدیث ۴: درمختار میں بروایت اصبہانی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے اور وہ قبول ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ اس کے اَسّی (۸۰) برس کے گناہ محو فرما دے گا۔(5)

حدیث ۵: ترمذی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: قیامت

---

(2) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی صلّی اللہ علیہ وسلم بعد التشھد، الحدیث: ۴۰۸، ص۲۱۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔اس حدیث کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے ''مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِہَا'' اسلام میں ایک نیکی کا بدلہ کم از کم دس گناہ ہے۔خیال رہے کہ بندہ اپنی حیثیت کے لائق درود شریف پڑھتا ہے مگر رب تعالیٰ اپنی شان کے لائق اس پر رحمتیں اتارتا ہے جو بندے کے خیال وگمان سے وراء ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲،ص۱۴۷)

(3) سنن النسائي، کتاب السھو، باب الفضل في الصلاۃ علی النبي صلّی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۲۹۴، ص۲۲۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یعنی ایک درود میں تین فائدے ہیں: دس رحمتیں، دس گناہوں کی معافی اور دس درجوں کی بلندی۔مبارک ہیں وہ لوگ جن کی زبان ہر وقت درود شریف سے ہلتی رہے،درود شریف ہر دعا کی قبولیت کی شرط ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲،ص۱۴۸)

(4) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو، الحدیث: ۶۷۶۶، ج۲،ص۶۱۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یہاں جمعہ کے دن کا درود مراد ہے کیونکہ جمعہ کی ایک نیکی ستر کے برابر ہوتی ہے اسی لیے جمعہ کا حج حج اکبر کہلاتا ہے اور اس کا ثواب ستر ۷۰ حج کا،دیگر احادیث میں اور دونوں کے درود کا ذکر ہے لہذا احادیث میں تعارض نہیں، یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس میں قیاس کو دخل نہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲،ص۱۶۱)

(5) الدرالمختار کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲،ص۲۸۴

کے دن مجھ سے سب میں زیادہ قریب وہ ہوگا، جس نے سب سے زیادہ مجھ پر دُرود بھیجا ہے۔(6)

حدیث ۶: نسائی و دارمی اُنھیں سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: اللہ کے کچھ فارغ فرشتے ہیں، جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں۔ میری اُمت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔(7)

حدیث ۷: ترمذی میں اُنھیں سے ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اس کی ناک خاک میں ملے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر دُرود نہ بھیجے اور اس کی ناک خاک میں ملے جس کو رمضان کا مہینہ آیا اور اس کی مغفرت سے پہلے چلا گیا اور اس کی ناک خاک میں ملے جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو ان کے بڑھاپے میں پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کیا۔(8)

حدیث ۸: ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے

---

(6) جامع الترمذي، أبواب الوتر، باب ماجاء في فضل الصلاة على النبي صلّى الله عليه وسلم، الحديث: ۴۸۴، ج ۲، ص ۲۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ قیامت میں سب سے آرام میں وہ ہوگا جو حضور کے ساتھ رہے اور حضور کی ہمراہی نصیب ہونے کا ذریعہ درود شریف کی کثرت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف بہترین نیکی ہے کہ تمام نیکیوں سے جنت ملتی ہے اور اس سے بزم جنت کے دولہا صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہ وَسَلَّم۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۱۴۹)

(7) سنن النسائي، كتاب السهو، باب التسليم على النبي صلّى الله عليه وسلم، الحديث: ۱۲۷۹، ص ۲۱۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی ان فرشتوں کی یہی ڈیوٹی ہے کہ وہ آستانہ عالیہ تک امت کا سلام پہنچایا کریں۔ یہاں چند باتیں قابل خیال ہیں: ایک یہ کہ فرشتے کے درود پہنچانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور بنفس نفیس ہر ایک کا درود نہ سنتے ہوں، حق یہ ہے کہ سرکار ہر دور و قریب کے درود خواں کا درود سنتے بھی ہیں اور درود خواں کی عزت افزائی کے لیے فرشتے بھی بارگاہ عالی میں درود پہنچاتے ہیں تاکہ درود کی برکت سے ہم گنہگاروں کا نام آستانہ عالیہ میں فرشتہ کی زبان سے ادا ہو۔ سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے چیونٹی کی آواز سنی تو حضور ہم گنہگاروں کی فریاد کیوں نہ سنیں گے، دیکھو رب تعالٰی ہمارے اعمال دیکھتا ہے پھر بھی اسکی بارگاہ میں فرشتے اعمال پیش کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ فرشتے ایسے تیز رفتار ہیں کہ ادھر امتی کے منہ سے درود نکلا ادھر انہوں نے سبز گنبد میں پیش کیا اگر کوئی ایک مجلس میں ہزار بار درود شریف پڑھیں تو یہ فرشتہ ان کے اور مدینہ طیبہ کے ہزار چکر لگائے گا یہ نہ ہوگا کہ دن بھر کے درود تھیلے میں جمع کرکے ڈاک کی طرح شام کو وہاں پہنچائے جیسا کہ اس زمانہ کے بعض جہلاء نے سمجھا۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالٰی نے فرشتوں کو حضور انور کا خدام آستانہ بنایا ہے، حضور انور کا خدمت گار ان فرشتوں کا سا رتبہ رکھتے ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۱۴۹)

(8) جامع الترمذي، كتاب الدعوات، باب رغم أنف رجل، الحديث: ۳۵۵۶، ج ۵، ص ۳۲۰

←

ہیں: پورا بخیل وہ ہے، جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔(9)

حدیث ۹: نسائی و دارمی نے روایت کی کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لائے اور بشاشت چہرۂ اقدس میں نمایاں تھی، فرمایا: میرے پاس جبریل آئے اور کہا! آپ کا ربّ فرماتا ہے: کیا آپ راضی نہیں کہ آپ کی اُمت میں جو کوئی آپ پر درود بھیجے، میں اس پر دس بار دُرود بھیجوں گا اور آپ کی اُمت میں جو کوئی آپ پر سلام بھیجے، میں اس پر دس بار سلام بھیجوں گا۔(10)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی ایسا مسلمان خوار و ذلیل ہوجائے جو میرا نام سن کر درود نہ پڑھے۔ عربی میں اس بددعا سے مراد اظہار ناراضی ہوتا ہے حقیقتًا بددعا مراد نہیں ہوتی، اس حدیث کی بناء پر بعض علماء نے فرمایا کہ ایک ہی مجلس میں اگر چند بار حضور کا نام شریف آدے تو ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے، مگر یہ استدلال کچھ کمزور سا ہے کیونکہ رَغِمَ اَنْفُ ہلکا کلمہ ہے جس سے درود کا استحباب ثابت ہوسکتا ہے نہ کہ وجوب۔ مطلب یہ ہے کہ جو بلامحنت دس رحمتیں، دس درجے، دس معافیاں حاصل نہ کرے بڑا بیوقوف ہے۔

۲۔ یعنی وہ مسلماں بھی ذلیل و خوار ہوجائے جو رمضان کا مہینہ پائے اور اسکا احترام اور اس میں عبادات کر کے گناہ نہ بخشوائے، یونہی وہ بھی خوار ہو جس نے جوانی میں ماں باپ کا بڑھاپا پایا پھر ان کی خدمت کر کے جنتی نہ ہوا۔ بڑھاپے کا ذکر اس لیے فرمایا کہ بڑھاپے میں اولاد کی خدمت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور اس وقت کی دعا اولاد کا بیڑا پار کردیتی ہے۔ خیال رہے کہ یہ تینوں چیزیں مسلمانوں کے لیے مفید ہیں، کافر کسی نیکی سے جنتی نہیں ہوسکتا، ہاں بعض نیکیوں کی وجہ سے اسے ایمان لانے کی توفیق مل جاتی ہے اور بعض کی برکت سے اس کا عذاب ہلکا ہوجاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۱۵۳)

(9) جامع الترمذي، کتاب الدعوات، باب رَغِمَ أَنْفُ رجل، الحدیث: ۳۵۵۷، ج۵، ص۳۲۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ کیونکہ درود میں کچھ خرچ تو ہوتا نہیں اور ثواب بہت مل جاتا ہے اس ثواب سے محرومی بڑی ہی بدنصیبی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب بھی حضور کا نام سنے یا پڑھے تو درود شریف ضرور پڑھے کہ یہ مستحب ہے۔

۲۔ یعنی چند اسنادوں سے مروی ہے۔ بعض اسناد میں حسن ہے، بعض میں صحیح بعض میں غریب۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۱۵۹)

(10) سنن النسائي، کتاب السھو، باب الفضل في الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۲۹۶، ص۲۱۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ کا نام سہل ابن زید ہے، حضرت انس کے سوتیلے والد ہیں، آپ کے حالات پہلے بیان ہوچکے۔

۲۔ رب کے سلام بھیجنے سے مراد یا تو بذریعہ ملائکہ اسے سلام کہلواتا ہے یا آفتوں اور مصیبتوں سے سلامت رکھنا۔ حضور کو یہ خوشخبری ←

حدیث ۱۰: ترمذی شریف میں ہے، ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم): میں بکثرت دُعا مانگتا ہوں، تو اس میں سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر دُرود کے لیے کتنا وقت مقرر کروں؟ فرمایا: جو تم چاہو۔ عرض کی، چوتھائی؟ فرمایا: جو تم چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمھارے لیے بہتری ہے۔ میں نے عرض کی، نصف؟ فرمایا: جو تم چاہو اور زیادہ کرو تو تمھارے لیے بھلائی ہے۔ میں نے عرض کی، دو تہائی؟ فرمایا: جو تم چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمھارے لیے بہتری ہے۔ میں نے عرض کی، تو کُل دُرود ہی کے لیے مقرر کروں؟ فرمایا: ایسا ہے تو اللہ تمھارے کاموں کی کفایت فرمائے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا۔ (11)

حدیث ۱۱: امام احمد رویفع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو دُرود پڑھے اور یہ کہے: اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (12) اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (13)

حدیث ۱۲، ۱۳: ترمذی نے روایت کی کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: دُعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہے، چڑھ نہیں سکتی، جب تک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرود نہ بھیجے۔ (14)

مسئلہ ۱۴: عمر میں ایک بار دُرود شریف پڑھنا فرض ہے اور ہر جلسۂ ذکر میں دُرود شریف پڑھنا واجب، خواہ خود نام اقدس لے یا دوسرے سے سُنے اور اگر ایک مجلس میں سو بار ذکر آئے تو ہر بار دُرود شریف پڑھنا چاہیے، اگر نام اقدس لیا یا سُنا اور دُرود شریف اس وقت نہ پڑھا تو کسی دوسرے وقت میں اس کے بدلے کا پڑھ لے۔ (15)

مسئلہ ۱۵: گاہک کو سودا دکھاتے وقت تاجر کا اس غرض سے دُرود شریف پڑھنا یا سبحان اللہ کہنا کہ اس چیز کی عمدگی خریدار پر ظاہر کرے، ناجائز ہے۔ یوہیں کسی بڑے کو دیکھ کر دُرود شریف پڑھنا اس نیت سے کہ لوگوں کو اس کے آنے

اس لیے دی گئی کہ آپ کو اپنی امت کی راحت سے بہت خوشی ہوتی ہے جیسے کہ اپنی امت کی تکلیف سے غم ہوتا ہے یہ حدیث اس آیت کی مؤید ہے "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى"۔

۳۔ اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں، حاکم نے مستدرک میں، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور احمد نے بھی روایت کیا، روایت حاکم کے اخیر میں ہے کہ اس پر میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۱۵۴)

(11) جامع الترمذي، أبواب صفة القيامة، ۲۳۔ باب، الحديث: ۲۴۶۵، ج ۴، ص ۲۰۷

(12) المسند للامام أحمد بن حنبل، حديث رويفع بن ثابت الانصاري، الحديث: ۱۶۹۸۸، ج ۶، ص ۴۶

(13) اے اللہ (عزوجل)! تو اپنے محبوب کو قیامت کے دن ایسی جگہ میں اوتار، جو تیرے نزدیک مقرب ہے۔

(14) جامع الترمذي، أبواب الوتر، باب ماجاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۴۸۶، ج ۲، ص ۲۸

(15) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج ۲، ص ۲۷۶۔۲۸۱، وغيره

کی خبر ہو جائے، اس کی تعظیم کو اُٹھیں اور جگہ چھوڑ دیں، ناجائز ہے۔ (16)

مسئلہ ۱۶: جہاں تک بھی ممکن ہو دُرود شریف پڑھنا مستحب ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان جگہوں میں (۱) روز جمعہ، (۲) شب جمعہ، (۳، ۴) صبح و شام، (۵) مسجد میں جاتے، (۶) مسجد سے نکلتے وقت، (۷) بوقت زیارت روضۂ اطہر، (۸) صفا و مروہ پر، (۹) خطبہ میں، (۱۰) جواب اذان کے بعد، (۱۱) بوقت اقامت، (۱۲) دُعا کے اول آخر بیچ میں، (۱۳) دُعائے قنوت کے بعد، (۱۴) حج میں لبیک سے فارغ ہونے کے بعد، (۱۵) اجتماع و فراق کے وقت، (۱۶) وضو کرتے وقت، (۱۷) جب کوئی چیز بھول جائے اس وقت، (۱۸) وعظ کہنے اور (۱۹) پڑھنے اور (۲۰) پڑھانے کے وقت، خصوصاً حدیث شریف پڑھنے کے اول آخر، (۲۱) سوال و (۲۲) فتویٰ لکھتے وقت، (۲۳) تصنیف کے وقت، (۲۴) نکاح، (۲۵) اور منگنی، (۲۶) اور جب کوئی بڑا کام کرنا ہو۔ نام اقدس لکھے تو دُرود ضرور لکھے کہ بعض علما کے نزدیک اس وقت دُرود شریف لکھنا واجب ہے۔ (17)

مسئلہ ۱۷: اکثر لوگ آج کل دُرود شریف کے بدلے صلعم، عم، ؐ لکھتے ہیں، یہ ناجائز و سخت حرام ہے۔ یوہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ ؓ، رحمۃ اللہ تعالیٰ کی جگہ ؒ، لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہیے، جن کے نام محمد، احمد، علی حسن، حسین وغیرہ ہوتے ہیں ان ناموں پرؐ بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے کہ اس جگہ تو یہ شخص مراد ہے، اس پر دُرود کا اشارہ کیا معنی۔ (18)

---

(16) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: ھل نفع الصلاۃ، عائد للمصلي... إلخ، ج۲، ص۲۸۱

(17) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: نص العلماء علی استحباب الصلاۃ... إلخ، ج۲، ص۲۸۱

(18) حاشیۃ الطحطاوي علی الدر المختار، خطبۃ الکتاب، ج۱، ص۶۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

درود شریف کی جگہ جو عوام و جہال صلعم یا ع یا م یا ص یا صللم لکھا کرتے ہیں، محض مہمل و جہالت ہے، القلم احد اللسانین (قلم دو ۲ زبانوں میں سے ایک ہے۔ت) جیسے زبان سے درود شریف کے عوض یہ مہمل کلمات کہنا درود کو ادا نہ کرے گا یوں ہی ان مہملات کا لکھنا، درود لکھنے کا کام نہ دے گا، ایسی کوتاہ قلمی سخت محرومی ہے۔ میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں ایسے لوگ فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم (۱۔ القرآن، ۲/۵۹)

(تو ظالموں نے بدل ڈالی وہ بات جو ان سے کہی گئی تھی۔ت) میں نہ داخل ہوں۔ نام پاک کے ساتھ ہمیشہ پورا درود لکھا جائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۱۴۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور جگہ پر تحریر فرماتے ہیں:

حرف (ص) لکھنا جائز نہیں نہ لوگوں کے نام پر نہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم کریم پر، لوگوں کے نام پر تو یوں نہیں کہ وہ اشارہ درود کا ہے اور غیر انبیاء وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بالاستقلال درود جائز نہیں اور نام اقدس پر یوں نہیں کہ وہاں پورے درود شریف کا ←

مسئلہ ۱۸: قعدۂ اخیرہ کے علاوہ فرض نماز میں دُرود شریف پڑھنا نہیں، (۸۰) اور نوافل کے قعدۂ اُولیٰ میں بھی مسنون ہے۔ (19) (۸۱) دُرود کے بعد دُعا پڑھنا۔

مسئلہ ۱۹: (۸۲) دُعا عربی زبان میں پڑھے، غیر عربی میں مکروہ ہے۔ (20)

مسئلہ ۲۰: اپنے اور اپنے والدین و اساتذہ کے لیے جب کہ مسلمان ہوں اور تمام مومنین و مومنات کے لیے دُعا مانگے، خاص اپنے ہی لیے نہ مانگے۔ (21)

مسئلہ ۲۱: ماں باپ اور اساتذہ کے لیے مغفرت کی دُعا حرام ہے، جب کہ کافر ہوں اور مر گئے ہوں تو دُعائے مغفرت کو فقہاء نے کُفر تک لکھا ہے، ہاں اگر زندہ ہوں تو ان کے لیے ہدایت و توفیق کی دُعا کرے۔ (22)

حکم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھے فقط ص یا صلم یا صلعم جو لوگ لکھتے ہیں سخت شنیع و ممنوع ہے یہاں تک کہ تاتارخانیہ میں اس کو تخفیف شان اقدس ٹھہرایا والعیاذ باللہ تعالیٰ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۳۸۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(19) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج ۲، ص ۲۸۲

(20) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج ۲، ص ۲۸۵

(21) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في الدعاء بغیر العربیۃ، ۲۸۶

(22) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في الدعاء المحرم، ج ۲، ص ۲۸۸

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

علماء نے کافر کے لیے دُعائے مغفرت پر سخت اشد حکم صادر فرمایا اور اس کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے، پھر دعائے رضوان تو اس سے بھی ارفع و اعلیٰ۔ فان السید قد یعفو عن عبدہ وھو عنہ غیر راض کما ان العبد بما یحب سیدہ وھو علی امرہ غیر ماض وحسبنا اللہ و نعم الوکیل اس لیے کہ مالک بعض دفعہ اپنے غلام کو معاف کر دیتا ہے حالانکہ وہ اُس پر راضی نہیں ہوتا، جیسا کہ غلام بسا اوقات اپنے مالک کو پسند کرتا ہے مگر اُس کے حکم پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ (ت)

امام محمد حلبی حلیہ میں فرماتے ہیں:

"صرح الشیخ شھاب الدین القرافی المالکی بان الدعاء بالمغفرۃ للکافر کفر لطلبہ تکذیب اللہ تعالیٰ فیما اخبر بہ ولھذا قال المصنف وغیرہ ان کان مؤمنین"۔ ا ۔

یعنی امام شہاب قرآنی مالکی نے تصریح فرمائی کہ کفار کے لیے دعائے مغفرت کرنا کفر ہے، کہ اللہ عزوجل نے جو خبر دی اس کا جھوٹا کرنا چاہتا ہے اس لیے منیہ وغیرہ کتب فقہ میں قید لگا دی کہ ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کرے بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں۔ (۱۔ حلیۃ المحلی)

پھر ایک ورق کے بعد فرمایا کہ "تقدم ان کفر" ۲۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ یہ کفر ہے۔ (۲۔ حلیۃ المحلی)

ردالمحتار میں ہے: الدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلاً و لاشرعاً ولتکذیب النصوص القطعیۃ بخلاف ←

مسئلہ ۲۲: محالات عادیہ ومحالات شرعیہ کی دُعا حرام ہے۔(23)

مسئلہ ۲۳: وہ دُعائیں کہ قرآن وحدیث میں ہیں ان کے ساتھ دُعا کرے، مگر ادعیۂ قرآنیہ بہ نیت قرآن اس موقع پر پڑھنا جائز نہیں، بلکہ قیام کے علاوہ نماز میں کسی جگہ قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں۔(24)

مسئلہ ۲۴: نماز میں ایسی دُعائیں جائز نہیں جن میں ایسے الفاظ ہوں جو آدمی ایک دوسرے سے کہا کرتا ہے، مثلاً اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِیْ.(25)

مسئلہ ۲۵: مناسب یہ ہے کہ نماز میں جو دُعا یاد ہو وہ پڑھے اور غیر نماز میں بہتر یہ ہے کہ جو دُعا کرے وہ حفظ سے نہ ہو، بلکہ وہ جو قلب میں حاضر ہو۔(26)

مسئلہ ۲۶: مستحب ہے کہ آخر نماز میں بعد اذکار نماز یہ دُعا پڑھے۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ.(27)

(۸۳) مقتدی کے تمام انتقالات امام کے ساتھ ساتھ ہونا

الدعاء للمؤمنین کما علمت فالحق ما فی الحلیة ۳۔ اس کی دُعا کفر ہے کیونکہ یہ عقلاً وشرعاً ناجائز ہے اور اس میں نصوص قطعیہ کی تکذیب ہے بخلاف مومنوں کے لیے دعا کے۔ جیسا کہ تُو جان چکا ہے، اور حق وہ ہے جو حلیہ میں ہے۔(ت)

(۳۔ ردالمحتار کتاب الصلوۃ فصل واذا اراد الشروع فی الصلوۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۵۱)

درمختار میں ہے:

الحق حرمة الدعاء بالمغفرة للکافر ۴۔

(۴۔ الدرالمختار کتاب الصلوۃ فصل واذا اراد الشروع فی الصلوۃ، داراحیاء مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۷۸)

حق یہ ہے کہ کافر کے لیے دعائے مغفرت حرام ہے۔(فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص۳۸۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(23) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۲، ص۲۸۸

(24) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فی خلف الوعید... الخ، ج۲، ص۲۸۹

(25) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۶

(26) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فی خلف الوعید... الخ، ج۲، ص۲۹۰

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۶

اے میرے پروردگار! تو مجھ کو اور میری ذریت کو نماز قائم کرنے والا بنا اور اے رب! تو میری دُعا قبول فرما، اے رب! تو میری اور میرے والدین اور ایمان والوں کی قیامت کے دن مغفرت فرما۔

(۸۴،۸۵) اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ دو بار کہنا

(۸۶) پہلے داہنی طرف پھر

(۸۷) بائیں طرف۔

مسئلہ ۲۷: داہنی طرف سلام میں مونھ اتنا پھیرے کہ داہنا رخسار دکھائی دے اور بائیں میں بایاں۔(28)

مسئلہ ۲۸: عَلَیْکُمُ السَّلَام کہنا مکروہ ہے۔ یوہیں آخر میں وَبَرَکَاتُہٗ ملانا بھی نہ چاہیے۔(29)

مسئلہ ۲۹: (۸۸) سُنّت یہ ہے کہ امام دونوں سلام بلند آواز سے کہے۔ (۸۹) مگر دوسرا بہ نسبت پہلے کے کم آواز سے ہو۔(30)

مسئلہ ۳۰: اگر پہلے بائیں طرف سلام پھیر دیا تو جب تک کلام نہ کیا ہو، دوسرا دہنی طرف پھیر لے پھر بائیں طرف، سلام کے اعادہ کی حاجت نہیں اور اگر پہلے میں کسی طرف مونھ نہ پھیرا تو دوسرے میں بائیں طرف مونھ کرے اور اگر بائیں طرف سلام پھیرنا بھول گیا، تو جب تک قبلہ کو پیٹھ نہ ہو یا کلام نہ کیا ہو، کہہ لے۔(31)

مسئلہ ۳۱: امام نے جب سلام پھیرا تو وہ مقتدی بھی سلام پھیر دے جس کی کوئی رکعت نہ گئی ہو، البتہ اگر اس نے تشہد پورا نہ کیا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو امام کا ساتھ نہ دے، بلکہ واجب ہے کہ تشہد پورا کر کے سلام پھیرے۔(32)

مسئلہ ۳۲: امام کے سلام پھیر دینے سے مقتدی نماز سے باہر نہ ہوا جب تک یہ خود بھی سلام نہ پھیرے، یہاں تک کہ اگر اس نے امام کے سلام کے بعد اور اپنے سلام سے پیشتر قہقہہ لگایا، وضو جاتا رہے گا۔(33)

مسئلہ ۳۳: مقتدی کو امام سے پہلے سلام پھیرنا جائز نہیں، مگر بضرورت مثلاً خوفِ حدث (وضو کے ٹوٹ جانے کا خوف) ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ آفتاب طلوع کر آئے گا یا جمعہ یا عیدین میں وقت ختم ہو جائے گا۔(34)

مسئلہ ۳۴: پہلی بار لفظ سلام کہتے ہی امام نماز سے باہر ہو گیا، اگرچہ علیکم نہ کہا ہو اس وقت اگر کوئی شریک

---

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۶

(29) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۹۳

(30) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۹۴

(31) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فی خلف الوعید... إلخ، ج۲، ص۲۹۱۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۷

(32) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۴۴

(33) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۹۲

(34) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فی خلف الوعید... إلخ، ج۲، ص۲۹۳

جماعت ہوا تو اقتدا صحیح نہ ہوئی، ہاں اگر سلام کے بعد سجدۂ سہو کیا تو اقتدا صحیح ہوگئی۔ (35)

مسئلہ ۳۵: امام داہنے سلام میں خطاب سے ان مقتدیوں کی نیت کرے جو داہنی طرف ہیں اور بائیں سے بائیں طرف والوں کی، مگر عورت کی نیت نہ کرے، اگرچہ شریکِ جماعت ہو نیز دونوں سلاموں میں کراماً کاتبین اور ان ملائکہ کی نیت کرے، جن کو اللہ عزوجل نے حفاظت کے لیے مقرر کیا اور نیت میں کوئی عدد معین نہ کرے۔ (36)

مسئلہ ۳۶: مقتدی بھی ہر طرف کے سلام میں اس طرف والے مقتدیوں اور اُن ملائکہ کی نیت کرے، نیز جس طرف امام ہو اس طرف کے سلام میں امام کی بھی نیت کرے اور امام اس کے محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرے اور منفرد صرف اُن فرشتوں ہی کی نیت کرے۔ (37)

مسئلہ ۳۷: (۹۰) سلام کے بعد سنّت یہ ہے کہ امام دہنے بائیں کو انحراف کرے اور داہنی طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف بھی مونھ کر کے بیٹھ سکتا ہے، جب کہ کوئی مقتدی اس کے سامنے نماز میں نہ ہو، اگرچہ کسی پچھلی صف میں وہ نماز پڑھتا ہو۔ (38)

مسئلہ ۳۸: منفرد بغیر انحراف اگر وہیں دُعا مانگے، تو جائز ہے۔ (39)

مسئلہ ۳۹: ظہر و مغرب و عشا کے بعد مختصر دُعاؤں پر اِکتفا کر کے سُنّت پڑھے، زیادہ طویل دُعاؤں میں مشغول نہ ہو۔ (40)

مسئلہ ۴۰: فجر و عصر کے بعد اختیار ہے جس قدر اذکار و اوراد و ادعیہ پڑھنا چاہے پڑھے، مگر مقتدی اگر امام کے ساتھ مشغول بہ دُعا ہوں اور ختم کے منتظر ہوں تو امام اس قدر طویل دُعا نہ کرے کہ گھبرا جائیں۔ (41)

مسئلہ ۴۱: سنتیں وہیں نہ پڑھے بلکہ داہنے بائیں آگے پیچھے ہٹ کر پڑھے یا گھر جا کر پڑھے۔ (42)

---

(35) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في خلف الوعید...إلخ، ج۲، ص۲۹۲.

(36) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في وقت إدراک فضیلۃ...إلخ، ج۲، ص۲۹۴

(37) تنویر الابصار والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۹۹

(38) الفتاوی الرضویۃ (الجدیدۃ)، باب صفۃ الصلاۃ، ج۶، ص۱۹۰، ۲۰۴

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۷

(40) المرجع السابق

(41) الفتاوی الرضویۃ

(42) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۷
والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۳۰۲

مسئلہ ۴۲: جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں بعد فرض کلام نہ کرنا چاہیے، اگرچہ سنتیں ہو جائیں گی مگر ثواب کم ہوگا اور سنتوں میں تاخیر بھی مکروہ ہے، یوہیں بڑے بڑے وظائف و اوراد کی بھی اجازت نہیں۔ (43)

مسئلہ ۴۳: افضل یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد بلندی آفتاب تک وہیں بیٹھا رہے۔ (44)

❁❁❁❁❁

---

(43) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: ھل یفارقہ الملکان؟، ج۲، ص۳۰۰
وغنیۃ المتملي، صفۃ الصلاۃ، ص۳۴۳

(44) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۷

نماز کے مستحبات

(۱) حالت قیام میں موضع سجدہ (سجدہ کی جگہ) کی طرف نظر کرنا۔

(۲) رکوع میں پشت قدم کی طرف۔

(۳) سجدہ میں ناک کی طرف۔

(۴) قعدہ میں گود کی طرف۔

(۵) پہلے سلام میں داہنے شانہ کی طرف۔

(۶) دوسرے میں بائیں کی طرف۔

(۷) جماہی آئے تو مونھ بند کیے رہنا اور نہ رُکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے اور اس سے بھی نہ رُکے تو قیام میں داہنے ہاتھ کی پشت سے مونھ ڈھانک لے اور غیر قیام میں بائیں کی پشت سے یا دونوں میں آستین سے اور بلا ضرورت ہاتھ یا کپڑے سے مونھ ڈھانکنا، مکروہ ہے۔ جماہی روکنے کا مجرب طریقہ یہ ہے کہ دل میں خیال کرے کہ انبیاء علیہم السلام کو جماہی نہیں آتی تھی۔

(۸) مرد کے لیے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا۔

(۹) عورت کے لیے کپڑے کے اندر بہتر ہے۔

(۱۰) جہاں تک ممکن ہو کھانسی دفعہ کرنا۔

(۱۱) جب مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو امام و مقتدی سب کا کھڑا ہو جانا۔

(۱۲) جب مکبّر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہہ لے تو نماز شروع کر سکتا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ اقامت پوری ہونے پر شروع کرے۔(1)

(۱۳) دونوں پنجوں کے درمیان، قیام میں چار اُنگل کا فاصلہ ہونا۔

(۱۴) مقتدی کو امام کے ساتھ شروع کرنا۔

(۱۵) سجدہ زمین پر بلا حائل ہونا۔

❁❁❁❁❁

(1) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۲، ص۲۱۴۔۲۱۶

نماز کے بعد کے ذکر ودُعا

نماز کے بعد جو اذکارِ طویلہ احادیث میں وارد ہیں، وہ ظہر ومغرب وعشا میں سنتوں کے بعد پڑھے جائیں، قبل سُنّت مختصر دُعا پر قناعت چاہیے، ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہوجائے گا۔(1)

(1) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: ہل یفارقہ الملکان؟، ج۲، ص۳۰۰

فرض نماز کے بعد کے اَذکار کا ثواب

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلَّم نے فرمایا، جس نے نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی اسے موت کے علاوہ جنت میں داخلہ سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ ایک روایت میں قُلْ هُوَاللهُ اَحَدٌ پڑھنے کا بھی ذکر ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۷۵۳۲، ج۸، ص۱۱۴)

حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم نے فرمایا، جس نے فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی وہ بندہ اگلی نماز تک اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب ماجاءفی الاذکار عقب الصلوۃ، رقم ۱۶۹۲۴، ج۱۰، ص۱۲۸)

حضرت سیدنا کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلَّم نے فرمایا، فرض نماز کے بعد پڑھے جانے والے کچھ کلمات ایسے ہیں جن کو ہرنماز کے بعد پڑھنے والا محروم نہیں ہوتا سُبْحَانَ اللهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تینتیس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ چونتیس مرتبہ۔

(مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلوۃ، رقم ۵۹۶، ج۱، ص۳۰۱)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین فقراء شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافعِ رنج وملال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، مالدار لوگ بلند درجات اور باقی رہنے والی نعمتیں لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ کیسے؟ عرض کیا، وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں، ہم صدقہ نہیں کرسکتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں جبکہ ہم غلام آزاد نہیں کرسکتے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ سکھاؤں جس کے ذریعے تم اگلوں اور پچھلوں پر سبقت لے جاؤ اور تم سے افضل کوئی نہ ہوسکے مگر جو تمہاری مثل کرے۔ عرض کیا، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور سکھایئے۔ فرمایا، ہرنماز کے بعد سُبْحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ تینتیس مرتبہ پڑھ لیا کرو۔

حضرتِ سیدنا ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر فقراءِ مہاجرین دوبارہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلَّم کی بارگاہ میں ←

تنبیہ: احادیث میں کسی دُعا کی نسبت جو تعداد وارد ہے اس سے کم زیادہ نہ کرے کہ جو فضائل ان اذکار کے لیے ہیں وہ اسی عدد کے ساتھ مخصوص ہیں ان میں کم زیادہ کرنے کی مثال یہ ہے کہ کوئی قفل (تالا) کسی خاص قسم کی کنجی

حاضر ہوئے اورعرض کیا کہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی وہ سن لیا ہے جو ہم کرتے ہیں تو وہ بھی اسی کی مثل کرنے لگے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

حضرتِ سیدنا سمی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بعض گھر والوں کو یہ حدیث سنائی تو انہوں نے کہا کہ تمہیں وہم ہوگیا ہے حدیث میں سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تینتیس تینتیس مرتبہ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ چونتیس مرتبہ پڑھنے کا ارشاد ہے۔ پھر میں حضرتِ سیدنا ابو صالح رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں یہ بات بتائی تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھنے لگے یہاں تک کہ تینوں اوراد کو تینتیس، تینتیس مرتبہ پڑھا۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، باب الترغیب فی آیات ۔۔۔ الخ، رقم ۱ ج ۲، ص ۲۹۶)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جس نے ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ تینتیس، مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تینتیس، مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ تینتیس مرتبہ کہا تو یہ ننانوے، ہیں پھر سو کا عدد پورا کرنے کے لیے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کہا تو اسکے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

(مسلم، کتاب المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ، رقم ۵۹۷، ج ۱، ص ۳۰۱)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، دو خصلتیں ایسی ہیں جو بندہ ان پر ہمیشگی اختیار کریگا جنت میں داخل ہوگا، یہ دونوں کام ہیں تو بہت آسان مگر ان پر عمل کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ تم میں سے کوئی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور دس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ لیا کرے تو یہ زبان پر ڈیڑھ سو ہیں جبکہ میزان میں پندرہ سو ہیں۔ پھر جب وہ اپنے بستر کی طرف آئے تو تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور چونتیس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے، یہ زبان پر تو سو ہیں جبکہ میزان میں ایک ہزار ہیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کون ہے جو روزانہ پچیس سو گناہ کرتا ہو؟ عرض کیا گیا، یارسول اللہ! انہیں کیسے گنا جاسکتا ہے؟ فرمایا، تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ یہ بات یاد کر، وہ بات یاد کر اور جب وہ سونے لگتا ہے تو اسے یہ کلمات پڑھنے سے پہلے ہی سلا دیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب مایقال بعد التسلیم، رقم ۹۲۶، ج ۱، ص ۴۹۷)

حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جس نے نماز کے بعد یہ کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ: پاک ہے عظمت والا رب اور اسی کی تعریف ہے اور اسی کی عطا سے نیکی کی توفیق اور گناہ سے بچنے کی قوت (ملتی) ہے۔ تو وہ مغفرت یافتہ ہوکر اٹھے گا۔ (المعجم الکبیر، رقم ۵۱۲۴، ج ۵، ص ۲۱۱)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، ←

(چابی) سے کھلتا ہے اب اگر کنجی میں دندانے کم یا زائد کر دیں تو اس سے نہ کھلے گا، البتہ اگر شمار میں شک واقع ہو تو زیادہ کر سکتا ہے اور یہ زیادت نہیں بلکہ اتمام ہے۔(2) ہر نماز کے بعد تین بار استغفار کرے اور آیۃ الکرسی، تینوں قُل ایک ایک بار پڑھے اور سُبْحَانَ اللہ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار، اَللّٰہُ اَکْبَر ۳۴ بار اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ایک بار، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں اور عصر و فجر کے بعد بغیر پاؤں بدلے، بغیر کلام کیے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (3)

دس دس بار پڑھے بعد ہر نماز، پیشانی یعنی سر کے اگلے حصّہ پر ہاتھ رکھ کر پڑھے۔

بِسْمِ اللہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَالْحُزْنَ. (4)

محبوبِ ربِّ اکبر صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے ہر نماز کے بعد تین مرتبہ یہ پڑھا سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ترجمہ کنز الایمان: پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو ان کی باتوں سے اور سلام ہے پیغمبروں پر اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا رب ہے۔ تو اس نے اجر میں سے ایک پورا جریب (ایک پیمانے کا نام) تول لیا۔ (پ ۲۳، الصفت: ۱۸۰ تا ۱۸۲) (مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب ماجاء فی الاذکار...الخ، رقم ۱۶۹۲۶، ج ۱۰، ص ۱۲۹)

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے نماز کے بعد یہ پڑھا اَسْتَغْفِرُ اللہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ترجمہ: میں اللہ تعالٰی سے مغفرت کا طلب گار ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ اسکی مغفرت کر دی جائے گی اگر چہ وہ جہاد سے فرار ہوا ہو۔ (المعجم الاوسط، رقم ۷۷۳۸، ج ۵، ص ۳۹۸)

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے ہر فرض نماز کے بعد یہ دعائیں مانگیں قیامت کے دن میری شفاعت اسکے لئے حلال ہوگی اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَاجْعَلْ فِی الْمُصْطَفَیْنَ مَحَبَّتَہٗ وَفِی الْعَالِیْنَ دَرَجَتَہٗ وَفِی الْمُقَرَّبِیْنَ دَارَہٗ ترجمہ: اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ عطا فرما اور اپنے پسندیدہ بندوں کے دلوں میں انکی محبت ڈال دے اور ان کا مرتبہ بلند درجات والوں میں کر اور ان کا گھر مقربین میں بنا۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، باب الترغیب فی آیات...الخ، رقم ۱۱، ج ۲، ص ۳۰۰)

(2) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فیما لوزاد علی العدد...الخ، ج ۲، ص ۳۰۲

(3) اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اوس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لیے ملک وحمد ہے، اسی کے ہاتھ میں خیر ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

(4) اللہ (عزوجل) کے نام کی برکت سے کہ اوس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ رحمن ورحیم ہے، اے اللہ! تو مجھ سے غم ورنج کو دور کر دے۔

اور ہاتھ کھینچ کر ماتھے تک لائے۔

حدیث ۱: ابو داود انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب تک ذکر کرنا، اس سے بہتر ہے کہ چار چار غلام بنی اسماعیل سے آزاد کیے جائیں۔(5)

حدیث ۲: ترمذی انہیں سے راوی، ارشاد ہوا کہ فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر آفتاب نکلنے تک ذکر کرے، پھر بعد بلندی آفتاب دو رکعت نماز پڑھے، تو ایسا ہے جیسے حج و عمرہ کیا پورا پورا پورا۔(6)

حدیث ۳: بخاری و مسلم وغیرہما مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز فرض کے بعد یہ دُعا پڑھتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَآدَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. (7)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سلام پھیر کر، بلند آواز سے یہ دُعا پڑھتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ. (8)

---

(5) سنن أبي داود، کتاب العلم، باب في القصص، الحدیث: ۳۶۶۷، ج۳، ص ۴۵۲

(6) جامع الترمذي، أبواب السفر، باب ماذکر مما یستحب من الجلوس في المسجد... إلخ، الحدیث: ۵۸۶، ج۲، ص ۱۰۰

(7) صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلوۃ، الحدیث: ۸۴۴، ج۱، ص ۲۹۴. دون قوله (وَلَا رَآدَّ لِمَا قَضَيْتَ).

اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ (عزوجل)! جسے تو عطا کرے، اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روک دے اسے کوئی دینے والا نہیں اور تیری قضا کا کوئی پھیرنے والا نہیں اور تیرے عذاب سے مالدار کو اس کا مال نفع نہیں دیتا۔

(8) صحیح مسلم، کتاب المساجد... إلخ، باب استحباب الذکر... إلخ، الحدیث: ۵۹۴، ص ۲۹۹.

ومشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الذکر بعد الصلاۃ، الحدیث: ۹۶۳، ج۱، ص ۲۸۷.

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے) گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی طاقت اللہ ہی سے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لیے نعمت و فضل ہے ←

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں مروی، کہ فقرائے مہاجرین حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کی! مال داروں نے بڑے بڑے درجے اور لازوال نعمت حاصل کی، ارشاد فرمایا: کیا سبب؟ لوگوں نے عرض کی، جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے اور غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے، ارشاد فرمایا: کیا تمہیں ایسی بات نہ سکھا دوں؟ جس سے ان لوگوں کو پالو جو تم سے آگے بڑھ گئے اور بعد والوں پر سبقت لے جاؤ اور تم سے کوئی افضل نہ ہو، مگر وہ جو تمہاری طرح کرے، لوگوں نے عرض کی، ہاں یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ارشاد فرمایا کہ: ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس بار سُبْحَانَ اللہِ اَللہُ اَکْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، کہہ لیا کرو، ابو صالح کہتے ہیں کہ پھر فقرائے مہاجرین حاضر ہوئے اور عرض کی، ہم نے جو کیا اس کو ہمارے بھائی مال داروں نے سنا، تو انہوں نے بھی ویسا ہی کیا، ارشاد فرمایا: یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔(9) ابو صالح کا کلام صرف مسلم میں ہے۔

حدیث ۶: صحیح مسلم میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: کچھ اذکار نماز کے بعد کے ہیں، جن کا کہنے والا نامراد نہیں رہتا۔ ہر فرض نماز کے بعد سُبْحَانَ اللہِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار، اَللہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار۔(10)

حدیث ۷: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللہِ، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، ۳۳ بار اَللہُ اَکْبَرُ کہے کہ یہ کُل ننانوے ہوئے اور یہ کلمہ کہہ کر سو پورے کرلے، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، تو اس کی تمام خطائیں بخش دی جائیں گی، اگرچہ دریا کے جھاگ کی مثل ہوں۔(11)

حدیث ۸: بیہقی شعب الایمان میں راوی، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی منبر پر فرماتے سنا، جو ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ لے، اسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں سوا موت کے یعنی مرتے ہی جنت میں چلا جائے اور لیٹتے وقت جو اسے پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے پڑوسی کے گھر کو اور آس پاس کے گھر والوں کو شیطان اور چور سے امن دے گا۔(12)

اور اسی کے لیے اچھی تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہیں اگرچہ کافر برا مانیں۔

(9) صحیح مسلم، کتاب المساجد... إلخ، باب استحباب الذکر... إلخ، الحدیث: ۵۹۵، ص ۳۰۰.

(10) صحیح مسلم، کتاب المساجد... إلخ، باب استحباب الذکر... إلخ، الحدیث: ۵۹۶، ص ۳۰۱

(11) صحیح مسلم، کتاب المساجد... إلخ، باب استحباب الذکر... إلخ، الحدیث: ۵۹۷، ص ۳۰۱

(12) شعب الایمان، باب في تعظیم القرآن، فصل في فضائل السور والآیات، الحدیث: ۲۳۹۵، ج ۲، ص ۴۵۸

حدیث ۹: امام احمد عبدالرحمن بن غنم سے اور ترمذی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: مغرب اور صبح کے بعد بغیر جگہ بدلے اور پاؤں موڑے، دس بار جو یہ پڑھ لے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

اس کے لیے ہر ایک کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں اور دس گناہ محو کیے جائیں گے اور دس درجے بلند کیے جائیں گے اور یہ دُعا اس کے لیے ہر برائی اور شیطان رجیم سے حفظ ہے اور کسی گناہ کو حلال نہیں کہ اسے پہنچے، سوا شرک کے اور وہ سب سے عمل میں اچھا ہے، مگر وہ جو اس سے افضل کہے، تو یہ بڑھ جائے گا۔(13) دوسری روایت میں فجر و عصر آیا ہے۔(14)

اور حنفیہ کے مذہب سے زیادہ مناسب یہی ہے۔

حدیث ۱۰: امام احمد و ابوداود و نسائی روایت کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: اے معاذ! میں تجھے محبوب رکھتا ہوں۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں بھی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو محبوب رکھتا ہوں، فرمایا: تو ہر نماز کے بعد اسے کہہ لینا، چھوڑنا نہیں۔

رَبِّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.(15)

حدیث ۱۱: ترمذی امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے نجد کی جانب ایک لشکر بھیجا وہ جلد واپس ہوا اور غنیمت بہت لایا، ایک صاحب نے کہا، اس لشکر سے بڑھ کر ہم نے کوئی لشکر نہیں دیکھا جو جلد واپس ہوا ہو اور غنیمت زیادہ لایا ہو، اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ کیا وہ قوم نہ بتادوں، جو غنیمت اور واپسی میں ان سے بڑھ کر ہیں، جو لوگ نماز صبح میں حاضر ہوئے، پھر بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے رہے یہاں تک کہ آفتاب طلوع کر آئے، وہ جلد واپس ہونے والے اور زیادہ غنیمت والے ہیں۔(16)

---

(13) المسند للامام أحمد بن حنبل، حديث عبدالرحمن بن غنم الاشعري، الحديث: ۱۸۰۱۲، ج۶، ص۲۸۹

(14) الترغيب والترهيب، الترغيب في أذكار... إلخ، ج۱، ص۱۸۰

(15) سنن النسائي، كتاب السهو، باب نوع آخر من الدعاء، الحديث: ۱۳۰۰، ص۲۲۳

اے پروردگار! تو اپنے ذکر و شکر اور حسن عبادت پر میری مدد فرما۔

(16) جامع الترمذي، كتاب الدعوات، ۱۰۸۔باب، الحديث: ۳۵۷۲، ج۵، ص۳۲۸

قرآن مجید پڑھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ) (1)

قرآن سے جو میسر آئے پڑھو۔

اور فرماتا ہے:

(وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝) (2)

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سُنو اور چپ رہو، اس امید پر کہ رحم کیے جاؤ۔

حدیث ۱ تا ۳: امام بخاری و مسلم نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی، اس کی نماز نہیں۔ (3) یعنی نماز کامل نہیں، چنانچہ دوسری روایت صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ((فَهِيَ خِدَاجٌ)) (4) وہ نماز ناقص ہے، یہ حکم اس کے لیے ہے جو امام ہو یا تنہا پڑھتا ہو اور مقتدی کو خود پڑھنا نہیں، بلکہ امام کی قراءت اس کی قراءت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو امام کے پیچھے ہو تو امام کی قراءت، اس کی قراءت ہے۔ (5) اس حدیث کو امام محمد اور ترمذی و حاکم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اسی کے مثل امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی امام حلبی نے فرمایا: کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حدیث ۴ تا ۶: امام ابوجعفر شرح معانی الآثار میں روایت کرتے ہیں، کہ حضرت عبداللہ بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سوال ہوا ان سب حضرات نے فرمایا: امام کے پیچھے کسی نماز میں قراءت نہ کر۔ (6)

---

(1) پ۲۹، المزمل: ۲۰

(2) پ۹، الاعراف: ۲۰۴

(3) صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب وجوب القراءة... إلخ، الحدیث: ۷۵۶، ج۱، ص۲۶۷

(4) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب وجوب القراءة الفاتحة... إلخ، الحدیث: ۳۹۵، ص۲۰۸

(5) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبداللہ، الحدیث: ۱۴۶۴۹، ج۵، ص۱۰۰

(6) شرح معاني الآثار، کتاب الصلاة، باب القراءة خلف الامام، الحدیث: ۱۲۷۸، ج۱، ص۲۸۴

حدیث ۷: امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مؤطا میں روایت کی، کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں سوال ہوا، فرمایا: خاموش رہ کہ نماز میں شغل ہے اور امام کی قراءت تجھے کافی ہے۔(7)

حدیث ۸: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں دوست رکھتا ہوں کہ جو امام کے پیچھے قراءت کرے، اس کے مونھ میں انگارا ہو۔(8)

حدیث ۹: امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو امام کے پیچھے قراءت کرتا ہے، کاش اس کے مونھ میں پتھر ہو۔(9)

حدیث ۱۰: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، کہ فرمایا: جس نے امام کے پیچھے قراءت کی، اس نے فطرت سے خطا کی۔(10)

❀❀❀❀❀

---

(7) الموطا، باب القراءة في الصلاة خلف الامام، الحديث: ١١٩، ص ٦٢

(8) المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من كره القراءة خلف الامام، الحديث: ٧، ج ١، ص ٤١٢

(9) المصنف لعبد الرزاق، باب القراءة خلف الامام، الحديث: ٢٨٠٩، ج ٢، ص ٩٠

(10) المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من كره القراءة خلف الامام، الحديث: ٦، ج ١، ص ٤١٢

احکام فقہیّہ

یہ تو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ قراءت میں اتنی آواز درکار ہے کہ اگر کوئی مانع مثلاً ثقل سماعت شور وغل نہ ہو تو خود سُن سکے، اگر اتنی آواز بھی نہ ہو، تو نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح جن معاملات میں نطق کو دخل ہے سب میں اتنی آواز ضروری ہے، مثلاً جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا، طلاق، عتاق، استثنا، آیت سجدہ پڑھنے پر سجدۂ تلاوت واجب ہونا۔

مسئلہ ۱: فجر و مغرب و عشا کی دو پہلی میں اور جمعہ وعیدین و تراویح اور وتر رمضان کی سب میں امام پر جہر واجب ہے اور مغرب کی تیسری اور عشا کی تیسری چوتھی یا ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ (1)

---

(1) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، ج۲، ص۳۰۵، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اگر امام اُن رکعتوں میں جن میں آہستہ پڑھنا واجب ہے جیسے ظہر وعصر کی سب رکعات اور عشاء کی پچھلی دو اور مغرب کی تیسری اتنا قرآن عظیم جس سے فرض قرأت ادا ہو سکے (اور وُہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں ایک آیت ہے) بھول کر باآواز پڑھ جائیگا تو بلاشبہ سجدہ سہو واجب ہوگا، اگر بلا عذرِ شرعی سجدہ نہ کیا یا اس قدر قصداً باآواز پڑھا تو نماز کا پھیرنا واجب ہے، اور اگر اس مقدار سے کم مثلاً ایک آدھ کلمہ باآوازِ بلند نکل جائے تو مذاہب راجح میں کچھ حرج نہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

الاسرار یجب علی الامام والمنفرد فیما یسر فیہ وھو صلوۃ الظھر والعصر والثالثۃ من المغرب والاخریان من العشاء وصلاۃ الکسوف والاستسقاء کما فی البحر ۲۔ الخ

سری نمازوں میں امام منفرد دونوں پر اسرار (سراً قرأت) واجب ہے اور نماز ظہر، عصر، مغرب کی تیسری رکعت، عشاء کی آخری دو رکعت، نماز کسوف اور نماز استسقاء ہیں۔ جیسا کہ بحر میں ہے الخ (ت) (۲۔ ردالمحتار،، باب صفۃ الصلوۃ،، مطبوعہ مصطفی البابی مصر،، ۱/ ۳۴۶)

دُرمختار میں ہے: تجب سجدتان بترک واجب سھوا کالجھر فیما یخافت فیہ وعکسہ والاصح تقدیرہ بقدر ما تجوز بہ الصلوۃ فی الفصلین ا۔ اھ ملخصا

سہواً ترک واجب سے دو سجدے لازم آتے ہیں مثلاً سری نماز میں جہراً قرأت کرلے یا اسکا عکس، اور اصح یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں اتنی قرأت سے سجدہ لازم ہوجائے گا جس سے نماز ادا ہوجاتی ہو۔ اھ ملخصا۔ (ت)

(ا۔ دُرمختار،، باب سجود السھو،، مطبوعہ مجتبائی دہلی،، ۱/ ۱۰۲)

غنیہ میں ہے:

الصحیح ظاھر الروایۃ وھو التقدیر بما تجوز بہ الصلوۃ من غیر تفرقۃ لان القلیل من الجھر موضع ←

مسئلہ ۲: جہر کے یہ معنیٰ ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ کہ صفِ اوّل میں ہیں سن سکیں، یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اعلےٰ

المخافتة عفوا ۲ ۔ الخ

صحیح ظاہر الروایۃ میں ہے وہ اتنی مقدار ہے کہ اس کے ساتھ نماز بغیر کسی تفرقہ کے جائز ہوجائے کیونکہ سر کی جگہ جہر قلیل معاف ہے الخ (ت)

(۲ ۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل باب فی سجود السہو مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۴۵۸)

حاشیہ شامی میں ہے:

صححه فی الهداية والفتح والتبيين والمنية ۳ ۔ الخ وتمامه فيه.

اس کو ہدایہ، فتح، تبیین اور منیہ میں صحیح کہا ہے الخ اور اس میں تفصیلی گفتگو ہے۔ (ت)

(۳ ۔ ردالمحتار، باب سجود السہو، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۵۴۸)

تنویر الابصار میں ہے:

فرض القراٰة اٰية علی المذهب ۴ ۔

(مذہب مختار کے مطابق ایک آیت کی قراءت فرض ہے۔ ت) (۴ ۔ درمختار، فصل یجہر الامام، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/ ۸۰)

بحر الرائق وعالمگیری میں ہے:

لا يجب السجود فی العمد وانما يجب الاعادة جبرا لنقصانه ۵ ۔

عمداً (ترک واجب سے) سجدہ سہو واجب نہیں کیونکہ اس کے نقصان کو پورا کرنے کے لئے نماز کا اعادہ ضروری ہے (ت)

(۵ ۔ فتاوٰی ہندیہ، الباب الثانی فی سجود السہو، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، ۱/ ۱۲۶)

یہ حکم امام کا ہے اور منفرد کے لئے بھی زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ اس فعل سے عمداً بچے اور سہواً واقع ہو تو سجدہ کرلے۔

وذلك لان العلماء اختلفوا فيه اختلافا شديدا فمنهم من لم يوجب عليه الاسرار فيما يسر كما لا يجب عليه الجهر فيما يجهر بالاتفاق و عليه مشی فی الهداية والمحيط والتتار خانية و غيرها ونص فی النهاية والكفاية والعناية ومعراج الدراية وغيرها من شروح الهداية والذخيرة وجامع الرموز شرح النقاية وفی كتب اخر يطول عدها انه هو ظاهر الرواية وان خلافه رواية النوادر منهم من جعله فيما يسر كالامام والمنح والملتقی الابحر واليه اشار فی كنز الدقائق ونور الايضاح وصححه فی البدائع والتبيين والفتح والدرر والهندية وقال فی البحر والدر انه المذهب يظهر كل ذلك بالمراجعة للبعض الی ردالمحتار ولبعض اخر الی ما سمينا من الاسفار فكان الاحوط ما قلنا والله تعالٰی اعلم.

اور یہ اس لئے ہے کیونکہ اس میں علماء کا شدید اختلاف ہے بعض منفرد پر سری نماز میں سراً قراءت کو واجب قرار نہیں دیتے جیسا کہ جہری نماز میں بالاتفاق جہراً قراءت لازم نہیں، اور یہی ہدایہ، محیط اور تاتارخانیہ وغیرہا میں ہے۔ ہدایہ کی شروح نہایہ، کفایہ، عنایہ اور معراج الدرایہ وغیرہا اور ذخیرہ اور جامع الرموز شرح النقایہ اور دیگر کتب جن کا شمار طویل ہے میں اسے ظاہر الروایۃ کہا ہے اور بعض نے سری نماز میں منفرد کو ←

کے لیے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سُن سکے۔(2)

مسئلہ ۳: اس طرح پڑھنا کہ فقط دو ایک آدمی جو اس کے قریب ہیں سُن سکیں، جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے۔(3)

مسئلہ ۴: حاجت سے زیادہ اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ اپنے یا دوسرے کے لیے باعث تکلیف ہو، مکروہ ہے۔(4)

مسئلہ ۵: آہستہ پڑھ رہا تھا کہ دوسرا شخص شامل ہو گیا تو جو باقی ہے اُسے جہر سے پڑھے اور جو پڑھ چکا ہے اس کا اعادہ نہیں۔(5)

مسئلہ ۶: ایک بڑی آیت جیسے آیت الکرسی یا آیت مداینہ اگر ایک رکعت میں اس میں کا بعض پڑھا اور دوسری میں بعض، تو جائز ہے، جب کہ ہر رکعت میں جتنا پڑھا، بقدر تین آیت کے ہو۔(6)

مسئلہ ۷: دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کے نوافل میں اختیار ہے اگر تنہا پڑھے اور جماعت سے رات کے نفل پڑھے، تو جہر واجب ہے۔(7)

مسئلہ ۸: جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جب کہ ادا پڑھے اور جب قضا ہے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔(8)

مسئلہ ۹: جہری کی قضا اگرچہ دن میں ہو امام پر جہر واجب ہے اور سرّی کی قضا میں آہستہ پڑھنا واجب ہے،

امام کی طرح قرار دیا ہے حلیہ، منیہ، بحر، نہر، منح اور ملتقی الابحر میں اسی پر جزم ہے، کنزالدقائق اور نورالایضاح میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ بدائع، تبیین، فتح، درر، اور ہندیہ میں اسی کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ بحر اور در میں ہے کہ مذہب یہی ہے۔ اس مذکورہ گفتگو کا بعض حصہ ردالمحتار سے واضح ہے اور دوسرا حصہ دیگر معتبر کتب سے جن کا نام ہم نے ذکر کیا ہے پس احوط وہی ہے جو ہم نے بیان کیا واللہ تعالٰی اعلم (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۲۵۳۔ ۲۵۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب في الکلام علی الجہر والمخافتۃ، ج ۲، ص ۳۰۸

(3) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، ج ۲، ص ۳۰۸

(4) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، ج ۲، ص ۳۰۴

(5) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، ج ۲، ص ۳۰۴

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۶۹

(7) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، ج ۲، ص ۳۰۶

(8) المرجع السابق

اگرچہ رات میں ادا کرے۔(9)

مسئلہ ۱۰: چار رکعتی فرض کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورت بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے اور ایک میں بھول گیا ہے، تو تیسری یا چوتھی میں پڑھے اور مغرب کی پہلی دونوں میں بھول گیا تو تیسری میں پڑھے اور ایک رکعت کی قراءت سورت جاتی رہی اور ان سب صورتوں میں فاتحہ کے ساتھ پڑھے، جہری نماز ہو تو فاتحہ وسورت جہراً پڑھے، ورنہ آہستہ اور سب صورتوں میں سجدۂ سہو کرے اور قصداً چھوڑی تو اعادہ کرے۔(10)

مسئلہ ۱۱: سورت ملانا بھول گیا، رکوع میں یاد آیا تو کھڑا ہو جائے اور سورت ملائے پھر رکوع کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے اگر دوبارہ رکوع نہ کریگا، تو نماز نہ ہوگی۔(11)

مسئلہ ۱۲: فرض کی پہلی رکعتوں میں فاتحہ بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں اس کی قضا نہیں اور رکوع سے پیشتر یاد آیا تو فاتحہ پڑھ کر پھر سورت پڑھے، یوہیں اگر رکوع میں یاد آیا تو قیام کی طرف عود کرے اور فاتحہ وسورت پڑھے پھر رکوع کرے، اگر دوبارہ رکوع نہ کریگا، نماز نہ ہوگی۔(12)

---

(9) المرجع السابق، ص۳۰۷، والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۷۲

(10) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، ومطلب في الکلام علی الجھر والمخافتۃ، ج۲، ص۳۱۰

(11) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، مطلب: تحقیق مھم فیما لوتذکر... إلخ، ج۲، ص۳۱۱۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اگر سورۂ فاتحہ پڑھ کر سورت ملانا بھول گیا اور وہاں یاد آیا تو حکم ہے رکوع کو چھوڑے اور قیام کی طرف عود کرکے سورت پڑھے اور رکوع میں جائے حالانکہ واجب کے لئے فرض کا چھوڑنا جائز نہیں ولہذا اگر پہلی التحیات بھول کر پورا کھڑا ہو گیا اب عود کی اجازت نہیں مگر سورت کے لئے خود شرع نے عود کا حکم دیا کہ جتنا قرآن مجید پڑھا جائے گا سب فرض ہی میں واقع ہوگا تو یہ واجب کی طرف عود نہیں بلکہ فرض کی طرف، ولہذا اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا نماز نہ ہوگی کہ پہلا رکوع عود الی الفرض کے سبب زائل ہو گیا تو جس طرح الحمد اور سورت دونوں سے فرض ہی ادا ہوتا ہے یوں ہی دونوں خطبوں سے بھی کہ سب مطلق

فاسعوا الی ذکر اللہ

(اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آؤ۔ت) کے تحت میں داخل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص۳۱۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں:

جو سورت ملانا بھول گیا اگر اسے رکوع میں یاد آیا تو فوراً کھڑے ہو کر سورت پڑھے پھر رکوع دوبارہ کرے پھر نماز تمام کرے اور اگر رکوع کے بعد سجدہ میں یاد آیا تو صرف اخیر میں سجدہ سہو کرلے نماز ہو جائے گی اور پھیری نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص۱۹۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(12) المرجع السابق

مسئلہ ۱۳: ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان مکلف پر فرض عین ہے اور پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ اور سورۂ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا اس کے مثل، مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ، واجب عین ہے۔(13)

(13) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج ۲، ص ۳۱۵

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
حفظ قرآن فرض کفایہ ہے اور سنت صحابہ وتابعین وعلمائے دین متین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین اور من جملہ افاضل مستحبات عمدہ قربات منافع وفضائل اس کے حصر وشمار سے باہر۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: یجیئ صاحب القران یوم القیمۃ فیقول یارب حلہ ا۔ الحدیث۔
یعنی قرآن والا قیامت کے روز آئے گا پس قرآن عرض کرے گا اے رب میرے اسے خلعت عطافرما تو اس شخص کو تاج کرامت عطافرمائیں گے، پھر عرض کرے گا اے رب میرے اور زیادہ کر، تو اسے حلہ بزرگی پہنائیں گے، پھر عرض کرے گا اے رب میرے اس سے راضی ہو جا، تو اللہ جل جلالہ اس سے راضی ہوجائے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا پڑھ اور چڑھ، اور ہر آیت پر ایک نیک زائد کی جائے گی۔ (ا۔ جامع الترمذی، ابواب فضائل القرآن، امین کمپنی دہلی ۲ / ۱۱۵)
اور فرماتے ہیں:

یقال یعنی لصاحب القران اقرء وارق ورتل الحدیث رواہ الترمذی ۲۔ وابن ماجہ واللفظ للترمذی۔
(۲۔ جامع الترمذی، ابواب فضائل القرآن، امین کمپنی دہلی، ۲ / ۱۱۵)
یعنی صاحب قرآن کو حکم ہوگا کہ پڑھ اور چڑھ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے تو اسے دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا کہ تیرا مقام اس پچھلی آیت کے نزدیک ہے جسے تو پڑھے گا (ترمذی اور ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا اور الفاظ جامع ترمذی کے ہیں۔ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۶۴۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

(کیوں کہ) نماز میں ایک آیت پڑھنا فرض ہے مثلاً الحمد للہ رب العلمین اس کے ترک سے نماز نہ ہوگی اور پوری سورہ فاتحہ اور اس کے بعد تین آیتیں چھوٹی چھوٹی یا ایک آیت تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو پڑھنا واجب ہے، اگر اس میں کمی کرے گا نماز تو ہوجائے گی یعنی فرض ادا ہوجائے گا مکروہ تحریمی ہوگی، بھول کر ہے تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور قصداً ہے تو نماز پھیرنی واجب ہوگی، اور بلا عذر ہے تو گنہگار بھی ہوگا مثلاً تین آیتیں ہیں: ثم نظر ٥ ثم عبس وبسر ٥ ثم ادبر واستکبر ٥ا۔ یا یہ الرحمٰن ٥ علم القراٰن ٥ خلق الانسان ۲۔ ظاہر ہے کہ وہ دو ۲ آیتیں وان یکاد الذین کفروا بلکہ اس میں کی پہلی ہی آیت ان تین چھوٹی آیتوں سے بڑی ہے تو نماز مع واجب ادا ہوگئی دُہرانے کی حاجت نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۳۴۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
قرآن مجید کی ایک آیت سورہ فاتحہ سے ہو خواہ کسی سورت سے پڑھنا فرض ہے نہ خاص فاتحہ کی تخصیص ہے نہ کسی سورت کی، جو فقط ←

مسئلہ ۱۴: بقدرِ ضرورت مسائل فقہ کا جاننا فرض عین ہے اور حاجت سے زائد سیکھنا حفظ جمیع قرآن سے افضل ہے۔(14)

الحمد للہ رب العلمین پڑھ کر بھول گیا اور رکوع کر دیا نماز کا فرض ساقط ہو جائیگا مگر ناقص ہوئی کہ واجب ترک ہوا الحمد شریف تمام وکمال پڑھنا ایک واجب ہے اور اس کے سوا کسی دوسری سورت سے ایک آیت بڑی یا تین آیتیں چھوٹی پڑھنا واجب ہے، اگر الحمد للہ بھولا تھا اور واجب اول کے ادا کرنے سے باز رکھا گیا تو واجب دوم کے ادا سے عاجز نہ تھا فقط ایک ہی آیت پر قناعت کر کے رکوع کر دینے میں قصداً ترک واجب ہوا،

علی ماھو الظاھر وترتیب السورۃ علی الفاتحۃ واجب ثالث کما ان ترک الفصل بینھما باجنبی واجب رابع فاسقاط وجوب السورۃ للعجز عن الفاتحۃ لایظھر فیما یظھر واللہ تعالٰی اعلم۔

جیسا کہ واضح ہے فاتحہ اور سورت میں ترتیب تیسرا واجب جس طرح ان کے درمیان اجنبی کے ساتھ ترکِ فصل چوتھا واجب ہے پس بظاہر فاتحہ سے عاجز آنا وجوبِ سورت کے اسقاط کا سبب نہیں بن سکتا، واللہ تعالٰی اعلم (ت)

اور جو واجب قصداً چھوڑا جائے سجدہ سہو اس کی اصلاح نہیں کرسکتا تو واجب ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے، ہاں اگر ایسا بھولا کہ نہ بقیہ فاتحہ یاد آتا ہے نہ قرآن عظیم سے کہیں کی آیتیں اور ناچار رکوع کر دیا اور سجدے میں جانے تک فاتحہ وآیات یاد نہ آئیں تو اب سجدہ سہو کافی ہے اور اگر سجدہ کو جانے سے پہلے رکوع میں خواہ قومہ بعد الرکوع میں یاد آجائیں تو واجب ہے کہ قرأت پوری کرے اور رکوع کا پھر اعادہ کرے اگر قرأت پوری نہ کی تو اب پھر قصداً ترک واجب ہوگا اور نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا اور اگر قرأت بعد الرکوع پوری کر لی اور رکوع دوبارہ نہ کیا تو نماز ہی جاتی رہی کہ فرض ترک ہوا۔

وذلک لان الرکوع یرتفض بالعود الی القرأۃ لانھا فریضۃ وکل مایقرأ ولو القراٰن العظیم کلہ فانما یقع فرضا کما نصوا علیہ۔

اس لئے کہ قرأت کی طرف لوٹنے کی وجہ سے رکوع ختم ہوگیا کیونکہ قرأت فرض ہے اور قرأت جتنی بھی کی جائے خواہ تمام قرآن پاک کی قرأت ہو اس سے ایک ہی فرض ادا ہوگا جیسا کہ اس پر فقہاء نے تصریح کی ہے (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۳۳۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(14) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، مطلب: السنۃ تکون سنۃ عین... إلخ، ج ۲، ص ۳۱۵

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

علم دین سیکھنا اس قدر ہے کہ مذہب حق سے آگاہ ہو، وضو غسل، نماز، روزے وغیرہا ضروریات کے احکام سے مطلع ہو۔ تاجر تجارت، مزارع زراعت، اجیر اجارے، غرض ہر شخص جس حالت میں ہے اس کے متعلق احکام شریعت سے واقف ہو، فرض عین ہے جب تک یہ حاصل کرے، جغرافیہ، تاریخ، وغیرہ میں وقت ضائع کرنا جائز نہیں۔

حدیث میں ہے:

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ ا۔

←

مسئلہ ۱۵: سفر میں اگر امن وقرار ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر وظہر میں سورۂ بروج یا اس کی مثل سورتیں پڑھے اور عصر و عشا میں اس سے چھوٹی اور مغرب میں قصار مفصل کی چھوٹی سورتیں اور جلدی ہو تو ہر نماز میں جو چاہے پڑھے۔(15)

ہر مسلمان مرد عورت پر علم کی تلاش فرض ہے۔(ت)

(اـ فواتح الرحموت بذیل المستصفی، المقالۃ الثانیہ الباب الثانی منشورات الشریف الرضی قم ایران، ۱/ ۲۳)

جو فرض چھوڑ کر نفل میں مشغول ہو حدیثوں میں اس کی سخت برائی آئی اور اس کا وہ نیک کام مردود قرار پایا، کما بیّناہ فی الزکوٰۃ من فتاوٰنا (جیسا کہ ہم نے اسے اپنے فتاوٰی کی بحث زکوٰۃ میں تفصیلاً بیان کردیا ہے۔ت) نہ کہ فرض چھوڑ کر فضولیات میں وقت گنوانا، غرض یہ علوم ضروریہ تو ضرور مقدم ہیں اور ان سے غافل ہو کر ریاضی، ہندسہ، طبعیات، فلسفہ یا دیگر خرافات وفلسفہ پڑھنے پڑھانے میں مشغول بلاشبہہ متعلم ومدرس دونوں کے لئے حرام ہے اور ان ضروریات سے فراغ کے بعد پورا علم دین فقہ حدیث تفسیر عربی زبان اس کی صرف، نحو، معانی، بیان، لغت، ادب وغیرہا آلات علوم دینیہ بطور آلات سیکھنا سکھانا فرض کفایہ ہے،

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ۱ـ

پھر ایسا نہ ہوا کہ ان کے گروہ میں سے ایک جماعت نکلتی تاکہ لوگ دین کی سمجھ حاصل کرتے۔(ت) (اـ القرآن الکریم، ۹/ ۱۲۲)

یہی علوم علم دین ہیں اور انہیں کے پڑھنے پڑھانے میں ثواب، اور ان کے سوا کوئی فن یا زبان کچھ کارِ ثواب نہیں، ہاں جو شخص ضروریات دین مذکورہ سے فراغت پا کر اقلیدس، حساب، مساحت، جغرافیہ وغیرہا وہ فنون پڑھے جن میں کوئی امر مخالف شرع نہیں تو ایک مباح کام ہوگا جب کہ اس کے سبب کسی واجب شرعی میں خلل نہ پڑے ورنہ

مبادا دل آں فرومایہ شاد، از بہر دنیا دہد دین بباد

(اللہ کرے اس کمینے کا دل کبھی خوش نہ ہو جس نے دنیا کے لئے دین برباد کردیا۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

(فتاوٰی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۶۴۹ـ۶۵۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص ۷۷

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نماز حضر یعنی غیر سفر میں ہمارے ائمہ سے تین روایتیں ہیں:

اوّل فجر وظہر میں طوال مفصل سے دو سورتیں پوری پڑھے ہر رکعت میں ایک سورت اور عصر وعشاء میں اوساط مفصل سے دو سورتیں اور مغرب میں قصار مفصل سے۔ مفصل قرآن کریم کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو سورہ حجرات سے اخیر تک ہے اس کے تین حصے ہیں حجرات سے بروج تک طوال، بروج سے لم یکن تک اوساط، لم یکن سے ناس تک قصار

دوم فجر وظہر میں سورہ فاتحہ کے علاوہ دونوں رکعت کی مجموع قرأت چالیس پچاس آیت ہے اور ایک روایت میں ساٹھ آیت سے سَو تک۔ اور عصر وعشاء کی دونوں رکعت کا مجموعہ پندرہ بیس آیت، اور مغرب میں مجموعہ دس آیتیں۔

←

مسئلہ ۱۶: اضطراری حالت میں مثلاً وقت جاتے رہنے یا دشمن یا چور کا خوف ہو تو بقدر حال پڑھے، خواہ سفر میں

سوم کچھ مقرر نہ رکھے جہاں وقت و مقتدیان و امام کی حالت کا مقتضی ہو ویسا پڑھے، مثلاً نمازِ فجر میں اگر وقت تنگ ہو یا مقتدیوں میں کوئی شخص بیمار ہے کہ بقدرِ سنّت پڑھنا اس پر گراں گزرے گا یا بوڑھا ضعیف ناتواں یا کسی ضرورت والا ہے کہ دیر لگانے میں اُس کا کام حرج ہوتا ہے اُسے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوگا تو جہاں تک تخفیف کی حاجت سمجھے تخفیف کرے، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نمازِ فجر میں ایک بچے کے رونے کی آواز سن کر اس خیال رحمت سے کہ اُس کی ماں جماعت میں حاضر ہے طولِ قرأت سے اُدھر بچہ پھڑکے گا اِدھر ماں کا دل بچین ہوگا صرف قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سے نماز پڑھا دی صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ واصحابہ وبارک وسلم اجمعین، اور اگر دیکھے کہ وقت میں وسعت ہے اور نہ کوئی مقتدیوں میں بیمار نہ ویسا کامی تو بقدرِ سنّت قرأت ان روایات میں پہلی اور تیسری روایت مختار و معمول بہ ہے وانا اقول لاخلاف بینھما وانما الثالثۃ تقیید الاولی کما لایخفی (میری رائے میں ان دونوں روایات کے درمیان کوئی تعارض نہیں تیسری پہلی کو مقید کررہی ہے جیسا کہ واضح ہے۔ت) تو حاصل مذہب معتمد یہ قرار پایا کہ جب گنجائش بوجہ وقت خواہ بیماری وضعف وحاجت مقتدیان کم دیکھے تو قدرِ گنجائش پر عمل کرے ورنہ وہی طول واوساط وقصار کا حساب ملحوظ رکھے اور قلت گنجائش کے لئے زیادہ مقتدیوں کا ناتواں یا کام کا ضرورت مند ہونا درکار نہیں بلکہ صرف ایک کا ایسا ہونا کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہزار آدمی کی جماعت ہے اور صبح کی نماز ہے اور خوب وسیع وقت ہے اور جماعت میں ۹۹۹ آدمی دل سے چاہتے ہیں کہ امام بڑی بڑی سورتیں پڑھے مگر ایک شخص بیمار یا ضعیف بوڑھا یا کسی کام کا ضرورت مند ہے کہ اس پر تطویل بار ہوگی اسے تکلیف پہنچے گی تو امام کو حرام ہے کہ تطویل کرے بلکہ ہزار میں سے اس ایک کے لحاظ سے نماز پڑھائے جس طرح مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صرف اس عورت اور اسکے بچے کے خیال سے نمازِ فجر معوذتین سے پڑھا دی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، اور معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ پر تطویل میں سخت ناراضی فرمائی یہاں تک کہ رخسارہ مبارک شدتِ جلال سے سرخ ہوگئے اور فرمایا:

افتان انت یا معاذ افتان انت یامعاذ افتان انت یا معاذ¹ کما فی الصحاح وغیرھا وفی الھدایۃ مرفوعاً لقولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام من ام قوماً فلیصل بھم صلٰوۃ اضعفھم فان فیھم المریض والکبیر وذا الحاجۃ²۔

کیا تو لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والا ہے، کیا تو لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والا ہے کیا تو لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والا ہے اے معاذ! جیسا کہ صحاح وغیرہا میں ہے ہدایہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص کسی قوم کا امام بنے وہ انھیں ان کے ضعیف کے اعتبار سے نماز پڑھائے کیونکہ ان میں مریض، بوڑھے اور صاحب حاجت بھی ہوں گے (ت) (۱ ؎ صحیح بخاری، باب اذا طول الامام الخ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۹۸-۹۷، ۲/ ۹۰۲) (۲ ؎ الہدایۃ، باب الامامۃ، مطبوعہ المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱/ ۱۰۱)

اس بیان سے واضح ہوا کہ امام کا مغرب میں سورہ والشمس یا والضحٰی یا اول میں افحسب الذین کفروا دوسری میں ان للمتقین یہ دونوں رکوع پڑھنا خلاف سنّت اور تینوں سے الگ ہوا کہ نہ یہ قصار مفصل سے ہے نہ دونوں رکعت میں صرف دس ۱۰ آیت نہ یہی کہ مقتدیوں پر گراں نہ گزرا ایسی حالت میں مقتدیوں کی شکایت برمحل ہے اور امام پر ضرور لازم ہے ہاں الھکم التکاثر ایک رکعت میں اور اس سے پہلی میں القارعۃ یا دوسری میں والعصر پڑھنا مطابق سنّت ہے یہاں مقتدیوں کی شکایت حماقت ہے مگر اُس حال میں کہ کوئی ←

ہو یا حضر (حالتِ اقامت) میں، یہاں تک کہ اگر واجبات کی مراعات نہیں کرسکتا تو اس کی بھی اجازت ہے، مثلاً فجر کا وقت اتنا تنگ ہے کہ صرف ایک ایک آیت پڑھ سکتا ہے، تو یہی کرے۔ (16) مگر بعد بلندی آفتاب اس نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۱۷: سنت فجر میں جماعت جانے کا خوف ہو تو صرف واجبات پر اقتصار کرے، ثنا و تعوذ کو ترک کرے اور رکوع سجود میں ایک ایک بار تسبیح پر اکتفا کرے۔ (17)

مسئلہ ۱۸: حضر میں جب کہ وقت تنگ نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں طوال مفصل پڑھے اور عصر و عشا میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل اور ان سب صورتوں میں امام و منفرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (18)

فائدہ: حجرات سے آخر تک قرآن مجید کی سورتوں کو مفصل کہتے ہیں، اس کے یہ تین حصے ہیں، سورۂ حجرات سے بروج تک طوال مفصل اور بروج سے لم یکن تک اوساط مفصل اور لم یکن سے آخر تک قصار مفصل۔

مسئلہ ۱۹: عصر کی نماز وقت مکروہ میں ادا کرے، جب بھی صواب یہ ہے کہ قراءت مسنونہ کو پورا کرے، جب کہ وقت میں تنگی نہ ہو۔ (19)

بیمار یا بوڑھا ناتواں اس قدر کا تحمل نہ رکھتا ہو تو وہاں اس سے بھی تخفیف کا حکم ہے

فی فتح القدیر قد بحثنا ان التطویل ھو الزیادۃ علی القرأۃ المسنونۃ فانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نہی عنہ وکانت قرأتہ ھی المسنونۃ فلا بد من کون مانہی عنہ غیر ماکان دابہ الالضرورۃ اھ وباقی ماذکرنا من المسائل معرفۃ فی الدر المختار ورد المحتار وغیرھما من الکتب المتداولۃ فلا حاجۃ بایراد العبارات۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

فتح القدیر میں ہے ہم نے اس پر بحث کی ہے کہ قرأۃ میں طوالت وہ زیادتی ہے جو قرأت مسنونہ پر ہو، کیونکہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایسی ہی زیادتی سے منع فرمایا ہے اور آپ کی قرأت قرأۃ مسنونہ ہی تھی لہذا جس سے آپ نے روکا وہ اس مسنونہ کے علاوہ ہوئی مگر ضرورت کے وقت اھ اور دیگر مسائل جو ہم نے ذکر کئے وہ درمختار، ردالمحتار اور دیگر متداول کتب میں معروف ہیں اس لئے تمام عبارات کے تذکرے کی ضرورت نہیں (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۳۲۳۔۳۲۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(16) الدرالمختار وردالمحتار، فصل في القراءۃ، کتاب الصلاۃ، مطلب: السنۃ تکون سنۃ عین... الخ، ج ۲، ص ۳۱۷

(17) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، مطلب: السنۃ تکون سنۃ عین وسنۃ کفایۃ، ج ۲، ص ۳۱۷

(18) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، ج ۲، ص ۳۱۷، وغیرہ

حاشیہ نمبر 15 ملاحظہ فرمائیں

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۷۷

مسئلہ ۲۰: وتر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى دوسری میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ پڑھی ہے، لہٰذا کبھی تبرکاً انہیں پڑھے۔(20) (عالمگیری) اور کبھی پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ کی جگہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ۔

مسئلہ ۲۱: قراءت مسنونہ پر زیادت نہ کرے، جب کہ مقتدیوں پر گراں ہو اور شاق نہ ہو تو زیادت قلیلہ میں حرج نہیں۔(21)

مسئلہ ۲۲: فرضوں میں ٹھہر ٹھہر کر قراءت کرے اور تراویح میں متوسط انداز پر اور رات کے نوافل میں جلد پڑھنے کی اجازت ہے، مگر ایسا پڑھے کہ سمجھ میں آسکے یعنی کم سے کم مد کا جو درجہ قاریوں نے رکھا ہے اس کو ادا کرے، ورنہ حرام ہے اس لیے کہ ترتیل سے قرآن پڑھنے کا حکم ہے۔(22) آج کل کے اکثر حفاظ اس طرح پڑھتے ہیں کہ مد کا

---

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص۷۸

(21) المرجع السابق

(22) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل في القراءۃ، مطلب: السنۃ تکون سنۃ...إلخ، ج۲، ص۳۲۰

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ترتیل کی تین حدیں ہیں ہر حد اعلیٰ میں اسکے بعد کی حد ماخوذ وملحوظ ہے۔

حد اول: یہ کہ قرآن عظیم ٹھہر ٹھہر کر بآہستگی تلاوت کرے کہ سامع چاہے تو ہر کلمے کو جدا جدا گن سکے

کما قال اللہ تعالیٰ: ورتلناہ ترتیلا ۱۔

ای انزلناہ نجما نجما علی حسب ما تجددت الیہ حاجات العباد ومثلہ قولہ تعالیٰ وقرانا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا ۲۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ورتلناہ ترتیلا یعنی ہم نے اسے بندوں کی ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا نازل فرمایا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا تاکہ آپ لوگوں پر پڑھیں ٹھہر ٹھہر کر اور ہم نے اسے تدریجاً نازل فرمایا۔(ت)

(۱۔ القرآن،،،۲۵/ ۳۲)(۲۔ القرآن،،،۱۷/ ۱۰۶)

الفاظ بہ تفخیم ادا ہوں حروف کو اُن کی صفات شدت وجہر وامثالہا کے حقوق پورے دئے جائیں اظہار واخفاء وتفخیم وترقیق وغیرہا محسنات کا لحاظ رکھا جائے یہ مسنون ہے اور اسکا ترک مکروہ وناپسند اور اسکا اہتمام فرائض وواجبات میں تراویح اور تراویح میں نفل مطلق سے زیادہ جلالین میں ہے:

رتل القران تثبت فی تلاوتہ ۳۔ (رتل القران کا معنی قرآن کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرنا ہے۔ت)

(۳۔ تفسیر جلالین،،، زیر آیہ ورتل القرآن الخ،، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۲/ ۴۷۶) ←

ادا ہونا تو بڑی بات ہے یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کسی لفظ کا پتہ بھی نہیں چلتا نہ تصحیح حروف ہوتی، بلکہ جلدی میں لفظ کے

کمالین میں ہے:

ای تان واقرأ علی تؤدۃ من غیر تعجل بحیث یتمکن السامع من عدایاتہ وکلماتہ ۴؎

یعنی قرآن مجید کو اس طرح آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو کہ سننے والا اس کی آیات والفاظ گن سکے۔(ت)

(۴؎ کمالین علی حاشیہ جلالین زیر آیۃ مذکورہ مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۲/۴۷۶)

اتقان امام سیوطی میں برہان امام زرکشی سے ہے:

کمال الترتیل تفخیم الفاظ والابانۃ عن حروفہ وان لا یدغم حرف فی حرف وقیل ھذا اقلہ ۵؎

کمال ترتیل یہ ہے الفاظ میں تفخیم (حرف کو پُر کر کے پڑھنا) اور حروف کو جدا جدا کر کے پڑھا جائے، ایک حرف کو دوسرے حرف سے نہ ملایا جائے۔ بعض نے کہا یہ ترتیل کا کم درجہ ہے۔(ت)

(۵؎ الاتقان فی علوم القرآن، النوع الخامس والثلاثون فی آداب تلاوتہ الخ مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/۱۰۶)

اُسی میں ہے:

یسن الترتیل فی قرأۃ القران قال اللہ تعالٰی ورتل القران ترتیلا وروی ابو داؤد وغیرہ عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا نعتت قرأۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قرأۃ مفسرۃ حرفا حرفا ۱؎

قرأت قرآن میں ترتیل سنت ہے جیسا کہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے قرآن کو خوب ترتیل کے ساتھ پڑھو، اور ابوداؤد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی قرأۃ کی صفت کے بارے میں یوں بیان کیا ہے کہ آپ اس طرح تلاوت فرماتے کہ قرأت مفسر ہوتی اور ایک ایک حرف جدا جدا معلوم ہوتا تھا الخ (ت)

(۱؎ الاتقان فی علوم القرآن، النوع الخامس والثلاثون فی آداب تلاوۃ الخ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/۱۰۶)

حدیث میں ہے:

لاتنثروہ نثر الدقل ولا تھذوہ ھذا الشعر قفوا عند عجائبہ وحرکوا بہ القلوب ولا یکون ھم احدکم اخر السورۃ ۲؎

یعنی قرآن کو سوکھے چھوہاروں کی طرح نہ جھاڑو (جس طرح ڈالیاں ہلانے سے خشک کھجوریں جلد جلد جھڑ جھڑ پڑتی ہیں اور شعر کی طرح گھاس نہ کاٹو، عجائب کے پاس ٹھہرتے جاؤ اور اپنے دلوں کو اُس سے تدبر سے جنبش دو اور یہ نہ ہو کہ سورت شروع کی تو اب دھیان اسی میں لگا ہے کہیں جلد اسے ختم کریں۔

رواہ ابوبکر الآجری فی کتاب حملۃ القران وعن طریقہ البغوی فی المعالم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ من قولہ والدیلمی مثلہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ والعسکری فی المواعظ من حدیث امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ انہ سئل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن قولہ ورتل القران ترتیلا ←

لفظ کھا جاتے ہیں اور اس پر تفاخر ہوتا ہے کہ فلاں اس قدر جلد پڑھتا ہے، حالانکہ اس طرح قرآن مجید پڑھنا حرام وسخت

قال فلذ کرہ۔

اسے امام ابوبکر آجری نے کتاب حملۃ القرآن میں نقل کیا ہے، اور امام بغوی نے معالم میں اسے حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول اور دیلمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا عسکری نے المواعظ میں حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کے حوالے سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اللہ تعالٰی کے ارشاد گرامی ورتل القران ترتیلا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے مذکورہ الفاظ میں تشریح فرمائی (ت)

(۲۔ الاتقان فی علوم القرآن بحوالہ الاخبری فی حملۃ القرآن فی آداب تلاوۃ الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۰۶)

دُرمختار میں ہے:

یقرأ فی الفرض بالترتیل حرفا حرفا وفی التراویح بین بین وفی النفل لیلالہ ان یسرع بعد ان یقرأ کما یفھم ا۔

فرض نماز میں اس طرح تلاوت کرے کہ جدا جدا ہر حرف سمجھ آئے، تراویح میں متوسط طریقے پر اور رات کے نوافل میں اتنی تیز پڑھ سکتا ہے جسے وہ سمجھ سکے۔ (ت) (اے درمختار، باب الامۃ، فصل و یجہر الامام، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۸۰)

اُس کے بیان تراویح میں ہے:

ویجتنب ھذرمۃ القرأۃ ۲۔ (اور جلدی جلدی قرأت سے اجتناب کرے۔ ت)

(۲۔ درمختار، باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/۹۹)

دوم: مدوقف ووصل کے ضروریات اپنے اپنے مواقع پر ادا ہوں کھڑے کھڑے کا لحاظ ہے حروف مذکورہ جن کے قبل نون یا میم ہو ان کے بعد غنہ نہ نکلے اَنا کُنتا کو ان کن یا اناں کناں نہ پڑھا جائے باد جیم ساکنین جن کے بعد "ت" ہو بشدت ادا کئے جائیں کہ پ اور چ کی آواز نہ دیں جہال جلدی میں ابترا اور تجتنبوا کو اپترا اور تچتنبوا پڑھتے ہیں حروف مطبقہ کا کسرہ ضمہ کی طرف مائل نہ ہونے پائے۔ جہاں جب صراط و قاطعہ میں ص وط کے اجتماع میں مثلاً یستطیعون لاتطع بے خیالی کرنے والوں سے حرف تا بھی مشابہ طا ادا ہوتا ہے بلکہ بعض سے عتو میں بھی بوجہ تفخیم عین وضمہ تا آواز مشابہ طا پیدا ہوتی ہے بالجملہ کوئی حرف وحرکت بے محل دوسرے کی شان اخذ نہ کرے نہ کوئی حرف چھوٹ جائے نہ کوئی اجنبی پیدا ہو نہ محدود ومقصود ہو نہ ممدود اسی زیادت اجنبی کے قبیل سے ہے وہ الف جو بعض جہال واستبقات دعوا اللہ وقال الحمد للہ ذاقا الشجرۃ کے قیاس پر کلتا الجنتین قیل ادخلوا النار میں نکالتے ہیں حالانکہ یہ محض فاسد اور زیادت باطل وکاسد واجب واجماعی مد متصل ہے منفصل کا ترک جائز ولہذا اس کا نام ہی مد جائز رکھا گیا اور جس حرف مدہ کے بعد سکون لازم ہو جیسے ضالین، الٓمٓ وہاں بھی مد بالاجماع واجب اور جس کے بعد سکون عارض ہو جیسے العالمین الرحیم، العباد یوقنون بحالت وقف یاقالَ اَللّٰھُمَّ بحالت ادغام وہاں مد وقصر دونوں جائز، اس قدر ترتیل فرض و واجب ہے اور اس کا ترک گنہگار، مگر فرائض نماز سے نہیں ترک مفسد صلاۃ ہو۔

←

حرام ہے۔

مدارک التنزیل میں ہے:

ورتل القراٰن ترتیلا ای قرأعلی تؤدۃ بتبیین الحرف و حفظ الوقوف واشباع الحرکات ترتیلا ھو تاکید فی ایجاب الامر بہ وانہ لابد منہ للقاری [1]۔

قرآن کوآہستہ آہستہ ٹھہر کر پڑھو، اس کا معنی یہ ہے۔ کہ اطمینان کے ساتھ حروف جدا جدا، وقف کی حفاظت اور تمام حرکات کی ادائیگی کا خاص خیال رکھنا ترتیلا اس مسئلہ میں تاکید پیدا کررہا ہے کہ یہ بات تلاوت کرنے والے کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ (ت)

([1] تفسیر مدارک التنزیل المعروف بتفسیر سورۃ مزمل زیر آیت ورتل القرآنا لخ، دارالکتاب العربیہ بیروت، ۴/۳۰۳)

ردالمحتار میں ہے:

یمد اقل مدقال بہ القراء والاحرم لترک الترتیل الماموربہ شرعا [2]۔

اسے تھوڑا لمبا کر کے پڑھا جائے قراء کا یہی قول ہے ورنہ مامور بہ ترتیل کی خلاف ورزی ہوگی اور یہ شرعاً حرام ہے ط (ت)

([2] ردالمحتار، فصل فی القراۃ مطبوعہ مصطفی البابی، ۱/۴۰۰)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک شخص کو قرآن عظیم پڑھا رہے تھے اس نے انما الصدقٰت للفقراء کو بغیر مد کے پڑھا، فرمایا: ماھکذا اقرأنیھا رسول اللہ تعالی علیہ وسلم (مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یوں نہ پڑھایا) عرض کی: آپ کو کیا پڑھایا؟ فرمایا: انما الصدقٰت للفقرآء [3]۔ مد کے ساتھ ادا کر کے بتایا۔

رواہ سعید بن منصور فی سننہ و الطبرانی فی الکبیر بسند صحیح (اسے سعید بن منصور نے اپنی سنن اور طبرانی نے المعجم الکبیر میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ت) ([3] الاتقان فی علوم القرآن، النوع الثانی والثلاثون الخ، ۱/۹۶)

اتقان میں ہے:

قد اجمع القراء علی مد نوعی المتصل و ذی الساکن اللازم وان اختلفو ف مقدارہ واختلفو فی النوعین الاخریین وھما المنفصل وذوالساکن العارض وفی قصرھما [4]۔

تمام قراء مد متصل کی دونوں انواع مد متصل اور ساکن لازم پر متفق ہیں اگر چہ ان کی مقدار میں انھوں نے اختلاف کیا ہے مد کی آخری دو انواع میں اور وہ مد منفصل اور ساکن عارض ہیں اور ان دونوں کی قصر میں بھی اختلاف ہے۔ (ت)

([4] الاتقان فی علوم القرآن، بحوالہ سنن سعید بن سعید ابن منصور، ۱/۷۹)

ہندیہ میں ہے:

اذاوقف فی غیر موضع الوقف اوابتدأ فی غیر موضع الابتداء ان لم یتغیر بہ المعنی تغیرا فاحشا نحو ان یقرأ ان الذین امنو اوعلموا الصٰلحٰت ووقف ثم ابتدأ بقولہ اولئک ھم خیر البریۃ لاتفسد بالاجماع بین العلمائنا ھکذا فی المحیط ، و کذا ان وصل فی غیر موضع الوصل کما لو لم یقف عند قولہ اصحٰب النار بل وصل ←

....

بقوله الذین یحملون العرش لا تفسد لکنه قبیح هکذا فی الخلاصة وان تغیر به المعنی تغیرا فاحشا نحوان یقرأ اشهد الله انه لا اله ووقف ثم قال الاهولا تفسد صلاته عند عامة علمائنا وعند البعض تفسد صلاته والفتوی علی عدم الفساد بکل حال هکذا فی المحیط ا ۔

جب کسی نے غیر وقف کی جگہ وقف کیا یا مقام ابتدا کے غیر سے ابتدا کی تو اگر معنی میں فحش تبدیلی نہیں، مثلاً پڑھنے والے نے ان الذین امنو وعملوا الصلحت پڑھ کر وقف کیا پھر اولئك هم خیر البریة سے ابتدا کی تو ہمارے علماء کا اتفاق ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی محیط میں اسی طرح ہے، اسی طرح اگر وصل کی جگہ کے علاوہ میں وصل کر لیا جیسا کہ اللہ تعالٰی کے قول اصحٰب النار پر وقف نہ کیا بلکہ اسے الذین یحملون العرش کے ساتھ ملا لیا نماز فاسد نہ ہوئی لیکن ایسا کرنا سخت ناپسند ہے۔ خلاصہ میں اسی طرح ہے، اور اگر معنی میں فحش تبدیلی ہو مثلاً کسی نے اشهد الله انه لا اله پر رک کے پڑھا الّا هو تو ہمارے اکثر علماء کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی بعض کے ہاں فاسد ہوجائے گی اور فتوٰی اسی پر ہے کہ ہر صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی محیط میں اسی طرح ہے۔ (ت)

(ا ۔ فتاوٰی ہندیہ، الفصل الخامس فی زلۃ القاری مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، ۸۱/۱)

جو شخص اس قسم ترتیل کی مخالفت کرے اس کی امامت نہ چاہئے مگر نماز ہوجائے گی اگرچہ بکراہت۔

عالمگیریہ میں ہے:

من یقف فی غیر مواضعه ولا یقف فی مواضعه لا ینبغی له ان یؤم و کذا من یتنحنح عند القرأة کثیرا ۲ ۔

جو شخص مقاماتِ وقف میں وقف نہیں کرتا بلکہ مقاماتِ وقف کے غیر میں وقف کرتا ہے تو اسے امام نہ بنایا جائے اسی طرح اس کو امام نہ بنایا جائے جو اکثر کھانستا رہتا ہو۔ (ت) (۲ ۔ فتاوٰی ہندیہ، الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۸۶/۱)

سوم: جو حروف و حرکات کی تصحیح ا ع، ت ط، ث س ص، ح ہ، ذ ز ظ وغیرہا میں تمیز کرے غرض ہر نقص و زیادت و تبدیل سے کہ مفسد معنی ہو احتراز یہ بھی فرض ہے اور علی التفصیل فرائض نماز سے بھی ہے کہ اسکا ترک مفسد نماز ہے جو شخص قادر ہے اور بے خیالی یا بے پروائی یا جلدی کے باعث اسے چھوڑتا ہے یا سیکھے تو آجائے مگر نہیں سیکھتا ہمارے ائمہ کرام مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک اس کی نماز باطل اور اس کی امامت کے بطلان اور اسکے پیچھے اوروں کی نماز فاسد ہونے میں تو کلام ہی نہیں علمائے متاخرین نے بنظر تیسیر جو توسعیں کیں وہ عند التحقیق صورت لغزش و خطا سے متعلق ہیں کہ صحیح جانتا ہے اور صحیح پڑھ سکتا ہے مگر زبان سے بہک کر غلط ادا ہوگیا نہ کہ معاذ اللہ فتوٰی بے پروائی و اجازت غلط خوانی و ترک تعلم و کوشش، جیسا کہ عوام زمانہ بلکہ اکثر خواص میں بھی وبائے عالمگیر کی طرح پھیلا ہوا ہے اور نہ بھی سہی تو وہ عوام کی نمازیں ہیں نہ کہ غلط خوانوں کو امام بنانے کے لئے وہی علماء جو وہ توسیعات لکھتے ہیں بطلان امامت کی تصریح فرماتے ہیں اور جو قادر ہی نہیں کوشش کرتا ہے محنت کرتا ہے مگر نہیں نکلتا جیسے پکی زبان والے گنوار کہ قاف کو کاف، ذال کو جیم پڑھیں۔ صحیح مذہب میں صحیح خواں کی نماز ان کے پیچھے بھی نہیں ہوسکتی تفصیل اس مسئلہ جلیلہ کی جس سے آج کل نہ صرف عوام بلکہ بہت علماء و مشائخ تک غافل ہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ، کے فتاوٰی میں ہے درمختار میں ہے:

←

مسئلہ ۲۳: ساتوں قرائتیں جائز ہیں، مگر اولی یہ ہے کہ عوام جس سے نا آشنا ہوں وہ نہ پڑھے کہ اس میں ان کے دین کا تحفظ ہے، جیسے ہمارے یہاں قراءت امام عاصم بروایت حفص رائج ہے، لہٰذا یہی پڑھے۔ (23)

مسئلہ ۲۴: فجر کی پہلی رکعت کو بہ نسبت دوسری کے دراز کرنا مسنون ہے اور اس کی مقدار یہ رکھی گئی ہے کہ پہلی میں دوتہائی، دوسری میں ایک تہائی۔ (24)

مسئلہ ۲۵: اگر فجر کی پہلی رکعت میں طول فاحش کیا، مثلاً پہلی میں چالیس (۴۰) آیتیں، دوسری میں تین توبھی

لا یصح اقتداء غیر الالثغ بہ ای بالالثغ علی الاصح کما فی البحر عن المجتبی وحرر الحلبی وابن الشحنۃ انہ بعد بذل جھدہ دائما حتما کالامی فلا یؤم الامثلہ ولاتصح صلاتہ اذا امکنہ الاقتداء بمن یحسنہ اوترک جھدہ اووجد قدر الفرض مما لالثغ بہ فیہ ھذاھو الصحیح المختار فی حکم الالثغ و کذا من لایقدر علی التلفظ بحرف من الحروف اھ۔

اورغیر توتلے کی اقتداء توتلے کے پیچھے اصح قول کے مطابق درست نہیں ہے جیسا کہ البحر الرائق میں مجتبٰی سے منقول ہے (الثغ بروزن افعل اس شخص کو کہتے ہیں جس کی زبان سے ایک حرف کی جگہ دوسرا نکلے مثلاً "ر" کی جگہ "ل" بولے) حلبی اور ابن شحنہ نے تنقیح کی ہے کہ توتلا پن رکھنے والا شخص ہمیشہ صحت حروف کے لئے کوشاں رہے، اس کے بعد وہ اُمّی کی طرح ہے یعنی وہ اپنے ہم مثل کا امام بن سکتا ہے اور اس کی نماز صحیح نہ ہوگی جب اسے صحیح پڑھنے والے اقتدا ممکن ہو یا اس نے کوشش ترک کردی ہو یا بقدر فرض قرأت کی وہ آیتیں حاصل کرلے جن میں توتلا پن نہ ہو، توتلا پن رکھنے والے شخص کے بارے میں یہی صحیح ومختار قول ہے، اسی طرح حکم ہے اس شخص کا جو حروف تہجی میں سے کسی حرف پر صحیح تلفظ کی قدرت نہ رکھتا ہو۔ (ت)

(اے دُرمختار، باب الامۃ، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/۸۵)

اور جو شخص خلاف شریعت مطہرہ کے فیصلہ کرے اُسے امام بنانا جائز نہیں۔

قال اللہ تعالٰی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفسقون اے

(اللہ تعالٰی نے فرمایا جو لوگوں کے درمیان اللہ تعالٰی کی تعلیمات کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ لوگ فاسق ہیں۔ ت)

(اے القرآن، ۵/۴۷)

غنیۃ میں ہے:

لو قدموا فاسقا یاثمون ۲ے (اگر فاسق کو لوگوں نے امام بنایا تو وہ تمام گنہگار ہوں گے۔ ت) اور اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۲۷۶۔ ۲۸۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(23) المرجع السابق

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۷۸

مضایقہ نہیں، مگر بہتر نہیں۔(25)

مسئلہ ۲۶: بہتر یہ ہے کہ اور نمازوں میں بھی پہلی رکعت کی قراءت دوسری سے قدرے زیادہ ہو، یہی حکم جمعہ وعیدین کا بھی ہے۔(26)

مسئلہ ۲۷: سنن ونوافل میں دونوں رکعتوں میں برابر کی سورتیں پڑھے۔(27)

مسئلہ ۲۸: دوسری رکعت کی قراءت پہلی سے طویل کرنا مکروہ ہے جبکہ بیّن (واضح) فرق معلوم ہوتا ہو اور اس کی مقدار یہ ہے کہ اگر دونوں سورتوں کی آیتیں برابر ہوں تو تین آیت کی زیادتی سے کراہت ہے اور چھوٹی بڑی ہوں تو آیتوں کی تعداد کا اعتبار نہیں بلکہ حروف وکلمات کا اعتبار ہے، اگر کلمات وحروف میں بہت تفاوت ہو کراہت ہے اگرچہ آیتیں گنتی میں برابر ہوں، مثلاً پہلی میں اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھی اور دوسری میں لم یکن تو کراہت ہے، اگرچہ دونوں میں آٹھ آٹھ آیتیں ہیں۔(28)

مسئلہ ۲۹: جمعہ وعیدین کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ دوسری میں هَلْ اَتٰكَ پڑھنا سنت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے، یہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔(29)

مسئلہ ۳۰: سورتوں کا معین کر لینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے، مکروہ ہے، مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں ان کو کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے، مگر مداومت نہ کرے کہ کوئی واجب نہ گمان کرلے۔(30)

مسئلہ ۳۱: فرض نماز میں آیت ترغیب (جس میں ثواب کا بیان ہے) وترہیب (جس میں عذاب کا ذکر ہے) پڑھے تو مقتدی وامام اس کے ملنے اور اس سے بچنے کی دُعا نہ کریں، نوافل باجماعت کا بھی یہی حکم ہے، ہاں نفل تنہا پڑھتا ہو تو دُعا کرسکتا ہے۔(31)

مسئلہ ۳۲: دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے، جب کہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں، مثلاً پہلی رکعت میں پوری قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی، تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے یا

---

(25) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل في القراءۃ، مطلب: السنۃ تکون سنۃ عین... إلخ، ج۲، ص۳۲۲.

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص۷۸

(27) منیۃ المصلي، مقدار القراءۃ في الصلاۃ، ص۳۰۰

(28) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل في القراءۃ، مطلب: السنۃ تکون سنۃ عین... إلخ، ج۲، ص۳۲۲

(29) المرجع السابق، ص۳۲۴

(30) المرجع السابق، ص۳۲۵

(31) المرجع السابق، ص۳۲۷

دوسری میں بلاقصد وہی پہلی سورت شروع کر دی یا دوسری سورت یاد نہیں آتی، تو وہی پہلی پڑھے۔(32)

مسئلہ ۳۳: نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورت کو بار بار پڑھنا، بلاکراہت جائز ہے۔(33)

مسئلہ ۳۴: ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کر لیا تو دوسری میں فاتحہ کے بعد الٓمّٓ سے شروع کرے۔(34)

مسئلہ ۳۵: فرائض کی پہلی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں اور دوسری میں دوسری جگہ سے چند آیتیں پڑھیں، اگرچہ اسی سورت کی ہوں تو اگر درمیان میں دو یا زیادہ آیتیں رہ گئیں تو حرج نہیں، مگر بلاضرورت ایسا نہ کرے اور اگر ایک ہی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں پھر کچھ چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھا، تو مکروہ ہے اور بھول کر ایسا ہوا تو لوٹے اور چھوٹی ہوئی آیتیں پڑھے۔(35)

مسئلہ ۳۶: پہلی رکعت میں کسی سورت کا آخر پڑھا اور دوسری میں کوئی چھوٹی سورت، مثلاً پہلی میں اَفَحَسِبْتُمْ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ، تو حرج نہیں۔(36)

مسئلہ ۳۷: فرض کی ایک رکعت میں دو سورت نہ پڑھے اور منفرد پڑھ لے تو حرج بھی نہیں، بشرطیکہ ان دونوں سورتوں میں فاصلہ نہ ہو اور اگر بیچ میں ایک یا چند سورتیں چھوڑ دیں، تو مکروہ ہے۔(37)

مسئلہ ۳۸: پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری میں ایک چھوٹی سورت درمیان سے چھوڑ کر پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر وہ درمیان کی سورت بڑی ہے کہ اس کو پڑھے تو دوسری کی قراءت پہلی سے طویل ہو جائے گی تو حرج نہیں، جیسے وَالتِّیْنِ کے بعد اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ پڑھنے میں حرج نہیں اور اِذَا جَآءَ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا نہ چاہیے۔(38)

مسئلہ ۳۹: قرآن مجید اُلٹا پڑھنا کہ دوسری رکعت میں پہلی والی سے اوپر کی سورت پڑھے، یہ مکروہ تحریمی ہے، مثلاً پہلی میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ كَیْفَ۔(39) اس کے لیے سخت وعید آئی، عبداللہ

(32) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل في القراءۃ، مطلب: السنۃ تکون سنۃ عین... إلخ، ج۲، ص۳۲۹

(33) غنیۃ المتملي، فیما یکرہ من القرآن في الصلاۃ وما لا یکرہ... إلخ، ص۴۹۴، ملخصاً

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص۷۹

(35) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل في القراءۃ، مطلب: الاستماع للقرآن فرض کفایۃ، ج۲، ص۳۲۹

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص۷۸

(37) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل في القراءۃ، مطلب: الاستماع للقرآن فرض کفایۃ، ج۲، ص۳۳۰

(38) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، ج۲، ص۳۳۰، وغیرہ

(39) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، ج۲، ص۳۳۰

بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: جو قرآن اُلٹ کر پڑھتا ہے، کیا خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا دل اُلٹ دے۔ (40) اور بھول کر ہو تو نہ گناہ، نہ سجدۂ سہو۔

مسئلہ ۴۰: بچوں کی آسانی کے لیے پارۂ عم خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔ (41)

مسئلہ ۴۱: بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کر دی یا ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ ہوگیا، پھر یاد آیا تو جو شروع کر چکا ہے اسی کو پورا کرے اگرچہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو، مثلاً پہلی میں قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ کَیْفَ یا تَبَّتْ شروع کر دی، اب یاد آنے پر اسی کو ختم کرے، چھوڑ کر اِذَا جَآءَ پڑھنے کی اجازت نہیں۔ (42)

مسئلہ ۴۲: بہ نسبت ایک بڑی آیت کے تین چھوٹی آیتوں کا پڑھنا افضل ہے اور جزوسورت اور پوری سورت میں افضل وہ ہے جس میں زیادہ آیتیں ہوں۔ (43)

مسئلہ ۴۳: رکوع کے لیے تکبیر کہی، مگر ابھی رکوع میں نہ گیا تھا یعنی گھٹنوں تک ہاتھ پہنچنے کے قابل نہ جھکا تھا کہ اور زیادہ پڑھنے کا ارادہ ہوا تو پڑھ سکتا ہے، کچھ حرج نہیں۔ (44)

❁❁❁❁❁

---

(40) الفتاوی الرضویۃ، ج۶، ص۲۳۹

(41) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، مطلب: الاستماع للقرآن فرض کفایۃ، ج۲، ص۳۳۰

(42) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، ج۲، ص۳۳۰، وغیرہ

(43) المرجع السابق، ص۳۳۱

(44) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص۷۹

مسائل قراءت بیرون نماز

مسئلہ ۴۴: قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا، زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی اور سب عبادت ہیں۔ (1)

مسئلہ ۴۵: مستحب یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور شروع تلاوت میں اعوذ پڑھنا مستحب ہے (2) اور ابتدائے سورت میں بسم اللہ سنت، ورنہ مستحب اور اگر جو آیت پڑھنا چاہتا ہے تو اس کی ابتدا میں ضمیر مولیٰ تعالیٰ کی طرف راجع ہے، جیسے هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ تو اس سورت میں اعوذ کے بعد بسم اللہ پڑھنے کا استحباب مؤکد ہے، درمیان میں کوئی دنیوی کام کرے تو اعوذ باللہ بسم اللہ پھر پڑھ لے اور دینی کام کیا مثلاً سلام یا اذان کا جواب دیا یا سبحان اللہ اور کلمۂ طیبہ وغیرہ اذکار پڑھے، اَعُوْذُ بِاللہ پھر پڑھنا اس کے ذمے نہیں۔ (3)

مسئلہ ۴۶: سورۂ براءت سے اگر تلاوت شروع کی تو اَعُوْذُ بِاللهِ بِسْمِ الله کہہ لے اور جو اس کے پہلے سے تلاوت شروع کی اور سورت براءت آگئی تو تسمیہ پڑھنے کی حاجت نہیں۔ (4) اور اس کی ابتدا میں نیا تعوذ جو آج کل کے حافظوں نے نکالا ہے، بے اصل ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ سورۂ توبہ ابتداً بھی پڑھے، جب بھی بسم اللہ نہ پڑھے، یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۴۷: گرمیوں میں صبح کو قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے اور جاڑوں میں اوّل شب کو، کہ حدیث میں ہے: جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا، شام تک فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جس نے ابتدائے شب میں ختم کیا، صبح تک استغفار کرتے ہیں۔ اس حدیث کو دارمی نے سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، تو گرمیوں میں چونکہ دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کے ختم کرنے میں استغفار ملائکہ زیادہ ہوگی اور جاڑوں کی راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے سے استغفار زیادہ ہوگی۔ (5)

---

(1) غنیۃ المتملي، القراءۃ خارج الصلاۃ، ص۴۹۵

(2) غنیہ مطبوعہ رحیمیہ ص ۴۶۳

(3) غنیۃ المتملي، القراءۃ خارج الصلاۃ، ص۴۹۵، وغیرہا

(4) المرجع السابق

(5) المرجع السابق، ص۴۹۶

مسئلہ ۴۸: تین دن سے کم میں قرآن کا ختم خلاف اُولیٰ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا، اس نے سمجھا نہیں۔ (6) اس حدیث کو ابو داود و ترمذی و نسائی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

مسئلہ ۴۹: جب ختم ہو تو تین بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنا بہتر ہے، اگرچہ تراویح میں ہو، البتہ اگر فرض نماز میں ختم کرے، تو ایک بار سے زیادہ نہ پڑھے۔ (7)

مسئلہ ۵۰: لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں، جب کہ پاؤں سمٹے ہوں اور مونھ کھلا ہو، یوہیں چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے، جبکہ دل نہ بٹے، ورنہ مکروہ ہے۔ (8)

مسئلہ ۵۱: غسل خانہ اور مواضعِ نجاست (نجاست کی جگہوں) میں قرآن مجید پڑھنا، ناجائز ہے۔ (9)

مسئلہ ۵۲: جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سُننا فرض ہے، جب کہ وہ مجمع بغرض سُننے کے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے، اگرچہ اور اپنے کام میں ہوں۔ (10)

مسئلہ ۵۳: مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے، اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے، اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔ (11)

---

(6) سنن ابی داود، کتاب شہر رمضان، باب تحزیب القرآن، الحدیث: ۱۳۹۴، ج ۲، ص ۷۹

(7) غنیۃ المتملي، القراءۃ خارج الصلاۃ، ص ۴۹۶، وغیرہا

(8) المرجع السابق

(9) غنیۃ المتملي، القراءۃ خارج الصلاۃ، ص ۴۹۶

(10) غنیۃ المتملي، القراءۃ خارج الصلاۃ، ص ۴۹۷، والفتاوی الرضویۃ، ج ۲۳، ص ۳۵۲

(11) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

قرآن مجید پڑھا جائے اسے کان لگا کر غور سے سننا اور خاموش رہنا فرض ہے:

قال اللہ تعالیٰ واذا قرء القراٰن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون ۱؎

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر (بغور) سنو اور خاموشی اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (ت)

(۱؎ القرآن الکریم، ۷ / ۲۰۴)

علماء کو اختلاف ہے کہ یہ استماع و خاموش فرض عین ہے کہ جلسہ میں جس قدر حاضر ہوں سب پر لازم ہے کہ ان میں جو کوئی اس کے خلاف کچھ بات کرے مرتکب حرام و گنہگار ہوگا یا فرض کفایہ ہے کہ اگر ایک شخص بغور متوجہ ہو کر خاموش بیٹھا سن رہا ہے تو باقی پر سے فرضیت ساقط، ثانی اوسع اور اول احوط ہے۔ ←

مسئلہ ۵۴: بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے، لوگ اگر نہ سُنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے اگر کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لیے مقرر نہ ہو تو اگر پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا، تو اس پر گناہ۔(12)

مسئلہ ۵۵: جہاں کوئی شخص علمِ دین پڑھا رہا ہے یا طالب علم علمِ دین کی تکرار کرتے یا مطالعہ دیکھتے ہوں، وہاں بھی بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔(13)

مسئلہ ۵۶: قرآن مجید سُننا، تلاوت کرنے اور نفل پڑھنے سے افضل ہے۔(14)

مسئلہ ۵۷: تلاوت کرنے میں کوئی شخص معظم دینی، بادشاہ اسلام یا عالم دین یا پیر یا استاد یا باپ آجائے، تو

فی ردالمحتار فی شرح المنیة والاصل ان الاستماع للقراٰن فرض کفایة لانه لاقامة حقه بان یکون ملتفتا الیه غیر مضیع وذٰلک یحصل بانصات البعض الخ نقل الحموی عن استاذه قاضی القضاة یحیی شهیرة بمنقاری زاده ان له رسالة حقق فیها ان استماع القراٰن فرض عین ۲؎

دوسرے قول میں زیادہ وسعت اور گنجائش ہے جبکہ پہلے قول میں زیادہ احتیاط ہے ردالمحتار میں شرح منیہ کے حوالے سے فرمایا اصل یہ ہے کہ قرآن مجید سننا (شرعا) فرض کفایہ تاکہ اس کا حق قائم ہوجائے اس کی صورت یہ ہے کہ اس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو اس کو ضائع نہ کرے اور بعض کے خاموش رہنے سے بھی یہ مقصد حاصل ہوجاتا ہے الخ۔ علامہ حموی سے بھی یہ مقصد حاصل ہوجاتا ہے الخ۔ علامہ حموی نے اپنے استاذ قاضی القضاۃ یحیٰی سے (جو منقاری زادہ کے نام سے مشہور تھے) نقل کیا ہے کہ انھوں نے اپنے رسالہ میں تحقیق فرمائی کہ قرآن مجید کا سننا فرض عین ہے۔ (۲؎ درمختار کتاب الصلوٰۃ فصل فی القراۃ داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/ ۳۶۶-۶۷)

اقول: وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کے توفیق دینے سے کہتا ہوں۔ ت) ظاہر یہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم کہ اگر کوئی شخص اپنے لئے تلاوت قرآن عظیم بآواز کر رہا ہے اور باقی لوگ اس کے سننے کو جمع ہوئے بلکہ اپنے اغراض متفرقہ میں ہیں تو ایک شخص تالی کے پاس بیٹھا بغور سن رہا ہے ادائے حق ہوگیا باقیوں پر کوئی الزام نہیں، اور اگر وہ سب اسی غرض واحد کے لئے ایک مجلس میں مجتمع ہیں تو سب پر سننے کا لزوم چاہئے جس طرح نماز میں جماعت مقتدیان کہ ہر شخص پر استماع وانصات جداگانہ فرض ہے یا جس طرح جلسہ خطبہ کہ ان میں ایک شخص مذکر اور باقیوں کو یہی حیثیت واحدہ تذکیر جامع ہے تو بالاتفاق ان سب پر سننا فرض ہے نہ یہ کہ استماع بعض کافی ہو جب تذکیر میں کلام بشیر کا سننا سب حاضرین پر فرض عین ہوا تو کلام الٰہی کا استماع بدرجہ اولیٰ۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۳۵۱۔ ۳۵۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(12) غنیۃ المستملي، القراءۃ خارج الصلاۃ، ص ۴۹۷

(13) المرجع السابق

(14) المرجع السابق

تلاوت کرنے والا اس کی تعظیم کو کھڑا ہوسکتا ہے۔(15)

مسئلہ ۵۸: عورت کو عورت سے قرآن مجید پڑھنا غیر محرم نابینا سے پڑھنے سے بہتر ہے، کہ اگرچہ وہ اسے دیکھتا نہیں مگر آواز تو سنتا ہے اور عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلاضرورت سنانے کی اجازت نہیں۔(16)

مسئلہ ۵۹: قرآن پڑھ کر بھلا دینا گناہ ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میری امت کے ثواب مجھ پر پیش کیے گئے، یہاں تک کہ تنکا جو مسجد سے آدمی نکال دیتا ہے اور میری امت کے گناہ مجھ پر پیش ہوئے، تو اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ آدمی کو سورت یا آیت دی گئی اور اس نے بھلا دیا۔(17) اس حدیث کو ابوداود و ترمذی نے روایت کیا، دوسری روایت میں ہے، جو قرآن پڑھ کر بھول جائے قیامت کے دن کوڑھی ہو کر آئے گا۔(18) اس حدیث کو ابوداود و دارمی و نسائی نے روایت کیا اور قرآن مجید میں ہے کہ: اندھا ہو کر اُٹھے گا۔(19)

مسئلہ ۶۰: جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سننے والے پر واجب ہے کہ بتا دے، بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ و حسد پیدا نہ ہو۔ (غنیۃ) اسی طرح اگر کسی کا مُصحف شریف اپنے پاس عاریت ہے، اگر اس میں کتابت کی غلطی دیکھے، بتا دینا

---

(15) المرجع السابق

(16) المرجع السابق

(17) جامع الترمذي، أبواب فضائل القرآن، ۱۹۔باب، الحدیث: ۲۹۲۵، ج ۴، ص ۴۲۰

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: اس سے زیادہ نادان کون ہے جسے خدا ایسی ہمت بخشے اور وہ اسے اپنے ہاتھ سے کھو دے اگر قدر اس (حفظِ قرآنِ پاک) کی جانتا اور جو ثواب اور دَرَجات اِس پر موعود ہیں (یعنی جن کا وعدہ کیا گیا ہے) ان سے واقف ہوتا تو اسے جان و دل سے زِیادہ عزیز (پیارا) رکھتا۔ مزید فرماتے ہیں: جہاں تک ہو سکے اِس کے پڑھانے اور حفظ کرانے اور خود یاد رکھنے میں کوشش کرے تا کہ وہ ثواب جو اس پر موعود (یعنی وعدہ کئے گئے) ہیں حاصل ہوں اور روزِ قیامت اندھا کوڑھی اُٹھنے سے نجات پائے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۶۴۵، ۶۴۷)

(18) سنن أبي داود، کتاب الوتر، باب التشدید فیمن حفظ القرآن ثم نسیہ، الحدیث: ۱۴۷۴، ج ۲، ص ۱۰۷

(19) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

وہ قرآن مجید بھول جائے اور ان وعیدوں کا مستحق ہو جو اس باب میں وارد ہوئیں، اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ ۲؎ الآیۃ۔ (۲؎ القرآن الکریم، ۲۰/ ۱۲۴)

جو میرے ذکر یعنی قرآن سے منہ پھیرے گا سو اس کے لئے تنگ عیش ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے کہے گا اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا اور میں تو انکھیارا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا یونہیں آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں سو تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تو بھلا دیا جائے گا کہ کوئی تیری خبر نہ لے گا۔ (فتاوٰی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۶۴۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واجب ہے۔

مسئلہ ۶۱: قرآن مجید نہایت باریک قلم سے لکھ کر چھوٹا کر دینا جیسا آج کل تعویذی قرآن چھپے ہیں مکروہ ہے، کہ اس میں تحقیر کی صورت ہے۔(20) بلکہ حمائل (21) بھی نہ چاہیے۔

مسئلہ ۶۲: قرآن مجید بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے جب کہ کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو ایذا نہ پہنچے۔(22)

مسئلہ ۶۳: دیواروں اور محرابوں پر قرآن مجید لکھنا اچھا نہیں اور مُصحف شریف کو مطلّا (سونے سے آراستہ) کرنے میں حرج نہیں۔(23) بلکہ بہ نیت تعظیم مستحب ہے۔

❀❀❀❀❀

(20) غنیۃ المستملي، القراءۃ خارج الصلاۃ، ص۴۹۸۔

(21) المرجع السابق

(22) یعنی چھوٹے سائز کا قرآن جسے گلے میں لٹکاتے ہیں۔

(23) غنیۃ المستملي، القراءۃ خارج الصلاۃ، ص۴۹۷

قراءت میں غلطی ہوجانے کا بیان

اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنی بگڑ گئے، نماز فاسد ہوگئی، ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۱: اعرابی غلطیاں اگر ایسی ہوں جن سے معنی نہ بگڑتے ہوں تو مفسد نہیں، مثلاً لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتِكُمْ، نَعْبَدُ اور اگر اتنا تغیر ہو کہ اس کا اعتقاد اور قصداً پڑھنا کفر ہو، تو احوط یہ ہے کہ اعادہ کرے، مثلاً (وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى) (1) میں میم کو زبر اور بے کو پیش پڑھ دیا اور (اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا) (2) میں جلالت کو رفع اور العلما کو زبر پڑھا اور (فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ) (3) میں ذال کو زیر پڑھا، (اِیَّاكَ نَعْبُدُ) (4) میں کاف کو زیر پڑھا، (اَلْمُصَوِّرُ) (5) کے واؤ کو زبر پڑھا۔ (6)

مسئلہ ۲: تشدید کو تخفیف پڑھا جیسے (اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ) (7) میں ی پر تشدید نہ پڑھی، (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ) (8) میں ب پر تشدید نہ پڑھی، (قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا) (9) میں ت پر تشدید نہ پڑھی، نماز ہوگئی۔ (10)

---

(1) پ۱۶، طٰہٰ: ۱۲۱

(2) پ۲۲، فاطر: ۲۸

(3) پ۱۹، النمل: ۵۸

(4) پ۱، الفاتحۃ: ۴

(5) پ۲۸، الحشر: ۲۴

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۱

وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ، وما یکرہ فیھا، مطلب: مسائل زلۃ القاری، ج۲، ص۴۷۳

(7) پ۱، الفاتحۃ: ۴

(8) پ۱، الفاتحۃ: ۱

(9) پ۲۲، الاحزاب: ۶۱

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۱

وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ، وما یکرہ فیھا مطلب: مسائل زلۃ القاری، ج۲، ص۴۷۴

مسئلہ ۳: مخفف کو مشدد پڑھا جیسے (فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللهِ) (11) میں ذال کو تشدید کے ساتھ پڑھا یا ادغام ترک کیا جیسے (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ) (12) میں لام ظاہر کیا، نماز ہو جائے گی۔(13)

مسئلہ ۴: حرف زیادہ کرنے سے اگر معنی نہ بگڑیں نماز فاسد نہ ہوگی، جیسے (وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ) (14) میں ر کے بعد ی زیادہ کی، (هُمُ الَّذِيْنَ) (15) میں میم کو جزم کر کے الف ظاہر کیا اور اگر معنی فاسد ہو جائیں، جیسے (وَّزَرَابِيُّ) (16) کو زَرَابِيْب، (مَّثَانِيَ) (17) کو مثانین پڑھا، تو نماز فاسد ہو جائیگی۔(18)

مسئلہ ۵: کسی حرف کو دوسرے کلمہ کے ساتھ وصل کر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، جیسے (اِيَّاكَ نَعْبُدُ) یوہیں کلمہ کے بعض حرف کو قطع کرنا بھی مفسد نہیں، یوہیں وقف و ابتدا کا بے موقع ہونا بھی مفسد نہیں، اگرچہ وقف لازم ہو مثلاً (اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) (19) پر وقف کیا، پھر پڑھا (اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ) (20) یا (اَصْحٰبُ النَّارِ) (21) پر وقف نہ کیا اور (اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ) (22) پڑھ دیا اور (شَهِدَ اللهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ) (23) پر وقف کر کے اِلَّا هُوَ پڑھا ان سب صورتوں میں نماز ہو جائے گی مگر ایسا کرنا بہت قبیح ہے۔(24)

---

(11) پ ۲۴، الزمر: ۳۲

(12) پ ۱، الفاتحۃ: ۵

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۱۔
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب: مسائل زلۃ القاری، ج ۲، ص ۴۷۵

(14) پ ۲۱، لقمان: ۱۷

(15) پ ۲۸، المنافقون: ۷

(16) پ ۳۰، الغاشیۃ: ۱۶

(17) پ ۲۳، الزمر: ۲۳

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۷۹

(19) پ ۳۰، البروج: ۱۱

(20) پ ۳۰، البینۃ: ۷

(21) پ ۲۸، الحشر: ۲۰

(22) پ ۲۴، المؤمن: ۷

(23) پ ۳، آل عمران: ۱۸

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۷۹، ۸۲، وغیرہ

مسئلہ ۶: کوئی کلمہ زیادہ کر دیا، تو وہ کلمہ قرآن میں ہے یا نہیں اور بہر صورت معنی کا فساد ہوتا ہے یا نہیں، اگر معنی فاسد ہو جائیں گے، نماز جاتی رہے گی، جیسے اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَفَرُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیۡقُوۡنَ اور اِنَّمَا نُمۡلِیۡ لَھُمۡ لِیَزۡدَادُوۡۤا اِثۡمًا وَجَمَالًا اور اگر معنی متغیر نہ ہوں، تو فاسد نہ ہوگی اگرچہ قرآن میں اس کا مثل نہ ہو، جیسے اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیۡرًا بَصِیۡرًا اور فِیۡھِمَا فَاکِھَۃٌ وَّنَخۡلٌ وَّتُفَّاحٌ وَّرُمَّانٌ۔(25)

مسئلہ ۷: کسی کلمہ کو چھوڑ گیا اور معنی فاسد نہ ہوئے جیسے (وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُھَا)(26) میں دوسرے سَیِّئَۃٌ کو نہ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر اس کی وجہ سے معنی فاسد ہوں، جیسے (فَمَا لَھُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ)(27) میں لَا نہ پڑھا، تو نماز فاسد ہو گئی۔(28)

مسئلہ ۸: کوئی حرف کم کر دیا اور معنی فاسد ہوں جیسے خَلَقۡنَا بلا خ کے اور جَعَلۡنَا بغیر ج کے، تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر معنی فاسد نہ ہوں مثلاً بروجہ ترخیم شرائط کے ساتھ حذف کیا جیسے یَا مَالِکُ میں یَا مَالُ پڑھا تو فاسد نہ ہوگی، یوہیں تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا میں تَعَالَ پڑھا، ہو جائے گی۔(29)

مسئلہ ۹: ایک لفظ کے بدلے میں دوسرا لفظ پڑھا، اگر معنی فاسد نہ ہوں نماز ہو جائے گی جیسے عَلِیۡمٌ کی جگہ حَکِیۡمٌ، اور اگر معنی فاسد ہوں نماز نہ ہوگی جیسے (وَعۡدًا عَلَیۡنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیۡنَ)(30) میں فَاعِلِیۡنَ کی جگہ غَافِلِیۡنَ پڑھا، اگر نسب میں غلطی کی اور منسوب الیہ قرآن میں نہیں ہے، نماز فاسد ہو گئی جیسے مَرۡیَمُ ابۡنَۃُ غَیۡلَانَ پڑھا اور قرآن میں ہے تو فاسد نہ ہوئی جیسے مَرۡیَمُ ابۡنَۃُ لُقۡمَانَ۔(31)

مسئلہ ۱۰: حروف کی تقدیم و تاخیر میں بھی اگر معنی فاسد ہوں، نماز فاسد ہے ورنہ نہیں، جیسے (قَسۡوَرَۃٍ)(32) کو قَوۡسَرَۃٍ پڑھا، عَصۡف کی جگہ عَفۡصٍ پڑھا، فاسد ہو گئی اور اِنۡفَجَرَتۡ کو اِنۡفَرَجَتۡ پڑھا تو نہیں، یہی حکم کلمہ کی تقدیم

---

(25) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۰، وغیرہ

(26) پ۲۵، الشوریٰ: ۴۰

(27) پ۳۰، الانشقاق: ۲۰

(28) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب: مسائل زلۃ القاری، ج۲، ص۴۷۶

(29) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب: مسائل زلۃ القاری، ج۲، ص۴۷۶

(30) پ۱۷، الانبیاء: ۱۰۴

(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۰

(32) پ۲۹، المدثر: ۵۱

تاخیر کا ہے، جیسے (لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَّشَهِيقٌ)(33) میں شَهِيقٌ کو زَفِيرٌ پر مقدم کیا، فاسد نہ ہوئی اور اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ جَحِيمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ نَعِيمٍ پڑھا، فاسد ہوگئی۔(34)

مسئلہ ۱۱: ایک آیت کو دوسری کی جگہ پڑھا، اگر پورا وقف کر چکا ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی جیسے (وَالْعَصْرِ O اِنَّ الْاِنْسَانَ) (35) پر وقف کر کے (اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيمٍ O) (36) پڑھا، یا (اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) پر وقف کیا، پھر پڑھا (اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ O) (37) نماز ہوگئی اور اگر وقف نہ کیا تو معنی متغیر ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے یہی مثال ورنہ نہیں جیسے (اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ) (38) کی جگہ فَلَهُمْ جَزَآءَنِ الْحُسْنٰى پڑھا، نماز ہوگئی۔(39)

مسئلہ ۱۲: کسی کلمہ کو مکرر پڑھا، تو معنی فاسد ہونے میں نماز فاسد ہوگی جیسے رَبِّ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ مٰلِكِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ جب کہ بقصد اضافت پڑھا ہو یعنی رب کا رب، مالک کا مالک اور اگر بقصد تصحیح مخارج مکرر کیا یا بغیر قصد زبان سے مکرر ہو گیا یا کچھ بھی قصد نہ کیا تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی۔(40)

مسئلہ ۱۳: ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا اگر اس وجہ سے ہے کہ اس کی زبان سے وہ حرف ادا نہیں ہوتا تو مجبور ہے، اس پر کوشش کرنا ضروری ہے، اگر لاپرواہی سے ہے جیسے آج کل کے اکثر حفاظ وعلما کہ ادا کرنے پر قادر ہیں مگر بے خیالی میں تبدیل حرف کر دیتے ہیں، تو اگر معنی فاسد ہوں نماز نہ ہوئی، اس قسم کی جتنی نمازیں پڑھی ہوں ان کی قضا لازم اس کی تفصیل باب الامامۃ میں مذکور ہوگی۔

مسئلہ ۱۴: ط ت، س ث ص، ذ ز ظ، ا ء ع، ہ ح، ض ظ د، ان حرفوں میں صحیح طور پر امتیاز رکھیں، ورنہ معنی فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی اور بعض تو س ش، ز ج، ق ک میں بھی فرق نہیں کرتے۔

---

(33) پ ۱۲، ہود: ۱۰۶

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۰

(35) پ ۳۰، العصر: ۱۔۲

(36) پ ۳۰، المطففین: ۲۲

(37) پ ۳۰، البینۃ: ۶

(38) پ ۱۶، الکھف: ۱۰۷

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۰

(40) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلوۃ، وما یکرہ فیھا، مطلب: إذا قرأ قولہ ... إلخ، ج ۲، ص ۴۷۸

مسئلہ ۱۵: مد، غنہ، اظہار، اخفاء، امالہ بے موقع پڑھا، یا جہاں پڑھنا ہے نہ پڑھا، تو نماز ہوجائے گی۔(41)

مسئلہ ۱۶: لحن کے ساتھ قرآن پڑھنا حرام ہے اور سننا بھی حرام، مگر مد و لین (42) میں لحن ہوا، تو نماز فاسد نہ ہوگی۔(43) اگر فاحش نہ ہو کہ تان کی حد تک پہنچ جائے۔

مسئلہ ۱۷: اللہ عزوجل کے لیے مؤنث کے صیغے یا ضمیر ذکر کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔(44)

❁❁❁❁❁

(41) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۱

(42) واو، ی، الف ساکن اور ماقبل کی حرکت موافق ہو تو اس کو مد ولین کہتے ہیں۔ یعنی واو سے پہلے پیش اور ی سے پہلے زیر الف سے پہلے زبر۔

(43) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۲

(44) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۲

اِمامت کا بیان

حدیث ۱: ابوداود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں کے اچھے لوگ اذان کہیں اور قُرّا ؛ امامت کریں۔ (1) (کہ اس زمانہ میں جو زیادہ قرآن پڑھا ہوتا وہی علم میں زیادہ ہوتا)۔

حدیث ۲: صحیح مسلم کی روایت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ امامت کا زیادہ مستحق اقرء ہے (2) یعنی قرآن زیادہ پڑھا ہوا۔

حدیث ۳: ابوالشیخ کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ فرمایا: امام و مؤذن کو ان سب کی برابر ثواب ہے، جنہوں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ (3)

حدیث ۴: ابوداود و ترمذی روایت کرتے ہیں کہ ابوعطیہ عقیلی کہتے ہیں کہ: مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(1) سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب من أحق بالامامة، الحديث: ۵۹۰، ج۱، ص۲۴۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی مؤذن متقی پرہیزگار اور نماز کے اوقات جاننے والا چاہیے کیونکہ لوگوں کی نمازیں، افطار، سحریاں کھانا پینا اس کی اذان سے وابستہ ہیں، نیز یہ اکثر اذان کے لیے اوپر چڑھتا ہے جس سے کبھی لوگوں کے گھروں میں نظر پڑ جاتی ہے۔ خیال رہے کہ مؤذن میں عالم ہونے کی قید نہیں کیونکہ مؤذن دوسرے کے علم سے فائدہ اٹھا سکتا ہے مگر امام دوران نماز میں دوسرے کے علم سے استفادہ نہیں کرسکتا، دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے لیے حضرت بلال کو منتخب فرمایا حالانکہ علماء صحابہ موجود تھے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۳۴۳)

(2) صحيح مسلم، كتاب المساجد... إلخ، باب من أحق بالامامة، الحديث: ۶۷۲، ص۳۳۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اگرچہ قاری عالم کا امام بننا افضل ہے لیکن اگر ان کے سوا کوئی اور بھی امام بن گیا تو نماز ہوجائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ افضل کے ہوتے مفضول کا امام بننا جائز ہے۔ اس جگہ مرقاۃ نے فرمایا کہ اگرچہ مفضول امام بن جائے مگر افضل پیچھے رہ کر بھی اس سے افضل ہے، دیکھو بلال جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے جائیں گے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہو کر۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۳۴۲)

(3) كنز العمال، كتاب الصلاة، الحديث: ۲۰۴۰۷، ج۷، ص۲۳۹

ہمارے یہاں آیا کرتے تھے، ایک دن نماز کا وقت آگیا، ہم نے کہا: آگے بڑھیے، نماز پڑھائیے، فرمایا: اپنے میں سے کسی کو آگے کرو کہ نماز پڑھائے اور بتا دوں گا کہ میں کیوں نہیں پڑھاتا؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے ہیں: جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے، تو اُن کی اِمامت نہ کرے اور یہ چاہیے کہ انہیں میں کا کوئی اِمامت کرے۔(4)

حدیث ۵: ترمذی، ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ تین شخصوں کی نماز کانوں سے متجاوز نہیں ہوتی، بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ واپس آئے اور جو عورت اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور کسی گروہ کا امام کہ وہ لوگ اس کی اِمامت سے کراہیت کرتے ہوں۔(5) (یعنی کسی شرعی قباحت کی وجہ سے)۔

حدیث ۶: ابن ماجہ کی روایت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں ہے، کہ تین شخصوں کی نماز سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی، ایک وہ شخص کہ قوم کی اِمامت کرے اور وہ لوگ اس کو بُرا جانتے ہوں اور وہ عورت جس نے اس حالت میں رات گزاری کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور دو مسلمان بھائی باہم جو ایک دوسرے کو کسی دنیاوی وجہ سے چھوڑے ہوں۔(6)

---

(4) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب امامۃ الزائر، الحدیث: ۵۹۶، ج۱، ص ۲۴۴۔

وجامع الترمذي، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء فیمن زار قوما فلا یصل بھم، الحدیث: ۳۵۶، ج۱، ص ۳۷۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ صحابی ہیں، صرف ۲۰ روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے، بصرہ میں قیام رہا ۹۴ھ میں، وہیں وفات پائی۔

۲۔ مالک ابن حویرث کو پوری حدیث نہ پہنچی، وہاں یہ تھا کہ ان کی بغیر اجازت امامت نہ کرے، اس لیے آپ نے اجازت کے باوجود نماز نہ پڑھائی، یہ ہے صحابہ کا انتہائی تقویٰ، شارحین نے اس کے اور وجوہ بیان کیے ہیں مگر یہ وجہ بہت قوی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص ۳۴۴)

(5) جامع الترمذي، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء فیمن أمّ قوما وھم لہ کارھون، الحدیث: ۳۶۰، ج۱، ص ۳۷۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۳۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں امام سے مراد نماز کا امام ہے اور ناپسندیدگی سے مراد امام کی جہالت یا بدعملی یا بدمذہبی کی وجہ سے ناراضی ہے۔ اگر لوگ دنیاوی وجہ سے ناراض ہوں تو اس کا اعتبار نہیں بلکہ اس صورت میں وہ لوگ گنہگار ہوں گے۔ خیال رہے کہ ناراضی میں اکثر کا اعتبار ہے دو چار آدمی تو ہر ایک سے ناراض ہوتے ہی ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص ۳۴۶)

(6) سنن ابن ماجہ، أبواب إقامۃ الصلاۃ... إلخ، باب من أمّ قوما وھم لہ کارھون، الحدیث: ۹۷۱، ج۱، ص ۵۱۶

←

حدیث ۷: ابوداود و ابن ماجہ، ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی، جو شخص قوم کے آگے ہو یعنی امام ہو اور وہ لوگ اس سے کراہیت کرتے ہوں اور وہ شخص کہ نماز کو پیٹھ دے کر آئے یعنی نماز فوت ہونے کے بعد پڑھے اور وہ شخص جس نے آزاد کو غلام بنایا۔(7)

حدیث ۸: امام احمد و ابن ماجہ سلامہ بنت الحر رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: قیامت کی علامات سے ہے کہ باہم اہل مسجد امامت ایک دوسرے پر ڈالیں گے، کسی کو امام نہیں پائیں گے کہ ان کو نماز پڑھاوے۔(8) (یعنی کسی میں امامت کی صلاحیت نہ ہوگی)۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی جو دو مسلمان دنیاوی وجہ سے ایک دوسرے سے قطع تعلق کر چکے ہوں ان دونوں کو امام نہ بناؤں تاکہ اس وجہ سے وہ آپس میں صلح صفائی کرلیں۔ خیال رہے کہ دینی وجہ سے بائیکاٹ عین عبادت ہے جیسے ہم مرزائیوں وغیرہ سے دور رہیں ایسے ہی کسی کی اصلاح کے لیے اس کا بائیکاٹ کرنا جائز، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ نے حضرت کعب ابن مالک کا کچھ سکھانے کے لیے ز چالیس دن بائیکاٹ کیا، لہٰذا یہ حدیث اپنے عموم پر ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۵۲)

(7) سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ... إلخ، باب من أم... إلخ، الحدیث: ۹۷۰، ج ۱، ص ۵۱۵، عن عبداللہ بن عمرو

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی نماز قضا کر دینے یا بلاوجہ جماعت چھوڑ دینے کا عادی ہوگیا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جماعت واجب ہے اس کے چھوڑنے کی عادت فسق ہے۔

۲۔ مُحَرَّرَةً رَقَبَةً پوشیدہ کی صفت ہے۔ آزاد کو غلام بنانے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ ظلمًا آزاد کو پکڑ کر غلام بنالیا جائے جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ کے ساتھ کیا۔ دوسرے یہ کہ اپنے غلام کو خفیہ طور پر آزاد کر کے پھر غلام بنالیا جائے۔ غلام ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکے، ایسے ظالم کی نماز کیسے قبول ہوسکتی ہے۔ چونکہ عرب میں اسلام سے پہلے اس قسم کی حرکتیں عام ہوتی تھیں اس لیے یہ وعید ارشاد فرمائی گئی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۴۷)

(8) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب في کراھیۃ التدافع عن الامامۃ، الحدیث: ۵۸۱، ج ۱، ص ۲۳۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ صحابیہ ہیں، قبیلہ بنی ازد سے یا بنی اسد سے، ان کی حدیثیں کوفہ میں زیادہ مشہور ہوئیں۔

۲۔ یعنی مسلمان مسجد میں جمع ہوں اور ہر ایک دوسرے سے کہے کہ تو نماز پڑھا۔ مقصد یہ ہے کہ قریب قیامت جہالت ایسی عام ہوجائے گی کہ مسلمانوں کے مجمعوں میں کوئی امامت کے قابل نہ ملے گا، بعض دفعہ لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھ کر چلے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تکلفًا امامت کو ٹالنا بھی ممنوع ہے۔ مرقاۃ نے یہاں فرمایا اس حدیث کی بناء پر علماء نے امامت، تعلیم قرآن وغیرہ عبادتوں پر اجرت ←

حدیث ۹: بخاری کے علاوہ صحاح ستہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: کسی کے گھر یا اسکی سلطنت میں اِمامت نہ کی جائے، نہ اس کی مسند پر بیٹھا جائے، مگر اس کی اجازت سے۔(9)

حدیث ۱۰: بخاری و مسلم وغیرہما، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب کوئی اوروں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے کہ ان میں بیمار اور کمزور اور بوڑھا ہوتا ہے اور جب اپنی پڑھے تو جس قدر چاہے طول دے۔(10)

حدیث ۱۱: امام بخاری، ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ میں نماز میں داخل ہوتا ہوں اور طویل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں کہ بچّہ کے رونے کی آواز سنتا ہوں، لہٰذا نماز میں اختصار کر دیتا ہوں کہ جانتا ہوں، اس کے رونے سے اس کی ماں کو غم لاحق ہوتا ہے۔(11)

حدیث ۱۲: صحیح مسلم میں ہے: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی جب پڑھ چکے، ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، رکوع و سجود و قیام اور نماز سے

جائز کی تاکہ مسجدیں ویران نہ ہوجائیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۳۴۸)

(9) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب من أحق بالامامۃ، الحدیث: ۲۹۱۔(۶۷۳)، ص۳۳۸

(10) صحیح البخاري، کتاب الأذان، باب إذا صلی لنفسہ... إلخ، الحدیث: ۷۰۳، ج۱، ص۲۵۲، وغیرہ

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔لیکن اب عوام اماموں کا حال برعکس ہے کہ اکیلی نماز مختصر پڑھتے ہیں اور جماعت کی نماز طویل خدا ہدایت دے۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۳۵۵)

(11) صحیح البخاري، کتاب الأذان، باب من أخف الصلاۃ... إلخ، الحدیث: ۷۰۷، ج۱، ص۲۵۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نمازی کا باہر کی آواز سن لینا اور اس کا لحاظ کرنا خشوع نماز کے خلاف نہیں۔دوسرے یہ کہ نماز میں غیر معین مقتدی کی رعایت کرنا درست ہے جیسے بعض صورتوں میں مقتدیوں کی وجہ سے نماز ہلکی کی جاسکتی ہے، ایسے ہی رکوع میں ملنے والوں یا وضو کرنے والوں کی وجہ سے نماز دراز کی جاسکتی ہے، کسی معین شخص کی نماز میں رعایت کرنا حرام بلکہ شرک خفی ہے۔یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ صدیق اکبر بحالت نماز آپ کو دیکھ کر مقتدی بن جاتے تھے۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۳۵۴)

پھرنے میں مجھ پر سبقت نہ کرو کہ میں تم کو آگے اور پیچھے سے دیکھتا ہوں۔(12)

حدیث ۱۳: امام مالک کی روایت انہیں سے اس طرح ہے، کہ فرمایا: کہ جو امام سے پہلے اپنا سر اُٹھاتا اور جھکاتا ہے، اس کی پیشانی کے بال شیطان کے ہاتھ میں ہیں۔(13)

حدیث ۱۴: بخاری و مسلم وغیرہما، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کیا جو شخص امام سے پہلے سر اُٹھاتا ہے، اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر کردے؟(14) بعض محدثین سے منقول ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث لینے کے لیے ایک بڑے مشہور شخص کے پاس دمشق میں گئے اور ان کے پاس بہت کچھ پڑھا، مگر وہ پردہ ڈال کر پڑھاتے، مدتوں تک ان کے پاس بہت کچھ پڑھا، مگر ان کا مونھ نہ دیکھا، جب زمانہ دراز گزرا اور انہوں نے دیکھا کہ ان کو حدیث کی بہت خواہش ہے تو ایک روز پردہ ہٹا دیا، دیکھتے کیا ہیں کہ اُن کا مونھ گدھے کا سا ہے، انہوں نے کہا، صاحب زادے! امام پر سبقت کرنے سے ڈرو کہ یہ حدیث جب مجھ کو پہنچی میں نے اسے مستبعد جانا اور میں نے امام پر قصداً سبقت کی، تو میرا مونھ ایسا ہوگیا جو تم دیکھ رہے ہو۔(15)

---

(12) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تحریم سبق الامام برکوع... إلخ، الحدیث: ۴۲۶، ص ۲۲۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آگے بڑھنے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ امام سے پہلے رکوع میں پہنچے اور امام کے رکوع میں آنے سے پہلے اٹھ جائے اس صورت میں اس کا رکوع نہیں ہوا کیونکہ امام کے ساتھ شرکت نہ ہوسکی۔ دوسرے یہ کہ امام سے پہلے رکوع میں گیا مگر بعد میں امام بھی اسے مل گیا یہ مکروہ ہے لیکن رکوع صحیح ہوگا کیونکہ امام کے ساتھ شرکت ہوگئی۔

۲۔ یہاں مرقاۃ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بشریت بھی ہے اور ملکیت بھی (فرشتہ ہونا) آپ پر کبھی بشریت کے حالات ظاہر ہوتے تھے، کبھی ملکیت کے، ہر طرف سے دیکھنا فرشتہ کی صفت ہے جو بعض اوقات خصوصاً نماز میں آپ سے ظاہر ہوتی ہے۔ لطف یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں احسان یہ ہے کہ نماز میں بندہ سمجھے کہ میں رب کو دیکھ رہا ہوں اگر یہ نہ سمجھ سکے تو کم از کم یہ سمجھے کہ رب مجھے دیکھ رہا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی یہ سمجھ کر نماز پڑھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ رہے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کمال احسان یہ ہے کہ نمازی یہ سمجھ کر نماز پڑھے کہ رب بھی مجھے دیکھ رہا ہے اور جناب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۶۱)

(13) الموطا للامام مالک، کتاب الصلاۃ، باب ما یفعل من رفع رأسہ قبل الامام، الحدیث: ۲۱۲، ج ۱، ص ۱۰۲۔

(14) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تحریم سبق الامام برکوع... إلخ، الحدیث: ۴۲۷، ص ۲۲۸

(15) مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلاۃ، تحت الحدیث: ۱۱۴۱، ج ۳، ص ۲۲۱ لکن لم یذکر النووی۔

حدیث ۱۵: ابوداود، ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ تین باتیں کسی کو حلال نہیں، جو کسی قوم کی اِمامت کرے تو ایسا نہ کرے کہ خاص اپنے لیے دُعا کرے، اُنہیں چھوڑ دے، ایسا کیا تو ان کی خیانت کی اور کسی کے گھر کے اندر بغیر اجازت نظر نہ کرے اور ایسا کیا تو ان کی خیانت کی اور پاخانہ پیشاب روک کر نماز نہ پڑھے، بلکہ ہلکا ہولے یعنی فارغ ہولے۔ (16)

❁❁❁❁❁

(16) سنن أبي داود، کتاب الطہارۃ، باب أیصلي الرجال وھو حاقن، الحدیث: ۹۰، ج۱، ص ۶۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی نماز کے بعد صرف اپنے لئے دعا کرے یا اس طرح کہ صاف کہے کہ خدایا مجھ پر رحم کرنہ کہ کسی اور پر یا اس طرح کہ ساری دعاؤں میں واحد متکلم کا صیغہ استعمال کرے کوئی صیغہ جمع کا نہ بولے، امام کے لیے یہ دونوں کام سخت منع ہیں ہاں اگر بعض دعائیں جمع کے صیغہ سے مانگے اور بعض واحد کے صیغہ سے تو مضائقہ نہیں (مرقاۃ) لہذا اگر ایک دعا بھی جمع کے صیغہ سے مانگی باقی واحد کے صیغوں سے تو حرج نہیں چنانچہ امام یہ دعا مانگ سکتا ہے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ" یا یہ دعا "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ" الخ کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعائیں سکھائی ہیں اور منقول دعاؤں میں الفاظ کی پابندی ہوتی ہے۔خیال رہے کہ امام ساری قوم کی نمازوں اور دعاؤں کا امین ہے اسی لیے ایسے امام کو خائن کہا گیا۔

۲۔ گھر سے مراد عام گھر ہیں خواہ اس میں آدمی رہتے ہوں یا کسی کا سامان موجود ہو۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص ۲۹۴)

احکام فقہیّہ

اِمامت کبریٰ کا بیان حصہ عقائد میں مذکور ہوا۔ اس باب میں امامتِ صغریٰ یعنی اِمامت نماز کے مسائل بیان کیے جائیں گے، اِمامت کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کی نماز کا اس کی نماز کے ساتھ وابستہ ہونا۔

شرائط اِمامت

مسئلہ ۱: مرد غیر معذور کے امام کے لیے چھ شرطیں ہیں:

(۱) اسلام۔

(۲) بلوغ۔

(۳) عاقل ہونا۔

(۴) مرد ہونا۔

(۵) قراءت۔

(۶) معذور نہ ہونا۔(1)

(1) نور الایضاح کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ص ۷۳

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ہر جماعت میں سب سے زیادہ مستحقِ امامت وہی ہے جو اُن سب سے زیادہ مسائل نماز وطہارت جانتا ہے اگرچہ اور مسائل میں بہ نسبت دوسروں کے علم کم ہو مگر شرط یہ ہے کہ حروف اتنے صحیح ادا کرے کہ نماز میں فساد نہ آنے پائے اور فاسق و بدمذہب نہ ہو، جو شخص ان صفات کا جامع ہو اس کی امامت افضل، اگرچہ اندھا ہو کہ زیادتِ علم کے باعث کراہت نابینائی زائل ہوجاتی ہے، ہاں فاسق وبدمذہب کی امامت بہر حال مکروہ اگرچہ سب حاضرین سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔ یوں ہی حرف ایسے غلط ادا کیے کہ نماز گئی تو امامت جائز ہی نہیں اگرچہ عالم ہی ہو۔ درمختار میں ہے:

الاحق بالامامۃ الاعلم بأحکام الصلوۃ فقط صحۃ وفسادا بشرط اجتنابہ للفواحش الظاھرۃ ا۔ اھ ملخصا

امامتِ نماز کے زیادہ لائق وہ شخص ہے جو فقط احکامِ نماز مثلاً صحت وفساد نماز سے متعلق مسائل سے زیادہ آگاہ ہو بشرطیکہ وہ ظاہری گناہوں سے بچنے والا ہو اھ تلخیصا (ا۔ دُرمختار، باب الامامۃ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۸۲)

کافی میں ہے:

الاعلم بالسنۃ اولی الا ان یطعن علیہ فی دِینہ ۲۔(۲۔ کافی)

←

مسئلہ ۲: عورتوں کے امام کے لیے مرد ہونا شرط نہیں، عورت بھی امام ہوسکتی ہے، اگرچہ مکروہ ہے۔(2)
مسئلہ ۳: نابالغوں کے امام کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں، بلکہ نابالغ بھی نابالغوں کی اِمامت کرسکتا ہے، اگر سمجھ وال ہو۔(3)

مسئلہ ۴: معذور اپنے مثل یا اپنے سے زائد عذر والے کی اِمامت کرسکتا ہے، کم عذر والے کی اِمامت نہیں کرسکتا اور اگر امام و مقتدی دونوں کو دو قسم کے عذر ہوں، مثلاً ایک کو ریاح کا مرض ہے، دوسرے کو قطرہ آنے کا، تو ایک دوسرے کی اِمامت نہیں کرسکتا۔(4)

مسئلہ ۵: طاہر معذور کی اقتدا نہیں کرسکتا جبکہ حالت وضو میں حدث پایا گیا، یا بعد وضو وقت کے اندر طاری ہوا، اگرچہ نماز کے بعد اور اگر نہ وضو کے وقت حدث تھا، نہ ختم وقت تک اس نے عود کیا تو یہ نماز جو اس نے انقطاع پر پڑھی، اس میں تندرست اس کی اقتدا کرسکتا ہے۔(5)

مسئلہ ۶: معذور اپنے مثل معذور کی اقتدا کرسکتا ہے اور ایک عذر والا دو عذر والے کی اقتدا نہیں کرسکتا، نہ ایک عذر والا دوسرے عذر والے کی اور دو عذر والا ایک عذر والے کی اقتدا کرسکتا ہے، جب کہ وہ ایک عذر اسی کے دو میں سے ہو۔(6)

مسئلہ ۷: معذور نے اپنے مثل دوسرے معذور اور صحیح کی اِمامت کی، صحیح کی نہ ہوگی اوروں کی ہوجائے گی۔(7)
مسئلہ ۸: وہ بدمذہب جس کی بدمذہبی حدِ کفر کو پہنچ گئی ہو، جیسے رافضی اگرچہ صرف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت یا صحبت سے انکار کرتا ہو، یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ اقدس میں تبرّا کہتا ہو۔ قدری، جہمی، مشبہ اور وہ جو قرآن کو مخلوق بتاتا ہے اور وہ جو شفاعت یا دیدارِ الٰہی یا عذابِ قبر یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہے، ان کے پیچھے نماز نہیں

جو شخص سنّت سے زیادہ واقف ہو وہ امامت کے لئے سب سے بہتر ہوتا ہے، مگر اس صورت میں نہیں جب اس کے دین پر اعتراض ہو۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۳۸۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: شروط الامامۃ الکبری، ج ۲، ص ۳۳۷، ۳۶۵

(3) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: شروط الامامۃ الکبری، ج ۲، ص ۳۳۷

(4) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: الواجب کفایۃ... إلخ، ج ۲، ص ۳۸۹

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۴

(5) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۸۹

(6) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۸۹، وغیرہ

(7) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۸۹

ہوسکتی۔ (8) اس سے سخت تر حکم وہابیۂ زمانہ کا ہے کہ اللہ عزوجل و نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے یا توہین

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج۱، ص ۸۴
وغنیۃ المتملی، الاولی بالامامۃ، ص ۵۱۴

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
ایسے شخص کی اقتداء اور اُسے امام بنانا ہرگز روا نہیں کہ وہ مبتدع گمراہ بدمذہب ہے اور بدمذہب کی شرعاً توہین واجب اور امام کرنے میں عظیم تعظیم تو اُس سے احتراز لازم۔ علامہ طحطاوی حاشیہ دُرمختار میں نقل فرماتے ہیں:

من شذعن جمهور اهل الفقه والعلم والسواد الاعظم فقد شذفيما يدخله فی النار فعليكم معاشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالىٰ و حفظه وتوفيقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم فی مذاهب اربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم الله تعالىٰ ومن كان خارجا عن هذه الاربعة فی هذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار ا ـ

یعنی جو شخص جمہور اہل علم وفقہ سوادِ اعظم سے جُدا ہوجائے وُہ ایسی چیز میں تنہا ہُوا جو اُسے دوزخ میں لے جائے گی۔ تو اے گروہ مسلمین! تم پر فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت کی پیروی لازم ہے کہ خدا کی مدد اور اس کا حافظ وکارساز رہنا موافقت اہلسنت میں ہے اور اس کا چھوڑ دینا اور غضب فرمانا اور دشمن بنانا سُنیوں کی مخالفت میں ہے اور یہ نجات دلانے والا گروہ اب چار مذاہب میں مجتمع ہے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے۔ اس زمانہ میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنمی ہے۔

(اـ حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الذبائح، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، ۴ / ۱۵۳)

اور ان لوگوں کے بدعتی ہونے کا روشن بیان ہم نے اپنے رسالہ النھی الاکید میں لکھا:
من شاء فليرجع اليها (جو شخص تفصیل چاہتا ہے وہ ہمارے اس رسالہ کا مطالعہ کرے۔ت)
اور حدیث میں ہے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام ۲ـ رواه ابن عساكر وابن عدی عن ام المؤمنين الصديقه وابو نعيم فی الحلية والحسن بن سفيان فی مسنده عن معاذ بن جبل والسنجری فی الابانة عن ابن عمر وكابن عدی عن ابن عباس والطبرانی فی الكبير وابو نعيم فی الحلية عن عبدالله بن بسر رضی الله تعالىٰ عنهم موصولا والبيهقی فی الشعب عن ابراهيم بن مسيرة المكی التابعی الثقة مرسلا۔

جو کسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے ڈھانے میں مدد کی۔ اس کو ابن عساکر اور ابن عدی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور ابونعیم نے حلیہ میں، حسین بن سفیان نے اپنی سند میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، سنجری نے ابانہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور مثل ابن عدی کے حضرت ابن عباس سے، اور طبرانی نے کبیر میں، ابونعیم نے حلیہ میں ←

کرنے والوں کو اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان ہی جانتے ہیں۔

مسئلہ ۹: جس بدمذہب کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو، جیسے تفضیلیہ اس کے پیچھے نماز، مکروہ تحریمی ہے۔(9)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے متصلاً روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابراہیم بن میسرہ کی تابعی ثقہ سے اسے مرسلاً روایت کیا ہے(۲؎ شعب الایمان،، حدیث ۹۴۶۴، دارالکتب العلمیۃ بیروت،، ۷/ ۶۱)

تو ایسے شخصوں کو امام کرنا گویا دین اسلام ڈھانے میں سعی کرنا ہے العیاذ باللہ تعالٰی سنن ابن ماجہ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یؤمن فاجر مؤمنا الا ان یقھرہ بسلطانہ یخاف سیفہ او سوطہ ا؎۔

ہرگز کوئی فاجر کسی مومن کی امامت نہ کرے مگر یہ کہ وہ اُسے اپنی سلطنت کے زور سے مجبور کردے کہ اس کی تلوار یا تازیانہ کا ڈر ہو۔

(ا؎ سنن ابن ماجہ،، باب فرض الجمعۃ، مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور،، ص ۷۷)

صغیری شرح منیہ میں ہے:

یکرہ تقدیم الفاسق کراھۃ تحریم وعند مالک لایجوز تقدیمہ وھو روایۃ عن احمد و کذا المبتدع ۲؎۔

(۲؎ صغیری شرح منیۃ المصلی، مباحث الامامۃ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی،، ص ۲۶۴)

فاسق کی تقدیم مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک فاسق کی تقدیم جائز ہی نہیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت اسی طرح ہے، بدعتی شخص کا حکم بھی یہی ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۴۰۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۴

اعلٰی حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

جو قرأت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی مفسد ہوں وضو یا غسل صحیح نہ کرتا ہو یا ضروریاتِ دین سے کسی چیز کا منکر ہو جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہم یا وہ جو ان میں سے کسی کے عقائد پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے یا اسکے کافر کہنے میں تامل کرے اُن کے پیچھے نماز محض باطل ہے، اور جس کی گمراہی حدِ کفر تک نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ: مولٰی علی کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم یا تفسیقیہ کہ بعض صحابہ کرام مثل امیر معاویہ وعمرو بن عاص وابوموسیٰ اشعری ومغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کو برا کہتے ہیں ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریمیہ مکروہ ہے کہ انھیں امام بنانا حرام ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جتنی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب، اور انھیں کے قریب ہے فاسق معلن مثلاً داڑھی منڈا یا خشخاشی رکھنے والا یا کتروا کر حدِ شرع سے کم کرنے والا یا کندھوں سے نیچے عورتوں کے سے بال رکھنے والا خصوصاً وہ جو چوٹی گندھوائے اور اس میں موباف ڈالے یا ریشمی کپڑے یا مغرق ٹوپی یا ساڑھے چار ماشے زائد کی انگوٹھی یا کئی نگ کی انگوٹھی یا ایک نگ کی دو ۲ انگوٹھی اگرچہ مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی ہوں یا سود خور یا ناچ دیکھنے والا اُن کے پیچھے بھی نماز مکروہ تحریمی ہے اور جو فاسق معلن نہیں یا قرآن میں وہ غلطیاں کرتا ہے جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی یا نابینا یا جاہل یا غلام یا ولد الزنا یا خوبصورت امرد یا جذامی یا برص والا جس سے لوگ کراہت ونفرت کرتے ہوں اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے کہ پڑھنی ←

....

❁❁❁❁❁

خلاف اولی اور پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں، اور اگر یہی قسم اخیر کے لوگ حاضرین میں سب سے زائد مسائلِ نماز وطہارت کا علم رکھتے ہوں تو انہیں کی امامت اولی ہے بخلاف ان سے پہلی دو قسم والوں سے کہ اگر چہ عالم تبحر ہو وہی حکم کراہت رکھتا ہے مگر جہاں جمعہ یا عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی یا فاسق معلن ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو وہاں ان کے پیچھے جمعہ وعیدین پڑھ لیے جائیں بخلاف قسم اول مثل دیوبندی وغیرہم، نہ ان کی نماز نماز ہے نہ اُن کے پیچھے نماز نماز، الغرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لئے نہ مل سکے تو جمعہ وعیدین کا ترک فرض ہے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھیں اور عیدین کا کچھ عوض نہیں، امام اُسے کیا جائے جو سنی العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القرأۃ مسائلِ نماز وطہارت کا عالم غیر فاسق ہو نہ اُس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو تنفر ہو یہ ہے اس مسئلہ کا اجمالی جواب اور تفصیل موجب تطویل واطناب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۶۲۵۔۶۲۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

شرائط اقتدا

اقتدا کی تیرہ (۱۳) شرطیں ہیں:

(۱) نیت اقتدا۔

(۲) اور اس نیت اقتدا کا تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدم ہونا، بشرطیکہ صورت تقدم میں کوئی اجنبی نیت وتحریمہ میں فاصل نہ ہو۔

(۳) امام ومقتدی دونوں کا ایک مکان میں ہونا۔

(۴) دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز، نماز مقتدی کو متضمن ہو۔

(۵) امام کی نماز مذہبِ مقتدی پر صحیح ہونا۔ اور

(۶) امام ومقتدی دونوں کا اسے صحیح سمجھنا۔

(۷) عورت کا محاذی (برابر) نہ ہونا ان شروط کے ساتھ جو مذکور ہوں گی۔

(۸) مقتدی کا امام سے مقدم (آگے) نہ ہونا۔

(۹) امام کے انتقالات کا علم ہونا۔

(۱۰) امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم (1) ہو۔

(۱۱) ارکان کی ادا میں شریک ہونا۔

(۱۲) ارکان کی ادا میں مقتدی امام کے مثل ہو یا کم۔

(۱۳) یوہیں شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا۔

مسئلہ ۱۰: سوار نے پیدل کی یا پیدل نے سوار کی اقتدا کی یا مقتدی و امام دونوں دو سواریوں پر ہیں، ان تینوں صورتوں میں اقتدا نہ ہوئی کہ دونوں کے مکان مختلف ہیں۔ اور اگر دونوں ایک سواری پر سوار ہوں، تو پیچھے والا اگلے کی اقتدا کرسکتا ہے کہ مکان ایک ہے۔ (2)

مسئلہ ۱۱: امام و مقتدی کے درمیان اتنا چوڑا راستہ ہو جس میں بیل گاڑی جاسکے، تو اقتدا نہیں ہوسکتی۔ یوہیں اگر

---

(1) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: شروط الامامۃ الکبریٰ، ج۲، ص۳۳۸۔۳۳۹

(2) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: الواجب کفایۃ ھل یسقط... الخ، ج۲، ص۳۹۵

بیچ میں نہر ہو جس میں کشتی یا بجرا (ایک قسم کی کشتی) چل سکے تو اقتدا صحیح نہیں، اگرچہ وہ نہر بیچ مسجد میں ہو اور اگر بہت تنگ نہر ہو جس میں بجرا بھی نہ تیر سکے، تو اقتدا صحیح ہے۔(3)

مسئلہ ۱۲: بیچ میں حوض دہ در دہ ہے تو اقتدا نہیں ہو سکتی، مگر جب کہ حوض کے گرد صفیں برابر متصل ہوں اور اگر چھوٹا حوض ہے، تو اقتدا صحیح ہے۔(4)

مسئلہ ۱۳: بیچ میں چوڑا راستہ ہے، مگر اس راستہ میں صف قائم ہو گئی، مثلاً کم سے کم تین شخص کھڑے ہو گئے تو ان کے پیچھے دوسرے لوگ امام کی اقتدا کر سکتے ہیں، بشرطیکہ ہر دو صف اور صفِ اوّل و امام کے درمیان بیل گاڑی نہ جا سکے یعنی اگر راستہ زیادہ چوڑا ہو کہ ایک سے زیادہ صفیں اس میں ہو سکتی ہیں تو اتنی ہو لیں کہ دو صفوں کے درمیان بیل گاڑی نہ جا سکے، یوہیں اگر راستہ لنبا ہو یعنی مثلاً ہمارے ملکوں میں پورب پچھم (مشرق و مغرب) ہو تو بھی ہر دو صفوں میں اور امام و مقتدی میں وہی شرط ہے۔(5)

مسئلہ ۱۴: نہر پر پُل ہے اور اس پر صفیں متصل ہوں تو امام اگرچہ نہر کے اس طرف ہے، اس طرف والا اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۵: میدان میں جماعت قائم ہوئی، اگر امام و مقتدی کے درمیان اتنی جگہ خالی ہے کہ اس میں دو صفیں قائم ہو سکتی ہیں تو اقتدا صحیح نہیں، بڑی مسجد مثلاً مسجد قدس کا بھی یہی حکم۔(6)

مسئلہ ۱۶: بڑا مکان میدان کے حکم میں ہے اور اس مکان کو بڑا کہیں گے، جو چالیس ہاتھ ہو۔(7)

مسئلہ ۱۷: مسجدِ عید گاہ میں کتنا ہی فاصلہ امام و مقتدی میں ہو مانع اقتدا نہیں، اگرچہ بیچ میں دو یا زیادہ صفوں کی گنجائش ہو۔(8)

مسئلہ ۱۸: میدان میں جماعت قائم ہوئی، پہلی دو صفوں نے ابھی اللہ اکبر نہ کہا تھا کہ تیسری صف نے امام کے بعد تحریمہ باندھ لیا، اقتدا صحیح ہو گئی۔(9)

---

(3) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۴۰۰

(4) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: الکافي للحاکم... إلخ، ج ۲، ص ۴۰۰

(5) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: الکافي للحاکم... إلخ، ج ۲، ص ۴۰۱

(6) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۴۰۰

(7) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: الکافي للحاکم... إلخ، ج ۲، ص ۴۰۱

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۸۷

(9) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: الکافي للحاکم... إلخ، ج ۲، ص ۴۰۱

مسئلہ ۱۹: میدان میں جماعت ہوئی اور صفوں کے درمیان بقدر حوض دَہ در دَہ کے خالی چھوڑا کہ اس میں کوئی کھڑا نہ ہوا، تو اگر اس خالی جگہ کے آس پاس یعنی دہنے بائیں صفیں متصل ہیں تو اس جگہ کے بعد والے کی اقتدا صحیح ہے، ورنہ نہیں اور دَہ در دَہ سے کم جگہ خالی بچی ہے تو پیچھے والے کی اقتدا صحیح ہے۔(10)

مسئلہ ۲۰: دو کشتیاں باہم بندھی ہوں ایک پر امام ہے، دوسری پر مقتدی تو اقتدا صحیح ہے اور جدا ہوں تو نہیں۔ اور اگر کشتی کنارے پر رُکی ہوئی ہے اور امام کشتی پر ہے اور مقتدی خشکی میں تو اگر درمیان میں راستہ ہو یا بڑی نہر کے برابر فاصلہ ہو تو اقتدا صحیح نہیں، ورنہ ہے۔(11) یعنی جب امام اُترنے پر قادر نہ ہو، اس لیے کہ جو شخص کشتی سے اُتر کر خشکی میں پڑھ سکتا ہے اس کی کشتی پر نماز ہوگی ہی نہیں، ہاں اگر کشتی زمین پر بیٹھ گئی تو اس پر بہر حال نماز صحیح ہے کہ اب وہ تخت کے حکم میں ہے۔

مسئلہ ۲۱: جو مسجد بہت بڑی نہ ہو، اس میں امام اگرچہ محراب میں ہو، مقتدی منتہائے مسجد میں اس کی اقتدا کرسکتا ہے۔(12)(عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: امام و مقتدی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اگر امام کے انتقالات مشتبہ نہ ہوں، مثلاً اس کی یا مکبّر کی آواز سنتا ہو یا اس کے یا اس کے مقتدیوں کے انتقالات دیکھتا ہے تو حرج نہیں، اگرچہ اس کے لیے امام تک پہنچنے کا راستہ نہ ہو، مثلاً دروازہ میں جالیاں ہیں کہ امام کو دیکھ رہا ہے، مگر کھلا نہیں ہے کہ جانا چاہے تو جا سکے۔(13)

مسئلہ ۲۳: امام و مقتدی کے درمیان ممبر حائل ہونا مانع اقتدا نہیں، جب کہ امام کا حال مشتبہ نہ ہو۔(14)

مسئلہ ۲۴: جس مکان کی چھت مسجد سے بالکل متصل ہو کہ بیچ میں راستہ نہ ہو تو اس چھت پر سے اقتدا ہو سکتی ہے اور اگر راستہ کا فاصلہ ہو، تو نہیں۔(15)

مسئلہ ۲۵: مسجد کے متصل کوئی دالان ہے، اس میں مقتدی اقتدا کرسکتا ہے جبکہ امام کا حال مخفی نہ ہو۔(16)

---

(10) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: الکافي للحاکم... إلخ، ج۲، ص۴۰۲

(11) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، مطلب في الصلاۃ في السفینۃ، ج۲، ص۶۹۱

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص۸۸

(13) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج۲، ص۴۰۲

(14) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: الکافي للحاکم... إلخ، ج۲، ص۴۰۳

(15) المرجع السابق، ص۴۰۴

(16) المرجع السابق

مسئلہ ۲۶: مسجد سے باہر چبوترہ ہے اور امام مسجد میں ہے، مقتدی اس چبوترے پر اقتدا کرسکتا ہے جب کہ صفیں متصل ہوں۔ (17)

مسئلہ ۲۷: وقت نماز میں تو یہی معلوم تھا کہ امام کی نماز صحیح ہے بعد کو معلوم ہوا کہ صحیح نہ تھی، مثلاً مسح موزہ کی مدت گزر چکی تھی یا بھول کر بے وضو نماز پڑھائی، تو مقتدی کی نماز بھی نہ ہوئی۔ (18)

مسئلہ ۲۸: امام کی نماز خود اس کے گمان میں صحیح ہے اور مقتدی کے گمان میں صحیح نہ ہو تو جب بھی اقتدا صحیح نہ ہوئی، مثلاً شافعی المذہب امام کے بدن سے خون نکل کر بہ گیا جس سے حنفیہ کے نزدیک وضو ٹوٹتا ہے اور بغیر وضو کیے امامت کی، حنفی اس کی اقتدا نہیں کرسکتا، اگر کریگا نماز باطل ہوگی اور اگر امام کی نماز خود اس کے طور پر صحیح نہ ہو مگر مقتدی کے طور پر صحیح ہو تو اس کی اقتدا صحیح ہے، جب کہ امام کو اپنی نماز کا فساد معلوم نہ ہو مثلاً شافعی امام نے عورت یا عضو تناسل چھونے کے بعد بغیر وضو کیے بھول کر امامت کی، حنفی اس کی اقتدا کرسکتا ہے، اگرچہ اس کو معلوم ہو کہ اس سے ایسا واقعہ ہوا تھا اور اس نے وضو نہ کیا۔ (19)

---

(17) الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامة، الفصل الرابع، ج۱، ص۸۸

(18) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامة، مطلب: شروط الامامة الکبریٰ، ج۲، ص۳۳۹

(19) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامة، مطلب: شروط الامامة الکبریٰ، ج۲، ص۳۳۹

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

حنفی جب دوسرے مذہب والے کی اقتداء کرے جہاں اس کی اقتداء جائز ہو کہ اگر امام کسی ایسے امر کا مرتکب ہو جو ہمارے مذہب میں ناقض طہارت یا مفسد نماز ہے جیسے آب قلیل متنجس یا مستعمل سے طہارت یا چوتھائی سر سے کم کا مسح یا خونِ فصد وریم زخم وتے وغیرہا نجاسات غیر سبیلین پر وضو نہ کرنا یا قدر درم سے زائد منی آلودہ کپڑے سے نماز پڑھنا یا صاحب ترتیب ہو کر باوصف یاد فائتہ ووسعت وقت بے قضائے فائتہ نماز وقتی شروع کر دینا یا کوئی فرض ایک بار پڑھ کر پھر اُسی نماز میں امام ہو جانا تو ایسی حالت میں تو حنفی کو سرے سے اُس کی اقتداء جائز ہی نہیں اور اسکے پیچھے نماز محض باطل،

کما نص علیہ فی عامة کتب المذھب بل فی الغنیة اما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوز مالم یعلم منہ مایفسد الصلاة علی اعتقاد المقتدی علیہ الاجماع انما اختلف فی الکرھة ۲ اھ

(۲ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المستملی فصل فی الامامۃ، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۶)

جیسا کہ اس پر عامہ کتب مذہب میں تصریح ہے بلکہ غنیۃ میں ہے فروعات میں مخالف مثلاً شافعی المسلک کی اقتداء اس وقت جائز ہوگی جب اس سے ایسے عمل کا علم نہ ہو جو اعتقادِ مقتدی میں مفسد نماز ہو جواز پر اجماع ہے البتہ کراہت میں اختلاف ہے اھ

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۲۰۷۔۲۰۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۲۹: شافعی یا دوسرے مقلد کی اقتدا اس وقت کر سکتے ہیں، جب وہ مسائل طہارت و نماز میں ہمارے مذہب کی رعایت کرتا ہو یا معلوم ہو کہ اس نماز میں رعایت کی ہے یعنی اس کی طہارت ایسی نہ ہو کہ حنفیہ کے طور پر غیر طاہر کہا جائے، نہ نماز اس قسم کی ہو کہ ہم اُسے فاسد کہیں پھر بھی حنفی کو حنفی کی اقتدا افضل ہے اور اگر معلوم نہ ہو کہ ہمارے مذہب کی رعایت کرتا ہے، نہ یہ کہ اس نماز میں رعایت کی ہے تو جائز ہے، مگر مکروہ اور اگر معلوم ہو کہ اس نماز میں رعایت نہیں کی ہے، تو باطل محض ہے۔(20)

مسئلہ ۳۰: عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا، اس وقت مرد کے لیے مانع اقتدا ہے جب کہ کوئی چیز ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو، نہ مرد کے قد برابر بلندی پر عورت کھڑی ہو۔(21)

مسئلہ ۳۱: ایک عورت مرد کے برابر کھڑی ہو تو تین مردوں کی نماز جاتی رہے گی، دو دہنے بائیں اور ایک پیچھے والے کی۔ اور دو عورتیں ہوں تو چار مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی، دو دہنے بائیں دو پیچھے اور تین عورتیں ہوں تو دو دہنے بائیں اور پیچھے کی ہر صف سے تین تین شخص کی اور اگر عورتوں کی پوری صف ہو تو پیچھے جتنی صفیں ہیں، ان سب کی نماز نہ ہوگی۔(22)

مسئلہ ۳۲: مسجد میں بالا خانہ ہے، اس پر عورتوں نے امام مسجد کی اقتدا کی اور بالا خانہ کے نیچے مردوں نے اسی کی اقتدا کی اگرچہ مرد عورتوں سے پیچھے ہوں نماز فاسد نہ ہوگی اور عورتوں کی صف نیچے ہو اور مرد بالا خانہ پر، تو ان میں جتنے مرد عورتوں کی صف سے پیچھے ہوں گے، ان کی نماز فاسد ہو جائے گی۔(23)

مسئلہ ۳۳: ایک ہی صف میں ایک طرف مرد کھڑے ہوئے، دوسری طرف عورتیں تو صرف ایک مرد کی نماز نہیں ہوگی جو درمیان میں ہے، باقیوں کی ہو جائے گی۔(24)

مسئلہ ۳۴: اس وجہ سے کہ مقتدی کے پاؤں امام سے بڑے ہیں، اس کی اُنگلیاں اس کی اُنگلیوں سے آگے

---

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۸۴
ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب في الاقتداء بشافعي... إلخ، ج۲، ص۳۶۱

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۹
والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج۲، ص۳۹۸

(22) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب في الکلام علی الصف الاول، ج۲، ص۳۸۰

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص۸۷
ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: الکافي للحاکم... إلخ، ج۲، ص۳۹۹

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص۸۷

ہیں، مگر ایڑیاں برابر ہوں، تو نماز ہو جائے گی۔ (25)

❀❀❀❀❀

(25) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: اذا صلی الشافعي قبل الحنفي... إلخ، ج۲، ص۳۶۸

اِمامت کا زیادہ حقدار کون ہے

مسئلہ ۳۵: سب سے زیادہ مستحق اِمامت وہ شخص ہے جو نماز وطہارت کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو، اگرچہ باقی علوم میں پوری دستگاہ (مہارت) نہ رکھتا ہو، بشرطیکہ اتنا قرآن یاد ہو کہ بطور مسنون پڑھے اور صحیح پڑھتا ہو یعنی حروف مخارج سے ادا کرتا ہو اور مذہب کی کچھ خرابی نہ رکھتا ہو اور فواحش (1) سے بچتا ہو، اس کے بعد وہ شخص جو تجوید (قراءت) کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اس کے موافق ادا کرتا ہو۔ اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں، تو وہ کہ زیادہ ورع رکھتا ہو یعنی حرام تو حرام شبہات سے بھی بچتا ہو، اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ عمر والا یعنی جس کو زیادہ زمانہ اسلام میں گزرا، اس میں بھی برابر ہوں، تو جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں، اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ وجاہت والا یعنی تہجد گزار کہ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ زیادہ خوبصورت ہو جاتا ہے، پھر زیادہ خوبصورت، پھر زیادہ حسب والا پھر وہ کہ باعتبار نسب کے زیادہ شریف ہو، پھر زیادہ مالدار، پھر زیادہ عزت والا، پھر وہ جس کے کپڑے زیادہ ستھرے ہوں، غرض چند شخص برابر کے ہوں، تو ان میں جو شرعی ترجیح رکھتا ہو زیادہ حق دار ہے اور اگر ترجیح نہ ہو تو قرعہ ڈالا جائے، جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ اِمامت کرے یا ان میں سے جماعت جس کو منتخب کرے وہ امام ہو اور جماعت میں اختلاف ہو تو جس طرف زیادہ لوگ ہوں وہ امام ہو اور اگر جماعت نے غیر اولیٰ کو امام بنایا، تو بُرا کیا، مگر گنہگار نہ ہوئے۔ (2)

---

(1) یعنی بے حیائیوں اور ایسے کاموں سے بچتا ہو، جو مروّت کے خلاف ہیں۔

(2) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ہر جماعت میں سب سے زیادہ مستحق امامت وہی ہے جو اُن سب سے زیادہ مسائل نماز وطہارت جانتا ہے اگرچہ اور مسائل میں بہ نسبت دوسروں کے علم کم ہو مگر شرط یہ ہے کہ حروف اتنے صحیح ادا کرے کہ نماز میں فساد نہ آنے پائے اور فاسق وبدمذہب نہ ہو، جو شخص ان صفات کا جامع ہو اس کی امامت افضل، اگرچہ اندھا ہو کہ زیادتِ علم کے باعث کراہت نابینائی زائل ہو جاتی ہے، ہاں فاسق وبدمذہب کی امامت بہر حال مکروہ اگرچہ سب حاضرین سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔ یوں ہی حرف ایسے غلط ادا کئے کہ نماز گئی تو امامت جائز ہی نہیں اگرچہ عالم ہی ہو۔

درمختار میں ہے:

الاحق بالامامۃ الاعلم باحکام الصلوۃ فقط صحۃ وفسادا بشرط اجتنابہ للفواحش الظاھرۃ ۱ اھ ملخصا۔

(۱ دُرمختار، باب الامامۃ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۸۲)

امامتِ نماز کے زیادہ لائق وہ شخص ہے جو فقط احکامِ نماز مثلاً صحت وفسادِ نماز سے متعلق مسائل سے زیادہ آگاہ ہو بشرطیکہ وہ ظاہری گناہوں سے بچنے والا ہو اھ تلخیصاً (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۴۸۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۳۶: امام معین ہی اِمامت کا حق دار ہے، اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور زیادہ تجوید والا ہو۔(3)

یعنی جب کہ وہ امام جامع شرائط امام ہو، ورنہ وہ اِمامت کا اہل ہی نہیں، بہتر ہونا درکنار۔

مسئلہ ۳۷: کسی کے مکان میں جماعت قائم ہوئی اور صاحب خانہ میں اگر شرائط اِمامت پائے جائیں تو وہی اِمامت کے لیے اولیٰ ہے، اگرچہ اور کوئی اس سے علم وغیرہ میں بہتر ہو، ہاں افضل یہ ہے کہ صاحب خانہ ان میں سے بوجہ فضیلت علم کسی کو مقدم کرے کہ اس میں اس کا اعزاز ہے اور اگر وہ مہمان خود ہی آگے بڑھ گیا، تو بھی نماز ہو جائے گی۔(4)

مسئلہ ۳۸: کرایہ کا مکان ہے، اس میں مالک مکان اور کرایہ دار اور مہمان تینوں موجود ہیں تو کرایہ دار احق (زیادہ حقدار) ہے، وہی اجازت دے گا اور اسی سے اجازت لی جائے گی، یہی حکم اس کا ہے کہ مکان میں بطور عاریت (5) رہتا ہو کہ یہی احق (زیادہ حقدار) ہے۔(6)

مسئلہ ۳۹: سلطان و امیر و قاضی کسی کے گھر مجتمع ہوئے تو احق سلطان ہے، پھر امیر، پھر قاضی، پھر صاحب خانہ۔(7)

مسئلہ ۴۰: کسی شخص کی اِمامت سے لوگ کسی وجہ شرعی سے ناراض ہوں، تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ناراضی کسی وجہ شرعی سے نہ ہو تو کراہت نہیں، بلکہ اگر وہی حق ہو، تو اسی کو امام ہونا چاہیے۔(8)

مسئلہ ۴۱: کوئی شخص صالح اِمامت ہے اور اپنے محلّہ کی اِمامت نہیں کرتا اور وہ ماہِ رمضان میں دوسرے محلہ والوں کی اِمامت کرتا ہے، اسے چاہیے کہ عشا کا وقت آنے سے پہلے چلا جائے، وقت ہو جانے کے بعد جانا مکروہ ہے۔(9)

مسئلہ ۴۲: امام کو چاہیے کہ جماعت کی رعایت کرے اور قدر مسنون سے زیادہ طویل قراءت نہ کرے کہ یہ

---

(3) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۵۴

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۸۳

(5) یعنی دوسرے شخص کو اپنی کسی چیز کی منفعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۸۳

(7) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب في تکرار الجماعۃ في المسجد، ج ۲، ص ۳۵۴

(8) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۵۴

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۶

مکروہ ہے۔(10)

مسئلہ ۴۳: بد مذہب کہ جس کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو اور فاسق معلن جیسے شرابی، جواری، زنا کار، سود خوار، چغل خور، وغیرہم جو کبیرہ گناہ بالاعلان کرتے ہیں، ان کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔(11)

مسئلہ ۴۴: غلام، دہقانی (دیہاتی، جاہل)، اندھے، ولدالزنا، امرد، کوڑھی، فالج کی بیماری والے، برص والے کی جس کا برص ظاہر ہو، سفیہ (یعنی بے وقوف کہ تصرفات مثلاً بیع وشرا (خرید وفروخت) میں دھوکے کھاتا ہو) کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور کراہت اس وقت ہے کہ اس جماعت میں اور کوئی ان سے بہتر نہ ہو اور اگر یہی مستحق امامت ہیں تو کراہت نہیں اور اندھے کی امامت میں تو بہت خفیف کراہت ہے۔(12)

مسئلہ ۴۵: جس کو کم سوجھتا ہے، وہ بھی اندھے کے حکم میں ہے۔(13)

مسئلہ ۴۶: فاسق کی اقتدا نہ کی جائے مگر صرف جمعہ میں کہ اس میں مجبوری ہے، باقی نمازوں میں دوسری مسجد کو

---

(10) المرجع السابق، ص ۸۷

(11) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: البدعۃ خمسۃ اقسام، ج ۲، ص ۳۵۶۔۳۶۰، وغیرہما

(12) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۵۵۔۳۶۰

وغنیۃ المتملي شرح منیۃ المصلي، ص ۵۱۴

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فان من مسائل کراهة الامام مفرعة علی هذا الاصل وهوان من کان فیه تنفیر الناس وقلة رغبتهم فامامته مکروهة کولد بغي و ابرص شاع برصه وغیرهما۔ کیونکہ کراہتِ امامت کے بعض مسائل اس ضابطہ پر مبنی ہیں وہ ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کے ساتھ لوگوں کو نفرت اور قلتِ رغبت ہو اس کی امامت مکروہ ہے مثلاً ولدالزنا اور برص والا ایسا شخص کہ جس کا مرضِ برص پھیل گیا ہو وغیرہما

ولہذا تبیین میں فرمایا:

کل من کان اکمل فهو افضل لان المقصود کثرة الجماعة ورغبة الناس فیه اکثر۱۔

(۱۔ تبیین الحقائق، باب الامامۃ والحدیث فی الصلوۃ، مطبوعہ المطبعۃ الکبری الامیریہ بولاق مصر، ۱/ ۱۳۴)

ہر وہ شخص جو ہر لحاظ سے اکمل ہو وہی افضل ہوگا کیونکہ مقصود کثرت جماعت اور اس میں اکثر لوگوں کو رغبت ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۴۶۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(13) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۵۵

چلا جائے اور جمعہ اگر شہر میں چند جگہ ہوتا ہو تو اس میں بھی اقتدا نہ کی جائے، دوسری مسجد میں جا کر پڑھیں۔(14)

مسئلہ ۴۷: عورت، خنثیٰ، نابالغ لڑکے کی اقتدا مرد بالغ کسی نماز میں نہیں کرسکتا، یہاں تک کہ نماز جنازہ وتراویح ونوافل میں اور مرد بالغ ان سب کا امام ہوسکتا ہے، مگر عورت بھی اس کی مقتدی ہو تو امامتِ عورت کی نیت کرے سوا جمعہ و عیدین کے کہ ان میں اگرچہ امام نے امامتِ عورت کی نیت نہ کی، اقتدا کرسکتی ہے اور عورت و خنثیٰ عورت کے امام ہوسکتے ہیں، مگر عورت کو مطلقاً امام ہونا مکروہ تحریمی ہے، فرائض ہوں یا نوافل پھر بھی اگر عورت عورتوں کی اِمامت کرے، تو امام آگے نہ ہو بلکہ بیچ میں کھڑی ہو اور آگے ہوگی جب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اور خنثیٰ کے لیے یہ شرط ہے کہ صف سے آگے ہو ورنہ نماز ہوگی ہی نہیں، خنثیٰ خنثیٰ کا بھی امام نہیں ہوسکتا۔(15)

مسئلہ ۴۸: نماز جنازہ صرف عورتوں نے پڑھی کہ عورت ہی امام اور عورتیں ہی مقتدی، تو اس جماعت میں کراہت نہیں(16)۔ بلکہ اگر عورت نماز جنازہ میں مردوں کی اِمامت کرے گی، جب بھی نماز جنازہ ادا ہو جائے گی اگرچہ مردوں کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۴۹: مجنون غیر حالت افاقہ میں امام نہیں ہوسکتا اور جب ہوش میں ہو اور معلوم بھی ہو تو ہوسکتا ہے۔ یوہیں جس کو نشہ ہے اس کی اِمامت صحیح نہیں اور معتوہ (مدہوش) اپنے مثل کے لیے امام ہوسکتا ہے اوروں کے لیے نہیں۔(17)

مسئلہ ۵۰: جس کو کچھ قرآن یاد ہو اگرچہ ایک ہی آیت ہو، وہ اُمّی کی (یعنی اس کی جس کو کوئی آیت یاد نہیں) اقتدا نہیں کرسکتا اور اُمّی اُمّی کے پیچھے پڑھ سکتا ہے جس کو کچھ آیتیں یاد ہیں مگر حروف صحیح ادا نہیں کرتا جس کی وجہ سے معنی فاسد ہوجاتے ہیں، وہ بھی اُمّی کے مثل ہے۔(18)

مسئلہ ۵۱: اُمّی گونگے کی اقتدا نہیں کرسکتا، گونگا اُمّی کی کرسکتا ہے اور اگر اُمّی صحیح طور پر تحریمہ بھی باندھ نہیں سکتا تو گونگے کی اقتدا کرسکتا ہے۔(19)

مسئلہ ۵۲: اُمّی نے اُمّی اور قاری کی (یعنی اس کی کہ بقدر فرض قرآن صحیح پڑھ سکتا ہو) اِمامت کی، تو کسی کی نماز

---

(14) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب في تکرار الجماعۃ في المسجد، ج ۲، ص ۳۵۵

(15) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب في الکلام علی الصف الاوّل، ج ۲، ص ۳۸۷

(16) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ص ۳۶۵

و الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۵

(17) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: الواجب کفایۃ، ج ۲، ص ۳۸۹

(18) المرجع السابق، ص ۳۹۱

(19) المرجع السابق

نہ ہوگی۔ اگر چہ قاری درمیان نماز میں شریک ہوا ہو، یوہیں اگر قاری نے اُمّی کو خلیفہ بنایا ہو، اگر چہ تشہد میں۔(20)

مسئلہ ۵۳: اُمّی پر واجب ہے کہ رات دن کوشش کرے یہاں تک کہ بقدر فرض قرآن مجید یاد کرلے، ورنہ عنداللہ تعالٰی معذور نہیں۔(21)

مسئلہ ۵۴: جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے اس پر واجب ہے کہ تصحیح حروف میں رات دن پوری کوشش کرے اور اگر صحیح خواں کی اقتدا کرسکتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کی اقتدا کرے یا وہ آیتیں پڑھے جس کے حروف صحیح ادا کرسکتا ہو اور یہ دونوں صورتیں ناممکن ہوں تو زمانہ کوشش میں اس کی اپنی نماز ہوجائے گی اور اپنے مثل دوسرے کی اِمامت بھی کرسکتا ہے یعنی اس کی کہ وہ بھی اسی حرف کو صحیح نہ پڑھتا ہو جس کو یہ اور اگر اس سے جو حرف ادا نہیں ہوتا، دوسرا اس کو ادا کرلیتا ہے مگر کوئی دوسرا حرف اس سے ادا نہیں ہوتا، تو ایک دوسرے کی اِمامت نہیں کرسکتا اور اگر کوشش بھی نہیں کرتا تو اس کی خود بھی نہیں ہوتی دوسرے کی اس کے پیچھے کیا ہوگی۔ آج کل عام لوگ اس میں مبتلا ہیں کہ غلط پڑھتے ہیں اور کوشش نہیں کرتے ان کی نمازیں خود باطل ہیں اِمامت درکنار۔ ہکلا جس سے حرف مکرّر ادا ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے یعنی اگر صاف پڑھنے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے تو اس کے پیچھے پڑھنا لازم ہے ورنہ اس کی اپنی ہوجائے گی اور اپنے مثل یا اپنے سے کمتر (جو اس سے زیادہ ہکلاتا ہو) کی اِمامت بھی کرسکتا ہے۔(22)

مسئلہ ۵۵: قاری نماز پڑھ رہا تھا، اُمّی آیا اور شریک نہ ہوا، اپنی الگ پڑھی، تو اس کی نماز نہ ہوئی۔(23)

مسئلہ ۵۶: قاری کوئی دوسری نماز پڑھ رہا ہے تو اُمّی کو جائز ہے کہ اپنی پڑھ لے اور انتظار نہ کرے۔(24)

مسئلہ ۵۷: اُمّی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور قاری مسجد کے دروازہ پر ہے یا مسجد کے پڑوس میں، تو اُمّی کی نماز ہوجائے گی۔(25) (عالمگیری)

مسئلہ ۵۸: جس کا ستر کُھلا ہوا ہے وہ ستر چھپانے والے کا امام نہیں ہوسکتا، ستر کُھلے ہوؤں کا امام ہوسکتا ہے اور اگر بعض مقتدی اس قسم کے ہیں بعض ویسے تو ستر چھپانے والوں کی نماز نہ ہوگی کُھلے ہوؤں کی ہوجائے گی اور جن کے پاس ستر کے لائق کپڑے نہ ہوں اُن کے لیے افضل یہ ہے کہ تنہا تنہا بیٹھ کر اشارے سے دُور دُور پڑھیں، جماعت سے

---

(20) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: المواضع التي تفسد... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۲، وغیرہ

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۶

(22) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب في الالثغ، ج ۲، ص ۳۹۵

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۵

(24) المرجع السابق، ص ۸۶

(25) المرجع السابق، ص ۸۵

پڑھنا مکروہ ہے اور اگر جماعت سے پڑھیں تو امام بیچ میں ہو آگے نہ ہو۔(26) ستر کھلے ہوئے سے مراد یہ ہے کہ جس کے پاس کپڑا ہی نہیں کہ چھپائے۔ ہوتے ہوئے نہ چھپایا تو نہ اس کی ہو نہ اس کے پیچھے کسی اور کی، جیسا کہ شروط الصلاۃ میں بیان ہوا۔

مسئلہ ۵۹: جو رکوع و سجود سے عاجز ہے یعنی وہ کہ کھڑے یا بیٹھے رکوع و سجود کی جگہ اشارہ کرتا ہو، اس کے پیچھے اس کی نماز نہ ہوگی جو رکوع و سجود پر قادر ہے اور اگر بیٹھ کر رکوع و سجود کر سکتا ہو تو اس کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی ہوجائے گی(27)۔

مسئلہ ۶۰: فرض نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے اور ایک فرض والے کی دوسرے فرض پڑھنے والے کے پیچھے نہیں ہوسکتی خواہ دونوں کے فرض دو نام کے ہوں، مثلاً ایک ظہر پڑھتا ہو دوسرا عصر یا صفت میں جدا ہوں، مثلاً ایک آج کی ظہر پڑھتا ہو، دوسرا کل کی اور اگر دونوں کی ایک ہی دن کے ایک ہی وقت کی قضا ہوگئی ہے تو ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے، یوہیں اگر امام نے عصر کی نماز غروب سے پہلے شروع کی دو رکعتیں پڑھیں کہ آفتاب غروب ہوگیا، اب دوسرا شخص جس کی اسی دن کی نماز عصر جاتی رہی پچھلی رکعتوں میں اس کی اقتدا کرسکتا ہے، البتہ اگر یہ مقتدی مسافر تھا تو اس کی اقتدا نہیں کرسکتا، مگر غروب سے پہلے نیت اقامت کر لی ہو تو کرسکتا ہے۔(28)

مسئلہ ۶۱: دو شخصوں نے باہم یوں نماز پڑھی کہ ہر ایک نے امامت کی نیت کی نماز ہوگئی اور اگر ہر ایک نے اقتدا کی نیت کی، تو دونوں کی نہ ہوئی۔(29)

مسئلہ ۶۲: جس نے کسی نماز کی منت مانی، اس نماز کو نہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے، نہ نفل والے کے، نہ اس کے پیچھے کہ منت کی نماز پڑھتا ہے، ہاں اگر ایک کی نذر ماننے کے بعد دوسرے نے یوں نذر کی کہ اس نماز کی منت مانتا ہوں، جو فلاں نے مانی ہے تو ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔(30)

مسئلہ ۶۳: ایک شخص نے نفل نماز پڑھنے کی قسم کھائی، منت والا منت کی نماز اس کے پیچھے بھی نہیں پڑھ سکتا اور یہ

(26) المرجع السابق، ص۸۵، والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، بحث النیۃ، ج۲، ص۱۰۳، ۳۹۱

(27) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: الواجب کفایۃ...۔ إلخ، ج۲، ص۳۹۱

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۸۶
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: الواجب کفایۃ...۔ إلخ، ج۲، ص۳۹۱

(29) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج۱، ص۸۶

(30) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج۲، ص۳۹۲

قسم کھانے والا فرض اور نفل اور نذر اور دوسرے قسم کھانے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔(31)

مسئلہ ۶۴: دو شخص نفل ایک ساتھ پڑھ رہے تھے اور فاسد کر دی، تو ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے اور تنہا تنہا پڑھ رہے تھے اور فاسد کر دیں، تو اقتدا نہیں ہو سکتی۔(32)

مسئلہ ۶۵: لاحق نہ مسبوق کی اقتدا کر سکتا ہے نہ لاحق کی، یوہیں مسبوق نہ لاحق کی نہ مسبوق کی، نہ ان دونوں کی کوئی دوسرا شخص اقتدا کر سکتا ہے۔(33)

مسئلہ ۶۶: جن نمازوں میں قصر ہے وقت گزر جانے کے بعد ان میں مسافر مقیم کی اقتدا نہیں کر سکتا، خواہ مقیم نے وقت ختم ہونے پر شروع کی ہو یا وقت میں شروع کی اور نماز پوری ہونے سے پہلے وقت ختم ہو گیا، البتہ اگر مسافر نے مقیم کے پیچھے تحریمہ باندھ لیا اور بعد تحریمہ وقت ختم ہو گیا، تو اقتدا صحیح ہے۔(34)

مسئلہ ۶۷: محل اقامت یعنی شہر یا گاؤں میں جو شخص چار رکعت والی نماز پڑھائے اور دو پر سلام پھیر دے، تو ضرور ہے کہ مقتدی کو اس کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہو خواہ مقتدی خود مقیم ہو یا مسافر، اگر امام نے نہ نماز سے پہلے اپنا مسافر ہونا بتایا نہ بعد کو اور چلا گیا نہ اس کا حال اور طرح معلوم ہوا تو مقتدی اپنی پھر پڑھیں، ہاں اگر جنگل میں یا منزل پر دو پڑھ کر چلا گیا تو ان کی نماز ہو جائے گی، یہی سمجھا جائے گا کہ مسافر تھا۔(35)

مسئلہ ۶۸: جہاں بوجہ شرط مفقود ہونے کے اقتدا صحیح نہ ہو، تو وہ نماز سرے سے شروع ہی نہ ہوگی اور اگر بوجہ مختلف نماز ہونے کے اقتدا صحیح نہ ہو تو اس کے نفل ہو جائیں گے، مگر اس نفل کے توڑ دینے سے قضا واجب نہ ہوگی۔(36)

مسئلہ ۶۹: جس نے وضو کیا ہے تیمم والے کی اور پاؤں دھونے والا موزہ پر مسح کرنے والے کی اور اعضائے وضو کا دھونے والا پٹی پر مسح کرنے والے کی، اقتدا کر سکتا ہے۔(37)

---

(31) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۹۲

(32) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: الواجب کفایۃ ہل یسقط ... إلخ، ج ۲، ص ۳۹۳

(33) المرجع السابق، ص ۳۹۴

(34) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۹۴

(35) البحرالرائق، کتاب الصلاۃ، باب المسافر، ج ۲، ص ۲۳۸

(36) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۹۷

(37) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۴

مسئلہ ۷۰: کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والا بیٹھنے والے اور کوزہ پشت کی اقتدا کر سکتا ہے، اگر چہ اس کا کُب حدِ رکوع کو پہنچا ہو، جس کے پاؤں میں ایسا لنگ ہے کہ پورا پاؤں زمین پر نہیں جمتا اوروں کی اِمامت کر سکتا ہے، مگر دوسرا شخص اَولیٰ ہے۔(38)

مسئلہ ۷۱: نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے، اگر چہ مفترض پچھلی رکعتوں میں قراءت نہ کرے۔(39)

مسئلہ ۷۲: متنفل (نفل پڑھنے والے) نے مفترض (فرض پڑھنے والے) کی اقتدا کی پھر نماز فاسد کر دی، پھر اسی نماز میں اس فوت شدہ کی قضا کی نیت سے اقتدا کی صحیح ہے۔(40)

مسئلہ ۷۳: اشارے سے پڑھنے والا اپنے مثل کی اقتدا کر سکتا ہے، مگر جب کہ امام لیٹ کر اشارہ سے پڑھتا ہو اور مقتدی کھڑے یا بیٹھے تو نہیں۔(41)

مسئلہ ۷۴: جن نے اِمامت کی، اقتدا صحیح ہے اگر انسانی صورت میں ظاہر ہوا۔(42)

مسئلہ ۷۵: امام نے اگر بلا طہارت نماز پڑھائی یا کوئی اور شرط یا رکن نہ پایا گیا جس سے اس کی اِمامت صحیح نہ ہو، تو اس پر لازم ہے کہ اس امر کی مقتدیوں کو خبر کر دے جہاں تک بھی ممکن ہو، خواہ خود کہے یا کہلا بھیجے، یا خط کے ذریعہ سے اور مقتدی اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں۔(43)

مسئلہ ۷۶: امام نے اپنا کافر ہونا بتایا تو پیشتر کے بارے میں اس کا قول نہیں مانا جائے گا اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں اُنکا اعادہ نہیں، ہاں اب وہ بے شک مرتد ہو گیا۔(44) مگر جب کہ یہ کہے کہ اب تک کافر تھا اور اب مسلمان ہوا۔

مسئلہ ۷۷: پانی نہ ملنے کے سبب امام نے تیمم کیا تھا اور مقتدی نے وضو اور اثنائے نماز میں مقتدی نے پانی

---

(38) المرجع السابق، ص۸۵

(39) المرجع السابق

(40) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الإمامۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۸۵

(41) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج۲، ص۴۰۸

(42) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب في تکرار الجماعۃ في المسجد، ج۲، ص۳۴۵

(43) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج۲، ص۴۱۰

(44) المرجع السابق، ص۴۱۱

دیکھا، امام کی نماز صحیح ہوگئی اور مقتدی کی باطل۔(45) جب کہ اس کے گمان میں ہو کہ امام نے بھی پانی پر اطلاع پائی، بہت کتابوں میں یہ حکم مطلق ہے۔ اور ظاہر تر یہ تقیید واللہ اعلم بالصواب۔

❁❁❁❁❁

(45) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۴۴

جماعت کا بیان

حدیث ۱: بخاری و مسلم و مالک و ترمذی و نسائی، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: نماز جماعت، تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ہے۔(1)

حدیث ۲: مسلم و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ نے روایت کی، کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ نماز سے پیچھے نہیں رہتا، مگر کھلا منافق یا بیمار اور بیمار کی یہ حالت ہوتی کہ دو شخصوں کے درمیان میں چلا کر نماز کو لاتے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو سنن الہدیٰ کی تعلیم فرمائی اور جس مسجد میں اذان ہوتی ہے، اس میں نماز پڑھنا سنن الہدیٰ سے ہے، (2) اور ایک روایت میں یوں ہے، کہ جسے یہ اچھا معلوم ہو کہ کل خدا سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملے، تو پانچوں نمازوں پر محافظت کرے، جب ان کی اذان کہی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی کے لیے سنن الہدیٰ مشروع فرمائی اور یہ سنن الہدیٰ سے ہے اور اگر تم نے اپنے گھروں میں پڑھ لی جیسے یہ پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں پڑھ لیا کرتا ہے، تو تم نے اپنے نبی کی سُنت چھوڑ دی اور اگر اپنے نبی کی سُنت چھوڑ دو گے، تو گمراہ ہو جاؤ گے۔(3) اور ابوداود کی روایت

(1) صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب فضل صلاۃ الجماعۃ، الحدیث: ۶۴۵، ج ۱، ص ۲۳۲

(2) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب صلاۃ الجماعۃ من سنن الھدیٰ، الحدیث: ۶۵۴، ص ۳۲۸

(3) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب صلاۃ الجماعۃ من سنن الھدیٰ، الحدیث: ۲۵۷۔(۶۵۴)، ص ۳۲۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس حدیث نے گزشتہ عتاب کی احادیث کو واضح کر دیا کہ وہاں خطاب منافقوں سے تھا کیونکہ صحابہ نماز کبھی نہ چھوڑتے تھے۔ مریض سے وہ بیمار مراد ہے جو کسی طرح مسجد میں نہ پہنچ سکے نہ چل کر نہ کسی کے کندھوں پر جیسا کہ اگلی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے۔

۲۔ یہ صحابہ کا عزیمت پر عمل ہے کہ جن میں خود چلنے کی طاقت نہ ہوتی وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اس طرح مسجد میں آتے کہ پاؤں زمین پر گھسٹتے ہوتے جیسا کہ بعض احادیث میں صراحۃً آیا۔ ایسی حالت میں رخصت ہے کہ گھر پڑھ لے۔ سبحان اللہ!

۳۔ جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عادت کریمہ کے طور پر کئے وہ سنت زوائد ہیں جیسے بالوں میں کنگھی کرنا، کدو رغبت سے کھانا اور جو کام عبادۃ کئے وہ سنت ہدیٰ ہیں۔ سنت ہدیٰ کی دو قسمیں ہیں: مؤکدہ اور غیر مؤکدہ، جو کام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ کئے وہ مؤکدہ ہیں اور اگر ان کا حکم بھی دیا وہ واجب اور جو کام کبھی کبھی کئے وہ غیر مؤکدہ ہیں لہذا جماعت کی نماز اور مسجد میں حاضری، حق یہ ہے کہ دونوں واجب ہیں۔

←

میں ہے، کافر ہو جاؤ گے (4) اور جو شخص اچھی طرح طہارت کرے پھر مسجد کو جائے تو جو قدم چلتا ہے، ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ نیکی لکھتا ہے اور درجہ بلند کرتا ہے اور گناہ مٹا دیتا ہے۔(5)

حدیث ۳: نسائی و ابن خزیمہ اپنی صحیح میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس نے کامل وضو کیا، پھر نماز فرض کے لیے چلا اور امام کے ساتھ پڑھی، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔(6)

حدیث ۴: طبرانی، ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: اگر یہ نماز جماعت سے پیچھے رہ جانے والا جانتا کہ اس جانے والے کے لیے کیا ہے؟ تو گھسٹتا ہوا حاضر ہوتا۔(7)

حدیث ۵و۶: ترمذی، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو اللہ کے لیے چالیس دن باجماعت پڑھے اور تکبیرۂ اُولیٰ پائے، اس کے لیے دو آزادیاں لکھ دی جائیں گی، ایک نار سے، دوسری نفاق سے۔(8) ابن ماجہ کی روایت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ

۴؎ یعنی جہاں جماعت ہوتی ہے کیونکہ اذان جماعت ہی کے لیے ہوا کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد اور جماعت کی پابندی کرنے والے کو ان شاء اللہ ایمان وتقویٰ پر خاتمہ نصیب ہوگا، یہ حدیث ان کے لیئے بڑی بشارت ہے۔

۵؎ یعنی پنجگانہ نمازیں مسجد میں باجماعت سنت ہدیٰ میں سے ہیں۔

۶؎ مرقاۃ وغیرہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم گھروں میں باجماعت بھی نماز پڑھ لو تب بھی حاضری مسجد کی سنت کے تارک ہو۔ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ میں کسی خاص منافق کی طرف اشارہ ہے جو تارک جماعت تھا۔ خیال رہے کہ جماعت واجب ہے، اسے یہاں سنت فرمانا اس لئے ہے کہ سنت سے ثابت ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲،ص۲۹۶)

(4) سنن ابي داود، كتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة، الحديث: ۵۵۰، ج۱، ص۲۲۹

(5) صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى، الحديث: ۲۵۷۔(۶۵۴)، ص۳۲۸

(6) صحيح ابن خزيمة، كتاب الصلاة، باب فضل المشي إلى الجماعة متوضيا...إلخ، الحديث: ۱۴۸۹، ج۲، ص۳۷۳

(7) المعجم الكبير، الحديث: ۷۸۸۶، ج۸، ص۲۲۴

(8) جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ماجاء في فضل التكبيرة الاولى، الحديث: ۲۴۱، ج۱، ص۲۷۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی اس عمل کی برکت سے یہ شخص دنیا میں منافقین کے اعمال سے محفوظ رہے گا، اسے اخلاص نصیب ہوگا، قبر و آخرت میں عذاب سے نجات پائے گا۔ خیال رہے کہ انسانی تبدیلیاں چالیس پر ہوتی ہیں، بچہ ماں کے پیٹ میں ۴۰ دن نطفہ، چالیس دن خون، پھر چالیس روز اور پارہ گوشت رہتا ہے، بعد ولادت ماں کو چالیس دن نفاس آ سکتا ہے، چالیس سال میں عقل کامل ہوتی ہے اس لیئے یہاں بھی چالیس کا عدد مذکور ہوا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص چالیس دن اخلاص اختیار کرے تو اس کے دل کی طرف زبان پر حکمت کے چشمے ←

وسلم) فرماتے ہیں: جو شخص چالیس راتیں مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھے کہ عشا کی تکبیرِ اُولیٰ فوت نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھ دے گا۔(9)

حدیث ۷: ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: رات میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور ایک روایت میں ہے، میں نے اپنے رب کو نہایت جمال کے ساتھ تجلّی فرمائے ہوئے دیکھا، اس نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ، اس نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے ملاءِ اعلیٰ (یعنی ملائکہ مقربین) کس امر میں بحث کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی، نہیں جانتا، اس نے اپنا دستِ قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا، یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی، تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے میں نے جان لیا اور ایک روایت میں ہے، جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے جان لیا، فرمایا: اے محمد! جانتے ہو ملاءِ اعلیٰ کس چیز میں بحث کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی، ہاں، درجات و کفارات اور جماعتوں کی طرف چلنے اور سخت سردی میں پورا وضو کرنے اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں اور جس نے ان پر محافظت کی خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے ساتھ مرے گا اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا، جیسے اس دن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا اس نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی، لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ، فرمایا: جب نماز پڑھو، تو یہ کہہ لو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَ تَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنِ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ. (10)

فرمایا: اور درجات یہ ہیں۔ سلام عام کرنا اور کھانا کھلانا اور رات میں نماز پڑھنا، جب لوگ سوتے ہوں۔(11)

حدیث ۸ و ۹: امام احمد و ترمذی نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کی ہے، کہ ایک دن صبح کی نماز کو تشریف لانے میں دیر ہوئی، یہاں تک قریب تھا کہ ہم آفتاب دیکھنے لگیں کہ جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے، اقامت ہوئی اور مختصر نماز پڑھی، سلام پھیر کر بلند آواز سے فرمایا: سب اپنی اپنی جگہ پر رہو، میں تمہیں خبر دوں گا کہ کس

چھوٹیں گے۔ یہ حدیث صوفیاء کے چلو کی اصل ہے۔ مرقاۃ نے فرمایا سلف صالحین کی اگر کوئی جماعت چھوٹ جاتی تو سات سات روز تک لوگ تعزیت کے لیئے آتے۔ تکبیر تحریمہ پانے کے معنی یہ ہیں کہ امام کی قرأت شروع ہونے سے پہلے مقتدی "سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ" پڑھ لے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۳۶۸)

(9) سنن ابن ماجہ، أبواب المساجد... إلخ، باب صلاۃ العشاء والفجر في جماعۃ، الحدیث: ۷۹۸، ج۱، ص۴۳۷

(10) اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اچھے کام کروں اور بُری باتوں سے باز رہوں اور مساکین سے محبت رکھوں اور جب تو اپنے بندوں پر فتنہ کرنا چاہے، تو مجھے اس سے قبل اُٹھا لے۔

(11) جامع الترمذي، أبواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ ص، الحدیث: ۳۲۴۵، ۳۲۴۶، ج۵، ص۱۵۹۔۱۶۰

چیز نے صبح کی نماز میں آنے سے روکا؟، میں رات میں اٹھا، وضو کیا اور جو مقدر تھا نماز پڑھی، پھر میں نماز میں اونگھا (اس کے بعد اُسی کے مثل واقعات بیان فرمائے اور اس روایت میں یہ ہے) اس کے دستِ قدرت رکھنے سے ان کی خنکی (ٹھنڈک) میں نے اپنے سینہ میں پائی تو مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی، جماعت کی طرف چلنا اور مسجدوں میں نمازوں کے بعد بیٹھنا اور سختیوں کے وقت کامل وضو کرنا، اس کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حق ہے اسے پڑھو اور سیکھو۔ (12) ترمذی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے اور میں نے محمد بن اسماعیل یعنی بخاری سے اس حدیث کے متعلق سوال

---

(12) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل، الحدیث: ۲۲۱۷۰، ج۸، ص ۲۵۸

ومشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ۷۴۸، ج۱، ص ۲۳۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نہ نماز کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جگاتے تھے نہ حضور کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ان کے ساتھ کی قضاء ان کے بغیر ادا سے افضل ہے۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حضور کا سونا رب کی طرف سے ہے اور آپ کی خواب وحی اور نماز کے وقت بیدار نہ ہونے میں رب کی لاکھوں حکمتیں ہیں، آپ کی نیند تمام عالم کی بیداریوں سے کروڑوں گنا افضل ہے۔

۲۔ یعنی وقت کی تنگی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔ معلوم ہوا کہ ایسے موقعہ پر نماز کے لیے بھاگ کر آنا جائز ہے۔ رکوع پانے کے لیے ان بھاگنا منع لہذا یہ حدیث ممانعت کے خلاف نہیں، نیز تنگ وقت میں فجر میں بھی قرأت مختصر کرنی چاہیے۔

۳۔ سبحان اللہ! صحابہ کا خیال بالکل درست نکلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غفلت نماز سے نہیں روکتی بلکہ رب کی طرف توجہ۔

۴۔ اور ہم نماز تہجد ختم کر کے سو گئے، یہ مطلب نہیں کہ نماز میں سو گئے۔

۵۔ اس کی شرح پہلے گزر گئی۔ خیال رہے کہ یا یہ وہی واقعہ ہے جو پہلے مذکور ہوا یا وہ معراج کا واقعہ تھا اور یہ خواب کا۔

۶۔ خیال رہے کہ رب نے قرآن شریف میں حضور کو نام لے کر کہیں نہ پکارا ہر جگہ القاب ہی سے پکارا تاکہ قرآن پڑھنے والے اس طرح پکارنے کی جرأت نہ کریں۔ یہ راز و نیاز کا موقعہ تھا رب نے اظہار کرم کے لیے نام سے پکارا۔

۷۔ کیونکہ اب تک تو نے مجھے اس کا علم نہیں دیا۔ اس کی شرح ابھی پہلی فصل میں گزر چکی۔

۸۔ ہاتھ اور پوروں کے وہ معنی ہیں جو رب کی شان کے لائق ہیں، یعنی رحمت، قدرت توجہ کا ہاتھ کہا جاتا ہے فلاں کام میں حکومت کا ہاتھ ہے یعنی اس کا کرم و توجہ ہے۔ ٹھنڈک پانے کا مطلب یہ ہے کہ رحمت کا اثر دل پر پہنچا۔

۹۔ اس کی شرح گزر چکی، یعنی علوی اور سفلی عالم غیب و شہادت کا ہر ذرہ مجھ پر فقط منکشف ہی نہ ہوا بلکہ میں نے ہر ایک کو الگ الگ پہچان لیا۔ علم اور معرفت میں بڑا فرق ہے، مجمع پر نظر ڈال کر جان لینا کہ یہاں دو لاکھ آدمی بیٹھے ہیں یہ علم ہے اور ان میں سے ہر ایک کے سارے حالات معلوم کر لینا معرفت۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کلی سارے عالم کو گھیرے ←

کیا تو جواب دیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسی کے مثل دارمی و ترمذی نے عبدالرحمن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۰: ابو داود و نسائی و حاکم، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو اچھی طرح وضو کر کے مسجد کو جائے اور لوگوں کو اس حالت میں پائے کہ نماز پڑھ چکے، تو اللہ تعالیٰ اسے بھی جماعت سے پڑھنے والوں کی مثل ثواب دے گا اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا۔ (13) حاکم نے کہا یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حدیث ۱۱: امام احمد و ابو داود و نسائی و حاکم اور ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آیا فلاں حاضر ہے؟ لوگوں نے عرض کی، نہیں، فرمایا: فلاں حاضر ہے؟ لوگوں نے عرض کی، نہیں، فرمایا: یہ دونوں نمازیں منافقین پر بہت گراں ہیں، اگر جانتے کہ ان میں کیا (ثواب) ہے تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے آتے اور بے شک پہلی صف فرشتوں کی صف کے مثل ہے اور اگر تم جانتے کہ اس کی فضیلت کیا ہے تو اس کی طرف سبقت کرتے مرد کی ایک مرد کے ساتھ نماز بہ نسبت تنہا کے زیادہ پاکیزہ ہے اور دو کے ساتھ بہ نسبت ایک کے زیادہ اچھی اور جتنے زیادہ ہوں، اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ محبوب ہیں۔ (14) یحیی بن معین اور ذہلی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث ۱۲: صحیح مسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس

ہوئے ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کا یہ علم کسبی نہیں بلکہ لدنی ہے۔ تیسرے یہ کہ آپ کا علم و ہدایت قرآن پر موقوف نہیں، آپ نزول قرآن سے پہلے ہی عالم و عامل تھے۔ چوتھے یہ کہ تجلی اور ہے بیان کچھ اور۔ یہاں حضور کو ہر چیز دکھائی گئی اور قرآن میں بتائی گئی اسی لئے یہاں تجلی ارشاد ہوا اور وہاں فرمایا گیا "تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ"۔ لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ جب ساری چیزیں سرکار کو آج دکھادی گئیں تو نزول قران سے کیا فائدہ۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، ص ۴۰۵)

(13) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب فیمن خرج یرید الصلاۃ... إلخ، الحدیث: ۵۶۴، ج ۱، ص ۲۳۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کیونکہ اس نے جماعت کی نیت و کوشش تو کی اتفاقاً نہ پاسکا بلکہ جماعت چھوٹ جانے پر مومن کو جو حسرت اور افسوس ہوتا ہے اس کا ثواب بہت ہے یہ سب کچھ اس کے لیئے ہے جس نے کوتاہی نہ کی ہو وقت کے اندازے میں غلطی ہوگئی ہو۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۶۹)

(14) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب في فضل صلاۃ الجماعۃ، الحدیث: ۵۵۴، ج ۱، ص ۲۳۰

والترغیب والترہیب، کتاب الصلاۃ، الترغیب في کثرۃ الجماعۃ، الحدیث: ۱، ج ۱، ص ۱۶۱

←

نے باجماعت عشا کی نماز پڑھی، گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی، گویا پوری رات قیام کیا۔(15) اسی کے مثل ابوداود و ترمذی و ابن خزیمہ نے روایت کی۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ سلطان کا اپنی رعایا کی، شیخ کا مریدین کی، استاذ کا شاگردوں کی، حاکم کا ماتحتوں کی نگرانی کرنا سنت ہے۔ دوسرے یہ کہ بعض مدرسوں میں طلباء کی مدرسہ اور نماز میں حاضری لی جاتی ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ تیسرے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پوچھنا اپنی بے علمی کی وجہ سے نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو علی مرتضٰی سے فرمایا تھا کہ فلاں باغ میں ایک عورت ہے اس کے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ یا اس پہاڑ کے پیچھے ایک حبشی پانی لے کر جارہا ہے اسے پکڑلاؤ یا ان دو قبروں میں چغل خور اور چرواہا مدفون ہیں وہ فلاں فلاں گناہ کرتے تھے اس لئے وہ عذاب میں گرفتار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے کوئی شے مخفی نہیں، یہ تحقیقات حاضرین کو آئندہ متنبہ کرتے اور غائبین کو حاضر کرنے کے لیے ہے تاکہ کوئی جماعت سے غیر حاضر نہ رہے

۲۔فجر و عشاء کی نمازیں خصوصًا جماعت کے ساتھ۔ معلوم ہوا کہ یہاں روئے سخن منافقوں کی طرف ہے کوئی صحابی بغیر سخت مجبوری جماعت سے غیر حاضر نہ ہوتے تھے۔ خیال رہے کہ منافقین پر ظاہری کلمہ خوانی کی وجہ سے شرعی احکام جاری تھے اس لیے انہیں جماعت وغیرہ چھوڑنے پر ملامت کی جاتی تھی جیسے کہ قرآن شریف میں ان پر جہادوں میں شرکت نہ کرنے پر سخت عتاب فرمایا گیا لہذا یہ حدیث پر اعتراض نہیں کہ منافق تو در پردہ کافر تھے ان پر نماز فرض ہی کب تھی۔

۳۔یہاں خطاب قیامت تک کے مسلمانوں سے ہے نہ کہ صحابہ سے، صحابہ تو اس ثواب کو جانتے تھے اور بیماری کی حالت میں دو شخصوں کے کندھے کے سہارے مسجد میں پہنچتے تھے جیسا کہ آگے آرہا ہے

۴۔اللہ سے قریب ہونے اور شیطان سے دور ہونے میں، مگر یہ مردوں کے لیے ہے عورتوں کی صف آخری افضل، کیونکہ مردوں سے دور ہوتی ہیں، اب مسجد نبوی شریف میں جو صف روضۂ مطہر سے زیادہ قریب ہوگی، افضل ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اچھوں سے قرب بھی اچھا کیونکہ پہلی صف امام کے قرب کی وجہ سے افضل ہے

۵۔اس حدیث نے ان تمام احادیث کی شرح کردی جن میں مساجد اور جماعت کے ثواب مختلف ہیں۔ جتنی بڑی جماعت اتنا بڑا ثواب۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک اور دو اگرچہ لغۃً جماعت نہیں مگر حکمًا جماعت ہیں۔ دو آدمی بھی الگ الگ نماز نہ پڑھیں، ہمارے بعض علماء فرماتے ہیں کہ محلے کی مسجد سے جامع افضل، ان کی دلیل یہ حدیث ہے مگر شرط یہ ہے کہ محلے کی مسجد ویران نہ ہوجائے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۲۹۰)

(15) صحیح مسلم، کتاب المساجد... إلخ، باب فضل صلاۃ العشاء... إلخ، الحدیث: ۶۵۶، ص۳۲۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔اس کے دو مطلب ہوسکتے ہیں: ایک یہ کہ عشاء کی باجماعت نماز کا ثواب آدھی رات کی عبادت کے برابر ہے اور فجر کی باجماعت نماز کا ثواب باقی آدھی رات کی عبادت کے برابر، تو جو یہ دونوں نمازیں جماعت سے پڑھ لے اسے ساری رات عبادت کا ثواب۔ ←

حدیث ۱۳: بخاری و مسلم، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: منافقین پر سب سے زیادہ گراں نماز عشا و فجر ہے اور جانتے کہ اس میں کیا ہے؟ تو گھسٹتے ہوئے آتے اور بیشک میں نے قصد کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں پھر کسی کو امر فرماؤں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اپنے ہمراہ کچھ لوگوں کو جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں ان کے پاس لے کر جاؤں، جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھر اُن پر آگ سے جلا دوں۔ (16) امام احمد نے انہیں سے روایت کی، کہ فرماتے ہیں: اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے، تو نماز عشا قائم کرتا اور جوانوں کو حکم دیتا کہ جو کچھ گھروں میں ہے، آگ سے جلا دیں۔ (17)

حدیث ۱۴: امام مالک نے ابوبکر بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز میں سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیکھا، بازار تشریف لے گئے، براستہ میں سلیمان کا گھر تھا ان کی ماں شفا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: کہ صبح کی نماز میں، میں نے سلیمان کو نہیں پایا، انہوں نے کہا! رات میں نماز پڑھتے رہے پھر نیند آگئی، فرمایا: کہ صبح کی نماز جماعت سے پڑھوں، یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ رات میں قیام کروں۔ (18)

دوسرے یہ کہ عشاء کی جماعت کا ثواب آدھی رات کے برابر ہے اور فجر کی جماعت کا ثواب ساری رات عبادت کے برابر کیونکہ یہ جماعت عشاء کی جماعت سے زیادہ بھاری ہے، پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ جماعت سے مراد تکبیر اولیٰ پانا ہے جیسا کہ بعض علماء نے فرمایا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۵۹۲)

(16) صحیح مسلم، کتاب المساجد... إلخ، باب فضل صلاۃ الجماعۃ... إلخ، الحدیث: ۲۵۲۔(۶۵۱)، ص۳۲۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ کیونکہ منافق صرف دکھلاوے کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور وقتوں میں تو خیر جیسے تیسے پڑھ لیتے ہیں مگر عشاء کے وقت نیند کا غلبہ، فجر کے وقت نیند کی لذت انہیں مست کر دیتی ہے۔ اخلاص و عشق تمام مشکلوں کو حل کرتے ہیں وہ ان میں ہے نہیں، لہٰذا یہ دو نمازیں انہیں بہت گراں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان ان دو نمازوں میں سستی کرے وہ منافقوں کے سے کام کرتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۵۹۱)

(17) المسند للامام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۸۸۰۴، ج۳، ص۲۹۶

(18) الموطا للامام مالک، کتاب صلاۃ الجماعۃ، باب ماجاء في العتمۃ والصبح، الحدیث: ۳۰۰، ج۱، ص۱۳۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ سلیمان مشہور تابعی ہیں، قرشی ہیں، عدوی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حاضرین مسجد کی تحقیق فرماتے تھے کہ کون نماز میں آیا اور کون نہیں۔

←

حدیث ۱۵: ابوداود و ابن ماجہ و ابن حبان ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس نے اذان سُنی اور آنے سے کوئی عذر مانع نہیں، اس کی وہ نماز مقبول نہیں، لوگوں نے عرض کی، عذر کیا ہے؟ فرمایا: خوف یا مرض۔ (19) اور ایک روایت ابن حبان و حاکم کی انہیں سے ہے، جو اذان سُنے اور بلا عذر حاضر نہ ہو، اس کی نماز ہی نہیں۔ (20) حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث ۱۶: احمد و ابوداود و نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: کسی گاؤں یا بادیہ میں تین شخص ہوں اور نماز نہ قائم کی گئی مگر ان پر شیطان مسلّط ہوگیا تو جماعت کو لازم جانو، کہ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے، جو ریوڑ سے دور ہو۔ (21)

حدیث ۱۷ تا ۲۰: ابوداود و نسائی نے روایت کی، کہ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول

۲۔ کیا وہ بیمار ہیں یا کہیں سفر میں چلے گئے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں کسی مسلمان کا جماعت میں نہ آنا اس کی بیماری یا سفر کی دلیل ہوتی تھی۔ خیال رہے کہ حضرت شفاء کا نام لیلیٰ بنت عبداللہ تھا، شفاء لقب آپ مہاجرین اول میں سے تھیں بہت سے غزووں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں دوپہر کا آرام فرمایا کرتے تھے۔

۳۔ کیونکہ جماعت خصوصاً فجر کی نماز جماعت اہم واجب ہے اور رات کی عبادت تہجد وغیرہ نفل، نفل کی وجہ سے واجب نہیں چھوڑنا چاہیے۔ مسلم شریف میں ہے کہ جو عشاء جماعت سے پڑھے، اس نے گویا آدھی رات عبادت کی اور جو فجر جماعت سے پڑھے اس نے گویا تمام رات عبادت کی اور ترمذی میں ہے کہ جو فجر و عشاء جماعت سے پڑھے اس نے گویا تمام رات عبادت کی، ترمذی کی روایت پہلی حدیث کی تفسیر ہے، عطا فرماتے ہیں کہ اگر تہجد کی وجہ سے فجر کی جماعت جائے تو تہجد چھوڑ دو۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۰۴)

(19) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب التشدید في ترک الجماعۃ، الحدیث: ۵۵۱، ج ۱، ص ۲۲۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ڈر سے مراد دشمن یا موذی جانور کا خوف ہے جو گھر یا مسجد کے درمیان حائل ہو۔ مرض سے مراد وہ بیماری ہے جو مسجد میں آنے سے روکے، ان دونوں حالتوں میں گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت ہے لیکن اگر کوئی ان صورتوں میں بھی بتکلف مسجد میں پہنچ جائے تو ثواب پائے گا جیسا کہ اگلی روایتوں میں آرہا ہے کہ صحابہ کبار سخت بیماری میں بھی دوسروں کے کندھوں پر مسجد میں آتے تھے، یہ عزیمت پر عمل تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تارک جماعت کی نماز شرعاً جائز ہوگی اگرچہ عنداللہ قبول نہ ہو، نماز جمعہ و عیدین اکیلے جائز ہی نہیں ان کے لیے جماعت شرط جواز ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۲۹۲)

(20) الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب فرض الجماعۃ ... إلخ، الحدیث: ۲۰۶۱، ج ۳، ص ۲۵۳

(21) سنن النسائي، کتاب الامامۃ، التشدید في ترک الجماعۃ، الحدیث: ۸۴۴، ص ۱۴۷

←

اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مدینہ میں موذی جانور بکثرت ہیں اور میں نابینا ہوں، تو کیا مجھے رخصت ہے کہ گھر پڑھ لوں؟ فرمایا:

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح سُنتے ہو، عرض کی، ہاں، فرمایا: تو حاضر ہو۔ (22) اسی کے مثل مسلم نے ابوہریرہ سے اور طبرانی نے کبیر میں ابوامامہ سے اور احمد و ابویعلی اور طبرانی نے اوسط میں اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔

حدیث ۲۱: ابوداود و ترمذی، ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک صاحب مسجد میں حاضر ہوئے اس وقت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے، فرمایا: ہے کوئی کہ اس پر صدقہ کرے (یعنی اس کے ساتھ نماز پڑھ لے کہ اسے جماعت کا ثواب مل جائے) ایک صاحب (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کہ انہیں دوسرے ذکرواذکار سے بھی روک دیتا ہے معلوم ہوا کہ نماز چھوڑنا غفلت کا دروازہ ہے۔

۲۔ کیونکہ وہ چرواہے کی نگاہ سے دور ہوجاتا ہے ایسے ہی جماعت کا تارک جناب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم سے محروم ہوجاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۲۹۱)

(22) سنن النسائي، کتاب الامامۃ، باب المحافظۃ علی الصلوٰت، الحدیث: ۸۴۸، ص۱۴۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے، مدینہ منورہ وباؤں اور بیماریوں کا گھر تھا، آپ کے قدم پاک نے وہاں سے وباؤں کو نکال کر وہاں کی مٹی کو بھی شفا بنا دیا، فرماتے ہیں: "تُرْبَةُ اَرْضِنَا يَشْفِي سَقِيْمَنَا" ہمارے مدینہ کی مٹی بیماروں کو شفا دیتی ہے لیکن اولاً بچھو کچھ سانپ اور بھیڑیے وغیرہ رہے بعد میں اللہ نے ان چیزوں سے زمین مدینہ کو قریبًا صاف کردیا یعنی یثرب کو طیبہ بنادیا۔ چنانچہ فقیر نے وہاں دیکھا کہ دیوانے کتے، بھیڑیے، سانپ قریبًا نہیں البتہ بچھو دیکھے جاتے ہیں۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب وہاں یہ موذی چیزیں موجود تھیں۔

۲۔ اس بات کی کہ میں ان عذروں کی وجہ سے مسجد میں حاضر نہ ہوا کروں اور گھر میں نماز پڑھ لیا کروں۔

۳۔ اس سے مراد پوری اذان ہے مگر نماز کے بلاوے کے یہ دو ہی لفظ ہیں اس لیے ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ (مرقاۃ)

۴۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی لانے والا موجود تھا اور گھر بھی ان کا مسجد سے قریب تھا جس نابینا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی حاضری معاف فرمائی ہے ان کے پاس کوئی لانے والا نہ تھا لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد سے قریب رہتے ہوئے نابینا پر بھی مسجد کی حاضری معاف نہیں، افسوس ان لوگوں پر بلاوجہ عذر مسجد میں نہ آئیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۳۰۲)

کے ساتھ نماز پڑھی۔(23)

حدیث ۲۲: ابن ماجہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: دو اور دو سے زیادہ جماعت ہے۔(24)

حدیث ۲۳: بخاری و مسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: اگر لوگ جانتے کہ اذان اور صفِ اوّل میں کیا ہے؟ پھر بغیر قرعہ ڈالے نہ پاتے، تو اس پر قرعہ اندازی کرتے۔(25)

حدیث ۲۴: امام احمد و طبرانی، ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں، لوگوں نے عرض کی اور دوسری صف پر، فرمایا: اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں، لوگوں نے عرض کی اور دوسری پر، فرمایا: اور دوسری پر اور فرمایا صفوں کو برابر کرو اور مونڈھوں کو مقابل کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور کشادگیوں کو بند کرو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمھارے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔(26)

---

(23) جامع الترمذي، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء في الجماعۃ... إلخ، الحدیث: ۲۲۰، ج۱، ص۲۵۹

وسنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب في الجمع في المسجد مرتین، الحدیث: ۵۷۴، ج۱، ص۲۳۷

(24) سنن ابن ماجہ، کتاب إقامۃ الصلوات... إلخ، باب الاثنان جماعۃ، الحدیث: ۹۷۲، ج۱، ص۵۱۷

(25) صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب الاستھام في الاذان، الحدیث: ۶۱۵، ج۱، ص۲۲۴

(26) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث أبي امامۃ الباھلي، الحدیث: ۲۲۳۲۶، ج۸، ص۲۹۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ دوسری سے مراد ساری پچھلی صفیں ہیں اور ہوسکتا ہے کہ خاص دوسری ہی صف ہی مراد ہے۔

۲؎ یعنی پہلی صف پر رب تعالٰی کی رحمتیں زیادہ ہیں اور بقیہ صفوں پر کم۔ صوفیانہ طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی رحمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنبش لب سے وابستہ ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول رحمت کی خبر دی تھی۔ جب تک پہلی صف کا ذکر فرمایا تو وہی رحمت الٰہی کی مستحق تھی اور جب دوسری کا نام بھی لے دیا تو اس نام لینے کی برکت سے وہ بھی رحمت کی مستحق ہوگئی۔

۳؎ پہلے عرض کیا جاچکا کہ صف سیدھی کرنے سے مراد ہے آگے پیچھے نہ ہونا اور کندھوں کے مقابلے سے مراد ہے اوپر نیچے نہ کھڑا ہونا، ہر شاہ و گدا کا ایک زمین پر کھڑا ہونا لہذا احکام میں تکرار نہیں۔

۴؎ یہ جملہ گزشتہ کی تفسیر ہے یعنی نماز میں اکڑے ہوئے مت کھڑے ہو جیسے کوئی تمہاری اصلاح کرے تو قبول کرلو۔

۵؎ تمہیں وسوسہ دلانے کے لیے، رب کی شان ہے کہ شیطان صف کی کشادگی میں سے گھس سکتا ہے مگر پاؤں کے درمیان سے نہیں ہر شے کی تاثیر علیحدہ ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۳۲۵)

حدیث ۲۵: بخاری کے علاوہ دیگر صحاح ستہ میں مروی، نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہما کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہماری صفیں تیر کی طرح سیدھی کرتے یہاں تک کہ خیال فرمایا کہ اب ہم سمجھ لیے، پھر ایک دن تشریف لائے اور کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر کہیں کہ ایک شخص کا سینہ صف سے نکلا دیکھا، فرمایا: اے اللہ (عزوجل) کے بندو! صفیں برابر کرو یا تمھارے اندر اللہ تعالٰی اختلاف ڈال دے گا۔ (27) بخاری نے بھی اس حدیث کے جزاخیر کو روایت کیا۔

حدیث ۲۶: بخاری و مسلم و ابن ماجہ وغیرہم انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: صفیں برابر کرو کہ صفیں برابر کرنا، تمام نماز سے ہے۔ (28)

حدیث ۲۷: امام احمد و ابوداود و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو صف کو ملائے گا، اللہ تعالٰی اسے ملائے گا اور جو صف کو قطع کریگا، اللہ تعالٰی اسے قطع

---

(27) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف... إلخ، الحدیث: ۱۲۸۔(۴۳۶)، ص۲۳۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ انصاری ہیں اور نوعمر صحابی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے چودہ مہینہ بعد پیدا ہوئے، بعد ہجرت انصار میں سب سے پہلے آپ پیدا ہوئے اور مہاجرین میں عبداللہ ابن زبیر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر آٹھ سال سات مہینے تھی۔

۲۔ یعنی نمازیوں کے کندھے پکڑ پکڑ کر آگے پیچھے کرتے تھے تاکہ صف بالکل سیدھی ہوجاوے۔ خیال رہے کہ تیر کی لکڑی کو پَر اور پیکان لگنے سے پہلے قدح کہتے ہیں اور اس کے لگنے کے بعد سہم، قدح نہایت سیدھی کی جاتی ہے اسے سیدھا کرنے کے لیے نہایت سیدھی لکڑی لیتے ہیں، جس کے برابر قدح کو لیتے ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو ایسا سیدھا کرتے تھے جیسے قدح سیدھی کرنے والی لکڑی ۱۲

۳۔ تب آپ نے کندھے پکڑ کر سیدھا کرنا چھوڑ دیا، صرف زبان شریف سے سیدھا کرنے کی ہدایت فرمادیتے تھے ۱۲

۴۔ یعنی اگر تمہاری نماز کی صفیں ٹیڑھی رہیں تو تم میں آپس میں اختلاف اور جھگڑے پیدا ہوجائیں گے، شیرازہ بکھر جائے گا یا تمہارے دل ٹیڑھے ہوجائیں گے کہ ان میں سوز و گداز، درد، خشوع خضوع نہ رہے گا یا اندیشہ ہے کہ تمہاری صورتیں مسخ ہوجائیں جیسے گزشتہ قوموں پر عذاب آئے تھے، یعنی یہاں وجہ بمعنی ذات ہے یا بمعنی چہرہ۔ خیال رہے کہ عام مسخ وغیرہ ظاہر عذاب، حضور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے بند ہوگئے لیکن خاص مسخ وغیرہ اب بھی ہوسکتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۳۰۹)

(28) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف... إلخ، الحدیث: ۴۳۳، ص۲۳۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی رب تعالٰی نے جو فرمایا: "یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ" یا فرمایا "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ"۔ اس سے مراد ہے نماز صحیح پڑھنا اور نماز صحیح پڑھنے میں صف کا سیدھا کرنا بھی داخل ہے کہ اس کے بغیر نماز ناقص ہوتی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۳۱۱)

کروے گا۔(29) حاکم نے کہا بر شرط مسلم یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث ۲۸: مسلم و ابو داود و نسائی و ابن ماجہ جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کیوں نہیں اس طرح صف باندھتے ہو جیسے ملائکہ اپنے رب کے حضور باندھتے ہیں، عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس طرح ملائکہ اپنے رب کے حضور صف باندھتے ہیں؟ فرمایا: اگلی صفیں پوری کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔(30)

حدیث ۲۹: امام احمد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں جو صفیں ملاتے ہیں۔(31) حاکم نے کہا، یہ حدیث بشرط مُسلم صحیح ہے۔

حدیث ۳۰: ابن ماجہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں: جو کشادگی کو بند کرے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرمائے گا۔(32) اور طبرانی کی روایت میں اتنا اور بھی ہے کہ اس کے لیے جنت میں اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک گھر بنائے گا۔(33)

حدیث ۳۱: سنن ابو داود و نسائی و صحیح ابن خزیمہ میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صف کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جاتے اور ہمارے مونڈھے یا سینے پر ہاتھ

---

(29) سنن النسائي، کتاب الامامة، باب من وصل صفاً، الحدیث: ۸۱۶، ص ۱۴۳

(30) صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الامر بالسکون في الصلاة... إلخ، الحدیث: ۴۳۰، ص ۲۲۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ہم مسجد میں الگ الگ حلقے بنائے بیٹھے تھے ہر شخص اپنے دوستوں کے ساتھ الگ حلقے میں تھا تب آپ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ مسجدوں میں یہ امتیازات مٹادو، یہ واقعہ جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے پیش آیا تھا جیسا کہ باب الجمعہ میں آئے گا۔ خیال رہے کہ عزین جمع عزۃ کی ہے، بمعنی جماعت۔

۲۔ یعنی مسجد میں صفیں بنا کر بیٹھا کرو تاکہ تم فرشتوں کے مشابہ ہو جاؤ۔ خیال رہے کہ ملائکہ مقربین تو ہمیشہ سے صفیں باندھے رب کی عبادتیں کررہے ہیں اور مدبرات امر اپنی ڈیوٹیوں سے فارغ ہو کر صفیں بنا کر عبادتیں کرتے ہیں بعض زمین پر، بعض آسمان پر، بعض عرش اعظم کے پاس جس کی تحقیق ان شاء اللہ آئندہ کی جائے گی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۱۵)

(31) المستدرک للحاکم، کتاب الامامة... إلخ، باب من وصل صفاً وصله الله، الحدیث: ۸۰۶، ج ۱، ص ۴۷۰

(32) سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلاة... إلخ، باب اقامة الصفوف، الحدیث: ۹۹۵، ج ۱، ص ۵۲۷

(33) المعجم الاوسط للطبراني، باب المیم، الحدیث: ۵۷۹۷، ج ۴، ص ۲۲۵

پھیرتے اور فرماتے: مختلف کھڑے نہ ہو کہ تمھارے دل مختلف ہو جائیں گے۔(34)

حدیث ۳۲ تا ۳۴: طبرانی ابن عمر سے اور ابو داود براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ فرماتے ہیں: اس قدم سے بڑھ کر کسی قدم کا ثواب نہیں، جو اس لیے چلا کہ صف میں کشادگی کو بند کرے۔(35) اور بزار باسناد حسن ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ جو صف کی کشادگی بند کرے، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔(36)

حدیث ۳۵: ابو داود و ابن ماجہ باسناد حسن ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں: اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے صف کے دہنے والوں پر دُرود بھیجتے ہیں۔(37)

حدیث ۳۶: طبرانی کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو مسجد کی بائیں جانب کو اس لیے آباد کرے کہ اُدھر لوگ کم ہیں، اسے دُونا ثواب ہے۔(38)

---

(34) صحیح ابن خزیمۃ، باب ذکر صلوات الرب وملائکتہ... إلخ، الحدیث: ۱۵۵۶، ج ۳، ص ۲۶

(35) المعجم الاوسط للطبراني، باب المیم، الحدیث: ۵۲۴۰، ج ۴، ص ۶۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ یعنی اگلی صف کے نمازیوں کے لیے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نزول رحمت فرماتا ہے، رب فرماتا ہے: "هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ"۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور نوعیت کا ہے اور نمازیوں پر اور نوعیت کا، لہٰذا اس آیت و حدیث سے یہ لازم نہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہو جائیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی قرآن میں "يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" فرمایا اور ہمارے لیے بھی يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ ارشاد ہوا جیسا کہ چکڑالویوں نے سمجھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتوں کی بارشیں ہو رہی ہیں اور ہم پر چھینٹا ہے۔

۲ـ معلوم ہوا کہ پیاری جگہ جانے کے لیے قدم بھی اللہ کو پیارے ہیں، خوش نصیب ہیں وہ جو ان قدموں سے حرمین شریفین جائیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۱۹)

(36) مسند البزار، مسند أبي جحيفة، الحدیث: ۴۲۳۲، ج ۱۰، ص ۱۵۹

(37) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب من یستحب أن یلي الامام في الصف... إلخ، الحدیث: ۶۷۶، ج ۱، ص ۲۶۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ پہلی صف والوں پر عمومی رحمت تھی اور داہنی صف والوں پر خصوصی رحمت ہے، پھر صف اول کے داہنے والوں پر اور زیادہ خاص رحمت ہے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں رب کی رحمتیں لاکھوں قسم کی ہیں۔ خیال رہے کہ داہنی صف پر رحمت اس وقت آئے گی جب بائیں طرف بھی نمازی برابر ہوں اگر سارے نمازی داہنی طرف ہی کھڑے ہو جائیں بائیں طرف کوئی نہ ہو یا تھوڑے ہوں تو یہ داہنے والے ناراضی الٰہی کے مستحق ہوں گے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۲۰)

(38) المعجم الکبیر للطبراني، الحدیث: ۱۱۴۵۹، ج ۱۱، ص ۱۵۲

حدیث ۳۷: مسلم و ابو داود و ترمذی ونسائی، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: مردوں کی سب صفوں میں بہتر پہلی صف ہے اور سب میں کم تر پچھلی اور عورتوں کی سب صفوں میں بہتر پچھلی ہے اور کم تر پہلی۔ (39)

حدیث ۳۸ و ۳۹: ابو داود و ابن خزیمہ و ابن حبان ام المؤمنین صدیقہ سے اور مسلم و ابو داود ونسائی و ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ہمیشہ صف اوّل سے لوگ پیچھے ہوتے رہیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے مؤخر کر کے، نار میں ڈال دے گا۔ (40)

حدیث ۴۰: ابو داود، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: صف مقدم کو پورا کرو پھر اس کو جو اس کے بعد ہو، اگر کچھ کمی ہو تو پچھلی میں ہو۔ (41)

حدیث ۴۱: ابو داود عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: عورت کا دالان میں نماز پڑھنا، صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری میں دالان سے بہتر ہے۔ (42)

حدیث ۴۲: ترمذی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ہر آنکھ

---

(39) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف... إلخ، الحدیث: ۴۴۰، ص ۲۳۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ کیونکہ مردوں کی پہلی صف امام سے قریب ہوگی، اس کے حالات دیکھے گی، اس کی قرأت سنے گی، عورتوں سے دور رہے گی اور عورتوں کی آخری صف میں پردہ حجاب زیادہ ہوگا، مردوں سے دور ہوگی، بعض منافقین آخری صف میں کھڑے ہوتے اور بحالت رکوع جھانکتے تھے ہوسکتا ہے کہ یہاں ان کی طرف اشارہ ہو، اس صورت میں لفظ شر اپنے ظاہری معنی پر ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۲۱۶)

(40) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب صف النساء، الحدیث: ۶۷۹، ج ۱، ص ۲۶۹

(41) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف، الحدیث: ۶۷۱، ج ۱، ص ۲۶۷

(42) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب التشدید في ذالک، الحدیث: ۵۷۰، ج ۱، ص ۲۳۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہاں حجرے سے مراد صحن ہے کیونکہ اس کی طرف حجرے کے دروازے ہوتے ہیں اس لیے مجازاً اسے حجرہ کہہ دیا گیا ۱۲

۲۔ مخدع سامان کی کوٹھڑی کو کہتے ہیں یہ خدع سے ہے، بمعنی چھپانا اور بیت رہنے کی کوٹھڑی کو کہتے ہیں بیتوتت سے ہے، بمعنی شب گزارنا، سامان کی کوٹھڑی دوسری کوٹھڑی کے پیچھے ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ عورت کے لیے پردہ بہت اعلیٰ ہے لہٰذا جس قدر پردے میں نماز پڑھے گی اسی قدر بہتر ہوگا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۲۸۷)

زنا کرنے والی ہے (یعنی جو اجنبی کی طرف نظر کرے) اور بے شک عورت عطر لگا کر مجلس میں جائے، تو ایسی اور ایسی ہے، یعنی زانیہ ہے۔(43) ابو داود و نسائی میں بھی اسی کے مثل ہے۔

حدیث ۴۴: صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: تم میں سے عقل مند لوگ میرے قریب ہوں پھر وہ جو اُن کے قریب ہوں (اسے تین بار فرمایا) اور بازاروں کی چیخ پکار سے بچو۔(44)

❀❀❀❀❀

(43) جامع الترمذي، کتاب الادب، باب ماجاء في کراهية خروج المرأة معطرة، الحديث: ۲۷۹۵، ج۴، ص۳۶۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی جو آنکھ ارادۃً اجنبی عورت کو دیکھے وہ زانیہ ہے، کیونکہ آنکھ کا زنا نظر بد ہے اور یہ بڑے زنا کا ذریعہ ہے۔

۲۔ کیونکہ وہ اس خوشبو کے ذریعہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہے، چونکہ اسلام نے زنا کو حرام کیا اس لیے زنا کے اسباب سے روکا، طاعون سے بچنے کے لیے چوہے مارے جاتے ہیں۔ بخار روکنے کے لیے زکام دفع کیا جاتا ہے، فی زمانہ چونکہ زنا عیب نہیں سمجھا جاتا ہے اس لیے اسباب زنا بھی شائع ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۲۸۹)

(44) صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف... إلخ، الحدیث: ۱۲۳۔(۴۳۲)، ص۲۳۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی مسجدوں میں بازاروں کا سا شور نہ کرو ادب اور خاموشی سے بیٹھو یا بازاروں کی طرح چھوٹے بڑے مل کر نہ بیٹھو بلکہ یہاں فراق مراتب کرو کہ علماء، عوام، بچے، عورتیں چھٹ کر اپنے اپنے مقام پر بیٹھیں۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ بلاضرورت بازاروں میں نہ جاؤ اور وہاں شور نہ مچاؤ، اس صورت میں علیحدہ حکم ہوگا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۳۱۳)

جماعت کے مسائل

احکام فقہیہ: عاقل، بالغ، حر، قادر پر جماعت واجب ہے، بلاعذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے، تو فاسق مردود الشہادۃ اور اس کو سخت سزا دی جائے گی، اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔ (1)

مسئلہ ۱: جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سُنت کفایہ کہ محلہ کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے بُرا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کر لی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہوگئی اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے، نوافل اور علاوہ رمضان کے وتر میں اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔ تداعی کے یہ معنی ہیں کہ تین سے زیادہ مقتدی ہوں۔ سورج گہن میں جماعت سنت ہے اور چاند گہن میں تداعی کے ساتھ مکروہ۔ (2)

مسئلہ ۲: جماعت میں مشغول ہونا کہ اس کی کوئی رکعت فوت نہ ہو، وضو میں تین تین بار اعضا دھونے سے بہتر ہے اور تین تین بار اعضا دھونا تکبیرۂ اُولیٰ پانے سے بہتر یعنی اگر وضو میں تین تین بار اعضا دھوتا ہے تو رکعت جاتی رہے گی، تو افضل یہ ہے کہ تین تین بار نہ دھوئے اور رکعت نہ جانے دے اور اگر جانتا ہے کہ رکعت تو مل جائے گی، مگر تکبیرۂ اُولیٰ نہ ملے گی تو تین تین بار دھوئے۔ (3)

مسئلہ ۳: مسجدِ محلہ میں جس کے لیے امام مقرر ہو، امام محلہ نے اذان و اقامت کے ساتھ بطریق مسنون جماعت پڑھ لی ہو تو اذان و اقامت کے ساتھ ہیأت اُولیٰ پر دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے اور اگر بے اذان جماعتِ ثانیہ ہوئی، تو حرج نہیں جب کہ محراب سے ہٹ کر ہو اور اگر پہلی جماعت بغیر اذان ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر جماعت قائم کی جائے اور یہ جماعت جماعتِ ثانیہ نہ ہوگی۔ ہیأت بدلنے کے لیے امام کا محراب سے دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہونا کافی ہے، شارع عام کی مسجد جس میں لوگ جوق جوق آتے اور پڑھ کر چلے جاتے

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: شروط الامامۃ الکبریٰ، ج ۲، ص ۳۴۰
وغنیۃ المتملي، فصل في الامامۃ وفیھا مباحث، ص ۵۰۸

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب في شروط الامامۃ الکبریٰ، ج ۲، ص ۳۴۱
والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن عشر في الصلاۃ الکسوف، ج ۱، ص ۱۵۲

(3) صغیری، فصل في مسائل شتی، ص ۳۰۶

ہیں یعنی اس کے نمازی مقرر نہ ہوں، اس میں اگرچہ اذان و اقامت کے ساتھ جماعت ثانیہ قائم کی جائے کوئی حرج نہیں، بلکہ یہی افضل ہے کہ جو گروہ آئے نئی اذان و اقامت سے جماعت کرے، یوہیں اسٹیشن و سرائے کی مسجدیں۔(4)

مسئلہ ۴: جس کی جماعت جاتی رہی اس پر یہ واجب نہیں کہ دوسری مسجد میں جماعت تلاش کر کے پڑھے، ہاں مستحب ہے، البتہ جس کی مسجد حرم شریف کی جماعت فوت ہوئی، اس پر مستحب بھی نہیں کہ دوسری جگہ تلاش کرے۔(5)

مسئلہ ۵: (۱) مریض جسے مسجد تک جانے میں مُشقت ہو۔

(۲) اپاہج۔

(۳) جس کا پاؤں کٹ گیا ہو۔

(۴) جس پر فالج گرا ہو۔

(۵) اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہے۔

(٦) اندھا اگرچہ اندھے کے لیے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے۔

(۷) سخت بارش اور

(۸) شدید کیچڑ کا حائل ہونا۔

(۹) سخت سردی۔

(۱۰) سخت تاریکی۔

(۱۱) آندھی۔

(۱۲) مال یا کھانے کے تلف (ضائع) ہونے کا اندیشہ۔

(۱۳) قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے۔

(۱۴) ظالم کا خوف۔

(۱۵) پاخانہ۔

(۱٦) پیشاب۔

(۱۷) ریاح کی حاجت شدید ہے۔

---

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب في تکرار الجماعۃ في المسجد، ج ۲، ص ۳۴۲۔۳۴۴، وغیرہما

(5) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۴۷۔۳۴۹

(۱۸) کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہو۔

(۱۹) قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہے۔

(۲۰) مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لیے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا، یہ سب ترک جماعت کے لیے عذر ہیں۔(6)

مسئلہ ٦: عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں، دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین، خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیاں، یوہیں وعظ کی مجالس میں بھی جانا ناجائز ہے۔(7)

---

(6) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۴۷۔۳۴۹

(7) المرجع السابق، ص ۳٦۷

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داؤد میں اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا ارشاد اپنے زمانہ میں تھا: لو ادرك رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد کما منعت نساء نبی اسرائیل ۲؎۔ اگر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انھیں مسجد سے منع نہ فرمادیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کردی گئیں۔

(۲؎ صحیح مسلم، باب خروج النساء الی المساجد، نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۱۸۳)

پھر تابعین ہی کے زمانے سے ائمہ نے ممانعت شروع فرمادی، پہلے جوان عورتوں کو پھر بوڑھیوں کو بھی، پہلے دن میں پھر رات کو بھی، یہاں تک کہ حکم ممانعت عام ہوگیا، کیا اس زمانے کی عورتیں گربے والیوں کی طرح گانے ناچنے والیاں یا فاحشہ دلالہ تھیں اب صالحات ہیں یا جب فاحشات زائد تھیں اب صالحات زیادہ ہیں یا جب فیوض وبرکات نہ تھے اب ہیں یا جب کم تھے اب زائد ہیں، حاشہ بلکہ قطعاً یقیناً اب معاملہ بالعکس ہے۔ اب اگر ایک صالحہ ہے تو جب ہزار تھیں، جب اگر ایک فاسقہ تھی اب ہزار ہیں، اب اگر ایک حصہ فیض ہے جب ہزار حصے تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: لا یأتی عام الا والذی بعدہ شر منه ۳؎۔ جو سال بھی آئے اس کے بعد والا اس سے برا ہی ہوگا۔ (۳؎ صحیح البخاری، باب الا یأتی الزمان الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۴۷)

(فتح الباری شرح البخاری باب الا یأتی الزمان الخ، دارالمعرفۃ بیروت، ۱۳/ ۱۷)

بلکہ عنایہ امام اکمل الدین بابرتی میں ہے کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے عورتوں کو مسجد سے منع فرمایا، وہ ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس شکایت لے گئیں، فرمایا: اگر زمانہ اقدس میں حالت یہ ہوتی حضور عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔ حیث قال ولقد نهی عمر رضی الله تعالی عنه النساء عن الخروج الی المساجد فشکون الی عائشة رضی الله تعالی عنها فقالت لو علم النبی صلی الله تعالی علیه وسلم ما علم عمر ما اذن لکن فی الخروج ۱؎۔ وہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عورتوں کو مسجد جانے سے روک دیا، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس شکایت لے کر گئیں، انھوں نے فرمایا: اگر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یہ دیکھتے جو حضرت عمر نے دیکھا تو وہ بھی مسجد جانے کی ←

مسئلہ ۷: جس گھر میں عورتیں ہی عورتیں ہوں، اس میں مرد کو ان کی امامت ناجائز ہے، ہاں اگر ان عورتوں میں

اجازت نہ دیتے۔ (۱ـ العنایہ علی ھامش فتح القدیر، باب الامامۃ، نوریہ رضویہ سکھر، ۱/۳۱۷)

پھر فرمایا:

فاجتمع به علماؤنا و منعوا الشواب عن الخروج مطلقا امام العجائز فمنهن ابوحنيفة رضي الله تعالى عنه عن الخروج في الظهر والعصر دون الفجر والمغرب والعشاء والفتوى اليوم على كراهة حضور هن في الصلوات كلها الظهور الفساد ۲ـ۔

اسی سے ہمارے علماء نے استدلال کیا، اور جوان عورتوں کو جانے سے مطلقاً منع فرمایا۔ رہ گئیں بوڑھی عورتیں، ان کے لیے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر وعصر میں جانے سے ممانعت اور فجر، مغرب اور عشاء میں اجازت رکھی، اور آج فتویٰ اس پر ہے کہ تمام نمازوں میں ان کی بھی حاضری منع ہے اس لیے کہ خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ (۲ـ العنایہ علی ھامش فتح القدیر، باب الامامۃ، نوریہ رضویہ سکھر، ۱/۳۱۷)

اسی عینی جلد سوم میں آپ کی عبارت منقولہ سے ایک صفحہ پہلے ہے:

وقال ابن مسعود رضي الله تعالى عنه المراة عورة واقرب ماتكون الى الله في قعربيتها فاذا خرجت استشرفها الشيطان وكان ابن عمر رضي الله تعالى عنهما يقوم يحصب النساء يوم الجمعة يخرجهن من المسجد وكان ابراهيم يمنع نساءه الجمعة والجماعة ۳ـ۔

یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں عورت سراپا شرم کی چیز ہے۔ سب سے زیادہ اللہ عزوجل سے قریب اپنے گھر کی تہ میں ہوتی ہے اور جب باہر نکلے شیطان اس پر نگاہ ڈالتا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعہ کے دن کھڑے ہو کر کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالتے۔ اور امام ابراہیم نخعی تابعی استاذ الاستاذ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مستورات کو جمعہ وجماعات میں نہ جانے دیتے۔ (۳ـ عمدۃ القاری شرح البخاری، باب خروج النساء الی المساجد، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت، ۶/۱۵۷)

جب ان خیر کے زمانوں میں ان عظیم فیوض وبرکات کے وقتوں میں عورتیں منع کر دی گئیں، اور کاہے سے، حضور مساجد وشرکت جماعات سے، حالانکہ دین متین میں ان دونوں کی شدید تاکید ہے۔ تو کیا ان ازمنہ شرور میں ان قلیل یا موہوم فیوض کے حیلے سے عورتوں کو اجازت دی جائے گی، وہ بھی کاہے کی، زیارت قبور کو جانے کی، جو شرعا موکد نہیں، اور خصوصا ان میلوں کھیلوں میں جو خدا ناترسوں نے مزارات کرام پر نکال رکھے ہیں، یہ کس قدر شریعت مطہرہ سے منافقت ہے۔ شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جب مصلحت پر سلب مفسدہ کو مقدم رکھتی ہے درء المفاسد اھم جلب المصالح (خرابیوں کے اسباب دور کرنا خوبیوں کے اسباب حاصل کرنے سے زیادہ اہم ہے۔ ت) جبکہ مفسدہ اس سے بہت کم تھا، اس مصلحت عظیمہ سے ائمہ دین امام اعظم وصاحبین ومن بعدہم نے روک دیا، اور عورتوں کی مسلیں نہ بنائیں کہ صالحات جائیں، فاسقات نہ آئیں، بلکہ ایک حکم عام دیا جسے آپ ایک پھانسی میں لٹکانا فرما رہے ہیں، کیا انھوں نے یہ آیتیں نہ سنی تھیں افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا ۱ـ الم نجعل المتقین کالفجار ۲ـ۔ کیا جو ایمان والا ہے وہ اس کی طرح ہوگا جو نافرمان ہے؟ یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں؟ (۱ـ القرآن، ۳۲/۱۸) (۲ـ القرآن، ۳۸/۲۸)

←

اس کی نسبی محارم ہوں یا بی بی یا وہاں کوئی مرد بھی ہو، تو ناجائز نہیں۔(8)

مسئلہ ۸: اکیلا مقتدی مرد اگرچہ لڑکا ہو امام کی برابر دہنی جانب کھڑا ہو، بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے، دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں، برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، دو سے زائد کا امام کی برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی۔(9)

مسئلہ ۹: دو مقتدی ہیں ایک مرد اور ایک لڑکا تو دونوں پیچھے کھڑے ہوں، اگر اکیلی عورت مقتدی ہے تو پیچھے کھڑی ہو، زیادہ عورتیں ہوں جب بھی یہی حکم ہے، دو مقتدی ہوں ایک مرد ایک عورت تو مرد برابر کھڑا ہو اور عورت پیچھے، دو مرد ہوں ایک عورت تو مرد امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور عورت ان کے پیچھے۔(10)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص امام کی برابر کھڑا ہو اور پیچھے صف ہے، تو مکروہ ہے۔(11)

مسئلہ ۱۱: امام کی برابر کھڑے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مقتدی کا قدم امام سے آگے نہ ہو یعنی اس کے پاؤں کا گٹا اُس کے گِٹے سے آگے نہ ہو، سر کے آگے پیچھے ہونے کا کچھ اعتبار نہیں، تو اگر امام کی برابر کھڑا ہوا اور چونکہ مقتدی امام سے دراز قد ہے لہٰذا سجدے میں مقتدی کا سر امام سے آگے ہوتا ہے، مگر پاؤں کا گٹا گِٹے سے آگے نہ ہو تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر مقتدی کے پاؤں بڑے ہوں کہ اُنگلیاں امام سے آگے ہیں جب بھی حرج نہیں، جب کہ گٹا آگے نہ ہو۔(12)

مسئلہ ۱۲: اشارے سے نماز پڑھتا ہو تو قدم کی محاذات معتبر نہیں، بلکہ شرط یہ ہے کہ اس کا سر امام کے سر سے آگے نہ ہو اگرچہ مقتدی کا قدم امام سے آگے ہو، خواہ امام رکوع وسجود سے پڑھتا ہو یا اشارے سے، بیٹھ کر یا لیٹ کر قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر اور اگر امام کروٹ پر لیٹ کر اشارے سے پڑھتا ہو تو سر کی محاذات نہیں لی جائے گی، بلکہ شرط یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے لیٹا ہو۔(13)

تو اب کہ مفسدہ جب سے بہت اشد ہے۔اس مصلحت قلیل سے روکنا کیوں لازم ہوگا، اور عورتوں کی قسمیں کیونکر چھانٹی جائیں گی۔
(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص۵۴۹۔۵۵۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(8) المرجع السابق، ص۳٦۸

(9) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج۲، ص۳۷۰

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۸۔

والبحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، ج۱، ص٦۱۸

(11) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج۲، ص۳۷۰

(12) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: إذا صلی الشافعي... إلخ، ج۲، ص۳٦۸

(13) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: إذا صلی الشافعي... إلخ، ج۲، ص۳٦۹

مسئلہ ۱۳: مقتدی اگر ایک قدم پر کھڑا ہے تو محاذات میں اسی قدم کا اعتبار ہے اور دونوں پاؤں پر کھڑا ہوا اگر ایک برابر ہے اور ایک پیچھے، تو صحیح ہے اور ایک برابر ہے اور ایک آگے، تو نماز صحیح نہ ہونا چاہیے۔ (14)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص امام کی برابر کھڑا تھا پھر ایک اور آیا تو امام آگے بڑھ جائے اور وہ آنے والا اس مقتدی کی برابر کھڑا ہو جائے یا وہ مقتدی پیچھے ہٹ آئے خود یا آنے والے نے اس کو کھینچا، خواہ تکبیر کے بعد یا پہلے یہ سب صورتیں جائز ہیں، جو ہو سکے کرے اور سب ممکن ہیں تو اختیار ہے، مگر مقتدی جبکہ ایک ہو تو اس کا پیچھے ہٹنا افضل ہے اور دو ہوں تو امام کا آگے بڑھنا، اگر مقتدی کے کہنے سے امام آگے بڑھا یا مقتدی پیچھے ہٹا اس نیت سے کہ یہ کہتا ہے اس کی مانوں، تو نماز فاسد ہو جائے گی اور حکم شرع بجالانے کے لیے ہو، کچھ حرج نہیں۔ (15)

مسئلہ ۱۵: مرد اور بچے اور خنثیٰ (ہیجڑا) اور عورتیں جمع ہوں تو صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے مردوں کی صف ہو پھر بچوں کی پھر خنثیٰ کی پھر عورتوں کی اور بچہ تنہا ہو تو مردوں کی صف میں داخل ہو جائے۔ (16)

مسئلہ ۱۶: صفیں مل کر کھڑی ہوں کہ بیچ میں کشادگی نہ رہ جائے اور سب کے مونڈھے برابر ہوں۔ (17)

(14) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: اذا صلی الشافعی... الخ، ج ۲، ص ۳۷۰

(15) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: ھل الاساءۃ... الخ، ج ۲، ص ۳۷۰، وغیرہ

(16) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۷۷

(17) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

قول وباللہ التوفیق ظاہر ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ تقدم ہمیشہ یونہی تھا کہ صف کے لئے پوری جگہ عطا فرماتے نہ وہ ناقص وتاصر تقدم جو سوال میں مذکور ہوا۔ دلیل واضح اس پر یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکمیل صف کا نہایت اہتمام فرماتے اور اس میں کسی جگہ فرجہ چھوڑنے کو سخت ناپسند فرماتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ارشاد ہوتا: اقیموا صفوفکم وتراصوا فانی ازکم من وراء ظھری ۲۔ اپنی صفیں سیدھی کرو اور ایک دوسرے سے خوب مل کر کھڑے ہو کہ بیشک میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (۲؎ صحیح البخاری، باب الزاق المنکب بالمنکب الخ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۱۰۰)

(سنن النسائی، احث الامام علی رص الصفوف والمقاربۃ بینھا، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور، ۱/ ۹۳)

اخرجہ البخاری والنسائی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومسلم بلفظ اتموا الصفوف فانی ازکم خلف ظھری ۱؎

اسے بخاری اور نسائی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور مسلم شریف میں ان الفاظ سے ہے: اپنی صفیں مکمل کرو کیونکہ میں اپنی پشت کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ (۱؎ صحیح مسلم، باب تسویۃ الصفوف الخ، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱/ ۱۸۲)

دوسری حدیث میں ہے:

←

....

سدوا الخلل فان الشیطان یدخل فیما بینکم بمنزلة الحذف ۲؎۔ رواہ الامام احمد عن امامة الباھلی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

یعنی صف چھدری نہ رکھو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی وضع پر اس چھوٹی ہوئی جگہ میں داخل ہوتا ہے۔ اسے امام احمد نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ (۲؎ مسند احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ، مطبوعہ دارالفکر بیروت،، ۵ / ۲۶۲)

اور یہ مضمون حدیث انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بالفاظ عدیدہ مروی ہوا امام احمد بسند صحیح ان سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:

راصوا الصفوف فان الشیاطین تقوم فی الخلل ۳؎۔

یعنی صفیں خوب گھنی رکھو جیسے رانگ سے درزیں بھر دیتے ہیں کہ فرجہ رہتا ہے تو اس میں شیطان کھڑا ہوتا ہے۔

(۳؎ مسند احمد بن حنبل، از مسند انس رضی اللہ تعالٰی عنہ،، مطبوعہ دارالفکر بیروت،، ۳ / ۱۵۴)

نسائی کی روایت صحیحہ میں ہے:

راصوا صفوفکم وقاربوا بینھا وحاذوا بالاعناق فوالذی نفس محمد بیدہ انی لاری الشیطین تدخل من خلل الصف کانھا الحذف ۴؎۔

اپنی صفیں خوب گھنی اور پاس پاس کرو اور گردنیں ایک سیدھ میں رکھو کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے بیشک میں شیاطین کو رخنہ صف میں داخل ہوتے دیکھتا ہوں گویا وہ بھیڑ کے بچے ہیں۔

(۴؎ سنن النسائی، حث الامام علی رص الصفوف الخ،، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور،، ۱ / ۹۳)

ابوداؤد طیالسی کی روایت میں یوں ہے:

اقیموا صفوفکم وتراصوا فوالذی نفسی بیدہ انی لاری الشیاطین بین صفوفکم کانھا غنم عفر ۱؎۔

اپنی صفیں سیدھی کرو اور ایک دوسرے سے خوب مل کر کھڑے ہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک میں شیاطین کو تمہاری صفوں میں دیکھتا ہوں گویا وہ بکریاں ہیں بھکسے رنگ کی۔ (۱؎ مسند ابوداؤد الطیالسی، حدیث ۱۰۷ ۲، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت،، ص ۲۸۲)

فائدہ: بھیڑ بکری کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اکثر دیکھا ہے کہ جہاں چند آدمی کھڑے دیکھے اور دو شخصوں کے بیچ میں کچھ فاصلہ پایا وہ اس فرجہ میں داخل ہو کر اِدھر سے اُدھر نکلتے ہیں یوں ہی شیطان جب صف میں جگہ خالی پاتا ہے دلوں میں وسوسہ ڈالنے کو آگھستا ہے اور بھکسے رنگ کی تخصیص شاید اس لئے ہے کہ حجاز کی بکریاں اکثر اسی رنگ کی ہیں یا شیاطین اس وقت اسی شکل پر متشکل ہوئے۔ چوتھی حدیث میں اس تاکید شدید سے ارشاد فرمایا:

اقیموا الصفوف فانما تصفون بصفوف الملئکة وحاذوا بین المناکب وسدوا الخلل ولینوا فی ایدی اخوانکم ولا تذروا فرجات للشیاطین ومن وصل صفا وصلہ اللہ ومن قطع صفا قطعھا اللہ ۲؎۔

یعنی صفیں درست کرو کہ تمہیں تو ملائکہ کی سی صف بندی چاہئے اور اپنے شانے سب ایک سیدھ میں رکھو اور صف کے رخنے بند کرو ـــــہ

اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں نرم ہوجاؤ اور صف میں شیطان کے لئے کھڑکیاں نہ چھوڑو اور جو صف کو وصل کرے اللہ اسے وصل کرے اور جو صف کو قطع کرے اللہ اسے قطع کرے۔ (۲۔ سنن ابوداؤد، باب تسویۃ الصفوف، مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور، ۱/۹۷)

(مسند احمد بن حنبل از مسند عبداللہ بن عمرو، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۲/۹۸)

رواہ الامام احمد وابوداؤد والطبرانی فی الکبیر والحاکم وابن خزیمۃ وصححاہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعند النسائی والحاکم عنہ بسند صحیح الفصل الاخیر اعنی من قولہ من وصل ۳؎ الحدیث۔

اسے امام احمد، ابوداؤد، طبرانی نے المعجم الکبیر میں، حاکم اور ابن خزیمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا اور ان دونوں نے اسے صحیح قرار دیا۔ نسائی اور حاکم نے انہی سے سند صحیح کے ساتھ آخری جملہ من وصل صفاً کو فصل کر کے روایت کیا ہے الحدیث۔

(۳؎ المستدرک علی الصحیحین، کتاب الصلوٰۃ من وصل صفا، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱/۲۱۳) (سنن النسائی، کتاب الامامۃ من وصل صفا، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور، ۱/۹۴)

ملائکہ کی صف بندی کا دوسری حدیث میں خود بیان آیا:

خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال الا تصفون کما تصف الملئکۃ عن ربہا فقلنا یارسول اللہ کیف تصف الملئکۃ عند ربہا قال یتمون الصف الاول ویتراصون فی الصف ۱؎۔ اخرجہ احمد ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باہر تشریف لاکر ارشاد فرمایا: ایسے صف کیوں نہیں باندھتے جیسے ملائکہ اپنے رب کے سامنے صف بستہ ہوتے ہیں۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ملائکہ اپنے رب کے حضور کیسی صف باندھتے ہیں: فرمایا: اگلی صف کو پورا کرتے ہیں اور صف میں خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اسے امام احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (۱؎ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، حدیث ۱۱۹ باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ الخ، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱/۱۸۱) (مسند احمد بن حنبل، حدیث جابر بن سمرہ، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۵/۱۰۱) (سنن ابوداؤد، باب تسویۃ الصفوف، مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور، ۱/۹۷) (سنن نسائی، حث الامام علی رص الصفوف الخ، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور، ۱/۹۳)

اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں نرم ہوجانا یہ کہ اگر اگلی صف میں کچھ فرجہ رہ گیا اور نیتیں باندھ لیں اب کوئی مسلمان آیا وہ اس فرجہ میں کھڑا ہونا چاہتا ہے مقتدیوں پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کرے تو انہیں حکم ہے کہ دب جائیں اور جگہ دے دیں تاکہ صف بھر جائے۔ فتح القدیر و بحرالرائق و مراقی الفلاح و درمختار وغیرہا میں ہے:

واللفظ للشرنبلالی قال بعد ایراد الحدیث الرابع وبهذا یعلم جهل من یستمسک عند دخول احد بجنبه فی الصف یظن انه ریاء بل هو اعانة علی ما امر به النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ۲؎۔

علامہ شرنبلالی نے چوتھی حدیث ذکر کرنے کے بعد یہ الفاظ کہے کہ اس حدیث سے اس شخص کی جہالت واضح ہوجاتی ہے جو ریاکاری کا ←

تصور کرتے ہوئے صف میں اپنی کسی جانب نمازی کو شامل ہونے سے روکتا ہو بلکہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی بجا آوری پر دوسرے کی مدد کرتا ہے۔

(۲۔ مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، فصل فی بیان احق بالامامۃ، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ص ۱۶۸)

اور نہایت یہ کہ اگر اگلی صف والوں نے فرجہ چھوڑا اور صف دوم نے بھی اس کا خیال نہ کیا مگر اپنی صف گھنی کرلی اور نیتیں بندھ گئیں حالانکہ ان پر لازم تھا کہ صف اول والوں نے بے اعتدالی کی تھی تو یہ پہلے اس کی تکمیل کرکے دوسری صف باندھتے، اب ایک شخص آیا اور اس نے صف اول کا رخنہ دیکھا اسے اجازت ہے کہ اس دوسری صف کو چیر کر جائے اور فرجہ بھر دے کہ صف دوم بے خیالی کرکے آپ تقصیروار ہے اور اس کا چیرنا روا۔ قنیہ و بحر الرائق و شرح نورالایضاح و درمختار وغیرہ میں ہے:

واللفظ لشرح التنویر لو وجد فرجۃ فی الاول لاالثانی لہ خرق الثانی لتقصیرھم ا۔

شرح تنویر کے الفاظ یہ ہیں اگر کسی نے صف اول میں رخنہ پایا حالانکہ دوسری میں نہ تھا تو اس کے لئے دوسری صف والوں کی کوتاہی کی وجہ سے دوسری صف کو چیرنا جائز ہوگا۔ (ا۔ درمختار، باب الامۃ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۸۴)

بحر میں: لاحرمۃ لہ لتقصیرھم ۲۔ (۲۔ بحرالرائق، باب الامۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/ ۳۵۴)

(دوسری صف والوں کی کوتاہی کی وجہ سے بعد میں آنے والے کو دوسری صف چیرنا جائز ہے)

یونہی اس رخنہ بندی کے لئے پچھلی صف کے نمازیوں کے آگے گزرنا جائز ہے کہ انہوں نے خود اس امر عظیم میں بے پروائی کرکے جس کا شرع میں اس درجہ اہتمام تھا اپنی حرمت ساقط کردی۔ قنیہ میں ہے:

قام فی اخر الصف فی المسجد وبینہ وبین الصفوف مواضع خالیۃ فللداخل ان یمر بین یدیہ لیصل الصفوف لانہ اسقط حرمۃ نفسہ فلا یاثم المار بین یدیہ ۳۔

ایک آدمی آخری صف میں کھڑا ہوگیا حالانکہ اس کے اور دوسری صفوں کے درمیان خالی جگہیں تھیں تو آنے والے نمازی کو اجازت ہے کہ وہ اس کے آگے سے گزر کر صف مکمل کرے کیونکہ آخر میں کھڑے ہونے والے نے اپنا احترام خود ختم کیا ہے لہٰذا اس کے سامنے سے گزرنے والا گنہگار نہیں ہوگا۔ (۳۔ القنیہ، باب فی السترۃ، مطبوعہ کلکتہ بھارت، ص ۳۹۸)

حدیث میں ہے:

من نظر الی فرجۃ فی صف فلیسدھا بنفسہ فان لم یفعل فمر مار فلیتخط علی رقبتہ فانہ لاحرمۃ لہ ۴۔
اخرجہ الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

یعنی جسے صف میں فرجہ نظر آئے وہ خود وہاں کھڑا ہوکر اسے بند کردے اگر اس نے نہ کیا اور دوسرا آیا تو وہ اس کی گردن پر قدم رکھ کر چلا جائے کہ اس کے لئے کوئی حرمت نہ رہی۔ اسے دیلمی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(۴۔ المعجم الکبیر، مروی از ابن عباس حدیث ۱۱۱۸۴، اور ۱۱۲۱۴ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۱/ ۱۰۵، ۱۱۳)

ف: مسند الفردوس مجھے دستیاب نہیں اور ماثور الخطاب سے یہ حدیث نہیں مل سکی۔ نذیر احمد سعیدی۔

یونہی اگر صف دوم میں کوئی شخص نیت باندھ چکا اس کے بعد اسے صف اول کا رخنہ نظر آیا تو اجازت ہے کہ عین نماز کی حالت میں چلے اور جا کر فرجہ بند کردے کہ یہ مشی قلیل حکم شرع کے امتثال کو واقع ہوئی، ہاں دو صف کے فاصلہ سے نہ جائے کہ مشی کثیر ہو جائے گی۔ علامہ ابن امیر الحاج حلیہ میں ذخیرہ سے ناقل:

ان کان فی الصف الثانی فرأی فرجۃ فی الاول فمشی الیہا لم تفسد صلاتہ لانہ مامور بالمراصۃ قال علیہ الصلاۃ والسلام تراصوا فی الصفوف ولو کان فی الصف الثالث تفسد ۱؎۔

اگر کوئی آدمی دوسری صف میں کھڑا تھا کہ اس نے پہلی میں رخنہ دیکھا اور وہ اسے پر کرنے کے لئے چلا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ نماز میں مل کر کھڑا ہونا حکم شرعی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: صفوں میں خوب مل کر کھڑا ہوا کرو۔ اور اگر نمازی تیسری صف میں تھا تو اب نماز فاسد ہو جائے گی۔ (۱؎ ردالمحتار بحوالہ الحلیہ، باب الامامۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/۴۲۱)

علامہ ابن عابدین ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

ظاہر التعلیل بامر انہ یطلب منہ المشی الیہا تامل ۲؎۔

امر کے ساتھ علت بیان کرنا بتا رہا ہے کہ اس نمازی سے رخنہ پر کرنے کا مطالبہ ہے تامل۔

(۲؎ ردالمحتار بحوالہ الحلیہ، باب الامامۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/۴۲۱)

ثم اقول وباللہ التوفیق یہ احکام فقہ وحدیث باعلٰی ندا منادی کہ وصل صفوف اور ان کی رخنہ بندی اہم ضروریات سے ہے اور ترک فرجہ ممنوع وناجائز، یہاں تک کہ اس کے دفع کو نمازی کے سامنے گزر جانے کی اجازت ہوئی جس کی بابت حدیثوں میں سخت نہی وارد تھی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیہ لکان ان یقف اربعین خیر الہ من ان یمر بین یدیہ ۳؎۔

اگر نمازی کے سامنے گزرنے والا جانتا کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو چالیس برس کھڑا رہنا اس گزر جانے سے اس کے حق میں بہتر تھا۔

(۳؎ صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب اثم المار بین یدی المصلی، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/۷۳)

اخرجہ الائمۃ احمد و الستۃ عن ابی جہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ قال الحافظ فی بلوغ المرام ووقع فی البزار من وجہ اٰخر اربعین خریفا ۱؎ قلت والاحادیث یفسر بعضہا بعضا۔

اسے امام احمد اور ائمہ ستہ نے حضرت ابو جہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ حافظ نے بلوغ المرام میں کہا کہ مسند بزار میں ایک اور سند سے مروی الفاظ یہ ہیں: چالیس سال، میں کہتا ہوں احادیث آپس میں ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں۔

(۱؎ بلوغ المرام مع مسک الختام، باب سترۃ المصلی، مطبوعہ مطبع نظامی کانپور (انڈیا)، ۱/۱۷۵)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

....

لویعلم احدکم مالہ فی ان یمر بین یدی اخیہ معترضا فی الصلاۃ کان لان یقیم مائۃ عام خیرلہ من الخطوۃ التی خطاھا [۲]۔ رواہ احمد وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اگر تم میں سے کوئی جان لے کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے پر کیا گناہ ہوتا ہے تو وہ اس ایک قدم چلنے سے سو سال تک کھڑے رہنے کو بہتر سمجھے گا۔ اسے امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۲۔ سنن ابن ماجہ، باب المرور بین یدی المصلی، مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور، ص ۶۸)

اس میں سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم رکھنے سے بہتر فرمایا۔

امام طحطاوی فرماتے ہیں: پہلے چالیس ارشاد ہوئے تھے پھر زیادہ تعظیم کے لئے سو ۱۰۰ (سال) فرمائے گئے۔

تیسری حدیث میں ہے:

لویعلم المار بین یدی المصلی لاحب ان ینکسر فخذہ ولا یمر بین یدیہ [۳]۔ رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن منقطعا۔

اگر نمازی کے آگے گزرنے والا دانش رکھتا ہو تو چاہتا اس کی ران ٹوٹ جائے مگر نمازی کے سامنے سے نہ گزرے۔ اسے ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں شیخ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن سے منقطع طور پر روایت کیا ہے۔

(۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ، من کان یکرہ ان یمر الرجل الخ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱/ ۲۸۲)

چوتھی حدیث میں ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا صلی احدکم الی شیئ یسترہ من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ھو شیطان [۴]۔

جب تم میں سے کوئی شخص سترہ کی طرف نماز پڑھتا ہو اور کوئی سامنے سے گزرنا چاہے تو اسے دفع کرے اگر نہ مانے تو اس سے قتال کرے کہ وہ شیطان ہے۔ (۴۔ صحیح البخاری، باب لیرد المصلی من مر بین یدیہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۷۳)

احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اسے احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ ایسا شدید امر جس پر یہ تشدیدیں اور سخت تہدیدیں ہیں اسی وقت روا رکھا گیا ہے جب دوسرا اس سے زیادہ اشد اور افسد تھا کما لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ت)

ایک دلیل اس وجوب اور فرجہ رکھنے کی کراہت تحریمی پر یہ ہے۔

دلیل دوم احادیث کثیرہ میں صیغہ امر کا وارد ہونا کما سمعت وما ترکت لیس باقل مما سردت (جیسا کہ تو نے سن لیا اور جن روایات کو میں نے ترک کردیا ہے وہ بیان کردہ سے کم نہیں ہیں۔ت) اس لئے ذخیرہ وحلیہ میں فرمایا: ←

انہ مامور بالمراصۃ ۱؎ (کیونکہ مل کر کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ت)

(۱؎ ردالمحتار بحوالہ حلیہ عن الذخیرۃ، باب الامامۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۲۱)

فتح القدیر و بحر الرائق وغیرہما میں فرمایا:

سدالفرجات المأمور بہا فی الصف ۲؎ (صف کے درمیانی رخنہ کو پر کرنے کا حکم ہے۔ت)

(۲؎ بحر الرائق، باب الامامۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۵۴)

اور اصول میں مبرہن ہو چکا ہے امر مفید وجوب ہے الا ان یصرف عنہ صارف (مگر اس صورت میں جب اس کے خلاف کوئی قرینہ ہو۔ت)

دلیل سوم علماء تصریح فرماتے ہیں کہ صف میں جگہ چھوٹی ہو تو اور مقام پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

فی الخانیۃ والدر المختار وغیرھما واللفظ للعلائی لو صلی علی رفوف المسجد ان وجد فی صحنہ مکانا کرہ کقیامہ فی صف خلف صف فیہ فرجۃ ۳؎۔

خانیہ، درمختار اور دیگر کتب میں ہے علائی کے الفاظ یہ ہیں اگر کسی نے رفوف مسجد میں نماز ادا کی حالانکہ صحن مسجد میں جگہ تھی تو مکروہ ہوگی جیسا کہ ایسی صف میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جو ایسی صف کے پیچھے ہو جس میں رخنہ تھا۔ (۳؎ درمختار، باب الامامۃ، مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۸۴)

اور کراہت مطلقہ سے مراد کراہت تحریم ہوتی ہے،

الا اذا دل دلیل علی خلافہ کما نص علیہ فی الفتح والبحر وحواشی الدر وغیرھما من تصانیف الکرام الغر۔

مگر جب اس کے خلاف دلیل موجود ہو جیسا کہ فتح، بحر، حواشی در اور دیگر تصانیف علماء عظام میں تصریح ہے۔

دلیل چہارم احادیث سابقہ میں حدیث رابع کے وعید شدید من قطع صفا قطعہ اللہ (جس نے صف قطع کی اللہ اسے قطع کرے گا۔ت) علامہ طحطاوی پھر علامہ شامی زیر عبارت مذکورہ درمختار فرماتے ہیں:

قولہ کقیامہ فی صف الخ ھل الکراھۃ فیہ تنزیھیۃ او تحریمیۃ ویرشد الی الثانی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام من قطع صفا قطعہ اللہ انتھی فافھم ۱؎۔ قولہ جیسا کہ کھڑا ہونا اس صف میں الخ اس میں کراہت تنزیہی ہے یا تحریمی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد من قطع اللہ الخ کراہت تحریمی کی طرف راہنمائی کرتا ہے انتہی فافہم

(۱؎ ردالمحتار، باب الامامۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۲۱)

جب یہ امر واضح ہو گیا تو اب صورت مذکورۂ سوال میں دوسری وجہ کراہت تحریم کی اور ثابت ہوئی ظاہر ہے کہ جب امام صف اول میں صرف اس قدر فاصلہ قلیلہ چھوٹا تو بالیقین صف اول ناقص رہے گی اور امام کے پیچھے ایک آدمی کی جگہ چھوٹے گی وہ بھی ایسی جسے بوجہ تنگی مقام کوئی بھر بھی نہ سکے گا تو یہ فعل ایک مکروہ تحریمی کو مستلزم، اور جو مکروہ تحریمی کو مستلزم ہو خود مکروہ تحریمی ہے، محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں بعد عبارت منقولہ صدر جواب کے فرماتے ہیں:

←

....

واستلزم ماذکر ان جماعۃ النساء تکرہ کراھۃ تحریم لان ملزوم متعلق الحکم اعنی الفعل المعین ملزوم لذلک الحکم ۲؎۔

انتھی مذکورہ بات اس کو مستلزم ہے کہ خواتین کی جماعت مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ملزوم متعلق حکم یعنی فعل معین کا اس حکم کو ملزوم ہوتا ہے۔ انتھی۔

(۲؎ فتح القدیر، باب الامامۃ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۰۶)

بحمد اللہ اس تحقیق انیق سے چند مسائل نفیسہ ثابت ہوئے:

اوّلاً ہر صف پر تقدم جو بنص ہدایہ و کافی وغیرہما واجب ہے وہ صرف تھوڑا آگے بڑھ جانے سے ادا نہیں ہوتا جب تک پوری صف کی جگہ نہ چھوٹے۔

ثانیاً ہر صف میں اول سے آخر تک دوسری صف کے لئے صف کامل کی جگہ بچنا واجب ہے۔

ثالثاً کسی صف میں فرجہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے، جب تک اگلی صف پوری نہ کرلیں صف دیگر ہرگز نہ باندھیں۔

رابعاً صورت مذکورۂ سوال دو کراہت تحریمی پر مشتمل ہے ایک ترک تقدم دوسری بقائے فرجہ۔

خامساً اکثر واقع ہوتا ہے کہ امام کے ساتھ ایک مقتدی تھا دوسرا آیا بائیں ہاتھ کو کھڑا ہوگیا یہاں تک تو کراہت تنزیہی تھی لترک السنۃ پھر اور لوگ بھی آتے اور یونہی برابر کھڑے ہوجاتے ہیں نہ امام آگے بڑھتا ہے نہ مقتدی پیچھے ہٹتے ہیں یہ صورت مکروہ تحریمی کی ہے کہ اگرچہ اکیلے مقتدی کے حق میں سنت یہ ہے کہ امام کے داہنی جانب بالکل اس کے محاذی کھڑا ہو نہ متاخر، اور یہ سنت عوام میں صدہا سال سے متروک ہے اکیلا بھی امام سے کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہوتا ہے۔ امام نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں:

الواحد یقوم عن یمینہ ای ان کان مع الامام واحد وقف عن یمین الامام لانہ علیہ الصلوۃ والسلام صلی بابن عباس فاقامہ عن یمینہ ولا یتأخر عن الامام فی ظاھر الروایۃ، وعن محمد انہ یضع اصابعہ عند عقب الامام وھو الذی وقع عند العوام ا؎ انتھی قلت وعوام زماننا قد تعدوا حتی خرجوا عن روایۃ محمد ایضا کما ھو مشاھد۔

اکیلا نمازی امام کی دائیں جانب کھڑا ہو یعنی اگر امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو تو وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس کو نماز پڑھائی تو ان کو آپ نے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا اور ظاہر روایت کے مطابق وہ امام سے پیچھے کھڑا نہ ہو۔ امام محمد سے مروی ہے کہ مقتدی اپنے پاؤں کی انگلیاں امام کی ایڑی کے پاس رکھے اور عوام میں یہی طریقہ جاری ہے انتھی۔ میں کہتا ہوں ہمارے دور کے لوگ تجاوز کر گئے ہیں حتی کہ وہ امام محمد سے مروی روایت سے بھی نکل گئے ہیں جیسا کہ مشاہدہ میں ہے۔

(ا؎ کافی شرح وافی)

پھر جو بعد کو آئے وہ اس مقتدی کی محاذات میں کھڑے ہوں گے جس کے باعث امام کو قدرے تقدم رہے گا اس صورت میں وہ توسط جس کی نسبت درمختار میں فرمایا: لو توسط اثنین کرہ تنزیھا وتحریما لو اکثر ۲؎۔ اگر امام دو مقتدیوں کے درمیان کھڑا ہوا تو ←

مسئلہ ۱۷: امام کو چاہیے کہ وسط میں کھڑا ہو، اگر دہنی یا بائیں جانب کھڑا ہوا، تو خلافِ سنت کیا۔ (18)

مسئلہ ۱۸: مردوں کی پہلی صف کہ امام سے قریب ہے، دوسری سے افضل ہے اور دوسری تیسری سے وعلیٰ ہذا القیاس۔ (19) (عالمگیری) مقتدی کے لیے افضل جگہ یہ ہے کہ امام سے قریب ہو اور دونوں طرف برابر ہوں، تو دہنی طرف افضل ہے۔ (20)

مسئلہ ۱۹: صف مقدم کا افضل ہونا، غیر جنازہ میں ہے اور جنازہ میں آخر صف افضل ہے۔ (21)

مسئلہ ۲۰: امام کو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ (22)

مسئلہ ۲۱: پہلی صف میں جگہ ہو اور پچھلی صف بھر گئی ہو تو اس کو چیر کر جائے اور اس خالی جگہ میں کھڑا ہو، اس کے لیے حدیث میں فرمایا: کہ جو صف میں کشادگی دیکھ کر اسے بند کردے، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (23) اور یہ وہاں ہے، جہاں فتنہ وفساد کا احتمال نہ ہو۔

مسئلہ ۲۲: صحن مسجد میں جگہ ہوتے ہوئے بالا خانہ پر اقتدا کرنا مکروہ ہے، یوہیں صف میں جگہ ہوتے ہوئے صف کے پیچھے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔ (24)

مسئلہ ۲۳: عورت اگر مرد کے محاذی ہو تو مرد کی نماز جاتی رہے گی۔ اس کے لیے چند شرطیں ہیں:

مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ کے درمیان کھڑا ہوا تو مکروہ تحریمی ہے۔ (۲۔ درمختار، باب الامامۃ، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/ ۸۳) اگر نہ بھی مانا جائے تاہم اس صورت میں کراہت تحریم ہی رہے گی کہ توسط نہ سہی فرجہ رکھنا اور صف کامل کی جگہ نہ چھوڑنا خود موجب کراہت تحریمی ہے، یہ مسائل واجب الحفظ ہیں اکثر اہل زمانہ ان سے غافل ولعلك لاتجد هذا التحقيق الخطير بهذا الايضاح والتقرير في غير هذا التحرير (شاید ایسی بے مثال تحقیق اپنی وضاحت وتفصیل کے ساتھ اس تحریر کے علاوہ کہیں نہ ملے والحمدللہ علی ماعلّم اللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۴۲۔ ۵۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۹

(19) المرجع السابق

(20) المرجع السابق

(21) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۷۲۔ ۳۸۴

(22) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب: ھل اساءۃ دون الکراھۃ اوافحش منھا؟، ج ۲، ص ۳۷۱

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۸۹

ومجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب صلۃ الصفوف سدّ الفرج، الحدیث: ۲۵۰۳، ج ۲، ص ۲۵۱

(24) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۷۴

(۱) عورت مشتہاۃ ہو یعنی اس قابل ہو کہ اس سے جماع ہو سکے، اگر چہ نابالغہ ہو اور مشتہات میں سن کا اعتبار نہیں نو برس کی ہو یا اس سے کچھ کم کی، جب کہ اُس کا جُثہ اس قابل ہو اور اگر اس قابل نہیں، تو نماز فاسد نہ ہوگی اگر چہ نماز پڑھنا جانتی ہو۔ بڑھیا بھی اس مسئلہ میں مشتہاۃ ہے وہ عورت اگر اس کی زوجہ ہو یا محارم میں ہو، جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی، (۲) کوئی چیز اُنگلی برابر موٹی اور ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو، نہ دونوں کے درمیان اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک مرد کھڑا ہو سکے، نہ عورت اتنی بلندی پر ہو کہ مرد کا کوئی عضو اس کے کسی عضو سے محاذی نہ ہو، (۳) رکوع سجود والی نماز میں یہ محاذات واقع ہو، اگر نماز جنازہ میں محاذات ہوئی تو نماز فاسد نہ ہوگی، (۴) وہ نماز دونوں میں تحریمۃً مشترک ہو یعنی عورت نے اس کی اقتدا کی ہو یا دونوں نے کسی امام کی، اگر چہ شروع سے شرکت نہ ہو تو اگر دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں تو فاسد نہ ہوگی، مکروہ ہوگی، (۵) ادا میں مشترک ہو کہ اس میں مرد اس کا امام ہو یا ان دونوں کا کوئی دوسرا امام ہو جس کے پیچھے ادا کر رہے ہیں، حقیقۃً یا حکماً مثلاً دونوں لاحق ہوں کہ بعد فراغ امام اگر چہ امام کے پیچھے نہیں مگر حکماً امام کے پیچھے ہی ہیں اور مسبوق امام کے پیچھے، نہ حقیقۃً ہے نہ حکماً بلکہ وہ منفرد ہے، (۶) دونوں ایک ہی جہت کو متوجہ ہوں اگر جہت بدل جائے، جیسے تاریک شب میں کہ پتہ نہ چلتا ہو ایک طرف امام کا مونھ ہے اور دوسری طرف مقتدی کا یا کعبہ معظمہ میں پڑھی اور جہت بدلی ہو تو نماز ہو جائے گی، (۷) عورت عاقلہ ہو، مجنونہ کی محاذات میں نماز فاسد نہ ہوگی، (۸) امام نے اِمامت زناں (عورتوں کی امامت) کی نیت کر لی ہو، اگر چہ شروع کرتے وقت عورتیں شریک نہ ہوں اور اگر اِمامت زناں کی نیت نہ ہو تو عورت ہی کی فاسد ہوگی مرد کی نہیں، (۹) اتنی دیر تک محاذات رہے کہ ایک کامل رکن ادا ہو جائے یعنی بقدر تین تسبیح کے، (۱۰) دونوں نماز پڑھنا جانتے ہوں، (۱۱) مرد عاقل بالغ ہو۔ (25)

مسئلہ ۲۴: مرد کے شروع کرنے کے بعد عورت آکر برابر کھڑی ہوگئی اور اس نے اِمامت عورت کی نیت بھی کر لی ہے، مگر شریک ہوتے ہی پیچھے ہٹنے کو اشارہ کیا مگر نہ ہٹی تو عورت کی نماز جاتی رہے گی مرد کی نہیں، یوہیں اگر مقتدی کے برابر کھڑی ہوئی اور اشارہ کر دیا اور نہ ہٹی تو عورت ہی کی نماز فاسد ہوگی۔ (26)

مسئلہ ۲۵: خنثیٰ مشکل کی محاذات مفسد نماز نہیں۔ (27)

مسئلہ ۲۶: امرد خوبصورت مشتہی کا مرد کے برابر کھڑا ہونا مفسد نماز نہیں۔ (28)

---

(25) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۹.

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب فی الکلام علی الصف الاوّل، ج۲، ص۳۷۸۔۳۸۶.

(26) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب فی الکلام علی الصف الاوّل، ج۲، ص۳۸۶

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۹۰

(28) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج۲، ص۳۸۶

مسئلہ ۲۷: مقتدی کی چار قسمیں ہیں:

(۱) مدرک۔

(۲) لاحق۔

(۳) مسبوق۔

(۴) لاحق مسبوق۔

مدرک اسے کہتے ہیں جس نے اوّل رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ پڑھی، اگر چہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔

لاحق وہ کہ امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی مگر بعد اقتدا اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہوگئیں، خواہ عذر سے فوت ہوں، جیسے غفلت یا بھیڑ کی وجہ سے رکوع سجود کرنے نہ پایا، یا نماز میں اسے حدث ہوگیا یا مقیم نے مسافر کے پیچھے اقتدا کی یا نماز خوف میں پہلے گروہ کو جو رکعت امام کے ساتھ نہ ملی، خواہ بلا عذر فوت ہوں، جیسے امام سے پہلے رکوع سجود کرلیا پھر اس کا اعادہ بھی نہ کیا تو امام کی دوسری رکعت، اس کی پہلی رکعت ہوگی اور تیسری دوسری اور چوتھی تیسری اور آخر میں ایک رکعت پڑھنی ہوگی۔

مسبوق وہ ہے کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔

لاحق مسبوق وہ ہے جس کی کچھ رکعتیں شروع کی نہ ملیں، پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہوگیا۔ (29)

مسئلہ ۲۸: لاحق مدرک کے حکم میں ہے کہ جب اپنی فوت شدہ پڑھے گا، تو اس میں نہ قراءت کریگا، نہ سہو سے سجدۂ سہو کریگا اور اگر مسافر تھا تو نماز میں نیت اقامت سے اس کا فرض متغیر نہ ہوگا کہ دو سے چار ہو جائے اور اپنی فوت شدہ کو پہلے پڑھے گا، یہ نہ ہوگا کہ امام کے ساتھ پڑھے، پھر جب امام فارغ ہو جائے تو اپنی پڑھے، مثلاً اس کو حدث ہوا اور وضو کرکے آیا، تو امام کو قعدۂ اخیرہ میں پایا تو یہ قعدہ میں شریک نہ ہوگا، بلکہ جہاں سے باقی ہے، وہاں سے پڑھنا شروع کرے، اس کے بعد اگر امام کو پالے تو ساتھ ہو جائے اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ ساتھ ہولیا، پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ پڑھی، تو ہوگئی، مگر گنہگار ہوا۔ (30)

مسئلہ ۲۹: تیسری رکعت میں سوگیا اور چوتھی میں جاگا، تو اسے حکم ہے کہ پہلے تیسری بلا قراءت پڑھے، پھر اگر امام کو چوتھی میں پائے تو ساتھ ہولے، ورنہ اُسے بھی بلا قراءت تنہا پڑھے اور ایسا نہ کیا بلکہ چوتھی امام کے ساتھ پڑھ لی،

(29) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب فی احکام المسبوق... الخ، ج ۲، ص ۴۱۴

(30) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب فیما لوأتی بالرکوع... الخ، ج ۲، ص ۴۱۶

پھر بعد میں تیسری پڑھی، تو ہوگئی اور گنہگار ہوا۔(31)

مسئلہ ۳۰: مسبوق کے احکام ان امور میں لاحق کے خلاف ہیں کہ پہلے امام کے ساتھ ہولے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ پڑھے اور اپنی فوت شدہ میں قراءت کریگا اور اس میں سہو ہو تو سجدۂ سہو کریگا اور نیت اقامت سے فرض متغیر ہوگا۔(32)

مسئلہ ۳۱: مسبوق اپنی فوت شدہ کی ادا میں منفرد ہے کہ پہلے ثنا نہ پڑھی تھی، اس وجہ سے کہ امام بلند آواز سے قراءت کررہا تھا یا امام رکوع میں تھا اور یہ ثنا پڑھتا تو اسے رکوع نہ ملتا، یا امام قعدہ میں تھا، غرض کسی وجہ سے پہلے نہ پڑھی تھی تو اب پڑھے اور قراءت سے پہلے تعوذ پڑھے۔(33)

مسئلہ ۳۲: مسبوق نے اپنی فوت شدہ پڑھ کر امام کی متابعت کی، تو نماز فاسد ہوگئی۔(34)

مسئلہ ۳۳: مسبوق نے امام کو قعدہ میں پایا، تو تکبیر تحریمہ سیدھے کھڑے ہونے کی حالت میں کرے، پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا قعدہ میں جائے۔(35) رکوع وسجود میں پائے، جب بھی یوہیں کرے، اگر پہلی تکبیر کہتا ہوا جھکا اور حد رکوع تک پہنچ گیا، تو سب صورتوں میں نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۳۴: مسبوق نے جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی شروع کی تو حق قراءت میں یہ رکعت اوّل قرار دی جائے گی اور حق تشہد میں پہلی نہیں بلکہ دوسری تیسری چوتھی جو شمار میں آئے مثلاً تین یا چار رکعت والی نماز میں ایک اسے ملی تو حق تشہد میں یہ جو اب پڑھتا ہے، دوسری ہے، لہٰذا ایک رکعت فاتحہ وسورت کے ساتھ پڑھ کر قعدہ کرے اور اگر واجب یعنی فاتحہ یا سورت ملانا ترک کیا تو اگر عمداً ہے اعادہ واجب ہے اور سہواً ہو تو سجدۂ سہو، پھر اس کے بعد والی میں بھی فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس میں نہ بیٹھے، پھر اس کے بعد والی میں فاتحہ پڑھ کر رکوع کردے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر ختم کردے، دو ملی ہیں دو جاتی رہیں تو ان دونوں میں قراءت کرے، ایک میں بھی فرض قراءت ترک کیا، نماز نہ ہوئی۔(36)

---

(31) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب فیما لوأتی بالرکوع... إلخ، ج۲، ص۴۱۶

(32) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب فیما لوأتی بالرکوع... إلخ، ج۲، ص۴۱۶

(33) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ص۴۱۷۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل السابع، ج۱، ص۹۱

(34) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج۲، ص۴۱۷

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل السابع، ج۱، ص۹۱

(36) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج۲، ص۴۱۸، وغیرہ

مسئلہ ۳۵: چار باتوں میں مسبوق مقتدی کے حکم میں ہے۔

(۱) اس کی اقتدا نہیں کی جاسکتی، مگر امام اسے اپنا خلیفہ بنا سکتا ہے مگر خلیفہ ہونے کے بعد سلام نہ پھیرے گا، اس کے لیے دوسرے کو خلیفہ بنائے گا۔

(۲) بالاجماع تکبیراتِ تشریق کہے گا۔

(۳) اگر نئے سرے سے نماز پڑھنے اور اس نماز کے قطع کرنے کی نیت سے تکبیر کہی، تو نماز قطع ہو جائے گی، بخلاف منفرد کے کہ اس کی نماز قطع نہ ہوگی۔

(۴) اپنی فوت شدہ پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا اور امام کو سجدۂ سہو کرنا ہے، اگرچہ اس کی اقتدا کے پہلے ترک واجب ہوا ہو تو اُسے حکم ہے کہ لوٹ آئے، اگر اپنی رکعت کا سجدہ نہ کر چکا ہو اور نہ لوٹا تو آخر میں یہ دو سجدۂ سہو کرے۔(37)

مسئلہ ۳۶: مسبوق کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی فوراً کھڑا نہ ہو جائے، بلکہ اتنی دیر صبر کرے کہ معلوم ہو جائے کہ امام کو سجدۂ سہو نہیں کرنا ہے، مگر جب کہ وقت میں تنگی ہو۔(38)

مسئلہ ۳۷: امام کے سلام پھیرنے سے پہلے مسبوق کھڑا ہو گیا تو اگر امام کے بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے کھڑا ہو گیا تو جو کچھ اس سے پہلے ادا کر چکا اسکا شمار نہیں، مثلاً امام کے قدر تشہد بیٹھنے سے پہلے یہ قراءت سے فارغ ہو گیا تو یہ قراءت کافی نہیں اور نماز نہ ہوئی اور بعد میں بھی بقدر ضرورت پڑھ لیا تو ہو جائے گی اور اگر امام کے بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد اور سلام سے پہلے کھڑا ہو گیا تو جو ارکان ادا کر چکا ان کا اعتبار ہوگا، مگر بغیر ضرورت سلام سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے، پھر اگر امام کے سلام سے پہلے فوت شدہ ادا کر لی اور سلام میں امام کا شریک ہو گیا تو بھی صحیح ہو جائے گی اور قعدہ اور تشہد میں متابعت کریگا تو فاسد ہو جائے گی۔(39)

مسئلہ ۳۸: امام کے سلام سے پہلے مسبوق کسی عذر کی وجہ سے کھڑا ہو گیا، مثلاً سلام کے انتظار میں خوف حدث ہو، یا فجر و جمعہ و عیدین کے وقت ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے یا وہ مسبوق معذور ہے اور وقت نماز ختم ہونے کا گمان ہے یا موزہ پر مسح کیا ہے اور مسح کی مدت پوری ہو جائے گی، تو ان سب صورتوں میں کراہت نہیں۔(40)

مسئلہ ۳۹: اگر امام سے نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا اور مسبوق کے کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا، تو اس میں مسبوق کو

---

(37) المرجع السابق

(38) المرجع السابق، ص۶۱۹

(39) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج۲، ص۴۲۰

(40) المرجع السابق

امام کی متابعت فرض ہے، اگر نہ لوٹا تو اس کی نماز ہی نہ ہوئی اور اگر اس صورت میں رکعت پوری کر کے مسبوق نے سجدہ بھی کرلیا ہے تو مطلقاً نماز نہ ہوگی، اگرچہ امام کی متابعت کرے اگر امام کو سجدۂ سہو یا تلاوت کرنا ہے اور اس نے اپنی رکعت کا سجدہ کرلیا تو اگر متابعت کریگا، فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ (41)

مسئلہ ۴۰: مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرا، یہ خیال کر کے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے، نماز فاسد ہوگئی اور بھول کر سلام پھیرا، تو اگر امام کے ذرا بعد سلام پھیرا تو سجدۂ سہو لازم ہے اور اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا تو نہیں۔ (42)

مسئلہ ۴۱: بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا پھر گمان کر کے کہ نماز فاسد ہوگئی، نئے سرے سے پڑھنے کی نیت سے اللہ اکبر کہا، تو اب فاسد ہوگئی۔ (43)

مسئلہ ۴۲: امام قعدۂ اخیرہ کے بعد بھول کر پانچویں رکعت کے لیے اُٹھا، اگر مسبوق امام کی قصداً متابعت کرے، نماز جاتی رہے گی اور اگر امام نے قعدۂ اخیرہ نہ کیا تھا، تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کرلے گا، فاسد نہ ہوگی۔ (44)

مسئلہ ۴۳: امام نے سجدۂ سہو کیا مسبوق نے اس کی متابعت کی جیسا کہ اسے حکم ہے، پھر معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو نہ تھا، مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی۔ (45)

مسئلہ ۴۴: دو مسبوقوں نے ایک ہی رکعت میں امام کی اقتدا کی، پھر جب اپنی پڑھنے لگے تو ایک کو اپنی رکعتیں یاد نہ رہیں، دوسرے کو دیکھ دیکھ کر جتنی اس نے پڑھی، اس نے بھی پڑھی، اگر اس کی اقتدا کی نیت نہ کی ہوگئی۔ (46)

مسئلہ ۴۵: لاحق مسبوق کا حکم یہ ہے کہ جن رکعتوں میں لاحق ہے ان کو امام کی ترتیب سے پڑھے اور ان میں لاحق کے احکام جاری ہوں گے، ان کے بعد امام کے فارغ ہونے کے بعد جن میں مسبوق ہے، وہ پڑھے اور ان میں مسبوق کے احکام جاری ہوں گے، مثلاً چار رکعت والی نماز کی دوسری رکعت میں ملا پھر دو رکعتوں میں سوتا رہ گیا، تو پہلے یہ رکعتیں جن میں سوتا رہا بغیر قراءت ادا کرے، صرف اتنی دیر خاموش کھڑا رہے جتنی دیر میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے

---

(41) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب فیما لو أتی بالرکوع... إلخ، ج ۲ ص ۴۲۱

(42) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب فیما لو أتی بالرکوع... إلخ، ج ۲، ص ۴۲۲

(43) الفتاوی الهندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل السابع، ج ۱، ص ۹۱

(44) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۴۲۲

(45) المرجع السابق

(46) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۴۱۹

پھر امام کے ساتھ جو کچھ مل جائے، اس میں متابعت کرے، پھر وہ فوت شدہ مع قراءت پڑھے۔(47)

مسئلہ ۴۶: دو رکعتوں میں سوتا رہا اور ایک میں شک ہے کہ امام کے ساتھ پڑھی ہے یا نہیں، تو اس کو آخر نماز میں پڑھے۔(48)

مسئلہ ۴۷: قعدۂ اُولیٰ میں امام تشہد پڑھ کر کھڑا ہوگیا اور بعض مقتدی تشہد پڑھنا بھول گئے، وہ بھی امام کے ساتھ کھڑے ہوگئے، تو جس نے تشہد نہیں پڑھا تھا وہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھ کر امام کی متابعت کرے، اگرچہ رکعت فوت ہوجائے۔(49) رکوع یا سجدہ سے امام کے پہلے مقتدی نے سر اوٹھالیا، تو اسے لوٹنا واجب ہے اور یہ دو رکوع، دو سجدے نہیں ہوں گے۔(50)

مسئلہ ۴۸: امام نے طویل سجدہ کیا، مقتدی نے سر اوٹھایا اور یہ خیال کیا کہ امام دوسرے سجدہ میں ہے اس نے بھی اس کے ساتھ سجدہ کیا، تو اگر سجدۂ اُولیٰ کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی یا ثانیہ اور متابعت کی نیت کی تو اُولیٰ ہوا اور اگر صرف ثانیہ کی نیت کی تو ثانیہ ہوا پھر اگر وہ اسی سجدے میں تھا کہ امام نے بھی سجدہ کیا اور مشارکت ہوگئی تو جائز ہے اور امام کے دوسرا سجدہ کرنے سے پہلے اگر اس نے سر اوٹھالیا تو جائز نہ ہوا اور اس پر اس سجدہ کا اعادہ ضروری ہے، اگر اعادہ نہ کریگا نماز فاسد ہوجائے گی۔(51)

مسئلہ ۴۹: مقتدی نے سجدہ میں طُول کیا یہاں تک کہ امام پہلے سجدہ سے سر اُٹھا کر دوسرے میں گیا، اب مقتدی نے سر اوٹھایا اور یہ گمان کیا کہ امام ابھی پہلے ہی سجدے میں ہے اور سجدہ کیا تو یہ دوسرا سجدہ ہوگا، اگرچہ صرف پہلے ہی سجدہ کی نیت کی ہو۔(52)

مسئلہ ۵۰: پانچ چیزیں وہ ہیں کہ امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی نہ کرے اور امام کا ساتھ دے۔

(۱) تکبیرات عیدین۔

(۲) قعدۂ اُولیٰ۔

---

(47) المرجع السابق، ص۴۱۶

(48) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل السابع، ج۱، ص ۹۳۔

(49) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل السادس، ج۲، ص ۹۰

(50) المرجع السابق

(51) المرجع السابق

(52) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الامامۃ، الفصل السادس، ج۲، ص ۹۰

(۳) سجدۂ تلاوت۔

(۴) سجدۂ سہو۔

(۵) قنوت جب کہ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو، ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع کرے۔(53) مگر قعدۂ اُولیٰ نہ کیا اور ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا تو مقتدی ابھی اس کے ترک میں متابعت امام کی نہ کرے بلکہ اسے بتائے، تاکہ وہ واپس آئے، اگر واپس آگیا فبہا اور اگر سیدھا کھڑا ہوگیا تو اب نہ بتائے کہ نماز جاتی رہے گی، بلکہ خود بھی قعدہ چھوڑ دے اور کھڑا ہو جائے۔

مسئلہ ۵۱: چار چیزیں وہ ہیں کہ امام کرے تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں۔

(۱) نماز میں کوئی زائد سجدہ کیا۔

(۲) تکبیرات عیدین میں اقوال صحابہ پر زیادتی کی۔

(۳) جنازہ میں پانچ تکبیریں کہیں۔

(۴) پانچویں رکعت کے لیے بھول کر کھڑا ہوگیا، پھر اس صورت میں اگر قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے تو مقتدی اس کا انتظار کرے، اگر پانچویں کے سجدہ سے پہلے لوٹ آیا تو مقتدی بھی اس کا ساتھ دے، اس کے ساتھ سلام پھیرے اور اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اور اگر پانچویں کا سجدہ کر لیا تو مقتدی تنہا سلام پھیر لے۔ اور اگر قعدۂ اخیرہ نہیں کیا تھا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو سب کی نماز فاسد ہوگئی، اگرچہ مقتدی نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر لیا ہو۔(54)

مسئلہ ۵۲: نو چیزیں ہیں کہ امام اگر نہ کرے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے، بلکہ بجالائے۔

(۱) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اُٹھانا۔

(۲) ثنا پڑھنا، جبکہ امام فاتحہ میں ہو اور آہستہ پڑھتا ہو۔

(۳) رکوع۔

(۴) سجود کی تکبیرات و

(۵) تسبیحات۔

(۶) تسمیع۔

(۷) تشہد پڑھنا۔

---

(53) المرجع السابق

(54) المرجع السابق

(۸) سلام پھیرنا۔

(۹) تکبیرات تشریق۔(55)

مسئلہ ۵۳: مقتدی نے سب رکعتوں میں امام سے پہلے رکوع سجود کر لیا، تو ایک رکعت بعد کو بغیر قراءت پڑھے۔(56)

مسئلہ ۵۴: امام سے پہلے سجدہ کیا مگر اس کے سر اٹھانے سے پہلے امام بھی سجدہ میں پہنچ گیا تو سجدہ ہو گیا، مگر مقتدی کو ایسا کرنا حرام ہے۔(57)

مسئلہ ۵۵: امام اور مقتدیوں میں اختلاف ہوا، مقتدی کہتے ہیں تین پڑھیں امام کہتا ہے چار پڑھیں تو اگر امام کو یقین ہو، اعادہ نہ کرے، ورنہ کرے اور اگر مقتدیوں میں باہم اختلاف ہوا تو امام جس طرف ہے اس کا قول لیا جائے گا۔ ایک شخص کو تین رکعتوں کا یقین ہے اور ایک کو چار کا اور باقی مقتدیوں اور امام کو شک ہے تو ان لوگوں پر کچھ نہیں اور جسے کمی کا یقین ہے اعادہ کرے اور امام کو تین رکعتوں کا یقین ہے اور ایک شخص کو پوری ہونے کا یقین ہے تو امام وقوم اعادہ کریں اور اس یقین کرنے والے پر اعادہ نہیں، ایک شخص کو کمی کا یقین ہے اور امام و جماعت کو شک ہے تو اگر وقت باقی ہے اعادہ کریں، ورنہ ان کے ذمہ کچھ نہیں۔ ہاں اگر دو عادل یقین کے ساتھ کہتے ہوں تو بہر حال اعادہ ہے۔(58)

❁❁❁❁❁

(55) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل السادس، ج ۲، ص ۹۰

(56) المرجع السابق

(57) المرجع السابق

(58) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل السابع، ج ۱، ص ۹۳

نماز میں بے وضو ہونے کا بیان

ابو داود، اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب کوئی نماز میں بے وضو ہو جائے، تو ناک پکڑ لے اور چلا جائے۔(1)

ابن ماجہ و دار قطنی کی روایت انھیں سے ہے، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کو قے آئے یا نکسیر ٹوٹے یا مذی نکلے، تو چلا جائے اور وضو کر کے اسی پر بنا کرے، بشرطیکہ کلام نہ کیا ہو۔(2)

اور بہت سے صحابہ کرام مثلاً صدیق اکبر و فاروقِ اعظم و مولیٰ علی و عبداللہ بن عمر و سلمان فارسی اور تابعین عظام مثلاً علقمہ و طاؤس و سالم بن عبداللہ و سعید بن جبیر و شعبی و ابراہیم نخعی و عطا و مکحول و سعید بن المسیب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی قول ہے۔

احکام فقہیہ: نماز میں جس کا وضو جاتا رہے اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد سلام سے پہلے، تو وضو کر کے جہاں سے باقی ہے وہیں سے پڑھ سکتا ہے، اس کو بنا کہتے ہیں، مگر افضل یہ ہے کہ سرے سے پڑھے اسے استیناف کہتے ہیں، اس حکم میں عورت مرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔(3)

مسئلہ ۱: جس رکن میں حدث واقع ہو، اُس کا اعادہ کرے۔(4)

مسئلہ ۲: بنا کے لیے تیرہ (۱۳) شرطیں ہیں، اگر ان میں ایک شرط بھی معدوم (پائی نہ گئی) ہو، بنا جائز نہیں۔

---

(1) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب استئذان المحدث للامام، الحدیث: ۱۱۱۴، ج۱، ص۴۱۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ وضو کرنے کے لیئے ناک پکڑنا اپنی شرمندگی مٹانے کے لیے ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کی نکسیر پھوٹ گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نکسیر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ورنہ یہ تدبیر بے کار ہوتی لہذا یہ حدیث حنفیوں کی دلیل ہے اور ناک پکڑنے کا حکم استحبابی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۲۳۲)

(2) سنن ابن ماجہ، کتاب إقامۃ الصلوات، باب ماجاء في البناء علی الصلاۃ، الحدیث: ۱۲۲۱، ج۲، ص۶۹

(3) البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الحدث في الصلاۃ، ج۱، ص ۶۴۲۔ ۶۵۳.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، ج۱، ص۹۳

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، ج۱، ص۹۳.

(۱) حدث مُوجبِ وُضو ہو۔

(۲) اُس کا وجود نادر نہ ہو۔

(۳) وہ حدث سماوی ہو یعنی نہ وہ بندہ کے اختیار سے ہو نہ اس کا سبب۔

(۴) وہ حدث اس کے بدن سے ہو۔

(۵) اس حدث کے ساتھ کوئی رکن ادا نہ کیا ہو۔

(۶) نہ بغیر عذر بقدر ادائے رکن ٹھہرا ہو۔

(۷) نہ چلتے میں رکن ادا کیا ہو۔

(۸) کوئی فعل منافی نماز جس کی اسے اجازت نہ تھی، نہ کیا ہو۔

(۹) کوئی ایسا فعل کیا ہو جس کی اجازت تھی، تو بغیر ضرورت بقدر منافی زائد نہ کیا ہو۔

(۱۰) اس حدث سماوی کے بعد کوئی حدث سابق ظاہر نہ ہوا ہو۔

(۱۱) حدث کے بعد صاحبِ ترتیب کو قضا نہ یاد آئی ہو۔

(۱۲) مقتدی ہو تو امام کے فارغ ہونے سے پہلے، دوسری جگہ ادا نہ کی ہو۔

(۱۳) امام تھا تو ایسے کو خلیفہ نہ بنایا ہو، جو لائق امامت نہیں۔(5)

(5) المرجع السابق، والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۲۲۔

ان شرائط کی تفریعات

مسئلہ ۴: نماز میں موجب غسل پایا گیا، مثلاً تفکر وغیرہ سے انزال ہوگیا تو بنا نہیں ہوسکتی، سرے سے پڑھنا ضروری ہے۔(1)

مسئلہ ۴: اگر وہ حدث نادرالوجود ہو، جیسے قہقہہ و بے ہوشی و جنون، تو بنا نہیں کرسکتا۔(2)

مسئلہ ۵: اگر وہ حدث سماوی نہ ہو، خواہ اس مُصلّی کی طرف سے ہو کہ قصداً اس نے اپنا وضو توڑ دیا (مثلاً بھر مونھ قے کردی یا نکسیر توڑ دی یا پھڑیا دبادی کہ اس سے مواد بہا یا گھٹنے میں پُھڑیا تھی اور سجدہ میں گھٹنوں پر زور دیا کہ بہی) خواہ دوسرے کی طرف سے ہو، مثلاً کسی نے اس کے سر پر پتھر مارا کہ خون نکل کر بہ گیا یا کسی نے اس کی پھڑیا دبادی اور خون بہ گیا یا چھت سے اس پر کوئی پتھر گرا اور اس کے بدن سے خون بہا، وہ پتھر خود بخود گرا یا کسی کے چلنے سے، تو ان سب صورتوں میں سرے سے پڑھے، بنا نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر درخت سے پھل گرا جس سے یہ زخمی ہوگیا اور خون بہا یا پاؤں میں کانٹا چُبھا یا سجدہ میں پیشانی میں چُبھا اور خون بہا یا بھڑ نے کاٹا اور خون بہا، تو بنا نہیں ہوسکتی۔(3)

مسئلہ ۶: بلا اختیار بھر مونھ قے ہوئی تو بنا کرسکتا ہے اور قصداً کی تو بنا نہیں کرسکتا، نماز میں سو گیا اور حدث واقع ہوا اور دیر کے بعد بیدار ہوا تو بنا کرسکتا ہے اور بیداری میں توقف کیا، نماز فاسد ہوگئی، چھینک یا کھانسی سے ہوا خارج ہوگئی یا قطرہ آگیا، تو بنا نہیں کرسکتا۔(4)

مسئلہ ۷: کسی نے اس کے بدن پر نجاست ڈال دی یا کسی طرح اس کا بدن یا کپڑا ایک درم سے زیادہ نجس ہوگیا، تو اُسے پاک کرنے کے بعد بنا نہیں کرسکتا اور اگر اُسی حدث کے سبب نجس ہوا تو بنا کرسکتا ہے اور اگر خارج و حدث دونوں سے ہے، تو بنا نہیں ہوسکتی۔(5)

مسئلہ ۸: کپڑا ناپاک ہوگیا، دوسرا پاک کپڑا موجود ہے کہ فوراً بدل سکتا ہے، تو اگر فوراً بدل لیا ہوگئی اور دوسرا کپڑا

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، ج۱، ص۹۳، وغیرہ

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، ج۱، ص۹۳، ۹۴

(3) المرجع السابق، ودرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۲۴

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، ج۱، ص۹۳۔ ۹۴، وغیرہ۔

(5) المرجع السابق، ص۹۵

نہیں کہ بدلے یا اسی حالت میں ایک رکن ادا کیا یا وقفہ کیا، نماز فاسد ہوگئی۔(6)

مسئلہ ۹: رکوع یا سجدہ میں حدث ہوا اور بہ نیت ادائے رکن سر اُٹھایا یعنی رکوع سے سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سجدہ سے اللہ اکبر کہتے ہوئے اُٹھا، یا وضو کے لیے جاتے یا واپسی میں قراءت کی، نماز فاسد ہوگئی بنا نہیں کرسکتا، سُبْحَانَ اللہِ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا تو بنا میں حرج نہیں۔(7)

مسئلہ ۱۰: حدث سماوی کے بعد قصداً حدث کیا، تو اب بنا نہیں ہوسکتی۔(8)

مسئلہ ۱۱: حدث ہوا اور بقدر وضو پانی موجود ہے، اسے چھوڑ کر دور جگہ گیا بنا نہیں کرسکتا یوہیں بعد حدث کلام کیا یا کھایا یا پیا، تو بنا نہیں ہوسکتی۔(9)

مسئلہ ۱۲: وضو کے لیے کنوئیں سے پانی بھرنا پڑا تو بنا ہوسکتی ہے اور بغیر ضرورت ہو تو نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۳: وضو کرنے میں ستر کھل گیا یا بضرورت ستر کھولا، مثلاً عورت نے وضو کے لیے کلائی کھولی تو نماز فاسد نہ ہوئی اور بلا ضرورت ستر کھولا تو نماز فاسد ہوگئی، مثلاً عورت نے وضو کے لیے ایک ساتھ دونوں کلائیاں کھول دیں، تو نماز گئی۔(11)

مسئلہ ۱۴: کنواں نزدیک ہے مگر پانی بھرنا پڑے گا اور رکھا ہوا پانی دور ہے، تو اگر پانی بھر کر وضو کیا تو سرے سے پڑھے۔(12)

مسئلہ ۱۵: نماز میں حدث ہوا اور اس کا گھر حوض کی بہ نسبت قریب ہے اور گھر میں پانی موجود ہے، مگر حوض پر وضو کے لیے گیا اور اگر حوض و مکان میں دو صف سے کم فاصلہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوئی اور زیادہ فاصلہ ہو تو فاسد ہوگئی اور اگر گھر میں پانی ہونا یاد نہ رہا اور اس کی عادت بھی حوض سے وضو کی ہے، تو بنا کرسکتا ہے۔(13)

مسئلہ ۱۶: حدث کے بعد وضو کے لیے گھر گیا، دروازہ بند پایا اسے کھولا اور وضو کیا، اگر چور کا خوف ہو تو واپسی

---

(6) المرجع السابق

(7) المرجع السابق، ص ۹۴

(8) المرجع السابق، ص ۹۳، و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۲۳

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، ج ۱، ص ۹۴

(10) المرجع السابق

(11) المرجع السابق

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، ج ۱، ص ۹۴

(13) المرجع السابق، ص ۹۴۔۹۵

میں بند کردے، ورنہ کھلا چھوڑ دے۔(14)

مسئلہ ۱۷: وضو کرنے میں سُنن و مستحبات کے ساتھ وضو کرے، البتہ اگر تین تین بار کی جگہ چار چار بار دھویا تو سرے سے پڑھے۔(15)

مسئلہ ۱۸: حوض میں جو جگہ زیادہ نزدیک ہو وہاں وضو کرے، بلا عذر اسے چھوڑ کر دوسری جگہ دو صف سے زائد ہٹا نماز فاسد ہوگئی اور وہاں بھیڑ تھی، تو فاسد نہ ہوئی۔(16)

مسئلہ ۱۹: اگر وضو میں مسح بھول گیا تو جب تک نماز میں کھڑا نہ ہوا جا کر مسح کر آئے اور نماز میں کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا تو سرے سے پڑھے۔ اور اگر وہاں کپڑا بھول آیا تھا اور جا کر اٹھا لیا تو سرے سے پڑھے۔(17)

مسئلہ ۲۰: مسجد میں پانی ہے، اس سے وضو کر کے ایک ہاتھ سے برتن نماز کی جگہ اٹھا لایا تو بنا کرسکتا ہے، دونوں ہاتھ سے اٹھایا، تو نہیں۔ یوہیں برتن سے لوٹے میں پانی لے کر ایک ہاتھ سے اٹھایا تو بنا کرسکتا ہے، دونوں ہاتھ سے اٹھایا، تو نہیں۔(18)

مسئلہ ۲۱: موزہ پر مسح کیا تھا، نماز میں حدث ہوا، وضو کے لیے گیا، اثنائے وضو میں مسح کی مدت ختم ہوگئی یا تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا اور حدث ہوا اور پانی پایا یا پٹی پر مسح کیا تھا، حدث کے بعد زخم اچھا ہو کر پٹی کھل گئی، تو ان سب صورتوں میں بنا نہیں کرسکتا۔(19)

مسئلہ ۲۲: بے وضو ہو جانے کا گمان کر کے مسجد سے نکل گیا، اب معلوم ہوا کہ وضو نہ گیا تھا تو سرے سے پڑھے اور مسجد سے باہر نہ ہوا تھا تو مابقی (جو بقیہ نماز رہ گئی وہ) پڑھ لے۔(20) عورت کو ایسا گمان ہوا، تو مُصلّے سے ہٹتے ہی نماز فاسد ہوگئی۔(21)

---

(14) المرجع السابق، ص ۹۵

(15) المرجع السابق، ص ۹۴

(16) المرجع السابق، ص ۹۵

(17) المرجع السابق

(18) المرجع السابق

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، ج۱، ص ۹۵

(20) الھدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب الحدث في الصلاۃ، ج۱، ص ۶۰

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص ۹۷

مسئلہ ۲۳: اگر یہ گمان ہوا کہ بے وضو شروع ہی کی تھی یا موزے پر مسح کیا تھا اور گمان ہوا کہ مدت ختم ہوگئی یا صاحب ترتیب ظہر کی نماز میں تھا اور گمان ہوا کہ فجر کی نہیں پڑھی یا تیمم کیا تھا اور سراب پر نظر پڑی اور اُسے پانی گمان کیا، یا کپڑے پر رنگ دیکھا اور اسے نجاست گمان کیا، ان سب صورتوں میں نماز چھوڑنے کے خیال سے ہٹا ہی تھا کہ معلوم ہوا گمان غلط ہے، تو نماز فاسد ہوگئی۔(22)

مسئلہ ۲۴: رکوع یا سجدہ میں حدث ہوا، اگر ادا کے ارادہ سے سر اٹھایا، نماز باطل ہوگئی، اس پر بنانہیں کرسکتا۔(23)

❁❁❁❁❁

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹۷

(23) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۴۳

خلیفہ کرنے کا بیان

مسئلہ ۱: نماز میں امام کو حدث ہوا تو ان شرائط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہوئیں، دوسرے کو خلیفہ کرسکتا ہے (اس کو استخلاف کہتے ہیں) اگرچہ وہ نماز نمازِ جنازہ ہو۔(1)

مسئلہ ۲: جس موقع پر بنا جائز ہے وہاں استخلاف صحیح ہے اور جہاں بنا صحیح نہیں استخلاف بھی صحیح نہیں۔(2)

مسئلہ ۳: جو شخص اس محدث کا امام ہوسکتا ہے وہ خلیفہ بھی ہوسکتا ہے اور جو امام نہیں بن سکتا وہ خلیفہ بھی نہیں ہوسکتا۔(3)

مسئلہ ۴: جب امام کو حدث ہو جائے تو ناک بند کرکے (کہ لوگ نکسیر گمان کریں) پیٹھ جُھکا کر پیچھے ہٹے اور اشارے سے کسی کو خلیفہ بنائے، خلیفہ بنانے میں بات نہ کرے۔(4)

مسئلہ ۵: میدان میں نماز ہورہی ہے، تو جب تک صفوں سے باہر نہ گیا، خلیفہ بنا سکتا ہے اور مسجد میں ہے تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہو، استخلاف ہوسکتا ہے۔(5)

مسئلہ ۶: مسجد کے باہر تک برابر صفیں ہیں، امام نے مسجد میں سے کسی کو خلیفہ نہ بنایا، بلکہ باہر والے کو خلیفہ بنایا یہ استخلاف صحیح نہ ہوا قوم اور امام سب کی نمازیں گئیں اور آگے بڑھ گیا، تو اس وقت تک خلیفہ بنا سکتا ہے کہ سُترہ یا موضع سجود سے متجاوز نہ ہوا ہو۔(6)

مسئلہ ۷: مکان اور چھوٹی عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہیں، بڑی مسجد اور بڑا مکان اور بڑی عیدگاہ میدان کے حکم میں ہیں۔(7)

---

(1) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۲۵

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، فصل فی الاستخلاف، ج۱، ص۹۵

(3) المرجع السابق

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، فصل فی الاستخلاف، ج۱، ص۹۵.
و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۲۵

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، فصل فی الاستخلاف، ج۱، ص۹۵

(6) المرجع السابق، وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۲۵

(7) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۲۶

مسئلہ ۸: امام نے کسی کو خلیفہ نہ کیا بلکہ قوم نے بنا دیا، یا خود ہی امام کی جگہ پر نیت امامت کر کے کھڑا ہوگیا تو یہ خلیفہ امام ہوگیا اور محض امام کی جگہ پر چلے جانے سے امام نہ ہوگا جب تک نیت امامت نہ کرے۔(8)

مسئلہ ۹: مسجد و میدان میں خلیفہ بنانے کے لیے جو حد مقرر کی گئی ہے، اس سے ابھی متجاوز نہ ہوا نہ خود کوئی خلیفہ بنا، نہ جماعت نے کسی کو بنایا تو امام کی امامت قائم ہے، یہاں تک کہ اس وقت بھی اگر اس کی اقتدا کوئی شخص کرلے، تو ہو سکتی ہے۔(9)

مسئلہ ۱۰: امام کو حدث ہوا پچھلی صف میں سے کسی کو خلیفہ کر کے مسجد سے باہر ہوگیا، اگر خلیفہ نے فوراً ہی امامت کی نیت کرلی تو جتنے مقتدی اس خلیفہ سے آگے ہیں، سب کی نمازیں فاسد ہوگئیں، اس صف میں جو داہنے بائیں ہیں یا اس صف سے پیچھے ان کی اور امام اوّل کی فاسد نہ ہوئی اور اگر خلیفہ نے یہ نیت کی کہ امام کی جگہ پہنچ کر امام ہو جاؤں گا اور امام کی جگہ پر پہنچنے سے پہلے امام باہر ہوگیا تو سب کی نمازیں فاسد ہوگئیں۔(10)

مسئلہ ۱۱: امام کے لیے اَولیٰ یہ ہے کہ مسبوق کو خلیفہ نہ بنائے، بلکہ کسی اور کو اور جو مسبوق ہی کو خلیفہ بنائے تو اسے چاہیے کہ قبول نہ کرے اور قبول کرلیا، تو ہوگیا۔(11)

مسئلہ ۱۲: مسبوق کو خلیفہ بنا ہی دیا تو جہاں سے امام نے ختم کیا ہے، مسبوق وہیں سے شروع کرے، رہا یہ کہ مسبوق کو کیا معلوم کہ کیا باقی ہے، لہٰذا امام اسے اشارے سے بتادے، مثلاً ایک رکعت باقی ہے تو ایک اُنگلی سے اشارہ کرے دو ہوں، تو دو سے رکوع کرنا ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھ دے، سجدہ کے لیے پیشانی پر، قراءت کے لیے موہنھ پر، سجدۂ تلاوت کے لیے پیشانی و زبان پر، سجدۂ سہو کے لیے سینہ پر رکھے اور اگر اس مسبوق کو معلوم ہو، تو اشارے کی کچھ حاجت نہیں۔(12)

مسئلہ ۱۳: چار رکعت والی نماز میں ایک شخص نے اقتدا کی پھر امام کو حدث ہوا اور اسے خلیفہ کیا اور اسے معلوم نہیں کہ امام نے کتنی پڑھی ہے اور کیا باقی ہے، تو یہ چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت پر قعدہ کرے۔(13)

---

(8) المرجع السابق

(9) المرجع السابق

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹۶.
وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۲۷

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹۶

(12) المرجع السابق، والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۲۵

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹۶

مسئلہ ۱۴: مسبوق کو خلیفہ کیا، تو امام کی نماز پوری کرنے کے بعد سلام پھیرنے کے لیے کسی مدرک کو مقدم کر دے، کہ وہ سلام پھیرے۔ (14)

مسئلہ ۱۵: چار یا تین رکعت والی میں اس مسبوق کو خلیفہ کیا، جس کو دو رکعتیں نہ ملی تھیں، تو اس خلیفہ پر دو قعدے فرض ہیں، ایک امام کا قعدۂ اخیرہ اور ایک اس کا خود اور اگر امام نے اشارہ کر دیا کہ پہلی رکعتوں میں قراءت نہ کی تھی، چار رکعت والی نماز میں، چاروں میں اس پر قراءت فرض ہے۔ (15)

مسئلہ ۱۶: مسبوق نے امام کی نماز پوری کرنے کے بعد قہقہہ لگایا، یا قصداً حدث کیا، یا کلام کیا، یا مسجد سے باہر ہو گیا، تو خود اس کی نماز جاتی رہی اور قوم کی ہو گئی۔ رہا امام اوّل، وہ اگر ارکانِ نماز سے فارغ ہو گیا ہے، تو اس کی بھی ہو گئی، ورنہ گئی۔ (16)

مسئلہ ۱۷: لاحق کو خلیفہ بنایا تو اُسے حکم ہے کہ جماعت کی طرف اشارہ کرے کہ اپنے حال پر سب لوگ رہیں، یہاں تک کہ جو اس کے ذمہ ہے، اسے پورا کر کے نماز امام کی تکمیل کرے اور اگر پہلے امام کی نماز پوری کر دی، تو جب سلام کا موقع آئے کسی کو سلام پھیرنے کے لیے خلیفہ بنائے اور خود اپنی پوری کرے۔ (17)

مسئلہ ۱۸: امام نے ایک کو خلیفہ بنایا اور اس خلیفہ نے دوسرے کو خلیفہ کر دیا، تو اگر امام کے مسجد سے باہر ہونے اور خلیفہ کے امام کی جگہ پر پہنچنے سے پہلے یہ ہوا تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔ (18)

مسئلہ ۱۹: تنہا نماز پڑھ رہا تھا، حدث واقع ہوا اور ابھی مسجد سے باہر نہ ہوا کہ کسی نے اس کی اقتدا کی، تو یہ مقتدی خلیفہ ہو گیا۔ (19)

مسئلہ ۲۰: مسافروں نے مسافر کی اقتدا کی اور امام کو حدث ہوا، اُس نے مقیم کو خلیفہ کیا، مسافروں پر چار رکعتیں پوری کرنا لازم نہیں۔ اور خلیفہ کو چاہیے کہ کسی مسافر کو مقدم کر دے کہ وہ سلام پھیرے اور اگر مقتدیوں میں اور بھی مقیم تھے تو وہ تنہا تنہا دو دو رکعت بلا قراءت پڑھیں، اب اگر اس خلیفہ کی اقتدا کریں گے، تو ان سب کی نماز باطل

---

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹۶، وغیرہ

(15) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، المسائل الاثناعشریۃ، ج۲، ص۴۴۱

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس في الحدث في الصلاۃ، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹۶

(17) المرجع السابق

(18) المرجع السابق

(19) المرجع السابق، ص۹۶۔۹۷

ہوگئی۔(20)

مسئلہ ۲۱: امام کو جنون ہوگیا یا بے ہوشی طاری ہوئی یا قہقہہ لگا یا یا کوئی موجب غسل پایا گیا، مثلاً سو گیا اور احتلام ہوا، یا تفکر کرنے یا شہوت کے ساتھ نظر کرنے یا چھونے سے منی نکلی، تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہوگئی، سرے سے پڑھے۔(21)

مسئلہ ۲۲: اگر شدت سے پاخانہ پیشاب معلوم ہوا کہ نماز پوری نہیں کرسکتا، تو استخلاف جائز نہیں۔ یوہیں اگر پیٹ میں درد شدید ہوا کہ کھڑا نہیں رہ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے، استخلاف جائز نہیں۔(22)

مسئلہ ۲۳: اگر شرم یا رعب کی وجہ سے قراءت سے عاجز ہے، تو استخلاف جائز ہے اور بالکل نسیان ہوگیا تو ناجائز۔(23)

مسئلہ ۲۴: امام کو حدث ہوا اور کسی کو خلیفہ بنایا اور خلیفہ نے ابھی نماز پوری نہیں کی ہے کہ امام وضو سے فارغ ہوگیا تو اس پر واجب ہے کہ واپس آئے، یعنی اتنا قریب ہو جائے کہ اقتدا ہوسکے اور خلیفہ پوری کر چکا ہے، تو اسے اختیار ہے کہ وہیں پوری کرے یا موضع اقتدا میں آئے۔ یوہیں منفرد کو اختیار ہے اور مقتدی کو حدث ہوا تو واجب ہے کہ واپس آئے۔(24)

مسئلہ ۲۵: نماز میں امام کا انتقال ہوگیا، اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں تو مقتدیوں کی نماز باطل ہوگئی، سرے سے پڑھنا ضروری ہے(25)۔

(20) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، المسائل الاثنا عشریۃ، ج ۲، ص ۴۴۱

(21) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۲۹

(22) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۳۰

(23) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۲۹

(24) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج ۲، ص ۴۳۳

(25) ردالمحتار

نماز فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم میں معاویہ بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: نماز میں آدمیوں کا کوئی کلام درست نہیں وہ تو نہیں مگر تسبیح و تکبیر و قراءت قرآن (1)۔

حدیث ۲: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز میں ہوتے اور ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو سلام کیا کرتے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جواب دیتے، جب نجاشی کے یہاں سے ہم واپس ہوئے، سلام عرض کیا، جواب نہ دیا، عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم سلام کرتے تھے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جواب دیتے تھے (اب کیا بات ہے کہ جواب نہ ملا؟) فرمایا: نماز میں مشغولی ہے۔(2)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب المساجد... إلخ، باب تحریم الکلام في الصلاۃ... إلخ، الحدیث: ۵۳۷، ص ۲۷۲

(2) صحیح البخاري، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ الحبشۃ، الحدیث: ۳۸۷۵، ج ۲، ص ۵۸۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی ہجرت سے پہلے نماز میں کلام و سلام سب جائز تھا اس بنا پر حضور علیہ السلام بحالت نماز سلام کا جواب دیتے تھے ان حضرات کے حبشہ جانے کے بعد کلام منسوخ ہوا۔ خیال رہے کہ "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ" سورۂ بقر میں ہے سورۂ بقر مدنی ہے لہذا نسخ کلام بعد ہجرت ہوا۔

۲؎ نجاشی بادشاہ حبشہ کا لقب تھا جیسے فرعون بادشاہ مصر کا، حضور علیہ السلام کے زمانہ کے نجاشی کا نام اصحمہ تھا اس نے مظلوم صحابہ کو اپنے ملک میں امن دی اور انہی کے ذریعہ حضور علیہ السلام پر غائبانہ ایمان لایا اور انہی کی معرفت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بہت سے تحفے بھیجے، حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان جو ایمان لاکر حبشہ ہجرت کر گئی تھیں، اصحمہ ہی نے ان کا غائبانہ نکاح حضور علیہ السلام سے کیا، جب حضور علیہ السلام مدینہ پاک تشریف لائے تو حبشہ کے مہاجر صحابہ مدینہ منورہ میں آگئے، ان بزرگوں کو صاحب ہجرتین کہتے ہیں، انہی اصحمہ اور ان کے ساتھوں کا ذکر قرآن کریم نے بہت شان سے کیا ہے۔ "وَاِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ"۔ نجاشی کا انتقال ۹ھ فتح مکہ سے پہلے حبشہ میں ہوا، جبریل امین نے انکی لاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کردی حضور علیہ السلام نے غائبانہ جنازہ پڑھا، بہت عرصہ تک ان کی قبر سے انوار نکلتے تھے جس سے رات میں سارا جنگل جگمگا جاتا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۳؎ یعنی اب نماز مناجات، عبودیت، اور استغراق سے گھیر دی گئی، اس میں نہ کلام ہے نہ سلام۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ نمازی اشارے سے بھی سلام کا جواب نہیں دے سکتا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۲۰۴)

←

اور ابوداود کی روایت میں ہے فرمایا: کہ اللہ عزوجل اپنا حکم جو چاہتا ہے، ظاہر فرماتا ہے اور جو ظاہر فرمایا ہے، اس میں سے یہ ہے کہ نماز میں کلام نہ کرو، اس کے بعد سلام کا جواب دیا اور فرمایا: نماز قراءت قرآن اور ذکر خدا کے لیے ہے، تو جب تم نماز میں ہو تو تمہاری یہی شان ہونی چاہیے۔(3)

حدیث ۳: امام احمد و ابوداود و ترمذی و نسائی، ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: دو سیاہ چیزیں، سانپ اور بچھو کو نماز میں قتل کرو۔(4)

---

(3) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب رد السلام في الصلاۃ، الحدیث: ۹۲۴، ج۱، ص۳۴۸

(4) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب العمل في الصلاۃ، الحدیث: ۹۲۱، ج۱، ص۳۴۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ عربی میں اسود کالے سانپ کو کہتے ہیں یا مطلقاً ہر سانپ مراد ہے اور تغلیباً سانپ بچھو، دونوں کو اَسْوَدَیْن فرمادیا جیسے ماں باپ کو اَبَوَیْن اور چاند سورج کو قَمَرَیْن کہہ دیتے ہیں اگر نمازی بحالت نماز سانپ یا بچھو دیکھے تو اسے مار سکتا ہے اگر عمل قلیل سے ماردیا تو نماز نہ ٹوٹے گی اور اگر اس کے لیئے کعبہ سے سینہ پھر گیا یا متواتر تین قدم چلنا پڑا یا تین چوٹیں مارنی پڑیں تو نماز ٹوٹ جاوے گی دوبارہ پڑھنی ہوگی مگر یہ شخص نماز توڑنے کا گنہگار نہ ہوگا اس حدیث کی اجازت کی وجہ سے کسی کی جان بچانے کے لیئے نماز توڑ دینا درست ہے یا ریل چھوٹ جانے پر مسافر نماز توڑ کر سوار ہوسکتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کا سانپ مارنے کی اجازت ہے۔ وہ حدیث کہ چتلا سانپ نہ مارو جو چلنے میں لہراتا نہ ہو کیونکہ وہ جنی ہے منسوخ ہے، ہاں اگر کسی سانپ میں جن کی علامت موجود ہو تو اگر دفع ضرر کے لیئے اسے نہ مارے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۳۲۹)

احکام فقہیّہ

کلام مفسد نماز ہے، عمداً ہو یا خطاءً یا سہواً، سوتے میں ہو، یا بیداری میں اپنی خوشی سے کلام کیا، یا کسی نے کلام کرنے پر مجبور کیا، یا اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ کلام کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ خطا کے معنی یہ ہیں کہ قراءت وغیرہ اذکارِ نماز کہنا چاہتا تھا، غلطی سے زبان سے کوئی بات نکل گئی اور سہو کے یہ معنی ہیں کہ اسے اپنا نماز میں ہونا یاد نہ رہا۔ (1)

مسئلہ ۱: کلام میں قلیل و کثیر کا فرق نہیں اور یہ بھی فرق نہیں کہ وہ کلام اصلاح نماز کے لیے ہو یا نہیں، مثلاً امام کو بیٹھنا تھا کھڑا ہوگیا، مقتدی نے بتانے کو کہا بیٹھ جا، یا ہوں کہا، نماز جاتی رہی۔ (2)

مسئلہ ۲: قصداً کلام سے اسی وقت نماز فاسد ہوگی جب بقدر تشہد نہ بیٹھ چکا ہو اور بیٹھ چکا ہے تو نماز پوری ہوگئی، البتہ مکروہ تحریمی ہوئی۔ (3)

مسئلہ ۳: کلام وہی مفسد ہے، جس میں اتنی آواز ہو کہ کم از کم وہ خود سُن سکے، اگر کوئی مانع نہ ہو اور اگر اتنی آواز بھی نہ ہو بلکہ صرف تصحیح حروف ہو، تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (4)

مسئلہ ۴: نماز پوری ہونے سے پہلے بھول کر سلام پھیر دیا تو حرج نہیں اور قصداً پھیرا، تو نماز جاتی رہی۔ (5)

مسئلہ ۵: کسی شخص کو سلام کیا، عمداً ہو یا سہواً، نماز فاسد ہوگئی، اگرچہ بھول کر السلام کہا تھا کہ یاد آیا سلام کرنا نہ

---

(1) فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

اذا تکلم فی صلاتہ ناسیاً أو عامداً خاطأً أو قاصداً قلیلا أو کثیرا تکلم لاصلاح صلاتہ بأن قام الامام فی موضع القعود فقال لہ مقتدی اقعد أو قعد فی موضع القیام فقال لہ قم۔ (فتاوی ھندیہ ۱۰۹ ج اول قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ: نماز میں گفتگو کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے خواہ بھول کر گفتگو کی ہو یا جان بوجھ کر خطا کے طور پر کی ہو یا قصداً کم کی ہو یا زیادہ، خواہ اس کی گفتگو نماز کی اصلاح ہی کے لئے کیوں نہ ہو مثلاً امام کو بیٹھنا تھا مگر کھڑا ہوگیا، مقتدی نے کہا بیٹھ جا یا کھڑا ہونے کا مقام تھا بیٹھ گیا، مقتدی نے کہا کھڑا ہو جا۔ تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الاول، ج۱، ص۹۸

(3) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۴۶

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الاول، ج۱، ص۹۸

(5) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... الخ، ج۲، ص۴۴۹۔ وغیرہ

چاہیے اور سکوت کیا۔ (6)

مسئلہ ۶: مسبوق نے یہ خیال کر کے کہ امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے سلام پھیر دیا، نماز فاسد ہوگئی۔ (7)

مسئلہ ۷: عشا کی نماز میں یہ خیال کر کے کہ تراویح ہے، دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ یا ظہر کو جمعہ تصوّر کر کے دو رکعت پر سلام پھیرا، یا مقیم نے اپنے کو مسافر خیال کر کے دو رکعت پر سلام پھیرا، نماز فاسد ہوگئی، اس پر بنا بھی جائز نہیں۔ (8)

مسئلہ ۸: دوسری رکعت کو چوتھی سمجھ کر سلام پھیر دیا، پھر یاد آیا تو نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کر لے۔ (9)

مسئلہ ۹: زبان سے سلام کا جواب دینا بھی نماز کو فاسد کرتا ہے اور ہاتھ کے اشارے سے دیا تو مکروہ ہوئی، سلام کی نیت سے مصافحہ کرنا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ (10)

مسئلہ ۱۰: مُصلّی سے کوئی چیز مانگی یا کوئی بات پوچھی، اس نے سر یا ہاتھ سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کیا، نماز فاسد نہ ہوئی البتہ مکروہ ہوئی۔ (11)

مسئلہ ۱۱: کسی کو چھینک آئی اس کے جواب میں نمازی نے یَرْحَمُكَ اللہ کہا، نماز فاسد ہوگئی اور خود اسی کو چھینک آئی اور اپنے کو مخاطب کر کے یَرْحَمُكَ اللہ کہا، تو نماز فاسد نہ ہوئی اور کسی اور کو چھینک آئی اس مصلّی نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا، نماز نہ گئی اور جواب کی نیت سے کہا، تو جاتی رہی۔ (12)

مسئلہ ۱۲: نماز میں چھینک آئی کسی دوسرے نے یَرْحَمُكَ اللہ کہا اور اس نے جواب میں کہا آمین، نماز فاسد ہوگئی۔ (13)

مسئلہ ۱۳: نماز میں چھینک آئے، تو سکوت کرے اور الحمد للہ کہہ لیا تو بھی نماز میں حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہ

---

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الاول، ج۱، ص۹۸

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الاول، ج۱، ص۹۸

(8) المرجع السابق

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الاول، ج۱، ص۹۸

(10) المرجع السابق، والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج۲، ص۴۵۰

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الاول، ج۱، ص۹۸

(12) المرجع السابق

(13) المرجع السابق

کی تو فارغ ہو کر کہے۔(14)

مسئلہ ۱۴: خوشی کی خبر سن کر جواب میں الحمد للہ کہا، نماز فاسد ہوگئی اور اگر جواب کی نیت سے نہ کہا بلکہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ نماز میں ہے، تو فاسد نہ ہوئی، یوہیں کوئی چیز تعجب خیز دیکھ کر بقصد جواب سُبْحَانَ اللہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ یا اَللہُ اَکْبَر کہا، نماز فاسد ہوگئی، ورنہ نہیں۔(15)

مسئلہ ۱۵: کسی نے آنے کی اجازت چاہی اس نے یہ ظاہر کرنے کو کہ نماز میں ہے، زور سے الحمد للہ یا اللہ اکبر، یا سبحان اللہ پڑھا، نماز فاسد نہ ہوئی۔(16)

مسئلہ ۱۶: بُری خبر سُن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کہا، یا الفاظ قرآن سے کسی کو جواب دیا، نماز فاسد ہوگئی، مثلاً کسی نے پوچھا، کیا خدا کے سوا دوسرا خدا ہے؟ اس نے جواب دیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ، یا پوچھا تیرے کیا کیا مال ہیں؟ اس نے جواب میں کہا (اَلْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ) (17) یا پوچھا کہاں سے آئے؟ کہا (وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّ قَصْرٍ مَّشِیْدٍ) (18) یوہیں اگر کسی کو الفاظ قرآن سے مخاطب کیا، مثلاً اس کا نام یحیٰی ہے، اس سے کہا (یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ) (19) موسیٰ نام ہے، اس سے کہا (وَمَا تِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰی) (20) نماز فاسد ہوگئی۔(21)

مسئلہ ۱۷: اللہ عزوجل کا نام مبارک سُن کر جل جلالہ کہا، یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سُن کر درود پڑھا، یا امام کی قراءت سُن کر صَدَقَ اللہُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہٗ کہا، تو ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی، جب کہ بقصد جواب کہا ہو اور اگر جواب میں نہ کہا تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر اذان کا جواب دیا، نماز فاسد ہو جائے گی۔(22)

مسئلہ ۱۸: شیطان کا ذکر سُن کر اس پر لعنت بھیجی نماز جاتی رہی، دفع وسوسہ کے لیے لَا حَوْلَ پڑھی، اگر امور دنیا

---

(14) المرجع السابق۔

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الاول، ج۱، ص۹۹

(16) غنیۃ المتملي، کتاب الصلاۃ، مفسدات الصلاۃ، ص۴۴۹

(17) پ۱۴، النحل: ۸۔

(18) پ۱۷، الحج: ۴۵

(19) پ۱۶، مریم: ۱۲

(20) پ۱۶، طٰہٰ: ۱۷

(21) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... الخ، ج۲، ص۴۵۸

(22) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... الخ، ج۲، ص۴۶۰

کے لیے ہے، نماز فاسد ہو جائے گی اور امور آخرت کے لیے، تو نہیں۔ (23)

مسئلہ ۱۹: چاند دیکھ کر رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللهُ کہا، یا بخار وغیرہ کی وجہ سے کچھ قرآن پڑھ کر دم کیا، نماز فاسد ہوگئی بیمار نے اٹھتے بیٹھتے تکلیف اور درد پر بسم اللہ کہی تو نماز فاسد نہ ہوئی۔ (24)

مسئلہ ۲۰: کوئی عبارت بوزن شعر کہ قرآن مجید میں بترتیب پائی جاتی ہے، بہ نیت شعر پڑھی نماز فاسد ہوگئی، جیسے (وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا O فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا O) (25) اور اگر نماز میں شعر موزوں کیا، مگر زبان سے کچھ نہ کہا، تو اگرچہ نماز فاسد نہ ہوئی، مگر گنہگار رہا۔ (26)

مسئلہ ۲۱: نماز میں زبان پر نعم یا ارے یا ہاں جاری ہوگیا، اگر یہ لفظ کہنے کا عادی ہے، فاسد ہوگئی ورنہ نہیں۔ (27)

مسئلہ ۲۲: مصلّی (نماز پڑھنے والے) نے اپنے امام کے سوا دوسرے کو لقمہ دیا نماز جاتی رہی، جس کو لقمہ دیا ہے وہ نماز میں ہو یا نہ ہو، مقتدی ہو یا منفرد یا کسی اور کا امام۔ (28)

مسئلہ ۲۳: اگر لقمہ دینے کی نیت سے نہیں پڑھا، بلکہ تلاوت کی نیت سے تو حرج نہیں۔ (29)

مسئلہ ۲۴: اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا بھی مفسد نماز ہے، البتہ اگر اس کے بتاتے وقت اسے خود یاد آ گیا اس کے بتانے سے نہیں، یعنی اگر وہ نہ بتاتا جب بھی اسے یاد آجاتا، اس کے بتانے کو کچھ دخل نہیں تو اس کا پڑھنا مفسد نہیں۔ (30)

---

(23) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، ج۲، ص۴۶۰

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع في مایفسد الصلاۃ... إلخ، الفصل الاول، ج۱، ص۹۹

(25) پ۲۹، المرسلت: ۱۔۲

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الاول، ج۱، ص۱۰۰

(27) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۶۲، وغیرہ

(28) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، ج۲، ص۴۶۱، وغیرہ

(29) المرجع السابق

(30) اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا بھی مفسد نماز ہے البتہ اگر اس کے بتاتے وقت اسے خود یاد آگیا اس کے بتانے سے نہیں یعنی اگر وہ نہ بتاتا جب بھی اسے یاد آجاتا اس کے بتانے کو دخل نہیں تو اس کا پڑھنا مفسد نہیں۔ فتاوی شامی میں ہے:

ان حصل التذکر بسبب الفتح تفسد مطلقا ای سواء شرع فی التلاوۃ قبل تمام الفتح أو بعدہ لوجود التعلم و ان حصل تذکرہ من نفسہ لا بسبب الفتح لا تفسد مطلقا و کون الظاھر أنہ حصل بالفتح لا یؤثر بعد ←

مسئلہ ۲۵: اپنے امام کولقمہ دینا اور امام کا لقمہ لینا مفسد نہیں، ہاں اگر مقتدی نے دوسرے سے سُن کر جونماز میں اس کا شریک نہیں ہے لقمہ دیا اور امام نے لے لیا، تو سب کی نماز گئی اور امام نے نہ لیا تو صرف اس مقتدی کی گئی۔(31)
مسئلہ ۲۶: لقمہ دینے والا قراءت کی نیت نہ کرے، بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے۔(32)

تحقق أنه من نفسه لان ذالك من أمور الديانة لا القضاء حتى يبنى على الظاهر ألا ترى أنه لو فتح على غيره امامه قاصداً القراءة لا التعليم لا تفسد مع أن ظاهر حاله التعليم . (ردالمحتار ص ۳۸۲ ج ۲ مکتبہ امدایہ)

ترجمہ: ایسی صورت میں اگر امام کو لقمے کی وجہ سے یاد آیا تو مطلقاً نماز فاسد ہوجائے گی خواہ امام نے لقمہ ختم ہونے سے پہلے تلاوت شروع کر دی ہو یا لقمہ ختم ہونے کے بعد شروع کی ہو، تعلّم کے پائے جانے کی وجہ سے اور اگر اسے خود ہی یاد آ گیا ہو نہ کہ لقمے کی وجہ سے یعنی اگر لقمہ نہ آتا تب بھی اسے یاد آجاتا تو ایسی صورت میں مطلقاً نماز نہ ٹوٹے گی۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جب یہ ثابت ہوجائے کہ لقمہ ازخود آیا ہے تو لقمہ کا آنا نماز پر اثر نہیں ڈالے گا اور ازخود یاد آنے یا نہ آنے کا معاملہ دیانت پر موقوف ہے نہ کہ قضاء پر کہ ظاہر پر حکم لگائیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اگر کوئی اپنے امام کے علاوہ غیر کو تلاوت کی نیت کرتے ہوئے لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ کہ ظاہری حالت عمل تعلیم کو ظاہر کرتی ہے۔

(31) المرجع السابق

(32) جو شخص بھی لقمہ دے اس کو چاہیے کہ لقمہ دیتے وقت وہ قراءت کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

الصحیح ان ینوی الفتح علی امامہ دون القراءۃ (عالمگیری ج ا ص ۹۹ مکتبہ حقانیہ پشاور)

ترجمہ: لقمہ دینے والا قراءت کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے۔

فتاوٰی شامی میں ہے:

لان قراءۃ المقتدی منھی عنھا والفتح علی امامہ غیر منھی عنہ (ردالمحتار ص ۳۸۲ ج ۲ مکتبہ امدادیہ ملتان)

ترجمہ: کیونکہ قراءت سے مقتدی کو منع کیا گیا ہے جبکہ لقمہ دینا اسے منع نہیں۔(لھذا جو منع ہے اس کی نیت نہ کرے)

(12) دیکھا گیا ہے کہ ایک تراویح پڑھانے والے کے پیچھے کئی کئی حافظ کھڑے لقمے دے رہے ہوتے ہیں انھیں اپنی نیت کے بارے میں محتاط رہنا چاہیے اگر ان کی نیت حافظ صاحب کو پریشان کرنے کی ہوئی تو ایسا کرنا حرام ہوگا امامِ اہلِ سنّت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوٰی رضویہ شریف میں فرماتے ہیں قاری (پڑھنے والے) کو پریشان کرنے کی نیت حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بشروا ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا ترجمہ: لوگوں کو خوشخبریاں سناؤ نفرت نہ دلاؤ، آسانی پیدا کرو تنگی نہ کرو۔ اور بے شک آج بہت سے حفاظ کا یہ شیوہ ہے، یہ بتانا نہیں بلکہ حقیقۃً یہود کے اس فعل میں داخل ہے (جس کا ذکر قران پاک میں ہوا، فرمایا گیا) لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِیْهِ ترجمہ کنزالایمان: (کافر کہتے ہیں) یہ قرآن نہ سنو اور اس میں بے ہودہ غل (شور) کرو۔ (پارہ ۲۴ سورۃ حم السجدۃ آیت ۲۶) (فتاوٰی رضویہ شریف ص ۴۸۷ ج ۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مسئلہ ۲۷: فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے، تھوڑا توقف چاہیے کہ شاید امام خود نکال لے، مگر جب کہ اس کی عادت اسے معلوم ہو کہ رُکتا ہے، تو بعض ایسے حروف نکلتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو فوراً بتائے۔ یوہیں امام کو مکروہ ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے، بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کر دے، بشرطیکہ اس کا وصل مفسد نماز نہ ہو اور اگر بقدر حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دے، مجبور کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھے یا ساکت کھڑا رہے۔ (33) مگر وہ غلطی اگر ایسی ہے، جس میں فساد معنی تھا تو اصلاح نماز کے لیے اس کا اعادہ لازم تھا اور یاد نہیں آتا تو مقتدی کو آپ ہی مجبور کرے گا اور وہ بھی نہ بتا سکے، تو گئی۔

مسئلہ ۲۸: لقمہ دینے والے کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں، مراہق بھی لقمہ دے سکتا ہے۔ (34) بشرطیکہ نماز جانتا ہو اور نماز میں ہو۔

مسئلہ ۲۹: ایسی دعا جس کا سوال بندے سے نہیں کیا جا سکتا جائز ہے، مثلاً اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اور جس کا سوال بندوں سے کیا جا سکتا ہے، مفسد نماز ہے، مثلاً اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْنِیْ یَااَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِیْ. (35)

مسئلہ ۳۰: آہ، اوہ، اُف، تف یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے رویا اور حرف پیدا ہوئے، ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی اور اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز و حروف نہیں نکلے، تو حرج نہیں۔ (36)

---

(33) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب المواضع التی لا یجب ۔۔۔ الخ، ج ۲، ص ۴۶۲۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الاول، ج ۱، ص ۹۹

فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے بلکہ تھوڑا توقف چاہیے کہ شاید امام خود نکال لے۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

یکرہ ان یفتح من ساعتہ (ردالمحتار ص ۳۸۲ ج ۲ مکتبہ امدادیہ)

مگر جب کہ اس کی عادت اسے معلوم ہو کہ رُکتا ہے تو بعض ایسے حروف نکلتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو فوراً بتائے۔

(محیط برھانی ص ۱۵۴ ج ۲ ادارۃ القرآن)

(34) حتی کہ بالغ مقتدیوں کی طرح تمیز دار بچہ کا بھی اس میں حق ہے کہ اپنی نماز کی اصلاح کی سب کو حاجت ہے قنیہ پھر بحر پھر ہندیہ میں ہے:

وفتح المراھق کالبالغ ۲۔ (تمیز دار بچے کا لقمہ دینا بالغ کے لقمہ کے حکم میں ہے۔)

(۲۔ فتاویٰ ہندیہ، باب فیما مایفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا نورانی کتب خانہ پشاور، ۱/ ۹۹)

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الاول، ج ۱، ص ۱۰۰

(36) المرجع السابق، ص ۱۰۱، و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب: المواضع التی لا یجب فیھا ردالسلام، ج ۲، ص ۴۵۵

مسئلہ ۳۱: مریض کی زبان سے بے اختیار آہ، اوہ نکلی نماز فاسد نہ ہوئی، یوہیں چھینک کھانسی جماہی ڈکار میں جتنے حروف مجبوراً نکلتے ہیں، معاف ہیں۔(37)

مسئلہ ۳۲: جنت ودوزخ کی یاد میں اگر یہ الفاظ کہے، تو نماز فاسد نہ ہوئی۔(38)

مسئلہ ۳۳: امام کا پڑھنا پسند آیا اس پر رونے لگا اور ارے، نعم، ہاں، زبان سے نکلا کوئی حرج نہیں، کہ یہ خشوع کے باعث ہے اور اگر خوش گلوئی کے سبب کہا، تو نماز جاتی رہی۔(39)

مسئلہ ۳۴: پھونکنے میں اگر آواز پیدا نہ ہو تو وہ مثل سانس کے ہے مفسد نہیں، مگر قصداً کرنا مکروہ ہے اور اگر دو حرف پیدا ہوں، جیسے اف، تف، تو مفسد ہے۔(40)

مسئلہ ۳۵: کھنکارنے میں جب دو حرف ظاہر ہوں، جیسے اح مفسد نماز ہے، جب کہ نہ عذر ہو نہ کوئی صحیح غرض، اگر عذر سے ہو، مثلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا کسی صحیح غرض کے لیے، مثلاً آواز صاف کرنے کے لیے یا امام سے غلطی ہوگئی ہے اس لیے کھنکارتا ہے کہ درست کرلے یا اس لیے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو، تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔(41)

مسئلہ ۳۶: نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا مطلقاً مفسد نماز ہے، یوہیں اگر محراب وغیرہ میں لکھا ہوا سے دیکھ کر پڑھنا بھی مفسد ہے، ہاں اگر یاد پر پڑھتا ہو مصحف یا محراب پر فقط نظر ہے، تو حرج نہیں۔(42)

مسئلہ ۳۷: کسی کاغذ پر قرآن مجید لکھا ہوا دیکھا اور اسے سمجھا نماز میں نقصان نہ آیا، یوہیں اگر فقہ کی کتاب دیکھی اور سمجھی نماز فاسد نہ ہوئی، خواہ سمجھنے کے لیے اسے دیکھا یا نہیں، ہاں اگر قصداً دیکھا اور بقصد سمجھا تو مکروہ ہے اور بلا قصد ہوا تو مکروہ بھی نہیں۔(43) یہی حکم ہر تحریر کا ہے اور جب غیر دینی ہو تو کراہت زیادہ۔

---

(37) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۵۶

(38) المرجع السابق

(39) المرجع السابق

(40) غنیۃ المتملي، کتاب الصلاۃ، مفسدات الصلاۃ، ص۴۵۱

(41) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۵۵، وغیرہ

(42) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، ج۲، ص۴۶۳

(43) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الاول، ج۱، ص۱۰۱.
والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۷۹

مسئلہ ۳۸: صرف تورات یا انجیل کو نماز میں پڑھا تو نماز نہ ہوئی، قرآن پڑھنا جانتا ہو یا نہیں۔ (44) اور اگر بقدر حاجت قرآن پڑھ لیا اور کچھ آیات تورات و انجیل کی، جن میں ذکرِ الٰہی ہے پڑھیں، تو حرج نہیں مگر نہ چاہیے۔

مسئلہ ۳۹: عملِ کثیر کہ نہ اعمال نماز سے ہو نہ نماز کی اصلاح کے لیے کیا گیا ہو، نماز فاسد کر دیتا ہے، عملِ قلیل مفسد نہیں، جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر اس کے نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے، بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو وہ عملِ کثیر ہے اور اگر دُور سے دیکھنے والے کو شبہہ و شک ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں، تو عملِ قلیل ہے۔ (45)

مسئلہ ۴۰: کرتا یا پاجامہ پہنا یا تہبند باندھا، نماز جاتی رہی۔ (46)

مسئلہ ۴۱: ناپاک جگہ پر بغیر حائل کے سجدہ کیا نماز فاسد ہوگئی، اگرچہ اس سجدہ کو پاک جگہ پر اعادہ کرے۔ (47) یوہیں ہاتھ یا گھٹنے سجدہ میں ناپاک جگہ پر رکھے، نماز فاسد ہوگئی۔ (48)

مسئلہ ۴۲: ستر کھولے ہوئے یا بقدر مانع نجاست کے ساتھ پورا رکن ادا کرنا، یا تین تسبیح کا وقت گزر جانا، مفسد نماز ہے۔ یوہیں بھیڑ کی وجہ سے اتنی دیر تک عورتوں کی صف میں پڑ گیا، یا امام سے آگے ہوگیا، نماز جاتی رہی۔ (49) اور قصداً ستر کھولنا مطلقاً مفسد نماز ہے، اگرچہ معاً (فوراً) ڈھانک لے، اس میں وقفہ کی بھی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۴۳: دو کپڑے ملا کر سیے ہوں ان میں استر (نیچے کی تہ) ناپاک ہے اور ابرا (اوپر کی تہ) پاک، تو ابرے کی طرف بھی نماز نہیں ہوسکتی، جب کہ نجاست بقدر مانع مواضع سجود میں ہو اور سلے نہ ہوں تو ابرے پر جائز ہے، جب کہ اتنا باریک نہ ہو کہ استر چمکتا ہو۔ (50)

مسئلہ ۴۴: نجس زمین پر مٹی چونا خوب بچھا دیا، اب اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں اور اگر معمولی طرح سے خاک چھڑک دی ہے کہ نجاست کی بُو آتی ہے، تو ناجائز ہے جب کہ مواضع سجود پر نجاست ہو۔ (51)

---

(44) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الاول، ج۱، ص۱۰۱

(45) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۶۴، وغیرہ

(46) غنیۃ المتملي، کتاب الصلاۃ، مفسدات الصلاۃ، ص۴۵۲

(47) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۶۶

(48) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب فی التشبہ باھل الکتاب، ج۲، ص۴۶۶

(49) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۶۷، وغیرہ

(50) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب فی التشبہ باھل الکتاب، ج۲، ص۴۶۷

(51) منیۃ المصلي، حکم ما اذا کان تحت قدمي المصلي نجس، ص۱۷۰

مسئلہ ۴۵: نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دیتا ہے، قصداً ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا زیادہ، یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لیا یا کوئی قطرہ اُس کے مونھ میں گرا اور اس نے نگل لیا، نماز جاتی رہی۔ (52)

مسئلہ ۴۶: دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ گئی تھی اس کو نگل گیا، اگر چنے سے کم ہے نماز فاسد نہ ہوئی مکروہ ہوئی اور چنے برابر ہے تو فاسد ہوگئی۔ دانتوں سے خون نکلا، اگر تھوک غالب ہے تو نگلنے سے فاسد نہ ہوگی، ورنہ ہو جائے گی۔ (53) غلبہ کی علامت یہ ہے کہ حلق میں خون کا مزہ محسوس ہو، نماز اور روزہ توڑنے میں مزے کا اعتبار ہے اور وضو توڑنے میں رنگ کا۔

مسئلہ ۴۷: نماز سے پیشتر (پہلے) کوئی چیز میٹھی کھائی تھی اس کے اجزا نگل لیے تھے، صرف لعاب دہن میں کچھ مٹھاس کا اثر رہ گیا، اُس کے نگلنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ مونھ میں شکر وغیرہ ہو کہ گھل کر حلق میں پہنچتی ہے، نماز فاسد ہوگئی۔ گوند مونھ میں ہے اگر چبایا اور بعض اجزا حلق سے اتر گئے، نماز جاتی رہی۔ (54)

مسئلہ ۴۸: سینہ کو قبلہ سے پھیرنا مفسد نماز ہے، جب کہ کوئی عذر نہ ہو یعنی جب کہ اتنا پھیرے کہ سینہ خاص جہت کعبہ سے پینتالیس (۴۵) درجے ہٹ جائے اور اگر عذر سے ہو تو مفسد نہیں، مثلاً حدث کا گمان ہوا اور مونھ پھیرا ہی تھا کہ گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو مسجد سے اگر خارج نہ ہوا ہو، نماز فاسد نہ ہوگی۔ (55)

مسئلہ ۴۹: قبلہ کی طرف ایک صف کی قدر چلا، پھر ایک رکن کی قدر ٹھہر گیا، پھر چلا پھر ٹھہرا، اگر چہ متعدد بار ہو جب تک مکان نہ بدلے، نماز فاسد نہ ہوگی، مثلاً مسجد سے باہر ہو جائے یا میدان میں نماز ہو رہی تھی اور یہ شخص صُفوف سے متجاوز ہو گیا کہ یہ دونوں صورتیں مکان بدلنے کی ہیں اور ان میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ یوہیں اگر ایک دم دو صف کی قدر چلا، نماز فاسد ہوگئی۔ (56)

مسئلہ ۵۰: صحرا میں اگر اس کے آگے صفیں نہ ہوں بلکہ یہ امام ہے اور موضع سجود سے متجاوز ہوا، تو اگر اتنا آگے بڑھا جتنا اس کے اور سب سے قریب والی صف کے درمیان فاصلہ تھا تو فاسد نہ ہوئی اور اس سے زیادہ ہٹا تو فاسد ہوگئی

(52) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب المواضع التی لایجب... إلخ، ج ۲، ص ۴۶۲

(53) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الاول، ج ۱، ص ۱۰۲۔

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، ج ۲، ص ۴۶۲۔

(54) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الاول، ج ۱، ص ۱۰۲

(55) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، ج ۲، ص ۴۶۸۔

والفتاوی الرضویۃ (الجدیدۃ)، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۶، ص ۷۵، وغیرہما

(56) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب فی التشبہ باہل الکتاب، ج ۲، ص ۴۶۸

اور اگر منفرد ہے تو موضع سجود کا اعتبار ہے یعنی اتنا ہی فاصلہ آگے پیچھے دہنے بائیں کہ اس سے زیادہ ہٹنے میں نماز جاتی رہے گی۔(57)

مسئلہ ۵۱: کسی کو چوپایہ نے ایک دم بقدر تین قدم کے کھینچ لیا یا ڈھکیل دیا، تو نماز فاسد ہوگئی۔(58)

مسئلہ ۵۲: ایک نماز سے دوسری کی طرف تکبیر کہہ کر منتقل ہوا، پہلی نماز فاسد ہوگئی، مثلاً ظہر پڑھ رہا تھا عصر یا نفل کی نیت سے اللہ اکبر کہا ظہر کی نماز جاتی رہی پھر اگر صاحب ترتیب ہے اور وقت میں گنجائش ہے تو عصر کی بھی نہ ہوگی، بلکہ دونوں صورتوں میں نفل ہے، ورنہ عصر کی نیت ہے تو عصر اور نفل کی نیت ہے تو نفل۔ یوہیں اگر تنہا نماز پڑھتا تھا اب اقتدا کی نیت سے اللہ اکبر کہا یا مقتدی تھا اور تنہا پڑھنے کی نیت سے اللہ اکبر کہا تو نماز فاسد ہوگئی۔ یوہیں اگر نماز جنازہ پڑھ رہا تھا اور دوسرا جنازہ لایا گیا دونوں کی نیت سے اللہ اکبر کہا یا دوسرے کی نیت سے تو دوسرے جنازہ کی نماز شروع ہوئی اور پہلے کی فاسد ہوگئی۔(59)

مسئلہ ۵۳: عورت نماز پڑھ رہی تھی، بچہ نے اس کی چھاتی چوسی اگر دودھ نکل آیا، نماز جاتی رہی۔(60)

مسئلہ ۵۴: عورت نماز میں تھی، مرد نے بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن کو ہاتھ لگایا، نماز جاتی رہی اور مرد نماز میں تھا اور عورت نے ایسا کیا تو نماز فاسد نہ ہوئی، جب تک مرد کو شہوت نہ ہو۔(61)

مسئلہ ۵۵: داڑھی یا سر میں تیل لگایا یا کنگھا کیا یا سرمہ لگایا نماز جاتی رہی، ہاں اگر ہاتھ میں تیل لگا ہوا ہے اس کو سر یا بدن میں کسی جگہ پونچھ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔(62)

مسئلہ ۵۶: کسی آدمی کو نماز پڑھتے میں طمانچہ یا کوڑا مارا نماز جاتی رہی اور جانور پر سوار نماز پڑھ رہا تھا دو ایک بار ہاتھ یا ایڑی سے ہانکنے میں نماز فاسد نہ ہوگی، تین بار پے در پے کریگا تو جاتی رہے گی۔ ایک پاؤں سے ایڑ لگائی اگر پے در پے تین بار ہو نماز جاتی رہی ورنہ نہیں اور دونوں پاؤں سے لگائی تو فاسد ہوگئی، لیکن اگر آہستہ پاؤں ہلائے کہ دوسرے کو بغور دیکھنے سے پتہ چلے، تو فاسد نہ ہوئی۔(63)

---

(57) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب فی التشبہ باہل الکتاب، ج۲، ص۴۶۹

(58) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۷۰

(59) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۶۲

(60) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۷۰

(61) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب فی المشی فی الصلاۃ، ج۲، ص۴۷۰

(62) منیۃ المصلي، بیان مفسدات الصلاۃ، ص۴۱۴، وغنیۃ المتملي، مفسدات الصلاۃ، ص۴۴۲

(63) منیۃ المصلي، بیان مفسدات الصلاۃ، ص۴۱۵، وغنیۃ المتملي، مفسدات الصلاۃ، ص۴۴۳

مسئلہ ۵۷: گھوڑے کو چابک سے راستہ بتایا اور مارا بھی، نماز فاسد ہوگئی، نماز پڑھتے میں گھوڑے پر سوار ہوگیا، نماز جاتی رہی اور سواری پر نماز پڑھ رہا تھا اتر آیا، فاسد نہ ہوئی۔ (64)

مسئلہ ۵۸: تین کلمے اس طرح لکھنا کہ حروف ظاہر ہوں، نماز کو فاسد کرتا ہے اور اگر حرف ظاہر نہ ہوں، مثلاً پانی پر یا ہوا میں لکھا تو عبث ہے، نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔ (65)

مسئلہ ۵۹: نماز پڑھنے والے کو اٹھالیا پھر وہیں رکھ دیا، اگر قبلہ سے سینہ نہ پھرا، نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر اس کو اٹھا کر سواری پر رکھ دیا، نماز جاتی رہی۔ (66)

مسئلہ ۶۰: موت وجنون و بے ہوشی سے نماز جاتی رہتی ہے، اگر وقت میں افاقہ ہوا تو ادا کرے، ورنہ قضا بشرطیکہ ایک دن رات سے متجاوز نہ ہو۔ (67)

مسئلہ ۶۱: قصداً وضو توڑا یا کوئی موجب غسل پایا گیا یا کسی رکن کو ترک کیا، جبکہ اس نماز میں اس کو ادا نہ کرلیا ہو، یا بلاعذر شرط کو ترک کیا، یا مقتدی نے امام سے پہلے رکن ادا کرلیا اور امام کے ساتھ یا بعد میں پھر اس کو ادا نہ کیا، یہاں تک کہ امام کیساتھ سلام پھیر دیا، یا مسبوق نے فوت شدہ رکعت کا سجدہ کر کے امام کے سجدۂ سہو میں متابعت کی، یا قعدۂ اخیرہ کے بعد سجدۂ نماز یا سجدۂ تلاوت یاد آیا اور اس کے ادا کرنے کے بعد پھر قعدہ نہ کیا، یا کسی رکن کو سوتے میں ادا کیا تھا اس کا اعادہ نہ کیا، اِن سب صورتوں میں نماز فاسد ہوگئی۔ (68)

مسئلہ ۶۲: سانپ بچھو مارنے سے نماز نہیں جاتی جب کہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی حاجت ہو، ورنہ جاتی رہے گی، مگر مارنے کی اجازت ہے اگرچہ نماز فاسد ہوجائے۔ (69)

---

(64) منیۃ المصلي، المرجع السابق، والفتاوی الخانیۃ، کتاب الصلاۃ، فصل فیما یفسد الصلاۃ، ج۱، ص ۶۴.

(65) غنیۃ المتملي، مفسدات الصلاۃ، ص ۴۴۴

(66) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، النوع الثاني، ج۱، ص ۱۰۳

(67) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب في المشي في الصلاۃ، ج۲، ص ۴۷۲

(68) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص ۴۷۲، وغیرہ

(69) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، النوع الثاني، ج۱، ص ۱۰۳

ابوداود والترمذی والنسائی وابن حبان والحاکم عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا السودین فی الصلوۃ الحیۃ والعقرب ا ؂ وایضاً ھذا عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا الوزغ ولو فی جوف الکعبۃ ۲ ؂۔

ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور طبرانی نے کبیر میں حضرت عبداللہ ←

مسئلہ ۶۳: سانپ بچھو کو نماز میں مارنا اس وقت مباح ہے، کہ سامنے سے گزرے اور ایذا دینے کا خوف ہو اور اگر تکلیف پہنچانے کا اندیشہ نہ ہو تو مکروہ ہے۔(70)

مسئلہ ۶۴: پے در پے تین بال اکھیڑے یا تین جوئیں ماریں یا ایک ہی جوں کو تین بار میں مارا نماز جاتی رہی اور پے در پے نہ ہو، تو نماز فاسد نہ ہوگی مگر مکروہ ہے۔(71)

مسئلہ ۶۵: موزہ کشادہ ہے اسے اتارنے سے نماز فاسد نہ ہوگی اور موزہ پہننے سے نماز جاتی رہے گی۔(72)

مسئلہ ۶۶: گھوڑے کے مونھ میں لگام دی یا اس پر کاٹھی کسی یا کاٹھی اتار دی نماز جاتی رہی۔(73)

مسئلہ ۶۷: ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز جاتی رہتی ہے، یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹا لیا وعلیٰ ہذا اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔(74)

مسئلہ ۶۸: تکبیرات انتقال میں اللہ یا اکبر کے الف کو دراز کیا آللہ یا آکبر کہا یا بے کے بعد الف بڑھایا اکبار کہا نماز فاسد ہو جائے گی اور تحریمہ میں ایسا ہوا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔(75) قراءت یا اذکار نماز میں ایسی غلطی جس سے معنی فاسد ہو جائیں، نماز فاسد کر دیتی ہے، اس کے متعلق مفصل بیان گزر چکا۔

مسئلہ ۶۹: نمازی کے آگے سے بلکہ موضع سجود سے کسی کا گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا، خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت، کتا ہو یا گدھا۔(76)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ (آپ نے فرمایا) نماز میں دو سیاہ جانوروں سانپ اور بچھو کو ہلاک کرو، نیز انہوں نے ہی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا گرگٹ کو قتل کرو اگرچہ کعبہ شریف کے اندر ہو۔
(ا۔ سنن ابی داؤد، باب العمل فی الصلوۃ، مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور، ۱/ ۱۳۳) (۲۔ المعجم الکبیر، حدیث ۱۱۴۹۵، مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت، ۱۱/ ۲۰۲)

(70) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، النوع الثانی، ج۱، ص ۱۰۳

(71) المرجع السابق، وغنیۃ المتملي، مفسدات الصلاۃ، ص ۴۴۸

(72) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، النوع الثانی، ج۱، ص ۱۰۳

(73) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، النوع الثانی، ج۱، ص ۱۰۳

(74) المرجع السابق، ص ۱۰۴، وغنیۃ المتملي، مفسدات الصلاۃ، ص ۴۴۸

(75) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ ویکرہ فیھا، ج۲، ص ۴۷۳، وغیرہ

(76) درمختار میں ہے:

ولا یفسدھا مرور مارّ فی الصحراء او بمسجد کبیر بموضع سجودہ فی الاصح او مرورہ بین یدیہ الی حائط ←

مسئلہ ۷۰: مصلّی کے آگے سے گزرنا بہت سخت گناہ ہے۔
حدیث میں فرمایا: کہ اس میں جو کچھ گناہ ہے، اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا، راوی کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔ (77) یہ حدیث صحاح ستہ

القبلۃ فی بیت ومسجد صغیر. فانہ کبقعۃ واحدۃ: وان اثم المار ۲ ـ اھ۔
(۲ـ الدرالمختار، مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۹۱)
اصح یہ ہے کہ صحرا یا بڑی مسجد میں نمازی کی جائے سجدہ سے کسی کا گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ اسی طرح گھر میں یا چھوٹی مسجد میں کہ چھوٹی مسجد ایک ہی قطعے کے حکم میں ہے، کسی کا قبلے والی جانب سے نمازی کے آگے سے گزرنا، نماز کو فاسد نہیں گزرتا، اگرچہ گزرنے والا گناہگار ہوتا ہے۔

(77) نمازی کے آگے سے گزرنا

دافعِ رنج وملال، صاحبِ جودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا اپنے گناہ کو جانتا ہوتا تو اس کے لئے چالیس (سال یادن) تک کھڑا رہنا نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہوتا۔
(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب اثم المار بین یدی المصلی، الحدیث ۵۱۰، ص ۴۲)
اور ایک روایت میں ہے: تو وہ 40 سال تک کھڑا رہتا کہ یہ اس کے لئے نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہوتا۔
(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب فیمن یمر بین یدی المصلی، الحدیث: ۲۳۰۲، ج ۲، ص ۲۰۲)
نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تم میں سے کسی کا 100 سال تک کھڑے رہنا اپنے نماز پڑھتے ہوئے بھائی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہے۔
(جامع الترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی کراھیۃ المرور۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۳۳۶، ص ۱۶۷۳)
رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اگر تم میں سے کوئی جان لے کہ رب عزوجل سے مناجات کرنے والے اپنے مسلمان بھائی کے سامنے سے گزرنے میں کیا (سزا) ہے تو اسے اس جگہ 100 سال تک کھڑے رہنا اس کے سامنے دو قدم چلنے سے زیادہ پسند ہوتا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث ۸۸۴۶، ج ۳، ص ۳۰۴)
حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی چیز کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہو جو اسے لوگوں سے چھپاتی ہے پھر کوئی اس کے سامنے سے گزرنا چاہے تو وہ اسے اپنے سامنے سے ہٹادے اگر گزرنے والا نہ مانے تو اس سے جھگڑا کرے کیونکہ وہ شیطان ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب یرد المصلی من مر بین یدیہ، الحدیث ۵۰۹، ص ۴۲)
اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: نمازی کو چاہے کہ کسی کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے اگر وہ نہ مانے تو اس سے جھگڑا کرے کیونکہ وہ اپنے قرین یعنی شیطان کی اطاعت کر رہا ہے۔
(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب منع المار بین یدی المصلی، الحدیث: ۱۱۳۰، ص ۷۵۷) ←

میں ابی جہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوئی اور بزار کی روایت میں چالیس برس (78) کی تصریح ہے۔ اور ابن ماجہ کی روایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے نماز میں آڑے ہوکر گزرنے میں کیا ہے؟ تو سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا۔ (79)

امام مالک نے روایت کیا کہ کعب احبار فرماتے ہیں: نمازی کے سامنے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس پر کیا گناہ ہے؟ تو زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔ (80)

امام مالک سے روایت صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ میں دیکھا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ابطح میں چمڑے کے ایک سُرخ قبہ کے اندر تشریف فرما ہیں اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وضو کا پانی لیا اور لوگ جلدی جلدی اسے لے رہے ہیں جو اس میں سے کچھ پا جاتا اسے مونھ اور سینہ پر ملتا اور جو نہیں پاتا وہ کسی اور کے ہاتھ سے تری لے لیتا پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نیزہ نصب کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سُرخ دھاری دار جوڑا پہنے تشریف لائے اور نیزہ کی طرف مونھ کر کے دو رکعت نماز پڑھائی اور میں نے آدمیوں اور چوپاؤں کو نیزے کے اُس طرف سے گزرتے دیکھا۔ (81)

مسئلہ ۷۱: میدان اور بڑی مسجد میں مصلّی کے قدم سے موضع سجود تک گزرنا ناجائز ہے۔ موضع سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ کی طرف نظر کرے تو جتنی دور تک نگاہ پھیلے وہ موضع سجود ہے اس کے درمیان سے گزرنا ناجائز ہے، مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوار قبلہ تک کہیں سے گزرنا جائز نہیں اگر سترہ نہ ہو۔ (82)

شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: آدمی کا راکھ میں پناہ چاہنا جان بوجھ کر نمازی کے سامنے سے گزرنے سے بہتر ہے۔ (التمهيد لابن عبدالبر، ابوالنضر مولی عمر بن عبيدالله، تحت الحديث ۵۹۶ /۱، ج ۸، ص ۴۷۸)

(78) مسند البزار، مسند زيد بن خالد الجهني رضي الله تعالیٰ عنه، الحديث: ۳۷۸۲، ج ۹، ص ۲۳۹

(79) سنن ابن ماجه، ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها، باب المرور بين يدي المصلي، الحديث: ۹۴۶، ج ۱، ص ۵۰۶

(80) الموطا، كتاب قصر الصلاة في السفر، باب التشديد في ان يمر احد بين يدي المصلي، الحديث: ۳۷۱، ج ۱، ص ۱۵۴

(81) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب سترة المصلي والندب الى الصلاة... الخ، الحديث: ۲۵۰۔ (۵۰۳)، ص ۲۵۷

(82) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الاول، ج ۱، ص ۱۰۴۔

والدر المختار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، ج ۲، ص ۴۷۹

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجددِ دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: ←

مسئلہ ۷۲: کوئی شخص بلندی پر پڑھ رہا ہے اس کے نیچے سے گزرنا بھی جائز نہیں، جبکہ گزرنے والے کا کوئی عضو

نماز اگر مکان یا چھوٹی مسجد میں پڑھتا ہو تو دیوار قبلہ تک نکلنا جائز نہیں جب تک بیچ میں آڑ نہ ہو اور صحرا یا بڑی مسجد میں پڑھتا ہو تو صرف موضع سجود تک نکلنے کی اجازت نہیں اس سے باہر نکل سکتا ہے۔ موضع سجود کے یہ معنی ہیں کہ آدمی جب قیام میں اہل خشوع وخضوع کی طرح اپنی نگاہ خاص جائے سجود پر جمائے یعنی جہاں سجدے میں اس کی پیشانی ہوگی تو نگاہ کا قاعدہ ہے کہ جب سامنے روک نہ ہو تو جہاں جمائے وہاں سے کچھ آگے بڑھتی ہے جہاں تک آگے بڑھ کر جائے وہ سب موضع میں ہے اس کے اندر نکلنا حرام ہے اور اس سے باہر جائز۔

درمختار میں ہے:

مرور مارٍّ فی الصحراء اوفی مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الاصح اومرورہ بین یدیہ الی حائط القبلۃ فی بیت ومسجد صغیر فانہ کبقعۃ واحدۃ[1]

نمازی کے آگے سے صحرا اور بڑی مسجد میں گزرنا اصح قول کے مطابق اس کی سجدہ کی جگہ سے گزرنا ہے یا گھر یا چھوٹی مسجد میں دیوار قبلہ تک گزرنا ہے کیونکہ یہ ایک ہی جگہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

(۱؎ درمختار، باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، بھارت، ۱/ ۹۱)

ردالمحتار میں ہے:

قولہ بموضع سجودہ کما فی الدرر وھذا مع القیود التی بعدہ انما ھو للاثم والافالفساد منتف مطلقا قولہ فی الاصح صححہ التمرتاشی وصاحب البدائع واختارہ فخر الاسلام ورجحہ فی النھایۃ والفتح انہ قدر مایقع بصرہ علی المار لوصلی بخشوع ای رامیا ببصرہ الی موضع سجودہ[2] اھ مختصرا

ماتن کا قول نمازی کے سجدہ کی جگہ جیسا کہ درر میں ہے یہ بات ان قیودات کے ساتھ جو بعد میں ذکر کی گئی ہیں فقط گناہ کا سبب ہے ورنہ ہر حال میں نماز فاسد نہیں ہوتی، اس کا قول اصح قول کے مطابق ہے اسے تمرتاشی اور صاحب بدائع نے صحیح کہا اور اس کو فخر الاسلام نے اختیار کیا اور اس کو ترجیح دی۔ نہایہ اور فتح میں ہے کہ اس کی مقدار یہ ہے کہ خشوع سے نماز پڑھتے ہوئے نمازی کی نظر گزرنے والے پر پڑے، اور خشوع سے مراد یہ ہے کہ وہ سجدہ کی جگہ دیکھنے کا ارادہ کئے ہوئے ہو اھ تلخیصاً

(۲؎ ردالمحتار، باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/ ۴۶۹)

منحۃ الخالق میں تجنیس سے ہے:

الصحیح مقدار منتھی بصرہ وھو موضع سجودہ وقال ابونصر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مقدار مابین الصف الاول وبین مقام الامام وھذا عین الاول ولکن بعبارۃ اخری قال رضی اللہ تعالٰی عنہ وفیما قرأنا علی شیخنا منھاج الائمۃ رحمہ اللہ تعالٰی ان یمر بحیث یقع بصرہ وھو یصلی صلاۃ الخاشعین وھذہ العبارۃ اوضح[1]

صحیح یہ ہے کہ اس کی مقدار نمازی کی انتہائے نگاہ ہے اور وہ اس کے سجدہ کی جگہ ہے۔ ابونصر نے فرمایا کہ اس کی مقدار صف اول اور امام کے درمیانی جگہ ہے اور یہ پہلے کے عین مطابق ہے البتہ دوسرے الفاظ میں ہے، انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شیخ منہاج الائمہ رحمۃ اللہ سے ←

نمازی کے سامنے ہو، چھت یا تخت پر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنے کا بھی یہی حکم ہے اور اگر ان چیزوں کی

جو پڑھا وہ یہ ہے کہ نمازی خشوع والوں کی نماز ادا کررہا ہے اس کی نگاہ گزرنے والے پر پڑسکتی ہے، اور یہ عبارت نہایت ہی واضح ہے۔

(۱۔ منحۃ الخالق حاشیۃ البحرالرائق، باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۲/۱۵)

علامہ شامی فرماتے ہیں:

فانظر کیف جعل الکل قولا واحدا وانما الاختلاف فی العبارۃ لا فی المعنی ۲۔

آپ نے دیکھا کہ انہوں نے تمام اقوال کو ایک قول قرار دیا اور اختلاف فقط عبارت میں ہے معنی میں نہیں۔

(۲۔ تقریرات الرافعی علی ردالمحتار، مطلب اذا قرأ تعالٰی جدک الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/۴۶۹)

نیز ردالمحتار میں ہے:

(قولہ فی بیت) ظاہرہ ولو کبیرا وفی القہستانی وینبغی ان یدخل فیہ ای فی حکم المسجد الصغیر الدار والبیت ۳۔

ماتن کا قول فی بیت اس کے ظاہر سے پتا چلتا ہے کہ خواہ وہ گھر بڑا ہو، قہستانی میں ہے مناسب یہ ہے کہ دار اور بیت کو مسجد صغیر کے حکم میں داخل کیا جائے۔ (۳۔ ردالمحتار، مطلب اذا قرأ تعالٰی جدک الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/۴۶۹)

رہا یہ کہ مسجد صغیر و کبیر میں کیا فرق ہے، فاضل قہستانی نے لکھا، چھوٹی مسجد وہ کہ چالیس ۴۰ گز مکسر سے کم ہو فقی ردالمحتار (قولہ مسجد صغیر) ھو اقل من ستین ذراعا وقیل من اربعین وھو المختار کما اشار الیہ فی الجواھر ۴۔ ردالمحتار میں قہستانی سے ہے کہ چھوٹی مسجد سے مراد وہ ہے جو ساٹھ ہاتھ سے کم ہو، بعض نے چالیس ہاتھ کہا اور مختار یہی ہے جیسا کہ اس کی طرف جواہر میں اشارہ ہے۔

(۴۔ ردالمحتار، مطلب اذا قرأ تعالٰی جدک الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/۴۶۹)

اقول یہاں گز سے گزِ مساحت مراد ہونا چاہئے لانہ الالیق بالممسوحات کما قالہ الامام قاضی خاں فی الماء فھھنا ھو المتعین بالاولی۔ کیونکہ ممسوحات کے یہی زیادہ مناسب ہے جیسا کہ قاضی خاں نے پانی کے بارے میں کہا، پس یہاں بطریق اولی یہی متعین ہوگا۔

اور گز مساحت ہمارے اس گز سے کہ اڑتالیس انگل یعنی تین فٹ کا ہے ایک گز دو گرہ اور دو تہائی گرہ ہے کما بیناہ فی بعض فتاوٰنا (جیسا کہ ہم نے اپنے بعض فتاوٰی میں اسے بیان کیا ہے۔ت) تو اس گز سے چالیس گز مکسر ہمارے سے چون ۵۴ گز سات گرہ کا نواں حصہ ہوا کما لایخفی علی الحاسب (جیسا کہ حساب دان پر مخفی نہیں ہے۔ت) تو اس زعمِ علامہ پر ہمارے گز سے چون ۵۴ گز سات گرہ مکسر مسجد صغیر ہوئی اور ساڑھے چون (۵۴ ۱/۲) گز مسجد کبیر، یہ ہے وہ کہ انہوں نے لکھا اور علامہ شامی نے اس میں ان کا اتباع کیا۔

اقول مگر یہ شبہہ ہے کہ فاضل مذکور کو عبارت جواہر سے گزرا، عبارتِ جواہر الفتاوٰی در بارہ دار ہے نہ کہ در بارہ مسجد، مسجد کبیر صرف وہ ہے جس میں مثل صحرا اتصال صفوف شرط ہے جیسے مسجد خوارزم کہ سولہ ہزار ستون پر ہے، باقی عام مساجد اگرچہ دس ہزار گز مکسر ہوں مسجد صغیر ہیں اور ان میں دیوار قبلہ تک بلا حائل مرور ناجائز، کما بیّناہ فی فتاوٰنا (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ت) ←

اتنی بلندی ہو کہ کسی عضو کا سامنا نہ ہو، تو حرج نہیں۔(83)

مسئلہ ۷۳: مصلّی کے آگے سے گھوڑے وغیرہ پر سوار ہو کر گزرا، اگر گزرنے والے کا پاؤں وغیرہ نیچے کا بدن مصلّی کے سر کے سامنے ہوا تو ممنوع ہے۔(84)

مسئلہ ۷۴: مصلّی کے آگے سُترہ ہو یعنی کوئی ایسی چیز جس سے آڑ ہو جائے، تو سُترہ کے بعد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔(85)

مسئلہ ۷۵: سُترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا(86) ہو۔(87)

مسئلہ ۷۶: امام و منفرد جب صحرا میں یا کسی ایسی جگہ نماز پڑھیں، جہاں سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو تو مستحب ہے کہ سُترہ گاڑیں اور سُترہ نزدیک ہونا چاہیے، سُترہ بالکل ناک کی سیدھ پر نہ ہو بلکہ داہنے یا بائیں بھوں کی سیدھ پر ہو اور دہنے کی سیدھ پر ہونا افضل ہے۔(88)

مسئلہ ۷۷: اگر نصب کرنا ناممکن ہو تو وہ چیز لمبی لمبی رکھ دے اور اگر کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ رکھ سکے تو خط کھینچ دے خواہ طول میں ہو یا محراب کی مثل۔(89)

مسئلہ ۷۸: اگر سُترہ کے لیے کوئی چیز نہیں ہے اور اس کے پاس کتاب یا کپڑا موجود ہے، تو اسی کو سامنے رکھ لے۔(90)

مسئلہ ۷۹: امام کا سُترہ مقتدی کے لیے بھی سُترہ ہے، اس کو جدید سُترہ کی حاجت نہیں، تو اگر چھوٹی مسجد میں بھی

واللہ تعالٰی اعلم۔(فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۲۵۴۔۲۵۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(83) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج ۲، ص ۴۸۰

(84) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب إذا قرأ قولہ... إلخ، ج ۲، ص ۴۸۰

(85) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الاول، ج ۱، ص ۱۰۴

(86) یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ردالمحتار میں ہے: سنت یہ ہے کہ نمازی اور سترہ کے درمیان فاصلہ زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ ہو۔

(87) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج ۲، ص ۴۸۴۔

(88) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج ۲، ص ۴۸۴۔ وغیرہ

(89) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الاول، ج ۱، ص ۱۰۴۔

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج ۲، ص ۴۸۵۔

(90) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب إذا قرأ قولہ... إلخ، ج ۲، ص ۴۸۵

مقتدی کے آگے سے گزر جائے، جب کہ امام کے آگے سے نہ ہو حرج نہیں۔(91)

مسئلہ ۸۰: درخت اور جانور اور آدمی وغیرہ کا بھی سُترہ ہو سکتا ہے کہ ان کے بعد گزرنے میں کچھ حرج نہیں۔(92) مگر آدمی کو اس حالت میں سُترہ کیا جائے، جب کہ اس کی پیٹھ مصلّی کی طرف ہو کہ مصلّی کی طرف مونھ کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۸۱: سوار اگر مصلّی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے، تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ جانور کو مصلّی کے آگے کر لے اور اس طرف سے گزر جائے۔(93)

مسئلہ ۸۲: دو شخص برابر برابر امام کے آگے سے گزر گئے، تو مصلّی سے جو قریب ہے وہ گناہ گار ہوا اور دوسرے کے لیے یہی سُترہ ہو گیا۔(94)

مسئلہ ۸۳: مصلّی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے تو اگر اس کے پاس کوئی چیز سُترہ کے قابل ہو تو اسے اس کے سامنے رکھ کر گزر جائے پھر اسے اٹھالے، اگر دو شخص گزرنا چاہتے ہیں اور سُترہ کو کوئی چیز نہیں تو ان میں ایک نمازی کے سامنے اس کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو جائے اور دوسرا اس کی آڑ پکڑ کر گزر جائے، پھر وہ دوسرا اس کی پیٹھ کے پیچھے نمازی کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو جائے اور یہ گزر جائے، پھر وہ دوسرا جدھر سے اس وقت آیا اسی طرف ہٹ جائے۔(95)

مسئلہ ۸۴: اگر اس کے پاس عصا ہے مگر نصب نہیں کر سکتا، تو اسے کھڑا کر کے مصلّی کے آگے سے گزرنا جائز ہے، جب کہ اس کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ کر گرنے سے پہلے گزر جائے۔

مسئلہ ۸۵: اگلی صف میں جگہ تھی، اسے خالی چھوڑ کر پیچھے کھڑا ہوا تو آنے والا شخص اس کی گردن پھلانگتا ہوا جا سکتا ہے، کہ اس نے اپنی حُرمت اپنے آپ کھوئی۔(96)

---

(91) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب إذا قرأ قولہ... إلخ، ج ۲، ص ۴۸۷، وغیرہ

(92) غنیۃ المتملي، فصل کراھیۃ الصلاۃ، ص ۳۶۷

(93) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الاول، ج ۱، ص ۱۰۴

(94) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الاول، ج ۱، ص ۱۰۴

(95) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الاول، ج ۱، ص ۱۰۴.
و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب إذا قرأ قولہ... إلخ، ج ۲، ص ۴۸۳

(96) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج ۲، ص ۴۸۳

مسئلہ ۸۶: جب آنے جانے والوں کا اندیشہ نہ ہو نہ سامنے راستہ ہو تو سُترہ نہ قائم کرنے میں بھی حرج نہیں، پھر بھی اَولیٰ سترہ قائم کرنا ہے۔ (97)

مسئلہ ۸۷: نمازی کے سامنے سترہ نہیں اور کوئی شخص گزرنا چاہتا ہے یا سترہ ہے مگر وہ شخص مصلّی اور سُترہ کے درمیان سے گزرنا چاہتا ہے تو نمازی کو رخصت ہے کہ اسے گزرنے سے روکے، خواہ سبحان اللہ کہے یا جہر کے ساتھ قراءت کرے یا ہاتھ، یا سر، یا آنکھ کے اشارے سے منع کرے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، مثلاً کپڑا پکڑ کر جھٹکنا یا مارنا، بلکہ اگر عملِ کثیر ہو گیا، تو نماز ہی جاتی رہی۔ (98)

مسئلہ ۸۸: تسبیح و اشارہ دونوں کو بلاضرورت جمع کرنا مکروہ ہے، عورت کے سامنے سے گزرے تو تصفیق سے منع کرے، یعنی دہنے ہاتھ کی انگلیاں بائیں کی پشت پر مارے اور اگر مرد نے تصفیق کی اور عورت نے تسبیح، تو بھی فاسد نہ ہوئی، مگر خلافِ سنّت ہوا۔ (99)

مسئلہ ۸۹: مسجد الحرام شریف میں نماز پڑھتا ہو تو اُس کے آگے طواف کرتے ہوئے لوگ گزر سکتے ہیں۔ (100)

❀❀❀❀❀

---

(97) المرجع السابق، ص ۴۸۷

(98) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب إذا قرأ قولہ... إلخ، ج ۲، ص ۴۸۵

(99) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۴۸۶

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
اگر امام کو سہو ہو تو عورت تصفیق سے اسے متنبہ کرے یعنی سیدھی ہتھیلی بائیں پشت دست پر مارے آواز سے تسبیح وغیرہ نہ کہے کہ مکروہ ہے۔
درمختار:

المرأۃ تصفق لا ببطن علی بطن ولو صفق او سبحت لم تفسد وقد ترکا السنۃ تاتارخانیۃ اھ۔

(اے درمختار، باب مایفسد الصلوٰۃ الخ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۹۱)

عورت تصفیق سے متنبہ کرے مگر باطن ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کے باطن پر نہ مارے، اگر مرد نے تصفیق کی عورت نے تسبیح کہی تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ دونوں نے سنت کو ترک کردیا، تاتارخانیہ۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۲۰۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(100) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب إذا قرأ قولہ... إلخ، ج ۲، ص ۴۸۲

مکروہات کا بیان

حدیث ۱: بخاری و مسلم، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔(1)

حدیث ۲: شرح سنہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کمر پر نماز میں ہاتھ رکھنا، جہنمیوں کی راحت ہے۔(2)

حدیث ۳: بخاری و مسلم و ابو داود و نسائی روایت کرتے ہیں، کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز کے اندر اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: یہ اُچک لینا

(1) صحیح مسلم، کتاب المساجد... إلخ، باب کراهیة الاختصار في الصلاة، الحدیث: ۵۴۵، ص۲۷۶
وصحیح البخاري، کتاب العمل في الصلاة، باب الخصر في الصلاة، الحدیث: ۱۲۱۹، ج۱، ص۴۱۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی نماز کی کسی حالت میں، قیام، قومہ، قعود میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا منع ہے بلکہ نماز سے خارج بھی ممنوع ہے کہ یہ ابلیس کا طریقہ ہے، نیز دوزخی تھک کر ایسے ہاتھ رکھا کریں گے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں خصر سے مراد لاٹھی یا دیوار پر ٹیک لگانا ہے، عربی میں خاصرہ لاٹھی کو کہتے ہیں، یہ ٹیک بلاضرورت ممنوع، ضرورۃً جائز ہے، بوڑھا آدمی لاٹھی بغل میں لے کر نماز پڑھ سکتا ہے، سلیمان علیہ السلام نے اپنی آخری نماز لاٹھی کی ٹیک پر ہی پڑھی جس میں آپ کی وفات ہوئی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۲۰۶)

(2) شرح السنة، کتاب الصلاة، باب کراهیة الاختصار في الصلاة، الحدیث: ۷۳۱، ج۲، ص۳۱۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے مگر مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ یہ چیز عقل سے وراء ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دوزخی جب بہت تھک جایا کریں گے تو کوکھ پر ہاتھ رکھا کریں گے ورنہ دوزخ میں آرام کہاں۔ اسی جگہ مرقاۃ نے فرمایا کہ شیطان جب زمین پر آیا تو کوکھ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا اب بھی کوکھ پر ہاتھ رکھ کر ہی چلتا ہے۔ لمعات میں ہے کہ یہ یہودیوں کا عمل ہے۔ خیال رہے کہ حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا جہنمیوں کا طریقہ ہے کیونکہ دوزخی نماز کہاں پڑھیں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا سخت برا ہے کہ یہ طریقہ دوزخیوں کا ہے جنتی ہوکر دوزخیوں سے مشابہت کیوں کرتا ہے۔ خیال رہے کہ نماز کے علاوہ بھی دونوں کوکھوں یا ایک کوکھ پر رکھنا یا پیٹھ کے پیچھے ہاتھ باندھنا بلاضرورت منع ہے یا ہاتھ کھلے رکھے یا نمازی کی طرح آگے باندھے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۲۲۸)

ہے کہ بندہ کی نماز میں سے شیطان اُچک لے جاتا ہے۔(3)

حدیث ۴: امام احمد و ابوداود و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم بافادۂ تصحیح ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو بندہ نماز میں ہے، اللہ عزوجل کی رحمتِ خاصہ اس کی طرف متوجہ رہتی ہے جب تک اِدھر اُدھر نہ دیکھے، جب اس نے اپنا مونھ پھیرا، اس کی رحمت بھی پھر جاتی ہے۔(4)

حدیث ۵: امام احمد باسناد حسن و ابویعلیٰ روایت کرتے ہیں، کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مجھے میرے خلیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین باتوں سے منع فرمایا، مُرغ کی طرح ٹھونگ مارنے اور کتّے کی طرح بیٹھنے اور اِدھر اُدھر لومڑی کی طرح دیکھنے سے۔(5)

حدیث ۶: بزار نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب آدمی نماز کو کھڑا ہوتا ہے اللہ عزوجل اپنی خاص رحمت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب اِدھر اُدھر دیکھتا ہے فرماتا ہے: اے ابنِ آدم! کس کی طرف التفات کرتا ہے، کیا مجھ سے کوئی بہتر ہے، جس کی طرف التفات کرتا ہے، پھر جب دوبارہ التفات کرتا ہے ایسا ہی فرماتا ہے، پھر جب تیسری بار التفات کرتا ہے، اللہ عزوجل اپنی اس خاص رحمت کو اس سے پھیر لیتا ہے۔(6)

حدیث ۷: ترمذی باسناد حسن روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انس بن مالک رضی اللہ

---

(3) صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب الالتفات في الصلاۃ، الحدیث: ۷۵۱، ج۱، ص۲۶۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ خیال رہے کہ نماز میں کعبہ سے سینہ پھر جانا نماز کو توڑ دیتا ہے، صرف چہرہ پھرنا مکروہ ہے، کنکھیوں سے ادھر ادھر دیکھنا خلاف مستحب۔ یہاں التفات سے غالبًا دوسرے معنے مراد ہیں جو مکروہ ہیں۔ ممکن ہے تیسرے معنے مراد ہوں، ابھی معاویہ ابن حکم کی روایت میں گزر چکا کہ صحابہ نے انہیں گوشہ چشم سے دیکھا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور علیہ السلام بھی کبھی اس طرح دیکھتے تھے وہ سب بیان جواز کے لیے ہے اور یہ حدیث بیان استحباب کے لیئے لہٰذا حدیثوں میں تعارض نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۲۰۷)

(4) المستدرک للحاکم، کتاب الامامۃ... إلخ، باب لایزال اللہ مقبلا علی العبد مالم یلتفت... إلخ، الحدیث: ۸۹۶، ج۱، ص۵۰۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہاں التفت سے مراد منہ موڑ کر ادھر ادھر دیکھنا ہے فقط نگاہوں سے التفات ناجائز نہیں۔ اگرچہ مستحب یہ ہے کہ قیام میں نگاہ سجدہ گاہ میں رہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۲۲۰)

(5) مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب ما نُھی عنہ في الصلاۃ... إلخ، الحدیث: ۲۴۲۵، ج۲، ص۲۳۲

(6) مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب نُھی عنہ في الصلاۃ... إلخ، الحدیث: ۲۴۲۶، ج۲، ص۲۳۲

تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے لڑکے! نماز میں التفات سے بچ کہ نماز میں التفات ہلاکت ہے۔ (7)

حدیث ۸ تا ۱۲: بخاری و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ، انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: کیا حال ہے؟ اُن لوگوں کا جو نماز میں آسمان کی طرف آنکھیں اٹھاتے ہیں، اس سے باز رہیں یا ان کی نگاہیں اُچک لی جائیں گی۔ (8) اسی مضمون کے قریب قریب ابن عمر و ابوہریرہ و ابوسعید خدری و جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایتیں کتب احادیث میں موجود ہیں۔

حدیث ۱۳: امام احمد و ابوداود و ترمذی بافادۂ تحسین و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و ابن خزیمہ، ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب کوئی تم میں نماز کو کھڑا ہو تو کنکری نہ چھوئے، کہ رحمت اس کے مواجہہ میں ہے۔ (9)

حدیث ۱۴: صحاح ستہ میں معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کنکری نہ چھوؤ اور اگر تجھے ناچار کرنا ہی ہے تو ایک بار۔ (10)

حدیث ۱۵: صحیح ابن خزیمہ میں مروی ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے نماز میں کنکری چھونے کا سوال کیا؟ فرمایا: ایک بار اور اگر تُو اس سے بچے، تو یہ سو اونٹنیوں سیاہ آنکھ والیوں سے بہتر ہے۔ (11)

---

(7) جامع الترمذي، أبواب السفر، باب ماذكر في الالتفات في الصلاة، الحديث: ۵۸۹، ج۲، ص۱۰۲

(8) صحيح البخاري، كتاب الاذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة، الحديث: ۷۵۰، ج۱، ص۲۶۵

(9) جامع الترمذي، أبواب الصلاة... إلخ، باب ماجاء في كراهية مسح الحصى في الصلاة، الحديث: ۳۷۹، ج۱، ص۳۹۰،

(10) سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة، الحديث: ۹۴۶، ج۱، ص۳۵۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام معیقیب ابن فاطمہ ہے، دوسی ہیں، سعد ابن عاص کے آزاد کردہ غلام ہیں، قدیم الاسلام ہیں، صاحب ہجرتین ہیں، حضور علیہ السلام کی انگوٹھی آپ کے پاس رہتی تھی، انہی سے حضرت صدیق اکبر نے حضور علیہ السلام کے بعد یہ انگوٹھی لی، آخر میں جذام میں مبتلا ہو گئے تھے، خلافت عثمانی یا حیدری میں وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرے معیقیب تابعی ہیں وہ اور ہیں۔

۲۔ یعنی کسی نے حضور علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا کہ نمازی بحالت نماز سجدہ کی جگہ سے کنکر کانٹا ہٹا سکتا ہے یا نہیں اور مٹی صاف کر سکتا ہے یا نہیں، فرمایا ضرورتاً ایک بار کر سکتا ہے۔ اس سے فقہاء نے بہت سے مسائل مستنبط کیے ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۲۰۵)

(11) صحيح ابن خزيمة، أبواب الأفعال المباحة في الصلاة، باب الرخصة في مسح الحصى في الصلاة مرة واحدة، الحديث: ۸۹۷، ج۲، ص۵۲

حدیث ۱۶ و ۱۷: مسلم، ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب نماز میں کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے روکے، کہ شیطان مونھ میں داخل ہو جاتا ہے۔(12)

اور صحیح بخاری کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ فرماتے ہیں: جب نماز میں کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے روکے اور ہانہ کہے، کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے، شیطان اس سے ہنستا ہے۔(13)

اور ترمذی و ابن ماجہ کی روایت انہیں سے ہے، اس کے بعد فرمایا: کہ مونھ پر ہاتھ رکھ دے۔(14)

حدیث ۱۸ و ۱۹: امام احمد و ابو داود و ترمذی و نسائی و دارمی کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب کوئی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے قصد سے نکلے، تو ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں نہ ڈالے کہ وہ نماز میں ہے۔(15) اور اسی کے مثل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

---

(12) صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب تشمیت العاطس... إلخ، الحدیث: ۵۹۔(۲۹۹۵)، ص ۱۵۹۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جمائی دفع کرنے کی تین صورتیں ہیں: ایک یہ کہ جمائی آتے وقت یہ سوچ لے کہ انبیاء کرام کو جمائی نہیں آتی تھی۔ دوسرے یہ کہ نچلا ہونٹ دانت سے دبالے۔ تیسرے یہ کہ ناک سے زور کے ساتھ سانس نکالے اگر دفع نہ ہو سکے تو بائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت منہ پر رکھ لے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۲۱۰)

(13) صحیح البخاري، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ ابلیس وجنودہ، الحدیث: ۳۲۸۹، ج ۲، ص ۴۰۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ چنانچہ اگر نماز میں "ہاہ" منہ سے نکل جائے تو نماز جاتی رہے گی کہ اس میں تین حروف ادا ہو گئے اور اگر فقط "ہا" نکلا تو نماز مکروہ ہو گئی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۲۱۱)

(14) سنن ابن ماجہ، کتاب إقامۃ الصلوات... إلخ، باب ما یکرہ في الصلاۃ، الحدیث: ۹۶۸، ج ۱، ص ۵۱۵

(15) جامع الترمذي، أبواب الصلاۃ، باب ما جاء في کراھیۃ التشبیک... إلخ، الحدیث: ۳۸۶، ج ۱، ص ۳۹۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ سنت یہی ہے کہ وضو گھر سے کر کے مسجد کو جائے، بہتر یہ ہے کہ درود شریف پڑھتا ہوا جائے۔

۲۔ یعنی یہ شخص حکماً نماز میں ہے اسی لیے اس حالت میں نماز کا ثواب پا رہا ہے اور نماز میں تو یہ کام منع ہے کیونکہ یہ ایک قسم کا کھیل اور عبث ہے اس لیے اب بھی یہ نہ کرے یہ ایسا ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعتکاف نماز ہے لہذا باوضو کرو اور اس میں دنیوی کام نہ کرو لہذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز کے سارے ممنوعات اس وقت منع ہو جائیں خارج نماز کبھی کبھی یہ کام کر لینا جائز ہمیشہ کرنا بہتر نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی کوئی بات سمجھانے کے لیئے انگلیوں میں تشبیک فرمائی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۲۱۹)

حدیث ۲۰: صحیح بخاری میں شقیق سے مروی کہ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع وسجود پورا نہیں کرتا، جب اس نے نماز پڑھ لی، تو بلایا اور کہا: تیری نماز نہ ہوئی۔ راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ یہ بھی کہا کہ اگر تو مرا تو فطرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیر پر مرے گا۔ (16)

حدیث ۲۱ تا ۲۴: بخاری تاریخ میں اور ابن خزیمہ وغیرہ خالد بن ولید وعمرو بن عاص و یزید بن ابی سفیان و شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ملاحظہ فرمایا کہ رکوع تمام نہیں کرتا اور سجدہ میں ٹھونگ مارتا ہے، حکم فرمایا: کہ پورا رکوع کرے اور فرمایا: یہ اگر اسی حالت میں مرا تو ملت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیر پر مرے گا، پھر فرمایا: جو رکوع پورا نہیں کرتا اور سجدہ میں ٹھونگ مارتا ہے، اس کی مثال اس بھوکے کی ہے کہ ایک دو کھجوریں کھالیتا ہے، جو کچھ کام نہیں دیتیں۔ (17)

حدیث ۲۵: امام احمد، ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: سب میں بُرا وہ چور ہے، جو اپنی نماز سے چراتا ہے، صحابہ نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! نماز سے کیسے چُراتا ہے؟ فرمایا: کہ رکوع وسجود پورا نہیں کرتا۔ (18)

حدیث ۲۶: امام مالک واحمد، نعمان بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدود نازل ہونے سے پہلے صحابہ کرام سے فرمایا: کہ شرابی اور زانی اور چور کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟ سب نے عرض کی، اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خوب جانتے ہیں، فرمایا: یہ بہت بُری باتیں ہیں اور ان میں سزا ہے اور سب میں بُری چوری وہ ہے کہ اپنی نماز سے چرائے۔ عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ

(16) صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب إذا لم یتم الرکوع، الحدیث: ۷۹۱، ۸۰۸، ج۱، ص ۲۷۷، ۲۸۴

(17) کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ۲۲۴۲۶، ج۸، ص ۸۳

(18) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث أبي قتادہ الانصاري، الحدیث: ۲۲۷۰۵، ج۸، ص ۳۸۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ واہ سبحان اللہ! کیا نفیس تمثیل ہے یعنی مال کے چور سے نماز کا چور بدتر ہے کیونکہ مال کا چور اگر سزا پاتا ہے تو کچھ نفع بھی اٹھالیتا ہے مگر نماز کا چور سزا پوری پائے گا نفع کچھ حاصل نہیں کرتا، نیز مال کا چور بندے کا حق مارتا ہے نماز کا چور اللہ کا حق، نیز مال کا چور یہاں سزا پاکر عذاب آخرت سے بچ جاتا ہے مگر نماز کے چور میں یہ بات نہیں، نیز بعض صورتوں میں مال کے چور کو مالک معاف کرسکتا ہے لیکن نماز کے چور کی معافی کی کوئی صورت نہیں۔ خیال کرو کہ جب نماز ناقص پڑھنے والوں کا یہ حال ہے تو جو سرے سے پڑھتے ہی نہیں ان کا کیا حال ہے۔ پھر جو کل یا بعض نمازوں کے منکر ہو چکے جیسے بھنگی، پوستی فقیر اور چکڑالوی وغیرہم ان کا کیا پوچھنا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۱۱۱)

وسلم)! نماز سے کیسے چرائے گا؟ فرمایا: یوں کہ رکوع وسجود تمام نہ کرے۔(19) اسی کے مثل دارمی کی روایت میں بھی ہے۔

حدیث ۲۷: امام احمد نے طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ عزوجل بندہ کی اس نماز کی طرف نظر نہیں فرماتا، جس میں رکوع وسجود کے درمیان پیٹھ سیدھی نہ کرے۔(20)

حدیث ۲۸: ابو داود و ترمذی باسناد حسن روایت کرتے ہیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں دروں میں کھڑے ہونے سے بچتے تھے۔(21) دوسری روایت میں ہے ہم دھکا دے کر ہٹائے جاتے۔(22)

حدیث ۲۹: ترمذی نے روایت کی، کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: ہمارا ایک غلام افلح نامی جب سجدہ کرتا تو پھونکتا، فرمایا: اے افلح! اپنا موں‌ھ خاک آلود کر۔(23)

---

(19) الموطا للامام مالک، کتاب قصد الصلاۃ فی السفر، باب العمل فی جامع الصلاۃ، الحدیث: ۴۱۰، ج۱، ص ۱۶۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ انصاری ہیں، روی مدنی ہیں۔ حق یہ ہے کہ تابعی ہیں جنہوں نے انہیں صحابی کہا غلطی کی لہذا یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ صحابی کا ذکر چھوٹ گیا۔

۲۔ خیال رہے کہ چوری اور زنا ہمیشہ ہی سے حرام تھے مگر شراب شروع اسلام میں حلال تھی پھر عرصہ کے بعد آہستگی سے حرام ہوئی، حرمت کے کچھ عرصہ بعد اس پر اسی (۸۰) کوڑے سزا مقرر ہوئی، یونہی زنا اور چوری کی سزائیں بعد میں آئیں، یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب شراب حرام ہو چکی تھی لیکن ابھی اس کی سزا مقرر نہ ہوئی تھی۔

۳۔ یہ صحابی کا انتہائی ادب ہے کہ معلوم چیز کا بھی جواب نہیں دیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خدا کے ساتھ کرنا اور دونوں ہستیوں کے لیے ایک ہی صیغہ لانا جائز ہے، رب فرماتا ہے: "اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ" لہذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ و رسول بھلا کریں، اللہ رسول عزت ایمان دولت دیں۔

۴۔ یعنی اطمینان سے ادا کرے۔ خیال رہے کہ نماز کے ہر رکن کو پورا کرنا چاہیے اور کسی رکن کو ناقص کرنے والا بدترین چور ہے مگر چونکہ رکوع سجدہ اہم ارکان تھے اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۱۱۲)

(20) المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث طلق بن علی، الحدیث: ۱۶۲۸۳، ج ۵، ص ۴۹۲

(21) جامع الترمذي، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء في کراھیۃ الصف بین السواري، الحدیث: ۲۲۹، ج۱، ص ۲۶۴

(22) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب الصفوف بین السواري، الحدیث: ۶۷۳، ج۱، ص ۲۶۷

(23) جامع الترمذي، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء في کراھیۃ النفخ... إلخ، الحدیث: ۳۸۱، ج۱، ص ۳۹۲.

←

حدیث ۳۰: ابن ماجہ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب تُو نماز میں ہوتو انگلیاں نہ چٹکا۔ (24) بلکہ ایک روایت میں ہے، جب مسجد میں انتظارِ نماز میں ہواس وقت انگلیاں چٹکانے سے منع فرمایا۔ (25)

حدیث ۳۱: صحاح ستہ میں مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ سات اعضاء پر سجدہ کروں اور بال یا کپڑا نہ سمیٹوں۔ (26)

حدیث ۳۲: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: مجھے حکم ہوا کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، مونھ اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پنجے اور یہ حکم ہوا کہ کپڑے اور بال نہ سمیٹوں۔ (27)

حدیث ۳۳: ابو داود و نسائی و دارمی، عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ناک و پیشانی پر خاک لگنے دے اس میں صفائی کا زیادہ خیال نہ کر۔ خیال رہے کہ غلام عربی میں لڑکے کو کہا جاتا ہے، قرآن پاک میں یہ لفظ ہر جگہ اسی معنی میں آیا ہے، سجدہ گاہ کی مٹی پیشانی میں لگنے دے مگر بعد نماز صاف کردے تاکہ ریاء نہ ہوجائے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۲۲۷)

(24) سنن ابن ماجہ، کتاب إقامۃ الصلوات... إلخ، باب ما یکرہ في الصلاۃ، الحدیث: ۹۶۵، ج۱، ص ۵۱۴

(25) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج۲، ص ۴۹۳

(26) صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب لا یکف ثوبہ في الصلاۃ، الحدیث: ۸۱۶، ج۱، ص ۲۸۶

(27) صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب السجود علی الانف، الحدیث: ۸۱۲، ج۱، ص ۲۸۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اگرچہ سجدے میں ناک بھی لگائی جاتی ہے مگر پیشانی اصل ہے اور ناک اس کی تابع اس لیے ناک کا ذکر نہ فرمایا۔ ہاتھوں سے مراد ہتھیلیاں ہیں اور قدم کے کناروں سے مراد پورے پنجے ہیں اس طرح کہ دسوں انگلیوں کا سر کعبے کی طرف رہے۔

۲۔ نماز میں کپڑے سمیٹنا، روکنا سب منع ہے، لہذا آستین یا پائچے چڑھا کر یا پائجامہ پر لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھنا منع ہے ایسے ہی دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا منع کہ ان سب میں کپڑے کا روکنا ہے، ہاں اگر پائجامہ کے نیچے لنگوٹ بندھا ہو اوپر پائجامہ یا تہبند ہو تو منع نہیں کیونکہ اس میں کپڑے کا روکنا نہیں۔ خیال رہے کہ سجدے میں قدم اور پیشانی زمین پر لگنا فرض ہے لیکن ہاتھ اور گھٹنوں کا لگنا سنت، امام صاحب کے نزدیک صرف پیشانی پر بغیر ناک لگے سجدہ جائز ہے، یہ حدیث امام صاحب کی دلیل ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۱۱۳)

علیہ وسلم نے کوے کی طرح ٹھونگ مارنے اور درندے کی طرح پاؤں بچھانے سے منع فرمایا اور اس سے منع فرمایا کہ مسجد میں کوئی شخص جگہ مقرر کرلے، جیسے اونٹ جگہ مقرر کر لیتا ہے۔(28)

حدیث ۳۴: ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! میں اپنے لیے جو پسند کرتا ہوں تمھارے لیے پسند کرتا ہوں اور اپنے لیے جو مکروہ جانتا ہوں تمھارے لیے مکروہ جانتا ہوں۔ دونوں سجدوں کے درمیان اقعانہ کرنا۔(29) (یعنی اس طرح نہ بیٹھنا کہ سرین زمین پر ہوں اور گھٹنے کھڑے)۔

حدیث ۳۵: ابوداود اور حاکم نے مستدرک میں بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس سے منع فرمایا کہ مرد صرف پاجامہ پہن کر نماز پڑھے اور چادر نہ اوڑھے۔(30)

حدیث ۳۶: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: تم میں کوئی ایک کپڑا پہن کر اس طرح ہرگز نماز نہ پڑھے کہ مونڈھوں پر کچھ نہ ہو۔(31)

حدیث ۳۷: صحیح بخاری میں اونھیں سے مروی، فرماتے ہیں: جو ایک کپڑے میں نماز پڑھے، یعنی وہی چادر وہی

---

(28) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ من لایقیم صلبہ في الرکوع والسجود، الحدیث: ۸۶۲، ج۱، ص۳۲۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام عبدالرحمن ابن شبل ابن عمرو ابن زید ہے، انصاری ہیں، اوسی ہیں، بلکہ انصار کے نقیب رہے ہیں۔ حمص میں قیام رہا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وفات پائی۔

۲۔ کہ ساجد سجدہ ایسی جلدی جلدی نہ کرے جیسے کوا زمین پر چونچ مار کر فوراً اٹھالیتا ہے اور سجدے میں کہنیاں زمین سے نہ لگائے جیسے کتا، بھیڑیا وغیرہ بیٹھتے وقت لگا لیتے ہیں۔

۳۔ معلوم ہوا کہ مسجد میں اپنے واسطے کوئی جگہ خاص کرلینا کہ اور جگہ نماز میں دل ہی نہ لگے مکروہ ہے، ہاں شرعی ضرورت کے لیے جگہ مقرر کرلینا جائز ہے، جیسے امام کے لیے محراب مقرر ہے اور بعض مسجدوں میں مکبر کے لیے امام کے پیچھے کی جگہ، انہیں بھی چاہیے کہ سنتیں اور نفل کچھ ہٹ کر پڑھیں، مسجد میں جس جگہ جو پہلے پہنچے وہاں کا وہی مستحق ہے، بعض سلاطین اسلامیہ خاص امام کے پیچھے اپنے لیے جگہ رکھتے تھے وہ معذوری کی بناء پر تھا کیونکہ اور جگہ انہیں جان کا خطرہ تھا۔ یہاں باقاعدہ ان کی حفاظت کا انتظام ہوتا تھا لہذا وہ اس حکم سے عذراً مستثنیٰ ہیں۔ دیکھو شامی وغیرہ۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۱۲۸)

(29) جامع الترمذي، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء في کراھیۃ الاقعاء بین السجدتین، الحدیث: ۲۸۲، ج۱، ص۳۰۹

(30) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب إذا کان الثوب ضیقا یتزر بہ، الحدیث: ۶۳۶، ج۱، ص۲۵۷

(31) صحیح البخاري، کتاب الصلاۃ، باب إذا صلی في الثوب الواحد، الحدیث: ۳۵۹، ج۱، ص۱۴۵

تہبند ہو، تو اِدھر کا کنارہ اُدھر اور اُدھر کا اِدھر کر لے۔(32)

حدیث ۳۸: عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کی، کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نافع کو دو کپڑے پہننے کو دیے اور یہ اس وقت لڑکے تھے اس کے بعد مسجد میں گئے اور ان کو ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا، اس پر فرمایا: کیا تمھارے پاس دو کپڑے نہیں کہ انھیں پہنتے؟ عرض کی، ہاں ہیں۔ تو فرمایا: بتاؤ اگر مکان سے باہر تمہیں بھیجوں تو دونوں پہنو گے؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: تو کیا اللہ عزوجل کے دربار کے لیے زینت زیادہ مناسب ہے یا آدمیوں کے لیے؟ عرض کی، اللہ (عزوجل) کے لئے۔(33)

حدیث ۳۹: امام احمد کی روایت ہے، کہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک کپڑے میں نماز سُنت ہے یعنی جائز ہے، کہ ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانہ میں ایسا کرتے اور ہم پر اس بارے میں عیب نہ لگایا جاتا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ اس وقت ہے کہ کپڑوں میں کمی ہو اور جو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہو تو دو کپڑوں میں نماز زیادہ پاکیزہ ہے۔(34)

حدیث ۴۰: ابوداود نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص نماز میں تکبر سے تہبند لٹکائے، اسے اللہ (عزوجل) کی رحمت حل میں ہے، نہ حرم میں۔(35)

حدیث ۴۱: ابوداود، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک صاحب تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہے تھے، ارشاد فرمایا: جاؤ وضو کرو، وہ گئے اور وضو کر کے واپس آئے۔ کسی نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کیا ہوا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے وضو کا حکم فرمایا؟ ارشاد فرمایا: وہ تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا اور بے

(32) صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب إذا صلى في الثوب الواحد... إلخ، الحديث: ۳۶۰، ج۱، ص ۱۴۵

(33) المصنف لعبد الرزاق، كتاب الصلاة، باب ما يكفي الرجل من الثياب، الحديث: ۱۳۹۲، ج۱، ص ۲۷۴

(34) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حديث المشايخ، الحديث: ۲۱۳۴۴، ج۸، ص ۶۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں سنت سے مراد لغوی معنی ہیں، یعنی طریقہ کار یا یہ مطلب ہے کہ اس کا جواز سنت سے ثابت ہے، لہذا آپ کے اس فرمان اور سیدنا ابن مسعود کے فرمان میں تعارض نہیں۔

۲۔ یعنی بجائے ایک کے دو کپڑوں میں نماز بہتر ہے۔ بعض احادیث میں ہے کہ عمامہ کی نماز بغیر عمامہ کی نماز سے ستر درجہ افضل ہے، لہذا تین کپڑوں میں نماز بہت بہتر کیونکہ اس حدیث میں قمیص و پاجامہ کا ذکر آیا اس میں عمامہ کا دونوں پر عمل ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص ۴۷۷)

(35) سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاسبال في الصلاة، الحديث: ۶۳۷، ج۱، ص ۲۵۷

شک اللہ عزوجل اس شخص کی نماز نہیں قبول فرماتا، جو تہبند لٹکائے ہوئے ہو۔ (36) (یعنی اتنا نیچا کہ پاؤں کے گٹے چھپ جائیں)۔ شیخ محقق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لمعات میں فرماتے ہیں: کہ وضو کا حکم اس لیے دیا کہ انھیں معلوم ہو جائے کہ یہ معصیت ہے کہ سب لوگوں کو بتا دیا تھا کہ وضو گناہوں کا کفارہ ہے اور گناہ کے اسباب کا زائل کرنے والا۔ (37)

حدیث ۴۲: ابو داود، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جب کوئی نماز پڑھے تو دہنی طرف جوتیاں نہ رکھے اور بائیں طرف بھی نہیں کہ کسی اور کی دہنی جانب ہوں گی، مگر اس وقت کہ بائیں جانب کوئی نہ ہو، بلکہ جوتیاں دونوں پاؤں کے درمیان رکھے۔ (38)

❁❁❁❁❁

(36) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب الاسبال في الصلاۃ، الحدیث: ۶۳۸، ج۱، ص۲۵۷

(37) لمعات

(38) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب المصلي إذا خلع نعلیہ... إلخ، الحدیث: ۶۵۴، ج۱، ص۲۶۲۔

احکام فقہیّہ

(۱) کپڑے یا داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا، (۲) کپڑا سمیٹنا، مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اٹھالینا، اگرچہ گرد سے بچانے کے لیے کیا ہو اور اگر بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ، (۳) کپڑا لٹکانا، مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں، یہ سب مکروہ تحریمی ہیں۔ (1)

مسئلہ ۱: اگر کُرتے وغیرہ کی آستین میں ہاتھ نہ ڈالے، بلکہ پیٹھ کی طرف پھینک دی، جب بھی یہی حکم ہے۔ (2)

مسئلہ ۲: رومال یا شال یا رضائی یا چادر کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں، یہ ممنوع ومکروہ تحریمی ہے اور ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک ہی مونڈھے پر ڈالا اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے دوسرا پیٹ پر، جیسے عموماً اس زمانہ میں مونڈھوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے، تو یہ بھی مکروہ ہے۔ (3)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ... إلخ، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۵۔۱۰۶

(2) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۸۸

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب في الکراھۃ التحریمیۃ والتنزیھیۃ، ج۲، ص۴۸۸

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اصل یہ ہے کہ سدل یعنی پہننے کے کپڑے کو بے پہنے لٹکانا مکروہ تحریمی ہے اور اس سے نماز واجب الاعادہ جیسے انگرکھا یا کرتا کندھوں پر سے ڈال لینا بغیر آستینوں میں ہاتھ ڈالے یا بعض بارانیاں وغیرہ ایسی بنتی ہیں کہ اُن کی آستینوں میں مونڈھوں کے پاس ہاتھ نکال لینے کے چاک بنے ہوتے ہیں ان میں سے ہاتھ نکال کر آستینوں کو بے پہنے چھوڑ دینا یا رضائی یا چادر کندھے یا سر پر ڈال کر دونوں آنچل چھوڑ دینا یا شال یا رومال ایک شانہ پر اس طرح ڈالنا کہ اس کے دونوں پلو آگے پیچھے چھوٹے رہیں اور اگر رضائی یا چادر کا مثلاً سیدھا آنچل بائیں شانے پر ڈال لیا اور بایاں آنچل چھوڑ دیا تو حرج نہیں اور کسی کپڑے کو ایسا خلاف عادت پہننا جسے مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کر سکے اور کرے تو بے ادب خفیف الحرکات سمجھا جائے یہ بھی مکروہ ہے جیسے انگرکھا پہننا اور گھنڈی یا باہر کے بند نہ لگانا یا ایسا کرتا جس کے بٹن سینے پر ہیں پہننا اور بوتام اتنے لگانا کہ سینہ یا شانہ کھلا رہے جبکہ اوپر سے انگرکھا نہ پہنے ہو یہ بھی مکروہ ہے اور اگر اوپر سے انگرکھا پہنا ہے یا اتنے بوتام لگالئے کہ سینہ یا شانہ ڈھک گئے اگرچہ اوپر کا بوتام نہ لگانے سے گلے کے پاس کا خفیف حصہ کھلا رہا یا شانوں پر کے چاک بہت چھوٹے چھوٹے ہیں کہ بوتام نہ لگائیں جب بھی کرتا نیچے ڈھلکے گا شانے ڈھکے رہیں گے تو حرج نہیں، اسی طرح انگرکھے پر جو صدری یا چغہ پہنتے ہیں اور عرف عام میں اُن کا کوئی بوتام بھی نہیں لگاتے اور اسے معیوب بھی نہیں سمجھتے تو اس میں بھی حرج نہیں ہونا چاہیے کہ یہ ←

مسئلہ ۳: (۴) کوئی آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی، یا (۵) دامن سمیٹے نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے،

خلاف معتاد نہیں هذا ما ظهر لی من کلماتهم والعلم بالحق عند ربی (یہ وہ ہے جو عبارات فقہاء سے بھرپور واضح ہوا باقی حق کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ ت)

درمختار میں ہے:

کرہ تحریما سدل ثوبه ای ارساله بلا لبس معتاد و کذا القباء بکم الی وراء ذکرہ الحلبی کشد و منديل يرسله كتفيه فلو من احدهما لم يكره كحالة عذر و خارج صلوٰة فی الاصح اھ۔

کپڑے کو لٹکانا مکروہ تحریمی ہے یعنی ایسا لٹکانا جو معتاد پہننے کے خلاف ہو اسی طرح آستین والی قبا کا پیچھے کی طرف ڈالنا اسے حلبی نے ذکر کیا مثلاً پٹکا یا رومال دونوں کاندھوں سے لٹکانا، اگر ایک طرف سے ہو تو مکروہ نہیں جیسا کہ اصح قول کے مطابق حالت عذر اور نماز سے باہر کا معاملہ ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

ظاهر کلامهم انه لا فرق بين ان يكون الثوب محفوظا من الوقوع اولا فعلی هذا لا تكره فی الطيلسان الذی يجعل على الراس وقد صرح به فی شرح الوقاية اھ ای اذا لم يدره على عنقه والا فلا سدل، والاقبية الرومية التی تجعل لا كمامها خروق عند العضد اذا اخرج المصلی يده من الخرق وارسل الكم يكره لصدق السدل لانه ارخاء من غير لابس لان لبس الكم بادخال اليد وتمامه فی شرح المنية. والشد شیئ يعتاد وضعه على الكتفين كما فی البحر و ذلك نحو الشال فاذا ارسل طرفا منه على صدره و طرفا على ظهره يكره. وفی الخزائن بل ذكر ابو جعفر انه لو ادخل يديه فی كيسه ولم يزر ازراره فهو مسيئ لانه يشبه السدل اھ لكن فی الحلية فيه نظر ظاهر بعد ان يكون تحت قميص او نحوه مما يستر البدن اھ اھ مختصرا ولنا فی ما قال فی الحلية نظر قدمناه. والله تعالى اعلم (ای ردالمحتار، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا، مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/۴۷۲-۴۷۳)

ان کے کلام کے ظاہر سے پتا چلتا ہے اس میں کوئی فرق نہیں کہ کپڑا گرنے سے محفوظ ہو یا نہ ہو لہٰذا اس صورت میں ٹوپی والے کوٹ میں کراہت نہیں ہوگی جو سر پر ہو، اس کی تصریح شرح وقایہ میں ہے اھ یعنی جب اس نے گردن کو نہ باندھا ہو ورنہ کوئی سدل نہ ہوگا وہ رومی قبائیں جن کی آستینوں میں کندھوں کے پاس سوراخ ہوتے ہیں، اگر نمازی اس پھٹی ہوئی جگہ سے ہاتھ نکالے اور آستین کو ویسے ہی ڈال لے تو یہ مکروہ ہے اس پر سدل کا صدق ہے کیونکہ یہ بغیر پہننے کے چھوڑنا ہے اور آستین کا پہننا ہاتھ داخل کر کے ہوتا ہے اس کی تفصیل شرح منیہ میں ہے بحر میں ہے شد (صافا یا پٹکا) عادی شئی ہے اسے کاندھے پر رکھا جاتا ہے اس کی مثل شال ہے جب اس کی ایک طرف اپنے سینے پر اور ایک طرف اپنی پشت پر رکھی تو یہ مکروہ ہے، خزائن میں ابوجعفر نے ذکر کیا اگر کسی نے دونوں ہاتھ آستینوں میں ڈالے اور ان کے بٹن بند نہ کئے تو یہ گنہ گار ہوگا کیونکہ یہ سدل کے مشابہ ہے لیکن حلیہ میں کہا کہ جب وہ قمیص یا ایسے کپڑے کے تحت ہو جو بدن کو ڈھانپ رہا ہو تو اس میں نظر ہے اھ اختصاراً جبکہ خود حلیہ کی گفتگو میں نظر ہے جیسا کہ پیچھے ہم نے بیان کر دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۳۸۵-۳۸۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

خواہ پیشتر سے چڑھی ہو یا نماز میں چڑھائی۔(4)

مسئلہ ۴: (۶) شدت کا پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت، یا (۷) غلبہ ریاح کے وقت نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔(5) حدیث میں ہے، جب جماعت قائم کی جائے اور کسی کو بیت الخلا جانا ہو، تو پہلے بیت الخلا کو جائے۔(6) اس حدیث کو ترمذی نے عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ابو داود و نسائی و مالک نے بھی اس کے مثل روایت کی ہے۔

مسئلہ ۵: نماز شروع کرنے سے پیشتر اگر ان چیزوں کا غلبہ ہو تو وقت میں وسعت ہوتے ہوئے شروع ہی ممنوع و گناہ ہے، قضائے حاجت مقدم ہے، اگرچہ جماعت جاتی رہنے کا اندیشہ ہو اور اگر دیکھتا ہے کہ قضائے حاجت اور وضو کے بعد وقت جاتا رہے گا تو وقت کی رعایت مقدم ہے، نماز پڑھ لے اور اگر اثنائے نماز (نماز کے دوران) میں یہ حالت پیدا ہو جائے اور وقت میں گنجائش ہو تو توڑ دینا واجب اور اگر اسی طرح پڑھ لی، تو گناہ گار ہوا۔(7)

مسئلہ ۶: (۸) جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور نماز میں جوڑا باندھا، تو فاسد ہوگئی۔(8)

مسئلہ ۷: (۹) کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے، مگر جس وقت کہ پورے طور پر بروجہ سُنت سجدہ ادا نہ ہوتا ہو، تو ایک بار کی اجازت ہے اور بچنا بہتر ہے اور اگر بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہوتا ہو تو ہٹانا واجب ہے، اگرچہ ایک بار سے

---

(4) المرجع السابق، ص۴۹۰، والفتاوی الرضویۃ، کتاب الصلاۃ، ج۷، ص۳۸۵

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب في الخشوع، ج۲، ص۴۹۲

(6) جامع الترمذي، أبواب الطھارۃ، باب ماجاء إذا أقیمت الصلاۃ... إلخ، الحدیث: ۱۴۲، ج۱، ص۱۹۲

(7) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب في الخشوع، ج۲، ص۴۹۲

(8) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۹۲

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

جوڑا باندھنے کی کراہت مرد کے لئے ضرور ہے، حدیث میں صاف نھی الرجل ۱ ہے، عورت کے بال عورت ہیں پریشان ہوں گے تو انکشاف کا خوف ہے اور چوٹی کھولنے کا اسے غسل میں بھی حکم نہ ہوا کہ نماز میں کف شعر گندھی چوٹی میں ہے جب اس میں حرج نہیں جوڑے میں کیا حرج ہے، مرد کے لئے ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ سجدے میں وہ بھی زمین پر گریں اور اس کے ساتھ سجدہ کریں کمافی المرقاۃ وغیرہ (جیسا کہ مرقات وغیرہ میں ہے۔ت) اور عورت ہرگز اس کے مامور نہیں، لاجرم امام زین الدین عراقی نے فرمایا: ھو مختص بالرجال دون النساء۔ (۱ المعجم الکبیر حدیث ۵۱۳، مروی عن ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت، ۲۳/ ۲۵۲)

(مسند احمد بن حنبل، حدیث ابی رافع رضی اللہ عنہ، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۶/ ۸)

(یہ مردوں کے ساتھ مخصوص ہے نہ کہ عورتوں کے لئے۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۲۹۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

زیادہ کی حاجت پڑے۔(9)

مسئلہ ۸: (۱۰) اُنگلیاں چٹکانا، (۱۱) انگلیوں کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا، مکروہ تحریمی ہے۔(10)

مسئلہ ۹: نماز کے لیے جاتے وقت اور نماز کے انتظار میں بھی یہ دونوں چیزیں مکروہ ہیں اور اگر نہ نماز میں ہے، نہ توابع نماز میں تو کراہت نہیں، جب کہ کسی حاجت کے لیے ہوں۔(11)

مسئلہ ۱۰: (۱۲) کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے، نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ رکھنا نہ چاہیے۔(12)

مسئلہ ۱۱: (۱۳) اِدھر اُدھر مونھ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے، کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر مونھ نہ پھیرے، صرف کنکھیوں سے اِدھر اُدھر بلا حاجت دیکھے، تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلاً حرج نہیں، (۱۴) نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ ۱۲: (۱۵) تشہد یا سجدوں کے درمیان میں کتے کی طرح بیٹھنا، یعنی گھٹنوں کو سینہ سے ملا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سرین کے بل بیٹھنا، (۱۶) مرد کا سجدہ میں کلائیوں کو بچھانا، (۱۷) کسی شخص کے مونھ کے سامنے نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔ یوہیں دوسرے شخص کو مصلّی کی طرف مونھ کرنا بھی ناجائز و گناہ ہے، یعنی اگر مصلّی کی جانب سے ہو تو کراہت مصلّی پر ہے، ورنہ اس پر۔(13)

مسئلہ ۱۳: اگر مصلّی اور اس شخص کے درمیان جس کا مونھ مصلّی کی طرف ہے، فاصلہ ہو جب بھی کراہت ہے، مگر جب کہ کوئی شے درمیان میں حائل ہو کہ قیام میں بھی سامنا نہ ہوتا ہو تو حرج نہیں اور اگر قیام میں مواجہہ ہو قعود میں نہ ہو، مثلاً دونوں کے درمیان میں ایک شخص مصلّی کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گیا کہ اس صورت میں قعود میں مواجہہ نہ ہوگا، مگر قیام میں ہوگا، تو اب بھی کراہت ہے۔(14)

مسئلہ ۱۴: (۱۸) کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے، علاوہ نماز کے بھی بے

---

(9) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب في الخشوع، ج۲، ص۴۹۳

(10) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۹۳، وغیرہ

(11) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج۲، ص۴۹۳، وغیرہ

(12) المرجع السابق، ص۴۹۴

(13) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج۲، ص۴۹۵۔۴۹۷

(14) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج۲، ص۴۹۷

ضرورت اس طرح کپڑے میں لپٹنا نہ چاہیے اور خطرہ کی جگہ سخت ممنوع ہے۔ (15)

مسئلہ ۱۵: (۱۹) اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو، (16) مکروہ تحریمی ہے، نماز کے علاوہ بھی

---

(15) مراقي الفلاح شرح نور الایضاح، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ، فصل في مکروہات الصلاۃ، ص ۷۹۔

(16) اِعتجار کی تعریف

''اِعتِجَار'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی معنی: ''سر پر عمامہ لپیٹنا یا خواتین کا سر پر دوپٹہ لینا ہے۔'' حضرت علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالی اِعتجار کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''سر پر رومال اس طرح باندھنا کہ درمیان کا حصہ ننگا رہے یہ اعتجار ہے''۔ (نور الایضاح مع مراقي الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، فصل فی مکروہات الصلاۃ، ص ۱۷۹)

فُقَہائے کرام اور محدثینِ عظام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام نے اعتجار کے مسئلے پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے، اس کی مختلف صورتوں کو بھی بیان فرمایا ہے۔ ذیل میں اس کی تمام صورتیں بالترتیب بیان کی گئی ہیں چنانچہ اعتجار کا مسئلہ ذکر کرتے ہوئے ملک العلماء علّامہ علاء الدین کاسانی عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّبَّانِي لکھتے ہیں:

وَيُكْرَهُ اَنْ يُّصَلِّيَ مُعْتَجِرًا لِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْاِعْتِجَارِ وَاخْتُلِفَ فِي تَفْسِيرِ الْاِعْتِجَارِ وَ قِيلَ: هُوَ اَنْ يَشُدَّ حَوَالَيْ رَاْسِهِ بِالْمِنْدِيلِ وَيَتْرُكَهَا مِنْهُ وَهُوَ تَشَبُّهٌ بِاَهْلِ الْكِتَابِ. وَقِيلَ: هُوَ اَنْ يَلُفَّ شَعْرَهُ عَلٰى رَاْسِهِ بِمِنْدِيلٍ فَيَصِيرُ كَالْعَاقِصِ شَعْرَهُ وَالْعَقْصُ مَكْرُوهٌ لِمَا ذَكَرْنَا وَعَنْ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللهُ اَنَّهُ قَالَ: لَا يَكُونُ الْاِعْتِجَارُ اِلَّا مَعَ تَنَقُّبٍ وَهُوَ اَنْ يَلُفَّ بَعْضَ الْعِمَامَةِ عَلٰى رَاْسِهِ وَيَجْعَلَ طَرَفًا مِنْهَا عَلٰى وَجْهِهٖ كَمُعْتَجِرِ النِّسَاءِ اِمَّا لِاَجْلِ الْحَرِّ وَالْبَرْدِ اَوْ لِلتَّكَبُّرِ۔

یعنی اِعتجار کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لیے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اعتجار سے منع فرمایا ہے۔ اعتجار کے بارے میں (علماء کا) اختلاف ہے۔

پہلا قول: اعتجار یہ ہے کہ سر کے گرد رومال اس طرح باندھا جائے کہ سر کا درمیانی حصہ کھلا چھوڑ دیا جائے اس صورت میں اہلِ کتاب کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔

دوسرا قول: (اعتجار یہ ہے) کہ بالوں کو رومال کے ذریعے سر پر لپیٹ لیا جائے پس یہ ایسے ہو جائے گا کہ جیسے کسی نے اپنے بالوں کا جوڑا بنا لیا ہو، اور بالوں کا جوڑا بنانا (مردوں کو) مکروہ ہے۔

تیسرا قول: امام محمد رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیہ کا ہے کہ اعتجار میں نقاب کا ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ عمامہ کا کچھ حصہ تو سر پر لپیٹ لیا جائے اور اس کا ایک سرا چہرے پر عورتوں کے دوپٹے کی طرح ڈال لیا جائے، (عمامے کے سرے کا نقاب کی طرح ڈالنا) چاہے گرمی وسردی سے بچاؤ کے لیے ہو یا تکبر کیلئے۔ (بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل واما بیان ما یستحب فیہا وما یکرہ، ۱/ ۵۰۷)

فُقہائے کرام نے اعتجار کی جو صورتیں بیان فرمائی ہیں ان کی تفصیل اور احکام بالترتیب یہ ہیں چنانچہ

←

اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔

{1} اعتجار کی پہلی صورت

بغیر ٹوپی پہنے سر کے اردگرد رومال یا عمامہ لپیٹ لے اور اس کا اوپر والا حصہ کھلا رہنے دے یہ اعتجار ہے چنانچہ فَقِیْہُ النَّفس علامہ قاضی حسن بن منصور اوزجندی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی ''فتاویٰ قاضی خان'' میں فرماتے ہیں:

یُکْرَہُ الِاعْتِجَارُ وَھُوَ اَنْ یَّشُدَّ رَاسَہ بِالْمِنْدِیلِ وَیَتْرُكُ وَسَطَ رَاسِہ.

یعنی اعتجار مکروہ ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ سر پر رومال اس طرح باندھا جائے کہ سر کا درمیانی حصہ کھلا چھوڑ دے۔

(فتاوی قاضی خان، کتاب الصلوۃ، باب الحدث فی الصلوۃ الخ فصل فی ما یکرہ فی الصلوۃ الخ، ۱/۵۸)

خَاتَمُ الْمُحَقِّقِیْن حضرت علامہ محمد امین ابن عابدین شامی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی ارشاد فرماتے ہیں:

(قَولُہ وَالِاعْتِجَارِ) لِنَھْیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْہُ . وَھُوَ شَدُّ الرَّاْسِ، اَوْ تَکْوِیرُ عِمَامَتِہٖ عَلٰی رَاْسِہٖ وَتَرْكُ وَسْطِہٖ مَکْشُوفًا.

یعنی نماز میں اعتجار اس لئے مکروہ ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اعتجار یہ ہے کہ سر کو باندھا جائے یا سر پر عمامہ اس طرح باندھنا کہ سر کا درمیانی حصہ کھلا رہے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب: الکلام علی اتخاذ المسبحۃ، ۲/۵۱۱)

ملک العلماء، امام کاسانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نے اعتجار کو اہلِ کتاب سے مشابہت کی وجہ سے مکروہ قرار دیا ہے۔ دیگر فقہائے کرام نے بھی اسے فُسّاق (یعنی بدکردار) اور شریر لوگوں سے مشابہت کی علت کے باعث مکروہ قرار دیا ہے جیسا کہ صاحبِ فتح القدیر حضرت علامہ ابن ہمام عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْاَنَام لکھتے ہیں:

وَیُکْرَہُ الِاعْتِجَارُ اَنْ یَّلُفَّ الْعِمَامَۃَ حَوْلَ رَاْسِہٖ وَیَدَعَ وَسْطَھَا کَمَا تَفْعَلُہُ الدَّعَرَۃُ وَمُتَوَشِّحًا لَا یُکْرَہُ.

یعنی: اعتجار مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ سر کے گرد عمامہ باندھ لیا جائے اور اس کے درمیان کو کھلا چھوڑ دیا جائے جیسا کہ شرارتی اور فُسّاق لوگ کرتے ہیں اور پورا سر ڈھکا ہونے کی صورت میں کراہت نہیں ہے۔

(فتح القدیر، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، فصل ویکرہ للمصلی ان یعبث بثوبہ الخ، ۱/۳۵۹)

اعلیٰ حضرت اور مسئلۂ اعتجار

امام اہلسنت، مجدد دین وملت شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ''عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو نہ چھ گز سے زیادہ، اور اس کی بندش گنبد نما ہو جس طرح فقیر باندھتا ہے، عرب شریف کے لوگ جیسا اب باندھتے ہیں طریقہ سنت نہیں اسے اعتجار کہتے ہیں کہ بیچ میں سر کھلا رہے اور اعتجار کو علماء نے مکروہ لکھا ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ۲۲/۱۸۶)

صدر الشریعہ اور مسئلۂ اعتجار، صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔'' ←

(فتاویٰ امجدیہ، ۱/۳۹۹)،،، فقیہِ ملّت اور مسئلہ اعتجار، فقیہ ملّت حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی اعتجار کے متعلق پوچھے گئے ایک سوال (عمامہ سر پر اس طور پر باندھا کہ بیچ میں ٹوپی زیادہ کھلی رہی تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یا تنزیہی؟) کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت صدر الشریعہ عَلَیْہِ الرَّحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ "لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔" (فتاویٰ امجدیہ، ۱/۳۹۹)

اس کے حاشیہ میں فقیہِ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

"اختار ما فی الظهيرية واما العمامة لا مكشوف اصلاً لانه فعل مالا يفعله ففيه نظر لان كثيراً من جفات الاعراب يلفون المنديل و العمامة حول الراس مكشوف الهامة بغير قلنسوة"۔

اس سے ظاہر ہوا کہ صورتِ مسؤلہ میں نماز مکروہ تنزیہی ہوگی نہ کہ تحریمی تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عالمگیری و شامی وغیرہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وَسطِ رَاْس (یعنی سر کا درمیانی حصہ) بالکل مَکشوف (یعنی کھلا) ہو ٹوپی وغیرہ کوئی چیز بیچ میں نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ فقیہ ملت، ۱/۱۸۴)

بھائیو! معلوم ہوا اگر کسی نے ٹوپی پر عمامہ یوں باندھا کہ صرف ٹوپی کا اوپر والا حصہ کھلا ہو اور ٹوپی دکھائی دے رہی ہو تو یہ اعتجار نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں نہ تو اہلِ کتاب اور مشرکین سے کوئی مشابہت ہے اور نہ ہی فُسّاق اور اوباش لوگوں کے عمل سے کوئی مشابہت ہے۔

{۲} اعتجار کی دوسری صورت

بالوں کو رومال سے سر پر لپیٹ لے اور یہ صورت عاقِصِ شَعر (یعنی بالوں کا جوڑا بنانے) کی طرح ہوگی اور عَقصِ شَعر مکروہ ہے جیسا کہ حدیث مبارک ہے حضرت سیدنا ابو رافع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:

نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ وَرَاْسُهٗ مَعقُوْصٌ۔

یعنی: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بالوں کو سر پر (جوڑے کی طرح) باندھ کر نماز پڑھنے سے مردوں کو منع فرمایا ہے۔

(مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاۃ، باب کف الشعر والثوب، ۲/۱۲۰، حدیث: ۲۹۹۵)

{۳} اعتجار کی تیسری صورت

نماز میں کسی کپڑے یا عمامہ سے اس طرح نقاب کرنا جس سے ناک چھپ جائے جیسے عورتیں نقاب کرتی ہیں۔ حضرت سیدنا امام محمد بن حسن شیبانی قُدِّسَ سِرُّہُ النّورانی سے منقول قول میں اسی صورت کو اعتجار قرار دیا ہے اور دیگر فقہائے کرام نے بھی اسے اعتجار کی ایک صورت بتایا ہے۔ اس کے مکروہ ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے خاتم المحققین حضرت علامہ محمد امین ابن عابدین شامی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی ارشاد فرماتے ہیں کہ نماز میں ناک اور منہ کا چھپالینا مجوسیوں سے مشابہت کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(درمختار و ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب: الکلام علی اتخاذ المسبحۃ، ۲/۵۱۱)

حضرت علامہ ابن نُجیم مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی لکھتے ہیں:

←

(۲۰) یوہیں ناک اور مونھ کو چھپانا، (۲۱) اور بے ضرورت کھنکار نکالنا، یہ سب مکروہ تحریمی ہیں (17)۔

(اعتجار کی یہ صورت اس لئے مکروہ ہے کہ) حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں: لَا یُغَطِّی الرَّجُلُ أَنْفَہٗ وَہُوَ یُصَلِّی یعنی کوئی بھی شخص اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کی ناک چھپی ہوئی ہو۔

(بحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ الخ، ۲/۲۰۵)

ایک ضروری وضاحت: فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے ''دار الافتاء فیض الرسول براؤں شریف سے جاری شدہ 1012 فتاویٰ کا مستند ذخیرہ بنام ''فتاویٰ فیض الرسول'' کے حصہ اول صفحہ 369 پر اور یہی فتویٰ ''فتاویٰ فیض الرسول'' حصہ سوم صفحہ 110 تا 111 پر موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں بھی اعتجار ہوتا ہے۔ لیکن یہ فتویٰ آپ نے ۱۳۹۱ھ میں تحریر فرمایا تھا اور اس وقت تک آپ کی یہی تحقیق تھی جب کہ بعد میں آپ کی یہ تحقیق بدل گئی تھی اور آپ نے بھی حضرت صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے موقف کی طرف رجوع فرمالیا تھا لہٰذا بعد میں جو فتویٰ لکھوایا مع استفتاء درج ذیل ہے۔ مسئلہ: عمامہ سر پر اس طور پر باندھا کہ بیچ میں ٹوپی زیادہ کھلی رہی تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یا تنزیہی؟ بینوا توجروا۔ الجواب: حضرت صدر الشریعہ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ تحریر فرماتے ہیں: ''لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔'' (فتاویٰ امجدیہ، ۱/۳۹۹)

اس کے حاشیہ میں حضرت مفتی شریف الحق امجدی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز تحریر فرماتے ہیں:

"اختار ما فی الظہیریۃ واما ما قال العلامۃ السید الطحطاوی فی حاشیۃ المراقی المراد انہ مکشوف عن العمامۃ لا مکشوف اصلا لانہ فعل مالا یفعل "ففیہ نظر": لان کثیرا من جفات الاعراب یلفون المندیل و العمامۃ حول الراس مکشوف الہامۃ بغیر قلنسوۃ"۔

اس سے ظاہر ہوا کہ صورت مسؤلہ میں نماز مکروہ تنزیہی ہوگی نہ کہ تحریمی تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عالمگیری وشامی وغیرہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وسطِ راس بالکل مکشوف ہو ٹوپی وغیرہ کوئی چیز بیچ میں نہ ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی، کتبہ: محمد عماد الدین قادری (فتاویٰ فقیہ ملت، ۱/۱۸۴)

طُرّہ رکھنے کا حکم

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ''یہ جو بعض لوگ طُرّہ کے طور پر چند انگل اونچا (شملہ) سر پر چھوڑتے ہیں اس کا ثبوت میری نظر میں نہیں، نہ کہیں ممانعت، تو اباحتِ اصلیہ پر ہے۔ (یعنی جائز ہے)۔ مگر اس حالت میں کہ یہ کسی شہر میں آوارہ وفُسّاق لوگوں کی وضع (یعنی طریقہ) ہو تو اس عارض (پیش آنے والے) کے سبب اس سے احتراز (بچنا) ہوگا۔ واللہ تعالٰی اعلم (فتاویٰ رضویہ، ۲۲/۲۰۰)

(17) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج۲، ص۵۱۱۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۰۶۔

مسئلہ ۱۶: (۲۲) نماز میں بالقصد جماہی لینا مکروہ تحریمی ہے اور خود آئے تو حرج نہیں، مگر روکنا مستحب ہے اور اگر روکے سے نہ رُکے تو ہونٹ کو دانتوں سے دبائے اور اس پر بھی نہ رُکے تو داہنا یا بایاں ہاتھ مونھ پر رکھ دے یا آستین سے مونھ چھپالے، قیام میں دہنے ہاتھ سے ڈھانکے اور دوسرے موقع پر بائیں سے۔ (18)

فائدہ: انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں، اس لیے کہ اس میں شیطانی مداخلت ہے۔

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جماہی شیطان کی طرف سے ہے، جب تم میں کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ممکن ہو روکے۔ (19) اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے صحیحین میں روایت کیا، بلکہ بعض روایتوں میں ہے، کہ شیطان موںھ میں گھس جاتا ہے۔ (20) بعض میں ہے، شیطان دیکھ کر ہنستا ہے۔ (21)

علماء فرماتے ہیں: کہ جو جماہی میں موںھ کھول دیتا ہے، شیطان اس کے موںھ میں تھوک دیتا ہے اور وہ جو قاہ قاہ کی آواز آتی ہے، وہ شیطان کا قہقہہ ہے کہ اس کا موںھ بگڑا دیکھ کر ٹھٹھا لگاتا ہے اور وہ جو رطوبت نکلتی ہے، وہ شیطان کا تھوک ہے۔ اس کے روکنے کی بہتر ترکیب یہ ہے کہ جب آتی معلوم ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں، فوراً رُک جائے گی۔ (22)

مسئلہ ۱۷: (۲۳) جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو، اسے پہن کر نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا، ناجائز ہے۔ (۲۴) یوہیں مصلّی (نمازی) کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلّق (آویزاں) ہو، یا

---

(18) مراقي الفلاح شرح نور الایضاح، کتاب الصلاۃ، فصل في مکروہات الصلاۃ، ص ۸۰

(19) صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب تشمیت العاطس... إلخ، الحدیث: ۲۹۹۴، ص ۱۵۹۷

(20) صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب تشمیت العاطس... إلخ، الحدیث: ۲۹۹۵، ص ۱۵۹۷

(21) صحیح البخاري، کتاب الادب، باب مایستحب من العطاس... إلخ، الحدیث: ۶۲۲۳، ج ۴، ص ۱۶۲

(22) جماہی کو روکنے

اور جماہی میں آواز نکلنا تو کہیں نہ چاہیے اگرچہ غیر مسجد میں تنہا ہو کہ وہ شیطان کا قہقہہ ہے۔ جماہی جب آئے حتی الامکان منہ بند رکھو، منہ کھولنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے۔ یوں نہ رُکے تو اوپر کے دانتوں سے نیچے کا ہونٹ دبالو اور یوں بھی نہ رُکے تو حتی الامکان (منہ) کم کھولو اور اُلٹا ہاتھ اُلٹی طرف سے منہ پر رکھو یونہی نماز میں بھی مگر حالتِ قیام میں سیدھا ہاتھ اُلٹی طرف سے رکھو کہ اُلٹا ہاتھ رکھنے میں دونوں ہاتھ اپنی مسنون جگہ سے بدلیں گے اور سیدھا رکھنے میں صرف یہ ہی بضرورت بدلا، اُلٹا اپنی محل سنت پر ثابت رہا۔ جماہی روکنے کا ایک مجرّب طریقہ یہ ہے کہ جب جماہی آنے کو ہو فوراً تصور کرے کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو کبھی نہ آئی (ردالمحتار علی الدرالمختار، ج ۲، ص ۴۹۸، ۴۹۹) کہ یہ مثلِ احتلام شیطان کی طرف سے ہے اور وہ دخلِ شیطان سے معصوم۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ صفحہ ۳۱۸)

(۲۵) محل سجود (سجدے کی جگہ) میں ہو، کہ اس پر سجدہ واقع ہو، تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی (۲۶) یوہیں مصلّی کے آگے، یا (۲۷) داہنے، یا (۲۸) بائیں تصویر کا ہونا، مکروہ تحریمی ہے، (۲۹) اور پسِ پشت (پیچھے) ہونا بھی مکروہ ہے، اگرچہ ان تینوں صورتوں سے کم اور ان چاروں صورتوں میں کراہت اس وقت ہے کہ تصویر آگے پیچھے دہنے بائیں معلق ہو، یا نصب ہو یا دیوار وغیرہ میں منقوش ہو، اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں، تو کراہت نہیں۔ اگر تصویر غیر جاندار کی ہے، جیسے پہاڑ دریا وغیرہا کی، تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ (23)

مسئلہ ۱۸: اگر تصویر ذلت کی جگہ ہو، مثلاً جوتیاں اُتارنے کی جگہ یا اور کسی جگہ فرش پر کہ لوگ اسے روندتے ہوں یا تکیے پر کہ زانو وغیرہ کے نیچے رکھا جاتا ہو، تو ایسی تصویر مکان میں ہونے سے کراہت نہیں، نہ اس سے نماز میں کراہت آئے، جب کہ سجدہ اس پر نہ ہو۔ (24)

مسئلہ ۱۹: جس تکیہ پر تصویر ہو، اسے منصوب (کھڑا) کرنا پڑا ہوا نہ رکھنا، اعزاز تصویر میں داخل ہوگا اور اس طرح ہونا نماز کو بھی مکروہ کر دے گا۔ (25)

---

(23) الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۰۲۔ ۵۰۴، وغیرہما

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
کسی جاندار کی تصویر جس میں اس کا چہرہ موجود ہو اور اتنی بڑی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے سے دیکھیں تو اعضا کی تفصیل ظاہر ہو، اس طرح کی تصویر جس کپڑے پر ہو اس کا پہننا، پہنانا یا بیچنا، خیرات کرنا سب ناجائز ہے، اور اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ ایسے کپڑے پر سے تصویر مٹادی جائے یا اس کا سر یا چہرہ بالکل محو کر دیا جائے۔ اس کے بعد اس کا پہننا، پہنانا، بیچنا، خیرات کرنا، اس سے نماز، سب جائز ہو جائے گا۔ اگر وہ ایسے پکے رنگ کی ہو کہ مٹ نہ سکے دھل نہ سکے تو ایسے ہی پکے رنگ کی سیاہی اس کے سر یا چہرے پر اس طرح لگادی جائے کہ تصویر کا اُتنا عضو محو ہو جائے صرف یہ نہ ہو کہ اتنے عضو کا رنگ سیاہ معلوم ہو کہ یہ محو ومنافی صورت نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۵۶۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(24) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۰۳، وغیرہ

(25) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نیز کتب ثلثہ میں ہے:

لو کانت الصورۃ علی وسادۃ ملقاۃ او بساط مفروش لایکرہ لانہا تداس و توطأ بخلاف ما اذا کانت الوسادۃ منصوبۃ او کانت علی السترۃ لانہ تعظیم لہا ۲؎ اھ ہذا لفظ الہدایۃ ولفظ الکافی والتبیین او کانت علی الستر ۳؎ اعنی بدون التاء وھو اولی کمالا یخفی۔ اگر کوئی تصویر پڑے ہوئے تکیے پر ہو یا بچھے ہوئے بچھونے پر ہو تو مکروہ نہیں اس لئے کہ اس صورت میں اسے پامال کیا جاتا ہے اور پاؤں میں رکھا جاتا ہے بخلاف اس صورت کے کہ جب تکیہ کھڑا کیا جائے یا پردے پر کوئی ←

....

تصویر ہو (اس صورت میں کراہت ہوگی) اس لئے کہ تصویر کی تعظیم پائی گئی اھ یہ الفاظ ہدایہ کے ہیں، اور کافی اور تبیین کے یہ الفاظ ہیں یا کسی پردے پر تصویر کے نقوش ہوں۔ میری مراد یہ ہے کہ لفظ ستر کے آخر میں حرف تا نہیں ہونا چاہئے اور یہ زیادہ بہتر ہے، جیسا کہ مخفی نہیں۔

(۲۔ الہدایۃ، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، المکتبۃ العربیۃ کراچی، ۱/ ۱۲۲) (۳۔ تبیین الحقائق، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، المطبعۃ الکبری بولاق مصر ۱/ ۱۶۷)

محقق نے فتح القدیر میں صرف مکان میں تصویر ممنوع بروجہ اکرام رکھے ہونے کی کراہت کو نماز کی طرف ساری بتایا اگرچہ تشبہ عبادت نہ ہو، حیث قال لو کانت الصورۃ خلفہ او تحت رجلیہ ففی شرح عتاب لاتکرہ الصلوۃ ولکن تکرہ کراھۃ جعل الصورۃ فی البیت للحدیث ان الملئکۃ لاتدخل بیتا فیہ کلب اوصورۃ الا ان ھذا یقتضی کراھۃ کونھا فی بساط مفروش وعدم الکراھۃ اذاکانت خلفہ وصریح کلامھم فی الاول خلافہ وقولہ (ای صاحب الھدایۃ) اشدھا کراھۃ ان تکون امام المصلی الی ان قال ثم خلفہ یقتضی خلاف الثانی ایضا لکن قدیقال کراھۃ الصلوۃ ثبت باعتبار التشبہ بعبادۃ الوثن ولیسوا یستدبرونہ ولایوطونہ فیھا ففیما یفھم مماذکرنا من الھدایۃ (ای من الکراھۃ اذاکانت خلف المصلی) نظروقدیجاب بانہ لابعد فی ثبوتھا فی الصلوۃ باعتبار المکان کما کرھت الصلوۃ فی الحمام علی احدالتعلیلین وھو کونھا ماوی الشیاطین فان قیل فلم لم یقل بالکراھۃ ان کانت تحت القدم وماذکرت یفیدہ لانھا فی البیت، وبہ یعترض علی المصنف ایضا حیث یقول لایکرہ کونھا فی وسادۃ ملقاۃ فالجواب لایکرہ جعلھا فی المکان کذٰلک لیتعدی الی الصلوۃ وحدیث جبریل مخصوص بذٰلک اھ ملخصا۔

چنانچہ فتح القدیر نے فرمایا اگر تصویر پس پشت ہو یا اس کے دونوں پاؤں کے نیچے پڑی ہو تو شرح عتاب میں فرمایا کہ اس صورت میں نماز مکروہ نہ ہوگی لیکن تصویر کا گھر میں رکھنا مکروہ ہے اس حدیث کی بناء پر کہ اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ مگر اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ اگر تصویر کسی بچھے ہوئے بچھونے پر ہو تو کراہت ہوگی لیکن اس وقت کراہت نہ ہوگی جبکہ تصویر اس کے پیچھے ہو۔ اور درصورت اول ائمہ کرام کا صریح کلام اس کے خلاف ہے۔ اور صاحب ہدایہ کا ارشاد کہ شدید تر کراہت ہوگی، اگر کوئی تصویر نمازی کے آگے ہو۔ یہاں تک کہ فرمایا پھر اس سے کم درجہ کراہت ہوگی جبکہ تصویر اس کے پیچھے ہو۔ اور یہ صورت ثانیہ کے خلاف کا تقاضا کرتی ہے لیکن کبھی یہ بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ نماز میں ثبوت کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عبادت صنم سے تشبہ ہے، حالانکہ کسی صنم کے پجاری دونوں صورتوں میں نہ تو اس سے پیٹھ پھیرتے ہیں نہ ہی اسے پامال کرتے ہیں لیکن جو کچھ ہم نے ہدایہ سے ذکر فرمایا اس سے تو یہی مفہوم ہوتا ہے کہ اگر تصویر نمازی کے پیچھے ہو تو بھی کراہت ہوگی۔ لہٰذا اس قول میں نظر اور اشکال ہے۔ لیکن کبھی یہ جواب دیا جاتا ہے کہ بحیثیت مکان کراہت نماز کے ثبوت میں کوئی بعد نہیں۔ جیسا کہ ایک تعلیل کے مطابق حمام میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ ←

....

وہ شیاطین کا ٹھکانا (اور مرکز) ہے۔ اگر کہا جائے کہ یہ کیوں نہ کہا گیا کہ اگر تصویر پاؤں میں پڑی ہو تو بھی کراہت ہوگی، حالانکہ جو کچھ بیان فرمایا گیا اس سے تو یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے، اس لئے کہ تصویر گھر میں موجود ہے، باوجودیکہ اس سے مصنف علیہ الرحمۃ پر اعتراض کیا جاسکتا ہے اس لئے کہ وہ فرما رہے ہیں کہ اگر پڑے ہوئے گدے میں تصویر ہو تو کراہت نہ ہوگی، تو اس کا جواب یہ ہے کہ مکان میں بایں طور تصویر رکھنا مکروہ نہیں تاکہ نماز کی طرف تعدیہ ہو۔ اور حدیث جبریل اس سے مخصوص ہے اھ ملخصاً

(۱۔ فتح القدیر، کتاب الصلوٰۃ، باب مفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ۱/ ۳۶۲)

ان کے تلمیذ محقق ابن امیر الحاج نے حلیہ میں صرف امتناع ملٰئکہ کے علت ہونے کا استظہار اور تشبہ پرمدار سے انکار فرمایا، ہاں اسے موجب زیادت کراہت بتایا، وھذا نصہ فان قیل ان کانت العلۃ فی الکراھۃ کون المحل الذی تقع فیہ الصلوٰۃ لاتدخلہ الملٰئکۃ حینئذ لان شر البقاع بقعۃ لاتدخلہ الملٰئکۃ فینبغی ان تکرہ الصلوٰۃ فی بیت فیہ الصورۃ سواء کانت مھانۃ اوغیر مھانۃ فان ظاھر نص الصحیحین عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ یقتضی انہ لاتدخل الملٰئکۃ ھذا البیت ایضا (ای ما فیہ الصورۃ مھانۃ) لان النکرۃ فی سیاق النفی عامۃ غایۃ الامر ان کراھۃ الصلوٰۃ فیما اذا کانت الصورۃ فی موضع سجودہ اوامامہ اوفوقہ اشد وان کانت العلۃ فی الکراھۃ التشبہ بعبادۃ الصورۃ فلاتکرہ اذا لم تکن امامہ ولا فوق راسہ لان التشبہ لایظھر الا اذا کان علی احد ھذین الوجھین فالجواب ان الذی یظھر ان العلۃ ھی الامر الاول واما الباقی فعلاوۃ تفید اشدیۃ الکراھۃ غیر ان عموم النص المذکور مخصوص باخراج ماتقدم اخراجہ من الکراھۃ ۱؎ اھ ملخصاً۔

چنانچہ محقق موصوف کی یہ تصریح ہے، اگر کہا جائے کہ کراہت کی علت گھر میں فرشتوں کا داخل نہ ہونا ہے تو جس گھر میں تصویر موجود ہو وہاں نماز مکروہ ہو وہ تصویر خواہ تذلیل کی صورت میں ہو یا غیر تذلیل کی صورت میں ہو، کیونکہ بخاری اور مسلم کی ظاہر نص یہی چاہتی ہے کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہ ہوں گے جس میں تصویر بصورت تذلیل ہی رکھی ہو کیونکہ نکرہ سیاق نفی میں عام ہوتا ہے، اور نص جو حضور اکرم (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے کہ جس میں کتا یا تصویر موجود ہو۔ (نکرہ سیاق نفی میں عام ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث پاک میں لفظ بیتا نکرہ ہے جس کا معنی کوئی گھر ہے اور یہ لاتدخلہ جو جملہ منفیہ ہے اس کے تحت داخل ہے یعنی فرشتے کسی ایسے گھر میں نہیں جاتے جہاں کسی بھی حالت میں تصویر موجود ہو۔ مترجم) انتہائی امر یہ ہے کہ نماز میں اس صورت میں شدید تر کراہت ہوگی جبکہ تصویر محل سجدہ میں ہو یا نمازی کے آگے یا اس کے اوپر، اور اگر کراہت کی علت عبادت تصویر سے تشبہ ہو تو اگر تصویر نمازی کے آگے یا اس کے سر کے اوپر نہ ہو تو کراہت نہ ہوگی کیونکہ تشبہ صرف ان دو صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ علت صرف پہلا امر ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ باقی ہے وہ شدید تر کراہت کا فائدہ دیتا ہے۔ علاوہ یہ کہ نص مذکور کا عموم مخصوص منہ البعض ہے کہ اس سے وہ کراہت خارج کردی گئی کہ جس کے اخراج کا ذکر پہلے آگیا ہے اھ ملخصاً

(۱۔ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی) ←

....

اسی بنا پر صور صغار سے نفی کراہت کی دلیل کہ ہدایہ وکافی وتبیین وعامہ مشائخ کرام نے افادہ فرمائی اور ان کے شیخ محقق علی الاطلاق نے اس پر تقریر کی، اعتراض فرمادیا،

فقال اما عدم الکراھة اذاکانت الصورة صغیرة لاتظھر للناظر علی بعد فقالوا لانھا لاتعبد والکراھة انما کانت باعتبار شبه العبادة ۲؎ وقد عرفت مافی ھذا۔

محقق ابن ہمام نے فرمایا، رہی یہ بات کہ کراہت نہ ہوگی جبکہ تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کے لئے دور سے واضح اور نمایاں نہ ہو تو ائمہ فقہ نے عدم کراہت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اس قدر چھوٹی تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی، اور تحقق کراہت باعتبار شبہ عبادت ہے، بلاشبہ اس میں جو نقص ہے آپ اسے پہچان گئے (۲؎ حلیة المحلی شرح منیة المصلی)

صاحب بحر نے بحر میں ان کی تبعیت کی بلکہ ان کے استظہار پر جزم کیا، فقال انما لم تکرہ الصلٰوة فی بیت فیه صورة مھانة مع عموم الحدیث ان الملئکة لاتدخله وھو علة الکراھة لوجود مخصص (الی ان قال) الا ان تکون صغیرة لان الصغار جدا لاتعبد والکراھة انما کانت باعتبار شبه العبادة کذا قالوا وقد عرفت مافیه ا؎ اھ قال فی منحة الخالق مافیه ای ان العلة لیست التشبه بل عدم دخول الملئکة علیھم السلام ۲؎ اھ اقول: کل کلامه ھھنا ماخوذ عن الحلیة وان لم یعزالیھا ولم یقدم ماقدم ھو لنفی علیة التشبه من لزوم ان لاتکرہ اذالم تکن امامه ولافوقه فلم یستقم له قوله قدعرفت مافیه۔

مصنف بحرالرائق نے فرمایا، ایسے گھر میں نماز پڑھنی مکروہ نہیں کہ جس میں تصویر کی تذلیل ہو باوجود عموم حدیث کہ تصویر والے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، اور ان کا غیر دخول کراہت کے لئے علت ہے باوجودیکہ اس کا مخصص موجود ہے، یہاں تک کہ فرمایا، مگر یہ کہ تصویر چھوٹی ہو، کیونکہ بلاشبہ چھوٹی تصویروں کی عبادت نہیں ہوتی، اور کراہت باعتبار شبہ عبادت ہے، ائمہ کرام نے یونہی ذکر فرمایا۔ اور تمہیں معلوم ہے جو کچھ اس میں کمزوری ہے اھ، منحة الخالق میں فرمایا جو کچھ اس میں ہے (مافیہ) یعنی علت محض تشبہ نہیں بلکہ ملائکہ کرام علیہم السلام کا وہاں عدم دخول ہے اھ اقول: (میں کہتا ہوں) یہاں ان کا سارا کلام الحلیہ سے ماخوذ ہے اگرچہ اس کی طرف نسبت نہیں کی اور مقدم نہیں کیا (یعنی پہلے ذکر نہیں کیا) جو کچھ اس نے مقدم کیا تھا علیت تشبہ کی نفی کے لئے بوجہ اس لزوم کے کہ نماز مکروہ نہیں ہوتی جبکہ تصویر آگے اور اوپر نہ ہو۔ لہٰذا اس کا یہ کہنا کہ قدعرفت مافیہ ٹھیک اور مستقیم نہیں۔ (ا؎ بحرالرائق، کتاب الصلوٰة، باب مایفسد الصلوٰة ومایکرہ فیھا، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/ ۲۷، ۲۸) (۲؎ منحة الخالق علی البحرالرائق، باب مایفسد الصلوٰة ومایکرہ فیھا، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/ ۲۷، ۲۸)

پھر محقق حلبی نے اثنائے کلام میں دو علت باقی ائمہ تشبہ وتعظیم کی طرف بھی میل فرمایا یہاں تک کہ صورت تشبہ وشبہہ تعظیم کو موجب ٹھہرایا، اور بحر نے بدستور اتباع کیا،

وھذا نص الحلیة بعد ماقدمنا عنھا وذکر الاحادیث المخصصة. قال نعم علی ھذا یقال ینبغی ان لاتکرہ الصلٰوة علی بساط فیه صورة وان کانت فی موضع السجود لان ذٰلك لیس بمانع من دخول الملئکة کما ←

....

افادتہ ھذہ النصوص ا؎، فان قلت الکراھۃ فی ھذہ الصورۃ انما ھی معللۃ بالتشبہ بعبادۃ الاصنام لاغیر قلت یمکن ان یقال وجود التشبہ المذکور فی ھذہ الصورۃ ممنوع فان عباد التماثیل والصور لایسجدون علیھا وانما ینصبونھا ویتوجھون الیھا بل الذی ینبغی ان یکرہ علی ھذا ما اذا کانت الصورۃ امامہ لافی موضع سجودہ اللھم الا ان یقال انھا اذاکانت امامہ فی موضع سجودہ تکون فی الصلوۃ صورۃ الشبہ بالعبادۃ لھا فی حالۃ القیام والرکوع ثم فی حالۃ السجود علیھا ان لم یوجد التشبہ بعبادتھا فھو لایعری عن نوع شبہ بتعظیم الصور لان ذلک یشبہ فی صورۃ الخضوع لھا وتقبیلھا ولاباس بھذا التوجیہ وان لم یذکروہ۔

حلیہ کی یہ تصریح، اس کے بعد سے جو کچھ ہم اس کے حوالہ سے پہلے بیان کر آئے ہیں اور بعد ذکر فرمانے احادیث مخصصہ کے فرمایا چنانچہ اس نے کہا کہ ہاں اس روش پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ پھر تو مناسب ہے کہ نماز ایسے بچھونے پر مکروہ نہ ہو کہ جس میں تصویر ہو اگرچہ وہ جائے سجدہ میں ہو کیونکہ یہ دخول ملائکہ سے مانع نہیں جیسا کہ ان نصوص نے افادہ بخشا۔ اگر کہا جائے کہ اس صورت میں کراہت معللہ کی علت صرف تشبہ عبادت اصنام ہے اور کچھ نہیں۔ میں کہتا ہوں ممکن ہے یہ کہا جائے کہ اس صورت میں تشبہ مذکور کا پایا جانا ممنوع (غیر مسلم) ہے اس لئے کہ مورتیوں اور تصویروں کے پجاری ان پر سجدہ نہیں کرتے بلکہ انہیں کھڑا کر کے ان کی طرف متوجہ رہتے ہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس صورت میں کراہت اس وقت ہو کہ جب تصویر اس کے آگے ہو نہ کہ اس کے محل سجدہ میں ہو۔ اے اللہ! تیری ہی نصرت سے یہ کہا جائے کہ جب تصویر اس کے آگے اس کی جائے سجدہ میں ہو تو پھر نماز میں بحالت قیام اور رکوع تشبہ عبادت صورتاً پایا جائے گا، پھر تصویر پر سجدہ کرنے کی صورت میں اگرچہ تصویر کے لئے تشبہ عبادت نہ پایا جائے گا تاہم یہ حال اس سے خالی نہ ہوگا کہ اس میں تعظیم تصویر کا ایک نوع شبہ ہوگا، کیونکہ یہ صورت تصویر کے لئے عاجزی اور اس کی بوسہ زنی کے مشابہ ہوگی اور اس توجیہ کے ذکر کرنے میں کچھ حرج نہیں اگرچہ ائمہ کرام نے اسے ذکر نہیں فرمایا۔ (ا؎ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

علامہ شامی نے تشبہ و تعظیم دو علتیں رکھیں اور امتناع ملائکہ سے تعلیل کو نامناسب ٹھہرایا اولاً باتباع ہدایہ وغیرہا فرمایا: علۃ کراھۃ الصلوۃ بھا التشبہ ا؎، تصویر کے ساتھ نماز پڑھنے کی کراہت کی علت تشبہ عبادت ہے۔

(ا؎ ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵)

پھر چند قول کے بعد لکھا: قد ظھر من ھذا ان علۃ الکراھۃ فی المسائل کلھا اما التعظیم او التشبہ علی خلاف ماياتی ۲؎۔ اس سے یہ ظاہر اور واضح ہوا کہ ان تمام مسائل میں کراہت کی علت دو چیزوں میں سے ایک چیز ہے۔

(۱) تعظیم

(۲) یا تشبہ عبادت۔ اس کے خلاف ہے جو کچھ آگے آئے گا۔

(۲؎ ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵)

پھر ایک صفحہ کے بعد کلام مذکور حلیہ و بحر تلخیص کرکے فرمایا: اقول: الذی یظھر من کلامھم ان العلۃ اما التعظیم او ←

مسئلہ ۲۰: اگر ہاتھ میں یا اور کسی جگہ بدن پر تصویر ہو، مگر کپڑوں سے چھپی ہو، یا انگوٹھی پر چھوٹی تصویر منقوش ہو،

التشبه كما قدمناه والتعظيم اعم كما لو كانت عن يمينه او يساره او موضع سجود فانه لاتشبه فيها بل فيها تعظيم، وما كان فيه تعظيم وتشبه فهو اشد كراهة، وخبر جبريل عليه الصلوة والسلام معلول بالتعظيم بدليل الحديث الأخر وغيره فعدم دخول الملئكة انما هو حيث كانت الصورة معظمة وتعليل كراهة الصلوة بالتعظيم اولى من التعليل بعدم الدخول لان التعظيم قد يكون عارضا لان الصورة اذا كانت على بساط مفروش تكون مهانة لاتمنع من الدخول ومع هذا لو صلى على ذلك البساط وسجد عليها تكره لان فعله ذلك تعظيم لها والظاهر ان الملئكة لاتمنع من الدخول بذلك الفعل العارض[۱]۔

میں کہتا ہوں جو کچھ ان کے (ائمہ کرام کے) کلام سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کراہت کی علت تعظیم یا تشبہ ہے، جیسا کہ ہم نے اس کو پہلے بیان کر دیا ہے، اور تعظیم زیادہ عام ہے جیسا کہ اگر تصویر اس کی دائیں یا بائیں طرف ہو یا اس کے محل سجدہ میں ہو (تو تعظیم پائی جائے گی) کیونکہ ان صورتوں میں تشبہ عبادت نہیں بلکہ ان میں صرف تعظیم ہے، لیکن جس صورت میں تعظیم اور تشبہ دونوں ہوں تو پھر اس میں شدید تر کراہت ہوگی، اور حضرت جبریل علیہ السلام کی خبر معلول بالتعظیم ہے اس کی دلیل دوسری حدیث وغیرہ ہے اور فرشتوں کا داخل نہ ہونا وہاں ہے جہاں تصویر تعظیم سے رکھی ہو، اور نماز کے مکروہ ہونے کی تعلیل تعظیم کو قرار دینا عدم دخول ملائکہ کو تعلیل قرار دینے سے کہیں بہتر ہے کیونکہ تعظیم کبھی عارضی ہوتی ہے مثلاً تصویر کسی بچھے ہوئے بچھونے پر تذلیل سے پڑی ہو تو پھر یہ دخول ملائکہ سے مانع نہ ہوگی۔ اس کے باوجود اگر اس بچھونے پر نماز پڑھے اور اس تصویر پر سجدہ کرے تو کراہت ہوگی، کیونکہ اس کا یہ فعل تصویر کی تعظیم ہے، اور ظاہر ہے کہ اس عارضی فعل کی وجہ سے فرشتے وہاں جانے سے نہیں رکتے۔

(۱۔ ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/۴۳۶)

عجب یہ کہ علامہ قوام کاکی نے درایہ میں بعض صورتیں تعظیم و تشبہ دونوں منتفی مان کر کراہت ثابت مانی۔

درمختار میں ہے:

اختلف فی ما اذا كان التمثال خلفه والاظهر الكراهة[۲]۔

اس میں اختلاف کیا گیا جبکہ تصویر پیٹھ پیچھے ہو، زیادہ ظاہر یہ ہے کہ کراہت ہوگی الخ

(۲۔ درمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۹۲)

ردالمحتار میں ہے:

لكنها فيه ايسر لانه لاتعظيم فيه ولاتشبه معراج[۳]۔

لیکن کراہت اس میں زیادہ آسان ہے کیونکہ اس میں نہ تو تعظیم ہے اور نہ تشبہ ہے، معراج۔

(۳۔ ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱/۴۳۵)

علامہ شامی نے اس نفی کی یہ توجیہ کی:

←

یا آگے، پیچھے، دہنے، بائیں، اوپر، نیچے کسی جگہ چھوٹی تصویر ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضا کی تفصیل نہ دکھائی دے، یا پاؤں کے نیچے، یا بیٹھنے کی جگہ ہو، تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں۔(26)

مسئلہ ۲۱: تصویر سر بریدہ یا جس کا چہرہ مٹا دیا ہو، مثلاً کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر ہو تو اس پر روشنائی پھیر دی ہو یا اس کے سر یا چہرے کو کھرچ ڈالا یا دھو ڈالا ہو، کراہت نہیں۔(27)

مسئلہ ۲۲: اگر تصویر کا سر کاٹا ہو مگر سر اپنی جگہ پر لگا ہوا ہے ہنوز (ابھی تک) جدا نہ ہوا، تو بھی کراہت ہے۔ مثلاً کپڑے پر تصویر تھی، اس کی گردن پر سلائی کر دی کہ مثل طوق کے بن گئی۔(28)

مسئلہ ۲۳: مٹانے میں صرف چہرہ کا مٹانا کراہت سے بچنے کے لیے کافی ہے، اگر آنکھ یا بھوں، ہاتھ، پاؤں جُدا کر لیے گئے تو اس سے کراہت دفع نہ ہوگی۔(29)

مسئلہ ۲۴: تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو، تو نماز میں کراہت نہیں۔(30)

قلت وکان عدم التعظیم فی التی خلفه وان کانت علی حائط اوستران فی استدبارها استهانة لها فیعارض مافی تعلیقها من التعظیم بخلاف ما علی بساط مفروش ولم یسجد علیها فانها مستهانة من کل وجه ۱۔

میں کہتا ہوں اگر تصویر پیٹھ پیچھے ہو تو گویا اس کی کوئی تعظیم نہیں اگرچہ دیوار یا پردے پر ہو اس لئے کہ اسے پیٹھ پیچھے رکھنے میں اس کی توہین وتذلیل ہے، اور تصویر لٹکانے میں جو اس کی تعظیم ہے وہ اس کے معارض ہے بخلاف اس صورت کے تصویر بچھائے گئے بچھونے پر ہو لیکن اس پر سجدہ نہ کرے پھر وہ تو بہر وجہ ذلیل وخوار ہے۔

(۱۔ ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵)

اقول: (میں کہتا ہوں) اور عجب تر یہ کہ باوصف انتفائے وصفین اثبات کراہت کی یہ توجیہ فرما کر اس کے متصل ہی وہ لکھا کہ:

قدظهر من هذا ان علة الکراهة فی المسائل کلها التعظیم اوالتشبه وهل هو الاتفریع علی النقض ۲۔

(۲۔ ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵)

اس میں اختلاف کیا گیا جبکہ تصویر پیٹھ پیچھے ہو (کہ اس کا حکم کیا ہے) پس زیادہ ظاہر یہ ہے کہ کراہت ہوگی بیشک اس سے واضح ہوا کہ ان مسائل میں کراہت کی علت تعظیم یا تشبہ ہے، اور یہ تو نہیں مگر تفریع بر نقض۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۵۹۴۔۶۰۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(26) المرجع السابق

(27) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۴

(28) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۴

(29) المرجع السابق

(30) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ج ۲، ص ۵۰۴

مسئلہ ۲۵: تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے اور اس پر کوئی دوسرا کپڑا اور پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی، تو اب نماز مکروہ نہ ہوگی (31)۔

مسئلہ ۲۶: یوں تو تصویر جب چھوٹی نہ ہو اور موضع اہانت (ذلت کی جگہ) میں نہ ہو، اس پر پردہ نہ ہو، تو ہر حالت میں اس کے سبب نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے، مگر سب سے بڑھ کر کراہت اس صورت میں ہے، جب تصویر مصلّی کے آگے قبلہ کو ہو، پھر وہ کہ سر کے اوپر ہو، اس کے بعد وہ کہ داہنے بائیں دیوار پر ہو، پھر وہ کہ پیچھے ہو دیوار یا پردہ پر۔(32)

مسئلہ ۲۷: یہ احکام تو نماز کے ہیں، رہا تصویروں کا رکھنا اس کی نسبت صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ جس گھر میں کتا ہو یا تصویر، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔(33) یعنی جب کہ توہین کے ساتھ نہ ہوں اور نہ اتنی چھوٹی تصویریں ہوں۔

(31) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیہا، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۴

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۱۰۷
وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیہا، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج ۲، ص ۵۰۳

(33) صحیح البخاري، کتاب المغازي، الحدیث: ۴۰۰۲، ج ۳، ص ۱۹

ذی رُوح کی تصویر بنانا

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ۝ (پ ۲۲، الاحزاب: ۵۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عکرمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: ''اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو (جانداروں کی) تصویریں بناتے ہیں۔''
(تفسیر الطبری، پ ۲۲، الاحزاب، تحت الآیۃ ۵۷، الحدیث: ۲۸۶۳۹، ج ۱۰، ص ۳۳۰، ملخصاً)

{1}......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو لوگ یہ (جانداروں کی) تصویریں بناتے ہیں، قیامت کے دن انہیں عذاب دیا جائے گا، ان سے کہا جائے گا: جن تصاویر کو تم نے بنایا ان میں جان ڈالو۔'' (اور وہ ایسا نہ کر سکیں گے) (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ، الحدیث: ۵۹۵۱، ص ۵۰۴)

{2}......ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیب لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک سفر (یعنی غزوۂ تبوک) سے واپس تشریف لائے جبکہ میں نے روشن دان پر پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں ←

....

تصویریں تھیں۔ جب مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے دیکھا تو چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا اور ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں قیامت کے دن وہ لوگ سب سے سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تخلیق کی مشابہت کرتے ہیں۔'' ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہا فرماتی ہیں: ''ہم نے اسے کاٹ کر ایک یا دو تکیے بنا لئے۔'' (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما وطیٔ من التصاویر، الحدیث: ۵۹۵۴، ص ۵۰۵) (صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر......الخ، الحدیث: ۵۵۲۸، ص ۱۰۵۵)

{3}......صحیحین (یعنی بخاری و مسلم) کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''(ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں:) نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے پاس تشریف لائے تو میرے گھر میں تصویروں والا ایک پردہ (لٹکا ہوا) تھا، (اسے دیکھ کر) آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے پکڑ کر پھاڑ دیا اور ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن وہ لوگ سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے جو یہ (جانداروں کی) تصویریں بناتے ہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من الغضب والشدۃ لامر اللہ تعالی، الحدیث: ۶۱۰۹، ص ۵۱۵)

{4}......ایک اور روایت میں ہے کہ ''ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصاویر تھیں۔ جب سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے دیکھا تو دروازے پر ہی ٹھہر گئے اور اندر تشریف نہ لائے۔ (اُم المؤمنین رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہا فرماتی ہیں:) میں نے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ انور پر ناپسندیدگی کے آثار محسوس کئے تو عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے؟'' تو شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تکیہ کیسا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''میں نے اسے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بیٹھنے اور ٹیک لگانے کے لئے خریدا ہے۔'' تو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جن تصاویر کو تم نے بنایا ان میں جان ڈالو۔'' پھر مزید ارشاد فرمایا: ''جس گھر میں تصاویر ہوتی ہیں اس میں (رحمت) کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب التجارۃ فیما یکرہ لبسہ للرجال والنساء، الحدیث ۲۱۰۵، ص ۱۶۴)

{5}......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں یہ تصویریں بناتا ہوں، مجھے اس کے بارے میں فتویٰ دیجئے۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میرے قریب آؤ۔'' وہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قریب ہوا، پھر فرمایا: ''میرے قریب آؤ۔'' چنانچہ وہ اور قریب ہو گیا یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا اور ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس بات سے آگاہ نہ کروں جو میں نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہے؟ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''ہر مصور جہنمی ہے، اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے ایک جسم بنایا جائے گا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔'' اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر تجھے تصویریں بنانی ہی ہیں تو درختوں ←

....

اور بے جان چیزوں کی بنایا کرو۔'' (صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان......الخ، الحدیث: ۵۵۴۰، ص ۱۰۵۶)

{6}......ایک روایت میں ہے کہ ''اس نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے عرض کی: ''میرا ذریعہ معاش اپنے ہاتھ کی کاریگری ہے اور میں (جانداروں کی) تصویریں بناتا ہوں (اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟)۔'' تو حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں وہی بات بتاؤں گا جو میں نے سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنی ہے کہ ''جس نے کوئی تصویر بنائی تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اسے اس وقت تک عذاب دیتا رہے گا جب تک کہ وہ اس میں روح نہ پھونک دے اور وہ اس میں کبھی بھی روح نہ پھونک سکے گا۔'' اس پر وہ شخص (غصے یا تکبر کی وجہ سے) سخت ناراض ہو گیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ''افسوس ہے تجھ پر، اگر تجھے یہ کام کرنا ہی ہے تو درخت یا غیر ذی روح کی تصاویر بنایا کر۔''

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع التصاویر التی لیس فیھا روح، الحدیث: ۲۲۲۵، ص ۱۷۲)

{7}......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان ۷ ۵۵۳، ص ۱۰۵۶۔۔۔۔۔الخ)

{8}......حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو میری تخلیق کی طرح پیدا کرنا چاہتا ہے، تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ ایک ذرہ پیدا کر کے دکھائیں یا ایک دانہ بنا دیں یا ایک جو ہی پیدا کر کے دکھا دیں۔'' (یقیناً وہ ایسا نہیں کر سکتے)۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان......الخ، الحدیث: ۵۵۴۳، ص ۱۰۵۶)

{9}......حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن ظاہر ہو گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گی، دو کان ہوں گے جن سے وہ سنے گی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولے گی اور کہے گی: ''میں تین آدمیوں پر مسلط کی گئی ہوں: (۱)......جس نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ کوئی شریک ٹھہرایا (۲)......ہر سرکش ظالم اور (۳)......تصویریں بنانے والے۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفۃ جھنم، باب ماجاء فی صفۃ النار، الحدیث: ۲۵۷۴، ص ۱۹۱۱، ''جعل'' بدلہ ''دعا'')

{10}......حضرت سیِّدُنا عمران بن حصین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''خبردار! میں تجھے ایسے کام کے لئے بھیجوں گا جس کے لئے خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے بھیجا تھا کہ ہر تصویر مٹا دو اور ہر اونچی قبر کو برابر کر دو۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الامر بتسویۃ القبر، الحدیث: ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ص ۸۳۰، عن ابی الھیّاج)

مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''خیال رہے کہ یہاں قبروں سے یہود و نصاریٰ کی قبریں ←

....

مراد ہیں نہ کہ مسلمانوں کی۔'' مزید تفصیل کے لئے مطالعہ کیجئے! (مراۃ المناجیح، ج۲، ص۴۸۸، مطبوعہ: ضیاء القرآن)

{11}......امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ ''سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک جنازہ میں شریک تھے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جو مدینہ جائے اور ہر بت توڑ دے، ہر قبر برابر کر دے اور ہر تصویر مٹا دے۔'' تو ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں (جاتا ہوں)۔'' راوی فرماتے ہیں کہ اس نے اہلِ مدینہ کو ہیبت زدہ کر دیا۔ وہ شخص گیا اور واپس آ کر عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے تمام بت توڑ دیئے، ہر قبر کو برابر کر دیا اور ہر تصویر کو مٹا دیا ہے۔'' اس کے بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آئندہ جس نے ان میں سے کوئی کام کیا اس نے محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر نازل کردہ (شریعت) کا انکار کیا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث......۶۵۷، ج۱، ص۱۸۸)

{12}......سیّد عالم، نورِ مجسّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔'' (صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان......الخ، الحدیث: ۵۵۱۴، ص۱۰۵۴)

ایک روایت میں وَلَا صُوْرَۃٌ کی جگہ وَلَا تَمَاثِیْلُ (یعنی مجسمے) ہے۔ (المرجع السابق، الحدیث: ۵۵۱۹، ص۱۰۵۵)

{13}......مروی ہے کہ ایک بار حضرت سیّدنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا لیکن تاخیر ہو گئی یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر یہ بات شاق گزری۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (گھر سے) باہر تشریف لائے تو حضرت سیّدنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے ملاقات ہوئی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے استفسار فرمانے پر حضرت سیّدنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''ہم (یعنی فرشتے) ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا یا تصویر ہو۔'' (اس دن کتے کا ایک پلا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تخت مبارک کے نیچے آ کر بیٹھ گیا تھا۔ مسلم)۔'' (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لاتدخل الملائکۃ......الخ، الحدیث: ۵۹۶۰، ص۵۰۵)

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر......الخ، الحدیث: ۵۵۱۱، ص۱۰۵۴۔)

{14}......حضور نبی مُکَرَّم، نورِ مجسّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظّم ہے: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر، جنبی (یعنی جس پر غسل فرض ہو) یا کتا ہو۔'' (سنن ابی داود، کتاب الطہارۃ، باب الجنب یؤخر الغسل، الحدیث: ۲۲۷، ص۱۲۳۸)

{15}......حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک مرتبہ میرے پاس حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور عرض کی: ''میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس گزشتہ رات حاضر ہوا تھا لیکن دروازے پر تصویروں کی وجہ سے داخل نہ ہوا۔ گھر میں نقش و نگار والا پردہ اور ایک کتا بھی تھا لہٰذا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گھر میں موجود تصاویر کے سر کو کاٹنے کا حکم دیجئے تاکہ وہ درخت کی طرح ہو جائیں، پھر پردے کے بارے میں یہ حکم ارشاد فرمائیے کہ اسے کاٹ کر دو تکیے بنا لئے جائیں جو روندے جاتے رہیں اور کتے کو (گھر سے) نکالنے کا حکم فرمائیے۔''

(سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی الصور، الحدیث: ۴۱۵۸، ص۱۵۲۶) ←

{16} ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیع اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(ایک دفعہ) میرے پاس حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور عرض کی: ''میں رات کو بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوا تھا لیکن گھر کے دروازے پر کسی انسان کی تصاویر کی وجہ سے میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس نہ آیا اور گھر میں ایک نقش ونگار والا رنگین کپڑا اور ایک کتا بھی تھا۔ لہٰذا دروازے پر جو تصویریں ہیں ان کے سروں کو کاٹنے کا حکم فرمایئے تاکہ وہ درخت کی طرح ہو جائیں اور پردے کے متعلق حکم فرمایئے کہ اسے کاٹ کر دو گدے بنا لئے جائیں تاکہ وہ (تصویریں) پیروں سے روندی جائیں اور کتے کو بھی باہر نکالنے کا حکم دیجئے۔'' پس حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسا ہی کیا۔ وہ پلا (یعنی کتے کا بچہ) حضرت سیّدنا امام حسن یا سیّدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا تھا جو آپ کے تخت کے نیچے (بیٹھ گیا) تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر اسے نکال دیا گیا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء أن الملائکۃ لاتدخل بیتا۔ الخ، الحدیث: ۲۸۰۶، ص ۱۹۳۳)

{17}.....حضرت سیّدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ''میں حضور نبی کریم، رء وف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا جبکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر رنج وغم کے آثار نمودار تھے۔ میں نے وجہ دریافت کی تو ارشاد فرمایا: ''3 دن سے میرے پاس حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نہیں آئے۔'' اچانک آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کتے کا بچہ اپنے سامنے بیٹھے دیکھا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر اسے مار دیا گیا۔ حضرت سیّدنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ عالیشان میں حاضر ہوئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبسم فرمایا اور دریافت فرمایا: ''آپ میرے پاس کیوں نہیں آئے؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''ہم (یعنی رحمت کے فرشتے) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویریں ہوں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث اسامۃ بن زید، الحدیث: ۲۱۸۳۱، ج۸، ص ۱۸۰، بتغیر)

{18}.....ام المؤمنین حضرت سیّدتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حضرت سیّدنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے ایک مخصوص وقت حاضر ہونے کا وعدہ کیا۔ جب وہ لمحہ آیا تو حضرت سیّدنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام حاضر نہ ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ارشاد فرماتی ہیں: ''دافعِ رنج وملال، صاحبِ جُودونوال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھ میں ایک عصا مبارک تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے اسے پھینک دیا کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وعدہ خلافی نہیں کرتے۔'' پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم متوجہ ہوئے تو ایک کتے کا پلا چارپائی کے نیچے دیکھ کر دریافت فرمایا: ''یہ کتا کب سے آیا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے نہیں معلوم۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم دیا تو میں نے اسے باہر نکال دیا۔ پھر حضرت سیّدنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے دریافت فرمایا: ''آپ نے مجھ سے وعدہ کیا، میں آپ کے لئے بیٹھا رہا لیکن آپ نہیں آئے۔'' تو حضرت سیّدنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''میں گھر میں موجود کتے کی وجہ سے حاضر نہ ہوا، ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم تصویر.....الخ، الحدیث: ۵۵۱۱، ص ۱۰۵۴، بتغیر)

مسئلہ ۲۸: روپے اشرفی اور دیگر سکّے کی تصویریں بھی فرشتوں کے داخل ہونے سے مانع ہیں یا نہیں۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نہیں اور ہمارے علمائے کرام کے کلمات سے بھی یہی ظاہر ہے۔(34)

مسئلہ ۲۹: یہ احکام تو تصویر کے رکھنے میں ہیں کہ صورت اہانت وضرورت وغیرہا مستثنیٰ ہیں، رہا تصویر بنانا یا بنوانا، وہ بہرحال حرام ہے۔(35) خواہ دستی (ہاتھ کے ذریعہ) ہو یا عکسی (فوٹو)، دونوں کا ایک حکم ہے۔

---

(34) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج۲، ص۵۰۶

(35) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

شک نہیں کہ ذی روح کی تصویر کھینچنی بالاتفاق حرام ہے اگرچہ نصف اعلیٰ بلکہ صرف چہرہ کی ہی ہو کہ تصویر چہرہ کا نام ہے۔ امام طحطاوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح معانی الآثار میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی الصورۃ الرأس ا۔(سر کی تصویر کے لئے یہ حکم نہیں کیونکہ وہ جائز نہیں، اس لئے کہ تصویر چہرہ ہی کا نام ہے۔ ت) اگرچہ ان کے پاس رکھنے میں خلاف ہے اور صحیح ومعتمد یہ ہے کہ ان کا بھی رکھنا حرام ہے جیسا پوری تصویر کا مگر جبکہ اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے ہوکر دیکھنے سے اعضاء کی تفصیل نظر نہ آئے یا ذلت وخواری کی جگہ مثلاً فرش پا انداز میں ہو یا چہرہ بگاڑ دیں کاٹ دیں محو کریں کہ ان صورتوں میں پوری تصویر بھی رکھنی جائز ہے یا ضرورت ومجبوری ہو جیسے سکہ کی تصویریں، (ا۔ شرح معانی الآثار، کتاب الکراہیۃ باب التصاویر فی الثوب، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۲/ ۴۰۳)

اس کی کامل تحقیق ہمارے رسالہ عطایا القدیر فی حکم التصویر (اللہ تعالیٰ قدرت وطاقت رکھنے والے کی عطائیں تصویر کا حکم، بیان کرنے میں۔ ت) میں ہے اور ان صورتوں میں اگرچہ رکھنا جائز ہے کھینچنا ان کا بھی حرام ہے:

لاطلاق نصوص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی احادیث متواترۃ ثم اطلاق الائمۃ فی کتب متکاثرۃ۔
اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کے متعلق متواتر حدیثوں میں مطلق نصوص وارد ہوئیں، اور پھر ائمہ کرام نے متعدد کتابوں میں اس کو علی الاطلاق (بغیر کسی قید کے) ذکر فرمایا ہے۔

اور جس کا کھینچنا حرام ہے کھنچوانا بھی حرام ہے۔ شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے: ماحرم اخذہ حرم العطاؤہ ۲۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۳۔ جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ مدد نہ کیا کرو

(۲۔ الاشباہ والنظائر، الفن الاول القاعدۃ الرابعۃ عشر، ادارۃ القرآن کراچی، ۱/ ۱۸۹)(۳۔ القرآن الکریم ۵/ ۲)

وقال تعالیٰ کانوا لایتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون ا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو برا کام لوگ کیا کرتے ہیں اہل کتاب اس کے کرنے سے ایک دوسرے کو نہ روکتے، کتنا برا رویہ ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔

(ا۔ القرآن الکریم، ۵/ ۷۹)

مگر مواضع ضرورت مستثنیٰ رہتے ہیں، الضرورات تبیح المحظورات ۲۔ (ضرورتیں (مجبوریاں) ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں۔ ت) اور حرج بیّن وضرورت ومشقت شدیدہ کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے۔ (۲۔ الاشباہ والنظائر الفن الاول، القاعدۃ الخامسۃ، ۱/ ۱۱۸) ←

مسئلہ ۳۰: (۳۰) اُلٹا قرآن مجید پڑھنا، (۳۱) کسی واجب کو ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے، مثلاً رکوع و سجود میں

ماجعل علیکم فی الدین من حرج ۳؎ لاضرر ولاضرار ۴؎ یرید اللہ بکم الیسر ولایرید بکم العسر ۵؎
اللہ تعالٰی نے دین اسلام میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی، نہ تو کسی سے نقصان اٹھاؤ اور نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ اللہ تعالٰی تم پر آسانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ تمہیں کسی تنگی میں ڈالنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ (۳؎ القرآن الکریم، ۲۲ /۷۸) (۴؎ مسند امام احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ، المکتب الاسلامی بیروت، ۱/ ۳۱۳) (۵؎ القرآن الکریم، ۲ /۱۸۵)
ہاں مجرد تحصیل منفعت کے لئے کوئی ممنوع مباح نہیں ہوسکتا مثلاً جائز نوکری تیس روپیہ ماہوار کی ملتی ہو اور ناجائز ڈیڑھ سو روپیہ مہینہ کی تو اس ایک سو بیس روپے ماہانہ نفع کے لئے ناجائز کا اختیار حرام ہے۔

فتاوٰی امام قاضی خاں میں ہے:

رجل اٰخر نفسه من النصارٰی لضرب الناقوس کل یوم بخمسة دراھم ویعطی فی عمل اٰخر کل یوم درھم علیه ان یطلب الرزق من موضع اٰخر ۶؎۔
ایک شخص نے عیسائیوں کے ہاں اجرت پر بگل بجانے کی ملازمت اختیار کی اس شرط پر کہ اسے یومیہ پانچ درہم ملیں گے، اور کسی دوسرے (جائز کام پر) ہر روز اسے ایک درہم دیئے جانے کا وعدہ ہوا تو پھر اس پر لازم ہے کہ وہ دوسری جگہ رزق حلال تلاش کرے لہٰذا تھوڑی اجرت پر جائز کام کرے اور زیادہ پر حرام کام نہ کرے) (۶؎ فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ، مطبع نولکشور دہلی، ۴/ ۷۸۰)
اس سوال کے ورود پر ہم نے ایک رسالہ جلی النص فی اماکن الرخص (۱۳۳۷ھ) (مقامات رخصت میں واضح اور ظاہر نص کا بیان۔ت) تحقیقات جلیلہ پر مشتمل لکھا ان تمام مباحث کی تنقیح و تشریح اس میں ہے تصویر کھنچوانے میں معصیت بوجہ اعانت معصیت ہے پھر اگر بخوشی ہو تو بلاشبہ خود کھینچے ہی کی مثل ہے یونہی اگر اسے کھنچوانا مقصود نہیں بلکہ دوسرا مقصد مباح مثلاً کوئی جائز سفر، مگر قانوناً تصویر دینی ہوگی تو اگر وہ مقصد ضرورت و حاجت صحیحہ موجب حرام وضرورت مشقت شدیدہ تک نہ پہنچا جب بھی ناجائز کہ منفعت کے لئے ناجائز جائز نہیں ہوسکتا، اور اگر یہ حالت ہے تو ایسی صورت میں فعل کی نسبت فاعل پر مقتصر رہتی ہے اور یہ اس نیت سے بری اور اپنے اوپر سے دفع حرج وضرر کا قاصد ہونے کے سبب لا تزر وازرة وزر اخرٰی ۱؎ (کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ت) اور انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء مانوی ۲؎ (یاد رکھو اعمال کا دارومدار ارادوں پر ہے اور ہر آدمی کے لئے وہی کچھ ہے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔ت) کا فائدہ پاتا ہے۔ (۱؎ القرآن الکریم، ۶/ ۱۶۴)

(۲؎ صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحی الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۲)

فتح القدیر میں ہے:

ما ذکر انه لایتوصل الی الحج الا بارشائهم فتکون الطاعة سبب المعصیة فیه نظر بل الاثم فی مثله علی الاخذ لا المعطی علی ما عرف من تقسیم الرشوة فی کتاب القضاء ۳؎۔
جو کچھ ذکر کیا گیا یہ ہے کہ ادائیگی حج کا سوائے رشوت دینے کے اور کوئی ذریعہ نہیں، تو پھر (اس صورت میں) طاعت گناہ کا سبب ←

پیٹھ سیدھی نہ کرنا، یوہیں قومہ اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ کو چلا جانا، (۳۲) قیام کے علاوہ اور کسی موقع پر

ہوجائے گی، اس پر اعتراض اور اشکال ہے وہ یہ ہے کہ اس نوع کے مسائل میں رشوت لینے والے کو گناہ ہوگا نہ کہ دینے والے کو جیسا کہ کتاب القضاء میں تقسیم رشوت کے عنوان سے معلوم ہوا۔

(۳۔ فتح القدیر، کتاب الحج مقدمۃ یکرہ الخروج الی الحج، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ۲/ ۳۲۹)

اہل وعیال کے پاس جانے یا انھیں لانے کی ضرورت ہے رؤف ورحیم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شریعت ہرگز یہ حکم نہ دے گی کہ تصویر لیں گے تم یہیں رہو اور انھیں سمندر پار پڑا رہنے دو کہ نہ تم ان کی موت وحیات میں شریک ہوسکو نہ وہ تمھاری، تجارت اگر پہلے سے وہاں تھی اور اب اسے قطع کر کے مال وہاں سے لانے کے لئے ایک بار جانا ہے اگر نہ جائے تو مال جائے تو یہ بھی صورت اجازت ہے کہ شرع میں مال شقیق نفس ہے۔

قال اللہ تعالٰی اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما ا۔

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) تمھارے وہ مال کہ جنھیں اللہ تعالٰی نے تمھارے ٹھہراؤ اور قیام کا ذریعہ بنایا ہے۔

(ا۔ القرآن الکریم ۴/ ۵)

اور اگر تجارت قائم رکھنے کو جانا ہے مگر ایک ہی بار کہ پھر وہیں توطن کا ارادہ ہے یا بارہا، مگر تصویر اول ہی بار لی جائے گی تو یہ بھی جواز میں ہے کہ ایک بار جانے سے چارہ نہیں، اور اگر ہر بار تصویر دینی ہوگی تو دو صورتیں ہیں: اول یہ کہ اس کے پاس ذریعہ رزق وہی تجارت ہے اور وہ تجارت وہیں چلتی ہیں، اگر یہاں مال آٹھالائے بیکار جائے یا نقصان شدید اٹھائے تو یہ پھر حرج وضرر کی صورت میں آگیا والحرج مدفوع، اور اگر اس کے قطع میں معتد بہ ضرر نہیں یا وہ تجارت یہاں بھی چلے گی اگر چہ نفع کم ملے گا تو صرف بغرض قطع ایک بار جانے کی اجازت ہے دوبارہ کی نہیں کہ منفعت کے لئے ناروا، روا کرنا ناروا، اعلائے کلمۃ اللہ میں تین صورتیں ہیں اگر کچھ کافروں نے وہاں سے اسے لکھا کہ ہم تمھارے ہی ہاتھ پر مسلمان ہوں گے آکر ہمیں مسلمان کرلو، تو لازم ہے کہ جائے کہ اس کے لئے فرض نماز کی نیت توڑ دینا واجب ہوتا ہے۔

حدیقہ ندیہ بحث آفات الید میں ہے:

وقال ذمی للمسلم اعرض علی الاسلام یقطع وان کان فی الفرض کذا فی خزانۃ الفتاوی ۲۔

اگر کسی ذمی کافر نے مسلمان سے کہا کہ مجھ پر اسلام پیش کیجئے، تو وہ فرض نماز کی نیت توڑ دے (اور پہلی فرصت میں اس کافر کو مسلمان کردے) خزانۃ الفتاوٰی میں یونہی مذکور ہے۔

(۲۔ الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ الصنف الخامس المکتبہ النوریۃ الرضویہ لاہور، ۲/ ۴۵۹)

یا وہاں کچھ کفار اسلام کی طرف مائل ہیں کوئی ہدایت کرنے والا ہو تو ظن غالب رہے کہ مسلمان ہوجائیں گے، اس صورت میں بھی اجازت ہوگی فان الظن الغالب ملتحق بالیقین (کیونکہ ظن غالب (یعنی غالب گمان) یقین کے ساتھ لاحق ہے۔ ت) بلکہ اس صورت میں بھی وجوب چاہئے کہ ایسی حالت میں تاخیر جائز نہیں، کیا معلوم کہ دیر میں شیطان راہ مار دے اور یہ مستعدی جاتی رہے اور یہاں یہ خیال نہیں ہوسکتا کہ کچھ میں ہی تو متعین نہیں کہ ہر ایک یہی خیال کرے تو کوئی نہ جائے گا اور اگر یہ بھی نہیں عام کفار کی سی حالت ہے تو ←

قرآن مجید پڑھنا، یا (۳۳) رکوع میں قراءت ختم کرنا، (۳۴) امام سے پہلے مقتدی کا رکوع وسجود وغیرہ میں جانا یا اس سے پہلے سر اٹھانا۔

مسئلہ ۳۱: (۳۵) صرف پاجامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھی اور کُرتا یا چادر موجود ہے، تو نماز مکروہ تحریمی ہے اور جو دوسرا کپڑا نہیں، تو معافی ہے۔ (36)

مسئلہ ۳۲: (۳۶) امام کو کسی آنے والے کی خاطر نماز کا طول دینا مکروہ تحریمی ہے، اگر اس کو پہچانتا ہو اور اس کی خاطر مدنظر ہو اور اگر نماز پر اس کی اعانت کے لیے بقدر ایک دو تسبیح کے طول دیا تو کراہت نہیں۔ (37) (۳۷) جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اللہ اکبر کہہ کر شامل ہو گیا، پھر صف میں داخل ہوا، یہ مکروہ تحریمی ہے۔ (38)

بحمد اللہ دعوت اسلام ایک ایک ذرہ زمین کو پہنچ چکی، ولہذا اب قتال کفار میں تقدیم دعوت صرف مستحب ہے۔

ہدایہ میں ہے:

یستحب ان یدعو من بلغتہ الدعوۃ مبالغۃ فی الانذار ولا یجب ذٰلک[۱]۔

جس شخص کو دعوت اسلام پہنچ گئی ہو تو اسے ڈراوے میں مبالغہ کرتے ہوئے دوبارہ اسلام کی دعوت دینا مستحب ہے لیکن واجب نہیں۔

([۱] الہدایہ کتاب السیر باب کیفیۃ القتال، المکتبۃ العربیہ کراچی، ۲/ ۵۴۰)

اب یہ صرف منفعت کے درجہ میں آ گیا اس کے لئے اجازت نہ چاہیے، ہاں اگر معلوم ہو کہ وہاں ہنوز دعوت اسلام پہنچی ہی نہیں تو تبلیغ واجب ہے یہ صورت دوم کی مثل ہو کہ اجازت میں رہے گا، ظاہر ہے کہ صورت سوال وہ نئی تازی حال کی صورت ہے کہ کتب میں ہونا درکنار اس سے پہلے کبھی سننے ہی میں نہیں آئی، فقیر نے جو کچھ ذکر کیا تفقہا ہے اور مولٰی تعالٰی سے امید صواب وثواب ہے،

فان اصبت فمن ربی ولہ الحمد وان اخطأت فمنی ومن الشیطان واللہ ورسولہ عنہ بریئان جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم. واللہ تعالٰی اعلم۔

اگر میں مصیب ہوا (مراد یہ کہ میں نے ٹھیک کہا) تو پھر یہ میرے پروردگار کی طرف سے ہے اور اگر میں خطا کار رہا تو پھر یہ میرا قصور اور شیطان کا وسوسہ ہے لہذا اللہ تعالٰی اور اس کا محبوب رسول دونوں اس سے بری الذمہ ہیں، اللہ تعالٰی بڑی شان والا اور بلند مرتبہ ہے۔ رسول گرامی پر اللہ تعالٰی کی رحمت اور سلام ہو، اور اللہ سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۱، ص ۱۹۶ـ ۲۰۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۶،
وغنیۃ المتملي، کراھیۃ الصلاۃ، ص۳۴۸

(37) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸

مسئلہ ۳۳: (۳۸) زمین مغصوب (39)، یا (۳۹) پرائے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا جُتے ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، (۴۰) قبر کا سامنے ہونا، اگر مصلّی و قبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ (40)

مسئلہ ۳۴: (۴۱) کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہیں اور ظاہر کراہت تحریم۔ (41) بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے۔ (42)

مسئلہ ۳۵: (۴۲) اُلٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ظاہر تحریم۔ (۴۳) یوہیں انگرکھے کے بند نہ باندھنا اور اچکن وغیرہ کے بٹن نہ لگانا، اگر اس کے نیچے کرتا وغیرہ نہیں اور سینہ کھلا رہا تو ظاہر کراہت تحریم ہے اور نیچے کرتا وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی۔ یہاں تک تو وہ مکروہات بیان ہوئے جن کا مکروہ تحریمی ہونا کتب معتبرہ میں مذکور ہے، بلکہ اسی پر اعتماد کیا ہے، اب بعض دیگر مکروہات بیان کیے جاتے ہیں کہ ان میں اکثر کا مکروہ تنزیہی ہونا مصرح ہے اور بعض میں اختلاف ہے، مگر راجح تنزیہی ہے۔ (۱) سجدہ یا رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم کہنا، حدیث میں اسی کو مرغ کی سی ٹھونگ مارنا فرمایا، ہاں تنگی وقت یا ریل چلے جانے کے خوف سے ہو تو حرج نہیں اور اگر مقتدی تین تسبیحیں نہ کہنے پایا تھا کہ امام نے سر اٹھالیا تو امام کا ساتھ دے۔

مسئلہ ۳۶: (۲) کام کاج کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے، جب کہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں ورنہ کراہت نہیں (43)۔

مسئلہ ۳۷: (۳) مونھ میں کوئی چیز لیے ہوئے نماز پڑھنا پڑھانا مکروہ ہے جب کہ قراءت سے مانع نہ ہو اور اگر مانع قراءت ہو، مثلاً آواز ہی نہ نکلے یا اس قسم کے الفاظ نکلیں کہ قرآن کے نہ ہوں، تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ (44)

مسئلہ ۳۸: (۴) سُستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو، مکروہ تنزیہی ہے اور اگر تحقیر نماز مقصود ہے، مثلاً نماز کوئی ایسی مہتم بالشان (اہم) چیز نہیں جس کے لیے ٹوپی، عمامہ پہنا جائے تو یہ کفر

---

(39) یعنی ایسی زمین جس پر ناجائز قبضہ کیا ہو۔

(40) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۵۴۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد وقبلۃ... إلخ، ج۵، ص۳۱۹

(41) البحر الرائق، کتاب الدعوی، ج۷، ص۳۶۴

(42) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب تکرہ الصلاۃ فی الکنیسۃ، ج۲، ص۵۳

(43) شرح الوقایۃ، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، ج۱، ص۱۹۸

(44) الدر المختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب فی الکراہۃ التحریمیۃ والتنزیھیۃ، ج۲، ص۴۹۱

ہے اور خشوع خضوع کے لیے سر برہنہ پڑھی، تو مستحب ہے۔(45)

مسئلہ ۳۹: نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اٹھا لینا افضل ہے، جب کہ عمل کثیر کی حاجت نہ پڑے، ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے، تو چھوڑ دے اور نہ اٹھانے سے خضوع مقصود ہو، تو نہ اٹھانا افضل ہے۔(46)

مسئلہ ۴۰: (۵) پیشانی سے خاک یا گھاس چھڑانا مکروہ ہے، جب کہ ان کی وجہ سے نماز میں تشویش نہ ہو اور تکبر مقصود ہو تو کراہت تحریمی ہے اور اگر تکلیف دہ ہوں یا خیال بٹتا ہو تو حرج نہیں اور نماز کے بعد چھڑانے میں تو مطلقاً مضایقہ نہیں بلکہ چاہیے، تاکہ ریا نہ آنے پائے۔(47)

مسئلہ ۴۱: یوہیں حاجت کے وقت پیشانی سے پسینہ پوچھنا، بلکہ ہر وہ عمل قلیل کہ مصلّی کے لیے مفید ہو جائز ہے اور جو مفید نہ ہو، مکروہ ہے۔(48)

مسئلہ ۴۲: نماز میں ناک سے پانی بہا اس کو پونچھ لینا، زمین پر گرنے سے بہتر ہے اور اگر مسجد میں ہے تو ضرور ہے۔(49)

مسئلہ ۴۳: (۶) نماز میں اُنگلیوں پر آیتوں اور سورتوں اور تسبیحات کا گننا مکروہ ہے، نماز فرض ہو خواہ نفل اور دل میں شمار رکھنا یا پوروں کو دبانے سے تعداد محفوظ رکھنا اور سب اُنگلیاں بطورِ مسنون اپنی جگہ پر ہوں، اس میں کچھ حرج نہیں، مگر خلافِ اَولیٰ ہے کہ دل دوسری طرف متوجہ ہوگا اور زبان سے گننا مفسد نماز ہے۔(50)

مسئلہ ۴۴: نماز کے علاوہ انگلیوں پر شمار کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ بعض احادیث میں عقدِ انامل (انگلیوں پر گننے) کا حکم ہے اور یہ کہ اُنگلیوں سے سوال ہوگا اور وہ بولیں گی۔(51)

مسئلہ ۴۵: تسبیح رکھنے میں حرج نہیں، جب کہ ریا کے لیے نہ ہو۔(52)

---

(45) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب في الکراہۃ التحریمیۃ والتنزیھیۃ، ج۲، ص۴۹۱

(46) المرجع السابق

(47) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۵

(48) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۵

(49) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۵، وغیرہ۔

(50) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج۲، ص۵۰۷، وغیرہ۔

(51) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج۲، ص۵۰۷

(52) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب الکلام علی اتخاذ المسبحۃ، ج۲، ص۵۰۸

مسئلہ ۴۶: (۷) ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا، مکروہ ہے۔ (53)

مسئلہ ۴۷: (۸) نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے اور عذر ہو تو حرج نہیں اور علاوہ نماز کے اس نشست میں کوئی حرج نہیں۔ (54)

مسئلہ ۴۸: (۹) دامن یا آستین سے اپنے کو ہوا پہنچانا مکروہ ہے۔ (55) جب کہ دو ایک بار ہو۔ (56) یہ اس قول کی بنا پر کہ ایک رکن میں تین بار حرکت کو مفسد نماز کہا اور پنکھا جھلنا مفسد نماز ہے کہ دور سے دیکھنے والا سمجھے گا کہ نماز میں نہیں (57)۔

مسئلہ ۴۹: (۱۰) اسبال یعنی کپڑا حد معتاد سے بافراط دراز رکھنا منع ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز پڑھو تو لٹکتے کپڑے کو اٹھا لو کہ اس میں سے جو شے زمین کو پہنچے گی، وہ نار میں ہے۔ (58) اس حدیث کو

---

(53) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، ج۲،ص۴۹۷

(54) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، ج۲،ص۴۹۸

(55) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱،ص۱۰۷

(56) مراقي الفلاح، کتاب الصلاۃ، فصل في مکروہات الصلاۃ، ص۸۰

(57) حاشیۃ الطحطاوي علی مراقي الفلاح، کتاب الصلاۃ، فصل في المکروہات، ص۱۹۴

(58) المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۶۷۷، ج۱۱، ص۲۰۸

پائچوں کا کعبین سے نیچا ہونا جسے عربی میں اسبال کہتے ہیں اگر براہ عجب وتکبر ہے تو قطعاً ممنوع وحرام ہے اور اس پر وعید شدید وارد۔

اخرج الامام الھمام محمد بن اسمٰعیل البخاری فی صحیحہ قال حدثنا عبداللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لاینظر اللہ یوم القیمۃ الی من جر ازارہ بطرا ۱؎ قلت وبنحوہ روی ابوداؤد ابن ماجۃ من حدیث ابی سعید الخدری فی حدیث عبداللہ بن عمر انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من جر ثوبہ مخیلۃ لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ ۲؎ الحدیث واخرج الامام العلام مسلم بن الحجاج القشیری فی صحیحہ قال حدثنا یحیی بن یحیی قال قرأت علی مالک عن نافع وعبداللہ بن دینار وزید بن اسلم کلھم یخبرہ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لاینظر اللہ الی من جر ثوبہ خیلا ۳؎ قلت وبمثلہ روی البخاری والنسائی والترمذی فی صحاحہم بالاسانید المختلفۃ والالفاظ المتقاربۃ۔

امام ہمام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں تخریج فرمائی اور فرمایا ہم سے عبداللہ ابن یوسف نے بیان کیا اس نے کہا کہ ہمیں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بتایا انھوں نے ابوالزناد سے اس نے اعرج سے اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ←

بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ دامنوں اور پائچوں میں اسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور آستینوں میں انگلیوں سے نیچے اور عمامہ میں یہ کہ بیٹھنے میں دبے۔

روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص پر نظر شفقت نہیں فرمائے گا جس نے از راہ تکبر اپنے تہبند کو زمین پر گھسیٹا، قلت (میں کہتا ہوں) یونہی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے حضرت عبداللہ ابن عمر کی حدیث میں روایت کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تکبر سے ازار لٹکائے (یعنی زمین پر گھسیٹے) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا، الحدیث امام علام مسلم بن حجاج قشیری نے اپنی صحیح میں تخریج کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کی اس نے کہا میں نے حضرت امام مالک کے سامنے پڑھا، امام مالک نے نافع عبداللہ بن دینار اور زید بن اسلم سے روایت کی، ان سب نے حضرت عبداللہ بن دینار اور زید بن اسلم سے روایت کی، ان سب نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے انھیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا (یعنی اس کی طرف نگاہ رحمت نہیں فرمائے گا) جو از راہ تکبر اپنا کپڑا لٹکائے، قلت (میں کہتا ہوں) اس جیسی حدیث بخاری، نسائی اور ترمذی نے اپنی اپنی کتابوں (صحاح) میں مختلف سندوں اور قریبی دیکساں الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔

(۱۔ صحیح البخاری، کتاب اللباس باب جر ثوبہ من الخیلا، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲ /۸۶۱) (۲۔ صحیح البخاری، کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلا، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲ /۸۶۱) (سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار آفتاب عالم پریس لاہور، ۲ /۲۰۸) (سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب من جر ثوبہ من الخیلا، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۲۶۳) (۳۔ صحیح البخاری، کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلا قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲ /۸۶۰) (صحیح مسلم، کتاب اللباس باب تحریم جر الثوب خیلاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۱۹۴) (الجامع الترمذی کتاب اللباس باب ماجاء فی الکراھیۃ الازار، امین کمپنی کراچی، ۱ /۲۰۶)

اور اگر بوجہ تکبر نہیں تو بحکم ظاہر احادیث مردوں کو بھی جائز ہے۔ لاباس بہ کما یرشد الیہ التقیید بالبطر والمخیلۃ۔ تو اس میں کچھ حرج نہیں جیسا کہ اس کی طرف البطر والخیلۃ (اترانا اور تکبر کرنا) کی قید لگانا تمھاری راہنمائی کر رہا ہے۔

حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میری ازار ایک جانب سے لٹک جاتی ہے۔ فرمایا: تو ان میں سے نہیں ہے جو ایسا براہ تکبر کرتا ہو۔

اخرج البخاری فی صحیحہ قال حدثنا احمد بن یونس فذکر باسنادہ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ فقال ابوبکر یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احد شقی ازاری یسترخی الا ان اتعاھد ذٰلک منہ فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لست ممن یصنعہ خیلاء ۱؎ قلت وبنحوہ روی ابوداؤد والنسائی۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس کی تخریج فرمائی۔ فرمایا ہم سے احمد ابن یونس نے بیان کیا۔ پھر اس کی اسناد سے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور نے فرمایا: جس شخص نے از راہ تکبر کپڑا لٹکایا ←

....

اور نیچے گھسیٹا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہ فرمائے گا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا تہبند ایک طرف نیچے لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی پوری حفاظت کرتا ہوں (یعنی حفاظت میں ذرا سی کوتاہی یا لاپروائی ہوجائے تو تہبند ایک طرف لٹک جاتا ہے) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو طرز تکبر سے ایسا کرتے ہیں (یعنی علت تکبر نہ ہونے کی وجہ سے تمھارے ازار کے لٹک جانے سے کوئی حرج نہیں قلت (میں کہتا ہوں) اسی کی مثل ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کی ہے۔ (۱۔ صحیح البخاری، کتاب اللباس، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲/۸۶۰)

حدیث بخاری ونسائی میں کہ:

مااسفل الکعبین من الازار ففی النار ۲۔

ازار کا جو حصہ لٹک کا ٹخنوں سے نیچے ہوگیا وہ آگ میں ہوگا۔ (۲۔ صحیح البخاری، کتاب اللباس، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲/۸۶۱)

اور حدیث طویل مسلم وابوداؤد میں:

ثلثة لایکلمهم الله یوم القیمة ولاینظر الیهم ولا یز کیهم ولهم عذاب الیم المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الکاذب ۱۔

تین شخص (یعنی تین قسم کے لوگ) ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن نہ توانھیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا (۲) احسان جتلانے والا (۳) جھوٹی قسم کھا کر اپنے اسباب کو رائج کرنیوالا (یعنی فروغ دینے والا ہے) (۱۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/۷۱) (سنن ابی داود، کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار آفتاب عالم پریس لاہور، ۲/۲۰۹)

علی الاطلاق وارد ہوا کہ اس سے یہی صورت مراد ہے کہ بتکبر اسبال کرتا ہو ورنہ ہرگز یہ وعید شدید اس پر وارد نہیں۔ مگر علماء درصورت عدم تکبر حکم کراہت تنزیہی دیتے ہیں:

فی الفتاوی العالمگیری اسبال الرجل ازاره اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیه کراهة تنزیه کذافی الغرائب ۲۔

فتاوی عالمگیری میں ہے مرد کا اپنے ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر بوجہ تکبر نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اسی طرح غرائب میں ہے۔

(۲۔ فتاوی ہندیہ، کتاب الکراھیة الباب السابع، نورانی کتب خانہ پشاور، ۵/۳۳۳)

بالجملہ اسبال اگر براہ عجب وتکبر ہے حرام ورنہ مکروہ اور خلاف اولی، نہ حرام مستحق وعید، اور یہ بھی اسی صورت میں ہے کہ پائچے جانب پاشنہ نیچے ہوں، اور اگر اس طرف کعبین سے بلند ہیں گو پنجہ کی جانب پشت پا پر ہوں ہرگز کچھ مضائقہ نہیں۔ اس طرح کا لٹکانا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

روی ابو داؤد فی سننه قال حدثنا مسدد نایحیی عن محمد بن ابی یحیی حدثنی عکرمة انه رای ابن عباس ←

مسئلہ ۵۰: (۱۱) انگڑائی لینا (۱۲) اور بالقصد کھانسنا، یا (۱۳) کھنکارنا مکروہ ہے اور اگر طبیعت دفع کر رہی ہے تو

یاتزر فیضع حاشیة ازارہ من مقدمه علی ظهر قدمه ویرفعه مؤخرہ قلت لم تأتزر هذه الازارة قال رأیت رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم یاتزرها ۱؎۔ قلت ورجال الحدیث کلهم ثقات عدول ممن یروی عنهم البخاری کما لایخفی علی الفطن الماهر بالفن۔

امام ابوداؤد نے اپنی کتاب سنن ابوداؤد میں روایت فرمائی ہے کہ ہم سے مسدد نے بیان کیا اس سے یحیٰی نے اس نے محمد بن ابی یحیٰی سے روایت کی ہے اس نے کہا مجھ سے عکرمہ تابعی نے بیان فرمایا اس نے ابن عباس کو دیکھا کہ جب ازار باندھتے تو اپنی ازار کی اگلی جانب کو اپنے قدم کی پشت پر رکھتے اور پچھلے حصہ کو اونچا اور بلند رکھتے۔ میں نے عرض کی آپ اس طرح تہبند کیوں باندھتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اسی طرح ازار باندھتے دیکھا ہے۔ قلت (میں کہتا ہوں) حدیث کے تمام راوی ثقہ (معتبر) اور عادل ہیں۔ ان سے امام بخاری روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ذہین۔ فہیم اور ماہر فن پر پوشیدہ نہیں۔

(۱؎ سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر، آفتاب عالم پریس لاہور، ۲/ ۲۱۰)

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

ازیں جا معلوم شود کہ بلند داشتن ازار از جانب پس کافی ست در عدم اسبال ۲؎ اھ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ازار کو پچھلی جانب یعنی ٹخنوں کی طرف سے اونچا اور بلند رکھنا عدم اسبال (یعنی نہ لٹکانا) میں کافی ہے۔ اھ

(۲؎ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، کتاب اللباس فصل ۳ مکتبہ نوری رضویہ سکھر پاکستان، ۳/ ۵۵۶)

ہاں اس میں شبہہ نہیں کہ نصف ساق تک پائچوں کا ہونا بہتر وعزیمت ہے اکثر ازار پر انوار سید الابرار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہیں تک ہوتی تھی۔

فی صحیح مسلم حدثنی ابوالطاهر قال انا ابن وهب قال اخبرنی عمر بن محمد عن عبدالله ارفع ازارك فرفعته ثم قل زد فزدت فازلت اتحرها بعد فقال بعض القوم الی این فقال انصاف الساقین ۱؎۔ وفی حدیث ابی سعید الخدری مما رواہ ابوداؤد و ابن ماجة قال سمعت رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم یقول ازارة المؤمن الی انصاف ساقیه ۲؎ الحدیث

صحیح مسلم شریف میں ہے: مجھ سے ابوطاہر نے بیان کیا اس نے کہا مجھے ابن وہب نے بتایا، اس نے کہا مجھے عمر بن محمد نے حضرت عبداللہ کے حوالے سے بتایا (ان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا) اپنا ازار اوپر کیجئے، میں نے اوپر کیا۔ پھر فرمایا مزید اوپر کیجئے، پھر اس کے بعد ہمیشہ میں اسے کھینچتا رہا، پھر لوگوں نے پوچھا آپ کس حد تک اوپر کرتے رہے؟ ارشاد فرمایا دو پنڈلیوں کے نصف تک۔

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی حدیث میں آیا ہے جو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت فرمائی۔ راوی نے فرمایا میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ مسلمانوں کا تہبند دونوں پنڈلیوں کے نصف تک ہونا چاہئے۔ الحدیث

(۱؎ صحیح مسلم، کتاب اللباس باب تحریم جرالثوب خیلاء الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲/ ۱۹۵) (۲؎ سنن ابن ماجہ کتاب اللباس موضع الازار این ہو، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۲۶۴)

حرج نہیں (۱۴) اور نماز میں تھوکنا بھی مکروہ ہے۔(59) طحطاوی علی مراقی الفلاح میں انگڑائی کو فرمایا ظاہراً مکروہ تنزیہی ہے۔(60)

مسئلہ ۵۱: (۱۵) صف میں منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) کو کھڑا ہونا مکروہ ہے، کہ قیام وقعود وغیرہ افعال لوگوں کے مخالف ادا کریگا۔(۱۶) یوہیں مقتدی کو صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے، جب کہ صف میں جگہ موجود ہو اور اگر صف میں جگہ نہ ہو تو حرج نہیں اور اگر کسی کو صف میں سے کھینچ لے اور اس کے ساتھ کھڑا ہو تو یہ بہتر ہے، مگر یہ خیال رہے کہ جس کو کھینچے وہ اس مسئلہ سے واقف ہو کہ کہیں اس کے کھینچنے سے اپنی نماز نہ توڑ دے۔(61) اور چاہیے یہ کہ یہ کسی کو اشارہ کرے اور اسے یہ چاہیے کہ پیچھے نہ ہٹے، اس پر سے کراہت دفع ہوگئی۔(62)

مسئلہ ۵۲: (۱۷) فرض کی ایک رکعت میں کسی آیت کو بار بار پڑھنا حالت اختیار میں مکروہ ہے اور عذر سے ہو تو حرج نہیں۔(۱۸) یوہیں ایک سورت کو بار بار پڑھنا بھی مکروہ ہے۔(63)

مسئلہ ۵۳: (۱۹) سجدہ کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا، (۲۰) اور اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا،

امام نووی فرماتے ہیں:

فالمستحب نصف الساقین والجائز بلا کراھة ماتحته الی الکعبین ۳۔ فی الفتاوی العالمگیریة ینبغی ان یکون الازار فوق الکعبین الی نصف الساق ۴۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳۔ شرح الصحیح المسلم للنووی، کتاب اللباس باب تحریم جر الثواب الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲ / ۱۹۵)(۴۔ فتاوی ہندیہ، کتاب الکراھیة الباب السابع، نورانی کتب خانہ پشاور، ۵ / ۳۳۳)

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مستحب ہے کہ ازار (تہبند) پنڈلیوں کے نصف تک ہو اور بغیر کراہت جائز ہے کہ نیچے ٹخنوں تک ہو، اور فتاوی عالمگیریہ میں ہے کہ مناسب ہے کہ ازار ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی تک ہو، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۱۶۴۔ ۱۶۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(59) الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۷

(60) حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، کتاب الصلاة، فصل في المکروهات، ص۱۹۴

(61) الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۷

(62) فتح القدیر، کتاب الصلاة، باب الامامة، ج۱، ص۳۰۹

(63) الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۷۔

وغنیة المتملي، کراهیة الصلاة، ص۳۵۵

بلا عذر مکروہ ہے۔(64)

مسئلہ ۵۴: (۲۱) رکوع میں سر کو پشت سے اونچا یا نیچا کرنا، مکروہ ہے۔(65)

مسئلہ ۵۵: (۲۲) بسم اللہ وتعوذ وثنا اور آمین زور سے کہنا، یا (۲۳) اذکار نماز کو ان کی جگہ سے ہٹا کر پڑھنا، مکروہ ہے(66)۔

مسئلہ ۵۶: (۲۴) بغیر عذر دیوار یا عصا پر ٹیک لگانا مکروہ ہے اور عذر سے ہو تو حرج نہیں، بلکہ فرض و واجب و سنت فجر کے قیام میں اس پر ٹیک لگا کر کھڑا ہونا فرض ہے جب کہ بغیر اس کے قیام نہ ہو سکے، جیسا کہ بحث قیام میں ذکر ہوا۔(67)

مسئلہ ۵۷: (۲۵) رکوع میں گھٹنوں پر، (۲۶) اور سجدوں میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا، مکروہ ہے۔(68)

مسئلہ ۵۸: (۲۷) عمامہ کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا، یا (۲۸) زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا مفسد نماز نہیں، البتہ مکروہ ہے۔(69)

مسئلہ ۵۹: (۲۹) آستین کو بچھا کر سجدہ کرنا تا کہ چہرہ پر خاک نہ لگے مکروہ ہے اور براہِ تکبر ہو تو کراہت تحریم اور گرمی سے بچنے کے لیے کپڑے پر سجدہ کیا، تو حرج نہیں۔(70)

مسئلہ ۶۰: آیت رحمت پر سوال کرنا اور آیت عذاب پر پناہ مانگنا، منفرد نفل پڑھنے والے کے لیے جائز ہے۔ (۳۰) امام ومقتدی کو مکروہ۔(71) اور اگر مقتدیوں پر ثقل کا باعث ہو تو امام کو مکروہ تحریمی۔

مسئلہ ۶۱: (۳۱) داہنے بائیں جھومنا مکروہ ہے اور تراوح یعنی کبھی ایک پاؤں پر زور دیا کبھی دوسرے پر یہ سنت

---

(64) منیۃ المصلي، بیان مکروہات الصلاۃ، ص ۳۴۰

(65) المرجع السابق، ص ۳۴۹

(66) غنیۃ المتملي، کراہیۃ الصلاۃ، ص ۳۵۲۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج ۱، ۱۰۷

(67) غنیۃ المتملي، کراہیۃ الصلاۃ، ص ۳۵۳، وغیرہا

(68) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۱۰۹

(69) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۱۰۸

(70) المرجع السابق

(71) المرجع السابق

ہے۔(72)

مسئلہ ۶۲: (۳۲) اٹھتے وقت آگے پیچھے پاؤں اٹھانا مکروہ ہے اور سجدہ کو جاتے وقت داہنی جانب زور دینا اور اٹھتے وقت بائیں پر زور دینا، مستحب ہے۔(73)

مسئلہ ۶۳: (۳۳) نماز میں آنکھ بند رکھنا مکروہ ہے، مگر جب کھلی رہنے میں خشوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے۔(74)

مسئلہ ۶۴: (۳۴) سجدہ وغیرہ میں قبلہ سے انگلیوں کو پھیر دینا، مکروہ ہے۔(75)

مسئلہ ۶۵: جوں یا مچھر جب ایذا پہنچاتے ہوں تو پکڑ کر مار ڈالنے میں حرج نہیں۔(76) یعنی جب کہ عمل کثیر کی حاجت نہ ہو۔

مسئلہ ۶۶: (۳۵) امام کو تنہا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر باہر کھڑا ہوا سجدہ محراب میں کیا یا وہ تنہا نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر مقتدیوں پر مسجد تنگ ہو تو بھی محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔(77)

مسئلہ ۶۷: (۳۶) امام کو دروں میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے، (۳۷) یوہیں امام جماعت اولیٰ کو مسجد کے زاویہ و جانب میں کھڑا ہونا بھی مکروہ، اسے سنت یہ ہے کہ وسط میں کھڑا ہو اور اسی وسط کا نام محراب ہے، خواہ وہاں طاق معروف ہو یا نہ ہو تو اگر وسط چھوڑ کر دوسری جگہ کھڑا ہوا اگرچہ اس کے دونوں طرف صف کے برابر برابر حصے ہوں، مکروہ ہے۔(78)

مسئلہ ۶۸: (۳۸) امام کا تنہا بلند جگہ کھڑا ہونا مکروہ ہے، بلندی کی مقدار یہ ہے کہ دیکھنے میں اس کی اونچائی ظاہر ممتاز ہو۔ پھر یہ بلندی اگر قلیل ہو تو کراہت تنزیہ ورنہ ظاہر تحریم۔ (۳۹) امام نیچے ہو اور مقتدی بلند جگہ پر، یہ بھی مکروہ و

(72) الحلیۃ، کتاب الصلاۃ، فصل فیما یکرہ فی الصلاۃ وما لا یکرہ، ج۱، ص۳۲۸

(73) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۰۸

(74) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج۲، ص۴۹۹

(75) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۰۸، وغیرہ

(76) غنیۃ المتملی، کراھیۃ الصلاۃ، ص۳۵۳۔

(77) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ... إلخ، ج۲، ص۴۹۹۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۰۸

(78) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج۲، ص۵۰۰

خلافِ سُنت ہے۔(79)

مسئلہ ۶۹: (۴۰) کعبۂ معظمہ اور مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، کہ اس میں ترک تعظیم ہے۔(80)

مسئلہ ۷۰: (۴۱) مسجد میں کوئی جگہ اپنے لیے خاص کر لینا، کہ وہیں نماز پڑھے یہ مکروہ ہے۔(81)

مسئلہ ۷۱: کوئی شخص کھڑا یا بیٹھا باتیں کر رہا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت نہیں، جب کہ باتوں سے دل بٹنے کا خوف نہ ہو۔ مصحف شریف اور تلوار کے پیچھے اور سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنا، مکروہ نہیں۔(82)

مسئلہ ۷۲: (۴۲) تلوار و کمان وغیرہ حمائل کیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے، جب کہ ان کی حرکت سے دل بٹے ورنہ حرج نہیں۔(83)

مسئلہ ۷۳: (۴۳) جلتی آگ نمازی کے آگے ہونا باعث کراہت ہے، شمع یا چراغ میں کراہت نہیں۔(84)

مسئلہ ۷۴: (۴۴) ہاتھ میں کوئی ایسا مال ہو جس کے روکنے کی ضرورت ہوتی ہے، اس کو لیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے، مگر جب ایسی جگہ ہو کہ بغیر اس کے حفاظت ناممکن ہو، (۴۵) سامنے پاخانہ وغیرہ نجاست ہونا یا ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ وہ مظنۂ نجاست ہو، مکروہ ہے۔(85)

مسئلہ ۷۵: (۴۶) سجدہ میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا، یا (۴۷) ہاتھ سے بغیر عذر مکھی پسو اڑانا مکروہ ہے۔(86) مگر عورت سجدہ میں ران پیٹ سے ملا دے گی۔

مسئلہ ۷۶: قالین اور بچھونوں پر نماز پڑھنے میں حرج نہیں، جب کہ اتنے نرم اور موٹے نہ ہوں کہ سجدہ میں

---

(79) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب إذا تردد الحکم... إلخ، ج۲، ص۵۰۰

(80) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸.
والفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس في آداب المسجد وقبلۃ... إلخ، ج۵، ص۳۲۲.

(81) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸، وغیرہ

(82) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب الکلام علی اتخاذ المسبحۃ... إلخ، ج۲، ص۵۰۹

(83) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۹

(84) المرجع السابق، ص۱۰۸

(85) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸.
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب في بیان السنۃ والمستحب، ج۲، ص۵۱۳

(86) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع، فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۹.
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، آداب الصلاۃ، مطلب في اطالۃ الرکوع للجائي، ج۲، ص۲۵۹

پیشانی نہ ٹھہرے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔(87)

مسئلہ ۷۷: (۴۸) ایسی چیز کے سامنے جو دل کو مشغول رکھے نماز مکروہ ہے، مثلاً زینت اور لہو ولعب وغیرہ۔

مسئلہ ۷۸: (۴۹) نماز کے لیے دوڑنا مکروہ ہے۔(88)

مسئلہ ۷۹: (۵۰) عام راستہ، (۵۱) کوڑا ڈالنے کی جگہ، (۵۲) مذبح، (جانور ذبح کرنے کی جگہ) (۵۳) قبرستان، (۵۴) غسل خانہ، (۵۵) حمام، (۵۶) نالا، (۵۷) مویشی خانہ خصوصاً اونٹ باندھنے کی جگہ، (۵۸) اصطبل، (گھوڑے باندھنے کی جگہ) (۵۹) پاخانہ کی چھت، (۶۰) اور صحرا میں بلاسترہ کے جب کہ خوف ہو کہ آگے سے لوگ گزریں گے ان مواضع (جگہوں) میں نماز مکروہ ہے۔(89)

مسئلہ ۸۰: مقبرہ میں جو جگہ نماز کے لیے مقرر ہو اور اس میں قبر نہ ہو تو وہاں نماز میں حرج نہیں اور کراہت اس وقت ہے کہ قبر سامنے ہو اور مصلّی اور قبر کے درمیان کوئی شے سُترہ کی قدر حائل نہ ہو ورنہ اگر قبر دہنے بائیں یا پیچھے ہو یا بقدر سُترہ کوئی چیز حائل ہو، تو کچھ بھی کراہت نہیں۔(90)

مسئلہ ۸۱: ایک زمین مسلمان کی ہو دوسری کافر کی، تو مسلمان کی زمین پر نماز پڑھے، اگر کھیتی نہ ہو ورنہ راستہ پر پڑھے کافر کی زمین پر نہ پڑھے اور اگر زمین میں زراعت ہے، مگر اس میں اور مالک زمین میں دوستی ہے کہ اسے ناگوار نہ ہوگا تو پڑھ سکتا ہے۔(91)

مسئلہ ۸۲: سانپ وغیرہ کے مارنے کے لیے جب کہ ایذا کا اندیشہ صحیح ہو یا کوئی جانور بھاگ گیا اس کے پکڑنے کے لیے یا بکریوں پر بھیڑیے کے حملہ کرنے کے خوف سے نماز توڑ دینا جائز ہے۔ یوہیں اپنے یا پرائے ایک درہم کے نقصان کا خوف ہو، مثلاً دُودھ اُبل جائے گا یا گوشت ترکاری روٹی وغیرہ جل جانے کا خوف ہو یا ایک درہم کی کوئی چیز چور اُچکا لے بھاگا، ان صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔(92)

مسئلہ ۸۳: پاخانہ پیشاب معلوم ہوا یا کپڑے یا بدن میں اتنی نجاست لگی دیکھی کہ مانع نماز نہ ہو، یا اس کو کسی

---

(87) غنیۃ المتملي، کتاب الصلاۃ، کراہیۃ الصلاۃ، فروع في الخلاصۃ، ص ۳۶۰

(88) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب في بیان السنۃ والمستحب، ج ۲، ص ۵۱۳.

(89) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، ج ۲، ص ۵۲ _ ۵۵، وغیرہ

(90) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس، ج ۵، ص ۳۲۰، وغنیۃ المتملي، کراھیۃ الصلاۃ، ص ۳۶۳

(91) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب في الصلاۃ في الارض المغصوبۃ... إلخ، ج ۲، ص ۵۴

(92) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، مطلب في بیان المستحب... إلخ، ج ۲، ص ۵۱۳.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع، فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۱۰۹

اجنبی عورت نے چھو دیا تو نماز توڑ دینا مستحب ہے، بشرطیکہ وقت و جماعت نہ فوت ہو اور پاخانہ پیشاب کی حاجت شدید معلوم ہونے میں تو جماعت کے فوت ہو جانے کا بھی خیال نہ کیا جائے گا، البتہ فوت وقت کا لحاظ ہوگا۔ (93)

مسئلہ ۸۴: کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو، اسی نمازی کو پکار رہا ہو یا مطلقاً کسی شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا راہ گیر کوئیں میں گرا چاہتا ہو، ان سب صورتوں میں توڑ دینا واجب ہے، جب کہ یہ اس کے بچانے پر قادر ہو۔ (94)

مسئلہ ۸۵: ماں باپ، دادا دادی وغیرہ اصول کے محض بلانے سے نماز قطع کرنا جائز نہیں، البتہ اگر ان کا پکارنا بھی کسی بڑی مصیبت کے لیے ہو، جیسے اوپر مذکور ہوا تو توڑ دے، یہ حکم فرض کا ہے اور اگر نفل نماز ہے اور ان کو معلوم ہے کہ نماز پڑھتا ہے تو ان کے معمولی پکارنے سے نماز نہ توڑے اور اس کا نماز پڑھنا انھیں معلوم نہ ہو اور پکارا تو توڑ دے اور جواب دے، اگرچہ معمولی طور سے بلائیں۔ (95)

❀❀❀❀❀

(93) الدرالمختار وردالمحتار،کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب في بیان المستحب... إلخ، ج۲، ص ۵۱۴

(94) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، مطلب في بیان المستحب... إلخ، ج۲، ص ۵۱۴

(95) المرجع السابق

احکام مسجد کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّكٰوةَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤی اُولٰٓىٕكَ اَنْ یَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ۝﴾ (1)

مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں (2)، جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور نماز قائم کی اور زکوۃ دی اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے، بے شک وہ راہ پانے والوں سے ہوں گے۔

---

(1) پ۱۰، التوبۃ:۱۸

(2) ایک اور مقام میں ہے،۔۔۔۔۔۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ یَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَ اللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوۃ دینے سے ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں تاکہ اللہ انہیں بدلہ دے ان کے سب سے بہتر کام کا اور اپنے فضل سے انہیں انعام زیادہ دے اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے بے گنتی۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ میں نے شہنشاہ خوش خصال، پیکر حسن و جمال،، دافع رنج و ملال، صاحب جود و نوال، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سات افراد ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل انہیں اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ دے گا جس دن اللہ عزوجل کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، (۱) عادل حکمران، (۲) وہ نوجوان جس نے اللہ عزوجل کی عبادت میں اپنی زندگی گزار دی، (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے، (۴) وہ دو شخص جو اللہ عزوجل کے لئے محبت کرتے ہوئے جمع ہوئے اور محبت کرتے ہوئے جدا ہو گئے، (۵) وہ شخص جسے کوئی مال و جمال والی عورت گناہ کیلئے بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں، (۶) وہ شخص جو صدقہ اسطرح چھپا کر دے کہ اس کے دائیں ہاتھ کے صدقہ دینے سے بایاں ہاتھ بے خبر رہے، (۷) وہ شخص جس کی آنکھوں سے اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہوئے آنسو بہنا شروع ہو جائیں۔

(پ۱۸، النور:۳۶،۳۷،۳۸)، (صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوۃ، رقم ۶۶۰، ج۱، ص۲۳۶) ←

حدیث ۱ تا ۴: بخاری و مسلم و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خاتم المرسلین، رحمۃ للعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مسجد ہر پرہیز گار کا گھر ہے اور جس کا گھر مسجد ہو اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت، رضا اور پل صراط سے باحفاظت گزار کر اپنی رضا والے گھر جنت کی ضمانت دیتا ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب لزوم المسجد، رقم ۲۰۲۶، ج ۲، ص ۱۳۴)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم نے فرمایا، جب تم کسی مسجد میں کثرت سے آمدورفت رکھنے والے کو دیکھوتو اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے،

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے۔ (پ ۱۰، التوبہ: ۱۸)

(سنن ترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی حرمۃ الصلوۃ، رقم ۲۶۲۶، ج ۴، ص ۲۸۰)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر وبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، بے شک اللہ عزوجل کے گھروں کو آباد کرنے والے ہی اللہ والے ہیں۔

(طبرانی اوسط، رقم ۲۵۰۲، ج ۲، ص ۵۸)

حضرتِ سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم نے فرمایا، جو مسجد سے محبت کرتا ہے اللہ عزوجل اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب لزوم المساجد، رقم ۲۰۳۱، ج ۲، ص ۱۳۵)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم نے فرمایا، جب کوئی بندہ ذکر ونماز کے لئے مسجد کو ٹھکانا بنالیتا ہے تو اللہ عزوجل اس سے ایسے خوش ہوتا ہے جیسے لوگ اپنے گمشدہ شخص کی اپنے ہاں آمد پر خوش ہوتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب لزوم المساجد، رقم ۸۰۰، ج ۱، ص ۴۳۸)

حضرتِ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم نے فرمایا، بے شک شیطان ریوڑ کے بھیڑیے کی طرح ایک بھیڑیا ہے جو پیچھے رہ جانے والی تنہا بھیڑ کو پکڑتا ہے، لہذا! گھاٹیوں سے بچتے رہو اور جماعت، عام لوگوں اور مسجد سے تعلق کو اپنے اوپر لازم کرلو۔

(مسند احمد، مسند الانصار/ حدیث معاذ بن جبل، رقم ۲۲۰۹۰، ج ۸، ص ۲۳۸)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، ←

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مرد کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ، گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس درجے زائد ہے اور یہ یوں ہے کہ جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے لیے نکلا تو جو قدم چلتا ہے اس سے درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ مٹتا ہے اور جب نماز پڑھتا ہے، تو ملائکہ برابر اس پر دُرود بھیجتے رہتے ہیں جب تک اپنے مصلے پر ہے اور ہمیشہ نماز میں ہے جب تک نماز کا انتظار کر رہا ہے۔ (3) امام احمد و ابو یعلیٰ وغیرہ کی روایت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، بے شک کچھ لوگ (گویا) مساجد کے ستون ہوتے ہیں، ملائکہ ان کے ہم نشین ہوتے ہیں اگر وہ غائب ہو جائیں تو ملائکہ انہیں تلاش کرتے ہیں اور اگر بیمار ہوں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اور اگر انہیں کوئی حاجت درپیش ہو تو ان کی مدد کرتے ہیں۔ (مستدرک للحاکم، کتاب التفسیر، رقم ۳۵۵۹، ج ۳، ص ۱۶۲)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ پھر فرمایا کہ مسجد میں بیٹھنے والے میں تین خصلتیں ہوتی ہیں (۱) اس سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے (۲) یا وہ حکمت بھرا کلام کرتا ہے (۳) یا رحمت کا منتظر ہوتا ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الصلوۃ، رقم ۸، ج ۱، ص ۱۳۸)

حضرتِ سیدنا سَعِید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جو مسجد میں بیٹھتا ہے وہ اللہ عزوجل کی مجلس میں بیٹھتا ہے لہذا اس پر لازم ہے کہ اچھی بات کے علاوہ کوئی بات نہ کہے۔

حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایسے عمل کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جس کے سبب اللہ عزوجل خطاؤں کو مٹاتا اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یارسول اللہ! ضرور بتایئے۔ ارشاد فرمایا، مشقت کے وقت کامل وضو کرنا اور مسجد کی طرف کثرت سے آمد و رفت رکھنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الطھارۃ، باب فضل الوضوء، رقم ۱۰۳۶، ج ۲، ص ۱۸۸)

امیر المؤمنین حضرتِ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، مشقت کے وقت کامل وضو کرنا اور مسجد کی طرف چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں کو اچھی طرح دھو دیتا ہے۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الطہارۃ، باب فضیلۃ تحیۃ الوضوء، رقم ۴۶۸، ج ۱، ص ۳۴۲)

(3) صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب فضل صلاۃ الجماعۃ، الحدیث: ۶۴۷، ج ۱، ص ۲۳۳۔

وسنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء في فضل المشي إلی الصلاۃ، الحدیث: ۵۵۹، ج ۱، ص ۲۳۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہاں بازار سے مراد دکان ہے نہ کہ بازار کی مسجد بعض مسجدوں میں ۲۵ کا ثواب ہے بعض میں ۲۷ کا بعض میں ۵۰۰ کا جیسی مسجد ہو جیسی جماعت، جیسا امام ویسا ثواب، لہذا احادیث میں تعارض نہیں جو کوئی اپنے گھر میں جماعت کرالے وہ بھی مسجد کے ثواب سے محروم ہے۔

←

ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب سے گھر سے نکلتا ہے واپسی تک نماز پڑھنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔ (4) انھیں روایتوں کے قریب قریب ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۵: نسائی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو اچھی طرح وضو کر کے فرض نماز کو گیا اور مسجد میں نماز پڑھی، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (5)

حدیث ٦: مُسلم وغیرہ نے روایت کی کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، مسجد نبوی کے گرد کچھ زمینیں خالی ہوئیں، بنی سلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آ جائیں، یہ خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی، فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب اٹھ آنا چاہتے ہو۔ عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہاں ارادہ تو ہے، فرمایا: اے بنی سلمہ! اپنے گھروں ہی میں رہو، تمھارے قدم لکھے جائیں گے۔ دوبار اس کو فرمایا، بنی سلمہ کہتے ہیں، لہٰذا ہم کو گھر بدلنا پسند نہ آیا۔ (6)

۲۔ معلوم ہوا کہ گھر سے وضو کر کے مسجد کو جانا ثواب ہے کیونکہ یہ چلنا عبادت ہے اور عبادت باوضو افضل۔ بعض لوگ بیمار پرسی کرنے باوضو جاتے ہیں۔

۳۔ یہ گنہگاروں کے لیے ہے۔ نیک کاروں کے لئے ہر قدم پر دو نیکیاں اور دو درجے بلند کیونکہ جس چیز سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اس سے بے گناہوں کے درجے بڑھتے ہیں۔

۴۔ غالبًا یہاں صلوۃ سے مراد اخروی رحمت ہے اور رحم سے مراد دنیوی رحمت یا صلوٰۃ سے مراد خاص رحمت ہے اور رحم سے مراد عام رحمت، اور بہت سی توجیہیں ہوسکتی ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص ٦٦۲)

(4) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند الشاميين، حديث عقبة بن عامر الجهني، الحديث: ۱۷۴۴۵، ج٦، ص ۱۴٦

(5) سنن النسائي، كتاب الامامة، باب حد إدراك الجماعة، الحديث: ۸۵۳، ص ۱۴۹

(6) صحيح مسلم، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل كثرة الخطا إلى المسجد، الحديث: ۲۸۰۔(٦٦۵)، ۲۸۱۔(٦٦۵)، ص ۳۳۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ انصار کا ایک قبیلہ ہے جن کے گھر مسجد نبوی شریف سے بہت دور تھے۔

۲۔ یعنی ان لوگوں نے یہ کوشش نہ کی کہ اپنے محلے میں الگ مسجد بنالیں، بلکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز کے لئے اپنے گھر چھوڑ دینا اور محلہ خالی کر دینا گوارا کرلیا۔

۳۔ تمہارے نامۂ اعمال میں ثواب کے لیے کیونکہ مسجد کی طرف ہر قدم عبادت ہے یا تمہاری اس مشقت کا تذکرہ حدیث کی کتب میں اور علماء کی تصانیف میں لکھا جائے گا، واعظین اس پر وعظ کریں گے، جو تمہارے واقعے سن کر دور سے مسجد میں آیا کریں گے، ←

حدیث ۷: ابن ماجہ نے باسناد جید روایت کی، کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: انصار کے گھر مسجد سے دُور تھے، انہوں نے قریب آنا چاہا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

(نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ) (7)

جوانہوں نے نیک کام آگے بھیجے، وُہ اوران کے نشانِ قدم ہم لکھتے ہیں۔

حدیث ۸: بُخاری و مُسلم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: سب سے بڑھ کر نماز میں اس کا ثواب ہے، جو زیادہ دور سے چل کر آئے۔ (8)

حدیث ۹: مُسلم وغیرہ کی روایت ہے، ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ایک انصاری کا گھر مسجد سے سب سے زیادہ دُور تھا اور کوئی نماز ان کی خطا نہ ہوتی، ان سے کہا گیا، کاش! تم کوئی سواری خرید لو کہ اندھیرے اور گرمی میں اس پر سوار ہو کر آؤ، جواب دیا میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کو جانا اور پھر گھر کو واپس آنا لکھا جائے، اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ (عزوجل) نے تجھے یہ سب جمع کر کے دے دیا۔ (9)

حدیث ۱۰: بزار و ابویعلیٰ باسناد حسن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: تکلیف میں پورا وضو کرنا اور مسجد کی طرف چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا، گناہوں کو اچھی طرح دھو دیتا ہے۔ (10)

حدیث ۱۱: طبرانی، ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: صبح و شام مسجد کو جانا از قسم جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ (11)

حدیث ۱۲: صحیحین وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے

ان سب کا ثواب تمہیں ملا کرے گا۔ خیال رہے کہ گھر کا مسجد سے دور ہونا متقی کے لئے باعث ثواب ہے کہ وہ دور سے جماعت کے لئے آئے گا مگر غافلوں کے لئے ثواب سے محرومی کہ وہ دوری کی وجہ سے گھر میں ہی پڑھ لیا کریں گے، لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ منحوس وہ گھر ہے جس میں اذان کی آواز نہ آئے یعنی غافلوں کے لیے دوری گھر نحوست ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۶۶۰)

(7) سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد۔۔۔ الخ، باب الابعد فالابعد من المسجد أعظم أجرا، الحدیث: ۷۸۵، ج۱، ص۴۳۲، پ۲۲، یٰس: ۱۲۔

(8) صحیح مسلم، کتاب المساجد۔۔۔ الخ، باب فضل کثرۃ الخطا الی المسجد، الحدیث: ۶۶۲، ص۳۳۴

(9) صحیح مسلم، کتاب المساجد۔۔۔ الخ، باب فضل کثرۃ الخطا الی المسجد، الحدیث: ۶۶۳، ص۳۳۴

(10) مسند البزار، مسند علي بن أبي طالب، الحدیث: ۵۲۸، ج۲، ص۱۶۱

(11) المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۷۳۹، ج۸، ص۱۷۷

ہیں: جو مسجد کو صبح یا شام کو جائے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمانی طیار کرتا ہے، جتنی بار جائے۔ (12)

حدیث ۱۳ تا ۲۳: ابو داود و ترمذی، بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو لوگ اندھیریوں میں مساجد کو جانے والے ہیں، انھیں قیامت کے دن کامل نور کی خوشخبری سنا دے۔ (13) اور اسی کے قریب قریب ابو ہریرہ و ابو درداء و ابو امامہ و سہل بن سعد ساعدی و ابن عباس و ابن عمر و ابی سعید خدری و زید بن حارثہ و ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۲۴: ابو داود و ابن حبان، ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: تین شخص اللہ عزوجل کی ضمان میں ہیں اگر زندہ رہیں، تو روزی دے اور کفایت کرے، مرجائیں تو جنت میں داخل کرے، جو شخص گھر میں داخل ہو اور گھر والوں پر سلام کرے، وہ اللہ کی ضمان میں ہے اور جو مسجد کو جائے اللہ کی ضمان میں ہے اور جو اللہ کی راہ میں نکلا وہ اللہ کی ضمان میں ہے۔ (14)

حدیث ۲۵: طبرانی کبیر میں باسناد جید اور بیہقی باسناد صحیح موقوفاً سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: جس نے گھر میں اچھی طرح وضو کیا، پھر مسجد کو آیا وہ اللہ کا زائر ہے اور جس کی زیارت کی جائے، اس پر حق ہے کہ زائر کا اکرام کرے۔ (15)

حدیث ۲۶: ابن ماجہ، ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو گھر سے نماز کو جائے اور یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشِرًا وَّلَا بَطِرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَةً وَّخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَاَسْئَلُكَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ

---

(12) صحیح مسلم، کتاب المساجد... إلخ، باب المشي إلی الصلاۃ... إلخ، الحدیث: ۶۶۹، ص ۳۳۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ صبح شام سے مراد ہمیشگی ہے، یعنی جو ہمیشہ نماز کے لیے مسجد میں جانے کا عادی ہوگا اسے ہمیشہ جنتی رزق ملے گا۔ نُزل اس کھانے کو کہتے ہیں جو مہمان کی خاطر پکایا جائے، چونکہ وہ پر تکلف ہوتا ہے اور میزبان کی شان کے لائق، اس لئے جنتی کھانے کو نُزل فرمایا گیا، ورنہ جنتی لوگ وہاں مہمان نہ ہوں گے مالک ہوں گے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، ص ۶۵۸)

(13) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء في المشي إلی الصلاۃ في الظلم، الحدیث: ۵۶۱، ج ۱، ص ۲۳۲

(14) الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب إفشاء السلام... إلخ، الحدیث: ۴۹۹، ج ۱، ص ۳۵۹

(15) المعجم الکبیر، باب السین، الحدیث: ۶۱۳۹، ج ۶، ص ۲۵۳

تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ. (16)

اس کی طرف اللہ عزوجل اپنے وجہ کریم کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔(17)

حدیث ۲۷ تا ۲۹: صحیح مُسلم میں ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب کوئی مسجد میں جائے، تو کہے۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. (18)

اور جب نکلے تو کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ. (19)

اور ابوداود کی روایت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مسجد میں جاتے، تو یہ کہتے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِهِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. (20)

فرمایا: جب اسے کہہ لے، تو شیطان کہتا ہے مجھ سے تمام دن محفوظ رہا۔(21) اور ترمذی کی روایت حضرت فاطمہ

---

(16) اے اللہ (عزوجل) میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس حق سے کہ تُو نے سوال کرنے والوں کا اپنے ذمہ کرم پر رکھا ہے اور اپنے اس چلنے کے حق سے کیونکہ میں تکبر وفخر کے طور پر گھر سے نہیں نکلا اور نہ دکھانے اور سنانے کے لیے نکلا میں تیری ناراضی سے بچنے اور تیری رضا کی طلب میں نکلا، لہٰذا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جہنم سے مجھے پناہ دے اور میرے گناہوں کو بخش دے تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔

(17) سنن ابن ماجہ، أبواب المساجد والجماعات، باب المشي إلی الصلوۃ، الحدیث: ۷۷۸، ج۱، ص ۴۲۸

(18) اے اللہ (عزوجل)! تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے۔

(19) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین ... إلخ باب مایقول إذا دخل المسجد، الحدیث: ۷۱۳، ص ۳۵۹.

اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ابوداود وغیرہ کی روایت میں ہے کہ مسجد میں قدم رکھتے وقت یہ کہے" بِسْمِ اللہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ" پھر یہ دعا پڑھ لے۔ خیال رہے کہ مسلمان مسجد میں صرف عبادت کے لیے آتا ہے اور اکثر طلب روزی کے لیے مسجد سے نکلتا ہے، لہٰذا آتے وقت رحمت اور جاتے وقت فضل مانگنا بہتر ہے۔ (مرقاۃ وغیرہ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص ۳۶۳)

(20) پناہ مانگتا ہوں اللہ عظیم کی اور اس کے وجہ کریم کی اور سلطان قدیم کی، مردود شیطان سے۔

(21) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب مایقول الرجل عند دخوله المسجد، الحدیث: ۴۶۶، ج۱، ص ۱۹۹

زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، جب مسجد میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) داخل ہوتے تو دُرود پڑھتے اور کہتے:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. (22)

اور جب نکلتے تو دُرود پڑھتے اور کہتے:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ. (23)

امام احمد و ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ جاتے اور نکلتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ کہتے اس کے بعد وہ دُعا پڑھتے۔ (24)

حدیث ۳۰ تا ۳۳: صحیح مُسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کو سب جگہ سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ مبغوض بازار ہیں۔ (25) اور اسی کے مثل جبیر بن مطعم و عبداللہ بن عمر و انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے اور بعض روایت میں ہے کہ یہ قول اللہ عزوجل کا ہے۔

حدیث ۳۴: بخاری و مُسلم وغیرہما اُنھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: سات شخص ہیں، جن پر اللہ عزوجل سایہ کریگا، اس دن کہ اس کے سایہ کے سوا، کوئی سایہ نہیں۔ (۱) امام عادل، (۲) اور وہ جوان

---

(22) اے پروردگار! تُو میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

(23) جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ماجاء مايقول عند دخوله المسجد، الحديث: ۳۱۴، ج۱، ص۳۳۹.

اے رب! تو میرے گناہ بخش دے اور اپنے فضل کے دروازے میرے لیے کھول دے۔

(24) سنن ابن ماجه، أبواب المساجد... إلخ، باب الدعاء عند دخول المسجد، الحديث: ۷۷۱، ج۱، ص۴۲۵.

(25) صحیح مسلم، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل الجلوس في مصلاه... إلخ، الحديث: ۶۷۱، ص۳۳۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کیونکہ مسجدوں میں اکثر ذکر اللہ کے لیے حاضری ہوتی ہے اور بازاروں میں اکثر جھوٹ، فریب، غیبت وغیرہ، اگرچہ کبھی مسجدوں میں بھی جوتی چور اور بازاروں میں بھی اولیاء اللہ چلے جاتے ہیں اسی لیے فرمایا گیا کہ تم ان لوگوں میں سے ہونا کہ جن کا جسم بازار میں اور دل مسجد میں ہے، ان میں سے نہ ہو جن کا جسم مسجد میں اور دل بازار میں ہو۔ خیال رہے کہ یہاں شہروں سے مراد عام شہر ہیں۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ ان سے علیحدہ ہیں۔ وہاں کے تو گلی کوچے بازار وغیرہ سب خدا کو پیارے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ" اور فرماتا ہے: "لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ"۔ کیوں نہ ہو کہ یہ محبوب کی نگریاں ہیں۔

کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم — اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

(مِراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۴۵۶)

جس کی نشوونما اللہ عزوجل کی عبادت میں ہوئی، (۳) اور وہ شخص جس کا دل مسجد کو لگا ہوا ہے، (۴) اور وہ دو شخص کہ باہم اللہ کے لیے دوستی رکھتے ہیں اسی پر جمع ہوئے، اسی پر متفرق ہوئے، (۵) اور وہ شخص جسے کسی عورت صاحب منصب و جمال نے بلایا، اس نے کہہ دیا، میں اللہ سے ڈرتا ہوں، (۶) اور وہ شخص جس نے کچھ صدقہ کیا اور اسے اتنا چھپایا کہ بائیں کو خبر نہ ہوئی کہ داہنے نے کیا خرچ کیا اور (۷) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور آنکھوں سے آنسو بہے۔(26)

---

(26) صحیح البخاري، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ بالیمین، الحدیث: ۱۴۲۳، ج۱، ص۴۸۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اپنی رحمت کے سایہ میں یا عرش اعظم کے سایہ میں تاکہ قیامت کی دھوپ سے محفوظ رہیں۔

۲۔ یعنی وہ مؤمن بادشاہ اور حکام جو رعایا میں انصاف کرتے ہیں کیونکہ دنیا ان کے سایہ میں رہتی تھی، لہذا یہ قیامت میں رب تعالٰی کے سایہ میں رہے گا۔ یہ ان تمام سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر سب سے پہلے ہوا۔ عادل حکام بھی اس بشارت میں داخل ہیں۔

۳۔ یعنی جوانی میں گناہوں سے بچے اور رب کو یاد رکھے، چونکہ جوانی میں اعضاء قوی اور نفس گناہوں کی طرف مائل ہوتا ہے، اس لئے اس زمانہ کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے۔

در جوانی توبہ کردن سنت پیغمبری است وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

صوفیاء فرماتے ہیں کہ مؤمن مسجد میں ایسا ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔ اور منافق ایسا جیسے چڑیا پنجرے میں، اسی لیے نماز کے بعد بلاوجہ فوراً مسجد سے بھاگ جانا اچھا نہیں۔ خدا توفیق دے تو مسجد میں پہلے آؤ اور بعد میں جاؤ، اور جب باہر رہو تو کان اذان کی طرف لگے رہیں کہ کب اذان ہو اور مسجد کو جائیں۔

۵۔ کہ جس کی محبت سے رب راضی ہو اس سے محبت کریں اور جس کی نفرت سے رب راضی ہو اس سے نفرت کریں، بے دین اور بدعمل اولاد سے نفرت، متقی اجنبی سے محبت عبادت ہے۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد فدائے یک تن بیگانہ کآشنا باشد

یونہی گہرے دوست کی بدعقیدگی پر واقف ہو کر اس سے الگ ہو جانا اور جانی دشمن سے تقوے پر خبردار ہو کر اس کا دوست بن جانا بہترین عمل ہے۔

۶۔ یعنی خوف خدا یا عشق جناب مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں روئے تنہائی کی قید اس لئے لگائی کہ سب کے سامنے رونے میں ریاء کا اندیشہ ہے۔

۷۔ یعنی خود ایسی عورت اس سے بدفعلی کی خواہش کرے اور یہ اس نازک موقعہ پر محض خوف خدا سے بچ جائے یہ بہت مشکل ہے اسی لئے رب تعالٰی نے یوسف علیہ السلام کے اس فعل شریف کی تعریف قرآن میں فرمائی اللہ نصیب کرے۔ خیال رہے کہ ایسے ←

حدیث ۳۵: ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: تم جب کسی کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے، تو اس کے ایمان کے گواہ ہو جاؤ۔ کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔ (27) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اور حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے۔

حدیث ۳۶: صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: مسجد میں تھوکنا خطا ہے اور اس کا کفارہ زائل کر دینا ہے۔ (28)

حدیث ۳۷: صحیح مُسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ مجھ پر میری اُمت کے اعمال اچھے بُرے سب پیش کیے گئے، نیک کاموں میں اذیت کی چیز کا راستہ سے دُور کرنا پایا اور بُرے اعمال میں مسجد میں تھوک کہ زائل نہ کیا گیا ہو۔ (29)

حدیث ۳۸ و ۳۹: ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: مجھ پر اُمت کے ثواب پیش کیے گئے، یہاں تک کہ تنکا جو مسجد سے کوئی باہر کر دے اور گناہ پیش کیے گئے، تو اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی کو آیت یا سورت قرآن دی گئی اور اس نے بھلا دی۔ (30) اور ابن ماجہ کی ایک روایت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو مسجد

نازک موقعہ پر عورت سے یہ کہہ دینا ریا نہیں تبلیغ ہے، یعنی میں رب تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو بھی ڈر۔

۸۔ یہاں صدقۂ نفلی مراد ہے صدقۂ فرض اور چندے کے موقعہ پر صدقۂ نفل علانیہ دینا مستحب ہے، لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں "اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ"۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۶۶۱)

(27) جامع الترمذي، أبواب الايمان، باب ماجاء في حرمة الصلوٰة، الحديث: ۲۶۲۶، ج۴، ص۲۸۰.

(28) صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب كفارة البزاق في المسجد، الحديث: ۴۱۵، ج۱، ص۱۶۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے پکے فرش اور وہاں کی چٹائیوں، مصلوں پر ہرگز نہ تھوکے کیونکہ وہاں اسے دفن نہ کر سکے گا۔ یہ ان مسجدوں کے لیے حکم تھا جہاں کے فرش کچے تھے اور وہ بھی سخت ضرورت کے موقعہ پر جب کہ نماز میں کھنکار آجائے اور باہر جانے کا موقعہ نہ ہو، بلاوجہ وہاں تھوکنا منع اور اہانت کے لیے وہاں تھوکنا کفر ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۶۶۸)

(29) صحيح مسلم، كتاب المساجد... إلخ، باب النهي عن البصاق في المسجد... إلخ، الحديث: ۵۵۳، ص۲۷۹

(30) سنن أبي داود، كتاب الصلوٰة، باب كنس المسجد، الحديث: ۴۶۱، ج۱، ص۱۹۱

سے اذیت کی چیز نکالے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک گھر جنت میں بنائے گا۔(31)

حدیث ۴۰ تا ۴۲: ابن ماجہ، واثلہ بن اسقع سے اور طبرانی اون سے اور ابودرداء و ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: مساجد کو بچوں اور پاگلوں اور بیع وشرا اور جھگڑے اور آواز بلند کرنے اور حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔(32)

حدیث ۴۳: ترمذی و دارمی، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب کسی کو مسجد میں خرید یا فروخت کرتے دیکھو، تو کہو: خدا تیری تجارت میں نفع نہ دے۔(33)

حدیث ۴۴: بیہقی شعب الایمان میں حسن بصری سے مرسلاً راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مساجد میں دنیا کی باتیں ہوں گی، تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو کہ خدا کو ان سے کچھ کام نہیں۔(34)

حدیث ۴۵: ابن خزیمہ، ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایک دن مسجد میں قبلہ کی طرف تھوک دیکھا، اسے صاف کیا، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم میں کوئی اس بات کو

---

(31) سنن ابن ماجہ، أبواب المساجد۔۔۔ إلخ، باب تطہیر المساجد وتطیبھا، الحدیث: ۷۵۷، ج۱، ص۴۱۹

(32) سنن ابن ماجہ، أبواب المساجد۔۔۔ إلخ، باب ما یکرہ في المساجد، الحدیث: ۷۵۰، ج۱، ص۴۱۵

(33) جامع الترمذي، أبواب البیوع، باب النھي عن البیع في مسجد، الحدیث: ۱۳۲۵، ج۳، ص۵۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ معلوم ہوا کہ گناہ پر بددعا دینا جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اسے سنا کر بددعا دے تاکہ تبلیغ بھی ہو جائے۔ خرید و فروخت سے مراد صرف خرید و فروخت کی باتیں بھی ہیں اور وہاں مال حاضر کرکے بیچنا بھی۔

۲۔ اس کی شرح گزر چکی کہ ڈھونڈنے سے مراد شور مچا کر تلاش کرنا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص۶۹۱)

(34) شعب الایمان، باب في الصلوات، فصل المشي إلی المساجد، الحدیث: ۲۹۶۲، ج۳، ص۸۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ علماء فرماتے ہیں کہ مسجد میں دنیوی جائز باتیں بھی نیکیاں برباد کر دیتی ہیں۔ دنیا کی قید سے معلوم ہوا کہ وہاں دینی باتیں جائز ہیں۔

۲۔ یعنی اللہ ان پر کرم نہ کرے گا، ورنہ رب کو کسی بندے کی ضرورت نہیں، وہ ضرورتوں سے پاک ہے۔

۱۔ علماء فرماتے ہیں کہ مسجد میں دنیوی جائز باتیں بھی نیکیاں برباد کر دیتی ہیں۔ دنیا کی قید سے معلوم ہوا کہ وہاں دینی باتیں جائز ہیں۔

۲۔ یعنی اللہ ان پر کرم نہ کرے گا، ورنہ رب کو کسی بندے کی ضرورت نہیں، وہ ضرورتوں سے پاک ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص۴۷۰)

پسند کرتا ہے کہ اس کے سامنے کھڑا ہو کر کوئی شخص اس کے مونھ کی طرف تھوک دے۔(35)

حدیث ۴۶ و ۴۷: ابو داود و ابن خزیمہ و ابن حبان، ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو قبلہ کی جانب تھوکے، قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا تھوک، دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا۔(36) اور امام احمد کی روایت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ فرمایا: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔(37)

---

(35) المسند للامام احمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدري، الحديث: ۱۱۱۸۵، ج ۴، ص ۴۸

(36) سنن أبي داود، كتاب الأطعمة، باب في أكل الثوم، الحديث: ۳۸۲۴، ج ۳، ص ۵۰۵، عن حذيفة رضي الله عنه

کعبے کے کعبے کی بے ادبی کرنے والا کیونکر امام ہوسکتا ہے!

حضرتِ فقیہِ اعظم، خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ مولینا ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: یہاں سے معلوم کر لینا چاہئے کہ دین میں ادب کی کس قدر ضرورت ہے۔ اور سرورِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے قبلہ شریف کی بے ادبی کرنے کے سبب منع فرمایا کہ یہ شخص نماز نہ پڑھائے۔ تو جو شخص سر سے پاؤں تک بے ادب ہو، سرورِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم کے حق میں گستاخ ہو، ائمۂ دین کی بے ادبی کرتا ہو، حضرات مشائخ پر طرح طرح سے تمسخر کرے۔ کیا ایسا شخص امام بننے کا شرعاً حق رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

(اَخلاق الصالحین ص 13)

(37) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ۲۲۳۰۶، ج ۸، ص ۲۹۲

قبلہ کی طرف تھوکنے والے کی حکایت

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولینا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمی بسطامی کے والِد رَحِمَہُمَا اللہ تعالیٰ سے فرمایا: چلو اُس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو بنامِ وِلایت مشہور کیا ہے۔ وہ شخص مَرجِعِ ناس و مشہورِ زُہد تھا، (یعنی عقیدتمندوں کا اُس کے پاس ہُجوم رہتا تھا اور دنیا سے بے رغبتی میں اُس کی شہرت تھی) جب وہاں تشریف لے گئے اِتّفاقاً اُس نے قبلہ کی طرف تھوکا، حضرتِ سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً واپس آئے اور اس سے سلام علیک نہ کی اور فرمایا: یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کے آداب سے ایک ادب پر تو اَمین ہے نہیں، جس چیز کا اِدِّعا (یعنی دعویٰ کرنا) رکھتا ہے اُس پر کیا امین ہوگا۔ (الرِّسالۃُ القُشَیریہ ص 38۔ فتاوٰی رضویہ ج 21 ص 539)

اور دوسری روایت میں ہے، فرمایا: یہ شخص شریعت کے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں اَسرارِ اِلٰہِیّہ (یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے رازوں) پر کیوں کر امین ہوگا! (اَیضاً ص 292، ایضاً ص 540)

حضرتِ سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم کسی شخص کو ایسی کرامت دیا گیا بھی دیکھو کہ ہوا پر چار زانو بیٹھ سکتا ہے تب بھی اُس سے فریب (دھوکا) نہ کھانا جب تک کہ فرض و واجب، مکروہ و حرام اور محافظتِ حدود و آداب شریعت میں اس کا حال نہ دیکھ لو۔
(اَیضاً ص 38، ایضاً ص 540)

حدیث ۴۸: صحیح بخاری شریف میں ہے سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: میں مسجد میں سویا تھا، ایک شخص نے مجھ پر کنکری پھینکی دیکھا، تو امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، فرمایا: جاؤ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ، میں ان دونوں کو حاضر لایا، فرمایا: تم کس قبیلہ کے ہو یا کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کی، ہم طائف کے رہنے والے ہیں، فرمایا: اگر تم اہلِ مدینہ سے ہوتے تو میں تمھیں سزا دیتا (کہ وہاں کے لوگ آداب سے واقف تھے) مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آواز بلند کرتے ہو۔(38)

❀❀❀❀❀

---

(38) صحیح البخاري، کتاب الصلاۃ، باب رفع الصوت في المسجد، الحدیث: ۴۷۰، ج۱، ص۱۷۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ بہت نوعمر صحابی ہیں، اپنے والد کے ساتھ حجۃ الوداع میں حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس وقت آپ کی عمر سات سال تھی۔

۲۔ حضرت سائب کا مسجد نبوی میں سونا یا اس لئے تھا کہ آپ مسافر تھے یا نیت اعتکاف کر لیتے تھے یا آپ جائز سمجھتے تھے۔بعض علماء مسجد میں سونے کو مکروہ کہتے ہیں، بعض بلا کراہت جائز، حضرت فاروق اعظم نے انہیں آواز دے کر نہ جگایا مسجد پاک کا احترام کرتے ہوئے۔

۳۔ مسجد نبوی میں بلند آواز سے باتیں کرنے پر کیونکہ مدینہ والے یہاں کے آداب سے واقف ہیں تم لوگ پردیسی ہو مسائل سے پورے واقف نہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ حاکم گناہ صغیرہ پر بھی تعزیرًا سزا دے سکتا ہے، جہاں علم کی روشنی کم پہنچتی ہو یا بالکل نہ پہنچی ہو وہاں کے لوگوں کو بے علمی پر معذور رکھا جاسکتا ہے، ورنہ بے علمی عذر نہیں۔خیال رہے کہ طائف حجاز کا مشہور شہر ہے، مکہ معظمہ سے تین منزل دور سیدنا عبداللہ ابن عباس کا مزار پرانوار وہیں ہے۔فقیر نے زیارت کی ہے۔

۴۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ مسجد نبوی کی حرمت دوسری مسجدوں سے زیادہ ہے کہ حضور اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، وہاں حضور کا دربار ہے، اس کا ادب چاہیے۔وہ حضرات دنیوی باتیں اونچی آواز سے کر رہے تھے، ورنہ مسجد میں درس و تدریس، ذکر اللہ، نعت شریف وغیرہ بلند آواز سے کر سکتے ہیں، جب کہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۴۷۰)

احکام فقہیہ

مسئلہ ۱: قبلہ کی طرف قصداً پاؤں پھیلانا مکروہ ہے، سوتے میں ہو یا جاگتے میں، یوہیں مصحف شریف وکتب شرعیہ (تفسیر وحدیث کی کتابوں) کی طرف بھی پاؤں پھیلانا مکروہ ہے، ہاں اگر کتابیں اونچے پر ہوں کہ پاؤں کی محاذات (سیدھ) اُن کی طرف نہ ہو تو حرج نہیں یا بہت دور ہوں کہ عرفاً کتاب کی طرف پاؤں پھیلانا نہ کہا جائے، تو بھی معاف ہے۔(1)

مسئلہ ۲: نابالغ کا پاؤں قبلہ رُخ کر کے لٹا دیا، یہ بھی مکروہ ہے اور کراہت اس لٹانے والے پر عائد ہوگی۔(2)

مسئلہ ۳: مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر اسباب مسجد جاتے رہنے کا خوف ہو، تو علاوہ اوقات نماز بند کرنے کی اجازت ہے۔(3)

مسئلہ ۴: مسجد کی چھت پر وطی و بول و براز (پیشاب اور پاخانہ کرنا) حرام ہے، یوہیں جنب اور حیض و نفاس والی کو اس پر جانا حرام ہے کہ وہ بھی مسجد کے حکم میں ہے۔ مسجد کی چھت پر بلاضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔(4)

مسئلہ ۵: مسجد کو راستہ بنانا یعنی اس میں سے ہو کر گزرنا ناجائز ہے، اگر اس کی عادت کرے تو فاسق ہے، اگر کوئی اس نیت سے مسجد میں گیا وسط میں پہنچا کہ نادم ہوا، تو جس دروازہ سے اس کو نکلنا تھا اس کے سوا دوسرے دروازہ سے نکلے یا وہیں نماز پڑھے پھر نکلے اور وضو نہ ہو، تو جس طرف سے آیا ہے، واپس جائے۔(5)

مسئلہ ۶: مسجد میں نجاست لے کر جانا، اگرچہ اس سے مسجد آلودہ نہ ہو، یا جس کے بدن پر نجاست لگی ہو، اس کو مسجد میں جانا منع ہے۔(6)

---

(1) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، ج ۲، ص ۵۱۶

(2) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، مطلب في أحکام المسجد، ج ۲، ص ۵۱۵

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ...إلخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج ۱، ص ۱۰۹

(4) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ...إلخ، مطلب في أحکام المسجد، ج ۲، ص ۵۱۶

(5) المرجع السابق، ص ۵۱۷

(6) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، مطلب في أحکام المسجد، ج ۲، ص ۵۱۷

مسئلہ ۷: ناپاک روغن مسجد میں جلانا یا نجس گارا مسجد میں لگانا منع ہے۔(7)

مسئلہ ۸: مسجد میں کسی برتن کے اندر پیشاب کرنا یا فصد کا خون لینا (فاسد خون نکلوانا) بھی جائز نہیں۔(8)

مسئلہ ۹: بچے اور پاگل کو جن سے نجاست کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے ورنہ مکروہ، جو لوگ جوتیاں مسجد کے اندر لے جاتے ہیں، ان کو اس کا خیال کرنا چاہیے کہ اگر نجاست لگی ہو تو صاف کرلیں اور جوتا پہنے مسجد میں چلے جانا، سوء ادب ہے(9)۔

مسئلہ ۱۰: عیدگاہ یا وہ مقام کہ جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے بنایا ہو، اقتدا کے مسائل میں مسجد کے حکم میں ہے کہ اگرچہ امام و مقتدی کے درمیان کتنی ہی صفوں کی جگہ فاصل ہو اقتدا صحیح ہے اور باقی احکام مسجد کے اس پر نہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں پیشاب پاخانہ جائز ہے بلکہ یہ مطلب کہ جنب اور حیض و نفاس والی کو اس میں آنا جائز، فنائے مسجد اور مدرسہ و خانقاہ و سرائے اور تالابوں پر جو چبوترہ وغیرہ نماز پڑھنے کے لیے بنالیا کرتے ہیں، اُن سب کے بھی یہی احکام ہیں، جو عیدگاہ کے لیے ہیں(10)۔

مسئلہ ۱۱: مسجد کی دیوار میں نقش و نگار اور سونے کا پانی پھیرنا منع نہیں جب کہ بہ نیت تعظیم مسجد ہو، مگر دیوارِ قبلہ میں نقش و نگار مکروہ ہے، یہ حکم اس وقت ہے کہ کوئی شخص اپنے مال حلال سے نقش کرے اور مال وقف سے نقش و نگار حرام ہے، اگر متولّی نے کرایا یا سفیدی کی تو تاوان دے، ہاں اگر واقف نے یہ فعل خود بھی کیا یا اُس نے متولّی کو اختیار دیا ہو تو مال وقف سے یہ خرچ دیا جائے گا(11)۔

---

(7) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، ج ۲، ص ۵۱۷

(8) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، ج ۲، ص ۵۱۷

(9) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، ج ۲، ص ۵۱۸

(10) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، ج ۲، ص ۵۱۹

(11) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مساجد میں زینت ظاہری زمانہ سلف صالحین میں فضول و ناپسند تھی کہ اُن کے قلوب تعظیم شعائر اللہ سے مملو تھے والہذا حدیث میں مباہاۃ فی المساجد کو اشراط ساعت سے شمار فرمایا، اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے فرمایا:

لتزخرفنّھا کما زخرفت الیھود والنصاریٰ ا۔

تم مساجد کو اسی طرح مزیّن کروگے جس طرح یہود و نصاریٰ نے مزیّن کیں۔

(ا۔ الصحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب بنیان المسجد، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۶۴)

تبدل زمان سے علماء نے تزیینِ مساجد کی اجازت فرمائی کہ اب تعظیم ظاہر مورث عظمت فی العیون ووقعت فی القلوب ہوتی ہے ←

فکان کتحلیۃ المصحف فیہ من تعظیمہ (یہ ایسے ہی ہے جیسے تعظیم کی خاطر قرآن حکیم کو طلا کی صورت میں لکھا جائے۔ت) مگر اب بھی دیوار قبلہ عموماً اور محراب کو خصوصاً شاغلاتِ قلوب سے بچانے کا حکم ہے بلکہ اولٰی یہ ہے کہ دیوار یمین وشمال بھی ملہیات سے خالی رہے کہ اُس کے پاس جو مصلّی ہو اُس کی نظر کو پریشان نہ کرے۔ ہاں گنبدوں، میناروں، سقف اور دیواروں کی سطح کہ مصلیوں کے پس پشت رہے گی ان میں مضائقہ نہیں اگرچہ سونے کے پانی سے نقش ونگار ہوں بشرطیکہ اپنے مال حلال سے ہوں، مسجد کا مال اُس میں صرف نہ کیا جائے، مگر جبکہ اصل بانیٔ مسجد نے نقش ونگار کئے ہوں یا واقف نے اس کی اجازت دی ہو یا مالِ مسجد کا فاضل بچا ہو، اور اگر صرف نہ کیا جائے تو ظالموں کے خورد برد میں جائے گا پھر جہاں جہاں نقش ونگار اپنے مال سے کرسکتا ہے اس میں بھی دقائق نقوش سے تکلف مکروہ ہے سادگی ومیانہ روی کا پہلو ملحوظ رہے۔ امام ابن المنیر شرح جامع صحیح میں فرماتے ہیں:

استنبط منہ کراھۃ زخرفۃ المساجد لاشتغال قلب المصلی بذلک اولصرف المال فی غیر وجھہ نعم اذاوقع ذلک علی سبیل تعظیم المساجد ولم یقع الصرف علیہ من بیت المال فلا باس بہ ولو اوصی بتشیید مسجد وتحمیرہ وتصفیرہ ونفذت وصیتہ لانہ قد حدث الناس فتاوی بقدر ما احدثوا وقد احدث الناس مؤمنھم وکافرھم تشیید بیوتھم و تزیینھا ولو بنینا مساجدنا باللبن وجعلنا ھا متطامنۃ بین الدور الشاھقۃ وربما کانت لاھل الذمۃ لکانت مستھانۃ ا؎۔

اس سے مساجد کا مزیّن کرنا مکروہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس میں نمازی کے دل مشغول یا مال کا غلط طور پر استعمال لازم آتا ہے، ہاں جب یہ تزیین مساجد کی تعظیم کی خاطر ہو اور بیت المال سے نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر کسی شخص نے مسجد کو پختہ کرنے اور اسے سرخ وسفید کرنے کی وصیت کی تو اس کی وصیت نافذ ہوگی کیونکہ لوگوں میں فتوٰی اُن کے حال کے مطابق ہوتا ہے اب لوگ خواہ مومن ہیں یا کافر ہر کوئی اپنے گھر کو مزیّن کر رہا ہے، اب اگر ہم اپنی مساجد کو کچی اینٹوں سے بنائیں گے اور انھیں بلند عمارات کے درمیان چھوٹا بنائیں تو ان کی توہین ہوگی جبکہ یہ مکانات اہل الذمہ کے بھی ہوسکتے ہیں

(ا؎ ارشاد الساری، بحوالہ ابن المنیر، باب بنیان المسجد، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱/ ۴۴۰)

درمختار میں ہے:

(ولا باس بنقشہ خلا محرابہ) فانہ یکرہ لانہ یلھی المصلی، ویکرہ التکلف بدقائق النقوش ونحوھا. خصوصا فی جدار القبلۃ قالہ الحلبی وفی حظر المجتبی وقیل یکرہ فی المحراب دون السقف والمؤخر انتھی وظاھرہ ان المراد بالمحراب جدار القبلۃ فلیحفظ (بجص وماء ذھب) لو (بمالہ) الحلال (لا من مال الوقت) فانہ حرام (وضمن متولیہ لو فعل) النقش اوالبیاض الا اذا خیف طمع الظلمۃ فلا باس بہ کافی، والا اذا کان لاحکام البناء اوالواقف فعل مثلہ لقولھم انہ یعمر الوقف کما کان وتمامہ فی البحر ا؎۔

(مسجد کو محراب کے علاوہ منقش کرنے مین کوئی حرج نہیں) کیونکہ محراب کا نقش ونگار نمازی کو مشغول کردیتا ہے، البتہ بہت زیادہ ←

مسئلہ ۱۲: مسجد کا مال جمع ہے اور خوف ہے کہ ظالم ضائع کر ڈالیں گے، تو ایسی حالت میں نقش و نگار میں صرف کر سکتے ہیں (12)۔

مسئلہ ۱۳: مسجد کی دیواروں اور محرابوں پر قرآن لکھنا اچھا نہیں کہ اندیشہ ہے وہاں سے گرے اور پاؤں کے نیچے پڑے، اسی طرح مکان کی دیواروں پر کہ علّت مشترک ہے۔ یوہیں جس بچھونے یا مُصلّے پر اسمائے الٰہی لکھے ہوں اس کا بچھانا یا کسی اور استعمال میں لانا جائز نہیں اور یہ بھی ممنوع ہے کہ اپنی ملک میں سے اِسے جُدا کردے کہ دوسرے کے استعمال نہ کرنے کا کیا اطمینان، لہٰذا واجب ہے کہ اس کو سب سے اوپر کسی ایسی جگہ رکھیں کہ اس سے اوپر کوئی چیز نہ

نقش و نگار کے لئے تکلف کرنا خصوصاً دیوارِ قبلہ میں مکروہ ہے۔ حلبی اور مجتبٰی کے باب الحظر میں ہے کہ محراب کا منقش کرنا مکروہ ہے چھت یا پچھلی دیوار کا منقش کرنا مکروہ نہیں اھ اور ظاہر یہی ہے کہ محراب سے مراد دیوارِ قبلہ ہے، بس اسے محفوظ کرلو (چونے اور سونے کے پانی سے) اگر (اپنے مال) حلال سے ہو (مالِ وقف سے نہیں) کیونکہ وہ حرام ہے (متولی نے اگر کیا تو وہ ضامن ہوگا) نقش یا سفیدی البتہ جب ظالموں سے مالِ وقف کو خطرہ ہو تو کوئی حرج نہیں، کافی اور اس صورت میں جب یہ بنا کی پختگی کے لئے یا واقف نے خود ایسے کیا ہو کیونکہ فقہاء نے فرمایا کہ وقف کی مرمت حسبِ سابق کرنا ہے۔ اس کی تفصیل بحر میں ہے۔

(۱۔ درمختار، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۹۳)

ردالمحتار میں بحر سے ہے:

واراد وامن المسجد داخله فيفيد ان تزيين خارجه مكروه ۲ ؎ اھ

یہاں انھوں نے داخلِ مسجد مراد لیا ہے جو واضح کررہا ہے کہ باہر مسجد کی تزیین مکروہ ہے اھ

(۲۔ ردالمحتار، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا، مطبوعہ مصطفٰے البابی مصر، ۱/ ۴۸۷)

رایتنی کتبت علیه ما نصه. اقول فی هذه الاستفادة نظر ظاهر، بل الظاهر منه جوازه بلا کراهة بالشروط الثلثة ان یکون بماله الحلال ولا یتکلف دقائق النقوش لان خارج المسجد لیس محل الهاء المصلی، وفیه تعظیمه فی العیون وزیادة وقعته فی القلوب و تغیب الناس فی حضوره تعمیره. و کل ذلك مطلوب محبوب وانما الامور بمقاصدها. وانما لکل امرء مانوی ۳ ؎ والله تعالٰی اعلم

(۳۔ جد الممتار علی ردالمحتار، باب احکام المسجد، المجمع الاسلامی مبارکپور، انڈیا، ۱/ ۳۱۵)

میں نے اس پر جو لکھا وہ یہ ہے کہ اس استفادہ میں نظر ظاہر ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ؟شروط ثلثہ کے ساتھ بلا کراہت جائز ہے یہ کہ اپنا مال حلال کا ہو اور نقوش میں تکلف نہ ہو کیونکہ خارج مسجد نمازی کو مشغول نہیں کرتا اس میں دیکھنے میں تعظیم اور دلوں میں وقعت کا اضافہ اور لوگوں کا حضور و آبادی میں شوق کا سبب ہے اور ان میں سے ہر شئی مطلوب محبوب ہے، اور امور کا اعتبار ان کے مقاصد پر ہوتا ہے، ہر آدمی کے لئے وہی کچھ ہے جو اس نے نیت کی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۱۰۵۔ ۱۰۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ... الخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج ۱، ص ۱۰۹

ہو(13)۔ یوہیں بعض دسترخوان پر اشعار لکھتے ہیں، ان کا بچھانا اور ان پر کھانا ممنوع ہے۔

مسئلہ ۱۴: مسجد میں وضو کرنا اور کُلی کرنا اور مسجد کی دیواروں یا چٹائیوں پر یا چٹائیوں کے نیچے تھوکنا اور ناک سنکنا ممنوع ہے اور چٹائیوں کے نیچے ڈالنا اوپر ڈالنے سے زیادہ بُرا ہے اور اگر ناک سنکنے یا تھوکنے کی ضرورت ہی پڑ جائے، تو کپڑے میں لے لے(14)۔

مسئلہ ۱۵: مسجد میں کوئی جگہ وضو کے لیے ابتدا ہی سے بانی مسجد نے قبل تمام مسجدیت بنائی ہے، جس میں نماز نہیں ہوتی تو وہاں وضو کر سکتا ہے۔ یوہیں طشت وغیرہ کسی برتن میں بھی وضو کر سکتا ہے، مگر بشرط کمال احتیاط کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ پڑے(15)۔ بلکہ مسجد کو ہر گھن کی چیز سے بچانا ضروری ہے۔ آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد مونھ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۶: کیچڑ سے پاؤں سنا ہوا ہے، اس کو مسجد کی دیوار یا ستون سے پونچھنا ممنوع ہے، یوہیں پھیلے ہوئے غبار سے پونچھنا بھی ناجائز ہے اور کوڑا جمع ہے تو اس سے پونچھ سکتے ہیں، یوہیں مسجد میں کوئی لکڑی پڑی ہوئی ہے کہ عمارت مسجد میں داخل نہیں اس سے بھی پونچھ سکتے ہیں، چٹائی کے بے کار ٹکڑے سے جس پر نماز نہ پڑھتے ہوں پونچھ سکتے ہیں، مگر بچنا افضل(16)۔

مسئلہ ۱۷: مسجد کا کوڑا جھاڑ کر کسی ایسی جگہ نہ ڈالیں، جہاں بے ادبی ہو(17)۔

مسئلہ ۱۸: مسجد میں کنوآں نہیں کھودا جا سکتا اور اگر قبل مسجد وہ کنوآں تھا اور اب مسجد میں آ گیا، تو باقی رکھا جائے گا(18)۔

مسئلہ ۱۹: مسجد میں پیڑ لگانے کی اجازت نہیں، ہاں مسجد کو اس کی حاجت ہے کہ زمین میں تری ہے، ستون قائم نہیں رہتے، تو اس تری کے جذب کرنے کے لیے پیڑ لگا سکتے ہیں(19)۔

---

(13) المرجع السابق

(14) المرجع السابق، ص۱۱۰

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ... إلخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج۱، ص۱۱۰

(16) المرجع السابق، وصغیری، فصل في أحکام المسجد، ص۳۰۱

(17) الدرالمختار، کتاب الطھارۃ، ج۱، ص۳۵۵

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ... إلخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج۱، ص۱۱۰

(19) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مسجد میں درخت بونا ناجائز ہے اگرچہ مسجد وسیع ہو اگرچہ درخت پھلدار ہو(سوا اس ضرورت کے کہ زمین مسجد سخت نمناک ہو جس کے باعث ←

مسئلہ ۲۰: قبل تمام مسجدیت، مسجد کے اسباب رکھنے کے لیے مسجد میں حجرہ وغیرہ بنا سکتے ہیں (20)۔
مسئلہ ۲۱: مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے، مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے(21)۔ حدیث میں ہے، جب دیکھو کہ گی ہوئی چیز مسجد میں تلاش کرتا ہے، تو کہو، خدا اس کو تیرے پاس واپس نہ

اس کی عمارت کوضرر پہنچے ستون نہ ٹھہریں یا دیواریں پھولیں، اس لئے بوئے جائیں کہ ان کی جڑیں پھیل کر رطوبت کو جذب کرلیں)
خلاصہ میں ہے:

غرس الاشجار فی المسجد لاباس به اذا کان فیه نفع للمسجد بان کان المسجد ذانزو الا سطوانات لاتستقر بدونها وبدون هذا لایجوز اھ ۱۔ ولفظ الامام ظهیر الدین بعد ذکر الحاجة المذکورة فحینئذ یجوز والا فلا ۲۔ اھ قال فی منحة الخالق قوله والا فلا دلیل علی انه لایجوز احداث الغرس فی المسجد ولا القائه وفیه لغیر ذلك العذر ولو کان المسجد واسعا ولو قصد به الاستغلال للمسجد ۳۔ الخ۔

مسجد میں درخت لگانا جائز ہے جبکہ مسجد کے نفع کے لئے ہو جیسے زمین مسجد نمناک ہو اور درختوں کے بغیر اس کے ستون قرار نہ پکڑتے ہوں اور اس ضرورت کے بغیر درخت لگانا ناجائز ہیں اھ حاجت مذکور کے ذکر کرنے کے بعد امام ظہیر الدین نے یوں فرمایا کہ اگر یہ حاجت ہو تو جائز ورنہ ناجائز اھ منحۃ الخالق میں ہے فرمایا کہ امام ظہیر الدین کا قول والا لا ورنہ ناجائز ہے) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عذر مذکور کے بغیر مسجد میں ابتداً درخت لگانا بھی ناجائز اور لگے ہوئے درختوں کو باقی رکھنا بھی ناجائز ہے اگر چہ مسجد وسیع ہو اور اگرچہ اس سے مسجد کے لئے کرایہ لینا مقصود ہو الخ ۔ (۱۔ خلاصۃ الفتاوٰی، کتاب الصلوٰۃ، الفصل السادس والعشرون فی المسجد، مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ، ۱/ ۲۲۸)
(۲۔ بحرالرائق بحوالہ الظہیر یہ کتاب الصلوٰۃ فصل لما فرغ من بیان الکراہیۃ فی الصلوٰۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۵)(۳۔ منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الصلوٰۃ فصل لما فرغ من بیان الکراہیۃ فی الصلوٰۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۵)
ہاں اگر درخت مسجد کے مسجد ہونے سے پہلے رکھا گیا تو عدم جواز مذکور کے تحت میں داخل نہیں کہ اس تقدیر پر یہ درخت مسجد میں نہ بویا گیا بلکہ مسجد زمین درخت میں بنائی گئی اس صورت میں اگر درخت بونے والا وہی مالک زمین وبانی مسجد ہے تو درخت مسجد پر وقف ہوگا، نہ کسی شخص کی ملک، فی ردالمحتار یدخل فی وقف الارض مافیها من الشجر والبناء ۱۔ الخ۔

(۱۔ ردالمحتار کتاب الوقف داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۷۳)

ردالمحتار میں ہے زمین کے وقف وہ درخت اور عمارت بھی داخل ہوگی جو اس زمین موقوفہ میں ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۶، ص ۳۳۶۔ ۳۳۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(20) المرجع السابق

(21) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

درمختار محل مذکور: یحرم فیه السوال ویکره الاعطاء و انشاد ضالة وشعر الامافیه ذکر ورفع صوت بذکر الا للمتفقهة ویمنع منه کل مؤذ ولو بلسانه اھ ۔(۱۔ درمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۹۴۔ ۹۳)

کرے کہ مسجدیں اس لیے نہیں بنیں (22)۔ اس حدیث کو مُسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۲۲: مسجد میں شعر پڑھنا ناجائز ہے، البتہ اگر وہ شعر حمد و نعت و منقبت و وعظ و حکمت کا ہو، تو جائز ہے (23)۔

مسئلہ ۲۳: مسجد میں کھانا، پینا، سونا، معتکف اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں، لہٰذا جب کھانے پینے وغیرہ کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے کچھ ذکر و نماز کے بعد اب کھا پی سکتا ہے اور بعضوں نے صرف معتکف کا استثنا کیا اور یہی راجح، لہٰذا غریب الوطن بھی نیتِ اعتکاف کرے کہ خلاف سے بچے۔ (24)

مسجد میں سوال کرنا حرام اور سائل کو مسجد میں دینا مکروہ ہے، اور اسی طرح گمشدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرنا۔ اور ایسے اشعار پڑھنا جن میں ذکر نہ ہو، اور فقہ کی تعلیم و تعلم کے علاوہ آواز بلند کرنا مکروہ ہے، اور کل ایذا دینے والے کو مسجد سے منع کیا جائیگا اگرچہ زبان سے ایذا پہنچاتا ہو۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۶، ص ۵۹۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(22) صحیح مسلم، کتاب المساجد... إلخ، باب النهي عن نشد الضالة في المسجد... إلخ، الحدیث: ۱۲۶۰، ص ۷۶۵

(23) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

یہ اس چیز کا بیان تھا جسے عرف میں گانا کہتے ہیں اور اگر اشعار حمد و نعت و منقبت و وعظ و پند و ذکر آخرت بوڑھے یا جوان مرد خوش الحانی سے پڑھیں اور بہ نیت نیک سنے جائیں کہ اسے عرف میں گانا نہیں بلکہ پڑھنا کہتے ہیں تو اس کے منع پر شرع سے اصلا دلیل نہیں، حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خاص مسجد اقدس میں منبر رکھنا اور ان کا اس پر کھڑے ہو کر نعت اقدس سنانا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام کا استماع فرمانا خود حدیث صحیح بخاری شریف سے واضح اور عرب کے رسم حدی زمانہ صحابہ وتابعین بلکہ عہد اقدس رسالت میں رائج رہنا خوش الحانی رجال کے جواز پر دلیل لائح، انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حدی پر حضور والاصلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے انکار فرمایا بلکہ بلحاظ عورات یا انجشہ روید الانکسر القوارير ارشاد ہوا کہ ان کی آواز دلکش و دل نواز تھی عورتیں نرم و نازک شیشیاں ہیں جنہیں تھوڑی ٹھیس بہت ہوتی ہے، غرض مدار کار تحقق وتوقع فتنہ ہے، جہاں فتنہ ثابت وہاں حکم حرمت، جہاں توقع واندیشہ وہاں بنظر سد ذریعہ حکم ممانعت، جہاں نہ یہ نہ وہ، نہ یہ نہ وہ بلکہ بہ نیت محمود استحباب موجود۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ چند سطروں میں تحقیق نفیس ہے کہ ان شاء اللہ العزیز حق اس سے متجاوز نہیں، نسأل الله سوی الصراط من دون تفريط والافراط والله اعلم بالصواب۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سیدھی راہ کا سوال کرتے ہیں جو افراط وتفریط سے محفوظ ہو، اللہ تعالیٰ راہ صواب کو خوب جاننے والا ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۸۴۔۸۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(24) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج ۲، ص ۵۲۵۔

وصغیری، فصل فی أحکام المسجد، ص ۳۰۲

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: ←

مسئلہ ۲۴: مسجد میں کچا لہسن، پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں، جب تک بو باقی ہو کہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جو اس بدبودار درخت سے کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملائکہ کو اس چیز سے ایذا ہوتی ہے، جس سے آدمی کو ہوتی ہے۔ (25) اس حدیث کو بخاری و مسلم نے

صحیح و معتمد یہ ہے کہ مسجد میں کھانا پینا، سونا سوا معتکف کے کسی کو جائز نہیں، مسافر یا حضری اگر چاہتا ہے تو اعتکاف کی نیت کیا دشوار ہے، اور اس کے لئے نہ روزہ شرط نہ کوئی مدت مقرر ہے، اعتکاف نفل ایک ساعت کا ہو سکتا ہے۔ مسجد کو گھر بنانا کسی کے لئے جائز نہیں، وہ لوگ بھی بہ نیت اعتکاف رہ سکتے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۹۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(25) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مسجد کو بو سے بچانا واجب ہے، ولہذا مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام، مسجد میں دیا سلائی سلگانا حرام، حتی کہ حدیث میں ارشاد ہوا: وان یمر فیہ بلحم نیئ ۳۔ یعنی مسجد میں کچا گوشت لے جانا جائز نہیں،

(۳۔ سنن ابن ماجہ، ابواب المساجد باب ما یکرہ فی المساجد، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۵۵)

حالانکہ کچے گوشت کی بو بہت خفیف ہے تو جہاں سے مسجد میں بو پہنچے وہاں تک ممانعت کی جائے گی، مسجد عام جماعت کیلئے بنائی جاتی ہے اور جماعت ہر مسلمان پر واجب ہے یہاں تک کہ ترک جماعت پر صحیح حدیث میں فرمایا: ظلم ہے اور کفر ہے۔ اور نفاق یہ کہ آدمی اللہ کے منادی کو پکارتا سنے اور حاضر نہ ہو۔

صحیح مسلم شریف میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے:

لو صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ھذا المتخلف لترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم ا وفی روایۃ ابی داؤد لکفرتم ۲۔

یعنی اگر مسجد میں جماعت کو حاضر نہ ہو گے اور گھروں میں نماز پڑھو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے ایمان سے نکل جاؤ گے (اور ابو داؤد کی روایت میں ہے تم کافر ہو جاؤ گے۔ ت) (ا۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل صلوٰۃ والجماعۃ وبیان التشدید الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۳۲)

(۲۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب التشدید فی ترک الجماعۃ، آفتاب عالم پریس لاہور، ۱/ ۸۱)

بایں ہمہ صحیحین کی حدیث میں ارشاد ہوا:

من اکل من ھذہ الشجرۃ الخبیثۃ فلا یقربن مصلانا ۳۔

جو اس گندے پیڑ میں سے کھائے یعنی کچا پیاز یا کچا لہسن وہ ہماری مسجد کے پاس نہ آئے۔

اور فرمایا: فان الملئکۃ تتأذی مما یتأذی منہ بنو ادم ۴۔ (۳۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب نہی من اکل ثوما الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۲۰۹) (۴۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب نہی من اکل ثوما الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۲۰۹)

یعنی یہ خیال نہ کرو کہ اگر مسجد خالی ہے تو اس میں کسی بو کا داخل کرنا اس وقت جائز ہو کہ کوئی آدمی نہیں جو اس سے ایذا پائے گا ایسا نہیں بلکہ ملائکہ بھی ایذا پاتے ہیں اس سے جس سے ایذا پاتا ہے انسان۔ مسجد کو نجاست سے بچانا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۶ ص ۲۳۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بد بُو ہو۔ جیسے گندنا، (26) مولی، کچا گوشت، مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بُو اُڑتی ہے، ریاح خارج کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جس کو گندہ دہنی کا عارضہ ہو یا کوئی بد بُو دار زخم ہو یا کوئی دوا بد بُو دار لگائی ہو، تو جب تک بُو منقطع نہ ہو اس کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے، یوہیں قصاب اور مچھلی بیچنے والے (27) اور کوڑھی اور سفید داغ والے اور اس شخص کو جو لوگوں کو زبان سے ایذا دیتا ہو، مسجد سے روکا جائے گا (28)۔

مسئلہ ۲۵: بیع وشرا (خرید وفروخت) وغیرہ ہر عقد مبادلہ مسجد میں منع ہے، صرف معتکف کو اجازت ہے جب کہ تجارت کے لیے خرید تا بیچتا نہ ہو، بلکہ اپنی اور بال بچوں کی ضرورت سے ہو اور وہ شے مسجد میں نہ لائی گئی ہو (29)۔

مسئلہ ۲۶: مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں (30)، نہ آواز بلند کرنا جائز۔

(26) یعنی ایک قسم کی مشہور ترکاری جو لہسن سے مشابہ ہوتی ہے۔

(27) یعنی جبکہ ان دونوں کے بدن یا کپڑے میں بو ہو۔ قصاب سے مراد قوم قصاب نہیں بلکہ وہ جو گوشت بیچتا ہو، چاہے وہ کسی قوم کا ہو۔

(28) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... الخ، ومطلب في الغرس في المسجد، ج ۲، ص ۵۲۵، وغیرہما

(29) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب في الغرس في المسجد، ج ۲، ص ۵۲۶

(30) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج ۲، ص ۵۲۶۔

وصغیری، فصل في أحکام المسجد، ص ۳۰۲

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

وہ مسجد جس میں دنیا کی مباح باتیں کرنے کو بیٹھنا نیکیوں کو کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔

فتح القدیر میں ہے:

الکلام المباح فیہ مکروہ یاکل الحسنات ۱؎۔

مسجد میں کلام مباح بھی مکروہ ہے اور نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ (ت)

(۱؎ فتح القدیر، کتاب الصلوٰۃ، فصل ویکرہ استقبال القبلۃ بالفرج فی الخلاء، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ۱/ ۳۲۲)

اشباہ میں ہے:

انہ یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب ۲؎۔

بیشک وہ نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے (ت)

(۲؎ الاشباہ والنظائر، الفن الثالث، القول فی احکام المساجد، ادارۃ القرآن کراچی، ۲/ ۲۳۳)

امام ابو عبداللہ نسفی نے مدارک شریف میں حدیث نقل کی کہ:

←

افسوس کہ اس زمانے میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے، یہاں تک کہ بعضوں کو مسجدوں میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

الحدیث فی المسجد یأکل الحسنات کما تأکل البھیمۃ الحشیش ۳؂۔
مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو اس طرح کھاجاتی ہے جیسے چوپایہ گھاس کو۔ (ت)

(۳؂ المدارک (تفسیر النسفی)، سورۃ لقمان، آیۃ ومن الناس من یشتری، دار الکتاب العربی بیروت، ۳/ ۲۷۹)

غمز العیون میں خزانۃ الفقہ سے ہے:

من تکلم فی المساجد بکلام الدنیا احبط اللہ تعالیٰ عنہ عمل اربعین سنۃ ۴؂۔
جو مسجد میں دنیا کی بات کرے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے عمل اکارت فرمادے۔

(۴؂ غمز العیون البصائر مع الاشباہ والنظائر، الفن الثالث فی احکام المسجد، ادارۃ القرآن کراچی، ۲/ ۲۳۳)

اقول: و مثلہ لایقال بالرای (میں کہتا ہوں کہ اس قسم کی بات رائے اور اٹکل سے نہیں کہی جاسکتی۔ت) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: سیکون فی اٰخر الزمان قوم یکون حدیثھم فی مساجد ھم لیس اللہ فیھم حاجۃ ۵؂۔ رواہ ابن حبان فی صحیحہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کریں گے اللہ عزوجل کو ان لوگوں سے کچھ کام نہیں (اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا: ت)

(۵؂ موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان، کتاب المواقیت حدیث ۳۱۱، المطبعۃ السلفیہ مدینہ منورہ، ص۹۹)

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے:

کلام الدنیا اذا کان مباحا صدقا فی المساجد بلاضرورۃ داعیۃ الی ذٰلک کالمعتکف فی حاجتہ اللازمۃ مکروہ کراھۃ تحریم (ثم الحدیث وقال فی شرحہ) لیس اللہ تعالیٰ فیھم حاجۃ ای لایرید بھم خیرا وانما ھم اھل الخیبۃ والحرمان والاھانۃ والخسران ۱؂۔

یعنی دنیا کی بات جبکہ فی نفسہٖ مباح اور سچی ہو مسجد میں بلاضرورت کرنی حرام ہے ضرورت ایسی جیسے معتکف اپنے حوائج ضروریہ کے لئے بات کرے، پھر حدیث مذکور ذکر کرکے فرمایا معنی حدیث یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہ کریگا اور وہ نامراد محروم وزیاں کار اور اہانت وذلت کے سزاوار ہیں۔ (۱؂ الحدیقۃ الندیۃ، نوع ۴۰، کلام الدنیا فی المساجد بلاعذر، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ۲/ ۱۷-۳۱۶)

اسی میں ہے:

وروی ان مسجدا من المساجد ارتفع الی السماء شاکیا من اھلہ یتکلمون فیہ بکلام الدنیا فاستقبلتہ الملٰئکۃ وقالوا بعثنا بھلاکھم ۲؂۔

(۲؂ الحدیقۃ الندیۃ، نوع ۴۰، کلام الدنیا فی المساجد بلاعذر، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۳۱۸)

یعنی مروی ہوا کہ ایک مسجد اپنے رب کے حضور شکایت کرنے چلی کہ لوگ مجھ میں دنیا کی باتیں کرتے ہیں ملائکہ اسے آتے ملے

مسئلہ ۲۷: درزی کو اجازت نہیں کہ مسجد میں بیٹھ کر اُجرت پر کپڑے سیے، ہاں اگر بچوں کو روکنے اور مسجد کی حفاظت کے لیے بیٹھا تو حرج نہیں۔ یوہیں کاتب کو مسجد میں بیٹھ کر لکھنے کی اجازت نہیں، جب کہ اُجرت پر لکھتا ہو اور بغیر اُجرت لکھتا ہو تو اجازت ہے جب کہ کتاب کوئی بُری نہ ہو۔ یوہیں معلّم اجیر (اُجرت پر پڑھانے والے) کو مسجد میں بیٹھ کر تعلیم کی اجازت نہیں اور اجیر نہ ہو تو اجازت ہے (31)۔

مسئلہ ۲۸: مسجد کا چراغ گھر نہیں لے جاسکتا اور تہائی رات تک چراغ جلا سکتے ہیں اگرچہ جماعت ہو چکی ہو، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، ہاں اگر واقف نے شرط کر دی ہو یا وہاں تہائی رات سے زیادہ جلانے کی عادت ہو تو جلا سکتے ہیں، اگرچہ شب بھر کی ہو (32)۔

مسئلہ ۲۹: مسجد کے چراغ سے کتب بینی اور درس و تدریس تہائی رات تک تو مطلقاً کر سکتا ہے، اگرچہ جماعت ہو چکی ہو اور اس کے بعد اجازت نہیں، مگر جہاں اس کے بعد تک جلنے کی عادت ہو (33)۔

مسئلہ ۳۰: چمگادڑ اور کبوتر وغیرہ کے گھونسلے، مسجد کی صفائی کے لیے نوچنے میں حرج نہیں (34)۔

مسئلہ ۳۱: جس نے مسجد بنوائی تو مرمت اور لوٹے، چٹائی، چراغ بتی وغیرہ کا حق اُسی کو ہے اور اذان و اقامت و امامت کا اہل ہے تو اس کا بھی وہی مستحق ہے، ورنہ اس کی رائے سے ہو، یوہیں اس کے بعد اس کی اولاد اور کنبے والے غیروں سے اولیٰ ہیں (35)۔

مسئلہ ۳۲: بانی مسجد نے ایک کو امام و مؤذن کیا اور اہل محلہ نے دوسرے کو، تو اگر وہ افضل ہے جسے اہل محلہ نے پسند کیا ہے، تو وہی بہتر ہے اور اگر برابر ہوں، تو جسے بانی نے پسند کیا، وہ ہوگا (36)۔

مسئلہ ۳۳: سب مسجدوں سے افضل مسجد حرام شریف ہے، پھر مسجد نبوی، پھر مسجد قدس، پھر مسجد قبا، پھر اور جامع

اور بولے ہم ان کے ہلاک کرنے کو بھیجے گئے ہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۶ ص ۳۱۰۔ ۳۱۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ ... الخ فصل کرہ غلق باب المسجد، ج ۱، ص ۱۱۰

(32) المرجع السابق

(33) المرجع السابق

(34) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج ۲، ص ۵۲۸

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ ... الخ فصل کرہ غلق باب المسجد، ج ۱، ص ۱۱۰۔
وغنیۃ المتملي، أحکام المسجد، ص ۶۱۵

(36) غنیۃ المتملي، أحکام المسجد، ص ۶۱۵

مسجدیں، پھر مسجد محلہ، پھر مسجد شارع (37)۔

مسئلہ ۳۴: مسجد محلہ میں نماز پڑھنا، اگرچہ جماعت قلیل ہو مسجد جامع سے افضل ہے، اگرچہ وہاں بڑی جماعت ہو، بلکہ اگر مسجد محلہ میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان و اقامت کہے، نماز پڑھے، وہ مسجد جامع کی جماعت سے افضل ہے (38)۔

مسئلہ ۳۵: جب چند مسجدیں برابر ہوں تو وہ مسجد اختیار کرے، جس کا امام زیادہ علم و صلاح والا ہو۔ (39) اور اگر اس میں برابر ہوں تو جو زیادہ قدیم ہو اور بعضوں نے کہا جو زیادہ قریب ہو اور زیادہ راجح یہی معلوم ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳۶: مسجد محلہ میں جماعت نہ ملی تو دوسری مسجد میں با جماعت پڑھنا افضل ہے اور جو دوسری مسجد میں بھی جماعت نہ ملے تو محلہ ہی کی مسجد میں اَولٰی ہے اور اگر مسجد محلہ میں تکبیر اُولیٰ یا ایک دو رکعت فوت ہوگئی اور دوسری جگہ مل جائے گی، تو اس کے لیے دوسری مسجد میں نہ جائے۔ یوہیں اگر اذان کہی اور جماعت میں سے کوئی نہیں، تو مؤذن تنہا پڑھ لے، دوسری مسجد میں نہ جائے۔ (40)

مسئلہ ۳۷: جو ادب مسجد کا ہے، وہی مسجد کی چھت کا ہے۔ (41)

مسئلہ ۳۸: مسجد محلہ کا امام اگر معاذ اللہ زانی یا سود خوار ہو یا اس میں اور کوئی ایسی خرابی ہو، جس کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز منع ہو تو مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد کو جائے۔ (42) اور اگر اس سے ہو سکتا ہو تو معزول کردے۔

مسئلہ ۳۹: اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ حدیث میں فرمایا: کہ اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا، مگر منافق۔ (43) لیکن وہ شخص کہ کسی کام کے لیے گیا اور واپسی کا ارادہ رکھتا ہے یعنی قبل قیام جماعت۔ یوہیں جو شخص

---

(37) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب في أفضل المسجد، ج ۲، ص ۵۲۱

(38) صغیری، فصل في أحکام المسجد، ص ۳۰۲، وغیرہ۔
والدرالمختار وردالمحتار، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب في أفضل المساجد، ج ۲، ص ۵۲۳

(39) صغیری، فصل في أحکام المسجد، ص ۳۰۲۔
والدرالمختار وردالمحتار، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب في أفضل المساجد، ج ۲، ص ۵۲۲

(40) صغیری، فصل في أحکام المسجد، ص ۳۰۲

(41) غنیۃ المتملي، فصل في أحکام المسجد، ص ۶۱۲

(42) غنیۃ المتملي، أحکام المسجد، ص ۶۱۳

(43) مراسیل أبي داود مع سنن أبي داود، باب ماجاء في الأذان، ص ۶

دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم ہوتو اسے چلا جانا چاہیے۔(44)

مسئلہ ۴۰: اگر اس وقت کی نماز پڑھ چکا ہے، تو اذان کے بعد مسجد سے جا سکتا ہے، مگر ظہر و عشا میں اقامت ہوگئی تو نہ جائے، نفل کی نیت سے شریک ہو جانے کا حکم ہے۔(45) اور باقی تین نمازوں میں اگر تکبیر ہوئی اور یہ تنہا پڑھ چکا ہے، تو باہر نکل جانا واجب ہے۔

قد تم هذا الجزء بحمد الله سبحنه و تعالىٰ وصلّى الله تعالىٰ على حبيبه وأله وصحبه وابنه وحزبه اجمعين والحمد لله ربّ الغلمين.

❁❁❁❁❁

(44) غنية المتملي، أحكام المسجد، ص ٦١٣

(45) غنية المتملي، أحكام المسجد، ص ٦١٤، وغیرہا۔

تقریظ امام اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملّتِ طاہرہ اعلیٰ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم الحمد للہ و کفی وسلم علی عبادہ الذین اصطفٰی لا سیما علی الشارع المصطفٰی ومقتفیہ فی المشارع اولی الصّدق والصفا۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے یہ مبارک رسالہ بہارِ شریعت حصہ سوم تصنیف لطیف اخی فی اللہ ذی المجد والجاہ والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلیٰ مولانا ابو العلیٰ مولوی حکیم محمد امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرب والسکنی رزقہ اللہ تعالیٰ فی الدارین الحسنی مطالعہ کیا الحمد للہ مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا۔ آج کل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی و اغلاط کے مصنوع و ملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولیٰ عزوجل مصنف کی عمر و علم و فیض میں برکت دے اور ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی وشافی ووافی وصافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہل سنت میں شائع و معمول اور دنیا وآخرت میں نافع و مقبول فرمائے۔ آمین

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْن۔ ۱۲ شَعْبَانُ الْمُعَظَّم ۱۳۳۶ھ ہجریۃ عَلٰی صَاحِبِہَا وَاٰلِہٖ الْکِرَامِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّحِیَّۃِ۔ اٰمِیْن۔

❁❁❁❁❁

فقہ حنفی کی عالم نا ز والی کتاب

فیضانِ شریعت

جلد چہارم

شرح

بہارِ شریعت

مصنف

حضرت مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ
اعظمی رضوی سنی حنفی۔ قادری، برکاتی

شارح

علامہ ابوتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس لاہور
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فیضانِ شریعت
شرح
بہارِ شریعت

مصنف

حضرت مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ

شارح

محمد ناصر الدین ناصر مدظلہ

بار اول .... مئی 2017

پرنٹرز .... آر۔ آر پرنٹرز

جلد چہارم

سرورق .... النافع گرافکس

تعداد 600/-

ناشر
چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول
میاں شہزاد رسول

قیمت .... =/ روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-8836776

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اردو بازار، لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فہرست

عنوانات	صفحہ

نماز استخارہ

صلاۃ التسبیح

نمازِ حاجت

نمازِ توبہ

تراویح کا بیان

قضا نماز کا بیان

سجدۂ سہو کا بیان

نماز مریض کا بیان

سجدۂ تلاوت کا بیان

نمازِ مسافر کا بیان

جمعہ کا بیان

عیدین کا بیان

گہن کی نماز کا بیان

نماز استسقا کا بیان

نمازِ خوف کا بیان

کتاب الجنائز

موت آنے کا بیان

کفن کا بیان

جنازہ لے چلنے کا بیان

قبر و دفن کا بیان

تعزیت کا بیان

شہید کا بیان

کعبۂ معظمہ میں نماز پڑھنے کا بیان

بقیہ مسائل نماز کا بیان

حصہ چہارم کی اصطلاحات

1- شَفعِ اوّل شَفعِ ثانی: چار رکعت والی نماز کی پہلی دو رکعتوں کو شفع اول اور آخری دو کو شفع ثانی کہتے ہیں۔

(ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۸)

2- اَلْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْط: یہ فقہ کا ایک قاعدہ ہے کہ معروف مشروط کی طرح ہے یعنی جو چیز مشہور ہو وہ طے شدہ معاملے کا حکم رکھتی ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۹، ص ۵۲۸)

3- اَلْمَعْهُوْدُ کَالْمَشْرُوْط: یہ فقہ کا ایک قاعدہ ہے کہ معہود مشروط کی طرح ہے یعنی جو بات سب کے ذہن میں ہو وہ طے شدہ معاملے کا حکم رکھتی ہے۔ (ماخوذ از وقار الفتاوی، ج ۱، ص ۱۹۳)

4- وطنِ اصلی: وطن اصلی سے مراد کسی شخص کی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کر لی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۹۹)

5- وطنِ اِقامت: وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔

(بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۰۰)

6- شیخِ فانی: وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہو گئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا (تو شیخ فانی ہے)۔

(بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۴۱)

7- مُکاتَب: آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اس کو قبول بھی کر لے تو ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۹، ص ۱۱)

8- ایامِ تشریق: یومِ نَحر (قربانی) یعنی دس ذوالحجہ کے بعد کے تین دن (۱۱ و ۱۲ و ۱۳) کو ایام تشریق کہتے ہیں۔

(ردالمحتار، ج ۳، ص ۷۱)

9- صاحِبَین: فقہ حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کو صاحبین کہتے ہیں۔ (کتب فقہ)

10- اصحاب فرائض: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا معین حصہ قرآن و حدیث میں بیان کر دیا گیا ہے۔ ان کو اصحاب فرائض کہتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے بہار شریعت، حصہ ۲۰، ص ۱۴)

11- عَصَبہ: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا حصہ مقرر نہیں، البتہ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد بچا ہوا مال لیتے ہیں

اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں تو میت کا تمام مال انھی کا ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے بہار شریعت، حصہ ۲۰، ص ۲۴)

12- ذَوِی الْاَرْحام: قریبی رشتہ دار، اس سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جو نہ تو اصحاب فرائض میں سے ہیں اور نہ ہی عصبات میں سے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے بہار شریعت، حصہ ۲۰، ص ۴۷)

13- لحد: قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جگہ بنانے کو لحد کہتے ہیں۔

(ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۹۲)

14- شُفعہ: غیر منقول جائیداد کو کسی شخص نے جتنے میں خریدا اُتنے ہی میں اس جائیداد کے مالک ہونے کا حق جو دوسرے شخص کو حاصل ہو جاتا ہے اس کو شفعہ کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۵، ص ۴۷)

15- جماعت نوافل بِالتَّداعِی: تداعی کا لغوی معنی ہے ایک دوسرے کو بلانا جمع کرنا، اور تداعی کے ساتھ جماعت کا مطلب ہے کہ کم از کم چار آدمی ایک امام کی اقتدا کریں۔ (دیکھئے تفصیل فتاوی رضویہ، ج ۷، ص ۴۳۰۔۴۳۷)

16- دارُالحَرب: وہ دار جہاں کبھی سلطنت اسلامی نہ ہوئی یا ہوئی اور پھر ایسی غیر قوم کا تسلّط ہو گیا جس نے شعائرِ اسلام مثل جمعہ وعیدین واذان واقامت وجماعت یک لخت اٹھادیے اور شعائرِ کفر جاری کردیے، اور کوئی شخص امانِ اول پر باقی نہ رہے اور وہ جگہ چاروں طرف سے دارالاسلام میں گھری ہوئی نہیں تو وہ دارالحرب ہے۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۶، ص ۳۱۶، ج ۱۷، ص ۳۶۷)

☆ دارالاسلام کے دارالحرب ہونے کی شرائط: دارالاسلام کے دارالحرب ہونے کی تین شرطیں ہیں (۱) اھل شرک کے احکام علی الاعلان جاری ہوں اور اسلامی احکام بالکل جاری نہ ہوں (۲) دارالحرب سے اس کا اِتّصال ہو جائے (۳) کوئی مسلم یا ذمی امان اول پر باقی نہ ہو۔ (فتاوی امجدیہ، حصہ ۳، ص ۲۳۲)

17- دارُ الاسلام: وہ ملک ہے کہ فی الحال اس میں اسلامی سلطنت ہو یا اب نہیں تو پہلے تھی اور غیر مسلم بادشاہ نے اس میں شعائرِ اسلام مثل جمعہ وعیدین واذان واقامت وجماعت باقی رکھے ہوں تو وہ دارالاسلام ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج ۱۷، ص ۳۶۷)

18- صلوٰۃُ الاَوّابین: نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعت نفل پڑھنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۵)

19- تحیّۃُ المَسجِد: کسی شخص کا مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو یا چار رکعت نماز پڑھنا۔

(ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۲۳)

20- تحیۃ الوضو: وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۲۴)

21- نمازِ اِشراق: فجر کی نماز پڑھ کر سورج طلوع ہونے کے کم از کم ۲۰ منٹ بعد دو رکعت نفل ادا کرنا۔

22- نمازِ چاشت: آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک دو یا چار یا بارہ رکعت نوافل پڑھنا۔
(ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۲۴،۲۵)

23- نمازِ واپسی سفر: سفر سے واپس آکر مسجد میں دو رکعتیں ادا کرنا۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۲۶)

24- صلاۃُ اللیل: ایک رات میں بعد نمازِ عشا جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلاۃ اللیل کہتے ہیں۔
(بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۲۶)

25- نمازِ تہجد: نمازِ عشا پڑھ کر سونے کے بعد صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے جس وقت آنکھ کھلے اٹھ کر نوافل پڑھنا نماز تہجد ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۷، ص ۴۴۶)

26- نمازِ استخارہ: جس کام کے کرنے نہ کرنے میں شک ہو اس کو شروع کرنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا پھر دعائے استخارہ کرنا۔ (دیکھئے تفصیل بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۳۰،۳۱)

27- صلاۃُ التسبیح: چار رکعت نفل جن میں تین سو مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھا جاتا ہے۔
(دیکھئے تفصیل بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۳۲)

28- نمازِ حاجت: کوئی اہم معاملہ درپیش ہو تو اس کی خاطر مخصوص طریقہ کے مطابق دو یا چار رکعت نماز پڑھنا۔
(دیکھئے تفصیل بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۳۴)

29- صلاۃُ الاسرار (نمازِ غوثیہ): غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول دو رکعت نماز جو مغرب کے بعد کسی حاجت کے لیے پڑھی جائے۔ (دیکھئے تفصیل بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۳۵)

30- نمازِ توبہ: توبہ واستغفار کی خاطر نوافل ادا کرنا۔ (دیکھئے تفصیل بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۳۶)

31- صلاۃُ الرغائب: رجب کی پہلی شب جمعہ بعد نمازِ مغرب کے بارہ رکعت نفل مخصوص طریقے سے ادا کرنا۔
(دیکھئے تفصیل رکن دین، ص ۱۳۵)

32- سجدہ شکر: کسی نعمت کے ملنے پر سجدہ کرنا۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۸۷)

اعلام

1- مہرگان (مہرجان): ماہ مہر (ساتواں شمسی مہینہ) کا سولھواں دن بعض جگہ اکیسواں درج ہے جس میں پارسی (ایرانی) جشن مناتے ہیں جو چھ دن تک جاری رہتا ہے۔

2- نَیروز (نوروز): ایرانی شمسی سال کا پہلا دن، یہ ایرانیوں کی عید کا دن ہے۔

3- شور: وہ زمین جس میں نمک یا شورہ ہو، ناقابلِ زراعت زمین

4- کُھرپی: چھوٹا کُھرپا (گھاس کھودنے کا آلہ)
5- گوگھرو: جنگ کا ایک ہتھیار ہے جو لوہے وغیرہ سے بنا کر میدان جنگ میں بچھا دیتے ہیں اس پر آدمی یا گھوڑا چلے تو اس کے پاؤں میں گھس جاتے ہیں۔
6- سِل: ایک بیماری کا نام ہے۔
7- پوستین: کھال کا کوٹ، چمڑے کا چُغہ
8- زِرہ: فولاد کا جالی دار کُرتا جو لڑائی میں پہنتے ہیں۔
9- خُود: لوہے کی ٹوپی جو لڑائی میں پہنتے ہیں۔
10- پھوڑے (پھاوڑے): کدال، بیلچہ، مٹی کھودنے کا آہنی آلہ۔
11- کولُو (کولھو): تیل یا رس بیلنے کا آلہ۔
12- بیسن: چنے کا آٹا، یہ پہلے بطور صابن استعمال ہوتا تھا۔
13- کُسُم: ایک پھول جس سے شہاب یعنی گہرا سرخ رنگ نکلتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔

❁❁❁❁❁

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وتر کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں میں سویا تھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بیدار ہوئے، مسواک کی اور وضو کیا اور اسی حالت میں آیۂ (اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) (1) ختم سورہ تک پڑھی پھر کھڑے ہوکر دو رکعتیں پڑھیں جن میں قیام و رکوع و سجود کو طویل کیا پھر پڑھ کر آرام فرمایا یہاں تک کہ سانس کی آواز آئی، یونہیں تین بار میں چھ رکعتیں پڑھیں ہر بار مسواک و وضو کرتے اور ان آیتوں کی تلاوت فرماتے پھر وتر کی تین رکعتیں پڑھیں۔ (2)

---

(1) پ ۲، البقرۃ: ۱۶۴

(2) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الدعاء الخ، الحدیث: ۱۹۱۔ (۷۶۳)، ص ۳۸۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مرقاۃ میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وضو تجدید کے لیے یعنی وضو پر وضو ورنہ آپ کی نیند وضو نہیں توڑتی ہوسکتا ہے کہ آپ کا وضو یہاں دوسری وجہ سے ٹوٹا ہو نہ کہ نیند سے اور مسواک سے مراد یا تو وضو کی مسواک ہے یا وضو سے پہلے کی یعنی جاگنے کی مسواک کیونکہ جاگنے پر مسواک کرنا بھی سنت ہے دوسرا احتمال قوی ہے۔

۲۔ پچھلی حدیث سے معلوم ہوا کہ ان آیات کی تلاوت وضو سے پہلے کی اس میں ہے کہ دوران وضو میں کی، ہوسکتا ہے کہ واقعات چند ہوں، وہاں اور واقعہ کا ذکر تھا، یہاں دوسرے واقعہ کا یا وہاں عطف رتبی تراخی کے لیے تھا نہ کہ زمانی تراخی کے لیے۔

۳۔ صرف دو رکعتیں پڑھیں مگر دوسری نمازوں سے زیادہ دراز اور سو گئے۔

۴۔ یعنی ایک شب میں تین بار بیدار ہوئے ہر بار میں دو رکعتیں تو نماز تہجد کل چھ رکعتیں ہوئیں۔ خیال رہے کہ کبھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی بار پوری تہجد پڑھی اور کبھی بار بار جاگ کر لہٰذا یہ حدیث پچھلی روایت کے خلاف نہیں۔

۵۔ اس کی تحقیق پہلے ہوچکی کہ یہ بار بار وضو فرمانا استحبابًا تھا یا وجوبًا دوسری وجہ سے ورنہ آپ کی نیند وضو نہیں توڑتی۔

۶۔ اور وتروں کے لیے چوتھی بار نہ جاگے بلکہ تیسری بار میں ہی دو رکعتیں تہجد اور تین رکعت پڑھ لیے اسی لیے یہاں سونے اور جاگنے کا ذکر نہ فرمایا، یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ وتر تین رکعت ہیں نہ کہ۔ ایک خیال رہے کہ یہاں ب صلہ کی ہے اور اَوْتَرَ بِوَاحِدَۃٍ میں ب استعانت کی تھی۔ یہاں یہ معنی ہیں کہ تین رکعت وتر پڑھیں وہاں یہ معنی تھا کہ ایک رکعت کے ذریعہ اپنی نماز کو وتر یعنی طاق بنایا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۲۲۲)

حدیث ۲: نیز اُسی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: رات کی نمازوں کے آخر میں وتر پڑھو اور فرماتے ہیں: صبح سے پیشتر وتر پڑھو۔(3)

حدیث ۳: مسلم و ترمذی و ابن ماجہ وغیرہم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جسے اندیشہ ہو کہ پچھلی رات میں نہ اٹھے گا وہ اوّل میں پڑھ لے اور جسے امید ہو کہ پچھلے کو اٹھے گا وہ پچھلی رات میں پڑھے کہ آخر شب کی نماز مشہود ہے (یعنی اُس میں ملائکۂ رحمت حاضر ہوتے ہیں) اور یہ افضل ہے۔(4)

حدیث ۴ تا ۶: ابو داود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ وتر ہے وتر کو محبوب رکھتا ہے، لہٰذا اے قرآن والو! وتر پڑھو۔(5) اور اسی کے مثل جابر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی۔

---

(3) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل الخ، الحدیث: ۷۵۰، ۱۵۱۔(۷۵۱)، ص۳۷۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اس کی شرح ابھی عرض کی جاچکی ہے کہ یہ حدیث تہجد والوں کے لیے تہجد کے اعتبار سے ہے اور تہجد نہ پڑھنے والوں کے لیے عشاء کے اعتبار سے یعنی تہجد والے وتر تہجد سے پہلے نہ پڑھیں اور دوسرے لوگ وتر عشاء سے پہلے نہ پڑھیں لہذا یہ حدیث گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو نفل پڑھتے تھے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۲۹۶)

(4) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب من خاف أن لایقوم من آخر اللیل الخ، الحدیث: ۷۵۵، ص۳۸۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ امر وجوبی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر واجب ہیں۔

۲۔ حضرت ابو بکر صدیق اول شب میں وتر پڑھ لیتے تھے اور حضرت عمر فاروق آخر شب میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابو بکر تم احتیاط پر عمل کرتے ہو اور اے عمر تم قوت واجتہاد پر۔ خیال رہے کہ یہاں فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں جو آخر شب میں اللہ کی رحمتیں لے کر اترتے ہیں، بعض شارحین نے فرمایا کہ مشہود کے معنی ہیں عظمت کی گواہی دی ہوئی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۲۹۸)

(5) جامع الترمذی، أبواب الوتر، باب ماجاء أن الوتر لیس بحتم، الحدیث: ۴۵۳، ج۲، ص۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ عربی میں وتر فرد عدد کو کہتے ہیں جو تقسیم نہ ہو سکے اکیلا ہو، رب تعالیٰ عدد سے پاک ہے۔ اس کے وتر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ ذات و صفات اور افعال میں اکیلا ہے، نہ اس کا کوئی شریک ہے، نہ اس کے صفات افعال قابل تقسیم، اسی معنی سے اسے واحد اور احد کہتے ہیں لہذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ وتر و شفع ہونا عدد کے حالات ہیں اللہ تعالیٰ عدد سے پاک ہے۔

←

حدیث ۷ تا ۱۱: ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ خارجہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اللہ تعالیٰ نے ایک نماز سے تمھاری مدد فرمائی کہ وہ سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے وہ وتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اُسے عشا وطلوع فجر کے درمیان میں رکھا ہے۔ (6) یہ حدیث دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے، مثلاً معاذ بن جبل وعبداللہ بن عمرو ابن عباس وعقبہ بن عامر جہنی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حدیث ۱۲: ترمذی زید بن اسلم سے مرسلاً راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو وتر سے سو

۲۔ وتر نماز کو پسند کرتا ہے کہ وتر ہونے میں اسے رب تعالیٰ سے نسبت ہے، لہٰذا اس پر ثواب دے گا یا اس شخص کو پسند کرتا۔ ہے جو دنیا سے اکیلا ہو کر رب کا ہو رہے جب رب تمہارا ہے تو تم بھی رب کے ہو جاؤ۔ (از مرقات)

۳۔ یعنی اے قرآن ماننے والو مسلمانو! نماز وتر پڑھا کرو اس پر بہت ثواب ہے یا اے قرآن ماننے والو دنیا سے منقطع ہو کر رب کے ہو رہو۔ بعض لوگوں نے اس حدیث کی بنا پر کہا کہ وتر ایک رکعت ہے کیونکہ یہاں وتر کو اللہ تعالیٰ سے نسبت دی گئی اللہ تو ایک ہے وتر بھی ایک ہونی چاہیے مگر یہ بات بہت کمزور ہے کیونکہ یہاں مناسبت صرف وتر یعنی طاق ہونے میں ہے اور طاق تو تین بھی ہیں ایک ہونے میں نسبت نہیں، ورنہ رب تعالیٰ اجزا سے پاک ہے اور وتر نماز اگر چہ ایک رکعت ہی ہو اجزا والی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۰۴)

(6) سنن أبي داود، کتاب الوتر، باب استحباب الوتر، الحدیث: ۱۴۱۸، ج ۲، ص ۸۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ صحابی، قرشی، بڑے بہادر جنگجو مجاہد ہیں، قریش کے سواروں میں آپ کو ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا، ایک بار حضرت عمرو ابن عاص نے حضرت عمر سے تین ہزار سواروں کی کمک مانگی تو آپ نے تین شخص بھیجے حضرت خارجہ، زبیر ابن عوام مقداد ابن اسود رضی اللہ عنہم، آپ ۴۰ھ میں خوارج کے ہاتھوں عمرو ابن عاص کے دھوکہ میں قتل ہوئے کہ خوارج نے امیر معاویہ علی مرتضیٰ، عمرو ابن عاص کے قتل کی سازش کی تھی تو علی مرتضیٰ شہید کردیئے گئے، عمرو ابن عاص کے دھوکہ میں آپ شہید کردیئے گئے اور امیر معاویہ بچ گئے۔

۲۔ یعنی نماز پنجگانہ کے علاوہ تمہیں نماز وتر اور دی جو ان نمازوں کا تمہ اور تکملہ ہے اور تمہارے لیئے دنیا کی تمام چیزوں حتی کہ سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ اہل عرب سرخ اونٹ کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وتر واجب ہیں اَمَدَّکُم کے ایک معنی یہ بھی کیے گئے ہیں کہ رب نے تمہیں ایک نماز یعنی وتر اور بھی زیادہ دی۔

۳۔ یعنی وتر کا وقت عشاء کا وقت ہے مگر اس کے لیئے شرط ہے کہ عشاء کے فرض کے بعد پڑھی جائے۔ خیال رہے کہ بعض محدثین نے اس حدیث کو ضعیف کہا لیکن حاکم اور ابن سکن نے اس کی تصحیح کی ہے، ترمذی نے اسے غریب فرمایا مگر یہ ضعف یا غرابت امام ابوحنیفہ کو مضر نہیں کیونکہ یہ چیزیں امام صاحب کے بعد پیدا ہوئیں، بہر حال حدیث صحیح اور اس سے وتر کا وجوب ثابت ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۰۵)

جائے تو صبح کو پڑھ لے۔(7)

حدیث ۱۳ تا۱۶: امام احمد ابی بن کعب سے اور دارمی ابن عباس سے اور ابو داود و ترمذی ام المومنین صدیقہ سے اور نسائی عبدالرحمن بن ابزے رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے۔(8)

حدیث ۱۷: احمد و ابو داود و حاکم باافادۂ تصحیح بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔(9)

حدیث ۱۸: ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ

---

(7) جامع الترمذي، أبواب الوتر، باب ماجاء في الرجل ينام عن الوتر أو ينساه، الحديث: ۴۶۵، ج۲، ص۱۳۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یعنی اگر عشاء پڑھ لی ہو تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلے تو صبح کے بعد نماز فجر سے پہلے وتر قضاء کرے، پھر فجر پڑھے،صاحب ترتیب کے لیئے وتر پہلے پڑھنا فرض ہے دوسرے کے لیئے بہتر۔اس سے معلوم ہوا کہ وتر محض سنت نہیں بلکہ واجب ہیں کہ صرف سنتوں کی قضا نہیں پڑھی جاتی،یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے اگرچہ مرسل ہے کیونکہ زید ابن اسلم تابعی ہیں،عمر فاروق کے غلام ہیں مگر چونکہ آپ بڑے ثقہ عالم فقیہ تھے،آپ کی مجلس علم میں چالیس سے زیادہ فقہاء بیٹھتے تھے حتی کہ امام زین العابدین بھی آپ کے شاگرد ہیں اور امام مالک،سفیان ثوری وغیرہ محدثین کے آپ شیخ ہیں اس لیئے آپ کی مرسل یقینًا قبول ہے۔(از اشعۃ اللمعات) آپ کی وفات ۱۳۶ ہجری میں ہوئی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج۲،ص۵۰۶)

(8) سنن النسائي، كتاب قيام الليل الخ، باب نوع آخر من القرأة في الوتر، الحديث: ۱۷۳۲، ص۲۲۰۲

وجامع الترمذي، أبواب الوتر، باب ماجاء في مايقرأ به في الوتر، الحديث: ۴۶۲، ج۲، ص۱۰

(9) سنن أبي داود، كتاب الوتر، باب فيمن لم يوتر، الحديث: ۱۴۱۹، ج۲، ص۸۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یعنی وتر فرض عملی اور واجب اعتقادی ہیں۔(مرقاۃ)لہذا جو اس کے وجوب کا عملًا انکار کرے وہ ہمارے طریقہ سے خارج یعنی گمراہ ہے اور جو اسے واجب جانتے ہوئے نہ پڑھے وہ جماعت صالحین سے خارج ہے اور سخت گنہگار ہے،یہ امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ وتر واجب ہیں۔خیال رہے کہ جو مجتہد تاویل سے اس کے وجوب کا انکار کرے ان کا یہ حکم نہیں جیسا کہ تمام فرائض عملی اور واجبات کا حال ہے۔ہم امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کو سخت منع کرتے ہیں،امام شافعی واجب فرماتے ہیں مگر کوئی کسی کو گمراہ نہیں کہہ سکتا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج۲،ص۵۱۴)

وسلم) نے فرمایا: جو وتر سے سو جائے یا بھول جائے، تو جب بیدار ہو یا یاد آئے پڑھ لے۔(10)

حدیث ۱۹ و ۲۰: احمد ونسائی و دار قطنی بروایت عبدالرحمن بن ابزے عن ابیہ اور ابو داود ونسائی ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وتر میں سلام پھیرتے، تین بار سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کہتے اور تیسری بار بلند آواز سے کہتے۔(11)

مسائل فقہیہ

وتر واجب ہے اگر سہواً یا قصداً نہ پڑھا تو قضا واجب ہے اور صاحب ترتیب کے لیے اگر یہ یاد ہے کہ نماز وتر نہیں پڑھی ہے اور وقت میں گنجائش بھی ہے تو فجر کی نماز فاسد ہے، خواہ شروع سے پہلے یاد ہو یا درمیان میں یاد آجائے۔(12)

---

(10) جامع الترمذي، أبواب الوتر، باب ماجاء في الرجل ينام عن الوتر أو ينساه، الحديث: ۴۶۴، ج ۲، ص ۱۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا یعنی ان کی قضا واجب ہے، یہ امر وجوب کے لیئے ہے یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ وتر واجب ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۱۵)

(11) سنن أبي داود، كتاب الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر، الحديث: ۱۴۳۰، ج ۲، ص ۹۳

وسنن النسائي، كتاب قيام الليل الخ، باب ذكر الاختلاف على شعبة فيه، الحديث: ۱۷۳۳، ص ۲۲۰۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا اس طرح کہ قدوس کی دال کو خوب کھینچتے مگر آخری بار میں جیسا کہ آئندہ کلام سے معلوم ہو رہا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ اس کے بعد یہ بھی فرماتے "رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ" اور روح کی رکو بھی کھینچتے جیسا کہ دار قطنی اور ابن شیبہ کی احادیث میں ہے اور مسلمانوں کا اس پر عمل ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۱۰)

(12) الدرالمختار معہ ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۲۹ ۔ ۵۳۲، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ائمہ دین خدا اور سول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اس فرض سے اقوی ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے۔ اور ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کردیں جو چاہیں ناجائز فرمادیں، جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ فرمادیں۔ امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضوء میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں: كان الامام ابو حنيفة رضي الله تعالى عنه من اكثر الائمة ادباً مع الله تعالى ولذلك لم يجعل النية فرضا وسمى الوتر واجباً لكونهما ثبتا بالسنة لا

مسئلہ ۱: وتر کی نماز بیٹھ کر یا سواری پر بغیر عذر نہیں ہوسکتی۔(13)

مسئلہ ۲: نماز وتر تین رکعت ہے اور اس میں قعدۂ اُولیٰ واجب ہے اور قعدۂ اُولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہوجائے، نہ درود پڑھے نہ سلام پھیرے جیسے مغرب میں کرتے ہیں اُسی طرح کرے اور اگر قعدۂ اُولیٰ بھول کر کھڑا ہوگیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدۂ سہو کرے۔(14)

مسئلہ ۳: وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قراءت فرض ہے اور ہر ایک میں بعد فاتحہ سورت ملانا واجب اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى یا اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ دوسری میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ

بالکتاب فقصد بذلك تمييز ما فرضه الله تعالى وتمييز ما اوجبه رسول الله صلى الله عليه وسلم فان ما فرضه الله تعالى اشد مما فرضه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من ذات نفسه حين خيره الله تعالى ان يوجب ماشاء اولا يوجب ا ۔یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اکابر ائمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد ہے اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا، یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ کہ قرآن عظیم سے، تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرض میں فرق وتمیز کردیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مؤکد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کردیا جبکہ اللہ عزوجل نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کردیں جسے نہ چاہیں نہ کریں۔(ا ۔میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضو دار الکتب العلمیۃ بیروت ا /۱۴۷)

اس میں بارگاہ وحی وتفرع احکام کی تصویر دکھا کر فرمایا: كان الحق تعالى جعل له صلى الله تعالى عليه وسلم ان يشرع من قبل نفسه ماشاء كما في حديث تحريم شجر مكة فان عمه العباس رضى الله تعالى عنه لما قال له يارسول الله الا الاذخر فقال صلى الله تعالى عليه وسلم الا الاذخر ولو ان الله تعالى لم يجعل له ان يشرع من قبل نفسه لم يتجزأ صلى الله تعالى عليه وسلم ان يستثنى شيئا مما حرمه الله تعالى ا ۔

(ا ۔میزان الشریعۃ الکبریٰ فصل فی بیان جملۃ من الامثلۃ المحسوسۃ الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ا /۲۰)

یعنی حضرت عزت جل جلالہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! گیاہ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے۔ فرمایا: اچھا نکال دی، اس کا کاٹنا جائز کردیا۔ اگر اللہ سبحانہ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ہرگز جراءت نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔(فتاوی رضویہ، جلد ۳۰، ص ۵۱۸۔۵۱۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(13) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص ۵۳۲، وغیرہ

(14) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی منکر الوتر الخ، ج۲، ص ۵۳۲، باب سجود السھو، ص ۶۶۲

اَحَدٌ پڑھے۔ اور کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھ لے، تیسری رکعت میں قراءت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے، دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی خاص دعا کا پڑھنا ضروری نہیں، بہتر وہ دعائیں ہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھے جب بھی حرج نہیں، سب میں زیادہ مشہور دُعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نُؤْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَ نَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔ (15)

اور بہتر یہ ہے کہ اس دعا کے ساتھ وہ دعا بھی پڑھے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم فرمائی وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْ مَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْ مَنْ عَافَيْتَ وَ تَوَلَّنِيْ فِيْ مَنْ تَوَلَّيْتَ وَ بَارِكْ لِيْ فِيْ مَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَيْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْبَيْتِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ۔ (16)

اور ایک دُعا وہ ہے جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر وتر میں پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔ (17)

---

(15) ترجمہ: الٰہی! ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر توکل کرتے ہیں اور ہر بھلائی کے ساتھ تیری ثنا کرتے ہیں اور ہم تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور ہم جدا ہوتے ہیں اور اس شخص کو چھوڑتے ہیں جو تیرا گناہ کرے۔ اے اللہ (عزوجل)! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے اور سعی کرتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

(16) ترجمہ: الٰہی! تو مجھے ہدایت دے ان لوگوں میں جن کو تُو نے ہدایت دی اور عافیت دے ان کے زمرہ میں جن میں تو نے عافیت دی اور میرا ولی ہو۔ اُن میں جن کا تو ولی ہوا اور جو کچھ تو نے دیا اُس میں برکت دے اور جو کچھ تو نے فیصلہ کر دیا اُس کے شر سے مجھے بچا بیشک تو حکم کرتا ہے اور تجھ پر حکم نہیں کیا جاتا، بیشک تیرا دوست ذلیل نہیں ہوتا اور تیرا دشمن عزت نہیں پاتا تُو برکت والا ہے تو پاک ہے، اے بیت (کعبہ) کے مالک اور اللہ (عزوجل) درود بھیجے نبی پر اور ان کی آل پر۔

(17) ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) میں تیری خوشنودی کی پناہ مانگتا ہوں تیری ناخوشی سے اور تیری عافیت کی تیرے عذاب سے اور تیری ہی پناہ مانگتا ہوں تجھ سے (تیرے عذاب سے) میں تیری پوری ثنا نہیں کرسکتا ہوں جیسی تُو نے اپنی ثنا کی۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ کے بعد یہ پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَائَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِمْ بَأْسَكَ الَّذِيْ لَمْ يُرَدَّ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ.(18)

دُعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔(19)

مسئلہ ۴: دعائے قنوت آہستہ پڑھے امام ہو یا منفرد یا مقتدی، ادا ہو یا قضا، رمضان میں ہو یا اور دنوں میں۔(20)

مسئلہ ۵: جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے یہ پڑھے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہے۔(21)

مسئلہ ۶: اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں پڑھے اور اگر قیام کی طرف لوٹ آیا اور قنوت پڑھا اور رکوع نہ کیا، تو نماز فاسد نہ ہوگی، مگر گنہگار ہوگا اور اگر صرف الحمد پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تھا تو لوٹے اور سورت و قنوت پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ یوہیں اگر الحمد بھول گیا اور سورت پڑھ لی تھی تو لوٹے اور فاتحہ و سورت و قنوت پڑھ کر پھر رکوع کرے۔(22)

مسئلہ ۷: امام کو رکوع میں یاد آیا کہ دعائے قنوت نہیں پڑھی تو قیام کی طرف عود نہ کرے (یعنی واپس نہ لوٹے)،

---

(18) ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو مجھے بخش دے اور مومنین و مومنات و مسلمین و مسلمات کو اور ان کے دلوں میں اُلفت پیدا کر دے اور ان کے آپس کی حالت درست کر دے اور اُن کو تو اپنے دشمن اور خود ان کے دشمن پر مدد کر دے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو کفار اہل کتاب پر لعنت کر جو تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے دوستوں سے لڑتے ہیں، الٰہی تو ان کی بات میں مخالفت ڈال دے اور ان کے قدموں کو ہٹا دے اور ان پر اپنا وہ عذاب نازل کر جو قوم مجرمین سے واپس نہیں ہوتا۔

(19) غنیۃ المتملي، صلاۃ الوتر، ص ۴۱۷۔۴۱۸

والدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في منکر الوتر الخ، ج ۲، ص ۵۳۴

(20) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في منکر الوتر الخ، ج ۲، ص ۵۳۶

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن في صلاۃ الوتر، ج ۱، ص ۱۱۱

اے ہمارے پروردگار! تو ہم کو دنیا میں بھلائی دے (اور ہم کو آخرت میں بھلائی دے) اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن في صلاۃ الوتر، ج ۱، ص ۱۱۱

پھر بھی اگر کھڑا ہو گیا اور دُعا پڑھی تو رکوع کا اعادہ نہ چاہیے (یعنی رکوع نہ لَوٹائے) اور اگر اعادہ کر لیا اور مقتدیوں نے پہلے رکوع میں امام کا ساتھ نہ دیا اور دوسرا امام کے ساتھ کیا، یا پہلا رکوع امام کے ساتھ کیا دوسرا نہ کیا، دونوں حال میں ان کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔(23)

مسئلہ ۸: قنوت وتر میں مقتدی امام کی متابعت (پیروی) کرے، اگر مقتدی قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی بھی امام کا ساتھ دے اور اگر امام نے بے قنوت پڑھے رکوع کر دیا اور مقتدی نے ابھی کچھ نہ پڑھا، تو مقتدی کو اگر رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو جب تو رکوع کر دے، ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے اور اُس خاص دعا کی حاجت نہیں جو دعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے، بلکہ مطلقاً کوئی دُعا جسے قنوت کہہ سکیں پڑھ لے۔(24)

مسئلہ ۹: اگر شک ہوا کہ یہ رکعت پہلی ہے یا دوسری یا تیسری تو اس میں بھی قنوت پڑھے اور قعدہ کرے، پھر اور دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں قنوت بھی پڑھے اور قعدہ کرے۔ یوہیں دوسری اور تیسری ہونے میں شک واقع ہو تو دونوں میں قنوت پڑھے۔(25)

مسئلہ ۱۰: بھول کر پہلی یا دوسری میں دعائے قنوت پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھے یہی راجح ہے۔(26)

مسئلہ ۱۱: مسبوق امام کے ساتھ قنوت پڑھے بعد کو نہ پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں ملا ہے تو بعد کو جو پڑھے گا اس میں قنوت نہ پڑھے۔(27)

مسئلہ ۱۲: وتر کی نماز شافعی المذہب کے پیچھے پڑھ سکتا ہے، بشرطیکہ دوسری رکعت کے بعد سلام نہ پھیرے ورنہ صحیح نہیں اور اس صورت میں قنوت امام کے ساتھ پڑھے یعنی تیسری رکعت کے رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد جب وہ شافعی امام پڑھے(28)۔

---

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج۱، ص۱۱۱

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج۱، ص۱۱۱

در المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب: الاقتداء بالشافعی، ج۲، ص۵۴۰

(25) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص۵۴۱

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج۱، ص۱۱۱

(26) غنیۃ المتملی، صلاۃ الوتر، ص۴۲۲ والبحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص۷۳

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج۱، ص۱۱۱

(28) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص۵۳۸، وغیرہ

مسئلہ ۱۳: فجر میں اگر شافعی المذہب کی اقتدا کی اور اس نے اپنے مذہب کے موافق قنوت پڑھا تو یہ نہ پڑھے، بلکہ ہاتھ لٹکائے ہوئے اتنی دیر چپ کھڑا رہے۔(29)

(29) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۴۱۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی قدس سرہ الربانی بدائع میں فرماتے ہیں:

لو اقتدی بمن یرفع یدیہ عند الرکوع او بمن یقنت فی الفجر او بمن یری خمس تکبیرات فی صلوۃ الجنازۃ لایتابعہ لظہور خطئہ بیقین لان ذلک کلہ منسوخ اھ نقلہ فی عیدردالمحتار۔

اگر کسی نے ایسے امام کی اقتداء کی جو رکوع کے وقت رفع یدین کرتا ہے یا نماز فجر میں قنوت پڑھتا ہے یا تکبیرات جنازہ پانچ کہتا ہے تو مقتدی اس کی اتباع نہ کرے کیونکہ اس کا غلطی پر ہونا یقینی ہے کیونکہ یہ تمام منسوخ ہیں اھ ردالمحتار کے باب العید میں اس کو نقل کیا ہے۔(ت) (۱؎ بدائع الصنائع فصل فی بیان قدر صلوۃ العیدین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۷۸)

جلال پھر شرح المقدمۃ الکیدانیہ للقہستانی پھر جنائز حاشیہ شامی میں ہے:

لاتجوز المتابعۃ فی رفع الیدین فی تکبیرات الرکوع ۲؎۔

تکبیرات رکوع کے موقعہ پر امام کے رفع یدین کرنے کی اتباع جائز نہیں۔(ت)

(۲؎ ردالمحتار، مطلب المراد بالمجتہد فیہ مطبوعہ مصطفی البابی مصر، ۱/۳۳۸)

قومہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا شافعیہ کے نزدیک نماز فجر کی رکعت اخیرہ میں ہمیشہ وتر کی تیسری میں صرف نصف اخیر ماہ رمضان المبارک میں ہے کہ وہ ان میں دعائے قنوت پڑھتے ہیں۔ قنوت فجر تو ہمارے ائمہ کے نزدیک منسوخ یا بدعت، بہرحال یقیناً نامشروع ہے۔ لہٰذا اس میں پیروی ممنوع، اور جب اصل قنوت میں متابعت نہیں تو ہاتھ اٹھانے میں کہ اس کی فرع ہے اتباع کے کوئی معنی نہیں مگر اصل قومہ رکوع فی نفسہ مشروع ہے لہٰذا جب تک نماز فجر میں قنوت پڑھے مقتدی ہاتھ چھوڑے چپکا کھڑا رہے۔ درمختار میں ہے:

یاتی الماموم بقنوت الوتر ولو بشافعی یقنت بعد الرکوع لانہ مجتہد فیہ لا الفجر لانہ منسوخ بل یقف ساکتا علی الاظہر مرسلا یدیہ ۳؎۔

مقتدی وتروں میں دعائے قنوت پڑھے اگر چہ اس نے ایسے شافعی المذہب امام کی اقتدا میں نماز شروع کی جو رکوع کے بعد قنوت پڑھنے والا ہو کیونکہ یہ معاملہ اجتہادی ہے البتہ فجر میں قنوت نہ پڑھے کیونکہ وہ منسوخ ہے، بلکہ وہ مقتدی مختار قول کے مطابق ہاتھ چھوڑے خاموش کھڑا رہے۔(ت) (۳؎ درمختار، باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۹۴)

علامہ شرنبلالی نورالایضاح میں فرماتے ہیں:

اذا اقتدی بمن یقنت فی الفجر قام معہ فی قنوتہ ساکتا علی الاظہر ویرسل یدیہ فی جنبیہ ۱؎۔

(۱؎ نورالایضاح باب الوتر، مطبوعہ مطبع علیمی لاہور ص ۳۸) ←

مسئلہ ۱۴: وتر کے سوااور کسی نماز میں قنوت نہ پڑھے۔ ہاں اگر حادثۂ عظیمہ واقع ہوتو فجر میں بھی پڑھ سکتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ رکوع کے قبل قنوت پڑھے۔

مسئلہ ۱۵: وتر کی نماز قضا ہوگئی تو قضا پڑھنی واجب ہے اگرچہ کتنا ہی زمانہ ہوگیا ہو، قصداً قضا کی ہو یا بھولے سے قضا ہوگئی اور جب قضا پڑھے، تو اس میں قنوت بھی پڑھے۔ البتہ قضا میں تکبیر قنوت کے لیے ہاتھ نہ اٹھائے جب کہ لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو کہ لوگ اس کی تقصیر پر مطلع ہوں گے۔ (30)

مسئلہ ۱۶: رمضان شریف کے علاوہ اور دنوں میں وتر جماعت سے نہ پڑھے اور اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔ (31)

مسئلہ ۱۷: جسے آخر شب میں جاگنے پر اعتماد ہو تو بہتر یہ ہے کہ پچھلی رات میں وتر پڑھے، ورنہ بعد عشا پڑھ لے۔ (32)

مسئلہ ۱۸: اوّل شب میں وتر پڑھ کر سو رہا، پھر پچھلے کو جاگا تو دوبارہ وتر پڑھنا جائز نہیں اور نوافل جتنے چاہے پڑھے۔ (33)

مسئلہ ۱۹: وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا بہتر ہے، اس کی پہلی رکعت میں اِذَا زُلْزِلَت، دوسری میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھنا بہتر ہے۔ حدیث میں ہے: کہ اگر رات میں نہ اُٹھا تو یہ تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔ (34) یہ

اگر کسی نے ایسے امام کی اقتدا کی جو فجر میں قنوت پڑھتا ہے تو مختار قول کے مطابق اس کے ساتھ خاموش کھڑا رہے اور اپنے ہاتھ پہلوؤں کی طرف چھوڑ دے۔ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۴۰۹۔ ۴۱۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن في صلاۃ الوتر، ج ۱، ص ۱۱۱
ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في منکر الوتر الخ، ج ۲، ص ۵۳۳

(31) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۶۰۴

(32) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب من خاف ان لایقوم الخ، الحدیث: ۷۵۵، ص ۳۸۰

(33) غنیۃ المتملي، صلاۃ الوتر، ص ۴۲۴

(34) المرجع السابق

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوٰی رضویہ میں وتر کے دو رکعت بیٹھ کر پڑھنے سے متعلق لکھتے ہیں:
کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے، بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:
ان صلی قائما فھو افضل ومن صلی قاعدا فلہ نصف اجر القائم ۳۔ رواہ البخاری عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ وعن الصحابۃ جمیعا۔

←

مضامین احادیث سے ثابت ہیں۔

اور اگر کھڑے ہوکر پڑھے تو وہ افضل ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے اس کے لئے کھڑے ہوکر پڑھنے والے سے نصف ثواب ہے۔ اسے بخاری نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے، اور جمیع صحابہ سے اللہ راضی ہو۔(ت)

(۳؎ صحیح البخاری باب صلوۃ القاعد مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ رکعتیں بیٹھ کر بھی پڑھی ہیں:

کما عند مسلم عن ام المومنین الصدیقة رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت بعد ماذکرت وترہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم یصلی رکعتین بعد مایسلم وھو قاعد[1] ولاحمد عن ابی امامة رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یصلیھما بعد الوتر وھو جالس[2]۔

جیسے کہ مسلم میں ہے حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نماز وتر ذکر کرنے کے بعد فرماتی ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعات نماز ادا کرتے۔ اور امام احمد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعات نماز ادا فرماتے تھے (ت)

(۱؎ صحیح مسلم باب صلوۃ اللیل وعدد رکعات النبی الخ مطبوعہ اصح المطابع کراچی ۱/۲۵۶) (۲؎ مسند احمد بن حنبل حدیث عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا مطبوعہ دارالفکر بیروت ۶/۵۴)

اور کبھی ان میں قعود و قیام کو جمع فرمایا ہے کہ بیٹھ کر پڑھتے رہے جب رکوع کا وقت آیا کھڑے ہوکر رکوع فرمایا،

فلابن ماجة عن ام المومنین ام سلمة رضی اللہ تعالٰی عنہا انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یصلی بعد الوتر رکعتین خفیفتین وھو جالس فاذا اراد ان یرکع قام فرکع[3]۔

ابن ماجہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وتروں کے بعد دو رکعات نماز اختصار کے ساتھ بیٹھ کر ادا کرتے تھے اور جب آپ رکوع کا ارادہ فرماتے تو قیام فرماتے پھر رکوع کرتے (ت)

(۳؎ سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی رکعتین بعد الوتر جالسا مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۸۵)

مگر بیٹھ کر پڑھنا دوامًا نہ تھا بلکہ اس بات کے بیان کے لئے کہ بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے جیسا کہ خود ان نفلوں کا پڑھنا بھی اس بیان کے واسطے تھا کہ وتر کے بعد نوافل جائز ہیں اگرچہ اولٰی یہ ہے کہ جتنے نوافل پڑھنے ہوں سب پڑھ کر آخر میں وتر پڑھے،

پھر علامہ قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں:

ھاتان الرکعتان فعلھما رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جالسا لبیان جواز الصلوۃ بعد الوتر وبیان جواز النفل جالسا ولم یواظب علی ذلک[1]۔

ان دو رکعات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس لئے بیٹھ کر ادا فرماتے تھے تاکہ وتر کے بعد جوازِ نماز اور بیٹھ کر جوازِ نفل کا اظہار ہوجائے، البتہ آپ نے اس پر ہمیشگی نہیں فرمائی (ت) (۱؎ مرقات شرح مشکوۃ باب القصد فی العمل فصل اول مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ ملتان ۳/۱۶۳) ←

....

❀❀❀❀❀

بلکہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہمیشہ یہ نفل بیٹھ کر پڑھتے جب بھی ہمارے لئے کھڑے ہوکر پڑھنا ہی افضل ہوتا کہ یہ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اپنے لئے فعل ہوتا اور ہمارے لئے صاف وہ ارشاد قولی ہے کہ کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے اور بیٹھے کا ثواب آدھا ہے، اور اصول کا قاعدہ ہے کہ قول فعل میں ترجیح قول کو ہے کہ فعل میں احتمال خصوصیت ہے نہ کہ یہاں تو صریحاً بیان خصوصیت فرمایا ہے، صحیح مسلم شریف میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے: مجھے حدیث پہنچی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھے کی نماز آدھی ہے، میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھے کی نماز آدھی ہے میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو خد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے پایا میں نے سر انور پر ہاتھ رکھا ۲؎ (اقول یعنی یہ خیال گزرا کہ شاید بخار وغیرہ کے سبب بیٹھ کر پڑھ رہے ہوں)

(۲؎ صحیح مسلم باب جواز النافلۃ قائما وقاعدا الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱ / ۲۵۳)

وھذا بحمداللہ منزع نفیس واضح لیستغنی بہ عما اطال الطیبی عہ وابن حجر والقاری و وقعوا فیما کان لھم مندوحۃ عنہ وباللہ التوفیق۔

الحمدللہ یہ بات عمدہ، نفیس علامہ طیبی، ابن حجر اور واضح ہونے کے ساتھ ساتھ اس طویل گفتگو سے مستغنی کردیتی ہے علامہ طیبی ابن حجر ملاعلی قاری نے کی اور یہ حضرات طوالت کے باعث ایسی چیز میں واقع ہوئے جس سے محفوظ رہنا اللہ تعالٰی کی توفیق سے ان کے لئے مفید تھا (ت)

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن عمر! کیا ہے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ میں نے سنا تھا کہ حضور نے فرمایا بیٹھے کی نماز آدھی ہے اور خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا: اجل ولکن لست کاحد منکم ا؎ ہاں بات وہی ہے کہ بیٹھے کا ثواب آدھا ہے مگر میں تمہاری مثل نہیں میرے لئے ہر طرح پورا کامل اکمل ثواب ہے یہ میرے لئے خصوصیت وفضل رب الارباب ہے۔ (ا؎ صحیح مسلم باب جواز النافلۃ قائماً وقاعداً مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱ / ۲۵۳)

مرقاۃ میں ہے:

یعنی ھذا من خصوصیاتی ان لاینقص ثواب صلواتی علی ای وجھہ تکون من جلواتی و ذلك فضل اللہ یؤتیہ من یشاء قال تعالٰی وکان فضل اللہ علیك عظیما ۲؎۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲؎ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القصد فی العمل فصل ثالث مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۳ / ۱۶۰)

آپ کی مراد یہ ہے کہ یہ میری خصوصیت ہے کہ میری نماز جس طریقہ پر بھی ہو اس کے ثواب میں کمی نہیں کی جاتی کہ میری نماز میرے خاص تعلق سے ہے اور یہ اللہ تعالٰی کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے آپ کی ذاتِ اقدس پر اللہ تعالٰی کا فضل عظیم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۴۲۴۔۴۲۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سنن ونوافل کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا اور میرا بندہ کسی شے سے اُس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرائض سے ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے محبوب بنالیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے، تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دوں گا۔ (1)

(1) صحیح البخاري، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث: ۶۵۰۲، ج ۴، ص ۲۴۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ولی اللہ وہ بندہ ہے جس کا اللہ تعالٰی والی وارث ہوگیا کہ اسے ایک آن کے لیے بھی اس کے نفس کے حوالے نہیں کرتا بلکہ خود اس سے نیک کام لیتا ہے، رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ"۔ اور وہ بندہ ہے جو خود رب تعالٰی کی عبادت کا متولی ہوجائے، پہلی قسم کے ولی کا نام مجذوب یا مراد ہے اور دوسرے کا نام سالک یا مرید ہے وہاں ہر مراد مرید ہے اور ہر مرید مراد فرق صرف ابتداء میں ہے یہ مقام قال سے وراء ہے حال سے معلوم ہوسکتا ہے۔

۲۔ یعنی جو میرے ایک ولی کا دشمن ہے وہ مجھ سے جنگ کرنے کو تیار ہوجائے، خدا کی پناہ۔ یہ کلمہ انتہائی غضب کا ہے صرف دو گناہوں پر بندے کو رب تعالٰی کی طرف سے اعلان جنگ دیا گیا ہے ایک سود خوار دوسرے دشمن اولیاء، رب تعالٰی فرماتا ہے: "فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ"۔ علماء فرماتے ہیں کہ ولی کا دشمن کافر ہے اور اس کے کفر پر مرنے کا اندیشہ ہے۔ (مرقات) خیال رہے کہ ایک ہے ولی اللہ سے اس لیے عداوت وعناد کہ ولی اللہ ہے یہ تو کفر ہے اسی کا یہاں ذکر ہے اور ایک ہے کسی ولی سے اختلاف رائے یہ نہ کفر ہے نہ فسق لہذا اس حدیث کی بناء پر یوسف علیہ السلام کے بھائی اور وہ صحابہ جن کی آپس میں لڑائیاں رہیں ان کو برا نہیں کہا جاسکتا کہ وہاں اختلاف رائے تھا عناد نہ تھا۔ عناد واختلاف میں بڑا فرق ہے، اس کے لیے ہماری کتاب امیر معاویہ دیکھئے حتی کہ حضرت سارا کو اس بنا پر برا نہیں کہا جاسکتا کہ انہوں نے حضرت ہاجرہ واسمٰعیل علیہما السلام کی مخالفت کی، اس لیے یہاں عادی فرمایا خالف نہ فرمایا اور لی ولیا فرمایا ولی اللہ نہ فرمایا۔

۳۔ یعنی مجھ تک پہنچنے کے بہت ذریعہ ہیں، مگر ان تمام ذرائع سے زیادہ محبوب ذریعہ ادائے فرائض ہے اسی لیے صوفیاء فرماتے ہیں کہ فرائض کے بغیر نوافل قبول نہیں ہوتے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے افسوس ان لوگوں پر جو فرض عبادات میں سستی کریں اور نوافل پر زور دیں اور ہزار افسوس ان پر جو بھنگ، چرس حرام گانے بجانے کو خدا رسی کا ذریعہ سمجھے نماز روزے کے قریب نہ جائیں۔

۴۔ یعنی بندہ مسلمان فرض عبادات کے ساتھ نوافل بھی ادا کرتا رہتا ہے حتی کہ وہ میرا پیارا ہوجاتا ہے کیونکہ وہ فرائض ونوافل کا جامع ہوتا ہے۔ (مرقات) اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرائض چھوڑ کر نوافل ادا کرے محبت سے مراد کامل محبت ہے۔

←

❀❀❀❀❀

د۔ اس عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ ولی میں حلول کر جاتا ہے جیسے کوئلہ میں آگ یا پھول میں رنگ و بو کہ خدا تعالیٰ حلول سے پاک ہے اور یہ عقیدہ کفر ہے بلکہ اس کے چند مطلب ہیں: ایک یہ کہ ولی اللہ کے یہ اعضاء گناہ کے لائق نہیں رہتے ہمیشہ ان سے ٹھیک کام ہی سرزد ہوتے ہیں اس پر عبادات آسان ہوتی ہے گویا ساری عبادتیں اس سے میں کرار ہا ہوں یا یہ کہ پھر وہ بندہ ان اعضاء کو دنیا کے لیے استعمال نہیں کرتا، صرف میرے لیے استعمال کرتا ہے ہر چیز میں مجھے دیکھتا ہے ہر آواز میں میری آواز سنتا ہے، یا یہ کہ وہ بندہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے جس سے خدائی طاقتیں اس کے اعضاء میں کام کرتی ہیں اور وہ ویسے کام کر لیتا ہے جو عقل سے وراء ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے مصر سے چلی ہوئی قمیص یوسفی کی خوشبو سونگھ لی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز سن لی حضرت آصف برخیا نے پلک جھپکنے سے پہلے یمن سے تخت بلقیس لا کر شام میں حاضر کر دیا۔ حضرت عمر نے مدینہ منورہ سے خطبہ پڑھتے ہوئے نہاوند تک اپنی آواز پہنچا دی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے واقعات بچشم ملاحظہ فرما لیے۔ یہ سب اسی طاقت کے کرشمے ہیں آج نار کی طاقت سے ریڈیو تار، وائرلیس ٹیلی ویژن عجیب کرشمے دکھا رہے ہیں تو نور کی طاقت کا کیا پوچھنا اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو طاقت اولیاء کے منکر ہے، بعض صوفیاء جوش میں سبحانی ما اعظم شانی کہہ گئے بعض نے کہا مافی جبتی الا اللہ یہ سب اسی فنا کے آثار تھے، مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

چوں روا باشد انا اللہ از درخت ۔۔۔ کے روانہ بود کہ گوید نیک بخت۔

ر۔ یعنی وہ بندہ مقبول الدعاء بن جاتا ہے کہ مجھ سے خیر مانگے یا شر سے پناہ میں اس کی ضرور سنتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ اولیاء، رب تعالیٰ کی پناہ میں رہتے ہیں تو جو شخص ان سے دعا کرائے اس کی قبول ہوگی اور جو ان کی پناہ میں آئے وہ رب کی پناہ میں آجائے گا، مولانا جامی فرماتے ہیں۔ شعر

یارسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام ۔۔۔ ہمچو کاہے آمدم کوہ گناہ آوردہ ام

ز۔ سبحان اللہ! کیا ناز و انداز والا کلام ہے یعنی میں رب ہوں اور اپنے کسی فیصلہ میں کبھی نہ توقف کرتا ہوں نہ تامل، جو چاہوں حکم کر دوں، مگر ایک موقعہ پر ہم توقف و تامل فرماتے ہیں وہ یہ کہ کسی ولی کا وقت موت آجائے اور وہ ولی ابھی مرنا نہ چاہے تو ہم اسے فوراً نہیں مار دیتے بلکہ اسے اولاً موت کی طرف مائل کر دیتے ہیں جنت اور وہاں کی نعمتیں اسے دکھا دیتے ہیں اور بیماریاں پریشانیاں اس پر نازل کر دیتے ہیں جس سے اس کا دل دنیا سے متنفر ہو جاتا ہے اور آخرت کا مشتاق پھر وہ خود آنا چاہتا ہے اور خوش خوش ہنستا ہوا ہمارے پاس آتا ہے، یہاں تردد کے معنے حیرانی و پریشانی نہیں کہ وہ بے علمی سے ہوتی ہے رب تعالیٰ اس سے پاک ہے بلکہ مطلب وہ ہے جو فقیر نے عرض کیا موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا واقعہ اس حدیث کی تفسیر ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام کو موت و زندگی کا اختیار دیا جاتا ہے وہ حضرات اپنے اختیار سے خوشی خوشی موت قبول کرتے ہیں اور یار خنداں رود بجانب یار کا ظہور ہوتا ہے ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں۔ شعر

نشان مرد مؤمن با تو گویم ۔۔۔ چوں قضاء آید تبسم برلب اوست

غرضکہ ہماری موت تو چھوٹنے کا دن ہے اور اولیاء انبیاء کی وفات پیاروں سے ملنے کا دن اسی لیے ان کی موت کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ مشیت، رضا کراہت میں بہت فرق ہے بعض چیزیں رب تعالیٰ کو ناپسند ہیں مگر ان کا ارادہ ہے بعض چیزیں پسند ہیں مگر ان کا ارادہ نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۴۹۰)

سننِ مؤکدہ کا ذکر

حدیث ۲ و ۳: مسلم و ابو داود و ترمذی و نسائی ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو مسلمان بندہ اللہ (عزوجل) کے لیے ہر روز فرض کے علاوہ تطوّع (نفل) کی بارہ رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا، چار ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور دو ۲ بعد مغرب اور دو ۲ بعد عشا اور دو ۲ قبل نماز فجر۔ (1) اور رکعات کی تفصیل صرف ترمذی میں ہے۔ ترمذی و نسائی و ابن ماجہ کی روایت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ ہے کہ جو اِن پر محافظت کریگا، جنت میں داخل ہو گا۔(2)

حدیث ۴: ترمذی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

---

(1) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل السنن الخ، الحدیث: ۱۰۳۔(۷۲۸)، ص ۳۶۷

وجامع الترمذي، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء فیمن صلی في یوم ولیلۃ الخ، الحدیث: ۴۱۵، ج ۱، ص ۴۲۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام رملہ بنت ابو سفیان ہے، کنیت ابو حبیبہ امیر معاویہ کی بہن ہیں، آپ کی والدہ صفیہ بنت عاص یعنی حضرت عثمان غنی کی پھوپھی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نکاح نجاشی شاہ حبشہ نے کیا، ۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۲۔ یعنی جنت کا اعلیٰ درجے کا محل اس کے لیئے نامزد کیا جائے گا کیونکہ وہاں مکانات تو پہلے ہی موجود ہیں یا ان سنن کی برکت سے اس کے لیئے نیا خصوصی گھر استعمال ہوگا کیونکہ جنت کا بعض سفیدہ بھی ہے جہاں اعمال کے مطابق محل تعمیر ہوتے ہیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔

۳۔ یعنی بارہ سنتیں مؤکدہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے ظہر کا ذکر اس لیئے پہلے کیا کہ حضرت جبریل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی نماز یہ ہی پڑھائی اس لیئے اسے صلوۃ اولیٰ کہتے ہیں ان میں سنت فجر بہت تاکیدی ہیں حتی کہ بعض نے انہیں واجب کہا۔ سعید ابن جبیر فرماتے ہیں کہ اگر میں سنت فجر چھوڑ دوں تو خطرہ ہے کہ رب مجھے نہ بخشے۔

۴۔ یعنی یہ رکعتیں اگرچہ مؤکدہ ہیں مگر فرض یا واجب نہیں، لہذا اس سے ان لوگوں کا رد ہوگیا جو سنت فجر کو واجب کہتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۸۳)

(2) سنن النسائي، کتاب قیام اللیل الخ، باب ثواب من صلی في الیوم واللیلۃ الخ، الحدیث: ۱۷۹۱، ص ۳۰۷

فرمایا: ادبار نجوم فجر کے پہلے کی دو رکعتیں ہیں اور ادبار سجود مغرب کے بعد کی دو ۲۔ (3)

❁❁❁❁❁

(3) جامع الترمذي، أبواب التفسير، باب ومن سورة الطور، الحديث: ۳۲۸۶، ج۵، ص ۱۸۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔اس میں سورۂ طور اور سورۂ ق کی دو آیتوں کی طرف اشارہ ہے "وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ " اور دوسری آیت "فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ" حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شرح یہ فرمائی کہ پہلی آیت میں فجر کی دو سنتیں مراد ہیں کیونکہ وہ تارے ڈوبنے کے بعد ہی پڑھی جاتی ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ فجر اجالے میں پڑھنی چاہیے نہ کہ اندھیرے میں کیونکہ اس وقت تارے ظاہر ہوتے ہیں چھپے نہیں ہوتے۔ "وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ" سے مراد مغرب کے فرض ہیں ان آیتوں کی اور بہت تفسیریں کی گئی ہیں مگر یہ تفسیر قوی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص ۴۰۰)

سنتِ فجر کے فضائل

حدیث ۵: مسلم و ترمذی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ (1)

حدیث ۶: بخاری و مسلم و ابو داود و نسائی انھیں سے راوی، کہتی ہیں: حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کی جتنی محافظت فرماتے کسی اور نفل نماز کی نہیں کرتے۔ (2)

حدیث ۷: طبرانی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ایک صاحب نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُس سے نفع دے؟ فرمایا: فجر کی دونوں رکعتوں کو لازم کرلو، ان میں بڑی فضیلت ہے۔ (3)

(1) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب رکعتي سنۃ الفجر الخ، الحدیث: ۷۲۵، ص ۳۶۵

فجر کی سنتیں ادا کرنے کا ثواب

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ فجر کی دو رکعتیں دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں ہے، سب سے بہتر ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ دو رکعتیں مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا، باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر الخ، رقم ۷۲۵، ص ۳۶۵)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مجھے ایسا عمل بتائیے جس کے ذریعہ اللہ عزوجل مجھے نفع عطا فرمائے۔ ارشاد فرمایا، کہ فجر کی دو رکعتوں کی پابندی کرو کیونکہ اس میں فضیلت ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فجر کی دو رکعتیں نہ چھوڑا کرو کیونکہ ان میں بڑی بخشش ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب النوافل، الترغیب فی المحافظۃ علی رکعتین قبل الصبح، رقم ۳، ج ۱، ص ۲۲۴)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی سنت فجر مال واولاد اور تمام دنیاوی سامان سے پیاری ہونا چاہیے اور دیگر سنتوں و مستحبات سے افضل ہیں۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۸۸)

(2) صحیح البخاري، کتاب التھجد، باب تعاھد رکعتي الفجر الخ، الحدیث: ۱۱۶۹، ج ۱، ص ۳۹۵

(3) الترغیب والترھیب، کتاب النوافل، الحدیث: ۳، ج ۱، ص ۲۲۳

حدیث ۸: ابویعلی باسنادِ حسن انھیں سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کی برابر ہے اور قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کی برابر اور ان دونوں کو فجر کی سنتوں میں پڑھتے اور یہ فرماتے کہ ان میں زمانہ کی رغبتیں ہیں۔(4)

حدیث ۹: ابوداود ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: فجر کی سنتیں نہ چھوڑو، اگرچہ تم پر دشمنوں کے گھوڑے آپڑیں۔(5)

❁❁❁❁❁

---

(4) الترغیب والترھیب، کتاب النوافل، الحدیث: ۵، ج۱، ص۲۲۴
والمعجم الاوسط، الحدیث: ۱۸۶، ج۱، ص۶۸

(5) سنن أبي داود، کتاب التطوع، باب في تخفیفھما، الحدیث: ۱۲۵۸، ج۲، ص۳۱

سنتِ ظہر کے فضائل

حدیث ۱۰: احمد و ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو شخص ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعتوں پر محافظت کرے، اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام فرمادے گا۔(1) ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا۔

(1) سنن النسائي، کتاب قیام اللیل الخ، باب الاختلاف علی اسماعیل بن أبي خالد، الحدیث: ۱۸۱۳، ص ۳۱۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔اس طرح کہ پہلی چار ایک سلام سے پڑھے جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے کیونکہ یہ چاروں مؤکدہ ہیں اور بعد کی چار دو سلاموں سے تا کہ مؤکدہ اور غیر مؤکدہ مخلوط نہ ہوجائیں کیونکہ ان میں پہلی دو مؤکدہ ہیں بعد کی دو غیر مؤکدہ۔

۲۔یعنی آگ میں ہمیشگی سے مطلقاً بچائے گا اس طرح کہ اسے گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق دے گا۔معلوم ہوا کہ سنت کی پابندی سے تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۹۱)

ظہر کی سنتیں اور نفل ادا کرنے کا ثواب

ام المومنین حضرتِ سیدتنا ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص پابندی کے ساتھ ظہر سے پہلے اور بعد میں چار چار رکعتیں ادا کریگا اللہ عزوجل اس پر جہنم کو حرام فرمادے گا۔ جبکہ ایک روایت میں ہے کہ اس کے چہرے کو جہنم کی آگ کبھی نہ چھو سکے گی۔

(مسند احمد، حدیث ام حبیبہ بنت ابی سفیان، رقم ۲۶۸۲۵، ج ۱۰، ص ۲۳۲ بتغیر قلیل)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم زوالِ شمس کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں ادا فرمایا کرتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ وہ گھڑی ہے جس میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں لہٰذا میں پسند کرتا ہوں کہ اس گھڑی میں میرا کوئی نیک عمل آسمانوں تک پہنچے۔

(مسند احمد، احادیث عبداللہ بن السائب، رقم ۱۵۳۹۶، ج ۵، ص ۲۵۰ بتغیر قلیل)

حضرتِ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں ادا کیں گویا کہ اس نے وہ رکعتیں رات کو تہجد میں ادا کیں اور جو چار رکعتیں عشاء کے بعد ادا کرے گا تو یہ شب قدر میں چار رکعتیں ادا کرنے کی مثل ہیں۔ (طبرانی اوسط، رقم ۶۳۳۲، ج ۴، ص ۳۸۶)

امیر المومنین حضرتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، ←

حدیث ۱۱: ابو داود و ابن ماجہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ

باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وسلَّم کوفرماتے ہوئے سنا کہ زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں ادا کرنا صبح میں چار رکعتیں ادا کرنے کی طرح ہے اور اس گھڑی میں ہر چیز اللہ عزوجل کی تسبیح بیان کرتی ہے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ،۔۔۔۔۔ یَتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآىٕلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ترجمہ کنزالایمان :اس کی پرچھائیاں داہنے اور بائیں جھکتی ہیں اللہ کو سجدہ کرتی اور وہ اس کے حضور ذلیل ہیں ۔O(پ ۱۴، النحل: ۴۸)

(سنن ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ النحل، رقم ۳۱۳۹، ج ۵، ص ۸۸)

حضرتِ سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وسلَّم نصف النہار کے بعد نماز پڑھنا پسند فرمایا کرتے تھے ۔ ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس گھڑی میں نماز پڑھنا پسند فرماتے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا، اس گھڑی میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق پر نظرِ رحمت فرماتا ہے اور یہ وہی نماز ہے جسے حضرتِ سیدنا آدم ونوح و ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام پابندی سے ادا کیا کرتے تھے ۔

(الترغیب والترہیب، کتاب النوافل، الترغیب فی الصلوۃ قبل الظہر وبعدھا، رقم ۵، ج ۱، ص ۲۲۵)

حضرتِ سیدنا ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، ظہر سے پہلے جو چار رکعتیں ایک سلام سے ادا کی جاتی ہیں، ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ۔

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرتِ سیدنا ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وسلَّم ہمارے ہاں رونق افروز ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں پابندی سے ادا کیا کرتے اور فرماتے کہ جب زوالِ شمس ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور نمازِ ظہر کی ادائیگی تک ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور میں پسند کرتا ہوں اس گھڑی میں میری طرف سے کوئی خیر اٹھائی جائے ۔

(سنن ابی داود، کتاب التطوع، باب الاربع قبل الظہر، رقم ۱۲۷۰، ج ۲، ص ۳۵)

حضرتِ سیدنا قابوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والدِمحترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ پوچھنے کیلئے بھیجا کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وسلَّم کس نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرنا پسند فرمایا کرتے تھے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں ادا فرمایا کرتے اور ان میں طویل قیام فرمایا کرتے اور ان رکعتوں کے رکوع وسجود نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ ادا فرماتے ۔

اور حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دن کی نفل نمازوں میں ظہر کی چار رکعتوں کے علاوہ کوئی نماز رات کی نماز کے برابر نہیں اور دن میں ادا کی جانے والی نفل نمازوں پر ان رکعتوں کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے باجماعت نماز کی فضیلت تنہا ←

وسلم! ظہر سے پہلے چار رکعتیں جن کے درمیان میں سلام نہ پھیرا جائے، ان کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔(2)

حدیث ۱۲: احمد و ترمذی عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفتاب ڈھلنے کے بعد نماز ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور فرماتے: یہ ایسی ساعت ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، لہٰذا میں محبوب رکھتا ہوں کہ اس میں میرا کوئی عمل صالح بلند کیا جائے۔(3)

حدیث ۱۳: بزار نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ دوپہر کے بعد چار رکعت پڑھنے کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) محبوب رکھتے، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں دیکھتی ہوں کہ اس وقت میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز محبوب رکھتے ہیں، فرمایا: اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور اس نماز پر آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام محافظت کرتے۔(4)

حدیث ۱۴ و ۱۵: طبرانی براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

پڑھی جانے والی نماز پر ہے۔(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا، باب فی الاربع الرکعات قبل الظھر، رقم ۱۱۵۶، ج ۲، ص ۳۹)

(2) سنن أبي داود، کتاب التطوع، باب الاربع قبل الظھر وبعدہا، الحدیث: ۱۲۷۰، ج ۲، ص ۳۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آسمان کے دروازے کھلنے سے مراد بارگاہِ الٰہی میں مقبولیت ہے ان کی رکعتوں کی عزت افزائی، ابھی فقیر نے عرض کیا تھا کہ یہ چار رکعتیں ایک سلام سے ہونی چاہیے اس کی اصل یہ حدیث ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۹۲)

(3) جامع الترمذي، أبواب الوتر، باب ماجاء في الصلاۃ عند الزوال، الحدیث: ۴۷۸، ج ۲، ص ۲۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ خیال رہے کہ حضرت عبداللہ ابن سائب صحابی بھی ہیں، تابعی بھی ہیں، جو صحابی ہیں انہوں نے ابی ابن کعب سے قرآن سیکھا ہے اور ان سے حضرت مجاہد نے، مخزومی ہیں، قریشی ہیں، مکہ مکرمہ میں رہے وہیں حضرت ابن زبیر کی شہادت سے کچھ پہلے وفات پائی غالبًا یہاں صحابی مراد ہیں۔

۲۔ حق یہ ہے کہ یہ چار سنتیں ظہر کی ہیں چونکہ فرض ظہر کچھ دیر ٹھنڈک کر کے پڑھے جاتے ہیں اور آسمان کے دروازے سورج ڈھلتے ہی کھل جاتے ہیں اس لیئے سرکار نے یہ سنتیں جلدی پڑھیں لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اس وقت ظہر کے فرض ہی کیوں نہ پڑھ لیئے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۹۳)

(4) مسند البزار، مسند ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث: ۴۱۶۶، ج ۱۰، ص ۱۰۲

جس نے ظہر کے پہلے چار رکعتیں پڑھیں، گویا اس نے تہجد کی چار رکعتیں پڑھیں اور جس نے عشا کے بعد چار پڑھیں، تو یہ شب قدر میں چار کے مثل ہیں۔(5) عمر فاروق اعظم و بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی اسی کی مثل مروی۔

❀❀❀❀❀

(5) المعجم الاوسط للطبرانی، باب المیم، الحدیث: ۶۳۳۲، ج۴، ص۳۸۶

سنتِ عصر کے فضائل

حدیث ۱۶: احمد و ابو داود و ترمذی بافادۂ تحسین عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے، جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔(1)

حدیث ۱۷: ترمذی مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے۔(2) اور ابو داود کی روایت میں ہے کہ دو پڑھتے تھے۔(3)

---

(1) سنن أبي داود، کتاب التطوع، باب الصلاۃ قبل العصر، الحدیث: ۱۲۷۱، ج ۲، ص ۳۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

اے دو سلاموں سے یا ایک سلام سے یہ سنتیں غیر مؤکدہ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لینے کا ذریعہ کیونکہ بفضلہٖ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۹۴)

عصر کی پہلی چار رکعتوں کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، اللہ عزوجل اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں ادا کرتا ہے۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب التطوع، باب الاربع قبل الظھر وبعدھا، رقم ۱۲۷۱، ج ۲، ص ۳۵)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو عصر سے پہلے چار رکعتیں ادا کریگا اللہ عزوجل اس کے بدن کو جہنم پر حرام فرمادے گا۔ (طبرانی کبیر، رقم ۶۱۱، ج ۲۳، ص ۲۸۱)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پابندی سے ادا کرے گا اسے جہنم کی آگ نہ چھو سکے گی۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب الصلوۃ قبل العصر، رقم ۳۳۳۲، ج ۲، ص ۴۶۰، بتغیر قلیل)

امیر المومنین حضرتِ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المُرسَلین، رَحمۃٌ لِّلعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، کہ میری امت ہمیشہ عصر سے پہلے ان چار رکعتوں کو ادا کرتی رہے گی یہاں تک کہ اس دنیا ہی میں اس کی حتمی مغفرت کردی جائے گی۔ (طبرانی اوسط، رقم ۵۱۳۱، ج ۴، ص ۳۸)

(2) جامع الترمذي، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء في الاربع قبل العصر، الحدیث: ۴۲۹، ج ۱، ص ۴۳۷

(3) سنن أبي داود، کتاب التطوع، باب الصلاۃ قبل العصر، الحدیث: ۱۲۷۲، ج ۲، ص ۳۵

حدیث ۱۸ و ۱۹: طبرانی کبیر میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے، اللہ تعالٰی اس کے بدن کو آگ پر حرام فرما دے گا۔ (4) دوسری روایت طبرانی کی عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے مجمع صحابہ میں جس میں امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی تھے، فرمایا: جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے، اُسے آگ نہ چھوئے گی۔ (5)

(4) المعجم الکبیر، الحدیث: ۶۱۱، ج ۲۳، ص ۲۸۱

(5) المعجم الاوسط، باب الالف، الحدیث: ۲۵۸۰، ج ۲، ص ۷۷

سنتِ مغرب کے فضائل

حدیث ۲۰ و ۲۱: رزین نے مکحول سے مُرسلاً روایت کی کہ فرماتے ہیں: جو شخص بعد مغرب کلام کرنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے، اُس کی نماز علیین میں اٹھائی جاتی ہے۔ اور ایک روایت میں چار رکعت ہے۔ نیز انھیں کی روایت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، اس میں اتنی بات زیادہ ہے کہ فرماتے تھے مغرب کے بعد کی دونوں رکعتیں جلد پڑھو کہ وہ فرض کے ساتھ پیش ہوتی ہیں۔ (1)

(1) مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب السنن وفضائلھا، الحدیث: ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ج۱، ص۳۴۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ آپ کا نام مکحول ابن عبداللہ ہے، کنیت ابوعبداللہ، شامی ہیں، حضرت لیث کے غلام، امام اوزاعی کے استاذ، تابعی ہیں، بہت صحابہ سے ملاقات کی ۱۱۸ھ میں وفات ہوئی۔ (اکمال) آپ کی احادیث مرسل زیادہ ہیں۔

۲؎ اگر ان دو چار رکعتوں سے مغرب کے بعد کی سنتیں و نفل مراد ہیں تو مغرب سے مراد فرض مغرب ہوں گے اور اگر ان سے نماز اوابین مراد ہے تو مغرب سے پوری نماز مغرب مراد ہوگی۔

۳؎ یہاں کلام سے مراد دنیاوی بات چیت ہے نہ کہ دعا و ذکر وغیرہ۔ علیین ساتویں آسمان سے اوپر ایک مقام ہے یا خود ساتویں آسمان کا نام ہے یا فرشتوں کے رجسٹر و دفتر کا نام ہے جس میں مقبولوں کے مقبول اعمال لکھے جاتے ہیں یا اس سے مراد رب تعالیٰ کی بارگاہ کا قرب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مغرب کے بعد بغیر دنیاوی بات چیت کیئے یہ نوافل پڑھ لینا بہت افضل ہیں ان کی برکت سے یہ پوری نماز علیین تک پہنچائی جاتی ہے۔ بعض لوگ اس حدیث کی وجہ سے نماز مغرب کے بعد دعا نہیں مانگتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ دعا بھی کلام ہے مگر یہ غلط ہے ایسی جگہ کلام سے مراد دنیاوی بات چیت ہوتی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۴۰۸)

مغرب کے بعد چھ رکعتیں ادا کرنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ قالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کہے تو یہ چھ رکعتیں بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب ماجاء فی الست الرکعات بعد المغرب، رقم ۱۱۶۷، ج۲، ص۴۵)

حضرتِ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ قالہٖ وسلَّم کو مغرب کے بعد چھ رکعتیں ادا کرتے دیکھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مغرب کے بعد ←

حدیث ۲۲: ترمذی و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان میں کوئی بُری بات نہ کہے، تو بارہ برس کی عبادت کی برابر کی جائیں گی۔ (2)

حدیث ۲۳: طبرانی کی روایت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ فرماتے ہیں: جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگ برابر ہوں۔ (3)

چھ رکعتیں ادا کریگا اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

(طبرانی اوسط، رقم، ۷۲۴۵، ج ۵، ص ۲۵۵)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا،، جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں ادا کرے گا، اللہ عزوجل اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب ماجاء فی الصلوۃ بین المغرب والعشاء، رقم ۱۳۷۳، ج ۲، ص ۱۵۰)

حضرتِ سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا پھر میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز مغرب ادا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء تک نماز ادا فرماتے رہے۔ (الترغیب والترہیب، الترغیب فی الصلوۃ بین المغرب والعشاء، رقم ۷، ج ۱، ص ۲۲۸)

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ کے فرمان تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ترجمہ کنزالایمان: ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے (پ ۲۱، السجدہ: ۱۶)۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل ادا کیا کرتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب التطوع، باب وقت قیام النبی من اللیل، رقم ۱۳۲۱، ج ۲، ص ۵۳)

(2) جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ماجاء في فضل التطوع الخ، الحدیث: ۴۳۵، ج ۱، ص ۴۳۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس نماز کا نام صلوۃ اوابین ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ چھ رکعتیں مغرب کی سنتوں ونفلوں کے ساتھ ہیں، بعض کہتے ہیں کہ ان کے علاوہ۔ مرقاۃ نے پہلی صورت کو ترجیح دی اور فرمایا مؤکدہ دوسنتیں الگ سلام سے پڑھے، باقی چار میں اختلاف ہے دو سلاموں سے پڑھے یا ایک سے۔ خیال رہے کہ ان جیسی احادیث سے فضائل میں ثواب عبادت مراد ہوتا ہے نہ کہ اصل عبادت، لہذا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک بار نماز اوابین پڑھ کر ۱۲ سال تک نماز سے بے پرواہ ہوجاؤ۔

۲۔ اس کے ضعیف ہونے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف قبول ہے، نیز اسے طبرانی وغیرہ نے مختلف اسنادوں سے نقل کیا جس سے اس میں قوت آگئی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۹۷)

(3) المعجم الاوسط، باب المیم، الحدیث: ۷۲۴۵، ج ۵، ص ۲۵۵

حدیث ۲۴: ترمذی کی روایت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، جو مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا۔(4)

حدیث ۲۵: ابو داود کی روایت انھیں سے ہے، کہ فرماتی ہیں: عشا کی نماز پڑھ کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے مکان میں جب تشریف لاتے تو چار یا چھ رکعتیں پڑھتے۔(5)

❁❁❁❁❁

(4) جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ماجاء في فضل التطوع الخ، الحديث ۴۳۵، ج۱، ص۴۳۹

(5) سنن أبي داود، كتاب التطوع، باب الصلاة بعد العشاء، الحديث: ۱۳۰۳، ج۲، ص۴۷

<u>عشا کے بعد چار رکعتیں ادا کرنے کا ثواب</u>

ظہر سے پہلے کی نماز کے بیان میں حضرتِ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث گزر چکی کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جس نے ظہر سے قبل چار رکعتیں ادا کیں گویا اس نے وہ رکعتیں تہجد میں ادا کیں اور جس نے عشاء کے بعد چار رکعتیں ادا کیں گویا کہ اس نے شب قدر میں چار رکعتیں (نفل) ادا کیں۔

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، ظہر سے پہلے چار رکعتیں عشاء کے بعد چار رکعتیں ادا کرنے کی طرح ہے اور عشاء کے بعد چار رکعتیں ادا کرنا شب قدر میں چار رکعتیں ادا کرنے کے برابر ہے۔ (طبرانی اوسط، رقم ۲۷۳۳، ج ۲، ص ۱۲۱)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اور مسجد سے نکلنے سے پہلے چار رکعتیں (نفل) ادا کرلیں تو اس کی یہ رکعتیں شب قدر میں ادا کی جانے والی رکعتوں کے برابر ہیں۔ (طبرانی اوسط، رقم ۵۲۳۹، ج ۴، ص ۶۸)

مسائل فقہیّہ

سنتیں بعض مؤکدہ ہیں کہ شریعت میں اس پر تاکید آئی۔ بلاعذر ایک بار بھی ترک کرے تو مستحق ملامت ہے اور ترک کی عادت کرے تو فاسق، مردود الشہادۃ، مستحق نار ہے۔(1) اور بعض ائمہ نے فرمایا: کہ وہ گمراہ ٹھہرایا جائے گا اور گنہگار ہے، اگرچہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے۔ تلویح میں ہے، کہ اس کا ترک قریب حرام کے ہے۔ اس

---

(1) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اقول: وھذا ان شاء اللہ تعالی سر قول الامام الاجل فخر الاسلام ان تارك السنة المؤكدة يستوجب اساءة[۳] ای بنفس الترك و كراهة ای تحريمية ای عند الاعتياد اذهی المحل عند الاطلاق ولهذا قال الامام عبد العزيز فی شرحه ان الاساءة دون الكراهة[۴] واكتفى فی السنة الزائدة بنفی الاساءة لان نفی الادنی یدل علی نفی الاعلی بالاولی وحیث ان الكراهة التنزيهية ادنی من الاساءة فنفی الاعلی لایستلزم نفی الادنی ولذا ذكر توجه اللائمة حكم ترك مطلق السنة ثم قسمها قسمين وفرق بلزوم الاساءة وعدمه فتحصل ان المؤكدة وغيرها تشتركان فی توجه الملام علی الترك وتتفارقان فی ان ترك المؤكدة اساءة وبعد التعود كراهة تحريم وليس فی ترك غيرها الا كراهة التنزيه ولعمری ان اشارات هذا الامام الهمام ادق من هذا حتی لقبوه ابا العسر واخاه الامام صدر الاسلام ابا اليسر۔

(۳؎ اصول البزدوی باب العزیمۃ والرخصۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۳۹)

اقول: اور یہی ان شاء اللہ تعالی امام الاجل فخر الاسلام کے اس ارشاد کا رمز ہے کہ سنت مؤکدہ کا تارک اساءت کا مستحق ہے یعنی نفس ترک سے اور کراہت کا مستحق ہے یعنی کراہت تحریمیہ کا، جب کہ عادت ہو اس لئے کہ مطلق بولنے کے وقت کراہت تحریمیہ ہی مراد ہوتی ہے۔ اس لئے امام عبدالعزیز بخاری نے اپنی شرح میں فرمایا کہ: اساءت کا درجہ کراہت سے نیچے ہے اور سنت زائدہ میں نفی اساءت پر اکتفا کی اس لئے کہ ادنیٰ کی نفی سے اعلیٰ کی نفی بدرجہ اولیٰ معلوم ہو جائے گی۔ اور چونکہ کراہت تنزیہیہ اساءت سے ادنیٰ ہے تو اعلیٰ کی نفی سے ادنیٰ کی نفی لازم نہ آئے گی اس لئے مستحق ملامت ہونا مطلق سنت کے ترک کا حکم بتایا پھر سنت کی دو قسمیں کیں اور اساءت لازم آنے اور نہ لازم آنے سے دونوں میں فرق کیا تو حاصل یہ نکلا کہ سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ دونوں اس حکم میں مشترک ہیں کی ترک پر ملامت ہوگی اور دونوں آپس میں یوں جدا جدا ہیں کہ مؤکدہ کا ترک اساءت اور عادت کے بعد کراہت تحریم ہے اور غیر مؤکدہ کے ترک میں صرف کراہت تنزیہ ہے بخدا اس امام ہمام کے ارشادات اس سے بھی زیادہ دقیق ہوتے ہیں یہاں تک کہ علماء نے انہیں ابو العسر اور ان کے برادر امام صدر الاسلام کو ابو الیسر کا لقب دیا۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۔۲، ص ۹۱۱۔۹۱۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کا تارک مستحق ہے کہ معاذ اللہ! شفاعت سے محروم ہو جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میری سنت کو ترک کریگا، اسے میری شفاعت نہ ملے گی۔ سنت مؤکدہ کو سنن الہدیٰ بھی کہتے ہیں۔

دوسری قسم غیر مؤکدہ ہے جس کو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں۔ اس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی، کبھی اس کو مستحب اور مندوب بھی کہتے ہیں اور نفل عام ہے کہ سنت پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام باب النوافل میں سنن کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ نفل ان کو بھی شامل ہے۔ (2) لہٰذا نفل کے جتنے احکام بیان ہوں گے وہ سنتوں کو بھی شامل ہوں گے، البتہ اگر سنتوں کے لیے کوئی خاص بات ہوگی تو اس مطلق حکم سے اس کو الگ کیا جائے گا جہاں استثنا نہ ہو، اسی مطلق حکم نفل میں شامل سمجھیں۔

مسئلہ ۱: سنت مؤکدہ یہ ہیں:

(۱) دو رکعت نماز فجر سے پہلے

(۲) چار ظہر کے پہلے، دو بعد

(۳) دو مغرب کے بعد

(۴) دو عشا کے بعد اور

(۵) چار جمعہ سے پہلے، چار بعد یعنی جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے والے پر چودہ رکعتیں ہیں اور علاوہ جمعہ کے باقی دنوں میں ہر روز بارہ رکعتیں۔ (3)

مسئلہ ۲: افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار پڑھے، پھر دو کہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ (4)

---

(2) ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، مطلب فی السنۃ وتعاریفہا، ج۱، ص ۲۳۰، وغیرہ

(3) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص ۵۴۵

(4) غنیۃ المتملي، فصل في النوافل، ص ۳۸۹

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

دس سنتیں ہیں، چار پہلے چار بعد ہی منصوص علیہن فی المتون قاطبۃ وقد صح بہن الحدیث فی صحیح مسلم (ان کے چار ہونے پر متون میں قطعاً تصریح ہے اور صحیح مسلم میں ان کے بارے میں صحیح حدیث بھی وارد ہے۔ت) اور دو بعد کو اور، کہ بعد جمعہ چھ سنتیں ہی ہنا ہی حدیثا وفقہا اثبت واحوط (مختار ومحتاط حدیث وفقہ کے اعتبار سے۔ت) مختار ہے اگرچہ چار کہ ہمارے ائمہ میں متفق علیہ ہیں ان دو سے مؤکدتر ہیں۔

لحدیث ابوداؤد بسند صحیح والحاکم وصححہ علی شرط الشیخین عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ کان اذا کان بمکۃ فصلی الجمعۃ تقدم فصلی رکعتین ثم تقدم فصلی اربعا (وفیہ) فقال کان رسول اللہ ←

مسئلہ ۳: جو سنتیں چار رکعتی ہیں مثلاً جمعہ وظہر کی تو چاروں ایک سلام سے پڑھی جائیں گی یعنی چاروں پڑھ کر

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یفعل ذلک ۲؂ ھذا مختصر وتمام الکلام علیہ فی الفتح،

ابوداؤد میں سند صحیح کے ساتھ حدیث ہے، حاکم نے تخریج کرکے کہا کہ بخاری ومسلم کے شرائط پر ہے ______ کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بارے میں ہے کہ جب مکہ میں تھے جمعہ ادا فرمایا تو آگے بڑھے دو رکعات ادا کیں پھر آگے بڑھے تو چار رکعت ادا کیں (اور اسی میں ہے) فرمایا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔ یہ مختصر ہے اور اس پر تمام گفتگو فتح میں ہے،

(۲؂ سنن ابوداؤد باب الصلوٰۃ بعد الجمعۃ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۱۶۰)

والامام الطحطاوی فی شرح معانی الاثار عن ابی عبدالرحمٰن السلمی قال قدم علینا عبداللہ (یعنی ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ) فکان یصلی بعد الجمعۃ اربعا فقدم بعدہ علی رضی اللہ تعالٰی عنہ فکان اذا صلی الجمعۃ صلی بعدھا رکعتین واربعا فاعجبنا فعل علی رضی اللہ تعالٰی عنہ فاخترناہ ۳؂

امام طحاوی شرح معانی الآثار میں ابوعبدالرحمان السلمی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) ہمارے ہاں تشریف لائے تو آپ نے جمعہ کے بعد چار رکعات ادا کیں، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ تشریف لائے اور آپ کا طریقہ تھا کہ جمعہ کے بعد پہلے دو رکعات پھر چار رکعات ادا کرتے، ہمیں حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فعل نہایت ہی پسند آیا تو ہم نے اسی کو اختیار کرلیا، (۳؂ شرح معانی الآثار باب التطوع بعد الجمعۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۳۳)

فی فتح ابوالسعود الازھر تحت قول مسکین قال ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی السنۃ بعد صلوٰۃ الجمعۃ ست رکعات اھ وبہ اخذ الطحطاوی واکثر المشائخ نھر عن عیون المذاھب التجنیس ۱؂ اھ فی الجواھر الاخلاطی ھو ماخوذ عن القاضی واخذ بہ اکثر المشائخ وھوا المختار ۲؂ اھ فی مجمع الانھر بہ اخذ الطحطاوی واکثر المشائخ منا وبہ یعمل الیوم ۳؂ اھ

فتح ابوسعود ازہری میں مسکین کے قول کے تحت ہے امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: جمعہ کے بعد چھ رکعات ہیں اھ، اسے طحاوی اور اکثر مشائخ نے مختار کہا ہے۔ نہر نے عیون المذاہب اور تجنیس کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ جواہر اخلاطی میں ہے کہ یہ قاضی سے ماخوذ ہے اھ اکثر مشائخ نے اسی پر عمل کیا اور یہی مختار ہے اھ مجمع الانہر میں ہے کہ طحاوی اور اکثر مشائخ نے اسی پر عمل کیا اور آج اسی پر عمل کیا جاتا ہے اھ (۱؂ فتح المعین باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۵۳) (۲؂ جواہر الاخلاطی فصل فی الجماعت غیر مطبوعہ قلمی نسخہ ص ۴۲) (۳؂ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب الوتر والنوافل مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۳۰)

فی البحر الرائق فی الذخیرۃ والتجنیس وکثیر من مشائخنا علی قول ابی یوسف وفی منیۃ المصلی والافضل عندنا ان یصلی اربعا ثم رکعتین ۴؂ اھ فی الغنیۃ الافضل ان یصلی اربعا ثم رکعتین للخروج عن الخلاف ۵؂ اھ (۴؂ بحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۹) (۵؂ غنیۃ المستملی فصل فی النوافل مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۸۹)

←

چوتھی کے بعد سلام پھیریں، یہ نہیں کہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں اور اگر کسی نے ایسا کیا تو سنتیں ادا نہ ہوئیں۔ یوہیں اگر چار رکعت کی منت مانی اور دو دو رکعت کر کے چار پڑھیں تو منت پوری نہ ہوئی، بلکہ ضرور ہے کہ ایک سلام کے ساتھ چاروں پڑھے۔(5)

مسئلہ ۴: سب سنتوں میں قوی تر سنت فجر ہے، یہاں تک کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں اور اس کی مشروعیت کا اگر کوئی انکار کرے تو اگر شبہۃً یا براہ جہل ہو تو خوف کُفر ہے اور اگر دانستہ بلا شبہہ ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی ولہذا یہ سنتیں بلا عذر نہ بیٹھ کر ہوسکتی ہیں نہ سواری پر نہ چلتی گاڑی پر، ان کا حکم ان باتوں میں بالکل مثل وتر ہے۔ ان کے بعد پھر مغرب کی سنتیں پھر ظہر کے بعد کی پھر عشا کے بعد کی پھر ظہر سے پہلے کی سنتیں اور اصح یہ ہے کہ سنت فجر کے بعد ظہر کی پہلی سنتوں کا مرتبہ ہے کہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں فرمایا: کہ جو انھیں ترک کریگا، اُسے میری شفاعت نہ پہنچے گی۔(6)

بحر الرائق میں ہے کہ ذخیرہ اور تجنیس میں ہے کہ مشائخ کی اکثریت امام ابو یوسف کے قول پر ہے۔ منیۃ المصلی میں ہے کہ ہمارے نزدیک افضل یہی ہے کہ پہلے چار اور پھر دو رکعات ادا کی جائیں اھ غنیۃ میں ہے کہ اختلاف سے بچنے کے لئے افضل یہی ہے کہ پہلے چار اور پھر دو رکعات ادا کی جائیں اھ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۹۲ ـ ۲۹۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(5) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۴۵، وغیرہ

(6) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في السنن والنوافل، ج ۲، ص ۵۴۸ ـ ۵۵۰

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
اور سنت فجر بالاتفاق بقیہ تمام سنن سے افضل، ولہذا بصورت فوت مع الفریضہ بعد وقت قبل زوال ان کی قضا کا حکم ہے بخلاف سائر سنن کہ وقت کے بعد کسی کی قضا نہیں، ولہذا بلا عذر صحیح سنت فجر کو بیٹھ کر پڑھنا ناجائز بخلاف دیگر سنن کہ بے عذر بھی روا اگرچہ ثواب آدھا، ولہذا صاحبین رحمہما اللہ تعالی کہ قائل سنیت وتر ہوئے سنت فجر کو اس سے آکد ماننے کی طرف گئے، درمختار میں ہے:

السنن اٰکدها سنة الفجر اتفاقا وقيل بوجوبها فلا تجوز صلاتها قاعدا بلا عذر على الاصح ولا يجوز تركها لعالم صار مرجعا في الفتاوى بخلاف باقي السنن وتقضي اذا فاتت معه بخلاف الباقي ا ھ ملخصا

وہ سنن جن پر سب سے زیادہ تاکید ہے وہ بالاتفاق فجر کی سنتیں ہیں، بعض نے انہیں واجب قرار دیا ہے لہذا اصح قول کے مطابق بغیر عذر کے ان کو بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہ ہوگا اور اس عالم کے لئے بھی ان کا ترک جائز نہیں جو فتوی جات کے لئے مرجع بن چکا ہو، یعنی فتوی نویسی سے فراغت نہ ملتی ہو بخلاف باقی سنن کے، یعنی باقی سنن کو لوگوں کی حاجت فتوی کے پیش نظر چھوڑ سکتا ہے اور یہ سنن فرائض کے ساتھ اگر فوت ہوجائیں تو ان کی قضا ہے جبکہ باقی سنن کی قضا نہیں اھ تلخیصاً (ت) (۱ـ درمختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۹۵)

بحر الرائق میں ہے:

مسئلہ ۵: اگر کوئی عالم مرجع فتویٰ ہو کہ فتویٰ دینے میں اسے سنت پڑھنے کا موقع نہیں ملتا تو فجر کے علاوہ باقی سنتیں

سنة الفجر اقوی السنن باتفاق الروایات لما فی الصحیحین عن عائشة رضی الله تعالٰی عنها قالت لم یکن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم علی شیئ من النوافل اشد تعاهدا منه علی رکعتی الفجر ۲؎۔

فجر کی سنتیں بالاتفاق باقی تمام سنن سے اقوی ہیں جیسا کہ بخاری ومسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث سے ثابت ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نوافل میں سب سے زیادہ حفاظت فجر کی سنتوں کی فرماتے تھے (ت)

(۲؎ بحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ / ۴۷)

اسی میں خلاصہ سے ہے:

اجمعوا علی ان رکعتی الفجر قاعدا من غیر عذر لا تجوز کذا روی الحسن عن ابی حنیفة ۳؎۔

تمام فقہا کا اتفاق ہے کہ بغیر عذر کے فجر کی سنتیں بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہیں جیسا کہ حسن نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے (ت)

(۳؎ بحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ / ۴۷)

اسی میں قنیہ سے ہے:

اذا لم یسع وقت الفجر الا الوتر والفجر، اوالسنة والفجر فانه یوتر ویترك السنة عند ابی حنیفة وعندهما السنة اولی من الوتر ۴؎۔

جب وقت فجر میں، وتر وفجر یا سنن وفجر کی ادائیگی کے سوا گنجائش نہ رہے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک وتر ادا کرلئے جائیں اور سنتیں ترک کردی جائیں اور صاحبین کے ہاں سنتوں کی ادائیگی وتر کی ادائیگی سے افضل ہے۔ (ت)

(۴؎ بحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ / ۴۸)

پھر مذہب اصح پر سنت قبلیہ ظہر بقیہ سنن سے آکد ہیں

صححه المحسن واستحسنه المحقق فی الفتح فقال وقد احسن لان نقل المواظبة الصریحة علیها اقوی من نقل المواظبة الصریحة علیها اقوی من نقل مواظبته صلی الله تعالٰی علیه وسلم علی غیرها من غیر رکعتی الفجر اھ وکذا صححه فی الدرایة والعنایة والنهایة وکذا ذکر تصحیحه العلامة نوح کما فی الطحطاوی علی مراقی الفلاح وکذا صححه فی البحر عن القنیة وعلله بورود الوعید وتبعه فی الدر۔

محسن نے اس کو صحیح اور محقق نے فتح میں اس کو مستحسن قرار دیا اور کہا انہوں نے اچھا کیا کیونکہ فجر کی سنتوں کے علاوہ سنن ظہر نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جو مواظبت منقولہ سے زیادہ اقوی ہے اھ اور اسی طرح اسے درایہ، عنایہ اور نہایہ میں صحیح کہا اور اسی طرح علامہ نوح نے اس کی تصحیح ذکر کی جیسا کہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں مذکور ہے۔ بحر میں قنیہ کے حوالے سے صحیح کہا اور اس کی علت یہ بیان کی کہ ان کے ترک پر وعید وارد ہے اور اس کی اتباع درمختار نے کی ہے۔ (ت) (۱؎ فتح القدیر باب النوافل مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ / ۳۸۳)

اور امام شمس الائمہ حلوانی کے نزدیک سنت فجر کے بعد افضل وآکد رکعتیں مغرب ہیں پھر رکعتیں ظہر پھر رکعتیں عشا پھر قبلیہ ظہر کما فی الفتح وغیرہ۔ ←

ترک کرسکتا ہے کہ اس وقت اگر موقع نہیں ہے تو موقوف رکھے، اگر وقت کے اندر موقع ملے پڑھ لے ورنہ معاف ہیں اور فجر کی سنتیں اس حالت میں بھی ترک نہیں کرسکتا۔(7)

مسئلہ ٦: فجر کی نماز قضا ہوگئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے ورنہ نہیں علاوہ فجر کے اور سنتیں قضا ہوگئیں تو ان کی قضا نہیں۔(8)

قلت وعليه مشى في الهندية عن تبيين الحقائق الامام الزيلعي فقال اقوى السنن ركعتا الفجر ثم سنة المغرب ثم التي بعد الظهر ثم التي بعد العشاء ثم التي قبل الظهر ٢۔(ملخصا)۔

(٢۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ مطبعۃ کبرٰی امیریہ بولاق مصر ١/ ١٧٢)

قلت (میں کہتا ہوں) ہندیہ میں امام زیلعی کی تبیین الحقائق کے حوالے سے یہی بات بیان کرتے ہوئے کہا سب سے قوی اور مؤکد فجر کی سنتیں پھر سنت مغرب پھر بعدیہ ظہر پھر بعدیہ عشاء پھر قبلیہ ظہر (ملخصا) (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ٨، ص ٢٩٢۔ ٢٩٣ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(7) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في السنن والنوافل، ج ٢، ص ٥٤٩

(8) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في السنن والنوافل، ج ٢، ص ٥٥٠

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

صبح کی سنتیں اگر نہ پڑھیں اور فرضوں میں شامل ہوگیا قبل طلوع وارتفاع شمس تو البتہ ان کی اجازت نہیں اگر پڑھے گا گنہگار ہوگا اور بعد بلندی آفتاب اُن کا پڑھنا ممنوع نہیں ضرور مستحب ہے کلام علماء میں لایقضی (ادا نہ کیا جائے۔ت) بمعنی نفی مطالبہ ہے نہ مطالبہ نفی، ردالمحتار میں ہے:

اذا فاتت وحدها لاتقضى قبل طلوع الشمس بالاجماع اما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما وقال محمد رحمه الله تعالى احب الى ان يقضيها الى الزوال كما في الدرر قيل هنا قريب من الاتفاق لان قوله احب الى دليل على انه لولم يفعل لالوم عليه وقالا لايقضي وان قضى لاباس به كذا في الخبازية ومنهم من قال الخلاف في انه لوقضى كان نفلا مبتدأ اوسنة كذا في العناية يعني نفلا عندهما سنة عنده كما ذكره في الكافي اسمعيل اھ۔والله تعالى اعلم (١۔ ردالمحتار باب ادراک الفریضہ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ١/ ٥٣٠)

جب فجر کی سنتیں تنہا فوت ہوجائیں تو انہیں بالاجماع طلوع آفتاب سے پہلے ادا نہ کیا جائے طلوع آفتاب کے بعد، شیخین کے ہاں اسی طرح ہے، لیکن امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ زوال سے پہلے قضا کرلینا پسندیدہ ہے جیسا کہ درر میں ہے کہ یہاں اتفاق ہی ہے کیونکہ امام محمد نے احب کہا جو دلالت کررہا ہے کہ اگر اس نے قضا نہ کیں تو اس پر ملامت وغیرہ نہیں ہوگی، اور جس نے لایقضی کہا ہے اگر کوئی قضا کرلیتا ہے تو کوئی حرج نہیں، خبازیہ بعض نے کہا کہ اختلاف اس بات میں ہے کہ اگر قضا کرتا ہے تو وہی سنن ہوں گی یا مستقل نوافل، اسی طرح عنایہ میں ہے یعنی شیخین کے نزدیک نفل مگر امام محمد کے نزدیک سنت، جیسا کہ الکافی لاسمٰعیل میں ہے۔(ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ٧، ص ٤٦٧ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۷: دو رکعت نفل پڑھے اور یہ گمان تھا کہ فجر طلوع نہ ہوئی بعد کو معلوم ہوا کہ طلوع ہو چکی تھی تو یہ رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام ہو جائیں گی اور چار رکعت کی نیت باندھی اور ان میں دو پچھلی طلوع فجر کے بعد واقع ہوئیں تو یہ سنت فجر کے قائم مقام نہ ہوں گی۔(9)

مسئلہ ۸: طلوع فجر سے پہلے سنت فجر جائز نہیں اور طلوع میں شک ہو جب بھی ناجائز اور طلوع کے ساتھ ساتھ شروع کی تو جائز ہے۔(10)

مسئلہ ۹: ظہر یا جمعہ کے پہلے کی سنت فوت ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اگر وقت باقی ہے بعد فرض کے پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پچھلی سنتیں پڑھ کر ان کو پڑھے۔(11)

مسئلہ ۱۰: فجر کی سنت قضا ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اب سنتوں کی قضا نہیں البتہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔(12) اور طلوع سے پیشتر (سورج نکلنے سے پہلے) بالاتفاق ممنوع ہے۔(13) آج کل اکثر عوام بعد فرض فوراً پڑھ لیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے، پڑھنا ہو تو آفتاب بلند ہونے کے بعد زوال سے پہلے پڑھیں۔

مسئلہ ۱۱: قبل طلوع آفتاب سنت فجر قضا پڑھنے کے لیے یہ حیلہ کرنا کہ شروع کر کے توڑ دے پھر ادا کرے یہ ناجائز ہے۔ سنت فجر پڑھ لی اور فرض قضا ہو گئے تو قضا پڑھنے میں سنت کا اعادہ نہ کرے۔(14)

مسئلہ ۱۲: فرض تنہا پڑھے جب بھی سنتوں کا ترک جائز نہیں ہے۔(15) سنت فجر کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا سنت ہے۔(16)

مسئلہ ۱۳: جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل کا شروع کرنا جائز نہیں سوا سنت فجر کے کہ اگر یہ جانے کہ سنت

---

(9) المرجع السابق

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۲

(11) فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ، ج۱، ص۴۱۶، وباب النوافل، ص۳۸۶

(12) غنیۃ المتملي، فصل في النوافل، ص۳۹۷

(13) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في السنن والنوافل، ج۲، ص۵۵۰

(14) غنیۃ المتملي، فصل في النوافل، ۳۹۸

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۲

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۲
وغنیۃ المتملي، فصل في النوافل فروع لوترک، ص۳۹۹

پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی، اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہوگا تو سنت پڑھ لےمگر صف کے برابر پڑھنا جائزنہیں ، بلکہ اپنے گھر پڑھے یا بیرون مسجد کوئی جگہ قابل نماز ہوتو وہاں پڑھے اور یہ ممکن نہ ہوتو اگر اندر کے حصہ میں جماعت ہوتی ہوتو باہر کے حصہ میں پڑھے، باہر کے حصہ میں ہوتو اندر اور اگر اس مسجد میں اندر باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون یا پیڑ کی آڑ میں پڑھے کہ اس میں اور صف میں حائل ہو جائے اور صف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے اگرچہ صف میں پڑھنا زیادہ برا ہے۔

آج کل اکثر عوام اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اور اسی صف میں گھس کر شروع کر دیتے ہیں یہ ناجائز ہے اور اگر ہنوز جماعت شروع نہ ہوئی تو جہاں چاہے سنتیں شروع کرے خواہ کوئی سنت ہو۔ (17)

مگر جانتا ہو کہ جماعت جلد قائم ہونے والی ہے اور یہ اُس وقت تک سنتوں سے فارغ نہ ہوگا تو ایسی جگہ نہ پڑھے کہ اس کے سبب صف قطع ہو۔

مسئلہ ۱۴: امام کو رکوع میں پایا اور یہ نہیں معلوم کہ پہلی رکعت کا رکوع ہے یا دوسری کا تو سنت ترک کرے اور مل جائے۔ (18)

مسئلہ ۱۵: اگر وقت میں گنجائش ہو اور اس وقت نوافل مکروہ نہ ہوں تو جتنے نوافل چاہے پڑھے اور اگر نماز فرض یا جماعت جاتی رہے گی تو نوافل میں مشغول ہونا ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۶: سنت وفرض کے درمیان کلام کرنے سے اصح یہ ہے کہ سنت باطل نہیں ہوتی البتہ ثواب کم ہو جاتا ہے۔ یہی حکم ہر اُس کام کا ہے جو منافی تحریمہ ہے۔ (19) اگر بیع وشرا (خرید وفروخت) یا کھانے میں مشغول ہوا تو اعادہ

---

(17) غنیۃ المتملي، فصل في النوافل، ۳۹۶

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اگر جانتا ہے سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہو سکے گا اور صف سے دور سنتیں پڑھنے کو جگہ ہے تو پڑھ کر ملے ورنہ بے پڑھے، پھر بعد بلندی آفتاب پڑھے، اس سے پہلے پڑھنا گناہ ہے، کان میں آواز آنے کا اعتبار نہیں، امام اندر پڑھ رہا ہو باہر پڑھے، باہر پڑھتا ہو اندر پڑھے، حد مسجد کے باہر پاک جگہ پڑھنے کو ہو تو سب سے بہتر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۱۹۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب العاشر في ادراک الفریضۃ، ج ۱، ص ۱۲۰

(19) تنویر الابصار والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۵۸

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فرض میں نقصان کی کوئی وجہ نہیں کہ سنتیں باطل نہ ہوں گی، ہاں اس کا ثواب کم ہو جاتا ہے۔

تنویر الابصار میں ہے:

←

کرے، ہاں سنتِ بعدیہ میں اگر کھانا لایا گیا اور بدمزہ ہوجانے کا اندیشہ ہے تو کھانا کھالے پھر سنت پڑھے مگر وقت جانے کا اندیشہ ہو تو پڑھنے کے بعد کھائے اور بلا عذر سنتِ بعدیہ کی بھی تاخیر مکروہ ہے اگرچہ ادا ہوجائے گی۔(20)

مسئلہ ۱۷: عشا وعصر کے پہلے نیز عشا کے بعد چار چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ عشا کے بعد دو ہی پڑھے مستحب ادا ہوجائے گا۔ یوہیں ظہر کے بعد چار رکعت پڑھنا مستحب ہے کہ حدیث میں فرمایا:

جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار پر محافظت کی، اللہ تعالیٰ اُس پر آگ حرام فرمادے گا۔(21)

علامہ سید طحطاوی فرماتے ہیں کہ سرے سے آگ میں داخل ہی نہ ہوگا اور اُس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے اور جو اس پر مطالبات ہیں اللہ تعالیٰ اُس کے فریق کو راضی کر دے گا یا یہ مطلب ہے کہ اسے ایسے کاموں کی توفیق دے گا جن پر سزا نہ ہو۔(22) اور علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اُس کے لیے بشارت ہے: کہ سعادت پر اس کا خاتمہ ہوگا اور دوزخ میں نہ جائے گا۔(23)

مسئلہ ۱۸: سنت کی منت مانی اور پڑھی سنت ادا ہوگئی۔ یوہیں اگر شروع کر کے توڑ دی پھر پڑھی جب بھی سنت ادا ہوگئی۔(24)

ولو تکلم بین السنة والفرض لایسقطها لکن ینقص ثوابها ۲؎۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲؎ درمختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی بھارت ۱/ ۹۵)

اگر کوئی سنن وفرائض کے درمیان کلام کرتا ہے تو اس سے سنن ساقط نہیں ہوجاتی مگر ان کے ثواب میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

آگے مزید تحریر فرماتے ہیں:

اعادہ بہتر ہے کہ قبلی سنتوں کے بعد کلام وغیرہ افعال منافی تحریمہ کرنے سے سنتوں کا ثواب کم ہوجاتا ہے اور بعض کے نزدیک سنتیں ہی جاتی رہتی ہیں تو تکمیل ثواب وخروج عن الاختلاف کے لئے اعادہ بہتر ہے جبکہ اس کے سبب شرکت جماعت میں خلل نہ پڑے مگر فجر کی سنتیں کہ اُن کا اعادہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۴۴۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(20) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في تحیۃ المسجد، ج ۲، ص ۵۵۹

(21) جامع الترمذي، أبواب الصلاۃ، الحدیث: ۴۲۷، ج ۱، ص ۴۳۵

(22) حاشیۃ الطحطاوي علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۱، ص ۲۸۴

(23) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في السنن والنوافل، ج ۲، ص ۵۴۷

(24) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث مهم: في الکلام علی الضجعۃ بعد سنۃ الفجر، ج ۲، ص ۵۶۱

مسئلہ ۱۹: نفل نماز منت مان کر پڑھنا بغیر منت کے پڑھنے سے بہتر ہے جب کہ منت کسی شرط کے ساتھ نہ ہو، مثلاً فلاں بیمار صحیح ہو جائے گا تو اتنی نماز پڑھوں گا اور سنتوں میں منت نہ ماننا افضل ہے۔(25)

مسئلہ ۲۰: بعد مغرب چھ رکعتیں مستحب ہیں ان کو صلاۃ الاوّابین کہتے ہیں، خواہ ایک سلام سے سب پڑھے یا دو سے یا تین سے اور تین سلام سے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔(26)

مسئلہ ۲۱: ظہر و مغرب و عشا کے بعد جو مستحب ہے اس میں سنت مؤکدہ داخل ہے، مثلاً ظہر کے بعد چار پڑھیں تو مؤکدہ و مستحب دونوں ادا ہو گئیں اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ مؤکدہ و مستحب دونوں کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرے یعنی چار رکعت پر سلام پھیرے۔(27)

مسئلہ ۲۲: عشا کے قبل کی سنتیں جاتی رہیں تو ان کی قضا نہیں پھر بھی اگر بعد میں پڑھے گا تو نفل مستحب ہے، وہ سنت مستحبہ جو فوت ہوئی ادا نہ ہوئی۔(28)

مسئلہ ۲۳: دن کے نفل میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت سے زیادہ اور رات میں آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور افضل یہ ہے کہ دن ہو یا رات ہو چار چار رکعت پر سلام پھیرے۔(29)

مسئلہ ۲۴: جو سنت مؤکدہ چار رکعتی ہے اس کے قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدۂ سہو کرے اور ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوا تو سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ بھی نہ پڑھے اور ان کے علاوہ اور چار رکعت والے نوافل کے قعدۂ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ بھی پڑھے، بشرطیکہ دو رکعت کے بعد قعدہ کیا ہو ورنہ پہلا سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ کافی ہے، منت کی نماز کے بھی قعدۂ اولیٰ میں درود پڑھے اور تیسری میں ثنا و تعوذ۔(30)

مسئلہ ۲۵: چار رکعت نفل پڑھے اور قعدۂ اولیٰ فوت ہو گیا بلکہ قصداً بھی ترک کر دیا تو نماز باطل نہ ہوئی اور بھول کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو عود نہ کرے اور سجدۂ سہو کر لے نماز کامل ادا ہو گی، اگر تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری پر نہ بیٹھا تو نماز فاسد ہو گی اور اگر دو رکعت کی نیت باندھی تھی اور بغیر قعدہ کیے تیسری کے لیے کھڑا ہو گیا تو عود

---

(25) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في الکلام علی حدیث النھی عن النذر، ج۲، ص۵۶۲

(26) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في السنن والنوافل، ج۲، ص۵۴۷

(27) فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب النوافل، ج۱، ص۳۸۶

(28) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ، مطلب: ھل الاساءۃ دون الکراھۃ الخ، ج۲، ص۶۲۱

(29) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص۵۵۰

(30) المرجع السابق، ص۵۵۲

کرے ورنہ فاسد ہو جائے گی۔(31)

مسئلہ ۲۶: نماز میں قیام طویل ہونا کثرتِ رکعات سے افضل ہے یعنی جب کہ کسی وقت معین تک نماز پڑھنا چاہے مثلاً دو رکعت میں اتنا وقت صرف کر دینا چار رکعت پڑھنے سے افضل ہے۔(32)

مسئلہ ۲۷: نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔مگر

(۱) تراویح و

(۲) تحیۃ المسجد اور

(۳) واپسی سفر کے دو نفل کہ ان کو مسجد میں پڑھنا بہتر ہے اور

(۴) احرام کی دو رکعتیں کہ میقات کے نزدیک کوئی مسجد ہو تو اس میں پڑھنا بہتر ہے اور

(۵) طواف کی دو رکعتیں کہ مقامِ ابراہیم کے پاس پڑھیں اور

(۶) معتکف کے نوافل اور

(۷) سورج گہن کی نماز کہ مسجد میں پڑھے اور

(۸) اگر یہ خیال ہو کہ گھر جا کر کاموں کی مشغولی کے سبب نوافل فوت ہو جائیں گے یا گھر میں جی نہ لگے گا اور خشوع کم ہو جائے گا تو مسجد ہی میں پڑھے۔(33)

---

(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، ج۱، ص۱۱۳

(32) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب: قولھم کل شفع من النفل الصلاۃ لیس مطردا، ج۲، ص۵۵۴

(33) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب: قولھم کل شفع من النفل الصلاۃ لیس مطردا، ج۲، ص۵۶۲

گھر میں نفل نماز پڑھنے کا ثواب

حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا، لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو، فرض نماز کے علاوہ مرد کی سب سے افضل نماز وہ ہوتی ہے جسے وہ اپنے گھر میں پڑھے۔

(سنن نسائی، کتاب قیام اللیل الخ، باب الحث علی الصلوۃ فی البیوت، ج۳، ص۱۹۷)

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص اپنی مسجد میں نماز ادا کر لے تو اسے چاہیے کہ اپنے گھر کیلئے نماز میں سے کچھ حصہ بچا رکھے کیونکہ اللہ عزوجل اس نماز کے سبب اس کے گھر میں خیر و برکت عطا فرمائے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا، باب استحباب صلوۃ النافلۃ فی بیتہ الخ، رقم ۷۷۸، ص ۳۹۳)

حضرتِ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، ←

مسئلہ ۲۸: نفل کی ہر رکعت میں امام و منفرد پر قراءت فرض ہے اور اگر مقتدی ہو اگرچہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کی ہو تو امام کی قراءت اس کے لیے بھی کافی ہے اس پر خود پڑھنا نہیں۔ (34)

مسئلہ ۲۹: نفل نماز قصداً شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے کہ اگر توڑ دے گا قضا پڑھنی ہوگی اور اگر قصداً شروع نہ کی تھی مثلاً یہ گمان تھا کہ فرض پڑھنا ہے اور فرض کی نیت سے شروع کیا پھر یاد آیا کہ پڑھ چکا تھا تو اب یہ نفل ہے اور توڑ دینے سے قضا واجب نہیں بشرطیکہ یاد آتے ہی توڑ دے اور یاد آنے پر اس نماز کو پڑھنا اختیار کیا تو توڑ دینے سے قضا واجب ہوگی۔ (35)

مسئلہ ۳۰: اگر بلا قصد نماز فاسد ہوگئی جب بھی قضا واجب ہے مثلاً تیمم سے پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز (نماز کے دوران) میں پانی پر قادر ہوا۔ یوہیں نفل پڑھتے میں عورت کو حیض آگیا تو قضا واجب ہوگئی بعد طہارت قضا پڑھے۔ (36)

سلطانِ بحر و بر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا، جس گھر میں اللہ عزوجل کا ذکر کیا جاتا ہے اور جس گھر میں اللہ عزوجل کا ذکر نہیں کیا جاتا، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، رقم ۶۴۰۷، ج ۴، ص ۲۲۰)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سوال کیا کہ جو نماز میں گھر میں ادا کروں یا جو نماز میں مسجد میں ادا کروں ان میں سے کونسی نماز افضل ہے؟ فرمایا، کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے پھر بھی مجھے فرض نماز کے علاوہ دیگر نمازیں اپنے گھر میں ادا کرنا مسجد میں ادا کرنے سے زیادہ پسند ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب ماجاء فی التطوع فی البیت، رقم ۱۳۷۸، ج ۲، ص ۱۵۲)

(34) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاۃ الحاجۃ، ج ۲، ص ۵۷۳

(35) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاۃ الحاجۃ، ج ۲، ص ۵۷۴۔۵۷۶

(36) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاۃ الحاجۃ، ج ۲، ص ۵۷۷

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اسی کی مثل البحر الرائق، درمختار اور ان کے علاوہ عمدہ کتب میں منقول ہے، اس کا سبب جو اس وقت خیال میں آرہا ہے یہ ہے کہ نماز اگرچہ نفل ہو شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے اگر تکمیل سے پہلے کوئی فساد ظاہر ہو تو قضا لازم ہوگی لیکن یہ حکم اس نماز کا ہے جسے قصداً شروع کیا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص نمازِ ظہر ادا کر کے بھول گیا ہو پھر اس کی نیت کر لی لیکن فارغ ہونے سے پہلے یاد آگیا اور اسی حالت میں نماز توڑ دی تو اس پر قضا لازم نہیں ہوگی کیونکہ یہ شروع کرنا غلط گمان کی بنیاد پر تھا۔ اسی طرح جب عورت کو حیض آیا تو اس وقت کی نماز اس پر فرض نہ تھی اس نے فرض خیال کرتے ہوئے شروع کر دی تھی تو یہ خیال غلط ثابت ہوا کیونکہ ہمارے نزدیک آخر وقت کا اعتبار ہے جیسے ←

مسئلہ ۳۱: شروع کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ تحریمہ باندھے دوسری یہ کہ تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا بشرطیکہ شروع صحیح ہو اور اگر شروع صحیح نہ ہو مثلاً اُمّی یا عورت کے پیچھے اقتدا کی یا بے وضو ناپاک کپڑوں میں شروع کر دی تو قضا واجب نہ ہوگی۔(37)

مسئلہ ۳۲: فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت سے شروع کی پھر یاد آیا کہ یہ فرض مجھے پڑھنا ہے اور توڑ کر اسی فرض کی نیت سے اقتدا کی جو وہ پڑھ رہا تھا یا توڑ کر دوسرے نفل کی نیت کر کے شامل ہوا تو اُس نفل کی قضا واجب نہیں۔(38)

مسئلہ ۳۳: طلوع و غروب و نصف النہار کے وقت نماز نفل شروع کی تو واجب ہے کہ توڑ دے اور وقت غیر مکروہ میں قضا پڑھے اور دوسرے وقت مکروہ میں قضا پڑھی جب بھی ہوگئی مگر گناہ ہوا اور پوری کر لی تو ہوگئی مگر وقت مکروہ میں پڑھنے کا گناہ ہوا، بلا وجہ شرعی نفل شروع کر کے توڑ دینا حرام ہے۔(39)

مسئلہ ۳۴: نفل نماز شروع کی اگرچہ چار کی نیت باندھی جب بھی دو ہی رکعت شروع کرنے والا قرار دیا جائے گا کہ نفل کا ہر شفع (یعنی دو رکعت) علیحدہ علیحدہ نماز ہے۔(40)

مسئلہ ۳۵: چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور شفعِ اوّل یا ثانی میں توڑ دی تو دو رکعت قضا واجب ہوگی مگر شفعِ ثانی توڑنے سے دو رکعت قضا واجب ہونے کی یہ شرط ہے کہ دوسری رکعت پر قعدہ کر چکا ہو ورنہ چار قضا کرنی ہوں گی۔(41)

مسئلہ ۳۶: سنت مؤکدہ اور منت کی نماز اگر چار رکعتی ہو تو توڑنے سے چار کی قضا دے۔ یوہیں اگر چار رکعتی فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت باندھی اور توڑ دی تو چار کی قضا واجب ہے۔ پہلے شفع میں توڑی یا دوسرے

فقہاء کرام نے بیان فرمایا لہٰذا قضا لازم نہیں ہوگی بخلاف نفل کے کہ وہ نہ تو واجب سمجھ کر شروع کیے اور نہ ہی آخر وقت میں حیض کا شروع نفل پڑھنے سے مانع ہے لہٰذا نوافل کا شروع کرنا صحیح تھا جب فاسد ہوگئے تو قضا واجب ہوگئی۔ اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور اس بزرگ و برتر ذات کا علم سب سے زیادہ مکمل اور مستحکم ہے۔(فتاوی رضویہ، جلد ۴، ص ۵۰۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(37) المرجع السابق، ص ۵۷۴، والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، ج ۱، ص ۱۱۴

(38) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاۃ الحاجۃ، ج ۲، ص ۵۷۴

(39) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاۃ الحاجۃ، ج ۲، ص ۵۷۶، وغیرہ

(40) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، ج ۱، ص ۱۱۳

(41) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۷۷

میں۔(42)

مسئلہ ۳۷: چار رکعت کی نیت باندھی اور چاروں میں قراءت نہ کی یا پہلی دو میں یا پچھلی دو میں نہ کی یا پچھلی دو میں سے ایک رکعت میں نہ کی یا پچھلی دو میں سے ایک رکعت میں نہ کی یا پہلی دونوں اور پچھلی میں سے ایک میں قراءت چھوڑ دی تو ان چھ صورتوں میں دو رکعت قضا واجب ہے۔ اور اگر پہلی دو میں سے ایک اور پچھلی دو میں سے ایک یا پہلی دو میں سے ایک میں اور پچھلی کی دونوں میں قراءت چھوڑ دی تو ان صورتوں میں چار رکعت قضا واجب ہے۔(43)

مسئلہ ۳۸: اگر دو رکعت پر بقدر تشہد بیٹھا پھر توڑ دی تو اس صورت میں بالکل قضا نہیں بشرطیکہ تیسری کے لیے کھڑا نہ ہوا ہو اور پہلی دونوں میں قراءت کر چکا ہو۔(44) مگر بوجہ ترکِ واجب اس کے اعادہ کا حکم دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۹: نفل پڑھنے والے نے نفل پڑھنے والے کی اقتدا کی اگرچہ تشہد میں تو جو حال امام کا ہے وہی مقتدی کا ہے یعنی جتنی کی قضا امام پر واجب ہوگی مقتدی پر بھی واجب۔(45)

مسئلہ ۴۰: کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت ہو جب بھی بیٹھ کر نفل پڑھ سکتے ہیں (46) مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے کہ حدیث میں فرمایا: بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے۔(47) اور عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی۔ یہ جو آج کل عام رواج پڑ گیا ہے کہ نفل بیٹھ کر پڑھا کرتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید بیٹھ کر پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں ایسا ہے تو ان کا خیال غلط ہے۔ وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور اس میں اُس حدیث سے دلیل لانا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھے۔(48) صحیح نہیں کہ یہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مخصوصات میں سے ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم شریف کی حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی کہ حضور اقدس

---

(42) المرجع السابق، ص ۵۷۸، وغیرہ

(43) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۷۹۔۵۸۱

(44) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۸۲، ۵۸۳

(45) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۸۳

(46) تنویر الابصار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۸۴

(47) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، باب جواز النافلۃ قائما وقاعدا الخ، الحدیث: ۷۳۵، ص ۳۷۰

(48) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، باب صلاۃ اللیل الخ، الحدیث: ۱۲۶۔(۷۳۸)، ص ۳۷۲

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہوکر پڑھنے والے کی نماز سے آدھی ہے۔ اس کے بعد میں حاضر خدمتِ اقدس ہوا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے پایا، سرِ اقدس پر میں نے ہاتھ رکھا (کہ بیمار تو نہیں) ارشاد فرمایا: کیا ہے اے عبداللہ؟ عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تو ایسا فرمایا ہے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں، فرمایا: ہاں ولیکن میں تم جیسا نہیں۔ (49) امام ابراہیم حلبی و صاحب درمختار و صاحب ردالمحتار نے فرمایا: کہ یہ حکم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خصائص سے ہے اور اسی حدیث سے استناد کیا۔ (50)

مسئلہ ۴۱: اگر رکوع کی حد تک جھک کر نفل کا تحریمہ باندھا تو نماز نہ ہوگی۔ (51)

مسئلہ ۴۲: لیٹ کر نفل نماز جائز نہیں جب کہ عذر نہ ہو اور عذر کی وجہ سے ہو تو جائز ہے۔ (52)

مسئلہ ۴۳: کھڑے ہو کر شروع کی تھی پھر بیٹھ گیا یا بیٹھ کر شروع کی تھی پھر کھڑا ہو گیا دونوں صورتیں جائز ہیں، خواہ ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھی ایک بیٹھ کر یا ایک ہی رکعت کے ایک حصہ کو کھڑے ہو کر پڑھا اور کچھ حصہ بیٹھ کر۔ (53) مگر دوسری صورت یعنی کھڑے ہو کر شروع کی پھر بیٹھ گیا اس میں اختلاف ہے، لہٰذا بچنا اَولیٰ۔

مسئلہ ۴۴: کھڑے ہو کر نفل پڑھتا تھا اور تھک گیا تھا تو عصا یا دیوار پر ٹیک لگا کر پڑھنے میں حرج نہیں۔ (54) اور بغیر تھکے بھی اگر ایسا کرے تو کراہت ہے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ ۴۵: نفل بیٹھ کر پڑھے تو اس طرح بیٹھے جیسے تشہد میں بیٹھا کرتے ہیں مگر قراءت کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھے رہے جیسے قیام میں باندھتے ہیں۔ (55)

مسئلہ ۴۶: بیرونِ شہر (56) سواری پر بھی نفل پڑھ سکتا ہے اور اس صورت میں استقبالِ قبلہ شرط نہیں بلکہ سواری جس رُخ کو جا رہی ہو اِدھر ہی مونھ ہو اور اگر اُدھر مونھ نہ ہو تو نماز جائز نہیں اور شروع کرتے وقت بھی قبلہ کی طرف مونھ

---

(49) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، باب جواز النافلۃ قائما وقاعدا الخ، الحدیث: ۷۳۵، ص ۳۷۰

(50) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث المسائل ستۃ عشریۃ، ج ۲، ص ۵۸۵

(51) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث المسائل الستۃ عشریۃ، ج ۲، ص ۵۸۴

(52) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۸۴

(53) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث المسائل الستۃ عشریۃ، ج ۲، ص ۵۸۴

(54) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، ج ۱، ص ۱۱۴

(55) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث المسائل ستۃ عشریۃ، ج ۲، ص ۵۸۷

(56) بیرونِ شہر سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سے مسافر پر قصر واجب ہوتا ہے۔ (عالمگیری)

ہونا شرط نہیں بلکہ سواری جدھر جارہی ہے اُس طرف ہو اور رکوع وسجود اشارہ سے کرے اور سجدہ کا اشارہ بہ نسبت رکوع کے پست ہو۔(57)

مسئلہ ۴۷: سواری پر نفل پڑھنے میں اگر ہانکنے کی ضرورت ہو اور عملِ قلیل سے ہانکا مثلاً ایک پاؤں سے ایڑ لگائی یا ہاتھ میں چابک ہے اُس سے ڈرایا تو حرج نہیں اور بلاضرورت جائز نہیں۔(58)

مسئلہ ۴۸: سواری پر نماز شروع کی پھر عملِ قلیل کے ساتھ اتر آیا تو اسی پر بنا کرسکتا ہے خواہ کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر مگر قبلہ کو مونھ کرنا ضروری ہے اور زمین پر شروع کی تھی پھر سوار ہوا تو بنا نہیں کرسکتا نماز جاتی رہی۔(59)

مسئلہ ۴۹: گاؤں یا خیمہ کا رہنے والا جب گاؤں یا خیمہ سے باہر ہوا تو سواری پر نفل پڑھ سکتا ہے۔(60)

مسئلہ ۵۰: بیرون شہر سواری پر شروع کی تھی پڑھتے پڑھتے شہر میں داخل ہوگیا تو جب تک گھر نہ پہنچا سواری پر پوری کرسکتا ہے۔(61)

مسئلہ ۵۱: محمل اور سواری پر نفل نماز مطلقاً جائز ہے جبکہ تنہا پڑھے اور نفل نماز جماعت سے پڑھنا چاہے تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ امام ومقتدی الگ الگ سواریوں پر نہ ہوں۔(62)

مسئلہ ۵۲: محمل پر فرض نماز اُس وقت جائز ہے کہ اترنے پر قادر نہ ہو، ہاں اگر ٹھہرا ہوا ہو اور اس کے نیچے لکڑیاں لگادیں کہ زمین پر قائم ہوگیا تو جائز ہے۔(63)

مسئلہ ۵۳: گاڑی کا جُوا (64) جانور پر رکھا ہو گاڑی کھڑی ہو یا چلتی اُس کا حکم وہی ہے جو جانور پر نماز پڑھنے کا ہے یعنی فرض وواجب وسنت فجر بلاعذر جائز نہیں اور اگر جوا جانور پر نہ ہو اور رُکی ہوئی ہو تو نماز جائز ہے۔(65) یہ حکم

---

(57) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في الصلاۃ علی الدابۃ، ج ۲، ص ۵۸۸

(58) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في الصلاۃ علی الدابۃ، ج ۲، ص ۵۸۹

(59) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۸۹

(60) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في الصلاۃ علی الدابۃ، ج ۲، ص ۵۸۸

(61) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۸۹

(62) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۹۵

(63) المرجع السابق، ص ۵۹۰

(64) یعنی وہ لکڑی جو گاڑی یا ہل کے بیلوں کے کندھے پر رکھی جاتی ہے۔

(65) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

دُرمختار میں ہے:

اس گاڑی کا ہے جس میں دو پہیے ہوں چار پہیے والی جب رُکی ہو تو صرف جُوا جانور پر ہوگا اور گاڑی زمین پر مستقر

لو صلی علی دابة فی شق محمل وھو یقدر علی النزول بنفسه لا تجوز الصلاة علیھا اذا کانت واقفه الا ان تکون عیدان المحمل علی الارض بأن رکز تحته خشبة واما الصلوة علی العجلة ان کان طرف العجلة علی الدابة وھی تسیرا ولا تسیر فھی صلاة علی الدابة فتجوز فی حالة العذر المذکور فی التیمم لا فی غیرھا وان لم یکن طرف العجلة علی الدابة جاز لو واقفة لتعلیلھم بانھا کالسریر ھذا اکله فی الفرض والواجب بأنواعه وسنة الفجر بشرط ایقافھا للقبلة ان امکنه والا فبقدر الامکان لئلا یختلف بسیرھا لامکان و اما فی النفل فتجور علی المحمل والعجلة مطلقا ا ھ

اگر کسی نے کھڑے چارپائے پر کجاوے میں نماز ادا کی حالانکہ وہ اُترنے پر قادر تھا تو نماز نہ ہوگی، البتہ اس صورت میں نماز ہوجائے گی جب کجاوے کی لکڑیاں زمین پر ہوں بایں طور کہ اس کے نیچے لکڑی کی گاڑی ہو۔ رہا معاملہ گاڑی (مثلاً بیل گاڑی جس کو جانور کھنچتے ہیں) پر نماز کا تو اگر گاڑی کا ایک حصہ چوپائے کے اوپر ہے خواہ وہ چلتی ہے یا نہیں تو یہ چوپائے پر نماز سمجھی جائے گی تو تیمم میں بیان کردہ عذر کی وجہ سے نماز ادا ہوجائے گی، اسکے علاوہ میں نہیں۔ اور اگر گاڑی کا کوئی حصہ چارپائے پر نہیں تو نماز ہوجائے گی اگر بیل گاڑی کھڑی ہو کیونکہ فقہا نے اسے تخت کی مثل قرار دیا ہے۔ یہ تمام گفتگو فرائض، واجبات کی تمام انواع اور فجر کی سنتوں میں ہے بشرطیکہ قبلہ رُخ کھڑی کی ہو، اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو بقدر الامکان قبلہ رُخ کھڑا کرنا شرط ہے تاکہ اسکے چلنے سے مکان میں تبدیلی نہ ہوجائے باقی نوافل کجاوے اور بیل گاڑی میں پڑھنا مطلقاً جائز ہیں۔ (ت) (۱؎ درمختار، باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/ ۹۸)

خود ردالمحتار میں ہے:

الحاصل ان کلا من اتحاد المکان واستقبال القبلة شرط فی صلاة غیر النافلة عند الامکان لا یسقط الا بعذر فلو امکنه ایقافھا مستقبلا فعل بقی لو امکنه الایقاف دون الاستقبال فلا کلام فی لزومه لما ذکرہ الشارح من العلة ۲؎ (ملخصاً) (۲؎ ردالمحتار، باب الوتر والنوافل مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۴۷۲)

حاصل یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو نوافل کے علاوہ نماز میں اتحادِ مکان اور استقبالِ قبلہ دونوں شرط ہیں تو شرط عذر کے بغیر ساقط نہ ہوگی، پس اگر سواری کو قبلہ رُخ کھڑا کرسکے تو کرے باقی رہا یہ کہ اگر کھڑا کرسکتا ہے مگر قبلہ رخ کھڑا نہیں کرسکتا تو کھڑا کرنا لازم ہے جیسا کہ شارح نے اسکی علت ذکر کی ہے (یعنی تاکہ اتحادِ مکان سب نماز میں حاصل رہے) (ملخصاً)۔ (ت)

اُسی میں ہے:

الفرض والواجب بانواعه لا یصح علی الدابة الا لضرورة. فیومی علیھا بشرط ایقافھا جھة القبلة ان امکنه. واذا کانت تسیر لا تجوز الصلاة علیھا اذا قدر علی ایقافھا والا بان کان خوفه من عدو یصلی کیف قدر کما فی الامداد وغیرہ اھ ۳؎ اقول فثبت ان المانع شیأن الاول کون الصلاة علی دابة ولو بواسطة عجلة طرفھا علی دابة الثانی السیر واختلاف المکان الا تری انھم اوجبوا الایقاف وابطلوا بالسیر الا لمن یخاف. فلو لم ←

(ٹھہری) ہوگی، لہٰذا جب ٹھہری ہوئی ہو اس پر نماز جائز ہوگی جیسے تخت پر۔

یکن المانع الا الاول فقد وجد عذر یبیح الصلوٰۃ علی الدابۃ لکان واجبا ان تجوز من دون فرق بین سیر و وقوف لکنھم فرقوا فتبین ان السیر بنفسہ مفسد الا بعذر یمنع الایقاف ولا یکفی مجرد عذر یمنع النزول لا الایقاف. فان کانت العجلۃ کلھا علی الارض وجرتھا دابۃ بحبل فھھنا انما فقد المانع الاول دون الثانی فوجب الفساد الابعذر فلا نظر الی ما ارادش استنباطہ من مفھوم لیس علی عادۃ ذلک الزمان بمفھوم فافھم وتثبت.

فرض اور واجبات کی تمام انواع کو بغیر ضرورت کے چار پائے پر ادا نہیں کیا جاسکتا ہاں اگر ضرورت وعذر ہو کے وقت اس پر اشارے سے نماز ادا کرے بشرطیکہ امکانی حد تک دابہ کو قبلہ رُخ کھڑا کرے جب دابہ کھڑا کرنے پر قادر ہو تو ایسی صورت میں چلتے ہوئے دابہ (جانور) پر نماز جائز نہیں، البتہ کھڑا کرنا ممکن نہ ہو مثلاً اگر اسے دشمن کا خوف ہے تو جس طرح ممکن ہو نماز ادا کرے۔ امداد وغیرہ میں اسی طرح ہے اھ میں کہتا ہوں یہ ثابت ہوا کہ مانع ۲ دو چیزیں ہیں، پہلی چیز نماز کا جانور کے اوپر پڑھنا اگرچہ بوسطہ بیل گاڑی کے جس جس کی ایک طرف چوپائے پر ہو، دوسری چیز چوپائے کا چلنا مکان کا مختلف ہونا، کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ فقہا نے چوپائے کے کھڑا کرنے کو لازم قرار دیا ہے اور چلنے کی حالت میں اس پر نماز کو باطل قرار دیا ہے سوائے اس کے جسے دشمن وغیرہ کا خوف ہو، پس پہلی چیز کے علاوہ کوئی مانع نہیں تو پھر ایسا عذر موجود ہے جو چار پائے پر نماز کو مباح بنادے تو اب چلنے اور کھڑے ہونے کے فرق سے بالاتر ہو کر نماز کے جواز کو ماننا لازم ہوگا لیکن فقہا نے ان کے درمیان فرق کیا تو واضح گیا کہ چلنا بذاتِ خود مفسد نماز ہے مگر اس صورت میں جب کھڑا کرنا ممکن نہ ہو، محض اتنا عذر کافی نہیں جو نزول سے مانع ہو بلکہ ؤہ عذر جو کھڑا کرنے سے مانع ہو، معتبر ہے، اب اگر بیل گاڑی کلی طور پر زمین پر ہو اور جانور اسے رسّی کے ذریعے لے جارہا ہے تو اب یہاں پہلا مانع (نماز کا چار پائے پر ہونا) موجود نہیں البتہ دوسرا مانع (جگہ کی تبدیلی) موجود ہے لہذا اس صورت میں عذر کے بغیر نماز فاسد ہوگی پس اسے نہیں دیکھا جائے گا کہ جو شارح نے مفہوماً استنباط کرلیا ہے کیونکہ اس دور کی عادت مفہوم کو قبول نہیں کرتا، اسے سمجھ لے اور اس پر قائم رہ۔ (ت) (۳؎ باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۷۰)

نیز اسی میں غنیہ سے ہے:

ھذا بناء علی ان اختلاف المکان مبطل مالم یکن لاصلاحھا ۱؎۔

یہ اس بنا پر ہے کہ جگہ کا مختلف ہونا (نماز کو) باطل کرنے والا ہے جبکہ یہ اس کی اصلاح کے لئے نہ ہو (ت)

اُسی ۷۹ میں بحوالہ بحر الرائق فتاوی ظہیریہ سے ہے:

ان جذبتہ الدابۃ حتی ازالتہ عن موضع سجودہ تفسد ۲؎۔

(۱؎ ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ الخ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۴۲۱) (۲؎ باب ما یفسد الصلوٰۃ الخ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۴۲۲)

اگر جانور نے اسے اتنا کھینچا کہ اس کے سجدہ کی جگہ بدل گئی تو نماز فاسد ہوگی۔ (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۱۳۸۔۱۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۵۴: گاڑی اور سواری پر نماز پڑھنے کے لیے یہ عذر ہیں۔ (۱) مینھ برس رہا ہے، (۲) اس قدر کیچڑ ہے کہ اُتر کر پڑھے گا تو مونھ دھنس جائے گا یا کیچڑ میں سن جائے گا یا جو کپڑا بچھا جائے گا وہ بالکل لتھڑ جائے گا اور اس صورت میں سواری نہ ہو تو کھڑے کھڑے اشارے سے پڑھے (۳) ساتھی چلے جائیں گے، (۴) یا سواری کا جانور شریر ہے کہ سوار ہونے میں دشواری ہوگی مددگار کی ضرورت ہوگی اور مددگار موجود نہیں، (۵) یا وہ بوڑھا ہے کہ بغیر مددگار کے اُتر چڑھ نہ سکے گا اور مددگار موجود نہیں اور یہی حکم عورت کا ہے، (۶) یا مرض میں زیادتی ہوگی، (۷) جان (۸) یا مال، (۹) یا عورت کو آبرو کا اندیشہ ہو۔ (66)

چلتی ریل گاڑی پر بھی فرض و واجب و سنت فجر نہیں ہوسکتی اور اس کو جہاز اور کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی اور ریل گاڑی ایسی نہیں اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا میں ہو کنارہ پر ہو اور خشکی پر آسکتا ہو تو اس پر بھی جائز نہیں ہے لہٰذا جب اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرے اُس وقت یہ نمازیں پڑھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کرے کہ جہاں مِن جهة العباد (بندوں کی طرف سے) کوئی شرط یا رکن مفقود ہو (نہ پایا گیا ہو) اُس کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۵۵: محمل کی ایک طرف خود سوار ہے دوسری طرف اس کی ماں یا زوجہ یا اور کوئی محارم میں ہے جو خود سوار نہیں ہوسکتی اور یہ خود اُتر چڑھ سکتا ہے مگر اس کے اُترنے میں محمل گر جانے کا اندیشہ ہے، اسے بھی اُسی پر پڑھنے کا حکم ہے۔ (67)

مسئلہ ۵۶: جانور اور چلتی گاڑی پر اور اس گاڑی پر جس کا جوا جانور پر ہو بلا عذر شرعی فرض و سنت فجر و تمام واجبات جیسے وتر و نذر اور نفل جس کو توڑ دیا ہو اور سجدۂ تلاوت جب کہ آیت سجدہ زمین پر تلاوت کی ہو ادا نہیں کرسکتا اور اگر عذر کی وجہ سے ہو تو اُن سب میں شرط یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو قبلہ رُو کھڑا کر کے ادا کرے ورنہ جیسے بھی ممکن ہو۔ (68)

---

(66) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في القادر بقدرۃ غیرہ، ج۲، ص۵۹۲

(67) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في القادر بقدرۃ غیرہ، ج۲، ص۵۹۳

(68) المرجع السابق، ص۵۹۴

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فرض اور واجب جیسے وتر و نذر اور ملحق بہ یعنی سنتِ فجر چلتی ریل میں نہیں ہوسکتے اگر ریل نہ ٹھہرے اور وقت نکلتا دیکھے، پڑھ لے پھر بعد میں استقرار اعادہ کرے، تحقیق یہ ہے کہ استقرار بالکلیہ ولو بالوسائط زمین یا تابع زمین پر کہ زمین سے متصل باتصال قرار ہو، ان نمازوں میں شرط صحت ہے مگر بہ تعذر، ولہٰذا دابہ پر بلا عذر جائز نہیں اگرچہ کھڑا ہو کہ دابہ تابع زمین نہیں، ولہٰذا گاڑی پر جس کا جوا بیلوں پر رکھا ہے اور گاڑی ٹھہری ہوئی ہے جائز نہیں کہ بالکلیہ زمین پر استقرار نہ ہوا ایک حصہ غیر تابع زمین پر ہے ولہٰذا چلتی کشتی سے اگر زمین پر اترنا ←

مسئلہ ۵۷: کسی نے منت مانی کہ دو رکعتیں بغیر طہارت پڑھے گا یا ان میں قراءت نہ کریگا یا ننگا پڑھے گا یا ایک یا آدھی رکعت کی منت مانی تو ان سب صورتوں میں اُس پر دو رکعت طہارت و قراءت و ستر کے ساتھ واجب ہوگئیں اور تین کی مانی تو چار واجب ہوئیں۔(69)

مسئلہ ۵۸: منت مانی کہ فلاں مقام پر نماز پڑھے گا اور اس سے کم درجہ کے مقام پر ادا کی ہوگئی۔ مثلاً مسجدِ حرام میں پڑھنے کی منت مانی اور مسجدِ قُدس یا گھر کی مسجد میں ادا کی۔ عورت نے منت مانی کہ کل نماز پڑھے گی یا روزہ رکھے گی دوسرے دن اسے حیض آ گیا تو قضا کرے اور اگر یہ منت مانی کہ حالت حیض میں دو رکعت پڑھے گی تو کچھ نہیں۔(70)

مسئلہ ۵۹: منت مانی کہ آج دو رکعت پڑھے گا اور آج نہ پڑھی تو اس کی قضا نہیں، بلکہ کفارہ دینا ہوگا۔(71)

مسئلہ ۶۰: مہینہ بھر کی نماز کی منت مانی تو ایک مہینے کے فرض و وتر کی مثل اس پر واجب ہے سنت کی مثل نہیں مگر وتر و مغرب کی جگہ چار رکعت پڑھے یعنی ہر روز بائیس رکعتیں۔(72)

مسئلہ ۶۱: اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی منت مانی تو کھڑے ہو کر پڑھنا واجب ہے اور مطلق نماز کی منت ہے تو

میسر ہو کشتی میں پڑھنا جائز نہیں بلکہ عند التحقیق اگرچہ کشتی کنارے پر ٹھہری ہو مگر پانی پر ہو زمین تک نہ پہنچی ہو اور کنارے پر اُتر سکتا ہے کشتی میں نماز نہ ہوگی اس کا استقرار پانی پر ہے اور پانی زمین سے متصل باتصال قرار نہیں جب استقرار کی حالتوں میں نمازیں جائز نہیں ہوتیں جب تک استقرار زمین پر اور وہ بھی بالکلیہ نہ ہو تو چلنے کی حالت میں کیسے جائز ہو سکتی ہیں کہ نفس استقرار ہی نہیں بخلاف کشتی رواں جس سے نزول متیسر نہ ہو کہ اسے اگر روکیں گے بھی تو استقرار پانی پر ہوگا نہ کہ زمین پر، لہٰذا سیر و وقوف برابر، لیکن اگر ریل روک لی جائے تو زمین ہی پر ٹھہرے گی اور مثل تخت ہو جائے گی، انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کے لئے نہیں تو منع من جهة العباد ہُوا اور ایسے منع کی حالت میں حکم وہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۱۳۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(69) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في القادر، بقدرۃ غیرہ، ج ۲، ص ۵۹۵
والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، وممّا یتصل بذلک مسائل، ج ۱، ص ۱۱۵

(70) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في القادر، بقدرۃ غیرہ، ج ۲، ص ۵۹۶

(71) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، وممّا یتصل بذلک مسائل، ج ۱، ص ۱۱۵
اسکا کفارہ وہی ہے، جو قسم توڑنے کا ہے یعنی ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا کپڑا دینا یا تین روزے رکھنا۔

(72) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، وممّا یتصل بذلک مسائل، ج ۱، ص ۱۱۵

اختیار ہے۔(73)

تنبیہ: نوافل تو بہت کثیر ہیں، اوقاتِ ممنوعہ کے سوا آدمی جتنے چاہے پڑھے مگر ان میں سے بعض جو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وائمۂ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں، بیان کیے جاتے ہیں۔

❁❁❁❁❁

تحیۃ المسجد

جو شخص مسجد میں آئے اُسے دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ چار پڑھے۔(1)

(1) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في تحیۃ المسجد، ج ۲، ص ۵۵۵

تحیۃ الوضو کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالی علیہ ڈالہ وسلَّم نے حضرتِ سیدنا بلال رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا مجھے اپنے اسلام میں کئے گئے سب سے زیادہ امید دلانے والے عمل کے بارے میں بتاؤ کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی ہے۔ انہوں نے عرض کیا، میں نے اتنا امید دلانے والا عمل تو کوئی نہیں کیا، البتہ میں دن اور رات کی جس گھڑی میں بھی وضو کرتا ہوں تو جتنی رکعتیں ہوسکتی ہیں نماز ادا کرلیتا ہوں۔(صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب فضل الطہور باللیل والنہار الخ، رقم ۱۱۴۹، ج ۱، ص ۳۹۰)

حضرتِ سیدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہ وسلَّم نے فرمایا جو شخص احسن طریقے سے وضو کرے اور دو رکعتیں قلبی توجہ سے ادا کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب ذکر المستحب عقب الوضوء، رقم ۲۳۴، ص ۱۴۴)

امیر المومنین حضرتِ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے وضو کیا پھر فرمایا کہ میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مخزنِ جودو سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہ وسلَّم کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا، پھر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو میری طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے اور ان میں کوئی غلطی نہ کرے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔(صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، رقم ۱۵۹، ج ۱، ص ۷۸)

حضرتِ سیدنا زید بن خالد جُہنی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہ وسلَّم نے فرمایا، جس نے احسن طریقے سے وضو کیا پھر دو رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ ان میں کوئی غلطی نہ کی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔(سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب کراھیۃ الوسوسۃ، رقم ۹۰۵، ج ۱، ص ۲)

حضرتِ سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے احسن طریقے سے وضو کیا پھر اٹھ کر دو یا چار رکعتیں پڑھیں اور ان کے رکوع و سجود، خشوع کے ساتھ ادا کئے پھر اللہ عزوجل سے مغفرت طلب کی تو اللہ تعالی اس کی مغفرت فرما دے گا۔

(مسند احمد، بقیۃ حدیث ابی الدرداء، رقم ۲۷۶۱۶، ج ۱۰، ص ۴۳۰)

بخاری و مسلم ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص مسجد میں داخل ہو، بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔(2)

مسئلہ ۱: ایسے وقت مسجد میں آیا جس میں نفل نماز مکروہ ہے مثلاً بعد طلوع فجر یا بعد نماز عصر وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح و تہلیل و درود شریف میں مشغول ہو حق مسجد ادا ہو جائے گا۔(3)

---

(2) صحیح البخاري، کتاب الصلاۃ، باب اذا دخل المسجد فلیرکع رکعتین، الحدیث: ۴۴۴، ج۱، ص۱۷۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ نفل "تحیۃ المسجد" ہیں جو مسجد میں داخلے کے وقت پڑھے جاتے ہیں جب کہ وقت کراہت نہ ہو، لہذا فجر اور مغرب کے سواء باقی نمازوں میں یہ نفل پڑھنا مستحب ہے۔ خیال رہے کہ یہ حکم عام مسجدوں کے لیے ہے، مسجد حرام کے لیے بجائے ان نوافل کے طواف بہتر ہے اور یہ حکم غیر خطیب کے لئے ہے، خطیب جمعہ کے دن مسجد میں آتے ہی خطبہ پڑھے گا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص۴۶۲)

(3) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في تحیۃ المسجد، ج۲، ص۵۵۵

اعلٰی حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما صحاح وسنن ومسانید میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب ۲؎۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے طلوع سحر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز سے منع کیا ہے۔(ت)

(۲؎ صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوۃ باب لاتتحر الصلوۃ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۸۳)

صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نھی عن الصلوٰۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس وعن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس ۳؎۔

نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عصر کے بعد غروب آفتاب تک اور صبح کے بعد طلوع آفتاب تک نماز سے منع فرمایا ہے۔(ت)

(۳؎ صحیح البخاری کتاب الصلوۃ بعد الفجر باب الصلوۃ بعد الفجر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۸۲و۸۳)

علما فرماتے ہیں اس مضمون کی حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ہیں ذکرہ المناوی فی التیسیر فی شرح الجامع الصغیر (اسے امام مناوی نے التیسیر فی شرح الجامع الصغیر میں ذکر کیا ہے۔ت)

درمختار میں ہے:

کرہ نفل قصدا ولو تحیۃ مسجد وکل ما کان واجب لغیرہ کمنذور ورکعتی طواف والذی شرع فیہ ثم افسدہ ولو سنۃ فجر بعد صلوٰۃ فجر و عصر ۴؎ اھ ملخصاً (۴؎ درمختار کتاب الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۶۱)

←

مسئلہ ۲: فرض یا سنت یا کوئی نماز مسجد میں پڑھ لی تحیۃ المسجد ادا ہوگئی اگرچہ تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی ہو۔ اس نماز کا حکم اس کے لیے ہے جو بہ نیت نماز نہ گیا بلکہ درس و ذکر وغیرہ کے لیے گیا ہو۔ اگر فرض یا اقتدا کی نیت سے مسجد میں گیا تو یہی قائم مقام تحیۃ المسجد ہے بشرطیکہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھے اور اگر عرصہ کے بعد پڑھے گا تو تحیۃ المسجد پڑھے۔(4)

مسئلہ ۳: بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھ لے اور بغیر پڑھے بیٹھ گیا تو ساقط نہ ہوئی اب پڑھے۔(5)

مسئلہ ۴: ہر روز ایک بار تحیۃ المسجد کافی ہے ہر بار ضرورت نہیں اور اگر کوئی شخص بے وضو مسجد میں گیا یا اور کوئی وجہ ہے کہ تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو چار بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔(6)

تحیۃ الوضو تحیۃ الوضو کہ وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔(7)

صحیح مسلم میں ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے، اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔(8)

مسئلہ ۱: غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔ وضو کے بعد فرض وغیرہ پڑھے تو قائم مقام تحیۃ الوضو کے ہو جائیں گے۔(9)

❀❀❀❀❀

نماز فجر اور عصر کے بعد وہ تمام نوافل ادا کرنے مکروہ ہیں جو قصداً ہوں اگرچہ تحیۃ المسجد ہوں، اور ہر وہ نماز جو غیر کی وجہ سے لازم ہو مثلاً نذر اور طواف کے نوافل اور ہر نفل نماز جس میں شروع ہوا پھر اسے توڑ ڈالا اگرچہ وہ فجر اور عصر کی سنتیں ہی کیوں ہوں اھ ملخصاً (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۱۴۹۔ ۱۵۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی تحیۃ المسجد، ج ۲، ص ۵۵۵

(5) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۵۷

(6) المرجع السابق

(7) تنویر الابصار والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۶۳

(8) صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، الحدیث: ۲۳۴، ص ۱۴۴

(9) ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب: سنۃ الوضوء، ج ۲، ص ۵۶۳

نمازِ اشراق

ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکر خدا کرتا رہا، یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوگیا پھر دو رکعتیں پڑھیں تو اُسے پورے حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔(1)

❁❁❁❁❁

---

(1) جامع الترمذي، أبواب السفر، باب ماذکر مما یستحب من الجلوس في المسجد الخ، الحدیث ۵۸۶، ج۲،ص۱۰۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ سورج نکلنے سے مراد آفتاب بلند ہونا یعنی چمکنے سے دومنٹ بعد کیونکہ چمکتے وقت نماز ممنوع ہے اور بیٹھنے سے مراد مسجد میں رہنا ہے لہذا اس وقت طواف یا وعظ یا طلب علم کے لیے مسجد کے کسی گوشہ میں منتقل ہونا مضر نہیں بلکہ مرقاۃ نے فرمایا کہ جو فجر کے بعد اپنے گھر آجائے مگر اللہ کے ذکر میں مشغول رہے پھر دو نفل پڑھ لے وہ بھی اس میں داخل ہے۔

۲۔ حج فرض ہے عمرہ سنت، ایسے ہی نماز فجر فرض اور رکعتیں سنت اس لیے ان دونوں کے جمع کرنے میں حج وعمرے کا ثواب ہے۔ظاہر یہ ہے کہ ان نفلوں سے مراد نفل اشراق ہیں جن کا وقت طلوع آفتاب سے شروع ہوجاتا ہے نماز چاشت کا وقت شروع اسی وقت سے ہوتا مگر ختم نصف النہار پر۔

۳۔ یعنی کامل حج وعمرہ کا ثواب ملے گا جو فرائض، واجبات، سنتوں اور مستحبات کے ساتھ ادا کیے جائیں۔خیال رہے کہ حج وعمرے کا ثواب ملنا اور ہے انکا ادا ہونا کچھ اور لہذا اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسلمان حج چھوڑ دیں صرف اشراق پڑھ لیا کریں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲،ص۱۹۶)

نمازِ چاشت

نمازِ چاشت مستحب ہے، کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ چاشت کی بارہ رکعتیں ہیں (1) اور افضل بارہ ہیں کہ حدیث ا میں ہے، جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔(2) اس حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص ۱۱۲

(2) جامع الترمذي، أبواب الوتر، باب ماجاء في صلاۃ الضحی، الحدیث: ۴۷۲، ج۲، ص ۱۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی جو بارہ رکعت چاشت پڑھنے کا عادی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے نام جنت میں ایک سونے کا بے نظیر محل کر دے گا کیونکہ وہاں مکانات تو پہلے بنے ہوئے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ جنت کے میدانی علاقہ میں اس کے لیے سونے کا محل بنا دے گا کیونکہ جنت میں کچھ علاقہ خالی بھی ہے جس میں باغ و مکانات انسان کے اعمال کے بعد بنائے جاتے ہیں۔

۲۔ اسی لیئے علماء فرماتے ہیں کہ چاشت کی نماز آٹھ رکعت تک ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل شریف ہے، نیز آٹھ کی حدیث بروایت صحیح منقول ہے، بارہ کی روایت غریب۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص ۵۴۸)

چاشت کی نماز پابندی سے ادا کرنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، تمہارے ہر جوڑ پر صدقہ ہے اور ہر تسبیح یعنی سُبْحَانَ اللہِ کہنا صدقہ ہے اور ہر تحمید یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا صدقہ ہے اور ہر تہلیل یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنا صدقہ ہے اور ہر تکبیر یعنی اَللہُ اَکْبَرُ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کا حکم دینا صدقہ ہے اور بری بات سے روکنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان سب کو کفایت کرتی ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا، باب استحباب صلوۃ الضحی... الخ، رقم ۱۰۸۲۰، ص ۳۶۳)

حضرتِ سیدنا بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، آدمی کے تین سو ساٹھ جوڑ ہوتے ہیں، اسے ہر جوڑ کا صدقہ ادا کرنا لازم ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، اس کی طاقت کون رکھ سکتا ہے؟ فرمایا، مسجد میں پڑی ہوئی رینٹھ کو دفن کر دینا اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا صدقہ ہے، اگر تم اس پر قدرت نہ رکھو تو چاشت کی دو رکعتیں تمہاری طرف سے کفایت کریں گی۔

(مسند احمد حدیث بریدہ الاسلمی، رقم ۲۳۰۵۹، ج۹، ص ۲۰) ←

صحیح ۲ و ۳ مسلم شریف میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : آدمی پر

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی ،لہذا! میں انہیں ہرگز نہیں چھوڑتا (۱) میں وتر ادا کئے بغیر نہ سوؤں، (۲) میں چاشت کی دو رکعتیں ترک نہ کروں کیونکہ یہ اوابین یعنی کثرت سے توبہ کرنے والوں کی نماز ہے، (۳) اور ہر مہینے تین دن روزے رکھا کروں۔ (صحیح بخاری، کتاب التہجد ، باب صلوۃ الضحی فی الحضر، رقم ۱۱۷۸، ج ۱، ص ۳۹۷)

حضرتِ سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو شخص فجر کی نماز کے بعد چاشت کی دو رکعتیں ادا کرنے تک اپنی جگہ بیٹھا رہے اور خیر کے علاوہ کوئی بات نہ کہے اس کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔

(مسند احمد، مسند المکیین / حدیث معاذ بن أنس الجہنی، رقم ۱۵۶۲۳، ج ۵، ص ۲۶۰)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، جو فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد چاشت کی چار رکعتیں ادا کرنے تک اپنی جگہ بیٹھا رہے اور کوئی لغو بات نہ کہے بلکہ اللہ عزوجل کا ذکر کرتا رہے تو اپنے گناہوں سے ایسے نکل جائے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

(مسند ابی یعلی، رقم ۴۸، ج ۴، ص ۹)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے ایک لشکر کو نجد کی جانب بھیجا وہ لشکر بہت سا مالِ غنیمت لے کر جلد لوٹ آیا تو لوگ لشکر کے مقام کی نزدیکی، کثرتِ مالِ غنیمت اور جلد لوٹ آنے کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایک ایسی قوم کے بارے میں نہ بتاؤں جو ان سے بھی قریب جہاد کرنے والی اس سے بھی زیادہ مالِ غنیمت حاصل کرنے والی اور جلدی لوٹنے والی ہے۔ (پھر فرمایا)، جو شخص وضو کرے پھر نمازِ چاشت ادا کرنے کیلئے مسجد میں حاضر ہو وہ ان لوگوں سے بھی قریب، زیادہ غنیمت لانے والا اور جلدی لوٹنے والا ہے۔ (مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، رقم ۶۶۴۹، ج ۲، ص ۵۸۸)

حضرتِ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو اپنے گھر سے کسی فرض نماز کی ادائیگی کے لئے نکلا، اس کا ثواب احرام باندھنے والے حاجی کی طرح ہے اور جو چاشت کی نماز ادا کرنے کے لئے نکلا اس کا ثواب عمرہ کرنے والے کی طرح ہے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا اس طرح انتظار کرنا کہ بیچ میں لغو بات نہ کی جائے تو اس کا نام علیین (یعنی اعلیٰ درجے والوں) میں لکھا جاتا ہے۔ (سنن ابی داوٗد، کتاب التطوع، باب صلوۃ الضحی، رقم ۱۲۸۸، ج ۲، ص ۴۱)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو چاشت کی دو رکعتیں پابندی سے ادا کرتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیہا، باب ماجاء فی صلوۃ الضحی، رقم ۱۳۸۲، ج ۲، ص ۱۵۳)

اس کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ ہے (اور کل تین سو ساٹھ جوڑ ہیں) ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا

حضرتِ سیدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں سیدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ غزوہ تبوک کیلئے گیا۔ ایک دن رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے گفتگو فرمارہے تھے کہ دورانِ گفتگو ارشاد فرمایا کہ: جو شخص سورج کے بلند ہونے تک اپنی جگہ پر بیٹھا رہے پھر اٹھ کر کامل وضو کرے اور دو رکعتیں ادا کرے تو اس کے گناہ ایسے معاف کردیئے جائیں گے جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔ (مسند ابی یعلی، رقم ۱۷۵۷، ج ۲، ص ۱۸۰)

حضرتِ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جب سورج اپنے مطلع سے طلوع ہوکر ایسی حالت پر آجائے جیسے نمازِ عصر کے وقت سے غروب تک ہوتا ہے۔ پھر جو شخص دو یا چار رکعتیں ادا کرے تو اس کے لئے اس دن کا ثواب ہے اور اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، اگر اس دن اس کا انتقال ہوگیا تو جنت میں داخل ہوگا۔ (طبرانی کبیر، رقم ۷۷۹۰، ج ۸، ص ۱۹۲)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کثرت سے توبہ کرنے والے ہی نمازِ چاشت پابندی سے ادا کرتے ہیں اور یہ اوابین یعنی توبہ کرنے والوں کی نماز ہے۔ (طبرانی اوسط، رقم ۳۸۶۵، ج ۳، ص ۶۰)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، بیشک جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ضحٰی کہا جاتا ہے جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک منادی ندا کریگا نمازِ چاشت کی پابندی کرنے والے کہاں ہیں؟ یہ تمہارا دروازہ ہے اس میں داخل ہوجاؤ۔

(طبرانی اوسط، رقم ۵۰۶۰، ج ۴، ص ۱۸)

حضرتِ سیدنا نعیم بن ہَمّار رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، اللہ عزوجل فرماتا ہے اے ابن آدم! تو شروع دن میں چار رکعتیں ادا کرنے سے عاجز نہ ہو، میں آخر دن تک تیری کفایت کروں گا۔ (السنن الکبری، رقم ۴۶۸، ج ۱، ص ۱۷۷)

حضرتِ سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی اسی کی مثل ایک حدیث مروی ہے۔

حضرتِ سیدنا ابومُرّہ طائفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اے ابن آدم! تو شروع دن میں میرے لئے چار رکعتیں ادا کر، میں آخر دن تک تیری کفایت کروں گا۔

(مسند امام احمد، مسند الانصار/حدیث نعیم بن حمار، رقم ۲۲۵۳۶، ج ۸، ص ۳۴۳)

حضرتِ سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو شروع دن میں چاشت کی دو رکعتیں ادا کرے گا غافلین میں نہ لکھا جائے گا۔ اور جو چار رکعتیں ←

اللہ کہنا صدقہ ہے اور اَللہُ اَکْبَرْ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کا حکم کرنا صدقہ ہے اور بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے دو رکعتیں چاشت کی کفایت کرتی ہیں۔(3)

ترمذی ۴ و ۵ ابو درداء و ابوذر سے اور ابو داود و دارمی نعیم بن ہمار سے اور احمد ان سب سے راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے ابن آدم! شروع دن میں میرے لیے چار رکعتیں پڑھ لے، آخر دن تک میں تیری کفایت فرماؤں گا۔(4)

ادا کرے گا اس کا شمار عابدین میں ہوگا اور جو چھ رکعتیں ادا کرے گا وہ اس کے اس دن کے لئے کافی ہوں گی جو آٹھ رکعتیں ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قانتین یعنی قیام کرنے والوں میں لکھے گا اور جو بارہ رکعتیں ادا کرے گا اللہ عزوجل اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنائے گا اور ہر دن اور ہر رات میں اللہ عزوجل اپنے بندوں پر ایک احسان اور ایک صدقہ فرماتا ہے اور اللہ عزوجل اپنے بندوں میں کسی پر اپنے ذکر کے الہام سے افضل کوئی احسان نہیں فرماتا۔(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، رقم ۳۴۱۹، ج ۲،ص ۴۹۴)

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ قالہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، جو چاشت کی بارہ رکعتیں ادا کریگا اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں سونے کا ایک محل بنائے گا۔(ترمذی کتاب الوتر، باب ماجاء فی صلوٰۃ الضحی، رقم ۴۷۲، ج ۲،ص ۱۷)

(3) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ الضحٰی الخ، الحدیث: ۷۲۰،ص ۳۶۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ان سب میں صدقہ نفلی کا ثواب ہے اور یہ بدن کے جوڑوں کی سلامتی کا شکریہ بھی ہے لہذا اگر کوئی انسان روزانہ تین سو ساٹھ نفلی نیکیاں کرے تو محض جوڑوں کا شکریہ ادا کرے گا باقی نعمتیں بہت دور ہیں۔

۲۔ یہاں چاشت سے مراد اشراق ہی ہے، اس نماز کے بڑے فضائل ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ نماز فجر پڑھ کر مصلے پر ہی بیٹھا رہے، تلاوت یا ذکر خیر ہی کرتا رہے، یہ رکعتیں پڑھ کر مسجد سے نکلے ان شاء اللہ عمرہ کا ثواب پائے گا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲،ص ۵۴۵)

(4) جامع الترمذي، أبواب الوتر، باب ماجاء في صلاۃ الضحٰی، الحدیث: ۴۷۴، ج ۲،ص ۱۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ فجر کی یا چاشت کی، دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں اسی لیے مؤلف اس کو نوافل کے باب میں لائے یعنی میری رضا کے لیے یہ نماز پڑھ لے۔

۲۔ یعنی شام تک تیری حاجتیں پوری کروں گا، تیری مصیبتیں دفع کروں گا۔ خلاصہ یہ کہ تو اول دن میں اپنا دل میرے لیئے فارغ کردے میں آخر دن تک تیرا دل غموں سے فارغ رکھوں گا۔ سبحان اللہ! دل کی فراغت بڑی نعمت ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے، یہ حدیث اس کی شرح ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲،ص ۵۴۷)

طبرانی ٦ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس نے دو رکعتیں چاشت کی پڑھیں، غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جو چار پڑھے عابدین میں لکھا جائے گا اور جو چھ پڑھے اس دن اُس کی کفایت کی گئی اور جو آٹھ پڑھے اللہ تعالیٰ اسے قانتین میں لکھے گا اور جو بارہ پڑھے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں ایک محل بنائے گا اور کوئی دن یا رات نہیں جس میں اللہ تعالیٰ بندوں پر احسان وصدقہ نہ کرے اور اس بندہ سے بڑھ کر کسی پر احسان نہ کیا جسے اپنا ذکر الہام کیا۔(5)

احمد ٧ وترمذی وابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کرے، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔(6)

مسئلہ ۱: اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔(7)

نمازِ سفر کہ سفر میں جاتے وقت دو رکعتیں اپنے گھر پر پڑھ کر جائے۔(8) طبرانی کی حدیث میں ہے: کہ کسی نے اپنے اہل کے پاس اُن دو رکعتوں سے بہتر نہ چھوڑا، جو بوقت ارادۂ سفر ان کے پاس پڑھیں۔(9)

نماز واپسی سفر کہ سفر سے واپس ہو کر دو رکعتیں مسجد میں ادا کرے۔(10) صحیح مسلم میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے اور ابتداءً مسجد

---

(5) الترغیب والترھیب، الترغیب في صلاۃ الضحی، الحدیث: ۱۴، ج۱، ص۲٦٦

(6) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند أبي ھریرۃ، الحدیث: ۱۰۴۸۵، ج۳، ص۵٦۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔یہاں بھی ضحٰی سے مراد اشراق کے نفل ہیں، حفاظت سے مراد انہیں ہمیشہ پڑھنا ہے۔ بحالت سفر اگر اتنی دیر مصلے پر نہ بیٹھ سکے تو سفر جاری کردے اور سورج چڑھ جانے پر یہ نفل پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس پابندی کی برکت سے گناہ بخش دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفل پر ہمیشگی کرنا منع نہیں ہاں انہیں فرض وواجب سمجھ کر ہمیشگی کرنا ممنوع ہے، لہذا جو لوگ بارھویں تاریخ کو روزہ رکھتے ہیں یا ہمیشہ گیارھویں کو فاتحہ کرتے ہیں وہ اس ہمیشگی کی وجہ سے گنہگار نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۵۵۰)

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۲

وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب: سنۃ الوضوء، ج۲، ص۵٦۳

(8) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في رکعتي السفر، ج۲، ص۵٦۵

(9) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في رکعتي السفر، ج۲، ص۵٦۵

(10) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في رکعتي السفر، ج۲، ص۵٦۵

میں جاتے اور دو رکعتیں اُس میں نماز پڑھتے پھر وہیں مسجد میں تشریف رکھتے۔(11)

مسئلہ ا: مسافر کو چاہیے کہ منزل میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔(12)

۞۞۞۞۞

(11) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب رکعتین في المسجد الخ، الحدیث:۷۱۶، ص۳۶۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔اس حدیث سے تین مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ سفر سے گھر کو واپس دن میں آنا چاہیے مگر یہ اس زمانے کے لیے تھا جب کہ مسافر اپنی آمد کی اطلاع پہلے سے نہیں دے سکتا تھا۔اب چونکہ تار و خط کے ذریعے اطلاع پہلے دی جاسکتی ہے اس لئے رات میں آنے میں کوئی حرج نہیں،گھر والے اس کے منتظر اور اس کے لئے تیار رہیں گے۔دوسرے یہ کہ گھر پہنچ کر پہلے مسجد میں آئے اور وہاں نفل قدوم پڑھے اگر وقت کراہت نہ ہو،ورنہ وہاں صرف کچھ بیٹھ لے۔تیسرے یہ کہ گھر میں آنے سے پہلے مسجد میں کچھ بیٹھے اور لوگوں سے وہاں ہی ملاقات کرلے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲،ص۶۶۵)

(12) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في رکعتي السفر، ج۲،ص۵۶۵

صلاۃ اللیل

صلاۃ اللیل ایک رات میں بعد نمازِ عشا جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلاۃ اللیل کہتے ہیں اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں کہ۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں مرفوعاً ہے فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔(1) اور

حدیث ۲: طبرانی نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رات میں کچھ نماز ضروری ہے اگرچہ اتنی ہی دیر جتنی دیر میں بکری دُوہ لیتے ہیں اور فرض عشا کے بعد جو نماز پڑھی وہ صلاۃ اللیل ہے۔(2)

❁❁❁❁❁

(1) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، الحدیث: ۱۱۶۳، ص۵۹۱

(2) المعجم الکبیر، باب الالف، الحدیث: ۷۸۷، ج۱، ص۲۷۱

نمازِ تہجد

مسئلہ ۱: اسی صلاۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے کہ عشا کے بعد رات میں سو کر اُٹھیں اور نوافل پڑھیں، سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔(1)

(1) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاۃ اللیل، ج۲،ص۵٦٦

تہجد اور رات میں نماز پڑھنے کا ثواب

اس بارے میں قرآن مجید فرقان حمید میں کئی آیات ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے،

(1) مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىٕمَةٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَ هُمْ یَسْجُدُوْنَ ﴿113﴾ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِؕ وَ اُولٰٓىٕكَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿114﴾ وَ مَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّكْفَرُوْهُؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ ﴿115﴾

ترجمہ کنزالایمان: کتابیوں میں کچھ وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کی گھڑیوں میں اور سجدہ کرتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں پر دوڑتے ہیں اور یہ لوگ لائق ہیں اور وہ جو بھلائی کریں ان کا حق نہ مارا جائے گا اور اللہ کو معلوم ہیں ڈر والے۔(پ 4، آل عمران: 113، 114، 115)

(2) وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ﳓ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿79﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔(پ 15، بنی اسرائیل: 79)

(3) وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ﳓ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور رحمن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب بے شک اس کا عذاب گلے کا غل (پھندا) ہے بے شک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں (پ 19، الفرقان: 63 تا 67)

(4) وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ←

ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿68﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿69﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿70﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ19، الفرقان: 67 تا 70)

(5) وَمَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿71﴾ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿72﴾ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا ﴿73﴾ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ﴿74﴾ اُولٰٓىٕكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ یُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّ سَلٰمًا ﴿75﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿76﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں اور وہ کہ جب انہیں انکے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بی بیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا بدلہ ان کے صبر کا اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ۔ (پ19، الفرقان: 71 تا 73)

(6) تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا٘ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿16﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿17﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے اور ہمارے دیے ہوئے سے کچھ خیرات کرتے ہیں تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔

(پ21، السجدہ: 16، 17)

(7) اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىٕمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿9﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

(پ23، الزمر: 9) ←

(8) اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿15﴾ اٰخِذِیْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ﴿16﴾ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ﴿17﴾ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿18﴾ وَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىٕلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ﴿19﴾

ترجمہ کنزالایمان: بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں ہیں اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے بے شک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور بے نصیب کا۔ (پ26، الذٰریٰت: 15تا19)

اس بارے میں احادیث مقدسہ:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ عزوجل کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات میں پڑھی جانے والی نماز ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، رقم ۱۱۶۳، ص۵۹۱)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص سوجاتا ہے تو شیطان اس کے سر کے پچھلے حصے پر تین گرہیں لگا دیتا ہے، وہ ہر گرہ پر کہتا ہے کہ لمبی تان کے سوجا، ابھی تو بہت رات باقی ہے۔ جب وہ شخص بیدار ہوکر اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وہ وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز ادا کرے تو تیسری بھی کھل جاتی ہے اور وہ شخص تازہ دم ہوکر صبح کرتا ہے بصورت دیگر تھکا ماندہ سست ہوکر صبح کرتا ہے۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے، تو وہ تازہ دم ہوکر صبح کرتا ہے اور خیر کو پالیتا ہے بصورت دیگر تھکا ماندہ صبح کرتا ہے اور خیر کو نہیں پاتا۔ جبکہ ایک روایت میں ہے لہٰذا شیطان کی گانٹھوں کو کھول لیا کرو اگرچہ دو رکعتوں کے ذریعے ہی سے ہو۔

(صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیۃ الراس الخ، رقم ۱۱۴۲، ج۱، ص۳۸۷)

حضرت سیدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں سے جو شخص رات کو بیدار ہوکر اپنے نفس کو طہارت کی طرف مائل کرتا ہے حالانکہ اس پر شیطان گرہیں لگا چکا ہوتا ہے تو جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، جب وہ چہرہ دھوتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو چوتھی گرہ کھل جاتی ہے تو اللہ عزوجل حجاب کے پیچھے موجود فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو دیکھو جو اپنے نفس کو مجھ سے سوال کرنے پر مائل کرتا ہے یہ بندہ مجھ سے جو کچھ مانگے گا وہ اسے عطا کر دیا جائے گا۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الطھارۃ، باب فضل الوضوء، رقم ۱۱۴۹، ج۲، ص۱۹۴)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، بے شک رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس گھڑی میں مسلمان بندہ جب اللہ عزوجل سے دنیا وآخرت کی کوئی بھلائی طلب کرتا ہے تو اللہ عزوجل اسے وہ بھلائی ضرور عطا فرماتا ہے اور یہ ساعت ہر رات میں ہوتی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا، باب فی اللیل ساعۃ مستجاب فیھا الدعاء، رقم ۷۵۷، ص۳۸۰)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ جوق در جوق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے لگے۔ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا۔ جب میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو غور سے دیکھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں چھان بین کی تو جان لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں اور پہلی بات جو میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی وہ یہ تھی کہ اے لوگو! سلام کو عام کرو اور محتاجوں کو کھانا کھلایا کرو اور صلۂ رحمی اختیار کرو اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھا کرو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ۴۲، رقم ۲۴۹۳، ج ۴، ص ۲۱۹)

حضرتِ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم نے فرمایا، بے شک جنت میں کچھ ایسے محلات ہیں جن میں آر پار نظر آتا ہے، اللہ عزوجل نے وہ محلات ان لوگوں کیلئے تیار کئے ہیں جو محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہیں، سلام کو عام کرتے اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھتے ہیں۔

(صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب افشاء السلام واطعام الطعام، رقم ۵۰۹، ج ۱، ص ۳۶۳)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا" یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم! جب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیتا ہوں تو میرا دل خوش ہو جاتا ہے اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں مجھے اشیاء کے حقائق سے متعلق خبر دیجئے۔ تو ارشاد فرمایا، ہر چیز پانی سے پیدا کی گئی ہے پھر میں نے عرض کیا مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جسے کر کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں تو فرمایا کہ محتاجوں کو کھانا کھلاؤ اور سلام کو عام کرو اور صلۂ رحمی اختیار کرو اور رات میں جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھا کرو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصلوۃ، باب فصل فی قیام اللیل، رقم ۲۵۵۰، ج ۴، ص ۱۱۵)

حضرتِ سیدتنا اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم نے فرمایا، قیامت کے دن تمام لوگ ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے پھر ایک منادی ندا کریگا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے تھے؟ پھر وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور وہ تعداد میں بہت کم ہونگے اور بغیر حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے، پھر تمام لوگوں سے حساب شروع ہوگا۔ (الترغیب، والترہیب، کتاب النوافل، رقم ۹، ج ۱، ص ۲۴۰)

امیر المومنین حضرتِ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نَوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، بے شک جنت میں ایک درخت ہے جس کی شاخوں سے حلے یعنی کپڑوں کے نئے جوڑے نکلتے ہیں جبکہ اس کی جڑوں سے سونے کے گھوڑے نکلتے ہیں جو کہ زین پہنے ہوئے ہیں۔ ان کی لگامیں موتی اور یاقوت کی ہوتی ہیں اور وہ بول و براز نہیں کرتے ان کے پر ہوتے ہیں اور وہ حدِ نگاہ پر قدم رکھتے ہیں اہلِ جنت ان پر اُڑتے ہوئے سواری کریں گے اور ان سے ایک درجہ نیچے والے لوگ عرض کریں گے کہ اے اللہ عزوجل! ان لوگوں کو یہ درجہ کیسے ملا؟ تو ان سے کہا جائے گا، یہ رات کو نماز پڑھا کرتے تھے جبکہ تم سو جایا کرتے تھے، یہ دن میں روزہ رکھا کرتے جبکہ تم کھایا کرتے تھے ←

....

اور یہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرتے تھے جبکہ تم جہاد سے فرار اختیار کرتے تھے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب النوافل، الترغیب فی قیام اللیل، رقم ۸، ج ۱ ص ۲۴۰)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، رات کی نماز کی دن کی نماز پر فضیلت اسی طرح ہے جیسے پوشیدہ صدقے کی فضیلت اعلانیہ صدقے پر ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۸۹۹۸، ج ۹، ص ۲۰۵)

حضرتِ سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا دس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجدِ حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور میدانِ جہاد میں نماز پڑھنا بیس لاکھ نمازوں کے برابر ہے، اور ان سب سے زیادہ فضیلت والی نماز بندے کی وہ دو رکعتیں ہیں جنہیں وہ رات کے درمیانی حصے میں رضائے الٰہی کے لئے ادا کرتا ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب النوافل، الترغیب فی قیام اللیل، رقم ۲۲، ج ۱، ص ۲۴۳)

حضرتِ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، میری امت کے بہترین لوگ حاملینِ قرآن اور رات کو جاگ کر اللہ عزوجل کی عبادت کرنے والے ہیں۔ (الترغیب والترہیب، کتاب النوافل، الترغیب فی قیام اللیل، رقم ۲۷، ج ۱، ص ۲۴۳)

حضرتِ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ جبرائیل علیہ السلام، سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! جتنا چاہیں زندہ رہیں بالآخر موت آنی ہے، جو چاہیں عمل کریں بالآخر اس کی جزا ملنی ہے، جس سے چاہیں محبت کریں بالآخر اس سے جدا ہونا ہے، جان لیجئے کہ مؤمن کا کمال رات کو قیام کرنے میں ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیاز ہونے میں ہے۔ (طبرانی اوسط، رقم ۴۲۷۸، ج ۳، ص ۱۸۷)

حضرتِ سیدنا اَبُو اُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، رات کے قیام کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ اور تمہارے رب عزوجل کی قربت کا ذریعہ ہے اور گناہوں کو مٹانے اور گناہوں سے بچانے کا سبب ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء النبی، رقم ۳۵۶۰، ج ۵، ص ۳۲۳)

امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے اسی حدیث کو حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء النبی، رقم ۳۵۶۰، ج ۵، ص ۳۲۳)

حضرتِ سیدنا بلال اور حضرتِ سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہ ِبنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، رات کے قیام کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ اور تمہارے رب عزوجل کی قربت کا ←

ذریعہ ہے اور گناہوں کو مٹانے اور جسم سے بیماریاں دور کرنے کا سبب ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۲۱۵۴، ج ۶، ص ۲۵۸)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو رات کو بیدار ہو کر اپنی اہلیہ کو جگائے اور پھر وہ دونوں دو رکعتیں ادا کریں تو ان کا شمار کثرت کے ساتھ اللہ عزوجل کا ذکر کرنے والوں میں ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب ماجاء فیمن ایقظ اھلہ من اللیل، رقم ۱۳۳۵، ج ۲، ص ۱۲۸)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، اللہ عزوجل اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو بیدار ہو کر نماز پڑھتا ہے اور اپنی زوجہ کو نماز کے لئے جگاتا ہے اگر وہ انکار کرتی ہے تو اسکے چہرے پر پانی چھڑکتا ہے، اللہ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتی ہے اور اپنے شوہر کو نماز کے لئے جگاتی ہے اگر اس کا شوہر اٹھنے سے انکار کرتا ہے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوۃ، باب ماجاء فیمن ایقظ اھلہ من اللیل، رقم ۱۳۳۶، ج ۲، ص ۱۲۸)

حضرتِ سیدنا ابو مالک اشعَری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو شخص رات کو اٹھ کر اپنی زوجہ کو جگاتا ہے اگر اس کی زوجہ پر نیند غالب ہوتی ہے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکتا ہے پھر وہ دونوں اٹھ کر اپنے گھر میں نماز پڑھتے ہیں اور ایک گھڑی اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں تو ان دونوں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

(طبرانی کبیر، رقم ۳۴۸، ج ۳، ص ۲۹۵)

حضرتِ سیدنا عَمرو بن عَبَسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، اللہ عزوجل بندے کے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے اگر تم اس گھڑی میں اللہ عزوجل کا ذکر کرنے والوں میں شامل ہوسکو، تو شامل ہوجاؤ۔

(صحیح ابن خزیمہ، جماع ابواب صلوۃ التطوع باللیل، باب استحباب الدعاء فی نصف اللیل الخ، رقم ۱۱۴۷، ج ۲، ص ۱۸۲)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو شخص رات کے آخری حصے میں اٹھ کر سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھے تو اللہ عزوجل اسے کبھی رسوا نہ کریگا۔

(طبرانی اوسط، رقم ۱۷۷۲، ج ۱، ص ۴۸۰)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو شخص رات کو تھوڑا کھانا کھائے اور پانی کم پئے اور نماز پڑھتے ہوئے رات گزارے تو صبح تک حورعین اس کے پہلو میں ہوتی ہیں۔ (طبرانی کبیر، رقم ۱۱۸۹۱، ج ۱۱، ص ۱۵۸)

حضرتِ سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جودونوال، ←

....

رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، اللہ عزوجل تین آدمیوں سے محبت فرماتا ہے، ان سے خوش ہوتا ہے اور انہیں خوش خبری دیتا ہے، (۱) وہ شخص کہ جب کفار کا کوئی لشکر حملہ آور ہو تو وہ اللہ عزوجل کی رضا کیلئے اس سے اپنی جان کے ذریعے جہاد کرے پھر یا تو قتل ہو جائے یا اللہ عزوجل اس کی مدد کرے اور اسے کفایت کرے تو اللہ عزوجل اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کی طرف تو دیکھو کہ میری رضا کیلئے اپنی جان پر کیسے صبر کرتا ہے؟ (۲) وہ شخص جس کی بیوی خوبصورت اور بستر عمدہ و نرم ہے اور وہ رات کو بیدار ہو کر نماز پڑھے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ یہ اپنی خواہش کو چھوڑ کر میرا ذکر کر رہا ہے اگر چاہتا تو سو جاتا۔ (۳) وہ شخص جو سفر میں ہو اور اس کے ساتھ ایک قافلہ بھی ہو وہ رات دیر تک جاگتے رہیں پھر سو جائیں اور وہ شخص رات کے آخری حصے میں تنگ دستی اور خوش حالی دونوں حالتوں میں نماز پڑھے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب ثان فی صلوۃ اللیل، رقم ۳۵۳۶، ج ۲، ص ۵۲۵)

حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ المُرسَلین، رَحمَۃٌ لِّلعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، ہمارا رب عزوجل دو آدمیوں سے خوش ہوتا ہے، (۱) جو شخص اپنے اور اپنی بیوی کے بستر کو چھوڑ کر نماز ادا کرتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے میرے اس بندے کو دیکھو جو اپنے اور اپنی بیوی کے بستر کو چھوڑ کر میرے انعامات میں رغبت اور میرے عذاب کے خوف کی وجہ سے نماز پڑھتا ہے۔ (۲) جو دشمن سے جہاد کرتا ہو پھر اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ جائیں اور یہ شکست کے نقصان اور ثابت قدمی کے انعام کو یاد کرے اور پھر پلٹ کر مرتے دم تک لڑتا رہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو دیکھو جو میرے انعامات کی امید اور میرے عذاب کے خوف سے لوٹ آیا اور ڈٹ کر لڑتا رہا یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔ (مسند احمد، مسند عبداللہ بن مسعود رقم ۳۹۴۹، ج ۲ ص ۹۲)

حضرتِ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، حسد جائز نہیں مگر دو آدمیوں سے (۱) وہ شخص جسے اللہ عزوجل نے قرآن عطا فرمایا اور وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا رہے، (۲) وہ شخص جسے اللہ عزوجل نے مال عطا فرمایا اور وہ اسے دن رات (اللہ عزوجل کی راہ میں) خرچ کرتا رہے۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل من یقوم بالقران ویعلمہ، رقم ۸۱۵، ص ۴۰۷)

حضرتِ سیدنا فَضالہ بن عُبَید اور حضرتِ سیدنا تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو رات میں دس آیتیں پڑھے گا اس کے لئے ایک قنطار ثواب لکھا جائے گا اور ایک قنطار دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ پھر جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ عزوجل اس شخص سے فرمائے گا قرآن پڑھتے جاؤ اور درجات طے کرتے جاؤ، (تمہارے لئے) ہر آیت کے بدلے ایک درجہ ہے، یہاں تک کہ جو آخری آیت اسے یاد ہوگی اتنے درجات طے کرتا جائے گا۔ اللہ عزوجل اس بندے سے فرمائے گا تھام لے تو وہ بندہ عرض کریگا، یا اللہ عزوجل تُو خوب جاننے والا ہے۔ اللہ عزوجل فرمائے گا، اس خلد (ہمیشگی) اور ان نعمتوں کو تھام لے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۱۲۵۳، ج ۸، ص ۵۰)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، ←

سلطانِ بحر و بر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا، جس شخص نے کسی رات میں نماز کے دوران سو آیتیں پڑھیں، اس کا شمار غافلین میں نہ ہوگا اور جس شخص نے کسی رات میں نماز کے دوران دو سو آیتیں پڑھیں، اس کا شمار عبادت گزار بندوں اور مخلصین میں ہوگا۔

(صحیح ابن خزیمہ، جماع ابواب صلوۃ التطوع باللیل، رقم ۱۱۴۳، ج ۲، ص ۱۸۰)

حضرتِ سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا، جو رات میں دس آیتیں پڑھے گا غافلین میں نہ لکھا جائے گا۔ اور جو چار سو آیتیں پڑھے گا اس کا شمار عابدین میں ہوگا اور جو پانچ سو آیتیں پڑھے گا اس کا شمار حافظین میں ہوگا اور جو چھ سو آیتیں پڑھے گا اس کا شمار خاشعین میں ہوگا اور جو آٹھ سو آیتیں پڑھے گا اس کا شمار اطاعت گزاروں میں ہوگا اور جو ہزار آیتیں پڑھے گا اس کے لئے ایک قنطار ثواب ہے اور ایک قنطار بارہ سو اوقیہ کا ہوتا ہے اور ایک اوقیہ زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ ہے ان سب سے بہتر ہے۔ (راوی کہتے ہیں) یہ فرمایا کہ (ایک اوقیہ) ہرا س چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور جو دو ہزار آیتیں پڑھے گا اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جن کے لئے جنت واجب ہو چکی۔ (طبرانی کبیر، رقم ۷۷۴۸، ج ۸، ص ۱۸۰)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا، جو شخص رات کو اٹھ کر نماز میں دس آیتیں پڑھے گا اس کا شمار غافلین میں نہ ہوگا اور جو سو آیتیں پڑھے گا اس کا شمار عبادت گزاروں میں ہوگا اور جو ایک ہزار آیتیں پڑھے گا اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جن کے لئے ایک قنطار ثواب لکھا جاتا ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ، جماع ابواب صلوۃ التطوع الخ، باب فضل قراءۃ الف آیۃ الخ، رقم ۱۱۴۴، ج ۲، ص ۱۸۱)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا، ایک قنطار بارہ سو اوقیہ کا ہوتا ہے اور ایک اوقیہ زمین و آسمان کے درمیان کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

(صحیح ابن حبان، فصل فی قیام اللیل، رقم ۲۵۶۴، ج ۴، ص ۱۲۰)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم رات کو اٹھ کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین سوج گئے۔ میں نے عرض کیا، آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ حالانکہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا، کیا میں اللہ عزوجل کا شکر گزار بندہ بننا پسند نہ کروں؟ (صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی حتی ترم قدماہ، رقم ۱۱۳۰، ج ۱، ص ۳۸۴)

حضرت عبداللہ بن ابو قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا رات کی نماز (یعنی تہجد) کو ترک نہ کیا کرو کیونکہ حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم اسے ترک نہ فرمایا کرتے تھے اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے یا تھکے ہوئے ہوتے تو اسے بیٹھ کر ادا فرما لیا کرتے۔

(صحیح ابن خزیمہ، جماع ابواب صلوۃ التطوع باللیل، باب استحباب صلوۃ اللیل الخ، رقم ۱۱۳۷، ج ۲، ص ۱۷۷) ←

مسئلہ ۲: تہجد نفل کا نام ہے اگر کوئی عشا کے بعد سو رہا پھر اٹھ کر قضا پڑھی تو اُس کو تہجد نہ کہیں گے۔(2)

مسئلہ ۳: کم سے کم تہجد کی دو رکعتیں ہیں اور

حدیث ۳: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آٹھ تک ثابت۔

حدیث ۴: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات میں بیدار ہوا اور اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے۔ اس حدیث کو نسائی و ابن ماجہ اپنی سنن میں اور ابن حبان اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور منذری نے کہا یہ حدیث بر شرط شیخین صحیح ہے۔(3)

مسئلہ ۴: جو شخص دو تہائی رات سونا چاہے اور ایک تہائی عبادت کرنا، اُسے افضل یہ ہے کہ پہلی اور پچھلی تہائی میں سوئے اور بیچ کی تہائی میں عبادت کرے اور اگر نصف شب میں سونا چاہتا ہے اور نصف جاگنا تو پچھلی نصف میں عبادت افضل ہے کہ

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ رب عزوجل ہر رات میں جب پچھلی تہائی باقی رہتی ہے آسمان دنیا پر تجلّی خاص فرماتا ہے اور فرماتا ہے: ہے کوئی دُعا کرنے والا کہ اس کی دُعا قبول کروں، ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے دوں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی

حضرتِ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا، حضرتِ سیدنا سلیمان علیہ السلام سے ان کی والدہ نے فرمایا، بیٹا! رات کو زیادہ دیر نہ سونا کیونکہ رات کو زیادہ سونا انسان کو قیامت کے دن فقیر بنا دے گا۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان فصل فی قیام اللیل، رقم، ۲۳۳۲، ج ۲، ص ۱۲۵)

(2) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاۃ اللیل، ج ۲، ص ۵۶۷

(3) المستدرک للحاکم، کتاب صلاۃ التطوع، باب تودیع المنزل برکعتین، الحدیث: ۱۲۳۰، ج ۱، ص ۶۲۴

ردالمحتار، کتاب الصلاۃ باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاۃ اللیل، ج ۲، ص ۵۶۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ بیوی کا یہ پانی چھڑکنا خاوند کی نافرمانی یا اس کی بے ادبی نہیں بلکہ اسے نیکی کی رغبت دینا اور اس پر امداد کرنا رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی"۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی سے جبرًا نیکی کرانا ممنوع نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (مرقاۃ) خیال رہے کہ لوگ عوام کی بزرگوں کی مشائخ کی دعا لینے کے لیئے بڑے بڑے پاپڑ بیلتے ہیں۔ دوستو اگر جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لینی ہے تو خود بھی تہجد پڑھو اور اپنی بیویوں کو بھی پڑھاؤ۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس جوڑے کو ہرا بھرا رکھے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۲۶۹)

بخشش کردوں۔ (4)

اور سب سے بڑھ کر تو نماز داود ہے۔ کہ

حدیث ۶: بخاری و مسلم عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: سب نمازوں میں اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب نماز داود ہے کہ آدھی رات سوتے اور تہائی رات عبادت کرتے پھر چھٹے حصہ میں سوتے۔ (5)

مسئلہ ۵: جو شخص تہجد کا عادی ہو بلا عذر اُسے چھوڑنا مکروہ ہے۔ کہ

حدیث ۷: صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں اُٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا۔ (6) نیز

حدیث ۸: بخاری و مسلم وغیرہما میں ہے فرمایا: کہ اعمال میں زیادہ پسند اللہ عزوجل کو وہ ہے جو ہمیشہ ہو، اگرچہ تھوڑا ہو۔ (7)

مسئلہ ۶: عیدین اور پندرھویں شعبان کی راتوں اور رمضان کی اخیر دس راتوں اور ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں شب بیداری مستحب ہے اکثر حصہ میں جاگنا بھی شب بیداری ہے۔ (8) عیدین کی راتوں میں شب بیداری یہ ہے کہ

(4) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب في الدعاء الخ، الحدیث: ۷۵۸، ص ۳۸۱

(5) صحیح البخاري، کتاب احادیث الانبیاء، باب احب الصلاۃ الی اللہ صلاۃ داود الخ، الحدیث: ۳۴۲۰، ج ۲، ص ۴۴۸

(6) صحیح البخاري، کتاب التہجد، باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل لمن کان یقومہ، الحدیث: ۱۱۵۲، ج ۱، ص ۳۹۰

(7) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضیلۃ العمل الدائم الخ، الحدیث: ۲۱۸۔ (۷۸۳)، ص ۳۹۴

علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فیض القدیر میں فرماتے ہیں: فَالْقَلِیْلُ الدَّائِمُ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ کَثِیْرٍ مُنْقَطِعٍ، یعنی تھوڑا عمل جو ہمیشگی کے ساتھ ہو، اللہ عزوجل کے نزدیک اُس عمل سے بہتر ہے جو کثیر ہو لیکن ہمیشہ نہ ہو۔

(8) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۶۸

عیدین کی راتوں میں عبادت کرنے کا ثواب

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جس نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی رات عبادت کی تو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن دل مرجائیں گے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب احیاء لیلتی العید، رقم ۳۲۰۳، ج ۲، ص ۴۳۰۷)

حضرت سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جس نے عیدین کی راتوں میں ثواب کی اُمید پر قیام (یعنی عبادت) کیا اس کا دل اس دن نہ مرے گا ←

عشا و صبح دونوں جماعت اولیٰ سے ہوں۔ کہ

صحیح حدیث میں فرمایا: جس نے عشا کی نماز جماعت سے پڑھی، اُس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے نماز فجر جماعت سے پڑھی، اس نے ساری رات عبادت کی۔ (9) اور ان راتوں میں اگر جاگے گا تو نماز عید و قربانی وغیرہ میں دقت ہوگی۔ لہٰذا اسی پر اکتفا کرے اور اگر ان کاموں میں فرق نہ آئے تو جاگنا بہت بہتر۔

مسئلہ ۷: ان راتوں میں تنہا نفل نماز پڑھنا اور تلاوت قرآن مجید اور حدیث پڑھنا اور سُننا اور درود شریف پڑھنا شب بیداری ہے نہ کہ خالی جاگنا۔ (10)) صلاۃ اللیل کے متعلق آٹھ حدیثیں ضمناً ابھی مذکور ہوئیں اس کے فضائل کی بعض حدیثیں اور سنیے۔

حدیث ۹: ترمذی و ابن ماجہ و حاکم برشرط شیخین عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے۔ تو کثرت سے لوگ حاضرِ خدمت ہوئے، میں بھی حاضر ہوا، جب میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے چہرہ کو غور سے دیکھا پہچان لیا کہ یہ مونھ جھوٹوں کا مونھ نہیں۔ کہتے ہیں پہلی بات جو میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے سُنی یہ ہے فرمایا: اے لوگو! سلام شائع کرو اور کھانا کھلاؤ اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو اور رات میں نماز پڑھو جب لوگ سوتے ہوں، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوگے۔ (11)

حدیث ۱۰: حاکم نے بافادۂ تصحیح روایت کی، کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا تھا کوئی ایسی چیز ارشاد ہو کہ اُس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہوں؟ اُس پر بھی وہی جواب ارشاد ہوا۔ (12)

جس دن دل مرجائیں گے۔ (ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فیمن قام فی لیلتی العیدین، رقم ۱۷۸۲، ج ۲، ص ۳۶۵)

حضرتِ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا، جس نے پانچ راتوں کو زندہ کیا اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے، ترویہ، عرفہ اور قربانی کی رات (یعنی آٹھویں، نویں اور دسویں ذوالحج) اور عید الفطر اور نصف شعبان کی رات۔

(الترغیب والترھیب، کتاب العیدین والاضحیہ، الترغیب فی احیاء لیلتی العیدین، رقم ۳، ج ۲، ص ۹۸)

(9) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ العشاء الخ، الحدیث: ۶۵۶، ص ۳۲۹

(10) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في احیاء لیالی العیدین الخ، ج ۲، ص ۵۶۹

(11) المستدرک للحاکم، کتاب البر والصلۃ، باب ارحموا أھل الارض الخ، الحدیث: ۷۳۵۹، ج ۵، ص ۲۲۱

والترغیب والترھیب، کتاب النوافل، الترغیب في قیام اللیل، الحدیث: ۴، ج ۱، ص ۲۳۹

(12) المستدرک للحاکم، کتاب البر والصلۃ، باب ارحموا أھل الارض الخ، الحدیث: ۷۳۶۰، ج ۵، ص ۲۲۱

حدیث ۱۱، ۱۲: طبرانی کبیر میں باسناد حسن و حاکم بافادۂ تصحیح برشرط شیخین عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جنت میں ایک بالا خانہ ہے کہ باہر کا اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اندر کا باہر سے۔ ابو مالک اشعری نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! وہ کس کے لیے ہے؟ فرمایا: اُس کے لیے کہ اچھی بات کرے اور کھانا کھلائے اور رات میں قیام کرے جب لوگ سوتے ہوں۔ (13) اور اسی کے مثل ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۱۳: بیہقی کی ایک روایت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے، اس وقت منادی پکارے گا، کہاں ہیں وہ جن کی کروٹیں خواب گاہوں سے جدا ہوتی تھیں؟ وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور تھوڑے ہوں گے یہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے پھر اور لوگوں کے لیے حساب کا حکم ہوگا۔ (14)

حدیث ۱۴: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں:

(13) المستدرک للحاکم، کتاب صلاۃ التطوع، باب صلاۃ الحاجۃ، الحدیث: ۱۲۴۰، ج۱، ص۶۳۱، عن عبداللہ بن عمرو

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ان کی دیواریں اور کواڑ ایسے صاف اور شفاف کہ نگاہ کو نہیں روکتے جس کا نمونہ کچھ دنیا میں شیشے کی دیواروں اور کواڑوں میں نظر آتا ہے، اس شفافی میں اس کے حسن وخوبی کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ یعنی وہ دریچے ان لوگوں کے لیئے ہیں جن میں یہ چار صفات جمع ہوں ہر مسلمان دوست یا دشمن سے نرمی سے بات کرنا، کفار سے سخت کلامی بھی عبادت ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ" اور فرماتا ہے: "وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً" ہر خاص و عام کو کھانا کھلانا اس میں مشائخ کے لنگروں کا ثبوت ہے، بعض بزرگوں کے ہاں چرندوں پرندوں کو بھی دانا پانی دیا جاتا ہے وہ طعام کو بہت عام کرتے ہیں۔

۳۔ یعنی ہمیشہ روزے رکھیں سوا ان پانچ دنوں کے جن میں روزہ حرام ہے یعنی شوال کی یکم اور ذی الحجہ کی دسویں تا تیرھویں یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو ہمیشہ روزے رکھتے ہیں، بعض نے فرمایا کہ اس کے معنی ہیں ہر مہینہ میں مسلسل تین روزے رکھے، چونکہ نماز تہجد ریاء سے دور ہے اور تمام نمازوں کی زینت اس لیئے اس کے پڑھنے والے کو مزین دریچے دیئے گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جود و سجود کا اجتماع بہترین وصف ہے۔ شعر

شرف مرد بجود است و کرامت بسجود
ہر کہ ایں ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۲۷۱)

(14) شعب الایمان، باب فی الصلوات، الحدیث: ۳۲۴۴، ج۳، ص۱۶۹

رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مرد مسلمان اُس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی جو بھلائی مانگے، وہ اسے دے گا اور یہ ہر رات میں ہے۔(15)

حدیث ۱۵، ۱۶: ترمذی ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: قیام اللیل کو اپنے اوپر لازم کر لو کہ یہ اگلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمھارے رب (عزوجل) کی طرف قربت کا ذریعہ اور سیآت کا مٹانے والا اور گناہ سے روکنے والا۔(16) اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ بدن سے بیماری دفع کرنے والا ہے۔(17)

حدیث ۱۷: صحیح بخاری میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو رات میں اُٹھے اور یہ دُعا پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَسُبْحٰنَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ رَبِّ اغْفِرْلِيْ. (18)

پھر جو دُعا کرے مقبول ہوگی اور اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز مقبول ہوگی۔(19)

حدیث ۱۸: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دُعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَّقَوْلُكَ حَقٌّ وَّالْجَنَّةُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ

(15) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب في اللیل ساعۃ مستجاب فیہا الدعاء، الحدیث: ۷۵۷، ص ۳۸۰

(16) جامع الترمذي، کتاب الدعوات، باب في دعاء النبي صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۵۶۰، ج۵، ص ۳۲۲

(17) المعجم الکبیر، باب السین، الحدیث: ۶۱۵۴، ج۶، ص ۲۵۸

(18) ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے اور پاک ہے اللہ (عزوجل) اور حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے اور اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ (عزوجل) بڑا ہے اور نہیں ہے گناہ سے پھرنا اور نہ نیکی کی طاقت مگر اللہ (عزوجل) کے ساتھ اے میرے پروردگار! تو مجھے بخش دے۔

(19) صحیح البخاري، کتاب التہجد، باب فضل من تعار من اللیل فصلی، الحدیث: ۱۱۵۴، ج۱، ص ۳۹۱
و مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلوۃ، باب مایقول اذا قام من اللیل، تحت الحدیث: ۱۲۱۳، ج۳، ص ۲۸۸

فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ. (20)

یہ ایک دُعا اور چند حدیثیں ذکر کر دی گئیں اور اُن کے علاوہ اس نماز کے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں، جسے اللہ عزوجل توفیق عطا فرمائے اس کے لیے یہی بس ہیں۔

❁❁❁❁❁

---

(20) صحیح البخاري، کتاب التھجد، باب التھجد باللیل، الحدیث: ۱۱۲۰، ج۱، ص۳۸۱

ترجمہ: الٰہی! تیرے ہی لیے حمد ہے، آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا تو قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا تو نور ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے تو سب کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے، تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تجھ سے ملنا (قیامت) حق ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور انبیا حق ہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حق ہیں اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ (عزوجل) تیرے لیے میں اسلام لایا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر توکل کیا اور تیری ہی طرف رجوع کی اور تیری ہی مدد سے خصومت کی اور تیری ہی طرف فیصلہ لایا پس تُو بخش دے میرے لیے وہ گناہ جو میں نے پہلے کیا اور پیچھے کیا اور چھپا کر کیا اور اعلانیہ کیا اور وہ گناہ جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تُو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

نمازِ استخارہ

حدیث صحیح جس کو مسلم کے سوا جماعت محدثین نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ کی تعلیم فرماتے، جیسے قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے، فرماتے ہیں:

جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَخِیۡرُكَ بِعِلۡمِكَ وَاَسۡتَقۡدِرُكَ بِقُدۡرَتِكَ وَ اَسۡأَلُكَ مِنۡ فَضۡلِكَ الۡعَظِیۡمِ فَاِنَّكَ تَقۡدِرُ وَلَا اَقۡدِرُ وَ تَعۡلَمُ وَلَا اَعۡلَمُ وَاَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ اَللّٰھُمَّ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا الۡاَمۡرَ خَیۡرٌ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَةِ اَمۡرِیۡ اَوۡ قَالَ عَاجِلِ اَمۡرِیۡ وَاٰجِلِهٖ فَاقۡدُرۡہُ لِیۡ وَیَسِّرۡہُ لِیۡ ثُمَّ بَارِكۡ لِیۡ فِیۡهِ وَاِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا الۡاَمۡرَ شَرٌّ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَةِ اَمۡرِیۡ اَوۡ قَالَ عَاجِلِ اَمۡرِیۡ وَاٰجِلِهٖ فَاصۡرِفۡهُ عَنِّیۡ وَاصۡرِفۡنِیۡ عَنۡهُ وَاقۡدُرۡ لِیَ الۡخَیۡرَ حَیۡثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیۡ بِهٖ۔ (1)

اور اپنی حاجت کا ذکر کرے خواہ بجائے ھٰذَا الۡاَمۡرَ کے حاجت کا نام لے یا اُس کے بعد۔ (2)

---

(1) ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) میں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور تیری قدرت کے ساتھ طلب قدرت کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ (عزوجل) اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں یا فرمایا اس وقت اور آئندہ میں تو اس کو میرے لیے مقدر کر دے اور آسان کر پھر میرے لیے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے لیے یہ کام برا ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں یا فرمایا اس وقت اور آئندہ میں تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر اور میرے لیے خیر کو مقدر فرما جہاں بھی ہو پھر مجھے اوس سے راضی کر۔

(2) صحیح البخاري، کتاب التھجد، باب ماجاء في التطوع الخ، الحدیث: ۱۱۶۲، ج۱، ص ۳۹۳
ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في رکعتي الاستخارۃ، ج۲، ص ۵۶۹

<u>حکیم الامت کے مدنی پھول</u>

۱۔ یعنی نماز استخارہ ایسے اہتمام سے سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورت۔ استخارہ کے معنی ہیں خیر مانگنا یا کسی سے بھلائی کا مشورہ کرنا، چونکہ اس دعا و نماز میں بندہ اللہ سے گویا مشورہ کرتا ہے کہ فلاں کام کروں یا نہ کروں اسی لیئے اسے استخارہ کرتے ہیں۔

۲۔ بشرطیکہ وہ کام نہ حرام ہو نہ فرض و واجب اور نہ روزمرہ کا عادی کام۔ لہذا نماز پڑھنے، حج کرنے یا کھانا کھانے، پانی پینے پر ←

اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ میں اَوْ شک راوی ہے، فقہا فرماتے ہیں کہ جمع کرے یعنی یوں کہے۔ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ. (3)

استخارہ نہیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کام کا پورا ارادہ نہ کیا ہو صرف خیال ہو جیسے کوئی کاروبار، شادی بیاہ، مکان کی تعمیر وغیرہ کا معمولی ارادہ ہو اور تردد ہو کہ نہ معلوم اس میں بھلائی ہوگی یا نہیں تو استخارہ کرے۔ (لمعات)

۳۔ خاص استخارہ کے لیئے دن میں یا رات میں مکروہ اوقات کے علاوہ میں۔ پہلی رکعت میں "قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" پڑھے دوسری میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" کہ یہ ہی آسان ہے۔ (مرقاۃ)

۴۔ یعنی اپنی علم وقدرت کے صدقے مجھے اس کام کے انجام سے بھی خبردار کرے اور اگر خیر ہو تو مجھے اس پر قادر بھی کردے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے صفات سے امداد طلب کرنا جائز ہے۔

۵۔ مگر تیرے بتانے سے جانتا ہوں۔ (مرقاۃ) یعنی اگر تو مجھے اس کام کا انجام بتادے تو میں بھی جان لوں۔

۶۔ خیال رہے کہ یہاں اللہ کے علم میں شک نہیں کہ یہ تو کفر ہے، بلکہ شک وتردد اس میں ہے کہ اس کام کی بہتری اللہ کے علم میں ہے یا بدتری لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں اور الفاظ میں شک راوی کی طرف سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں یہ الفاظ فرمائے یا وہ۔ اب بہتر یہ ہے کہ پڑھنے والا دونوں الفاظ پڑھ لیا کرے۔

۷۔ یعنی مجھے اس کام پر قدرت بھی دے، اسے آسان بھی کردے اور انجام کار برکت بھی نصیب کر، یہ معنی نہیں کہ میری تقدیر میں لکھ دے کہ تقدیر کی تحریر تو پہلے ہو چکی ہے۔

۸۔ یعنی مجھے اس کام پر قدرت بھی نہ دے اور میرے دل میں اس سے نفرت بھی پیدا فرمادے کہ چھوٹ جانے پر مجھے رنج وغم بھی نہ ہو، پھیرنے کے یہ معنی بہت مناسب ہیں، اس جملے کے اور معانی بھی ہو سکتے ہیں۔

۹۔ یعنی اس شر کام سے بچا کر اس کے عوض کوئی اور خیر کام عطا فرمادے اور اس نکاح یا تجارت سے بچا کر دوسری جگہ نکاح یا دوسرا کاروبار عطا فرما۔

۱۰۔ یعنی ھذا الامر کی جگہ اپنے کام کا نام لے ھذا النکاح یا ھذہ التجارۃ یا ھذہ التعمیر کہے۔ حدیث شریف میں ہے جو استخارہ کرلیا کرے وہ نقصان میں نہ رہے گا اور جو استخارہ کرلیا کرے وہ نادم نہ ہوگا۔ اس استخارہ کے بعد پھر جدھر دل متوجہ ہو وہ کرے ان شاء اللہ کامیابی ہوگی۔ بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ اگر سوتے وقت دو رکعتیں پڑھ کر یہ دعا پڑھے، پھر باوضو قبلہ رو ہو جائے تو اگر خواب میں سبزی یا سفیدی جاری پانی یا روشنی دیکھے تو کامیابی کی علامت ہے اور اگر سیاہی یا گدلا پانی یا اندھیرا دیکھے تو ناکامی اور نامرادی کی علامت ہے سات روز یہ عمل کرے ان شاء اللہ اس دوران میں خواب میں اشارہ ہو جائے گا۔ استخارہ کے اور بہت طریقے اس جگہ مرقاۃ نے بیان کیئے فرمایا کہ جسے بہت جلدی ہے تو وہ صرف یہ کہہ لے "اَللّٰهُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَاجْعَلْ لِیَ الْخَیْرَ" ان شاء اللہ اس کام میں خیر و برکت ہوگی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۵۵۵)

(3) غنیۃ المستملی، رکعت الاستخارۃ، ص۴۳۱

مسئلہ ۱: حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفس فعل کے لیے استخارہ نہیں ہوسکتا، ہاں تعیین وقت کے لیے کر سکتے ہیں۔(4)

(4) غنیۃ المتملي، رکعت الاستخارۃ، ص۴۳۱

استخارہ کن کاموں کے بارے میں ہوگا؟

صرف ان کاموں کے بارے میں استخارہ ہوسکتا ہے جو ہر مسلمان کی رائے پر چھوڑے گئے ہیں مثلاً تجارت یا ملازمت میں سے کس کا انتخاب کیا جائے؟ سفر کے لئے کون سا دن یا کون سا ذریعہ مناسب رہے گا؟ مکان و دکان کی خریداری مفید ہوگی یا نہیں؟ کون سے علاقے میں رہائش مناسب ہوگی؟ شادی کہاں کی جائے؟ وغیرہ وغیرہ۔ جن کاموں کے بارے میں شریعت نے واضح اَحکام بیان کردیئے ہیں ان میں استخارہ نہیں ہوتا جیسے پنج وقتہ فرض نمازیں، مالدار ہونے کی صورت میں زکوۃ کی ادائیگی رمضان المبارک کے روزے وغیرہ کے بارے میں استخارہ نہیں کیا جائے گا کہ میں نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں؟ زکوۃ ادا کروں یا نہ کروں؟ اسی طرح جھوٹ بولنا یا کسی کی حق تلفی کرنا وغیرہ جن کاموں سے شریعت نے منع کیا ہے وہ کروں یا نہ کروں؟ بلکہ ان تمام کاموں میں شریعت کی ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے نیز استخارہ کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ کام جائز ہو ناجائز کاروبار وغیرہ کے لئے استخارہ نہیں کیا جائے گا۔

اس کام کا مکمل اِرادہ نہ کیا ہو

استخارہ کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اِستخارہ ایسے کام کے متعلق کیا جائے جس کے کرنے کے بارے میں طبیعت کا کسی طرف مَیلان نہ ہو کیونکہ اگر کسی ایک طرف رَغبت پیدا ہوچکی ہوگی تو پھر اِستخارہ کی مدد سے صحیح صورتحال کا واضح ہونا بہت مشکل ہوجائیگا۔

(فتح الباری، ۱۲/ ۱۵۵ ملخصاً)

استخارہ کا مطلب طلب خیر (یعنی بھلائی کو طَلَب کرنا) ہے چنانچہ استخارہ کر لینے کے بعد اس پر عمل کرنا بہتر ہے، ہاں! کسی سبب سے عمل نہ کیا تو گناہ گار نہیں ہوگا۔

استخارہ کے مختلف طریقے

اِستخارہ چونکہ رب عَزَّ وَجَلَّ سے خیر مانگنے یا کسی سے بھلائی کا مشورہ کرنے کو کہتے ہیں، اس لئے مختلف دعاؤں کے ذریعے رب تعالی سے استخارہ کیا جاتا ہے، جس میں سے ایک دُعا نماز کے بعد مانگی جاتی ہے اسی وجہ سے اس نماز کو نماز استخارہ کہا جاتا ہے۔

سات مرتبہ استخارہ کرنا بہتر ہے

بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے کہ ایک حدیث میں ہے: ''اے اَنس! جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کر تیرے دل میں کیا گزرا کہ بیشک اُسی میں خیر ہے۔''

(رَدُّ المُحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی رکعتی الاستخارۃ، ۲/ ۵۷۰ وعمل الیوم واللیل لابن سنی باب کم مرۃ یستخیر اللہ عزوجل۔ ص ۵۵۰)

اگر اشارہ نہ ہو تو؟

استخارہ کرنے کے بعد اگر خواب میں کوئی اشارہ نہ ہو تو اپنے دل کی طرف دھیان کرنا چاہیے، اگر دل میں کوئی پختہ اِرادہ جم جائے یا ←

مسئلہ ۲: مستحب یہ ہے کہ اس دُعا کے اوّل آخر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور درود شریف پڑھے اور پہلی رکعت میں قُلْ یٰاَیُّھَا

کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں از خود رُجحان بدل جائے اسی کو استخارہ کا نتیجہ سمجھنا چاہیے اور طبیعت کے غالب رُجحان پر عمل کرنا چاہیے۔

صِرف دُعا کے ذریعے بھی استخارہ کیا جاسکتا ہے

علامہ ابن عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی فتاویٰ شامی میں لکھتے ہیں: وَلَوْ تَعَذَّرَتْ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ اِسْتَخَارَ بِالدُّعَاءِ یعنی اور اگر کسی پر نمازِ استخارہ پڑھنا دشوار ہوجائے تو وہ دُعا کے ذریعے اِستخارہ کرلے۔ (رَدُّ الْمُحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی رکعتی الاستخارۃ، ۲/۵۷۰)

استخارہ کی مختصر دعائیں

مشہور محدِّث حضرت علامہ ملا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی ''مِرقاۃُ المفاتیح'' میں لکھتے ہیں: جسے کام میں جلدی ہو تو وہ صرف یہ کہہ لے: اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَاجْعَلْ لِیَ الْخِیَرَۃَ (اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرا کام بہتر کردے اور میرے لیے (دو کاموں میں سے بہتر کو) اختیار فرما کر (اس میں) میرے لیے بہتری رکھ دے) یا یہ کہے: اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی اِخْتِیَارِیْ (اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرا کام بہتر کردے اور میرے لیے (دو کاموں میں سے بہتر کو) اختیار فرما اور مجھے میری پسند کے حوالے نہ فرما)

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلاۃ، باب التطوع، ۳/۴۰۶)

بُزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِین سے اِستخارہ کرنے کے اور بھی کئی طریقے اور وظائف منقول ہیں مثلاً تسبیح کے ذریعے اِستخارہ کرنا جو قلیل وقت میں مکمل ہوجاتا ہے۔

اگر استخارے کے بعد بھی نقصان اٹھانا پڑے تو؟

بعض اوقات انسان اللہ عَزَّوَجَلَّ سے استخارہ کرتا ہے کہ جس کام میں میرے لیے بہتری ہو وہ ہوجائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے وہ کام عطا کرتا ہے جو اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے لیکن ظاہری اعتبار سے وہ کام اس شخص کی سمجھ میں نہیں آتا تو اس کے جی میں آتا ہے کہ میں نے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے یہ چاہا تھا کہ مجھے وہ کام ملے جو میرے لئے بہتر ہو لیکن جو کام ملا وہ تو مجھے اچھا نظر نہیں آرہا ہے، اس میں میرے لیے تکلیف اور پریشانی ہے، لیکن کچھ عرصے بعد جب اَنجام سامنے آتا ہے تب اس کو پتہ چلتا ہے کہ حقیقت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے لئے جو فیصلہ کیا تھا وہی اس کے حق میں بہتر تھا۔ حضرت سیِّدُنا مکحول اَزدی علیہ رحمۃُ اللہِ القوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرماتے سنا کہ آدمی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے استخارہ کرتا ہے پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے کوئی کام پسند فرماتا ہے تو وہ آدمی اپنے رب سے ناراض ہوجاتا ہے لیکن جب وہ آدمی اس کے اَنجام میں نظر کرتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ یہی اس کے لیے بہتر ہے۔

(کتاب الزہد لابن مبارک، ما رواہ نعیم بن حماد الخ، باب فی الرضا بالقضاء، ص ۳۲، حدیث: ۱۲۸)

اس کی مثال یوں سمجھیں بخار میں تپنے والا بچہ ماں باپ کے سامنے مچل رہا ہے کہ فلاں چیز کھاؤں گا اور ماں باپ جانتے ہیں کہ اس وقت یہ چیز کھانا بچے کے لیے نقصان دہ اور مہلک ہے، چنانچہ ماں باپ بچے کو وہ چیز نہیں دیتے بلکہ کڑوی دوائی کھلاتے ہیں، اب بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے یہ سمجھتا ہے کہ میرے ماں باپ نے مجھ پر ظلم کیا، میں جو چیز مانگ رہا تھا وہ مجھے نہیں دی اور اس کے بدلے میں مجھے ←

اَلْکٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھے اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی میں وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ يُعْلِنُوْنَ تک اور دوسری میں وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ آخر آیت تک بھی پڑھے۔(5)

مسئلہ ۳: بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے کہ ایک حدیث میں ہے: اے انس! جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے رب (عزوجل) سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کر تیرے دل میں کیا گذرا کہ بیشک اُسی میں خیر ہے۔(6) اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دُعائے مذکور پڑھ کر باطہارت قبلہ رُو سو رہے اگر خواب میں سپیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سُرخی دیکھے تو بُرا ہے اس سے بچے۔(7) استخارہ کا وقت اس وقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری جم نہ چکی ہو۔

❁❁❁❁❁

کڑوی کڑوی دوا کھلا رہے ہیں، اب وہ بچہ اس دوا کو اپنے حق میں خیر نہیں سمجھ رہا ہے لیکن بڑا ہونے کے بعد جب اسے عقل و شعور کی نعمت ملے گی تو اس کو سمجھ آئے گی کہ میں تو اپنے لیے موت مانگ رہا تھا اور میرے ماں باپ میرے لیے زندگی اور صحت کا راستہ تلاش کر رہے تھے۔ ہمارا رب عَزَّ وَجَلَّ تو اپنے بندوں پر ماں باپ سے کہیں زیادہ مہربان ہے، اس لئے اللہ عَزَّ وَجَلَّ ایک مسلمان کو وہی شے عطا فرماتا ہے جو انجام کے اعتبار سے اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے۔ بعض اوقات اس کا بہتر ہونا دنیا میں پتہ چل جاتا ہے اور بعض کا آخرت میں معلوم ہوگا۔

(5) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في رکعتي الاستخارۃ، ج ۲، ص ۵۷۰

(6) کنزالعمال، کتاب الصلاۃ، رقم: ۲۱۵۳۵، ج ۷، ص ۳۳۶

(7) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في رکعتي الاستخارۃ، ج ۲، ص ۵۷۰

صلاۃ التسبیح

اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے بعض محققین فرماتے ہیں اس کی بزرگی سن کر ترک نہ کریگا مگر دین میں سستی کرنے والا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے چچا! کیا میں تم کو عطا نہ کروں، کیا میں تم کو بخشش نہ کروں، کیا میں تم کو نہ دوں تمھارے ساتھ احسان نہ کروں، دس خصلتیں ہیں کہ جب تم کرو تو اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ بخش دے گا۔ اگلا پچھلا پرانا نیا جو بھول کر کیا اور جو قصداً کیا چھوٹا اور بڑا پوشیدہ اور ظاہر، اس کے بعد صلاۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی پھر فرمایا: کہ اگر تم سے ہو سکے کہ ہر روز ایک بار پڑھو تو کرو اور اگر روز نہ کرو تو ہر جمعہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو ہر مہینہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو عمر میں ایک بار۔ اور اس کی ترکیب ہمارے طور پر وہ ہے جو سنن ترمذی شریف میں بروایت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکور ہے، فرماتے ہیں:

اللہ اکبر کہہ کر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھے پھر یہ پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پندرہ بار پھر اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰه اور اَلْحَمْد اور سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور بعد تسمیع و تحمید دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس بار کہے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے۔ یوہیں چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں ۷۵ بار تسبیح اور چاروں میں تین سو ہوئیں اور رکوع و سجود میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔ (1)

(1) غنية المتملي، صلاۃ التسبیح، ص ۴۳۱

صلوۃ التسبیح کا ثواب

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے اپنے چچا حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے میرے چچا عباس! کیا میں تم کو عطا نہ کروں؟ کیا میں تم کو بخشش نہ دوں؟ کیا تمہارے ساتھ احسان نہ کروں؟ کیا تمہیں ایسی دس خصلتوں کے بارے میں نہ بتاؤں کہ جب تم ان کو کرو تو اللہ عزوجل تمہارے اگلے پچھلے، نئے پرانے، جو بھول کر کئے اور جو جان بوجھ کر کئے، چھوٹے بڑے، پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے گا؟ (پھر فرمایا) وہ دس خصلتیں یہ ہیں کہ تم چار رکعتیں اس طرح ادا کرو کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھو، ←

مسئلہ ۱: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کون سورت پڑھی جائے؟ فرمایا: سورۂ تکاثر والعصر اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور بعض نے کہا سورۂ حدید اور حشر اور صف اور تغابن۔(2)

جب تم پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہوجاؤ تو حالتِ قیام میں ہی پندرہ مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ کہو، پھر رکوع کرو اور حالتِ رکوع میں یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر سجدہ کرو اور حالتِ سجدہ میں یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر سجدے سے سر اٹھاؤ اور یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر دوسرے سجدے میں جاؤ اور یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر سجدے سے اٹھ کر دس مرتبہ یہی کلمات کہو، تو یہ کلمات ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ پڑھے جائیں گے۔تم چاروں رکعتوں میں اسی ترتیب سے یہ کلمات پڑھ کر نماز مکمل کرلو۔ اگر تم روزانہ یہ نماز ادا کرسکو تو کرلیا کرو، اگر روزانہ نہ ہوسکے تو ہر جمعہ کو ادا کرلیا کرو، ایسا بھی نہ کرسکو تو ہر مہینے ادا کرلیا کرو اور یہ بھی نہ ہوسکے تو سال میں ایک مرتبہ ادا کرلیا کرو اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھو تو زندگی میں ایک مرتبہ ادا کرلو۔ پھر اگر تمہارے گناہ سمندر کی جھاگ اور ریت کے ٹیلوں کے برابر بھی ہوئے تو اللہ عزوجل تمہاری مغفرت فرمادے گا۔

(ابنِ ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، رقم ۱۳۸۷، ج ۲، ص ۱۵۸)

حضرتِ سیدنا ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے چچا حضرتِ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے میرے چچا عباس! کیا میں تم کو عطا نہ کروں؟ کیا میں تم کو بخشش نہ دوں؟ کیا تمہارے ساتھ احسان نہ کروں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ارشاد فرمایا، تم چار رکعتیں اس طرح ادا کرو کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھو، جب تم پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہوجاؤ تو حالتِ قیام میں ہی پندرہ مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ کہو، پھر رکوع کرو اور حالتِ رکوع میں یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر سجدہ کرو اور حالتِ سجدہ میں یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر سجدے سے سر اٹھاؤ اور یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر دوسرے سجدے میں جاؤ اور یہی کلمات دس مرتبہ کہو، پھر سجدے سے اٹھ کر بیٹھے بیٹھے دس مرتبہ یہی کلمات کہو، تو یہ کلمات ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ پڑھے جائیں گے۔تم چاروں رکعتوں میں اسی ترتیب سے یہ کلمات پڑھ کر نماز مکمل کرلو۔

حضرتِ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کوئی شخص روزانہ ان کلمات کو کہنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو؟ ارشاد فرمایا، اگر تم روزانہ یہ نماز ادا کرسکو تو کرلیا کرو، اگر روزانہ نہ ہوسکے تو ہر جمعہ کو ادا کرلیا کرو، ایسا بھی نہ کرسکو تو ہر مہینے ادا کرلیا کرو اور یہ بھی نہ ہوسکے تو سال میں ایک مرتبہ ادا کرلیا کرو اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھو تو زندگی میں ایک مرتبہ ادا کرلو۔

امام بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ نماز پڑھا کرتے تھے اور صالحین میں یہ نماز مُتَنَدَاوَل (یعنی رائج) تھی اور صالحین کا عمل اس حدیثِ مرفوع کی تقویت کا سبب ہے۔

(ترمذی، باب صلوۃ التسبیح، کتاب الوتر، رقم ۴۸۲، ج ۲، ص ۲۵)

(2) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاۃ التسبیح، ج ۲، ص ۵۷۱

مسئلہ ۲: اگر سجدۂ سہو واجب ہو اور سجدے کرے تو ان دونوں میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں اور اگر کسی جگہ بھول کر دس بار سے کم پڑھی ہیں تو دوسری جگہ پڑھ لے کہ وہ مقدار پوری ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بعد جو دوسرا موقع تسبیح کا آئے وہیں پڑھ لے مثلاً قومہ کی سجدہ میں کہے اور رکوع میں بھولا تو اسے بھی سجدہ ہی میں کہے نہ قومہ میں کہ قومہ کی مقدار تھوڑی ہوتی ہے اور پہلے سجدہ میں بھولا تو دوسرے میں کہے جلسہ میں نہیں۔ (3)

مسئلہ ۳: تسبیح اُنگلیوں پر نہ گنے بلکہ ہو سکے تو دل میں شمار کرے ورنہ اُنگلیاں دبا کر۔ (4)

مسئلہ ۴: ہر وقت غیر مکروہ میں یہ نماز پڑھ سکتا ہے اور بہتر یہ کہ ظہر سے پہلے پڑھے۔ (5)

مسئلہ ۵: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ اس نماز میں سلام سے پہلے یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ تَوْفِیْقَ اَھْلِ الْھُدٰی وَاَعْمَالَ اَھْلِ الْیَقِیْنِ وَمُنَاصَحَةَ اَھْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ اَھْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَھْلِ الْخَشْیَةِ وَطَلَبَ اَھْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ اَھْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَھْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَخَافَكَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مَخَافَةً تَحْجُزُنِیْ عَنْ مَعَاصِیْكَ حَتّٰی اَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلاً اَسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاكَ وَحَتّٰی اُنَاصِحَكَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِّنْكَ وَحَتّٰی اُخْلِصَ لَكَ النَّصِیْحَةَ حُبًّا لَّكَ وَحَتّٰی اَتَوَكَّلَ عَلَیْكَ فِی الْاُمُوْرِ حُسْنَ ظَنٍّ مبِكَ سُبْحٰنَ خَالِقِ النُّوْرِ. (6)

❁❁❁❁❁

(3) المرجع السابق

(4) ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاة التسبیح، ج۲، ص۵۷۲

(5) ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاة التسبیح، ج۲، ص۵۷۱
والفتاوی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۳

(6) ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاة التسبیح، ج۲، ص۵۷۲

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت والوں کی توفیق اور یقین والوں کے اعمال اور اہل توبہ کی خیر خواہی اور اہل صبر کا عزم اور خوف والوں کی کوشش اور رغبت والوں کی طلب اور پرہیزگاروں کی عبادت اور اہل علم کی معرفت تاکہ میں تجھ سے ڈروں۔ اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے ایسا خوف مانگتا ہوں جو مجھے تیری نافرمانیوں سے روکے، تاکہ میں تیری طاعت کے ساتھ ایسا عمل کروں جس کی وجہ سے تیری رضا کا مستحق ہو جاؤں، تاکہ تیرے خوف سے خالص توبہ کروں اور تاکہ تیری محبت کی وجہ سے خیر خواہی کو تیرے لیے خالص کروں اور تاکہ تمام امور میں تجھ پر توکل کروں، تجھ پر نیک گمان کرتے ہوئے، پاک ہے نور کا پیدا کرنے والا۔

نمازِ حاجت

ابو داود حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں: جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی امر اہم پیش آتا تو نماز پڑھتے۔ (1) اس کے لیے دو رکعت یا چار پڑھے۔ حدیث میں ہے: پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تین بار

(1) سنن ابی داود، کتاب التطوع، باب وقت قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللیل، الحدیث: ۱۳۱۹، ج ۲، ص ۵۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی جب کوئی سختی تنگی، مصیبت پیش آتی تو نماز استعانت ادا فرماتے اس نماز کا نام نماز التجا بھی ہے۔ اس آیت کریمہ پر عمل ہے "اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ"۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز رفع حاجات، حل مشکلات اور دفع بلیات کے لیئے اکسیر ہے اسی لیئے چاند، سورج کے گرہن پر نماز خسوف، بارش بند ہوجانے پر نماز استسقاء پڑھی جاتی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۵۷)

صلوٰۃ الحاجات ادا کرنے کا ثواب

حضرت سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ میری بینائی واپس لوٹا دے۔ تو سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا، کیا میں تیرے لئے دعا کروں؟ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بصارت کا چلا جانا مجھ پر بہت شاق گزرتا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا، جاؤ! وضو کرو اور پھر دو رکعتیں ادا کرو، اس کے بعد یہ دعا مانگو، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّيْ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلٰى رَبِّيْ بِكَ اَنْ يَّكْشِفَ لِيْ عَنْ بَصَرِيْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَشَفِّعْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ اے اللہ عزوجل میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں جو رحمت والے نبی ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ میری بینائی سے پردہ ہٹا دے، یا اللہ عزوجل! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش میرے حق میں قبول فرما اور میری مراد پوری فرما۔

راوی فرماتے ہیں کہ جب وہ شخص وہاں سے پلٹا تو اللہ عزوجل نے اس کی بینائی واپس لوٹا دی تھی۔

(الترغیب والترہیب، کتاب النوافل، باب الترغیب فی صلاۃ الحاجۃ ودعائھا، رقم ۱، ج ۱، ص ۲۷۲)

نوٹ: ترمذی کی روایت میں بِنَبِيِّيْ مُحَمَّدٍ کی جگہ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ کے الفاظ ہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، ←

آیۃ الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک ایک بار پڑھے، تو یہ ایسی ہیں جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ مشائخ فرماتے ہیں: کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ ایک حدیث میں ہے جس کو ترمذی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن اوفی رضی

سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جسکی اللہ عزوجل کی طرف کوئی حاجت ہو یا کسی بندے کی طرف حاجت ہو تو اسے چاہیے کہ کامل وضو کر کے دو رکعتیں ادا کرے۔ اس کے بعد اللہ عزوجل کی حمد بیان کرے اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ دعا مانگے، لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ترجمہ: اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں وہ حلم والا، جود و کرم والا ہے اللہ عظمت والے عرش کے مالک کو پاکی ہے، تمام عالم کے رب اللہ ہی کے لئے تمام خوبیاں ہیں۔ میں تجھ سے تیری رحمت اور بخشش واجب کرنے والے اعمال اور ہر نیکی سے حصہ اور ہر گناہ سے چھٹکارا مانگتا ہوں، میرے ہر گناہ کو معاف فرما اور ہر تنگی کو کشادہ فرما اور ہر اس حاجت کو جو تیری رضا کا سبب ہو پورا فرما، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔

یہ دعا مانگنے کے بعد اپنی خواہش کے مطابق اللہ عزوجل سے کسی دنیوی یا اخروی چیز کے بارے میں سوال کرے تو وہ چیز اس کے لئے لکھ دی جائے گی۔ (ترمذی، کتاب الوتر، باب ماجاء فی صلاۃ الحاجۃ، رقم ۴۷۸، ج ۲، ص ۲۱)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بارہ رکعتیں ایسی ہیں کہ جنہیں تم دن یا رات میں اس طرح ادا کرو کہ ہر دو رکعتوں کے بعد تشہد میں بیٹھو پھر جب تم نماز کا آخری قعدہ کرلو تو اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرو اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو پھر سجدے میں جا کر سورۂ فاتحہ سات مرتبہ پڑھو اور دس مرتبہ یہ کلمات پڑھو، لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام خوبیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پھر کہو، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَاسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْاَعْلٰى وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عرش کی بلندیوں، تیری کتاب کی رحمت کی انتہاء، تیرے اسم اعظم اور تیری اعلیٰ بزرگی اور تیرے کلمات تامہ کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں۔

پھر اپنی حاجت طلب کرو پھر اپنا سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیر دو اور یہ طریقہ بے وقوفوں کو ہرگز نہ بتانا کیونکہ وہ ان کلمات کے وسیلے سے دعا مانگیں گے اور ان کی دعائیں قبول کرلی جائیں گی۔ (تنزیہ الشریعۃ، کتاب الصلاۃ، الفصل الثانی، رقم ۹۲، ج ۲، ص ۱۱۲)

امام حاکم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت حمید بن حرب علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں نے اس کا تجربہ کیا اور اسے حق پایا۔ حضرت سیدنا ابو الحسن بن علی دیبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا تجربہ کیا تو اسے حق پایا۔ امام حاکم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ابو زکریا علیہ الرحمۃ نے ہم سے فرمایا، میں نے اس کا تجربہ کیا تو اسے حق پایا۔ اور امام حاکم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے خود بھی اس کا تجربہ کیا اور اسے حق پایا۔

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس کی کوئی حاجت اللہ (عزوجل) کی طرف ہو یا کسی بنی آدم کی طرف تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ عزوجل کی ثنا کرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. (2)

ترمذی بافادۂ تحسین و تصحیح و ابن ماجہ و طبرانی وغیرہم عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک صاحب نابینا حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کی، اللہ (عزوجل) سے دُعا کیجیے کہ مجھے عافیت دے، ارشاد فرمایا: اگر تو چاہے تو دُعا کروں اور چاہے صبر کر اور یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ انھوں نے عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دُعا کریں، انھیں حکم فرمایا: کہ وضو کرو اور اچھا وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دُعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْۤ اَسْأَلُكَ وَاَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (3) اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ. (4)

عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ

---

(2) جامع الترمذي، أبواب الوتر، باب ما جاء في صلاة الحاجة، الحديث: ۴۷۸، ج ۲، ص ۲۱

ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم و کریم ہے، پاک ہے اللہ (عزوجل)، مالک ہے عرشِ عظیم کا، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جو رب ہے تمام جہاں کا، میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا ہوں اور طلب کرتا ہوں تیری بخشش کے ذرائع اور ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی کو میرے لیے کوئی گناہ بغیر مغفرت نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور کر دے اور جو حاجت تیری رضا کے موافق ہے اسے پورا کر دے، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔

(3) حدیث میں اس جگہ یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے۔ مگر مجددِ اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہنے کے بجائے، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہنے کی تعلیم دی ہے۔

(4) ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور توسل کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو نبی رحمت ہیں یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ذریعہ سے اپنے رب (عزوجل) کی طرف اس حاجت کے بارہ میں متوجہ ہوتا ہوں، تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ الٰہی! اون کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

ہمارے پاس آئے، گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔(5) نیز قضائے حاجت کے لیے ایک مجرب نماز جو علما ہمیشہ پڑھتے آئے یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ مبارک پر جا کر دو رکعت نماز پڑھے اور امام کے وسیلہ سے اللہ عزوجل سے سوال کرے، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ میں ایسا کرتا ہوں تو بہت جلد میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔(6)

❁❁❁❁❁

(5) سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیھا، باب ماجاء في صلاۃ الحاجۃ، الحدیث: ۱۳۸۵، ج۲، ص۱۵۶

وجامع الترمذي، کتاب الدعوات، الحدیث: ۳۵۸۹، ج۵، ص۳۳۶

والمعجم الکبیر، الحدیث: ۸۳۱۱، ج۹، ص۳۰ دون قولہ (واتوسل)

(6) الخیرات الحسان، الفصل الخامس والثلاثون الخ، ص۲۳۰

وتاریخ بغداد، باب ماذکر في مقابر بغداد المخصوصۃ بالعلماء والزھاد، ج۱، ص۱۳۵

صلاۃ الاسرار

نیز اس کے لیے ایک مجرب نماز صلاۃ الاسرار ہے جو امام ابوالحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی بہجۃ الاسرار میں اور مُلّا علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قل ھو اللہ پڑھے سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرے پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار دُرود وسلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے:

يَارَسُوْلَ اللهِ يَانَبِيَّ اللهِ اَغِثْنِيْ وَامْدُدْنِيْ فِيْ قَضَاءِ حَاجَتِيْ يَاقَاضِيَ الْحَاجَاتِ. (1)

پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر یہ کہے:

يَاغَوْثَ الثَّقَلَيْنِ وَيَاكَرِيْمَ الطَّرَفَيْنِ اَغِثْنِيْ وَامْدُدْنِيْ فِيْ قَضَاءِ حَاجَتِيْ يَاقَاضِيَ الْحَاجَاتِ. (2)

پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دُعا کرے۔ (3)

---

(1) ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) کے رسول! اے اللہ (عزوجل) کے نبی! میری فریاد کو پہنچیے اور میری مدد کیجیے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

(2) ترجمہ: اے جن وانس کے فریاد رس اور اے دونوں طرف (ماں باپ) سے بزرگ! میری فریاد کو پہنچیے اور میری مدد کیجیے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے حاجتوں کے پورا کرنے والے۔

(3) بہجۃ الاسرار، ذکر فضل اصحابہ وبشراہم، ص۱۹۷ بتصرف

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
فی الواقع یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام قدست اسرارہم العزیزہ کی معمولی اور قضائے حاجات وحصول مرادات کے لئے عمدہ طریق مرضی ومقبول اور حضور پرنور غوث الکونین غیاث الثقلین صلوات اللہ وسلامہ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ سے مروی ومنقول، اجلہ علماء واکابر برکملا اپنی تصانیف علیہ میں اسے روایت کرتے اور مقبول ومقرر ومسلم معتبر رکھتے آئے، امام اجل ہمام اکمل سیدی ابوالحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی قدس اللہ سرہ العزیز بسند خود بہجۃ الاسرار شریف میں اور شیخ شیوخ علماء الہند شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ زبدۃ الآثار لطیف میں اور دیگر علمائے کرام وکملائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ اپنے اپنے اسفار منیف میں اس جناب ملائک رکاب، علیہ رضوان العزیز الوہاب، سے راوی وناقل کہ ارشاد فرمایا:
من صلی رکعتین (زید فی روایۃ) بعد المغرب (وزادا) یقرأ فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص ←

....

❀❀❀❀❀

احدی عشرۃ مرۃ ثم اتفقوا فی المعنی واللفظ للامام ابی الحسن قال ثم یصلی علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیہ ویذکرنی ثم یخطوا الی جہۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقضی (زاد الشیخ) بفضل اللہ وکرمہ (وقال اٰخر) قضی اللہ تعالٰی حاجتہ۱؎

جو بعد مغرب دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اخلاص یازدہ بار پھر بعد سلام، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام عرض کرے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام یاد اور اپنی حاجت ذکر کرے اللہ تعالٰی کے فضل وکرم سے اس کی مراد پوری ہو، اس عبارت میں مغرب کے بعد ایک روایت میں زائد ہے اور صاحب بہجۃ الاسرار اور صاحب زبدۃ الآثار نے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ زائد ذکر کیا، پھر شیخ عبدالحق نے، بفضل اللہ وکرمہ، کو بھی اور دوسرے نے صرف قضی اللہ تعالٰی حاجتہ ذکر کیا۔ (ت)

(۱؎ بہجۃ الاسرار فضل اصحابہ وبشراہم مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۱۰۲)

اسی طرح امام جلیل علامہ نبیل امام عبداللہ یافعی مکی طیب اللہ ثراہ صاحب خلاصۃ المفاخر فی اختصار مناقب الشیخ عبدالقادر نے روایت کی، یونہی فاضل کامل مولانا علی قاری ہروی نزیل مکہ معظمہ صاحب شروح فقہ اکبر ومشکوۃ اکرم اللہ نزلہ، نے نزہۃ الخاطر میں ذکر فرمایا زبدہ مبارکہ میں اپنے شیخ واستاذ احسن اللہ مثواہ کا اس نماز کی اجازت دینا اور اپنا اجازت لینا بیان کیا اور حضرت شیخ محقق تغمدہ اللہ برحمتہ سے اس نماز مبارک میں خاص ایک رسالہ نفیس عجالہ ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۵۷۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نمازِ توبہ

ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب کوئی بندہ گناہ کرے پھر وضو کر کے نماز پڑھے پھر استغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی۔

(وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (1)

(1) جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في الصلاة عند التوبة، الحديث: ۴۰۶، ج ۱، ص ۴۱۴ پ ۴، آل عمران: ۱۳۵

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرنے کا ثواب

اس بارے میں آیاتِ کریمہ:

(1) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (پ 2، البقرہ: 222)

(2) اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا.

ترجمۂ کنزالایمان: وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے وہ انہی کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی ہی دیر میں توبہ کرلیں ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے (پ 4، النساء: 17)

(3) فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ

ترجمۂ کنزالایمان: تو جو اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو اللہ اپنی مہر سے اس پر رجوع فرمائے گا۔ (پ 6، المائدہ: 39)

(4) وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿153﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنہوں نے برائیاں کیں اور ان کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے تو اس کے بعد تمہارا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

(پ 9، الاعراف: 153)

(5) وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو تمہیں بہت اچھا برتنا دے گا ایک ٹھہرائے وعدہ تک اور ہر فضیلت والے کو اس کا فضل پہنچائے گا۔ (پ 11، الھود: 3)

←

جنھوں نے بے حیائی کا کوئی کام کیا یا اپنی جانوں پر ظلم کیا پھر اللہ (عزوجل) کو یاد کیا اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگی اور کون گناہ بخشے اللہ (عزوجل) کے سوا اور اپنے کیے پر دانستہ ہٹ نہ کی حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

(6) وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی.

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا۔

(پ16، طٰہٰ:82)

(7) اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا.

ترجمۂ کنزالایمان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ19، الفرقان:70)

(8) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَیُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں۔ (پ28، التحریم:8)

(9) اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ شَیْــٴًـا.

ترجمۂ کنزالایمان: مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا۔

(پ16، المریم:60)

(10) اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ.

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں اے رب ہمارے تیرے رحمت و علم میں ہر چیز کی سمائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے (پ24، المومن:7)

(11) رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿8﴾ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَىٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿9﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے ہمارے رب اور انہیں بسنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو جو نیک ہوں ان کے باپ، دادا اور بیبیوں اور اولاد میں بے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے اور انہیں گناہوں کی شامت سے بچالے اور جسے تو اس دن گناہوں کی شامت سے بچائے تو بیشک تو نے اس پر رحم فرمایا اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ (پ24، المومن:8،9)

مسئلہ ا: صلاۃ الرغائب کہ رجب کی پہلی شب جمعہ اور شعبان کی پندرھویں شب اور شب قدر میں جماعت کے ساتھ نفل نماز بعض جگہ لوگ ادا کرتے ہیں، فقہا اسے ناجائز ومکروہ وبدعت کہتے ہیں اور لوگ اس بارے میں جو حدیث بیان کرتے ہیں محدثین اسے موضوع بتاتے ہیں۔ (2) لیکن اجلۂ اکابر اولیا سے باسانید صحیحہ مروی ہے، تو اس کے منع میں غلو نہ چاہیے (3) اور اگر جماعت میں تین سے زائد مقتدی نہ ہوں جب تو اصلاً کوئی حرج نہیں۔

❁❁❁❁❁

(2) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاۃ الرغائب، ج ۲، ص ۵۶۹، وغیرہ

(3) مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ، جلد 7، صفحہ 465 پر فرماتے ہیں: نفل غیر تراویح میں امام کے سوا تین آدمیوں تک تو اجازت ہی ہے۔ چار کی نسبت کتب حنفیہ میں کراہت لکھتے ہیں یعنی کراہت تنزیہ جس کا حاصل خلاف اَولیٰ ہے نہ کہ گناہ وحرام کما بیناہ فی فتاونا (جیسا کہ ہم نے اس کی تفصیل اپنے فتاوٰی میں دی ہے۔ت) مگر مسئلہ مختلف فیہ ہے اور بہت اکابر دین سے جماعت نوافل بالتداعی (تداعی کا لغوی معنی ہے ایک دوسرے کو بلانا۔ اور تداعی کے ساتھ جماعت کا مطلب ہے کہ کم از کم چار آدمی ایک امام کی اقتدا کریں۔ الفتاوی الرضویۃ، ج ۷، ص ۴۳۰) ثابت ہے اور عوام فعلِ خیر سے منع نہ کیے جائیں گے۔ علمائے امت حکمائے ملت نے ایسی ممانعت سے منع فرمایا ہے۔ (الفتاوی الرضویۃ، ج ۷، ص ۴۶۵)

تراویح کا بیان

مسئلہ ۱: تراویح مرد و عورت سب کے لیے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک جائز نہیں۔(1) اس پر خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مداومت فرمائی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ میری سنت اور سنت خلفائے راشدین کو اپنے اوپر لازم سمجھو۔(2) اور خود حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بھی تراویح پڑھی اور اسے بہت پسند فرمایا۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، ارشاد فرماتے ہیں: جو رمضان میں قیام کرے ایمان کی وجہ سے اور ثواب طلب کرنے کے لیے، اس کے اگلے سب گناہ بخش دیے جائیں گے(3) یعنی صغائر۔ پھر اس اندیشہ سے کہ امت پر فرض نہ ہو جائے ترک فرمائی پھر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان میں ایک رات مسجد کو تشریف لے

---

(1) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۹۶، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہیں سنت مؤکدہ کا ترک بد ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین عضوا علیھا بالنواجذ ا ۔

تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے اسے اپنی داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے تھام لو: (ت)

(ا ۔ سنن ابی داؤد باب فی لزوم السنۃ مطبوعہ آفتاب پریس لاہور ۲ /۲۷۹)

دوسری حدیث میں ہے:

انہ سیحدث بعدی اشیاء وان من احبھا الی لما احدث عمر ۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

میرے بعد بہت سی اشیاء ایجاد ہوں گی ان میں سے مجھے وہ سب سے زیادہ پسند ہیں جو عمر ایجاد کریں گے۔(ت)

(۲ ۔ کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال، فضائل فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ، مکتبۃ التراث الاسلامی مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۲ /۵۸۷)

نوٹ: حدیث کے الفاظ کنزالعمال میں یوں منقول ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیحدث بعدی اشیاء فاحبھا الی ان تلزموا اما احدث عمر رضی اللہ عنہ۔ نذیر احمد سعیدی (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۱۸۴۔ ۱۸۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) جامع الترمذي، أبواب العلم، باب ماجاء في الاخذ بالسنۃ الخ، الحدیث: ۲۶۸۵، ج ۴، ص ۳۰۸

(3) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب في قیام رمضان وھو التراویح، الحدیث: ۷۵۹، ص ۳۸۲

گئے اور لوگوں کو متفرق طور پر نماز پڑھتے پایا کوئی تنہا پڑھ رہا ہے، کسی کے ساتھ کچھ لوگ پڑھ رہے ہیں، فرمایا: میں مناسب جانتا ہوں کہ ان سب کو ایک امام کے ساتھ جمع کر دوں تو بہتر ہو، سب کو ایک امام ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اکٹھا کر دیا پھر دوسرے دن تشریف لے گئے ملاحظہ فرمایا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں فرمایا نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یہ اچھی بدعت ہے۔ (4) رواہ اصحاب السنن۔

مسئلہ ۲: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں (5) اور یہی احادیث سے ثابت، بیہقی نے بسند صحیح سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ لوگ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (6) اور عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں بھی یوہیں تھا۔ (7) اور موطا میں یزید بن رومان سے روایت ہے، کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں تیئس ۲۳ رکعتیں پڑھتے۔ (8) بیہقی نے کہا اس میں تین رکعتیں وتر کی ہیں۔ (9) اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا: کہ رمضان میں لوگوں کو بیس ۲۰ رکعتیں پڑھائے۔ (10) نیز اس کے بیس رکعت ہونے میں یہ حکمت ہے کہ فرائض و واجبات کی اس سے تکمیل ہوتی ہے اور کل فرائض و واجب کی ہر روز بیس ۲۰ رکعتیں ہیں، لہٰذا مناسب کہ یہ بھی بیس ہوں کہ مکمل و مکمل برابر ہوں۔

مسئلہ ۳: اس کا وقت فرض عشا کے بعد سے طلوع فجر تک ہے وتر سے پہلے بھی ہوسکتی ہے اور بعد بھی تو اگر کچھ رکعتیں اس کی باقی رہ گئیں کہ امام وتر کو کھڑا ہوگیا تو امام کے ساتھ وتر پڑھ لے پھر باقی ادا کرلے جب کہ فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور یہ افضل ہے اور اگر تراویح پوری کر کے وتر تنہا پڑھے تو بھی جائز ہے اور اگر بعد میں معلوم ہوا کہ نماز عشا بغیر طہارت پڑھی تھی اور تراویح و وتر طہارت کے ساتھ تو عشا و تراویح پھر پڑھے وتر ہوگیا۔ (11)

---

(4) صحیح البخاري، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، الحدیث: ۲۰۱۰، ج۱، ص۶۵۸
والموطا لامام مالک، کتاب الصلاۃ في رمضان، باب ماجاء في قیام رمضان، رقم ۲۵۵، ج۱، ص۱۲۰

(5) الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج۲، ص۵۹۹

(6) معرفۃ السنن والآثار للبیہقي، کتاب الصلاۃ، باب قیام رمضان، رقم ۱۳۶۵، ج۲، ص۳۰۵

(7) فتح باب العنایۃ شرح النقایۃ، کتاب الصلاۃ، فصل في صلاۃ التراویح، ج۱، ص۳۴۲

(8) الموطا لامام مالک، کتاب الصلاۃ في رمضان، باب ماجاء في قیام رمضان، رقم ۲۵۷، ج۱، ص۱۲۰

(9) السنن الکبری، کتاب الصلاۃ، باب ماروي في عدد رکعات القیام في شهر رمضان، الحدیث: ۴۶۱۸، ج۲، ص۶۹۹

(10) السنن الکبری، کتاب الصلاۃ، باب ماروي في عدد رکعات القیام في شهر رمضان، الحدیث: ۴۶۲۱، ج۲، ص۶۹۹

(11) الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج۲، ص۵۹۷ والفتاوی الهندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج۱، ص۱۱۵

مسئلہ ۴: مستحب یہ ہے کہ تہائی رات تک تاخیر کریں اور آدھی رات کے بعد پڑھیں تو بھی کراہت نہیں۔(12)

مسئلہ ۵: اگر فوت ہوجائیں تو ان کی قضا نہیں اور اگر قضا تنہا پڑھ لی تو تراویح نہیں بلکہ نفل مستحب ہیں، جیسے مغرب وعشا کی سنتیں۔(13)

مسئلہ ۶: تراویح کی بیس ۲۰ رکعتیں دس سلام سے پڑھے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور اگر کسی نے بیسوں پڑھ کر آخر میں سلام پھیرا تو اگر ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا تو ہوجائے گی مگر کراہت کے ساتھ اور اگر قعدہ نہ کیا تھا تو دو رکعت کے قائم مقام ہوئیں۔(14)

مسئلہ ۷: احتیاط یہ ہے کہ جب دو دو رکعت پر سلام پھیرے تو ہر دو رکعت پر الگ الگ نیت کرے اور اگر ایک ساتھ بیسوں رکعت کی نیت کرلی تو بھی جائز ہے۔(15)

مسئلہ ۸: تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دو مرتبہ فضیلت اور تین مرتبہ افضل۔ لوگوں کی سستی کی وجہ سے ختم کو ترک نہ کرے۔(16)

مسئلہ ۹: امام ومقتدی ہر دو رکعت پر ثنا پڑھیں اور بعد تشہد دُعا بھی، ہاں اگر مقتدیوں پر گرانی ہو تو تشہد کے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ پر اکتفا کرے۔(17)

مسئلہ ۱۰: اگر ایک ختم کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ستائیسویں شب میں ختم ہو پھر اگر اس رات میں یا اس کے پہلے ختم ہو تو تراویح آخر رمضان تک برابر پڑھتے رہیں کہ سنت مؤکدہ ہیں۔(18)

---

(12) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲،ص۵۹۸

(13) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج۲،ص۵۹۸

(14) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج۲،ص۵۹۹

(15) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج۲،ص۵۹۷

(16) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲،ص۶۰۱

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
تراویح میں پورا کلام اللہ شریف پڑھنا اور سننا سنت مؤکدہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ بعد کلام مبارک بھی تمام لیالی شہر مبارک میں بیس ۲۰ رکعت تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، تراویح اگر ناغہ ہوگئیں تو اُن کی قضاء نہیں کل ذلک مصرح بہ فی الکتب الفقھیۃ (ان تمام پر کتب فقہ میں تصریح ہے۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص۵۹۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(17) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج۲،ص۶۰۲

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج۱،ص۱۱۸

مسئلہ ۱۱: افضل یہ ہے کہ تمام شفعوں میں قراءت برابر ہو اور اگر ایسا نہ کیا جب بھی حرج نہیں۔ یوہیں ہر شفع کی پہلی رکعت اور دوسری کی قراءت مساوی ہو دوسری کی قراءت پہلی سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔ (19)

مسئلہ ۱۲: قراءت اور ارکان کی ادا میں جلدی کرنا مکروہ ہے اور جتنی ترتیل زیادہ ہو (یعنی جس قدر حروف کو اچھی طرح ادا کرے) بہتر ہے۔ یوہیں تعوذ و تسمیہ و طمانینت و تسبیح کا چھوڑ دینا بھی مکروہ ہے۔ (20)

مسئلہ ۱۳: ہر چار رکعت پر اتنی دیر تک بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھیں، پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان اگر بیٹھنا لوگوں پر گراں ہو تو نہ بیٹھے۔ (21)

مسئلہ ۱۴: اس بیٹھنے میں اسے اختیار ہے کہ چپکا بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے یا تلاوت کرے یا درود شریف پڑھے یا چار رکعتیں تنہا نفل پڑھے جماعت سے مکروہ ہے یا یہ تسبیح پڑھے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْكِبْرِيَاۗءِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰۗئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ۔ (22)

مسئلہ ۱۵: ہر دو رکعت کے بعد دو ۲ رکعت پڑھنا مکروہ ہے۔ یوہیں دس ۱۰ رکعت کے بعد بیٹھنا بھی مکروہ۔ (23)

مسئلہ ۱۶: تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے کہ اگر مسجد کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب گنہگار ہوں گے اور اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گنہگار نہیں مگر جو شخص مقتدا ہو کہ اس کے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور چھوڑ

---

(19) المرجع السابق، ص ۱۱۷

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج ۱، ص ۱۱۷ والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۶۰۳

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج ۱، ص ۱۱۵، وغیرہ

(22) غنیۃ المتملي، تراویح، ص ۴۰۴

درِالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج ۲، ص ۶۰۰، وغیرہما

ترجمہ: پاک ہے ملک و ملکوت والا، پاک ہے عزت و بزرگی اور بڑائی اور جبروت والا، پاک ہے بادشاہ جو زندہ ہے، جو نہ سوتا ہے نہ مرتا ہے، پاک مقدس ہے فرشتوں اور روح کا مالک، اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ (عزوجل) سے ہم مغفرت چاہتے ہیں، تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور جہنم سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج ۱، ص ۱۱۵ والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۶۰۱

دے گا تو لوگ کم ہو جائیں گے اسے بلا عذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں۔(24)

مسئلہ ۱۷: تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے اگر گھر میں جماعت سے پڑھی تو جماعت کے ترک کا گناہ نہ ہوا مگر وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔(25)

مسئلہ ۱۸: اگر عالم حافظ بھی ہو تو افضل یہ ہے کہ خود پڑھے دوسرے کی اقتدا نہ کرے اور اگر امام غلط پڑھتا ہو تو مسجد محلہ چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانے میں حرج نہیں۔یوہیں اگر دوسری جگہ کا امام خوش آواز ہو یا ہلکی قراءت پڑھتا ہو یا مسجد محلہ میں ختم نہ ہو گا تو دوسری مسجد میں جانا جائز ہے۔(26)

مسئلہ ۱۹: خوش خوان کو امام بنانا نہ چاہیے بلکہ درست خوان کو بنائیں۔(27) افسوس صد افسوس کہ اس زمانہ میں حفاظ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے، اکثر تو ایسا پڑھتے ہیں کہ یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کچھ پتہ نہیں چلتا الفاظ و حروف کھا جایا کرتے ہیں جو اچھا پڑھنے والے کہے جاتے ہیں اُنھیں دیکھیے تو حروف صحیح نہیں ادا کرتے ہمزہ، الف، عین اور ذ، ز، ظ اور ث، س، ص، ت، ط وغیرہا حروف میں تفرقہ (فرق) نہیں کرتے جس سے قطعاً نماز ہی نہیں ہوتی فقیر کو انھیں مصیبتوں کی وجہ سے تین سال ختم قرآن مجید سننا نہ ملا(27A)۔مولا عزوجل مسلمان بھائیوں کو توفیق دے کہ مَا

---

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج۱، ص۱۱۶

(25) المرجع السابق

(26) المرجع السابق

(27) المرجع السابق

(27A) میرے شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت ابو بلال حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب فیضانِ رمضان میں تحریر فرماتے ہیں:

افسوس! آج کل دینی مُعاملات میں سُستی کا دَور دورہ ہے، عُموماً تراویح میں قراٰنِ مجید ایک بار بھی صحیح معنوں میں ختم نہیں ہو پاتا۔قراٰنِ پاک ترتیل کے ساتھ یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے، مگر حال یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا کرے تو لوگ اُس کے ساتھ تراویح پڑھنے کیلئے تیار ہی نہیں ہوتے۔اب وُہی حافِظ پسند کیا جاتا ہے جو تراویح سے جلد فارغ کردے۔یاد رکھیے! تراویح کے علاوہ بھی تِلاوت میں حَرف چبا جانا حرام ہے۔اگر جلدی جلدی پڑھنے میں حافِظ صاحِب پورے قراٰنِ مجید میں سے صِرف ایک حَرف بھی چبا گئے تو ختمِ قراٰن کی سنّت ادا نہ ہوگی۔لہٰذا کسی آیت میں کوئی حَرف چَب گیا یا اپنے مَخرج سے نہ نکلا تو لوگوں سے شرمائے بغیر پلٹ پڑیے اور دُرست پڑھ کر پھر آگے بڑھیے۔ایک افسوس ناک اَمر یہ بھی ہے کہ حُفّاظ کی ایک تعداد ایسی ہوتی ہے جسے ترتیل کے ساتھ پڑھنا ہی نہیں آتا! تیزی سے نہ پڑھیں تو بے چارے بھول جاتے ہیں! ایسوں کی خدمت میں ہمدردانہ مَدَنی مشورہ ہے، لوگوں سے نہ شرمائیں، خدا کی قسم! اللہ عزوجل کی ناراضگی بہت بھاری پڑے گی لہٰذا بلا تاخیر تجوید کے ساتھ پڑھانے والے کسی قاری صاحِب کی مدد سے از ابتداء تا انتہا اپنا حفظ دُرست ←

اَنْزَلَ اللّٰہُ پڑھنے کی کوشش کریں۔

مسئلہ ۲۰: آج کل اکثر رواج ہوگیا ہے کہ حافظ کو اُجرت دے کر تراویح پڑھواتے ہیں یہ ناجائز ہے (27B)۔

فرمالیں۔ مدولین ان کا خیال رکھنا لازمی ہے نیز مد، غُنّہ، اظہار، اِخفا وغیرہ کی بھی رعایت فرمائیں۔ صاحب بہارِشریعت حضرت صدرُ الشریعہ بدرُ الطّریقہ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، فرضوں میں ٹھہر ٹھہر کر قراءت کرے اور تراویح میں مُتَوَسِّط (یعنی درمیانہ) انداز پر اور رات کے نوافل میں جلد پڑھنے کی اجازت ہے، مگر ایسا پڑھے کہ سمجھ میں آسکے یعنی کم سے کم مَدّ کا جو درجہ قاریوں نے رکھا ہے اُس کو ادا کرے ورنہ حرام ہے۔ اس لئے کہ تَرتیل سے (یعنی خوب ٹھہر ٹھہر کر) قرآن پڑھنے کا حُکم ہے۔
(الدُّرُّ المختار ورَدُّ المحتار ج ۲ ص ۲۶۲)

پارہ ۲۹ سورۃُ المُزَّمِّل کی چوتھی آیت میں ارشادِ ربانی ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ﴿۴﴾

ترجَمہ کنزالایمان: اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کمالین علی حاشیہ جلالین کے حوالے سے ترتیل کی وضاحت کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں: یعنی قرآنِ مجید اس طرح آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو کہ سننے والا اس کی آیات و الفاظ گن سکے۔ (فتاوٰی رضویہ تخریج شدہ ج ۶ ص ۲۷۶) نیز فرض نماز میں اس طرح تلاوت کرے کہ جدا جدا ہر حرف سمجھ آئے، تراویح میں مُتَوَسِّط طریقے پر اور رات کے نوافل میں اتنی تیز پڑھ سکتا ہے جسے وہ سمجھ سکے۔ (دُرِّمختار ج ۱ ص ۸۰) مدارک التنزیل میں ہے: قرآن کو آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو، اس کا معنی یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ حروف جدا جدا، وقف کی حفاظت اور تمام حرکات کی ادائیگی کا خاص خیال رکھنا ہے ترتیلا اس مسئلہ میں تاکید پیدا کر رہا ہے کہ یہ بات تلاوت کرنے والے کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ (تفسیر مدارک التنزیل ج ۴ ص ۲۰۳، فتاوٰی رضویہ تخریج شدہ ج ۶ ص ۲۷۸، ۲۷۹)

(27B) تراویح بغیر اُجرت پڑھائے

میرے شیخ طریقت امیر اہلسنت ابو بلال حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب فیضانِ رمضان میں تحریر فرماتے ہیں؛

پڑھنے پڑھانے والوں کو اپنے اندر اِخلاص پیدا کرنا ضَروری ہے اگر حافظ اپنی تیزی دکھانے، خوش آوازی کی داد پانے اور نام چمکانے کیلئے قرآنِ پاک پڑھے گا تو ثواب تو دُور کی بات ہے، اُلٹا حبِّ جاہ اور ریاکاری کی تباہ کاری میں جا پڑے گا۔ اسی طرح اُجرت کا لین دین بھی نہ ہو۔ طے کرنے ہی کو اُجرت نہیں کہتے بلکہ اگر یہاں تراویح پڑھانے اسی لئے آتے ہیں کہ معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے اگرچہ طے نہ ہوا ہو تو یہ بھی اُجرت ہی ہے۔ اُجرت رقم ہی کا نام نہیں بلکہ کپڑے یا غلّہ وغیرہ کی صورت میں بھی اُجرت، اُجرت ہی ہے۔ ہاں اگر حافِظ صاحِب اصلاحِ نیت کے ساتھ صاف صاف کہہ دیں کہ میں کچھ نہیں لوں گا یا پڑھوانے والا کہہ دے، نہیں دوں گا۔ پھر بعد میں حافِظ صاحِب کی خدمت کردیں تو حرج نہیں کہ حدیثِ مبارک میں ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ. یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۶ حدیث ۱)

←

دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں، اُجرت صرف یہی نہیں کہ پیشتر مقرر کرلیں کہ یہ لیں گے یہ دیں گے، بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے، اگرچہ اس سے طے نہ ہوا ہو یہ بھی ناجائز ہے کہ اَلْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْطِ ہاں اگر کہہ

تلاوت وذِکر نعت کی اُجرت حرام ہے

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولینا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی بارگاہ میں اُجرت دے کر میّت کے ایصالِ ثواب کیلئے ختم قرآن وذکرُ اللہ عزوجل کروانے سے مُتَعَلِّق جب اِسْتِفتاء پیش ہوا تو جواباً ارشاد فرمایا: تلاوتِ قرآن وذکرِ الٰہی عزوجل پر اُجرت لینا دینا دونوں حرام ہے۔ لینے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں اور جب یہ فعلِ حرام کے مُرتکِب ہیں تو ثواب کس چیز کا اَموات (یعنی مرنے والوں) کو بھیجیں گے؟ گناہ پر ثواب کی اُمید اور زیادہ سخت واَشد (یعنی شدید ترین جُرم) ہے۔ اگر لوگ چاہیں کہ ایصالِ ثواب بھی ہو اور طریقہ جائزہ شرعیہ بھی حاصل ہو (یعنی شرعاً جائز بھی رہے) تو اُوس کی صورت یہ ہے کہ پڑھنے والوں کو گھنٹے دو گھنٹے کے لئے نوکر رکھ لیں اور تنخواہ اُتنی دیر کی ہر شخص کی مُعَیَّن (مقرر) کردیں۔ مَثَلاً پڑھوانے والا کہے، میں نے تجھے آج فُلاں وَقت سے فُلاں وَقت کیلئے اِس اُجرت پر نوکر رکھا (کہ) جو کام چاہوں گا لوں گا۔ وہ کہے، میں نے قَبول کیا۔ اب وہ اُتنی دیر کے واسطے اَجیر (یعنی مُلازِم) ہوگیا۔ جو کام چاہے لے سکتا ہے اس کے بعد اُس سے کہے فُلاں مَیِّت کے لئے اِتنا قرآنِ عظیم یا اِس قَدر کلمہ طیِّبہ یا دُرُود پاک پڑھ دو۔ یہ صورت جواز (یعنی جائز ہونے) کی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۱۹۳، ۱۹۴)

تراویح کی اُجرت کا شرعی حیلہ

اِس مبارک فتویٰ کی روشنی میں تراویح کیلئے حافِظ صاحِب کی بھی ترکیب ہوسکتی ہے۔ مَثَلاً مسجد کی کمیٹی والے اُجرت طے کرکے حافِظ صاحِب کو ماہِ رَمَضانُ المبارَک میں نمازِ عشاء کیلئے امامت پر رکھ لیں اور حافِظ صاحِب بِالتَّبع یعنی ساتھ ہی ساتھ تراویح بھی پڑھا دیا کریں کیوں کہ رَمَضانُ المبارک میں تراویح بھی نمازِ عشاء کے ساتھ ہی شامل ہوتی ہے۔ یا یوں کریں کہ ماہِ رَمَضان المبارک میں روزانہ تین گھنٹے کیلئے (مَثَلاً رات 8 تا 11) حافِظ صاحِب کو نوکری کی آفر کرتے ہوئے کہیں کہ ہم جو کام دیں گے وہ کرنا ہوگا، تنخواہ کی رقم بھی بتا دیں۔ اگر حافِظ صاحِب منظور فرمالیں گے تو وہ ملازم ہوگئے۔ اب روزانہ حافِظ صاحِب کی ان تین گھنٹوں کے اندر ڈیوٹی لگا دیں کہ وہ تراویح پڑھا دیا کریں۔ یاد رکھئے! چاہے امامت ہو یا خطابت، مُؤَذِّنی ہو یا کسی قسم کی مَزدوری جس کام کیلئے بھی اِجارہ کرتے وقت یہ معلوم ہو کہ یہاں اُجرت یا تنخواہ کا لین دَین یقینی ہے تو پہلے سے رقم طے کرنا واجب ہے، ورنہ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہوں گے۔ ہاں جہاں پہلے ہی سے اُجرت کی مقررہ رقم معلوم ہو مَثَلاً بس کا کرایہ، یا بازار میں بوری لادنے، لے جانے کی فی بوری مزدوری کی رقم وغیرہ۔ تو اب بار بار طے کرنے کی حاجت نہیں۔ یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ جب حافِظ صاحِب کو (یا جس کو بھی جس کام کیلئے) نوکر رکھا اُس وقت یہ کہہ دینا جائز نہیں کہ ہم جو مناسب ہوگا دے دیں گے یا آپ کو راضی کر دیں گے، بلکہ صَراحۃً یعنی واضح طور پر رقم کی مِقدار بتانی ہوگی، مَثَلاً ہم آپ کو ۱۲ ہزار روپے پیش کریں گے اور یہ بھی ضروری ہے کہ حافِظ صاحِب بھی منظور فرمالیں۔ اب بارہ ہزار دینے ہی ہوں گے، چاہے چندہ ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ ہاں حافِظ صاحِب کو مطالبہ کے بغیر اگر اپنی مرضی سے طے شدہ سے زائد دے دیں تب بھی جائز ہے۔ جو حافِظ صاحِبان، یا نعت خوان بغیر پیسوں کے تراویح، قرآن خوانی یا نعت خوانی میں حصّہ نہیں لے سکتے وہ شرم کی وجہ سے ناجائز کام کا ارتِکاب نہ کریں۔ میرے آقا ←

دے کہ کچھ نہیں دوں گا یا نہیں لوں گا پھر پڑھے اور حافظ کی خدمت کریں تو اس میں حرج نہیں کہ اَلصَّرِیْحُ یُفَوِّقُ الدَّلَالَۃَ (صراحت کو دلالت پر فوقیت ہے)۔

مسئلہ ۲۱: ایک امام دو مسجدوں میں تراویح پڑھاتا ہے اگر دونوں میں پوری پوری پڑھائے تو ناجائز ہے اور مقتدی نے دو مسجدوں میں پوری پوری پڑھی تو حرج نہیں مگر دوسری میں وتر پڑھنا جائز نہیں جب کہ پہلی میں پڑھ چکا اور اگر گھر میں تراویح پڑھ کر مسجد میں آیا اور امامت کی تو مکروہ ہے۔(28)

مسئلہ ۲۲: لوگوں نے تراویح پڑھ لی اب دوبارہ پڑھنا چاہتے ہیں تو تنہا تنہا پڑھ سکتے ہیں جماعت کی اجازت نہیں۔(29)

مسئلہ ۲۳: افضل یہ ہے کہ ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھیں اور دو کے پیچھے پڑھنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ پورے ترویحہ پر امام بدلیں، مثلاً آٹھ ایک کے پیچھے اور بارہ دوسرے کے۔(30)

مسئلہ ۲۴: نابالغ کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی یہی صحیح ہے۔(31)

مسئلہ ۲۵: رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے خواہ اُسی امام کے پیچھے جس کے پیچھے عشاو تراویح پڑھی یا دوسرے کے پیچھے۔(32)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عمل کر کے پاک روزی حاصل کریں۔اور اگر سخت مجبوری نہ ہو تو حیلے کے ذریعے بھی رقم حاصل کرنے سے گریز کریں کہ جس کا عمل ہو بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے۔ایک امتحان سخت امتحان یہ ہے کہ جو ملنے والی رقم قبول نہیں کرتا اُس کی کافی واہ! واہ! ہوتی ہے اور وہ بے چارہ اپنے آپ کو نہ جانے کس طرح ریا کاری سے بچا پاتا ہوگا! زہے مقدر !ایسا جذبہ نصیب ہو جائے کہ بیان کردہ حیلے کے ذریعے رقم حاصل کرلے اور چپ چاپ خیرات کردے مگر اپنے قریبی کسی ایک اسلامی بھائی بلکہ گھر کے کسی فرد کو بھی نہ بتائے، ورنہ ریا کاری سے بچنا دشوار ہو جائے گا۔لطف تو اسی میں ہے کہ بندہ جانے اور اُس کا ربّ عَزَّ وَجَلَّ جانے۔

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج۱،ص۱۱۶

(29) المرجع السابق

(30) المرجع السابق

(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج۱،ص۸۵

(32) المرجع السابق،ص۱۱۶، والدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في کراھۃ الاقتداء في النفل علی سبیل التداعي الخ، ج۲،ص۶۰۶

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: ←

مسئلہ ۲۶: یہ جائز ہے کہ ایک شخص عشا و وتر پڑھائے دوسرا تراویح۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشا و وتر

وتر رمضان المبارک میں ہمارے علمائے کرام قدست اسرارہم کو اختلاف ہے کہ مسجد میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے یا مثل نماز گھر میں تنہا، دونوں قول باقوت ہیں اور دونوں طرف تصحیح و ترجیح، اول کو یہ مزیت کہ اب عامہ مسلمین کا اس پر عمل ہے اور حدیث سے بھی اس کی تائید نکلتی ہے، ثانی کو یہ فضیلت کہ وہ ظاہر الروایہ ہے، ردالمحتار میں زیرِ قولِ درمختار الجماعۃ فی وتر رمضان مستحبۃ علی قول (ایک قول کے مطابق رمضان میں وتر کی جماعت مستحب ہے۔ت) فرمایا: وغیر مستحبة علی قول اٰخر بل یصلیها وحده فی بیته وهما قولان مصححان وسیاتی قبیل ادراك الفریضة ترجیح الثانی بانه المذهب ا ھ۔ ایک اور قول کے مطابق مستحب نہیں ہے بلکہ انہیں گھر میں تنہا ادا کرے، اور یہ دونوں اقوال صحیح قرار دیئے گئے ہیں عنقریب ادراک فریضہ سے تھوڑا سا پہلے آئے گا کہ دوسرے قول کو ترجیح ہے کہ یہی مذہب ہے۔(ت) (ا۔ ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۴۸)

درمختار میں ہے:

هل الافضل فی الوتر الجماعة ام المنزل تصحیحان لکن نقل شارح الوهبانیة مایقتضی ان المذهب الثانی واقره المصنف وغیره۲۔

کیا وتر میں جماعت افضل یا گھر میں ادا کرنا دونوں کی تصحیح ہے لیکن شارح وہبانیہ نے جو نقل کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ دوسرا قول مذہب ہے اور اسے مصنف وغیرہ نے بھی ثابت رکھا ہے(ت) (۲۔ درمختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی بھارت ۱ /۹۹)

ردالمحتار میں ہے:

رجح الکمال الجماعة بانه صلی الله تعالٰی علیه وسلم کان اوتربهم ثم بین العذر فی تأخره مثل ماصنع فی التراویح فکما ان الجماعة فیها سنة فکذلك الوتر بحر وفی شرح المنیة الصحیح ان الجماعة فیها افضل الاان سنیتها لیست کسنیة جماعة التراویح اه قال الخیر الرملی وهذاالذی علیه عامة الناس الیوم اه وقواه المحشی ایضا بانه مقتضی مامر من ان کل ماشرع بجماعة فالمسجد افضل فیه ا ھ مافی ردالمحتار اقول فی هذه التقویة عندی نظر ظاهر فانه لوکان المراد ان ماجاز بجماعة فالمسجد افضل فیه فممنوع فان کل نفل یجوز بجماعة مالم یکن علی سبیل التداعی مع ان الافضل فیه البیت وفاقا وان کان المراد ماندب فیه الشرع الی الجماعة فمسلم لکن هذا اول المسئلة فالاستناد به صریح المصادرة فلیتأمل.

کمال نے اس بنا پر جماعت کو ترجیح دی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحابہ کو وتر پڑھائے، پھر جماعت چھوڑنے پر وہی حکمت بیان کی جو نماز تراویح میں تھی تو وتر کا حکم تراویح والا ہے جس طرح ان میں جماعت سنت ہے اسی طرح وتروں میں بھی، بحر، شرح المنیہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ جماعت وتروں میں افضل مگر اس سنیت تراویح کی جماعت کی طرح نہیں اھ خیر رملی نے فرمایا اسی پر آج لوگوں کا عمل ہے اھ محشی نے بھی یہ کہتے ہوئے اس کی تائید کی گزشتہ اصول کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہر وہ نماز جو جماعت کے ساتھ مشروع ہے وہ مسجد میں افضل ہے اھ ردالمحتار کی عبارت ختم ہوئی اقول اس کی تائید میں میرے نزدیک نظر ظاہر ہے اگر یہ مراد ہو کہ ہر وہ نماز جو جماعت کے ساتھ ←

کی امامت کرتے تھے اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی۔(33)

مسئلہ ۲۷: اگر سب لوگوں نے عشا کی جماعت ترک کر دی تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھیں، ہاں عشا جماعت سے ہوئی اور بعض کو جماعت نہ ملی۔تو یہ جماعت تراویح میں شریک ہوں۔(34)

مسئلہ ۲۸: اگر عشا جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے اور اگر عشا تنہا پڑھ لی اگرچہ تراویح باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔(35)

مسئلہ ۲۹: عشا کی سنتوں کا سلام نہ پھیرا اسی میں تراویح ملا کر شروع کی تو تراویح نہیں ہوئی۔(36)

مسئلہ ۳۰: تراویح بیٹھ کر پڑھنا بلا عذر مکروہ ہے، بلکہ بعضوں کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں۔(37)

جائز ہے اس میں مسجد افضل ہے تو یہ ممنوع ہے کیونکہ جن نوافل کی علی سبیل التداعی جماعت نہ ہو ان کی جماعت جائز ہے حالانکہ ان کی ادائیگی بالاتفاق گھر میں افضل ہے، اور اگر مراد یہ ہو کہ جس نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا شریعت نے مستحب قرار دیا ہو تو یہ مسلم ہے لیکن یہ بعینہٖ سوال ہے اس کے ساتھ استناد کرنا صراحۃً مصادرہ علی المطلوب ہے۔پس غور کیجئے۔(ت)

(اے ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۴۹)

بالجملہ اس مسئلہ میں اپنے وقت وحالت اور اپنی قوم وجماعت کی موافقت سے جسے انسب جانے اس پر عمل کا اختیار رکھتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۳۹۸۔۳۹۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج ۱، ص ۱۱۶

(34) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۶۰۳

(35) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراويح، ج ۲، ص ۶۰۳

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج ۱، ص ۱۱۷

(37) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

خانیہ وردالمحتار میں ہے:

لوصلی التراويح قاعدا قيل لايجوز بلاعذر لماروی الحسن عن ابی حنيفة لوصلی سنه الفجر قاعدا بلاعذر لايجوز فكذا التراويح لان كلامنهما سنة موكدة وقيل يجوز وهو الصحيح والفرق ان سنة الفجر سنة موكدة بلاخلاف والتراويح دونها فی التاكد فلايجوز التسوية بينهما اھ

اگر کسی نے تراویح بیٹھ کر ادا کیں تو بعض فقہا کے نزدیک بلا عذر ایسا کرنا درست نہیں کیونکہ امام حسن نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی نے فجر کی سنتیں بلا عذر بیٹھ کر ادا کیں تو یہ جائز نہیں، اسی طرح تراویح کا معاملہ ہے، کیونکہ دونوں سنت مؤکدہ ہیں، بعض فقہا کے نزدیک جائز ہے اور یہی صحیح ہے، فرق یہ ہے کہ سنتِ فجر بغیر کسی اختلاف کے سنت مؤکدہ ہیں اور تراویح کا درجہ تاکید میں ہونا اس سے کم ہے لہٰذا ان کے درمیان مساوات وبرابری نہ ہوگی۔(ت) (اے ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱ /۴۹۹)

←

مسئلہ ۱۳۱: مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ بیٹھا رہے جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہو جائے کہ یہ منافقین سے مشابہت ہے۔

قول اول پر کاہلوں کا بلاعذر صف میں بیٹھنا ویسا ہی ناجائز وموجب گناہ وموجب قطع صف ہوگا جیسا واجبات میں کہ اس قول پر یہ لوگ بھی نماز سے خارج ہیں اور قول ثانی پر مستحب ہوگا کہ ان اہل کسل کو موخر کیا جائے اور صفوں میں یوں دخیل نہ ہونے دیا جائے کہ ایک قول پر وہ گناہ ومعصیت ہے اور دوسرے پر محض بے ضرورت ہے تو اس سے احتراز ہی میں فضیلت ہے۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ دوسرے مذاہب جو اپنے مذہب سے بے علاقہ ہیں جیسے حنفیہ کے لئے شافعیت مالکیت حنبلیت ان کے خلاف کی رعایت رکھنی بالاجماع مستحب ہے جب تک اپنے مذہب کا مکروہ نہ لازم آتا ہو تو یہ خلاف تو خود اپنے علمائے مذہب میں ہے، درمختار میں ہے: لاینقضه مس ذكر وامرأة لكن يندب للخروج من الخلاف لاسيما للامام لكن بشرط عدم لزوم ارتكاب مكروه مذهبه ۲۔ مسِ ذکر اور مسِ امرأۃ سے وضو نہیں ٹوٹتا لیکن ایسی صورت میں اختلاف سے بچتے ہوئے وضو کر لینا مستحب ہے خصوصاً امام کے لئے بشرطیکہ امام کے اپنے مسلک میں مکروہ کا ارتکاب لازم نہ آئے (ت) (۲۔ دُرمختار کتاب الطہارۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۷)

مگر یہاں ایک اور نکتہ واجب اللحاظ ہوگا کہ تاخیر اتنے کاہلوں کی ہو جس قدر تمام صف سے زائد ہوں ورنہ اطراف صف آخر میں اقامت ہوتا کہ مذہب صحیح پر قطع صف نہ لازم آئے اس سے تحرز مستحب تھا یہاں واجب ہوگا، توضیح یہ کہ یہاں تین صورتیں ہوں گی: اول یہ کہ قائمین بقدر کمال صف ہوں یعنی ان سے ایک یا چند صفیں پوری کامل ہو جائیں کہ نہ آدمی زائد بچے نہ صف میں جگہ رہے اس صورت میں صفوف سابقہ کاملہ قائمین سے کر لی جائیں اور کاہلین سب سے آخر میں اپنی صف یا صفیں کامل یا ناقص جس قدر ہیں باندھیں یہ صورت کاہلین کی تاخیر مطلق کی ہوگی۔

دوم قائمین سے اکمال صف نہیں ہوتا خواہ اس قدر کم ہیں کہ پہلی ہی صف پوری کرنے کو اور آدمیوں کی حاجت ہے یا کثیر ہیں ایک یا چند صفیں ان سے مکمل ہو گئیں اور اب اتنے بچے جن سے بعد کی صف پوری نہیں ہوتی اور قاصرین سے تکمیل ہو جائے گی اور زیادہ نہ بچیں گے تو لازم ہے کہ قائمین کی اخیر صف میں کاہلین کو ایک کنارے پر جگہ دے کر تکمیل صف کریں حتی کہ اگر صف اول ہی ناقص تھی تو اسی کے کنارے پر انہیں رکھیں اس صورت میں کاہلوں نے اصلاً تاخیر نہ پائی، ہاں ایک کنارے پر جمع کر دیئے گئے۔

سوم تکمیل صف میں کاہلین کی حاجت ہے اور وہ بعد تکمیل بھی بچتے ہیں تو جس قدر تکمیل کے لئے مطلوب ہیں قائمین کی صف آخر کے ایک کنارے پر انہیں رکھ کر باقی کی صف تا صفوف ناقص یا کامل اخیر میں کر دی جائیں یوں بعض کی تاخیر اور بعض کی طرف پر اقامت ہوگی اور وجہ ان سب کی وہی ہے کہ جب مذہب صحیح میں کاہلین کی نماز میں صرف کراہت ہے نہ باطل محض اور قائمین کی صف کو تکمیل کی حاجت ہے تو اس سے ہٹا کر کاہلین کو صف دیگر میں رکھنا صف اخیر قائمین کو ناقص چھوڑنا ہوگا اور یہ جائز نہیں پھر بہر حال اگر اور قائمین آتے جائیں یا انہیں میں سے بعض توفیق پاتے جائیں تو وہ بجائے کاہلین فی طرف الصف ہوں اور کاہلین فی الطرف مؤخر ہوتے جائیں یہاں تک کہ مثلاً صورت ثانیہ صورت اولیٰ کی طرف رجوع کرے اور ثالثہ ثانیہ یا اولیٰ ہو جائے الی غیر ذلک من الاحتمالات (اس کے علاوہ دیگر احتمالات) یہ سب اس صورت میں ہے کہ کاہلین دست شرع میں نرم ہوں ورنہ بحال فتنہ قدر میسور پر عمل چاہئے، وباللہ التوفیق ھذا ما افادہ المتفقہ ←

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

(وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی)

منافق جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو تھکے جی سے۔(38)

مسئلہ ۳۲: امام سے غلطی ہوئی کوئی سورت یا آیت چھوٹ گئی تو مستحب یہ ہے کہ اسے پہلے پڑھ کر پھر آگے بڑھے۔(39)

مسئلہ ۳۳: دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا کھڑا ہوگیا تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور سجدہ کرلیا ہو تو چار پوری کرلے مگر یہ دو شمار کی جائیں گی اور جو دو پر بیٹھ چکا ہے تو چار ہوئیں۔(40)

مسئلہ ۳۴: تین رکعت پڑھ کر سلام پھیرا، اگر دوسری پر بیٹھا نہ تھا تو نہ ہوئیں ان کے بدلے کی دو رکعت پھر پڑھے۔(41)

مسئلہ ۳۵: قعدہ میں مقتدی سو گیا امام سلام پھیر کر اور دو رکعت پڑھ کر قعدہ میں آیا اب یہ بیدار ہوا تو اگر معلوم ہوگیا تو سلام پھیر کر شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد جلد پوری کر کے امام کے ساتھ ہو جائے۔(42)

مسئلہ ۳۶: وتر پڑھنے کے بعد لوگوں کو یاد آیا کہ دو رکعتیں رہ گئیں تو جماعت سے پڑھ لیں اور آج یاد آیا کہ کل دو رکعتیں رہ گئی تھیں تو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔(43)

مسئلہ ۳۷: سلام پھیرنے کے بعد کوئی کہتا ہے دو ہوئیں کوئی کہتا ہے تین تو امام کے علم میں جو ہو اُس کا اعتبار ہے اور امام کو کسی بات کا یقین نہ ہو تو جس کو سچا جانتا ہو اُس کا قول اعتبار کرے۔ اگر اس میں لوگوں کو شک ہو کہ بیس ہوئیں یا اٹھارہ تو دو رکعت تنہا تنہا پڑھیں۔(44)

والکتاب واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم بالصواب۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۲۲۲۔۲۲۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(38) غنیۃ المتملي شرح منیۃ المصلي، تراویح، فروع، ص ۴۱۰ وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج ۲، ص ۶۰۳

پ ۵، النسآء: ۱۴۲

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج ۱، ۱۱۸

(40) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج ۱، ۱۱۸

(41) المرجع السابق

(42) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج ۱، ص ۱۱۹

(43) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج ۱، ص ۱۱۷

(44) المرجع السابق

مسئلہ ۳۸: اگر کسی وجہ سے نماز تراویح فاسد ہو جائے تو جتنا قرآن مجید ان رکعتوں میں پڑھا ہے اعادہ کریں تاکہ ختم میں نقصان نہ رہے۔(45)

مسئلہ ۳۹: اگر کسی وجہ سے ختم نہ ہوتو سورتوں کی تراویح پڑھیں اور اس کے لیے بعضوں نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ الم ترکیف سے آخر تک دو بار پڑھنے میں بیس رکعتیں ہو جائیں گی۔(46)

مسئلہ ۴۰: ایک بار بسم اللہ شریف جہر (اُونچی آواز) سے پڑھنا سنت ہے اور ہر سورت کی ابتدا میں آہستہ پڑھنا مستحب اور یہ جو آج کل بعض جہال نے نکالا ہے کہ ایک سو چودہ بار بسم اللہ جہر سے پڑھی جائے ورنہ ختم نہ ہوگا، مذہب حنفی میں بے اصل ہے۔

مسئلہ ۴۱: متاخرین نے ختم تراویح میں تین بار قل ھو اللہ پڑھنا مستحب کہا اور بہتر یہ ہے کہ ختم کے دن پچھلی رکعت میں الٓمٓ سے مفلحون تک پڑھے۔

مسئلہ ۴۲: شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے، جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کر رہا ہے، کچھ لوگ لیٹے ہیں، کچھ لوگ چائے پینے میں مشغول ہیں، کچھ لوگ مسجد کے باہر حقہ نوشی کر رہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہو گئے یہ ناجائز ہے۔

فائدہ: ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان شریف میں اکسٹھ ختم کیا کرتے تھے۔ تیس ۳۰ دن میں اور تیس رات میں اور ایک تراویح میں اور پینتالیس برس عشا کے وضو سے نماز فجر پڑھی ہے۔

❀❀❀❀❀

---

(45) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، ج۱، ص۱۱۸

(46) المرجع السابق

منفرد کا فرضوں کی جماعت پانا

حدیث ۱، ۲: امام مالک و نسائی روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی محجن نامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں حاضر تھے اذان ہوئی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی وہ بیٹھے رہ گئے، ارشاد فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا چیز مانع ہوئی کیا تم مسلمان نہیں ہو۔ عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہوں تو مگر میں نے گھر پڑھ لی تھی، ارشاد فرمایا: جب نماز پڑھ کر مسجد میں آؤ اور نماز قائم کی جائے تو لوگوں کے ساتھ پڑھ لو اگرچہ پڑھ چکے ہو۔ (1) اسی کے مثل یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے جو ابو داود میں مروی۔

حدیث ۳: امام مالک نے روایت کی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جو مغرب یا صبح کی پڑھ چکا ہے پھر جب امام کے ساتھ پائے اعادہ نہ کرے۔ (2)

مسئلہ ۱: تنہا فرض نماز شروع ہی کی تھی یعنی ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔ (3)

مسئلہ ۲: فجر یا مغرب کی نماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے اگرچہ دوسری رکعت پڑھ رہا ہو، البتہ دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو اب ان دو نمازوں میں توڑنے کی اجازت نہیں اور نماز پوری کرنے کے بعد بہ نیت نفل بھی ان میں شریک نہیں ہو سکتا کہ فجر کے بعد نفل جائز نہیں اور مغرب میں اس وجہ سے کہ تین رکعتیں نفل کی نہیں اور مغرب میں اگر شامل ہو گیا تو برا کیا، امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت اور ملا کر چار کر لے اور اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی چار رکعت قضا کرے۔ (4)

مسئلہ ۳: مغرب پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت سے شامل ہو گیا۔ امام نے چوتھی رکعت کو تیسری گمان کیا اور

---

(1) الموطا لامام مالک، کتاب صلاۃ الجماعۃ، باب اعادۃ الصلاۃ مع الامام، الحدیث: ۳۰۲، ج۱، ص۱۳۵
و مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب من صلی صلاۃ مرتین، الحدیث: ۱۱۵۳، ج۱، ص۲۳۸

(2) الموطا لامام مالک، کتاب صلاۃ الجماعۃ، باب اعادۃ الصلاۃ مع الامام، الحدیث: ۳۰۶، ج۱، ص۱۳۶

(3) تنویر الابصار و الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۰۶ ـ ۶۱۰

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب العاشر فی ادراک الفریضۃ، ج۱، ص۱۱۹، وغیرہ

کھڑا ہو گیا اس مقتدی نے اُس کا اتباع کیا، اس کی نماز فاسد ہو گئی، تیسری پر امام نے قعدہ کیا ہو یا نہیں۔ (5)

مسئلہ ۴: چار رکعت والی نماز شروع کر کے ایک رکعت پڑھ لی یعنی پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو واجب ہے کہ ایک اور پڑھ کر توڑ دے کہ یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں اور دو پڑھ لی ہیں تو ابھی توڑ دے یعنی تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور تین پڑھ لی ہیں تو واجب ہے کہ نہ توڑے، توڑے گا تو گنہگار ہو گا بلکہ حکم یہ ہے کہ پوری کر کے نفل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جماعت کا ثواب پالے گا، مگر عصر میں شامل نہیں ہو سکتا کہ عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔ (6)

مسئلہ ۵: جماعت قائم ہونے سے مؤذن کا تکبیر کہنا مراد نہیں بلکہ جماعت شروع ہو جانا مُراد ہے، مؤذن کے تکبیر کہنے سے قطع نہ کریگا اگرچہ پہلی رکعت کا ہنوز (ابھی تک) سجدہ نہ کیا ہو۔ (7)

مسئلہ ۶: جماعت قائم ہونے سے نماز قطع کرنا اس وقت ہے کہ جس مقام پر یہ نماز پڑھتا ہو وہیں جماعت قائم ہو، اگر یہ گھر میں نماز پڑھتا ہے اور مسجد میں جماعت قائم ہوئی یا ایک مسجد میں یہ پڑھتا ہے دوسری مسجد میں جماعت قائم ہوئی تو توڑنے کا حکم نہیں اگرچہ پہلی کا سجدہ نہ کیا ہو۔ (8)

مسئلہ ۷: نفل شروع کیے تھے اور جماعت قائم ہوئی تو قطع نہ کرے بلکہ دو رکعت پوری کر لے، اگرچہ پہلی کا سجدہ بھی نہ کیا ہو اور تیسری پڑھتا ہو تو چار پوری کر لے۔ (9)

مسئلہ ۸: جمعہ اور ظہر کی سنتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو چار پوری کر لے۔ (10)

مسئلہ ۱۵: سبق کا وقت ہے تو یہاں سے اپنے استاد کی مسجد کو جا سکتا ہے یا کوئی ضرورت ہو اور واپس ہونے کا ارادہ ہو تو بھی جانے کی اجازت ہے، جبکہ ظن غالب ہو کہ جماعت سے پہلے واپس آجائے گا۔ (11)

مسئلہ ۱۶: جس نے ظہر یا عشا کی نماز تنہا پڑھ لی ہو، اسے مسجد سے چلے جانے کی ممانعت اُس وقت ہے کہ اقامت شروع ہو گئی اقامت سے پہلے جا سکتا ہے اور جب اقامت شروع ہو گئی تو حکم ہے کہ جماعت میں بہ نیت نفل

---

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب العاشر فی ادراک الفریضۃ، ج۱، ص۱۱۹

(6) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ، مطلب: صلاۃ رکعۃ واحدۃ باطلۃ الخ، ج۲، ص۶۱۰

(7) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۰۸

(8) المرجع السابق

(9) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ، مطلب: صلاۃ رکعۃ واحدۃ الخ، ج۲، ص۶۱۱

(10) تنویر الابصار والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۱۱

(11) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۱۴

شریک ہوجائے اور مغرب و فجر و عصر میں اُسے حکم ہے کہ مسجد سے باہر چلا جائے جب کہ پڑھ لی ہو۔(12)

مسئلہ ۱۷: مقتدی نے دوسجدے کیے اور امام ابھی پہلے ہی میں تھا تو دوسرا سجدہ نہ ہوا۔(13)

مسئلہ ۱۸: چار رکعت والی نماز جسے ایک رکعت امام کے ساتھ ملی تو اُس نے جماعت نہ پائی، ہاں جماعت کا ثواب ملے گا اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں شامل ہوا ہو بلکہ جسے تین رکعتیں ملیں اس نے بھی جماعت نہ پائی جماعت کا ثواب ملے گا، مگر جس کی کوئی رکعت جاتی رہی اُسے اتنا ثواب نہ ملے گا جتنا اوّل سے شریک ہونے والے کو ہے۔ اس مسئلہ کا محصل (خلاصہ) یہ ہے کہ کسی نے قسم کھائی فلاں نماز جماعت سے پڑھے گا اور کوئی رکعت جاتی رہی تو قسم ٹوٹ گئی کفارہ دینا ہوگا تین اور دو رکعت والی نماز میں بھی ایک رکعت نہ ملی تو جماعت نہ ملی اور لاحق کا حکم پوری جماعت پانے والے کا ہے۔(14)

مسئلہ ۱۹: امام رکوع میں تھا کسی نے اُس کی اقتدا کی اور کھڑا رہا یہاں تک کہ امام نے سر اٹھالیا تو وہ رکعت نہیں ملی، لہٰذا امام کے فارغ ہونے کے بعد اس رکعت کو پڑھ لے اور اگر امام کو قیام میں پایا اور اس کے ساتھ رکوع میں شریک نہ ہوا تو پہلے رکوع کرلے پھر اور افعال امام کے ساتھ کرے اور اگر پہلے رکوع نہ کیا بلکہ امام کے ساتھ ہولیا پھر امام کے فارغ ہونے کے بعد رکوع کیا تو بھی ہوجائے گی مگر بوجہ ترکِ واجب گنہگار رہوا۔(15)

مسئلہ ۲۰: اس کے رکوع کرنے سے پیشتر امام نے سر اٹھالیا کہ اسے رکعت نہ ملی تو اس صورت میں نماز توڑ دینا جائز نہیں جیسا بعض جاہل کرتے ہیں بلکہ اس پر واجب ہے کہ سجدہ میں امام کی متابعت کرے اگرچہ یہ سجدے رکعت میں شمار نہ ہوں گے۔ یوہیں اگر سجدہ میں ملا جب بھی ساتھ دے پھر بھی اگر سجدے نہ کیے تو نماز فاسد نہ ہوگی یہاں تک کہ اگر امام کے سلام کے بعد اس نے اپنی رکعت پڑھ لی نماز ہوگئی مگر ترک واجب کا گناہ ہوا۔(16)

مسئلہ ۲۱: امام سے پہلے رکوع کیا مگر اس کے سر اٹھانے سے پہلے امام نے بھی رکوع کیا تو رکوع ہوگیا بشرطیکہ اس نے اُس وقت رکوع کیا ہو کہ امام بقدر فرض قراءت کر چکا ہو ورنہ رکوع نہ ہوا اور اس صورت میں امام کے ساتھ یا بعد اگر دوبارہ رکوع کرلے گا ہوجائے گی ورنہ نماز جاتی رہی اور امام سے پہلے رکوع خواہ کوئی رکن ادا کرنے میں گنہگار بہر حال

---

(12) المرجع السابق

(13) المرجع السابق، ص ۶۲۵

(14) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ، مطلب: ھل الاساءۃ دون الکراھۃ أو أفحش، ج ۲، ص ۶۲۱

(15) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ، ج ۲، ص ۶۲۳

(16) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ، مطلب: ھل الاساءۃ دون الکراھۃ أو أفحش، ج ۲، ص ۶۲۴

ہوگا۔(17)

مسئلہ ۲۲: امام رکوع میں تھا اور یہ تکبیر کہہ کر جھکا تھا کہ امام کھڑا ہوگیا تو اگر حد رکوع میں مشارکت (باہم شرکت) ہوگئی اگرچہ قلیل تو رکعت مل گئی۔(18)

مسئلہ ۲۳: مقتدی نے تمام رکعتوں میں رکوع و سجود امام سے پہلے کیا تو سلام کے بعد ضروری ہے کہ ایک رکعت بغیر قراءت پڑھے نہ پڑھی تو نماز نہ ہوئی اور اگر امام کے بعد رکوع و سجود کیا تو نماز ہوگئی اور اگر رکوع پہلے کیا اور سجدہ ساتھ تو چاروں رکعتیں بغیر قراءت پڑھے اور اگر رکوع ساتھ کیا اور سجدہ پہلے تو دو رکعت بعد میں پڑھے۔(19)

❁❁❁❁❁

(17) المرجع السابق، ص ۱۲۵

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب العاشر فی ادراک الفریضۃ، ج۱، ص ۱۲۰

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب العاشر فی ادراک الفریضۃ، ج۱، ص ۱۲۰

قضا نماز کا بیان

حدیث ۱: غزوۂ خندق میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی چار نمازیں مشرکین کی وجہ سے جاتی رہیں یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ چلا گیا، بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم فرمایا: انہوں نے اذان واقامت کہی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو عصر کی پڑھی، پھر اقامت کہی تو مغرب کی پڑھی، پھر اقامت کہی تو عشا کی پڑھی۔(1)

(1) السنن الکبرٰی للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب الاذان والاقامۃ للفائتۃ، الحدیث: ۱۸۹۲، ج۱ ص ۵۹۲

نماز بلا عذر مؤخّر کرنا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿59﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے مگر جو تائب ہوئے۔(پ16، مریم: 59 تا 60)

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نماز ضائع کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ انہیں بالکل چھوڑ دیتے تھے بلکہ وہ وقت گزار کر نماز پڑھتے تھے۔

امام التابعین حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں: وقت گزار کر نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ظہر کی نماز کو اتنا مؤخر کردے کہ عصر کا وقت شروع ہو جائے اور مغرب کا وقت شروع ہونے سے پہلے عصر کی نماز نہ پڑھے، اسی طرح مغرب کو عشاء تک اور عشاء کو فجر تک اور فجر کو طلوع آفتاب تک مؤخر کردے، لہٰذا جو شخص ایسی حالت پر اصرار کرتے ہوئے مرجائے اور توبہ نہ کرے تو اللہ عزوجل نے اس کے ساتھ غی کا وعدہ فرمایا ہے۔غی جہنم کی ایک ایسی وادی ہے جس کا پیندہ بہت پست اور عذاب بہت سخت ہے۔

(کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلوۃ، ص۱۹)

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿9﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔(پ28، المنافقون: 9)

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالٰی کی ایک جماعت کا قول ہے: اس آیت مبارکہ میں ذکر اللہ سے مراد پانچ نمازیں ہیں، لہٰذا جو اپنے مال

حدیث ۴: امام احمد نے ابی جمعہ حبیب بن سباع سے روایت کی، کہ غزوۂ احزاب میں مغرب کی نماز پڑھ کر

مثلاً خرید وفروخت یا پیشے یا اپنی اولاد کی وجہ سے نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنے سے غفلت اختیار کریگا وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔ (کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلوٰۃ ص ۲۰)

اسی لئے سیّدُ المُبلّغین، رَحمۃٌ لِّلعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس عمل کے بارے میں حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہوگی اگر اس کی نماز درست ہوئی تو وہ نجات وفلاح پا جائے گا اور اگر اس میں کمی ہوئی تو وہ شخص رسوا و برباد ہو جائے گا۔

(جامع الترمذی، ابواب الصلوٰۃ۔۔۔۔۔۔الخ، باب ماجاء ان اوّل مایحاسب۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۱۳، ص ۱۶۸۳، مختصراً)

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ ﴿4﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ﴿5﴾

ترجمۂ کنز الایمان: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ (پ30، الماعون: 5۔4)

حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جو نمازوں کو ان کا وقت گزار کر پڑھا کرتے ہوں گے۔ (کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلوٰۃ، ص ۱۹)

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتۡ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ كِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا‏.

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔ (پ5، النساء: 103)

ایک دن محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو نماز کی پابندی کریگا یہ اس کے لئے نور، برہان یعنی رہنما اور نجات ثابت ہوگی اور جو اس کی پابندی نہیں کریگا اس کے لئے نہ نور ہوگا، نہ برہان اور نہ ہی نجات کا کوئی ذریعہ اور وہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور اُبَیّ بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن العاص، الحدیث، ۶۵۸۷، ج ۲، ص ۵۷۴)

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: بے نمازی کا حشر ان لوگوں کے ساتھ اس لئے ہوگا کہ اگر اسے اس کے مال نے نماز سے غافل رکھا تو وہ قارون کے مشابہ ہے لہٰذا اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اگر اس کی حکومت نے اسے غفلت میں ڈالا تو وہ فرعون کے مشابہ ہے لہٰذا اس کا حشر اس کے ساتھ ہوگا یا اس کی غفلت کا سبب اس کی وزارت ہوگی تو وہ ہامان کے مشابہ ہوا لہٰذا اس کے ساتھ ہوگا یا پھر اس کی تجارت اسے غفلت میں ڈالے گی لہٰذا وہ مکہ کے کافر اُبَیّ بن خلف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

(کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلوٰۃ، ص ۲۱)

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اللہ عزوجل کے اس فرمان: الَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ. ترجمۂ کنز الایمان: جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ ←

فارغ ہوئے تو فرمایا: کسی کو معلوم ہے میں نے عصر کی پڑھی ہے؟ لوگوں نے عرض کی، نہیں پڑھی، مؤذن کو حکم فرمایا: اُس

(پ ۳۰، الماعون:۵) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کا وقت گزار کر پڑھتے ہیں۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب فی من یؤخر الصلاۃ عن وقتھا، الحدیث ۱۸۲۳، ج ۲، ص ۸۰)

حضرت سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد بزرگوار سے پوچھا: آپ کا اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان: اَلَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ. ترجمۂ کنز الایمان: جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ (پ: ۳۰، الماعون: ۵) کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ہم میں سے کون ہے جو نماز میں نہ بھولتا ہو؟ ہم میں سے کون ہے جو اپنے آپ سے باتیں نہ کرتا ہو؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد یہ نہیں بلکہ اس سے مراد وقت ضائع کر دینا ہے۔

(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند سعد بن ابی وقاص، الحدیث ۷۰۰، ج ۱، ص ۳۰۰)

وَیۡل کیا ہے؟ ویل سے مراد عذاب کی شدت ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ جہنم میں ایک وادی ہے، اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈال دیے جائیں تو اس کی گرمی کی شدت سے پگھل جائیں، یہ ان لوگوں کا ٹھکانا ہوگی جو نماز کو ہلکا جانتے ہیں یا وقت گزار کر پڑھتے ہیں مگر یہ کہ وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرلیں اور اپنی کوتاہیوں پر نادم ہوں۔

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس کی ایک نماز فوت ہوگئی اس کے اہل اور مال میں کمی ہوگئی۔ (صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب الوعید علی ترک الصلاۃ، الحدیث ۱۴۶۶، ج ۳، ص ۱۴)

مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے کسی عذر کے بغیر دو نمازوں کو (ایک وقت میں) جمع کیا بے شک وہ کبیرہ گناہوں کے دروازے پر آیا۔

(المستدرک، کتاب الامامۃ وصلاۃ ۔۔۔۔۔۔ الخ، باب الزجر عن الجمع ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۱۰۵۸، ج ۱، ص ۵۶۴)

مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس کی عصر کی نماز فوت ہوگئی گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔ (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب اثم من فاتتہ العصر، الحدیث ۵۵۲، ص ۴۵)

حضرت سیدنا ابن خزیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح میں یہ اضافہ کیا ہے: سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد وقت کا گزر جانا ہے۔

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: نمازوں میں سے ایک نماز ایسی بھی ہے کہ جس سے وہ فوت ہو جائے تو گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔

(سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العصر فی السفر، الحدیث: ۴۸۰، ص ۲۱۱۸)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بے شک یہ نماز یعنی عصر تم سے پہلی اُمتوں پر پیش کی گئی تو انھوں نے اسے ضائع کر دیا، لہٰذا آج تم میں سے جو اس کی حفاظت کریگا اس کے لئے دو اَجر ہیں اور اس نماز کے بعد ستارے ظاہر ہونے تک کوئی نماز نہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الاوقات التی نہی عن الصلاۃ ۔۔۔۔۔۔ الخ الحدیث ۱۹۲۷، ص ۸۰۷) ←

نے اقامت کہی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عصر کی پڑھی پھر مغرب کا اعادہ کیا۔(2)

حدیث ۳: طبرانی و بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرمایا: جو شخص کسی نماز کو بھول جائے اور یاد اُس وقت آئے کہ امام کے ساتھ ہو تو پوری کر لے پھر بھولی ہوئی پڑھے پھر اُسے پڑھے جس کو امام کے ساتھ پڑھا۔(3)

حدیث ۴: صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو نماز سے سو جائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے کہ وہی اُس کا وقت ہے۔(4)

صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے نمازِ عصر ترک کی تو اس کا عمل برباد ہو گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب من ترک العصر، الحدیث ۵۵۳، ص ۴۵)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے نمازِ عصر جان بوجھ کر چھوڑی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئی تو اس کا عمل ضائع ہو گیا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث بریدۃ الاسلمی، الحدیث ۲۳۱۰۷، ج ۹، ص ۳۱، بتغیر قلیل)

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے نمازِ عصر میں بلا عذر تاخیر کی یہاں تک کہ سورج چھپ گیا تو اس کا عمل برباد ہو گیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلاۃ، باب فی التفریط فی الصلاۃ، الحدیث ۸/ ۲، ج ۱، ص ۳۷۷)

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تم میں سے کسی کے اہل اور مال میں کمی کر دی جائے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ اس کی نمازِ عصر فوت ہو جائے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب وقت صلاۃ العصر، الحدیث ۱۷۱۵، ج ۲، ص ۵۰)

شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے جان بوجھ کر نمازِ عصر میں اتنی تاخیر کی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، المسند عبداللہ بن عمر الخ، الحدیث ۵۴۶۸، ج ۲، ص ۳۶۸)

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس کی نماز فوت ہو گئی تو گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب کراھیۃ تاخیر العصر، الحدیث: ۲۰۹۵، ج ۱، ص ۶۵۳)

(2) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث أبی جمعہ حبیب بن سباع، الحدیث: ۱۶۹۷۲، ج ۶، ص ۴۲

(3) المعجم الاوسط، باب المیم، الحدیث: ۵۱۳۲، ج ۴، ص ۳۸

(4) صحیح مسلم، کتاب المساجد الخ، باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ الخ، الحدیث: ۳۱۵۔(۶۸۴)، ص ۳۴۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اس طرح کہ یونہی لیٹا سونے کا ارادہ نہ تھا کہ آنکھ لگ گئی وقت نماز گزر جانے پر آنکھ کھلی تو معذور ہے لیکن اگر جان بوجھ کر بغیر نماز پڑھے ←

حدیث ۵: صحیح مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سوتے میں (اگر نماز جاتی رہی) تو قصور نہیں، قصور تو بیداری میں ہے۔(5)

مسئلہ ۱: بلا عذرِ شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے، اُس پر فرض ہے کہ اُس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے، توبہ یا حج مقبول سے گناہِ تاخیر معاف ہو جائے گا۔(6)

مسئلہ ۲: توبہ جب ہی صحیح ہے کہ قضا پڑھ لے۔ اُس کو تو ادا نہ کرے، توبہ کیے جائے، یہ توبہ نہیں کہ وہ نماز جو اس کے ذمہ تھی اس کا نہ پڑھنا تو اب بھی باقی ہے اور جب گناہ سے باز نہ آیا، توبہ کہاں ہوئی۔ (7) حدیث میں فرمایا: گناہ پر قائم رہ کر استغفار کرنے والا اس کے مثل ہے جو اپنے رب (عزوجل) سے ٹھٹھا (مذاق) کرتا ہے۔(8)

مسئلہ ۳: دشمن کا خوف نماز قضا کر دینے کے لیے عذر ہے، مثلاً مسافر کو چور اور ڈاکوؤں کا صحیح اندیشہ ہے تو اس کی وجہ سے وقتی نماز قضا کر سکتا ہے بشرطیکہ کسی طرح نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اور اگر سوار ہے اور سواری پر پڑھ سکتا ہے اگرچہ چلنے ہی کی حالت میں یا بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے تو عذر نہ ہوا۔ یوہیں اگر قبلہ کو موںھ کرتا ہے تو دشمن کا سامنا ہوتا ہے تو

سو گیا یا رات کو بلا عذر دیر سے سویا جس سے فجر کے وقت آنکھ نہ کھلی تو مجرم ہے۔ رب تعالٰی نیت و ارادہ کو جانتا ہے، اسی لئے بعد نماز عشاء جلد سو جانے کا حکم ہے لہٰذا اس حدیث سے آج کل کے فاسق نماز سے بے پرواہ دلیل نہیں پکڑ سکتے۔

۲۔ یعنی جیسے روزہ رہ جانے میں کبھی کفارہ پڑ جاتا ہے اور جیسے کبھی ارکان حج چھوٹ جانے پر کفارہ لازم آتا ہے ایسے نماز میں نہ ہوگا اس میں صرف قضاء ہے۔ اِذَا ذَکَرَ سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ چھوٹی ہوئی نماز اگر قطعًا یاد ہی نہ آئے تو آدمی گنہگار نہیں۔ دوسرے یہ کہ یاد آ جانے پر دیر نہ لگائے فورًا قضا ادا کرے اب دیر لگانا گناہ ہے کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں تمام عبادات کا یہی حال ہے۔ خیال رہے کہ یہاں صرف ذکر اور یاد آ جانے کا تذکرہ فرمایا یہ بیداری کا ذکر نہ ہوا کیونکہ قضاء یاد آنے سے واجب ہوتی ہے نہ کہ محض جاگنے سے اگر جاگنے پر یاد نہ آئے قضا نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۶۶)

(5) صحیح مسلم، کتاب المساجد الخ، باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ الخ، الحدیث: ۶۸۱، ص ۳۴۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اگر نماز کے وقت اتفاقًا آنکھ نہ کھلے اور نماز قضا ہو جائے تو گناہ نہیں۔ گناہ اس میں ہے کہ انسان جاگتا رہے اور دانستہ نماز قضا کر دے۔ خیال رہے کہ اگر وقت پر آنکھ نہ کھلنا اپنی کوتاہی کی وجہ سے ہو تو گناہ ہے جیسے رات کو بلا وجہ دیر میں سونا جس سے دن چڑھے آنکھ کھلے یقینًا جرم ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۶۷)

(6) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۲۶

(7) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۲۷

(8) شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، الحدیث: ۷۱۷۸، ج ۵، ص ۴۳۶

جس طرح بن پڑے پڑھ لے ہو جائے گی ورنہ نماز قضا کرنے کا گناہ ہوا۔(9)

مسئلہ ۴: جنائی (دائی) نماز پڑھے گی تو بچہ کے مرجانے کا اندیشہ ہے نماز قضا کرنے کے لیے یہ عذر ہے۔ بچہ کا سر باہر آ گیا اور نفاس سے پیشتر وقت ختم ہو جائے گا تو اس حالت میں بھی اس کی ماں پر نماز پڑھنا فرض ہے نہ پڑھے گی گنہگار ہوگی، کسی برتن میں بچہ کا سر رکھ کر جس سے اس کو صدمہ نہ پہنچے نماز پڑھے مگر اس ترکیب سے پڑھنے میں بھی بچہ کے مرجانے کا اندیشہ ہو تو تاخیر معاف ہے بعد نفاس اس نماز کی قضا پڑھے۔(10)

مسئلہ ۵: جس چیز کا بندوں پر حکم ہے اسے وقت میں بجالانے کو ادا کہتے ہیں اور وقت کے بعد عمل میں لانا قضا ہے اور اگر اس حکم کے بجالانے میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو دوبارہ وہ خرابی دفعہ کرنے کے لیے کرنا اعادہ ہے۔(11)

مسئلہ ۶: وقت میں اگر تحریمہ باندھ لیا تو نماز قضا نہ ہوئی بلکہ ادا ہے۔(12) مگر نماز فجر و جمعہ وعیدین کہ ان میں سلام سے پہلے بھی اگر وقت نکل گیا نماز جاتی رہی۔

مسئلہ ۷: سوتے میں یا بھولے سے نماز قضا ہوگئی تو اس کی قضا پڑھنی فرض ہے، البتہ قضا کا گناہ اس پر نہیں مگر بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اُسی وقت پڑھ لے تاخیر مکروہ ہے، کہ حدیث میں ارشاد فرمایا: جو نماز سے بھول جائے یا سو جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے کہ وہی اس کا وقت ہے۔(13) مگر دخول وقت کے بعد سو گیا پھر وقت نکل گیا تو قطعاً گنہگار ہوا جب کہ جاگنے پر صحیح اعتماد یا جگانے والا موجود نہ ہو بلکہ فجر میں دخول وقت سے پہلے بھی سونے کی اجازت نہیں ہو سکتی جب کہ اکثر حصہ رات کا جاگنے میں گزرا اور ظن ہے کہ اب سو گیا تو وقت میں آنکھ نہ کھلے گی۔

مسئلہ ۸: کوئی سو رہا ہے یا نماز پڑھنا بھول گیا تو جسے معلوم ہو اس پر واجب ہے کہ سوتے کو جگا دے اور بھولے ہوئے کو یاد دلا دے۔(14)

مسئلہ ۹: جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بلا ضرورت شرعیہ اُسے رات میں دیر تک جاگنا ممنوع

---

(9) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۲۷

(10) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۲۷

(11) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۲۷۔ ۶۳۲

(12) المرجع السابق، ص ۶۲۸

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۱، وغیرہ

(14) ردالمحتار

ہے۔(15)

مسئلہ ۱۰: فرض کی قضا فرض ہے اور واجب کی قضا واجب اور سنت کی قضا سنت یعنی وہ سنتیں جن کی قضا ہے مثلاً فجر کی سنتیں جبکہ فرض بھی فوت ہوگیا ہو اور ظہر کی پہلی سنتیں جب کہ ظہر کا وقت باقی ہو۔(16)

مسئلہ ۱۱: قضا کے لیے کوئی وقت معین نہیں عمر میں جب پڑھے گا بریٔ الذمہ ہو جائے گا مگر طلوع و غروب اور زوال کے وقت کہ ان وقتوں میں نماز جائز نہیں۔(17)

مسئلہ ۱۲: مجنون کی حالت جنون جو نمازیں فوت ہوئیں اچھے ہونے کے بعد ان کی قضا واجب نہیں جبکہ جنون نماز کے چھ وقت کامل تک برابر رہا ہو۔(18)

مسئلہ ۱۳: جو شخص معاذ اللہ مرتد ہوگیا پھر اسلام لایا تو زمانۂ ارتداد کی نمازوں کی قضا نہیں اور مرتد ہونے سے پہلے زمانۂ اسلام میں جو نمازیں جاتی رہی تھیں ان کی قضا واجب ہے۔(19)

مسئلہ ۱۴: دارالحرب میں کوئی شخص مسلمان ہوا اور احکام شرعیہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہا کی اس کو اطلاع نہ ہوئی تو جب تک وہاں رہا ان دِنوں کی قضا اس پر واجب نہیں اور جب دارالاسلام میں آگیا تو اب جو نماز قضا ہوگی اسے پڑھنا فرض ہے کہ دارالاسلام میں احکام کا نہ جاننا عذر نہیں اور کسی ایک شخص نے بھی اسے نماز فرض ہونے کی اطلاع دے دی اگرچہ فاسق یا بچہ یا عورت یا غلام نے تو اب جتنی نہ پڑھے گا ان کی قضا واجب ہے، دارالاسلام میں مسلمان ہوا تو جو نماز فوت ہوئی اس کی قضا واجب ہے اگرچہ کہے کہ مجھے اس کا علم نہ تھا۔(20)

مسئلہ ۱۵: ایسا مریض کہ اشارہ سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا اگر یہ حالت پورے چھ وقت تک رہی تو اس حالت میں جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں۔(21)

مسئلہ ۱۶: جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی، مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار

(15) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی طلوع الشمس من مغربھا، ج۲، ص ۳۳

(16) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف الاعادۃ، ج۲، ص ۶۳۳

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول فی المواقیت وما یتصل بھا، الفصل الثالث، ج۱، ص ۵۲

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج۱، ص ۱۲۱

(19) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان بالختمات والتھالیل، ج۲، ص ۶۴۷

(20) المرجع السابق

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج۱، ص ۱۲۱

رکعت ہے اگرچہ سفر میں پڑھے۔ البتہ قضا پڑھنے کے وقت کوئی عذر ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا، مثلاً جس وقت فوت ہوئی تھی اس وقت کھڑا ہو کر پڑھ سکتا تھا اور اب قیام نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر پڑھے یا اس وقت اشارہ ہی سے پڑھ سکتا ہے تو اشارے سے پڑھے اور صحت کے بعد اس کا اعادہ نہیں۔(22)

مسئلہ ۱۷: لڑکی نماز عشا پڑھ کر یا بے پڑھے سوئی آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ پہلا حیض آیا تو اس پر وہ عشا فرض نہیں اور اگر احتلام سے بالغ ہوئی تو اس کا حکم وہ ہے جو لڑکے کا ہے، پو پھٹنے (صبح صادق ہونے) سے پہلے آنکھ کھلی تو اُس وقت کی نماز فرض ہے اگرچہ پڑھ کر سوئی اور پو پھٹنے کے بعد آنکھ کھلی تو عشا کا اعادہ کرے اور عمر سے بالغ ہوئی یعنی اس کی عمر پورے پندرہ سال کی ہوگئی تو جس وقت پورے پندرہ سال کی ہوئی اس وقت کی نماز اس پر فرض ہے اگرچہ پہلے پڑھ چکی ہو۔(23)

مسئلہ ۱۸: پانچوں فرضوں میں باہم اور فرض و وتر میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا پھر وتر پڑھے، خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا بعض قضا، مثلاً ظہر کی قضا ہوگئی تو فرض ہے کہ اسے پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر قضا ہوگیا تو اُسے پڑھ کر فجر پڑھے اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا وتر کی پڑھ لی تو ناجائز ہے۔(24)

---

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي عشرفي قضاء الفوائت، ج۱،ص۱۲۱

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج۲،ص۶۵۰

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي عشرفي قضاء الفوائت، ج۱،ص۱۲۱، وغیرہ

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي عشرفي قضاء الفوائت، ج۱،ص۱۲۱، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

جو صاحب ترتیب نہیں اسے قضا نماز بھی خطبہ کے وقت ادا کرنی جائز نہیں کہ بعد کو بھی پڑھ سکتا ہے اور صاحب ترتیب کو وقتی نماز سے پہلے قضا کا ادا کرنا ضرور، ورنہ وقتی بھی نہ ہوگی، ایسے شخص نے اگر ابھی قضائے فجر ادا نہ کی اور خطبہ شروع ہوگیا تو اسے قضا پڑھنے سے ممانعت نہیں بلکہ ضرور ولازم ہے ورنہ جمعہ بھی نہ ہوگا، ہاں بلا عذر شرعی اتنی دیر لگائی کہ خاص خطبہ کے وقت پڑھنی پڑے اسے بھی جائز نہیں۔

لتادیہ الی ترک الاستماع وھو فی نفسہ محظور وکل ما ادی الی محظور محظور۔ کیونکہ اس میں خطبہ کا عدم سماع لازم آرہا ہے جو فی نفسہ ممنوع ہے اور ہر وہ شیئ جو ممنوع تک پہنچائے ممنوع ہوتی ہے۔(ت)

درمختار میں ہے:

اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام الی تمامھا خلا قضا فائتۃ لم یسقط الترتیب بینھا وبین الوقتیۃ فانھا لا تکرہ ۲؎

جب امام جمعہ آجائے تو اتمام جمعہ تک نہ نماز ہے نہ کلام، البتہ فوت شدہ نماز کی قضا مکروہ نہیں کیونکہ فوت شدہ اور وقتی نماز کے درمیان ←

مسئلہ ۱۹: اگر وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور قضائیں سب پڑھ لے تو وقتی اور قضا نمازوں میں جس کی گنجائش ہو پڑھے باقی میں ترتیب ساقط ہے، مثلاً نماز عشا و وتر قضا ہو گئے اور فجر کے وقت میں پانچ رکعت کی گنجائش ہے تو وتر و فجر پڑھے اور چھ رکعت کی وسعت ہے تو عشا و فجر پڑھے۔(25)

مسئلہ ۲۰: ترتیب کے لیے مطلق وقت کا اعتبار ہے، مستحب وقت ہونے کی ضرورت نہیں تو جس کی ظہر کی نماز قضا ہو گئی اور آفتاب زرد ہونے سے پہلے ظہر سے فارغ نہیں ہو سکتا مگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے دونوں پڑھ سکتا ہے تو ظہر پڑھے پھر عصر۔(26)

مسئلہ ۲۱: اگر وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ مختصر طور پر پڑھے تو دونوں پڑھ سکتا ہے اور عمدہ طریقہ سے پڑھے تو دونوں نمازوں کی گنجائش نہیں تو اس صورت میں بھی ترتیب فرض ہے اور بقدر جواز جہاں تک اختصار کر سکتا ہے کرے۔(27)

مسئلہ ۲۲: وقت کی تنگی سے ترتیب ساقط ہونا اس وقت ہے کہ شروع کرتے وقت وقت تنگ ہو، اگر شروع کرتے وقت گنجائش تھی اور یہ یاد تھا کہ اس وقت سے پیشتر کی نماز قضا ہو گئی ہے اور نماز میں طول دیا کہ اب وقت تنگ ہو گیا تو یہ نماز نہ ہوگی ہاں اگر توڑ کر پھر سے پڑھے تو ہو جائے گی اور اگر قضا نماز یاد نہ تھی اور وقتی نماز میں طول دیا کہ وقت تنگ ہو گیا اب یاد آئی تو ہو گئی قطع نہ کرے۔(28)

ترتیب ساقط نہیں ہوئی تھی۔(ت)(۲؎ درمختار باب الجمعہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۱۳)

سراج وغیرہ میں ہے:

لضرورة صحة الجمعة والالا۱؎ (جمعہ کی صحت کے پیش نظر ہے ورنہ نہیں۔ت)(۱؎ سراج الوہاج)

ردالمحتار میں ہے:

قوله فانها لا تكره (بل يجب فعلها قوله والا لا) اى وان سقط الترتيب تكره ۲؎ ۔ انتهى والله تعالى اعلم۔

(۲؎ ردالمحتار باب الجمعہ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۶۰۲)

ماتن کا قول کیونکہ اس میں کراہت نہیں بلکہ اس کا کرنا واجب ہے (ورنہ نہیں) یعنی اگر ترتیب ساقط ہو چکی ہو تو کراہت لازم آئے گی انتہی۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۱۴۱۔ ۱۴۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(25) شرح الوقاية، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج۱، ص ۲۱۷

(26) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الاعادة، ج ۲، ص ۶۳۴

(27) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، ج۱، ص ۱۲۲

(28) المرجع السابق

مسئلہ ۲۳: وقت تنگ ہونے نہ ہونے میں اس کے گمان کا اعتبار نہیں بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ حقیقتاً وقت تنگ تھا یا نہیں مثلاً جس کی نمازِ عشا قضا ہوگئی اور فجر کا وقت تنگ ہونا گمان کر کے فجر کی پڑھ لی پھر یہ معلوم ہوا کہ وقت تنگ نہ تھا تو نمازِ فجر نہ ہوئی اب اگر دونوں کی گنجائش ہو تو عشا پڑھ کر پھر فجر پڑھے، ورنہ فجر پڑھ لے اگر دوبارہ پھر غلطی معلوم ہوئی تو وہی حکم ہے یعنی دونوں پڑھ سکتا ہے تو دونوں پڑھے ورنہ صرف فجر پھر پڑھے اور اگر فجر کا اعادہ نہ کیا، عشا پڑھنے لگا اور بقدر تشہد بیٹھنے نہ پایا تھا کہ آفتاب نکل آیا تو فجر کی نماز جو پڑھی تھی ہوگئی۔ یوہیں اگر فجر کی نماز قضا ہوگئی اور ظہر کے وقت میں دونوں نمازوں کی گنجائش اس کے گمان میں نہیں ہے اور ظہر پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ گنجائش ہے تو ظہر نہ ہوئی، فجر پڑھ کر ظہر پڑھے یہاں تک کہ اگر فجر پڑھ کر ظہر کی ایک رکعت پڑھ سکتا ہے تو فجر پڑھ کر ظہر شروع کرے۔ (29)

مسئلہ ۲۴: جمعہ کے دن فجر کی نماز قضا ہوگئی اگر فجر پڑھ کر جمعہ میں شریک ہوسکتا ہے تو فرض ہے کہ پہلے فجر پڑھے اگرچہ خطبہ ہوتا ہو اور اگر جمعہ نہ ملے گا مگر ظہر کا وقت باقی رہے گا جب بھی فجر پڑھ کر ظہر پڑھے اور اگر ایسا ہے کہ فجر پڑھنے میں جمعہ بھی جاتا رہے گا اور جمعہ کے ساتھ وقت بھی ختم ہو جائے گا تو جمعہ پڑھ لے پھر فجر پڑھے اس صورت میں ترتیب ساقط ہے۔ (30)

مسئلہ ۲۵: اگر وقت کی تنگی کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی اور وقتی نماز پڑھ رہا تھا کہ اثنائے نماز میں وقت ختم ہوگیا تو ترتیب عود نہ کرے گی یعنی وقتی نماز ہوگئی۔ (31) مگر فجر و جمعہ میں کہ وقت نکل جانے سے یہ خود ہی نہیں ہوئیں۔

مسئلہ ۲۶: قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وقتیہ ہوگئی اور پڑھنے میں یاد آئی تو گئی۔ (32)

مسئلہ ۲۷: اپنے کو باوضو گمان کر کے ظہر پڑھی پھر وضو کر کے عصر پڑھی پھر معلوم ہوا کہ ظہر میں وضو نہ تھا تو عصر کی ہوگئی صرف ظہر کا اعادہ کرے۔ (33)

مسئلہ ۲۸: فجر کی نماز قضا ہوگئی اور یاد ہوتے ہوئے ظہر کی پڑھ لی پھر فجر کی پڑھی تو ظہر کی نہ ہوئی، عصر پڑھتے وقت ظہر کی یاد تھی مگر اپنے گمان میں ظہر کو جائز سمجھا تھا تو عصر کی ہوگئی غرض یہ ہے کہ فرضیت ترتیب سے جو ناواقف ہے

(29) المرجع السابق

(30) المرجع السابق

(31) المرجع السابق، ص ۱۲۳

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی عشر في قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۲

(33) المرجع السابق

اس کا حکم بھولنے والے کی مثل ہے کہ اس کی نماز ہو جائے گی۔(34)

مسئلہ ۲۹: چھ نمازیں جس کی قضا ہوگئیں کہ چھٹی کا وقت ختم ہو گیا اس پر ترتیب فرض نہیں، اب اگرچہ باوجود وقت کی گنجائش اور یاد کے وقتی پڑھے گا ہو جائے گی خواہ وہ سب ایک ساتھ قضا ہوئیں مثلاً ایک دم سے چھ وقتوں کی نہ پڑھیں یا متفرق طور پر قضا ہوئیں مثلاً چھ دن فجر کی نماز نہ پڑھی اور باقی نمازیں پڑھتا رہا مگر ان کے پڑھتے وقت وہ قضائیں بھولا ہوا تھا خواہ وہ سب پرانی ہوں یا بعض نئی بعض پرانی مثلاً ایک مہینہ کی نماز نہ پڑھی پھر پڑھنی شروع کی پھر ایک وقت کی قضا ہوگئی تو اس کے بعد کی نماز ہو جائے گی اگرچہ اس کا قضا ہونا یاد ہو۔(35)

---

(34) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۳۹

(35) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف الاعادۃ، ج ۲، ص ۶۴۷

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ان میں جو نماز چاہے پہلے ادا کرے جو چاہے پیچھے کہ قضا نمازیں جب پانچ فرضوں سے زائد ہو جاتی ہیں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے یعنی باہم ان میں بھی ہر ایک کی تقدیم وتاخیر کا اختیار ہوتا ہے اور ان میں اور وقتی نماز میں بھی رعایت ترتیب کی حاجت نہیں رہتی پھر ان نمازوں کے حق میں ترتیب نہ باہمی نہ بلحاظ وقتی کوئی کبھی عود نہیں کرتی اگرچہ ادا کرتے کرتے چھ سے کم رہ جائیں مثلاً اب اسی صورت میں زید پر پانچ دن کی پچیس نمازیں ہیں جب دو ہی رہ جائیں گی تو بھی اسے اختیار ہے کہ اس کی ادا سے پہلے وقتیہ نماز پڑھ لے، ہاں اصح مذہب پر اتنا لحاظ ضرور ہے کہ نماز نیت میں معین مشخص ہو جائے ھوالاحوط من التصحیحین (دونوں تصحیحوں میں احوط یہ ہے۔ت) مثلاً دس (۱۰) فجریں قضا ہیں تو یوں گول نیت نہ کرے کہ فجر کی نماز کہ اس پر ایک فجر تو نہیں جو اسی قدر بس ہو بلکہ تعیین کرے کہ فلاں تاریخ کی فجر، مگر یہ کسے یاد رہتا ہے اور ہو بھی تو اس کا خیال حرج سے خالی نہیں لہٰذا اس کی سہل تدبیر یہ نیت ہے کہ پہلی فجر جس کی قضا مجھ پر ہے، جب ایک پڑھ چکے پھر یوں ہی پہلی فجر کی نیت کرے کہ ایک تو پڑھ لی اس کی قضا اس پر نہ رہی نو (۹) کی ہے اب ان میں کی پہلی نیت میں آئے گی یونہی اخیر تک نیت کی جائے، اسی طرح باقی سب نمازوں میں کہے اور جس سے ترتیب ساقط ہو، جیسے یہی دس یا چھ فجر کی قضا والا پہلی کی جگہ پچھلی بھی کہہ سکتا ہے نیچے سے اوپر کو ادا ہوتی چلی جائے گی،

ردالمحتار میں ہے:

لایلزم الترتیب بین الفائتۃ والوقتیۃ ولا بین الفوائت اذا کانت الفوائت ستا کذا فی النھر ا ۔

جب فوت شدہ نمازیں چھ ہو جائیں تو فوت شدہ نمازوں کے درمیان اور فوت شدہ اور وقتی نمازوں کے درمیاں ترتیب لازم نہیں رہتی، جیسا کہ نہر میں ہے (ت) (ا ۔ ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۳۸)

درمختار میں ہے:

ولا یعود لزوم الترتیب بعد سقوطہ بکثرتھا، ای الفوائت بعود الفوائت الی القلۃ بسبب القضاء ←

مسئلہ ۳۰: جب چھ نمازیں قضا ہونے کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی تو ان میں سے اگر بعض پڑھ لی کہ چھ سے کم رہ گئیں تو وہ ترتیب عود نہ کرے گی یعنی ان میں سے اگر دو باقی ہوں تو باوجود یاد کے وقتی نماز ہو جائے گی البتہ اگر سب قضائیں پڑھ لیں تو اب پھر صاحب ترتیب ہوگیا کہ اب اگر کوئی نماز قضا ہوگی تو بشرائط سابق اسے پڑھ کر وقتی پڑھے ورنہ نہ ہوگی۔(36)

مسئلہ ۳۱: یوہیں اگر بھولنے یا تنگی وقت کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی تو وہ بھی عود نہ کرے گی مثلاً بھول کر نماز پڑھ لی اب یاد آیا تو نماز کا اعادہ نہیں اگرچہ وقت میں بہت کچھ گنجائش ہو۔(37)

مسئلہ ۳۲: باوجود یاد اور گنجائش وقت کے وقتی نماز کی نسبت جو کہا گیا کہ نہ ہوگی اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز موقوف ہے اگر وقتی پڑھتا گیا اور قضا رہنے دی تو جب دونوں مل کر چھ ہو جائیں گی یعنی چھٹی کا وقت ختم ہو جائے گا تو سب صحیح ہوگئیں اور اگر اس درمیان میں قضا پڑھ لی تو سب گئیں یعنی نفل ہوگئیں سب کو پھر سے پڑھے۔(38)

مسئلہ ۳۳: بعض نماز پڑھتے وقت قضا یاد تھی اور بعض میں یاد نہ رہی تو جن میں قضا یاد ہے ان میں پانچویں کا وقت ختم ہو جائے یعنی قضا سمیت چھٹی کا وقت ہو جائے تو اب سب ہوگئیں اور جن کے ادا کرتے وقت قضا کی یاد نہ تھی ان کا اعتبار نہیں۔(39)

لبعضها علی المعتمد، لان الساقط لایعود ۲۔

اکثر فوت شدہ نمازوں کو قضا کر لینے پر ترتیب لوٹ نہیں آتی یعنی اگر فوت شدہ نمازیں کثیر تھیں ان میں سے اکثر قضا کرلیں اور باقی تھوڑی رہ گئیں تو معتمد قول کے مطابق ترتیب نہیں لوٹتی، کیونکہ ساقط لوٹ کر نہیں آتا۔(ت)

(۲؎ درمختار باب قضاء الفوائت مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۰۱)

اسی میں ہے:

یعین ظہر یوم کذا علی المعتمد والاسھل نیتہ اول ظہر علیہ اواخر ظہر ۳؎ الخ وتمامہ فی ردالمحتار. واللہ تعالی اعلم (۳؎ درمختار باب شروط الصلوۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۶۷)

معتمد قول کے مطابق اس بات کا تعین کیا جائے کہ فلاں دن کی ظہر ہے، اور سب سے آسان یہ ہے کہ اول ظہر یا آخر ظہر کی نیت کرلی جائے۔ اس کی تمام تفصیل ردالمحتار میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۱۴۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(36) المرجع السابق، ص ۶۴۰

(37) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۴۰

(38) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۴۱

(39) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف الاعادۃ، ج ۲، ص ۶۴۲

مسئلہ ۳۴: عورت کی ایک نماز قضا ہوئی اس کے بعد حیض آ گیا تو حیض سے پاک ہو کر پہلے قضا پڑھ لے پھر وقتی پڑھے، اگر قضا یاد ہوتے ہوئے وقتی پڑھے گی نہ ہوگی جب کہ وقت میں گنجائش ہو۔(40)

مسئلہ ۳۵: جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اگرچہ ان کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کی خورد ونوش اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے تو کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں قضا پڑھتا رہے یہاں تک کہ پوری ہو جائیں۔(41)

---

(40) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج۱،ص ۱۲۴

(41) قضا نمازیں کیسے ادا کرے؟

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں فرماتے ہیں:

قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں۔ (رد المحتار علی درمختار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی بطلان الوصیۃ ۔۔۔۔۔۔الخ، ج ۲،ص ۶۴۶) نہ معلوم کس وقت موت آ جائے، کیا مشکل ہے ایک دن کی بیس رکعت ہوتی ہیں (یعنی فجر کے فرضوں کی دو رکعت اور ظہر کی چار اور عصر کی چار اور مغرب کی تین اور عشاء کی سات رکعت یعنی چار فرض تین وتر) ان نمازوں کو سوائے طلوع وغروب وزوال کے (کہ اس وقت سجدہ حرام ہے) (رد المحتار علی درمختار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی تعریف الاعادۃ، ج ۲،ص ۶۳۴) ہر وقت ادا کر سکتا ہے اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کر لے، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب، پھر عشاء کی یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے اور ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ (یعنی اندازہ) میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدرِ طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کر لے، کاہلی نہ کرے۔ جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ نیت ان نمازوں کی اس طرح ہو مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے پہلے جو فجر مجھ سے قضا ہوئی۔ ہر دفعہ یہی کہے، یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرے جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں۔

قضا نمازیں ادا کرنے کا آسان طریقہ

اس کے لئے صورت تخفیف (یعنی آسانی) اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے اَلْحَمد شریف کے تین بار سُبحٰن اللہ کہے، اگر ایک بار بھی کہہ لے گا، تو فرض ادا ہو جائے گا نیز تسبیحاتِ رکوع وسجود میں صرف ایک ایک بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ لینا کافی ہے۔ تشہد کے بعد دونوں درود شریف کے بجائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وتروں میں بجائے دعائے قنوت رَبِّ اغْفِرْلِی کہنا کافی ہے۔ طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل، نماز ادا کر سکتا ہے۔ اس سے پہلے یا اس سے بعد ناجائز ہے۔ ہر ایسا شخص جس کے ذمہ نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں۔

نیت صاف منزل آسان

(اسی سلسلے میں ارشاد فرمایا) اگر کسی شخص کے ذمے تیس یا چالیس سال کی نمازیں ہیں واجب الادا، اُس نے اپنے ان ضروری ←

مسئلہ ۳۶: قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انھیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضائیں پڑھے کہ بری الذمہ ہو جائے البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔(42)

مسئلہ ۳۷: منت کی نماز میں کسی خاص وقت یا دن کی قید لگائی تو اسی وقت یا دن میں پڑھنی واجب ہے ورنہ قضا ہوجائے گی اور اگر وقت یا دن معین نہیں تو گنجائش ہے۔(43)

مسئلہ ۳۸: کسی شخص کی ایک نماز قضا ہوگئی اور یہ یاد نہیں کہ کونسی نماز تھی تو ایک دن کی نمازیں پڑھے۔ یوہیں اگر دو نمازیں دو دن میں قضا ہوئیں تو دونوں دنوں کی سب نمازیں پڑھے۔ یوہیں تین دن کی تین نمازیں اور پانچ دن کی پانچ نمازیں۔(44)

مسئلہ ۳۹: ایک دن عصر کی اور ایک دن ظہر کی قضا ہوگئی اور یہ یاد نہیں کہ پہلے دن کی کون نماز ہے تو جدھر طبیعت جمے اسے پہلی قرار دے اور کسی طرف دل نہیں جمتا تو جو چاہے پہلے پڑھے مگر دوسری پڑھنے کے بعد جو پہلے پڑھی ہے پھیرے اور بہتر یہ ہے کہ پہلے ظہر پڑھے پھر عصر پھر ظہر کا اعادہ اور اگر پہلے عصر پڑھی پھر ظہر پھر عصر کا اعادہ کیا تو بھی حرج نہیں۔(45)

کاموں کے علاوہ جن کے بغیر گزر نہیں کاروبار ترک کر کے پڑھنا شروع کیا اور پکا ارادہ کرلیا کہ کل نمازیں ادا کر کے آرام لوں گا اور فرض کیجئے اسی حالت میں ایک مہینہ یا ایک دن ہی کے بعد اس کا انتقال ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ کاملہ سے اس کی سب نمازیں ادا کردے گا۔ قَالَ اللہُ تَعَالٰی:

وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ

جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اُسے راستے میں موت آجائے تو اس کا ثواب اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) کے ذمہ کرم پر ثابت ہو چکا۔(پ ۵، النساء: ۱۰۰)

یہاں مطلق فرمایا، گھر سے اگر ایک ہی قدم نکالا اور موت نے آلیا تو پورا کام اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور کامل ثواب پائے گا۔ وہاں نیت دیکھتے ہیں، سارا دارومدار حسنِ نیت پر ہے۔ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ۱۲۶

(42) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان الوصیۃ بالختمات والتھالیل، ج ۲، ص ۶۴۶

خلیلِ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی علیہ رحمۃ الرحمٰن سُنّی بہشتی زیور، صفحہ 240 پر فرماتے ہیں: اور لَو لگائے رکھے کہ مولا عزوجل اپنے کرمِ خاص سے قضا نمازوں کے ضمن میں ان نوافل کا ثواب بھی اپنے خزائنِ غیب سے عطا فرمادے، جن کے اوقات میں یہ قضا نمازیں پڑھی گئیں۔ واللہ ذوالفضل العظیم۔ (سُنّی بہشتی زیور، نفل نمازوں کا بیان، ص ۲۴۰)

(43) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان الوصیۃ الخ، ج ۲، ص ۶۴۶

(44) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۴

(45) المرجع السابق

مسئلہ ۴۰: عصر کی نماز پڑھنے میں یاد آیا کہ نماز کا ایک سجدہ رہ گیا مگر یہ یاد نہیں کہ اسی نماز کا رہ گیا یا ظہر کا تو جدھر دل جمے اس پر عمل کرے اور کسی طرف نہ جمے تو عصر پوری کر کے آخر میں ایک سجدہ کر لے پھر ظہر کا اعادہ کرے پھر عصر کا اور اعادہ نہ کیا تو بھی حرج نہیں۔(46)

مسئلہ ۴۱: جس کی نمازیں قضا ہو گئیں اور انتقال ہو گیا تو اگر وصیّت کر گیا اور مال بھی چھوڑا تو اس کی تہائی سے ہر فرض و وتر کے بدلے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو تصدق کریں اور مال نہ چھوڑا اور ورثا فدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر مسکین پر تصدق کر کے اس کے قبضہ میں دیں اور مسکین اپنی طرف سے اسے ہبہ کر دے (تحفہ میں دیدے) اور یہ قبضہ بھی کر لے پھر یہ مسکین کو دے، یوہیں لوٹ پھیر کرتے رہیں یہاں تک کہ سب کا فدیہ ادا ہو جائے۔ اور اگر مال چھوڑا مگر وہ ناکافی ہے جب بھی یہی کریں اور اگر وصیّت نہ کی اور ولی اپنی طرف سے بطور احسان فدیہ دینا چاہے تو دے اور اگر مال کی تہائی بقدر کافی ہے اور وصیّت یہ کی کہ اس میں سے تھوڑا لے کر لوٹ پھیر کر کے فدیہ پورا کرلیں اور باقی کو ورثا یا اور کوئی لے لے تو گنہگار ہوا۔(47)

---

(46) المرجع السابق

(47) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب في اسقاط الصلاۃ عن المیت، ج ۲، ص ۶۴۳۔۶۴۴

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً بارہ برس ادنیٰ مدت بلوغ کی نکال کر ساٹھ برس کی نمازیں اس کے ذمہ تھیں سال کے دن تین سو پچپن ہیں تو ایک سال کی نمازوں کے فدیے دو ہزار ایک سو تیس ہوئے اور ساٹھ برس کے ایک لاکھ ستائیس ہزار آٹھ سو ایک نماز کا فدیہ گیہوں سے نصف صاع یعنی بریلی کی تول سے ایک سیر سات چھٹانک دو ماشے ساڑھے چھ رتی اور انگریزی سیر سے کہ اسی روپیہ بھر کا ہے پونے دو سیر اور پون چھٹانک اور بیسواں حصہ چھٹانک کا یعنی ایک سیر تیرہ چھٹانک پانچواں حصہ چھٹانک کا کم اس مقدار کو ۲۱۳۰ میں ضرب دیں تو سال بھر کی نمازوں کا کفارہ ہوا اور ۱۲۷۸۰۰ میں ضرب دیں تو ساٹھ سال کا، یہ تقریباً پونے پانچ ہزار من گیہوں ہوئے اس قدر دینے کی طاقت نہیں تو جتنے کی قدرت ہو اس قدر فقیر کو دے کر مالک کر دے قبضہ دلا دیں پھر فقیر اپنی طرف سے انھیں ہبہ کر دے یہ پھر دوبارہ نیت کفارہ اسے دے کر قبضہ دلا دیں وہ پھر انھیں ہبہ کر دے یہ سہ بارہ ایسا ہی کریں یہاں تک کہ یہ الٹ پھیر اس مقدار کو پہنچ جائے جتنے بڑی مقدار سے دور کریں گے جلد ختم ہو گا دور کے لئے یہ بھی کر سکتے ہیں کہ کسی سے مثلاً سو روپیہ کی تھیلی قرض لے کر وہ کفارے میں فقیر کو دیں اور یوں ہی الٹ پھیر کریں کہ روپے سے دور آسان ہوگا، اخیر میں فقیر کو کچھ دے کر راضی کریں۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

ان لم یکن له مال یستقرض نصف صاع ویعطیه المسکین ثم الوارث علی الوارث ثم الوارث علی المسکین ثم وثم حتی یتم لکل صلوٰۃ نصف صاع کما ذکرنا اھ وتفصیل الکلام فی فتاوٰنا۔ واللہ تعالٰی اعلم

←

مسئلہ ۴۲: میت نے ولی کو اپنے بدلے نماز پڑھنے کی وصیت کی اور ولی نے پڑھ بھی لی تو یہ ناکافی ہے۔ یوہیں اگر مرض کی حالت میں نماز کا فدیہ دیا تو ادا نہ ہوا۔ (48)

مسئلہ ۴۳: بعض ناواقف یوں فدیہ دیتے ہیں کہ نمازوں کے فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں قرآن مجید دیتے ہیں اس طرح کل فدیہ ادا نہیں ہوتا یہ محض بے اصل بات ہے بلکہ صرف اتنا ہی ادا ہوگا جس قیمت کا مصحف شریف ہے۔

مسئلہ ۴۴: شافعی المذہب کی نماز قضا ہوئی اس کے بعد حنفی ہوگیا تو حنفیوں کے طور پر قضا پڑھے۔ (49)

مسئلہ ۴۵: جس کی نمازوں میں نقصان و کراہت ہو وہ تمام عمر کی نمازیں پھیرے تو اچھی بات ہے اور کوئی خرابی نہ ہو تو نہ چاہیے اور کرے تو فجر و عصر کے بعد نہ پڑھے اور تمام رکعتیں بھری پڑھے اور وتر میں قنوت پڑھ کر تیسری کے بعد قعدہ کرے پھر ایک اور ملائے کہ چار ہو جائیں۔ (50)

مسئلہ ۴۶: قضائے عمری کہ شب قدر یا اخیر جمعۂ رمضان میں جماعت سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اسی ایک نماز سے ادا ہوگئیں، یہ باطل محض ہے۔

اگر میت کا مال نہیں تو نصف صاع قرض لے کر مسکین کو دیا جائے پھر وہ مسکین اسے وارث پر صدقہ کرتے جائیں یہاں تک کہ ہر نماز عوض نصف صاع ہو جائے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اھ۔

(اے فتاوی بزازیہ علی حامش الفتاوی الہندیہ التاسع عشر فی الفوائت مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۶۹)

اور تفصیلی گفتگو ہمارے فتاوی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۱۶۳۔۱۶۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(48) تنویر الابصار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۴۵

(49) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۴

(50) المرجع السابق

سجدۂ سہو کا بیان

حدیث ۱: حدیث میں ہے: ایک بار حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں پھر سلام کے بعد سجدۂ سہو کیا۔ اس حدیث کو ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

مسئلہ ۱: واجبات نماز میں جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلافی کے لیے سجدۂ سہو واجب ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات کے بعد دہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔(1)

مسئلہ ۲: اگر بغیر سلام پھیرے سجدے کر لیے کافی ہیں مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔(2)

مسئلہ ۳: قصداً واجب ترک کیا تو سجدۂ سہو سے وہ نقصان دفع نہ ہوگا بلکہ اعادہ واجب ہے۔ یوہیں اگر سہواً واجب ترک ہوا اور سجدۂ سہو نہ کیا جب بھی اعادہ واجب ہے۔(3)

---

(1) شرح الوقایۃ، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۱، ص۲۲۰
والدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۵۱، ۶۵۵

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السھو، ج۱، ص۱۲۵
والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۵۳

(3) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۵۵، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ایضاً درمختار میں ہے:

سجود السھو یجب بترك واجب سھوا فلا سجود فی العمود قیل الا فی اربع ۲۔

بھول کر ترک واجب میں سجدہ سہو ہوتا ہے لہٰذا قصداً ترک میں سجدہ سہو نہیں ہوگا، بعض کی رائے میں صرف چار مقامات پر عمداً ترک واجب میں سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے (ت) (۲۔ درمختار باب سجود السھو مجتبائی دہلی ۱/۱۰۲)

ردالمحتار میں ہے:

اشار الی ضعفہ تبعا لنور الایضاح لمخالفتہ للمشھور وقد ردہ العلامۃ قاسم بانہ لایعلم لہ اصل فی الروایۃ ولا وجہ فی الدرایۃ ۳۔ (۳۔ ردالمحتار باب سجود السھو دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۹۷)

نورالایضاح کی اتباع کرتے ہوئے انہوں نے اس کے ضعیف ہونے پر اشارہ کیا ہے کیونکہ یہ قول مشہور کے خلاف ہے، اور ←

مسئلہ ۴: کوئی ایسا واجب ترک ہوا جو واجباتِ نماز سے نہیں بلکہ اس کا وجوب امرِ خارج سے ہو تو سجدۂ سہو واجب نہیں مثلاً خلافِ ترتیب قرآن مجید پڑھنا ترک واجب ہے مگر موافق ترتیب پڑھنا واجباتِ تلاوت سے ہے واجباتِ نماز سے نہیں لہٰذا سجدۂ سہو نہیں۔(4)

مسئلہ ۵: فرض ترک ہو جانے سے نماز جاتی رہتی ہے سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی لہٰذا پھر پڑھے اور سنن و مستحبات مثلاً تعوذ، تسمیہ، ثنا، آمین، تکبیراتِ انتقالات، تسبیحات کے ترک سے بھی سجدۂ سہو نہیں بلکہ نماز ہوگئی۔(5) مگر اعادہ مستحب ہے سہواً ترک کیا ہو یا قصداً۔

مسئلہ ۶: سجدۂ سہو اس وقت واجب ہے کہ وقت میں گنجائش ہو اور اگر نہ ہو مثلاً نمازِ فجر میں سہو واقع ہوا اور پہلا سلام پھیرا اور سجدہ ابھی نہ کیا کہ آفتاب طلوع کر آیا تو سجدۂ سہو ساقط ہوگیا۔ یوہیں اگر قضا پڑھتا تھا اور سجدہ سے پہلے قرص آفتاب زرد ہوگیا سجدہ ساقط ہوگیا۔ جمعہ یا عید کا وقت جاتا رہے گا جب بھی یہی حکم ہے۔(6)

مسئلہ ۷: جو چیز مانع بنا ہے، مثلاً کلام وغیرہ منافی نماز، اگر سلام کے بعد پائی گئی تو اب سجدۂ سہو نہیں ہو سکتا۔(7)

مسئلہ ۸: سجدۂ سہو کا ساقط ہونا اگر اس کے فعل سے ہے تو اعادہ واجب ہے ورنہ نہیں۔(8)

علامہ قاسم نے اس کی یوں تردید کی ہے کہ اس قول کی روایت میں کوئی اصل معلوم نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی عقلی دلیل موجود ہے (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۱۰۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۵۵

(5) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۵۵
وغنیۃ المتملي، فصل في سجود السھو، ص ۴۵۵

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج ۱، ص ۱۲۵
وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۵۴

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج ۱، ص ۱۲۵
وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۵۴

(8) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۵۴

یہ علامہ شامی کی بحث ہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہم الاقدس نے حاشیۂ ردالمحتار میں یہ ثابت کیا کہ بہر حال اعادہ ہے۔

وھذا نصہ و الذی یظھر لی لزوم الاعادۃ مطلقا لان الصلوۃ وقعت ناقصۃ وقد وجب علیہ اکمالھا و کانت الیہ سبیلان متصل بالسجود و متراخ بالاعادۃ فان عجز عن احدھما ولو بلا صنعہ فلم یعجز عن الاخری و سیأثر العلامۃ المحشی عن النھر ان المقتدی اذا سھا دون امامہ فانہ لایسجد ومقتضی کلامھم ان ←

مسئلہ ۹: فرض ونفل دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نوافل میں بھی واجب ترک ہونے سے سجدۂ سہو واجب ہے۔ (9)

مسئلہ ۱۰: نفل کی دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں سہو ہوا پھر اسی پر بنا کر کے دو رکعتیں اور پڑھیں تو سجدۂ سہو کرے اور فرض میں سہو ہوا تھا اور اس پر قصداً نفل کی بنا کی تو سجدۂ سہو نہیں بلکہ فرض کا اعادہ کرے اور اگر اس فرض کے ساتھ سہواً نفل ملایا ہو مثلاً چار رکعت پر قعدہ کر کے کھڑا ہو گیا اور پانچویں کا سجدہ کر لیا تو ایک رکعت اور ملائے کہ یہ دو نفل ہو جائیں اور ان میں سجدۂ سہو کرے۔ (10)

مسئلہ ۱۱: سجدۂ سہو کے بعد بھی التحیات پڑھنا واجب ہے التحیات پڑھ کر سلام پھیرے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف بھی پڑھے۔ (11) اور یہ بھی اختیار ہے کہ پہلے قعدہ میں التحیات و درود پڑھے اور دوسرے میں صرف التحیات۔

مسئلہ ۱۲: سجدۂ سہو سے وہ پہلا قعدہ باطل نہ ہوا مگر پھر قعدہ کرنا واجب ہے اور اگر نماز کا کوئی سجدہ باقی رہ گیا تھا قعدہ کے بعد اس کو کیا یا سجدۂ تلاوت کیا تو وہ قعدہ جاتا رہا۔ اب پھر قعدہ فرض ہے کہ بغیر قعدہ نماز ختم کر دی تو نہ ہوئی اور پہلی صورت میں ہو جائے گی مگر واجب الاعادہ۔ (12)

مسئلہ ۱۳: ایک نماز میں چند واجب ترک ہوئے تو وہی دو سجدے سب کے لیے کافی ہیں۔ (13)

واجباتِ نماز کا مفصل بیان پیشتر ہو چکا ہے، مگر تفصیل احکام کے لیے اعادہ بہتر، واجب کی تاخیر رکن کی تقدیم یا تاخیر یا اس کو مکرر کرنا یا واجب میں تغیر یہ سب بھی ترک واجب ہیں۔

مسئلہ ۱۴: فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل و وتر کی کسی رکعت میں سورۂ الحمد کی ایک آیت بھی رہ گئی یا سورت سے پیشتر دو بار الحمد پڑھی یا سورت ملانا بھول گیا یا سورت کو فاتحہ پر مقدم کیا یا الحمد کے بعد ایک یا دو چھوٹی آیتیں پڑھ کر رکوع میں چلا گیا پھر یاد آیا اور لوٹا اور تین آیتیں پڑھ کر رکوع کیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب

یعین لتمکن الکراھۃ مع تعذر الجابر اھ فان ھذا التعذر ایضاً بغیر صنعہ وقد اقرہ المحشی وھو وان کان ثمہ سھوا من النھر والمحشی کما سیاتی ھنا لکن لاشک انہ مقتضی کلامھم ھنا

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السھو، ج۱، ص۱۲۶

(10) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۵۴

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السھو، ج۱، ص۱۲۵

(12) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۵۳، وغیرہ

(13) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۵۵، وغیرہ

ہے۔(14)

مسئلہ ۱۵: الحمد کے بعد سورت پڑھی اس کے بعد پھر الحمد پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ یوہیں فرض کی پچھلی رکعتوں میں فاتحہ کی تکرار سے مطلقاً سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر پہلی رکعتوں میں الحمد کا زیادہ حصہ پڑھ لیا تھا۔ پھر اعادہ کیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔(15)

مسئلہ ۱۶: الحمد پڑھنا بھول گیا اور سورت شروع کر دی اور بقدر ایک آیت کے پڑھ لی اب یاد آیا تو الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور سجدہ واجب ہے۔ یوہیں اگر سورت کے پڑھنے کے بعد یا رکوع میں یا رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا تو پھر الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور رکوع کا اعادہ کرے اور سجدۂ سہو کرے۔(16)

مسئلہ ۱۷: فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورت ملائی تو سجدۂ سہو نہیں اور قصداً ملائی جب بھی حرج نہیں مگر امام کو نہ چاہیے(A16)

---

(14) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج ۲، ص ۶۵۶

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج ۱، ص ۱۲۶

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج ۱، ص ۱۲۶

(16) المرجع السابق

(A16) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اگر قصداً بھی فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورت ملائی تو کچھ مضائقہ نہیں صرف خلاف اولیٰ ہے، بلکہ بعض ائمہ نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی۔ فقیر کے نزدیک ظاہراً یہ استحباب تنہا پڑھنے والے کے حق میں ہے امام کے لئے ضرور مکروہ ہے بلکہ مقتدیوں پر گراں گذرے تو حرام۔

درمختار میں ہے:

ضم سورة في الاوليين من الفرض وهل يكره في الاخريين المختار لا ا۔ ملخصا

فرض کی پہلی دو رکعات میں سورت کا ملانا، کیا آخری دو رکعتوں میں سورۃ ملانا مکروہ ہے؟ مختار قول کے مطابق مکروہ نہیں۔ ملخصاً (ت)

(ا۔ درمختار باب صفۃ الصلوٰۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۷۱)

ردالمحتار میں ہے:

اى لا يكره تحريما بل تنزيها لانه خلاف السنة قال في المنية وشرحها فان ضم السورة الى الفاتحة ساهيا يجب عليه سجدتا السهو في قول ابى يوسف لتاخير الركوع عن محله وفي اظهر الروايات لا يجب لان القراءة فيها مشروعة من غير تقدير والاقتصار على الفاتحة مسنون لا واجب اه

....

یعنی مکروہ تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے کیونکہ خلاف سنت ہے۔ منیہ اوراس کی شرح میں ہے اگر بھول کر فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملائی تو امام ابویوسف کے قول کے مطابق اس پر سجدہ سہو ہوگا کیونکہ رکوع اپنے مقام سے مؤخر ہوگیا ہے، اوراظہر روایات کے مطابق اس پر سجدہ سہو لازم نہیں کیونکہ ان آخری رکعتوں میں بغیر مقرر کرنے کے قرأت مشروع ہے اور فاتحہ پر اکتفا سنت ہے واجب نہیں اھ

وفی البحر عن فخر الاسلام ان السورۃ مشروعۃ فی الاخریین نفلا وفی الذخیرۃ انہ المختار وفی المحیط وھو الاصح اھ والظاہر ان المراد بقولہ نفلا الجواز ولامشروعۃ بمعنی عدم الحرمۃ فلاینافی کونہ خلاف الاولی کما افادہ فی الحلیۃ ۲؎ اھ مافی ردالمحتار

اور بحر میں فخر الاسلام سے ہے کہ آخری رکعات میں سورۃ ملانا نفلی طور پر مشروع ہے۔ اور ذخیرہ میں ہے کہ مختار ہے۔ اور محیط میں اسی کو اصح کہا ہے اھ اور نفل سے واضح طور پر یہاں مراد جواز ومشروعیت بمعنی عدم حرمت ہے پس یہ اس کے خلاف اولٰی ہونے کے منافی نہیں، جیسا کہ حلیہ میں ہے، ردالمحتار کی عبارت ختم ہوگئی۔ (۲؎ ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱ / ۳۴۸)

اقول لفظ الحلیۃ ثم الظاہر اباحتہا کیف لاوقد تقدم من حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ فی صحیح مسلم وغیرہ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یقرافی صلوۃ الظہر فی الرکعتین الاولیین قدر ثلثین اٰیۃ وفی الاخریین قدر خمسۃ عشرۃ اٰیۃ اوقال نصف ذلک فلاجرم ان قال فخر الاسلام فی شرح الجامع الصغیر واما السورۃ فانہا مشروعۃ نفلاً فی الاخریین حتی قلنا فی من قرأفی الاخریین لم یلزمہ سجدۃ سہو انتہی ثم یمکن ان یقال الاولی عدم الزیادۃ ویحمل علی الخروج مخرج البیان لذلک حدیث ابی قتادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ (یرید ما قدم بروایۃ الصحیحین ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یقرأ فی الظہر فی الاولیین بام القران وسورتین وفی الرکعتین الاخریین بام الکتاب الحدیث) وقول المصنف المذکور (ای ولایزید علیہا شیأ) وقول غیر واحد من المشائخ کما فی الکافی وغیرہ ویقرأ فیہما بعدالاولیین الفاتحۃ فقط ویحمل علی بیان مجرد الجواز حدیث ابی سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ وقول فخر الاسلام فان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یفعل الجائز فقط فی بعض الاحیان تعلیما للجواز وغیرہ من غیر کراھۃ فی حقہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما یفعل الجائز الاولی فی غالب الاحوال والفعل لاینافی فی عدم الاولویۃ فیندفع بہذا ماعساہ یخال من المخالفۃ بین الحدیثین المذکورین وبین اقوال المشائخ واللہ سبحٰنہ اعلم ۱؎ اھ

اقول (میں کہتا ہوں) کہ حلیہ کے الفاظ کہ پھر ظاہر سورت کا مباح ہونا ہے اور یہ کیسے نہ ہو کہ پیچھے صحیح مسلم وغیرہ کے حوالے سے گزرا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعات میں تیس آیات اور آخری دو میں پندرہ آیات (یا نصف) تلاوت فرماتے۔ فخر الاسلام نے شرح الجامع الصغیر میں فرمایا آخری دو رکعات میں سورت بطور نفل مشروع ہے حتی کہ اگر کسی نے سورت پڑھی تو ہم کہتے ہیں کہ اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا انتہی، پھر یہ کہنا ممکن ہے کہ عدم اضافہ (سورت) اولٰی ہے ←

....

اور اس پر دلیل حدیث ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے (اس سے مراد وہ حدیث ہے جو بخاری و مسلم کے حوالے سے گزری کہ نبی اکرم صلی تعالٰی علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعات میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے اور آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھتے ۔ الحدیث) اور مصنف کا قول مذکورہ (یعنی اس (فاتحہ) پر اضافہ نہ کیا جائے) اور متعدد مشائخ کا قول جس طرح کافی وغیرہ میں ہے کہ پہلی دو رکعات کے بعد صرف فاتحہ پڑھی جائے اور حدیث ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ کو محض جواز بیان پر محمول کیا جائے، اور فخر الاسلام کا قول کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعض جائز افعال کو تعلیم جواز وغیرہ کے لئے بجالائے جبکہ یہ آپ کے حق میں مکروہ نہیں جس طرح آپ جائز کو غالب اوقات بجالاتے تھے اور فعل عدم اولی کے منافی نہیں ہوتا، اس گفتگو سے وہ تمام معاملہ ختم ہوجاتا ہے جو خیال کیا گیا تھا کہ ان مذکورہ دونوں احادیث اور اقوالِ مشائخ میں مخالفت ہے اھ (ا۔ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

ولعلك لا يخفى عليك ان حمل المشروع نفلا على مكروه تنزيها مستبعد جدا وقرأة السورة فى الاخريين ليست فعلا مستحبا مستقلا يعتريه عدم الاولوية بعارض كصلوة نافلة مع بعض المكروهات وانما المستفاد من العلة ههنا هو استحباب فعلها فكيف يجامع عدم الاولوية والذى يظهر للعبد الضعيف ان سنية الاقتصار على الفاتحة انما تثبت عن المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم فى الامامة فانه لم يعهد منه صلى الله تعالى عليه وسلم صلوة مكتوبة الا اماما الا نادرا فى غاية الندرة فيكره للامام الزيادة عليها لا طالته على مقتدين فوق السنة بل لو اطال الى حد الاستثقال كره تحريما اما المنفرد فقد قال فيه النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فليطول ماشاء وزيادة خير ولم يعرضه مايعارض خيريته فلا يبعد ان يكون نفلا فى حقه فان حملنا كلام المشائخ على الامام وكلام الامام فخر الاسلام تصحيح الذخيرة والمحيط على المنفرد حصل التوفيق وبالله التوفيق هذا ماعندى والله سبحنه وتعالى اعلم۔

شاید آپ پر یہ بات مخفی نہیں رہی کہ نفل مشروع کو مکروہ تنزیہی پر محمول کرنا نہایت ہی بعید ہے اور آخری رکعتوں میں سورت کا پڑھنا مستقل فعل مستحب نہیں کہ اسے کسی عارضہ کی وجہ سے عدم اولویت لاحق ہو جیسے کہ نفل نماز کسی مکروہ پر مشتمل ہو اور یہاں علت سے قرأت سورت کا استحباب ثابت ہورہا ہے تو اب یہ عدم اولویت کے ساتھ کیسے جمع ہوسکتا ہے۔ اس عبد ضعیف پر یہ چیز واضح ہوئی ہے کہ فاتحہ پر اکتفا کرنا نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے امامت کی صورت میں منقول ہے کیونکہ آپ کی فرض نماز جو بھی منقول ہے وہ امام ہونے کی صورت میں ہی ہے البتہ شاذ و نادر ہی کوئی فرض نماز اس کے علاوہ ہوگی لہٰذا امام کے لئے فاتحہ پر اضافہ مکروہ ہوگا کیونکہ یہاں مقتدیوں پر سنت سے بڑھ کر طوالت کی کہ مقتدیوں پر گراں گزری تو یہ کراہت تحریمی ہوگی۔ اگر آدمی تنہا نماز ادا کررہا ہے تو اس میں رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ نماز جتنی لمبی کرنا چاہے کرے، اور فاتحہ پر اضافہ خیر ہے اور اس کے خیر ہونے کے خلاف کوئی دلیل بھی نہیں تو منفرد کے حق میں اس اضافہ کا نفل ہونا بعید نہیں، اگر ہم کلام مشائخ کو امام پر اور امام فخر الاسلام اور تصحیح ذخیرہ اور محیط کو منفرد پر محمول کرلیں تو موافقت پیدا ہوجائے گی اور توفیق دینے والا اللہ ہی ہے اور یہ میرے نزدیک ہے۔ اللہ تعالٰی ہی خوب جاننے والا ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۱۹۳۔۱۹۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

یوہیں اگر پچھلی میں الحمد نہ پڑھی جب بھی سجدۂ سہو نہیں اور رکوع و سجود و قعدہ میں قرآن پڑھا تو سجدہ واجب ہے۔(17)

مسئلہ ۱۸: آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کرنا بھول گیا تو سجدۂ تلاوت ادا کرے اور سجدۂ سہو کرے۔(18)

مسئلہ ۱۹: جو فعل نماز میں مکرر ہیں ان میں ترتیب واجب ہے لہٰذا خلاف ترتیب فعل واقع ہو تو سجدۂ سہو کرے مثلاً قراءت سے پہلے رکوع کر دیا اور رکوع کے بعد قراءت نہ کی تو نماز فاسد ہوگئی کہ فرض ترک ہوگیا اور اگر رکوع کے بعد قراءت تو کی مگر پھر رکوع نہ کیا تو فاسد ہوگئی کہ قراءت کی وجہ سے رکوع جاتا رہا اور اگر بقدر فرض قراءت کر کے رکوع کیا مگر واجب قراءت ادا نہ ہوا مثلاً الحمد نہ پڑھی یا سورت نہ ملائی تو حکم یہی ہے کہ لوٹے اور الحمد و سورت پڑھ کر رکوع کرے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر دوبارہ رکوع نہ کیا تو نماز جاتی رہی کہ پہلا رکوع جاتا رہا تھا۔(19)

---

(17) المرجع السابق

(18) المرجع السابق

(19) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۵۵

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

جوہرہ نیرہ میں ہے:

لو ترك السجدة الثانية من الركعة الاولى ساهيا وقام وصلى تمام صلاته ثم تذكرها فعليه ان يسجد المتروكة ويسجد للسهو لترك الترتيب فيما شرع مكررا ۲ ؎

اگر پہلی رکعت کا دوسرا سجدہ بھول کر چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا آخر میں نماز پوری کرنے پر متروکہ سجدہ یاد آیا تو اس پر لازم ہے پہلے متروکہ سجدہ ادا کرے پھر سجدہ سہو کرے کیونکہ ان افعال میں ترتیب متروک ہوگئی جو مکرر مشروع ہوئے تھے(ت)

(۲ ؎ الجوہرۃ النیرۃ باب صلوۃ الصلوۃ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۵۹)

فتح القدیر و غنیہ شرح منیہ و بحر الرائق و حاشیہ الشلبی علی تبیین الحقائق وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے:

وهذا لفظ الغنية مختصرا، اعلم ان المشروع فرضا فى الصلاة اربعة انواع مايتحد فى كل الصلاة كالقعدة او فى كل ركعة كالقيام و الركوع ومايتعدد فى كلها كالركعات اوفى كل ركعة كالسجود فالترتيب شرط بين مايتحد فى كل الصلاة وبين جميع ما سواه من الثلثة الاخرى حتى لو تذكر بعد القعدة قبل السلام او بعده قبل ان ياتى بمناف ركعة او سجدة صلبية او سجدة تلاوة فعلها واعاد القعدة وسجد للسهو ۳ ؎ والترتيب بين ما يتكرر فى كل ركعة كالسجود وبين مابعده واجب حتى لو ترك سجدة من ركعة ثم تذكرها فيما بعدها من قيام او ركوع اوسجود فانه يقضيها ولايقضى ما فعله قبل قضائها مماهوبعد ركعتها من قيام او ركوع اوسجود بل ←

مسئلہ ۲۰: کسی رکعت کا کوئی سجدہ رہ گیا آخر میں یاد آیا تو سجدہ کر لے پھر التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کرے اور سجدہ کے پہلے جو افعال نماز ادا کیے باطل نہ ہوں گے، ہاں اگر قعدہ کے بعد وہ نماز والا سجدہ کیا تو صرف وہ قعدہ جاتا رہا۔(20)

مسئلہ ۲۱: تعدیل ارکان (ہر دو ارکان کے درمیان کم از کم ایک بار سُبْحٰنَ اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا۔) بھول گیا سجدۂ

یلزمہ سجود السھو فحسب لکن اختلف فی لزوم قضاء ما تذکر فقضاھا فیہ کما لو تذکر وھو راکع او ساجد انہ لم یسجد فی الرکعۃ التی قبلھا فانہ یسجدھا وھل یعید الرکوع او السجود المتذکر فیہ ففی الھدایۃ انہ لا یجب اعادتہ بل تستحب معللا بان الترتیب لیس بفرض بین ما یتکرر من الافعال وفی فتاوی قاضی خان انہ یعیدہ ولو لم یعدہ فسدت صلاتہ معللا بانہ ارتفض بالعود الی ما قبلہ من الارکان لانہ قبل الرفع منہ یقبل الرفض بخلاف ما لو تذکر السجدۃ بعد ما رفع من الرکوع لانہ بعد ما تم بالرفع لا یقبل الرفض اھ۔
(۳۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی واجبات الصلوۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۹۷) (اے غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی واجبات الصلوۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۹۷)

یہ اختصاراً غنیہ کے الفاظ ہیں نماز میں مشروع فرائض چار انواع کے ہیں ایک وہ جو پوری نماز میں ایک ہو مثلاً قعدہ، یا پوری رکعت میں ایک جیسے قیام و رکوع۔ اور کچھ وہ ہیں جو پوری نماز میں متعدد ہوں جیسے سجود، بہر حال وہ فرض جو پوری نماز میں ایک ہو اور اسکے ماسوا مذکورہ تینوں انواع کے درمیان ترتیب شرط ہے حتی کہ قعدہ کے بعد سلام سے پہلے یا بعد بشرطیکہ ابھی اس نے نماز کے منافی کوئی عمل نہ کیا ہو کسی کو متروکہ رکعت یا چھوڑا ہوا سجدہ نماز یا سجدہ تلاوت یاد آگیا تو پہلے اسے بجالائے پھر قعدہ لوٹائے اور سجدہ سہو کرے (اس طرح نماز ہو جائے گی) اور پوری رکعت میں جو متکرر افعال ہیں مثلاً سجود میں، اور ان کے بعد والے افعال میں ترتیب لازم ہے حتی کہ اگر کسی نے ایک رکعت کا سجدہ ترک کر دیا اور بعد میں قیام، رکوع یا سجدہ میں یاد آیا تو سجدہ کو قضا کرے اسکی قضا سے پہلے اس سجدہ والی رکعت کے بعد جو کچھ قیام، رکوع یا سجدہ کر لیا ہے اس کا اعادہ نہ کرے بلکہ آخر میں صرف سجدہ سہو کرے کافی ہے لیکن چھوٹا ہوا سجدہ یاد آیا تو وہاں اس نے وہ سجدہ قضا کر لیا تو کیا یہ رکوع یا سجدہ قضا کرنا پڑے گا یا نہیں اس میں اختلاف ہے، تو ہدایہ میں ہے کہ اس رکن کا اعادہ واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے انہوں نے وجہ یہ بیان کی کہ تکرار والے افعال میں ترتیب فرض نہیں ہے۔ اور فتاوی قاضی خان میں ہے کہ اس رکن کا اعادہ ضروری ہے، اگر اعادہ نہ کیا نماز فاسد ہو جائے گی۔ انھوں نے وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس رکن کو چھوڑ کر ماقبل کی طرف لوٹنے سے وہ رکن (درمیان میں چھوٹ گیا اور مکمل نہ ہوا) کیونکہ رکن مکمل کر کے اُٹھنے سے پہلے وہ مکمل نہیں ہوتا بخلاف جبکہ رکن کو مکمل کر کے اُٹھنے کے بعد چھوٹا ہوا سجدہ یاد آئے اور قضا کرے تو رکوع کا اعادہ ضروری نہیں کیونکہ رکوع سے اُٹھنے پر رکوع مکمل ہو گیا تو اب رکوع کے چھوٹنے کا احتمال نہ رہا۔(ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۱۷۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(20) الدرالمختار، والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السھو، ج ۱، ص ۱۲۷

سہو واجب ہے۔(21)

مسئلہ ۲۲: فرض میں قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو جب تک سیدھا کھڑا نہ ہوا، لوٹ آئے اور سجدۂ سہو نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ لوٹے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو کر لوٹا تو سجدۂ سہو کرے اور صحیح مذہب میں نماز ہو جائے گی مگر گنہگار ہوا لہٰذا حکم ہے کہ اگر لوٹے تو فوراً کھڑا ہو جائے۔(22)

مسئلہ ۲۳: اگر مقتدی بھول کر کھڑا ہو گیا تو ضرور ہے کہ لوٹ کہ آوے، تاکہ امام کی مخالفت نہ ہو۔(23)

---

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج۱، ص۱۲۷

(22) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

درمختار میں ہے (اگر نمازی فرض کے قعدہ اولیٰ میں بھول گیا) اگرچہ فرض عملی ہو پھر یاد آ گیا تو اس کی طرف لوٹ آئے اور اصح قول کے مطابق سجدہ سہو نہ ہوگا جب تک وہ سیدھا کھڑا نہ ہو جائے، ظاہر مذہب یہی ہے اور یہی اصح ہے فتح، اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ لوٹے اگر لوٹ آیا تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ گناہگار ہوگا، تاخیر واجب کی وجہ سے سجدہ سہو کرے یہی مختار ہے جیسا کہ اس کی تحقیق کمال نے کی اور یہی حق ہے بحر اھ اختصاراً، (اے درمختار باب سجود السہو مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۰۲)

وفی ردالمحتار قوله ولا سهو عليه فی الاصح يعنی اذا عاد قبل ان يستقيم قائما وكان الى القعود اقرب فانه لاسجود عليه فی الاصح وعليه الاكثر اما اذا عاد وهو الى القيام اقرب فعليه سجود السهو كما فی نور الايضاح وشرحه بلا حكاية خلاف فيه وصحح اعتبار ذلك فی الفتح بما فی الكافی ان استوى النصف الاسفل وظهره بعد منحن فهو اقرب الى القيام وان لم يستو فهو اقرب الى القعود. قوله لكنه يكون مسيئا ای ويأثم كما فی الفتح فلو كان اماما لا يعود معه القوم تحقيقا للمخالفة ويلزمه القيام للحال شرح المنية عن القنية اھ اھ ملتقطا. والله تعالى اعلم (اے ردالمحتار باب سجود السہو مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۵۰)

ردالمحتار میں ہے کہ ماتن کا قول کہ اس پر اصح قول کے سجدہ نہیں یعنی جب وہ سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے پہلے لوٹا اور وہ بیٹھنے کے قریب تھا تو اب اس پر سجدہ نہیں، یہی اصح ہے اور اکثر کا قول ہے، جب وہ لوٹا حالانکہ قیام کے قریب تھا تو اب اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا جیسا کہ نورالایضاح اور اس کی شرح میں اس مسئلہ کو بغیر کسی اختلاف کے ذکر کیا ہے اور کافی کی عبارت کو فتح میں صحیح کہا ہے کہ اگر نمازی کا نصف سیدھا ہو گیا حالانکہ پشت ابھی ٹیڑھی تھی تو یہ قیام کے قریب ہوگا اور اگر نصف اسفل سیدھا نہیں تو وہ قعود کے قریب ہے۔ ماتن کے قول یکون مسیئا کا معنی یہ ہے کہ وہ گناہگار ہے فتح، اور اگر وہ امام ہے تو وہ نہ لوٹے اور لوٹ گیا تو نماز فاسد نہ ہوگی لیکن گناہگار ہوگا۔ اور واجب کی تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو کرے، یہی اشبہ بالحق ہے جیسا کہ کمال نے اس کی تحقیق کی، اور یہی حق ہے بحر اھ مختصراً۔ اس پر فی الحال قیام لازم ہے شرح منیہ میں قنیہ کے حوالے سے ہے اھ ملتقطا واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۱۸۳۔ ۱۸۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(23) الدرالمختار، المرجع السابق، ص ۶۶۳

مسئلہ ۲۴: قعدۂ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر قعدۂ اخیرہ میں بیٹھا تھا، مگر بقدر تشہد نہ ہوا تھا کہ کھڑا ہو گیا تو لوٹ آئے اور وہ جو پہلے کچھ دیر تک بیٹھا تھا محسوب ہوگا یعنی لوٹنے کے بعد جتنی دیر تک بیٹھا یہ اور پہلے کا قعدہ دونوں مل کر اگر بقدر تشہد ہو گئے فرض ادا ہو گیا مگر سجدۂ سہو اس صورت میں بھی واجب ہے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی وہ فرض نفل ہو گیا لہٰذا اگر چاہے تو علاوہ مغرب کے اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے کہ شفع پورا ہو جائے اور طاق رکعت نہ رہے اگرچہ وہ نماز فجر یا عصر ہو مغرب میں اور نہ ملائے کہ چار پوری ہو گئیں۔(24)

مسئلہ ۲۵: نفل کا ہر قعدہ قعدۂ اخیرہ ہے یعنی فرض ہے اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کر لے لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے اور واجب نماز مثلاً وتر فرض کے حکم میں ہے، لہٰذا وتر کا قعدۂ اولیٰ بھول جائے تو وہی حکم ہے جو فرض کے قعدۂ اولیٰ بھول جانے کا ہے۔(25)

مسئلہ ۲۶: اگر بقدر تشہد قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے اور کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دے اور اگر قیام ہی کی حالت میں سلام پھیر دیا تو بھی نماز ہو جائے گی مگر سنت ترک ہوئی اور اس صورت میں اگر امام کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں بلکہ بیٹھے ہوئے انتظار کریں اگر لوٹ آیا ساتھ ہو لیں اور نہ لوٹا اور سجدہ کر لیا تو مقتدی سلام پھیر دیں اور امام ایک رکعت اور ملائے کہ یہ دو نفل ہو جائیں اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے اور یہ دو رکعتیں سنت ظہر یا عشا کے قائم مقام نہ ہوں گی اور اگر ان دو رکعتوں میں کسی نے امام کی اقتدا کی یعنی اب شامل ہوا تو یہ مقتدی بھی چھ پڑھے اور اگر اس نے توڑ دی تو دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر امام چوتھی پر نہ بیٹھا تھا تو یہ مقتدی چھ رکعت کی قضا پڑھے۔ اور اگر امام نے ان رکعتوں کو فاسد کر دیا تو اس پر مطلقاً قضا نہیں۔(26)

مسئلہ ۲۷: چوتھی پر قعدہ کر کے کھڑا ہو گیا اور کسی فرض پڑھنے والے نے اس کی اقتدا کی تو اقتدا صحیح نہیں اگرچہ لوٹ آیا اور قعدہ نہ کیا تھا تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا اقتدا کر سکتا ہے کہ ابھی تک فرض ہی میں ہے۔(27)

مسئلہ ۲۸: دو رکعت کی نیت تھی اور ان میں سہو ہوا اور دوسری کے قعدہ میں سجدۂ سہو کر لیا تو اس پر نفل کی بنا مکروہ تحریمی ہے۔(28)

---

(24) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۶۴

(25) الدرالمختار، المرجع السابق، ص ۶۶۱

(26) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۶۷، ۶۶۹

(27) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۶۹

(28) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۷۰

مسئلہ ۲۹: مسافر نے سجدۂ سہو کے بعد اقامت کی نیت کی تو چار پڑھنا فرض ہے اور آخر میں سجدۂ سہو کا اعادہ کرے۔(29)

مسئلہ ۳۰: قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدۂ سہو واجب ہے اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری کے قیام میں تاخیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا جب بھی سجدۂ سہو واجب ہے جیسے قعدہ ورکوع وسجود میں قرآن پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے، حالانکہ وہ کلام الٰہی ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: درود پڑھنے والے پر تم نے کیوں سجدہ واجب بتایا؟ عرض کی، اس لیے کہ اس نے بُھول کر پڑھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تحسین فرمائی۔(30)

مسئلہ ۳۱: کسی قعدہ میں اگر تشہد میں سے کچھ رہ گیا، سجدۂ سہو واجب ہے، نماز نفل ہو یا فرض۔(31)

مسئلہ ۳۲: پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا سجدۂ سہو واجب ہے اور الحمد سے پہلے پڑھا تو نہیں۔(32)

مسئلہ ۳۳: پچھلی رکعتوں کے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدہ واجب نہ ہوا اور اگر قعدۂ اولیٰ میں چند بار تشہد پڑھا سجدہ واجب ہوگیا۔(33)

مسئلہ ۳۴: تشہد پڑھنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا پھر یاد آیا تو لوٹ آئے تشہد پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔ یوہیں اگر تشہد کی جگہ الحمد پڑھی سجدہ واجب ہوگیا۔(34)

مسئلہ ۳۵: رکوع کی جگہ سجدہ کیا یا سجدہ کی جگہ رکوع یا کسی ایسے رُکن کو دوبارہ کیا جو نماز میں مکرر مشروع نہ تھا یا کسی رُکن کو مقدم یا مؤخر کیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔(35)

مسئلہ ۳۶: قنوت یا تکبیر قنوت یعنی قراءت کے بعد قنوت کے لیے جو تکبیر کہی جاتی ہے بھول گیا سجدۂ سہو

---

(29) المرجع السابق

(30) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۵۷، وغیرہما

(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج۱، ص۱۲۷

(32) المرجع السابق

(33) المرجع السابق

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج۱، ص۱۲۷

(35) المرجع السابق

کرے۔(36)

مسئلہ ۳۷: عیدین کی سب تکبیریں یا بعض بھول گیا یا زائد کہیں یا غیر محل میں کہیں ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔(37)

مسئلہ ۳۸: امام تکبیراتِ عیدین بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو لوٹ آئے اور مسبوق رکوع میں شامل ہوا تو رکوع ہی میں تکبیریں کہہ لے۔(38) عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیرِ رکوع بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور پہلی رکعت کی تکبیر رکوع بُھولا تو نہیں۔(39)

مسئلہ ۳۹: جمعہ وعیدین میں سہو واقع ہوا اور جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے۔(40)

---

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج۱، ص۱۲۸

(37) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج۱، ص۱۲۸

(38) المرجع السابق

(39) المرجع السابق

(40) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

علمائے کرام نے بحالت جماعت جبکہ سجدہ سہو کے باعث مقتدیوں کے خبط وافتتان کا اندیشہ ہو اس کے ترک کی اجازت دی بلکہ اسی کو اولیٰ قرار دیا،

فی الدر المختار السھو فی صلوٰۃ العید والجمعۃ والمکتوبۃ والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمہ فی الاولیین لدفع الفتنۃ کما فی جمعۃ البحر واقرہ المصنف وبہ جزم فی الدر ۲؎

درمختار میں ہے کہ نماز عید، جمعہ اور فرض ونفل نماز میں سہو برابر ہے، متاخرین کے ہاں عید وجمعہ میں دفع فتنہ کی وجہ سے سجدہ سہو کا نہ ہونا مختار ہے جیسا کہ بحر کے باب جمعہ میں ہے، مصنف نے اسے ثابت رکھا اور در میں اسی کے ساتھ جزم کیا۔(ت)

(۲؎ درمختار باب سجود السہو مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۰۳)

ردالمحتار میں ہے:

الظاھر ان الجمع الکثیر فیما سواھما کذلک کما بحثہ بعضھم ط وکذا بحثہ الرحمتی وقال خصوصا فی زماننا وفی جمعۃ حاشیۃ ابی السعود عن العزمیۃ انہ لیس المراد عدم جوازہ بل الاولی ترکہ لئلا یقع الناس فی فتنۃ اھ قولہ وبہ جزم فی الدر لکنہ قیدہ محشیھا الوانی بما اذا حضر جمع کثیر والا فلا داعی الی الترک ط ا؎ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔ (ا؎ ردالمحتار باب سجود السہو مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۵۶)

ظاہر یہ ہے کہ ان (نماز عید وجمعہ) کے علاوہ میں جہاں بھی کثیر اجتماع ہو اس کا حکم بھی یہی ہے جیسا کہ بعض نے بیان کیا ہے ط، ←

مسئلہ ۴۰: امام نے جہری نماز میں بقدر جواز نماز یعنی ایک آیت آہستہ پڑھی یا سرّی میں جہر سے تو سجدۂ سہو واجب ہے اور ایک کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے۔(41)

اور اسی طرح رحمتی نے بحث کرتے ہوئے کہا اور کہا کہ خصوصاً ہمارے دور میں (سجدہ سہو نہ کرنا چاہے) حاشیہ ابوالسعود کے جمعہ میں عزمیہ سے ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ سجدہ سہو جائز نہیں بلکہ اس کا ترک اولیٰ ہے تاکہ لوگ فتنہ میں نہ پڑیں، اھ قولہ، اس پر در میں جزم ہے لیکن اس کے محشی الوانی ہے اس قید کا اضافہ کیا ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب وہاں کثیر لوگ جمع ہوں ورنہ نہیں کیونکہ اس وقت ترک سجدہ کا داعی نہیں ہوگا، ط۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۸، ص ۱۴۳۔۱۵۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(41) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اگر امام اُن رکعتوں میں جن میں آہستہ پڑھنا واجب ہے جیسے ظہر وعصر کی سب رکعات اور عشاء کی پچھلی دو اور مغرب کی تیسری اتنا قرآن عظیم جس سے فرض قرأت ادا ہو سکے (اور وہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں ایک آیت ہے) بھول کر بآواز پڑھ جائیگا تو بلاشبہ سجدہ سہو واجب ہوگا، اگر بلا عذر شرعی سجدہ نہ کیا یا اس قدر قصداً بآواز پڑھا تو نماز کا پھیرنا واجب ہے، اور اگر اس مقدار سے کم مثلاً ایک آدھ کلمہ بآواز بلند نکل جائے تو مذاہب راجح میں کچھ حرج نہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

الاسرار یجب علی الامام والمنفرد فیما یسر فیہ وھو صلٰوۃ الظھر والعصر والثالثۃ من المغرب والاخریان من العشاء وصلاۃ الکسوف والاستسقاء کما فی البحر ۲؎ الخ

سری نمازوں میں امام منفرد دونوں پر اسرار (سراً قرأت) واجب ہے اور نماز ظہر، عصر، مغرب کی تیسری رکعت، عشاء کی آخری دو رکعت، نماز کسوف اور نماز استسقاء ہیں۔ جیسا کہ بحر میں ہے الخ (ت) (۲؎ ردالمحتار باب صفۃ الصلٰوۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۳۴۶)

دُرمختار میں ہے:

تجب سجدتان بترك واجب سھوا کالجھر فیما یخافت فیہ وعکسہ والاصح تقدیرہ بقدر ما تجوز بہ الصلٰوۃ فی الفصلین ۱؎ اھ ملخصاً

سہواً ترک واجب سے دو سجدے لازم آتے ہیں مثلاً سری نماز میں جہراً قرأت کرلے یا اس کا عکس، اور اصح یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں اتنی قرأت سے سجدہ لازم ہوجائے گا جس سے نماز ادا ہوجاتی ہو۔ اھ۔ ملخصاً۔ (ت) (۱؎ دُرمختار باب سجود السھو مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۱۰۲)

غنیہ میں ہے:

الصحیح ظاھر الروایۃ وھو التقدیر بما تجوز بہ الصلٰوۃ من غیر تفرقۃ لان القلیل من الجھر موضع المخافۃ عفو ۲؎ الخ

صحیح ظاہر الروایۃ میں ہے وہ اتنی مقدار ہے کہ اس کے ساتھ نماز بغیر کسی تفرقہ کے جائز ہوجائے کیونکہ سری جگہ جہر قلیل معاف ہے الخ (ت)

(۲؎ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل باب فی سجود السھو مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۵۸) ←

مسئلہ ۴۱: منفرد نے سری نماز میں جہر سے پڑھا تو سجدہ واجب ہے اور جہری میں آہستہ تو نہیں۔ (42)

مسئلہ ۴۲: ثنا و دعا و تشہد بلند آواز سے پڑھا تو خلاف سنت ہوا مگر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (43)

مسئلہ ۴۳: قراءت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا کہ بقدر ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے وقفہ ہوا سجدۂ سہو واجب ہے۔ (44)

حاشیہ شامی میں ہے:

صححہ فی الھدایۃ والفتح والتبیین والمنیۃ ۳ الخ وتمامہ فیہ۔

اس کو ہدایہ، فتح، تبیین اور منیہ میں صحیح کہا ہے الخ اور اس میں تفصیلی گفتگو ہے۔ (ت)

(۳؎ ردالمحتار باب سجود السہو مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۴۸)

تنویر الابصار میں ہے:

فرض القراءۃ اٰیۃ علی المذھب ۴؎۔ (مذہب مختار کے مطابق ایک آیت کی قرأت فرض ہے۔ ت)

(۴؎ درمختار فصل یجھر الامام مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۸۰)

بحرالرائق و عالمگیری میں ہے:

لایجب السجود فی العمد وانما یجب الاعادۃ جبرا لنقصانہ ۵؎۔

(۵؎ فتاوٰی ہندیہ الباب الثانی فی سجود السہو مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۲۶)

عمداً (ترک واجب سے) سجدہ سہو واجب نہیں کیونکہ اس کے نقصان کو پورا کرنے کے لئے نماز کا اعادہ ضروری ہے (ت)

(فتاوٰی رضویہ، جلد ۶، ص ۲۵۱۔ ۲۵۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(42) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۵۷

(43) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۵۸

(44) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوٰی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اگر بقدر ادائے رکن ای مع سنتہ کما فی الغنیۃ (یعنی سنت کے مطابق جیسے غنیہ میں ہے۔ ت) یعنی مثلاً جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ لیتا اتنے وقت تک سوچتا رہا تو سجدہ سہو لازم ہے ورنہ نہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

التفکر الموجب للسھو مالزم منہ تاخیر الواجب او الرکن عن محلہ بان قطع الاشتغال بالرکن او الواجب قدر اداء رکن وھو الاصح ۱؎ اھ ملخصا۔ واللہ تعالٰی اعلم (۱؎ ردالمحتار باب سجود السہو مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۵۸)

ایسا سوچنا جو سہو کا سبب ہے وہ ہوگا جو واجب یا رکن کو اپنے مقام سے مؤخر کردے مثلاً اداء رکن کی مقدار کسی رکن یا واجب سے اعراض کرلیا جائے یہی اصح ہے اھ ملخصا۔ واللہ تعالٰی اعلم (فتاوٰی رضویہ، جلد ۸، ص ۱۷۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۴۴: امام سے سہو ہوا اور سجدۂ سہو کیا تو مقتدی پر بھی سجدہ واجب ہے اگرچہ مقتدی سہو واقع ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا اور اگر امام سے سجدہ ساقط ہوگیا تو مقتدی سے بھی ساقط پھر اگر امام سے ساقط ہونا اس کے کسی فعل کے سبب ہو تو مقتدی پر بھی نماز کا اعادہ واجب ورنہ معاف۔(45)

مسئلہ ۴۵: اگر مقتدی سے بحالتِ اقتدا سہو واقع ہوا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔(46)

---

(45) المرجع السابق، ص ۶۵۸

(46) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

امام مقتدی سے سجدہ سہو کو اٹھالیتا ہے جیسا کہ قرأت کو۔

حدیث اوّل: مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الامام ضامن (الحدیث) ا؎۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: امام ضامن ہوتا ہے (الحدیث) (ت)

(ا؎ مشکوٰۃ المصابیح باب فضل الاذان واجابت المؤذن فصل ثانی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی بھارت ص ۶۵)

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام مقتدی کی نماز کا متکفل ہے اگر مخالف سجود سہو کی اس کفالت سے خارج ہونے کا دعوٰی کرے تو اس کے لئے مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول اپنی شرح مرقاۃ میں ای متکفل بصلٰوۃ المؤتمین بالاتمام ۲؎۔ (یعنی امام مقتدیوں کی نماز کے اتمام کے لئے کفیل ہوتا ہے۔ت) (۲؎ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب فضل الاذان واجابت المؤذن فصل ثانی مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/ ۱۶۵)

اور ناقلاً عن ابن حجر رضی اللہ تعالٰی عنہ: والضمانۃ اماالحملھم نحوا القرأۃ عن المسبوق اوالسھو عن الساھی ۳؎۔

امام کے ضامن ہونے کا یہ معنی ہے کہ وہ مسبوق کی طرف سے قرأت اور بھول جانے والے کے سہو کا ضامن ہوتا ہے۔(ت)

(۳؎ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب فضل الاذان واجابت المؤذن فصل ثانی مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/ ۱۶۵)

اور علامہ عینی کا قول شرح صحیح بخاری میں:

یعنی ان صلٰوتھم فی ضمن صلٰوۃ الامام صحۃ وفسادا ۴؎۔

یعنی مقتدیوں کی نماز صحت اور فساد کے لحاظ سے امام کی نماز کے تابع ہے۔(ت)

(۴؎ عمدۃ القاری شرح بخاری باب اذا لم یتم الامام واتم من خلفہ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ منیر بیروت ۵/ ۲۲۹)

ونیز ان کا قول:

ونستدل بما فی صحیح ابن حبان الامام ضامن بمعنی یضمنھا صحۃ وفسادا ۵؎۔

اور ہم صحیح ابن حبان کی اس روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ امام ضامن ہے یعنی وہ نماز کی صحت اور فساد کا ضامن ہوتا ہے (ت)

(۵؎ عمدۃ القاری شرح بخاری باب اذا طول الامام وکان للرجل حاجۃ الخ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ منیر بیروت ۵/ ۲۳۹) ←

مسئلہ ۲۶: مسبوق امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اگرچہ اس کے شریک ہونے سے پہلے سہو ہوا ہو اور اگر امام کے ساتھ سجدہ نہ کیا اور مابقی پڑھنے کھڑا ہوگیا تو آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر اس مسبوق سے اپنی نماز میں بھی سہو ہوا تو

اور نیز ان کا قول:

وقال ابن الملك لانهم المتكفلون لهم صحة صلوتهم وفسادها وكمالها ونقصانها بحكم المتبوعية والتابعية اھ

اور ابن الملک نے کہا کہ اگر اپنے مقتدیوں کی نماز کے فساد وصحت اور نماز کے کامل وناقص ہونے کے ضامن ہوتے ہیں متبوع اور تابع کے اعتبار سے یہ حکم ہوگا (ت) (اھ عمدۃ القاری)

کفایت نہ کریں تو گوسر وخشت۔

حدیث دوم: مراقی الفلاح میں ہے:

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الامام لكم ضامن يرفع عنكم سهو كم وقراء تكم ۲؂

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: امام تمھارے لئے ضامن ہے اور تمھاری سہو اور قرأت کو اٹھالیتا ہے۔ (ت)

(۲؂ مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب سجود السہو مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۵۲)

اسی حدیث کے مطابق حضرت ابن حجر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حدیث اول کی تفسیر فرمائی ہے جو پہلے ذکر ہو چکی ہے اور جس کا ترجمہ کب سے نام حق میں سہو اور امام برگیرد (اس کے سہو کو امام اٹھالیتا ہے۔ت) سے کیا گیا نیز اس حدیث کے متعلق حضرت امام طحطاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ رفع سہو کے ساتھ رفع قرأۃ کا ذکر کرنے سے یہ اشارہ ہے کہ جیسا کہ مقتدی پر ترک قرأۃ سے کوئی گناہ نہیں اسی طرف سہو کے ترک کرنے سے بھی کوئی گناہ نہیں، اس کے بعد نہر فائق کی عبارت متقدمۃ الذکر نقل کر کے فرماتے ہیں: وقد علمت مفاد الحدیث افادہ بعض الافاضل ۳؂ (آپ حدیث کا وہ معنٰی جان چکے جو بعض افاضل نے بیان کیا۔ت)

(۳؂ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب سجود السہو مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۵۲)

یعنی کہ مفاد حدیث کے مخالف ہے جو نہر سے منقول ہوا۔

حدیث سوم: علامہ شامی نے معراج الدرایہ سے نقل کیا ہے کہ عدم لزوم سجدہ سہو کے ثابت کرنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ اس حدیث سے استدلال کیا جائے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کی: لیس علی من خلف الامام سھو ۴؂ (جو امام کے پیچھے ہو اس پر (سجدہ) سہو نہیں۔ت) (۴؂ ردالمحتار باب سجود السہو مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۸۲)

حدیث چہارم: حضرت قطب شعرانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کشف الغمہ میں بہ صحیح ورع فرماتے ہیں:

وكانوا لا يسجدون لسهوهم خلف الامام ويقولون الامام يحمل اوهام من خلفه من المامومين وكذلك كان يقول صلى الله تعالى عليه وسلم من سها خلف الامام فليس عليه سهو وامامه كافيه فان سها الامام فعليه وعلى من خلفه السهو اھ انتہی (اھ کشف الغمہ باب سجود السہو مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱/ ۱۵۹)

←

آخر کے بھی سجدے اس سہو امام کے لیے بھی کافی ہیں۔(47)

مسئلہ ۴۷: مسبوق نے اپنی نماز بچانے کے لیے امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہ کیا یعنی جانتا ہے کہ اگر سجدہ کریگا تو نماز جاتی رہے گی مثلاً نمازِ فجر میں آفتاب طلوع ہو جائے گا یا جمعہ میں وقت عصر آجائے گا یا معذور ہے اور وقت ختم ہو جائے گا یا موزہ پر مسح کی مدت گذر جائے گی تو ان صورتوں میں امام کے ساتھ سجدہ نہ کرنے میں کراہت نہیں۔ بلکہ بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد کھڑا ہو جائے۔(48)

مسئلہ ۴۸: مسبوق نے امام کے سہو میں امام کے ساتھ سجدۂ سہو کیا پھر جب اپنی پڑھنے کھڑا ہوا اور اس میں بھی سہو ہوا تو اس میں بھی سجدۂ سہو کرے۔(49)

مسئلہ ۴۹: مسبوق کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا جائز نہیں اگر قصداً پھیرے گا نماز جاتی رہے گی اور اگر سہواً پھیرا اور سلام امام کے ساتھ معاً بلا وقفہ تھا تو اس پر سجدۂ سہو نہیں اور اگر سلام امام کے کچھ بھی بعد پھیرا تو کھڑا ہو جائے اپنی نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کرے۔(50)

صحابہ اپنے سہو کی وجہ سے امام کے پیچھے سجدہ نہیں کرتے تھے اور یہ کہتے کہ امام اپنے مقتدیوں کے وہموں کو اٹھا لیتا ہے، اور اسی طرح رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو امام کے پیچھے بھول گیا اس پر (سجدہ) سہو نہیں اور اس کا امام کافی ہے اور اگر امام بھول گیا تو امام اور اس کے مقتدی دونوں پر سجدہ سہو لازم ہوگا انتہی (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص۱۹۶۔۱۹۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(47) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج۱، ص۱۲۸

وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۵۹

(48) غنیۃ المتملي، فصل في سجود السھو، ص۴۶۶

(49) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۵۹، وغیرہ

(50) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۵۹، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مسبوق صرف سجدہ میں متابعت کرے، نہ سلام میں، اگر سلام میں قصداً متابعت کرے گا اگرچہ اپنے جہل سے یہی سمجھ کر کہ مجھے شرعاً سلام میں بھی اتباع امام چاہئے تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی، ہاں اگر سہواً سلام کیا تو نماز مطلق نہ جائے گی اور سجدہ سہو بھی اپنی نماز کے آخر میں کرنا نہ ہوگا اگر یہ سلام سہواً سلام امام سے پہلے یا معاً اس کے ساتھ ساتھ بغیر تاخیر کے تھا اور اگر سلام امام کے بعد بھول کر سلام پھیرا تو اس سجدہ سہو میں تو امام کی متابعت کرے ہی، پھر جب اپنی باقی نماز کو کھڑا ہو تو اس کے ختم پر اس کے سہو سلام کے لئے سجدہ سہو کرے، ردالمحتار میں ہے:

المسبوق لیسجد مع امامہ. قید بالسجود لانہ لایتابعہ فی السلام بل یسجد معہ ویتشھد فاذا سلّم ←

مسئلہ ۵۰: امام کے ایک سجدہ کرنے کے بعد شریک ہوا تو دوسرا سجدہ امام کے ساتھ کرے اور پہلے کی قضا نہیں اور اگر دونوں سجدوں کے بعد شریک ہوا تو امام کے سہو کا اس کے ذمہ کوئی سجدہ نہیں۔(51)

مسئلہ ۵۱: امام نے سلام پھیر دیا اور مسبوق اپنی پوری کرنے کھڑا ہوا اب امام نے سجدۂ سہو کیا تو جب تک مسبوق نے اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور امام کے ساتھ سجدہ کرے جب امام سلام پھیرے تو اب اپنی پڑھے اور پہلے جو قیام وقراءت ورکوع کر چکا ہے اس کا شمار نہ ہوگا بلکہ اب پھر سے وہ افعال کرے اور اگر نہ لوٹا اور اپنی پڑھ لی تو آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو نہ لوٹے، لوٹے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔(52)

مسئلہ ۵۲: امام کے سہو سے لاحق پر بھی سجدۂ سہو واجب ہے مگر لاحق اپنی آخر نماز میں سجدۂ سہو کریگا اور امام کے ساتھ اگر سجدہ کیا تو آخر میں اعادہ کرے۔(53)

مسئلہ ۵۳: اگر تین رکعت میں مسبوق ہوا اور ایک رکعت میں لاحق تو ایک رکعت بلا قراءت پڑھ کر بیٹھے اور تشہد پڑھ کر سجدۂ سہو کرے پھر ایک رکعت بھری پڑھ کر بیٹھے کہ یہ اس کی دوسری رکعت ہے پھر ایک بھری اور ایک خالی پڑھ کر سلام پھیر دے اور اگر ایک میں مسبوق ہے اور تین میں لاحق تو تین پڑھ کر سجدۂ سہو کرے پھر ایک بھری پڑھ کر

الامام قام الی القضاء فان سلم فان کان عامداً فسدت والالا ولاسجود علیه ان سلم سهواً قبل الامام اومعه وان سلم بعده لزمه لکونه منفرداً حینئذ بحر وازاد بالمعیة المقارنة وهو نادر الوقوع کما فی شرح المنیة وفیه لوسلم علی ظن ان علیه ان یسلم فهو سلام عمد یمنع البناء اھ۔ والله تعالٰی اعلم۔

(اے ردالمحتار باب سجود السہو مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۴۹)

مسبوق اپنے امام کے ساتھ سجدہ کرے، سجدہ کی قید اس لئے کہ سلام میں امام کی اتباع نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ سجدہ کرے اور تشہد پڑھے اور جب امام سلام پھیرے تو وہ بقیہ رکعتوں کی ادائیگی کے لئے کھڑا ہو جائے، اگر اس نے سلام پھیرا اور اس کا سلام پھیرنا دانستہ تھا تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں، اگر اس نے بھول کر سلام پھیرا تو اس صورت میں سجدہ سہو نہ ہوگا جب امام سے پہلے یا معاامام کے ساتھ ساتھ بغیر تاخیر سلام پھیرا ہو، اور اگر سلام امام کے بعد سلام پھیرا تو اب سجدہ لازم ہے کیونکہ اب وہ تنہا منفرد ہے بحر، اور یہاں معیت سے مراد مقارنت ہے اور اس کا وقوع بہت کم ہے، اسی طرح شرح المنیۃ میں ہے کہ اگر اس نے یہ گمان کرتے ہوئے سلام پھیر دیا کہ اس پر سلام لازم تھا تو یہ عمداً سلام ہوگا جو کہ بنائے نماز سے مانع ہے۔(ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۲۳۷۔۲۳۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(51) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۵۹

(52) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السھو، ج ۱، ص ۱۲۸

(53) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۶۰

سلام پھیر دے۔(54)

مسئلہ ۵۴: مقیم نے مسافر کی اقتدا کی اور امام سے سہو ہوا تو امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے پھر اپنی دو پڑھے اور ان میں بھی سہو ہوا تو آخر میں پھر سجدہ کرے۔(55)

مسئلہ ۵۵: امام سے صلاۃ الخوف میں (جس کا بیان اور طریقہ انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوگا) سہو ہوا تو امام کے ساتھ دوسرا گروہ سجدۂ سہو کرے اور پہلا گروہ اسوقت کرے جب اپنی نماز ختم کر چکے۔(56)

مسئلہ ۵۶: امام کو حدث ہوا اور پیشتر سہو بھی واقع ہو چکا ہے اور اس نے خلیفہ بنایا تو خلیفہ سجدۂ سہو کرے اور اگر خلیفہ کو بھی حالتِ خلافت میں سہو ہوا تو وہی سجدے کافی ہیں اور اگر امام سے تو سہو نہ ہوا مگر خلیفہ سے اس حالت میں سہو ہوا تو امام پر بھی سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر خلیفہ کا سہو خلافت سے پہلے ہو تو سجدہ واجب نہیں نہ اس پر نہ امام پر۔(57)

مسئلہ ۵۷: جس پر سجدۂ سہو واجب ہے اگر سہو ہونا یاد نہ تھا اور بہ نیت قطع سلام پھیر دیا تو ابھی نماز سے باہر نہ ہوا بشرطیکہ سجدۂ سہو کرلے، لہٰذا جب تک کلام یا حدث عمد، یا مسجد سے خروج یا اور کوئی فعل منافی نماز نہ کیا ہو اسے حکم ہے کہ سجدہ کرلے اور اگر سلام کے بعد سجدۂ سہو نہ کیا تو سلام پھیرنے کے وقت سے نماز سے باہر ہوگیا، لہٰذا سلام پھیرنے کے بعد اگر کسی نے اقتدا کی اور امام نے سجدۂ سہو کرلیا تو اقتدا صحیح ہے اور سجدہ نہ کیا تو صحیح نہیں اور اگر یاد تھا کہ سہو ہوا ہے اور بہ نیت قطع سلام پھیر دیا تو سلام پھیرتے ہی نماز سے باہر گیا اور سجدۂ سہو نہیں کر سکتا، اعادہ کرے اور اگر اس نے غلطی سے سجدہ کیا اور اس میں کوئی شریک ہو تو اقتدا صحیح نہیں۔(58)

مسئلہ ۵۸: سجدۂ تلاوت باقی تھا یا قعدۂ اخیرہ میں تشہد نہ پڑھا تھا مگر بقدر تشہد بیٹھ چکا تھا اور یہ یاد ہے کہ سجدۂ تلاوت یا تشہد باقی ہے مگر قصداً سلام پھیر دیا تو سجدہ ساقط ہوگیا اور نماز سے باہر ہوگیا، نماز فاسد نہ ہوئی کہ تمام ارکان ادا کر چکا ہے مگر بوجہ ترک واجب مکروہ تحریمی ہوئی۔ یوہیں اگر اس کے ذمہ سجدۂ سہو و سجدۂ تلاوت ہیں اور دونوں یاد ہیں یا صرف سجدۂ تلاوت یاد ہے اور قصداً سلام پھیر دیا تو دونوں ساقط ہوگئے اگر سجدۂ نماز و سجدۂ سہو دونوں باقی تھے یا صرف سجدۂ نماز رہ گیا تھا اور سجدۂ نماز یاد ہوتے ہوئے سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر سجدۂ نماز و سجدۂ تلاوت

(54) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۶۰

(55) المرجع السابق

(56) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السھو، ج ۱، ص ۱۲۸

(57) المرجع السابق، ص ۱۳۰

(58) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۷۳

باقی تھے اور سلام پھیرتے وقت دونوں یاد تھے یا ایک جب بھی نماز فاسد ہوگئی۔(59)

مسئلہ ۵۹: سجدۂ نماز یا سجدۂ تلاوت باقی تھا یا سجدۂ سہو کرنا تھا اور بھول کر سلام پھیرا تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہوا کر لے اور میدان میں ہو تو جب تک صفوں سے متجاوز نہ ہوا یا آگے کو سجدہ کی جگہ سے نہ گزرا کر لے۔(60)

مسئلہ ۶۰: رکوع میں یاد آیا کہ نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا ہے اور وہیں سے سجدہ کو چلا گیا یا سجدہ میں یاد آیا اور سر اٹھا کر وہ سجدہ کر لیا تو بہتر یہ ہے کہ اس رکوع و سجود کا اعادہ کرے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر اس وقت نہ کیا بلکہ آخر نماز میں کیا تو اس رکوع و سجود کا اعادہ نہیں سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔(61)

مسئلہ ۶۱: ظہر کی نماز پڑھتا تھا اور یہ خیال کر کے کہ چار پوری ہوگئیں دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار پوری کر لے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر یہ گمان کیا کہ مجھ پر دو ہی رکعتیں ہیں، مثلاً اپنے کو مسافر تصور کیا یا یہ گمان ہوا کہ نماز جمعہ ہے یا نیا مسلمان ہے سمجھا کہ ظہر کے فرض دو ہی ہیں یا نماز عشا کو تراویح تصور کیا تو نماز جاتی رہی۔ یوہیں اگر کوئی رکن فوت ہوگیا اور یاد ہوتے ہوئے سلام پھیر دیا، تو نماز گئی۔(62)

مسئلہ ۶۲: جس کو شمار رکعت میں شک ہو، مثلاً تین ہوئیں یا چار اور بلوغ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر یا کوئی عمل منافی نماز کر کے توڑ دے یا غالب گمان کے بموجب پڑھ لے مگر بہر صورت اس نماز کو سرے سے پڑھے محض توڑنے کی نیت کافی نہیں اور اگر یہ شک پہلی بار نہیں بلکہ پیشتر بھی ہو چکا ہے تو اگر غالب گمان کسی طرف ہو تو اس پر عمل کرے ورنہ کم کی جانب کو اختیار کرے یعنی تین اور چار میں شک ہو تو تین قرار دے، دو اور تین میں شک ہو تو دو، وعلیٰ ھذا القیاس اور تیسری چوتھی دونوں میں قعدہ کرے کہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی میں قعدہ کے بعد سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے اور گمان غالب کی صورت میں سجدۂ سہو نہیں مگر جبکہ سوچنے میں بقدر ایک رکن کے وقفہ کیا ہو تو سجدۂ سہو واجب ہوگیا۔(63)

مسئلہ ۶۳: نماز پوری کرنے کے بعد شک ہوا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر نماز کے بعد یقین ہے کہ کوئی فرض رہ گیا مگر اس میں شک ہے کہ وہ کیا ہے تو پھر سے پڑھنا فرض ہے۔(64)

---

(59) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص ۶۷۳

(60) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص ۶۷۴

(61) الدرالمختار

(62) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص ۶۷۴

(63) الہدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج۱، ص ۷۶، وغیرہا

(64) فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۱، ص ۴۵۲

مسئلہ ۶۴: ظہر پڑھنے کے بعد ایک عادل شخص نے خبر دی کہ تین رکعتیں پڑھیں تو اعادہ کرے اگرچہ اس کے خیال میں یہ خبر غلط ہو اور اگر کہنے والا عادل نہ ہو تو اس کی خبر کا اعتبار نہیں اور اگر مصلّی کو شک ہو اور دو عادل نے خبر دی تو ان کی خبر پر عمل کرنا ضروری ہے۔(65)

مسئلہ ۶۵: اگر تعداد رکعات میں شک نہ ہوا مگر خود اس نماز کی نسبت شک ہے مثلاً ظہر کی دوسری رکعت میں شک ہوا کہ یہ عصر کی نماز پڑھتا ہوں اور تیسری میں نفل کا شبہ ہوا اور چوتھی میں ظہر کا تو ظہر ہی ہے۔(66)

مسئلہ ۶۶: تشہد کے بعد یہ شک ہوا کہ تین ہوئیں یا چار اور ایک رکن کی قدر خاموش رہا اور سوچتا رہا، پھر یقین ہوا کہ چار ہو گئیں تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد ایسا ہوا تو کچھ نہیں اور اگر اسے حدث ہو اور وضو کرنے گیا تھا کہ شک واقع ہوا اور سوچنے میں وضو سے کچھ دیر تک رُک رہا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔(67)

مسئلہ ۶۷: یہ شک واقع ہوا کہ اس وقت کی نماز پڑھی یا نہیں، اگر وقت باقی ہے اعادہ کرے ورنہ نہیں۔(68)

مسئلہ ۶۸: شک کی سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے اور غلبۂ ظن میں نہیں مگر جب کہ سوچنے میں ایک رُکن کا وقفہ ہو گیا تو واجب ہو گیا۔(69)

مسئلہ ۶۹: بے وضو ہونے یا مسح نہ کرنے کا یقین ہوا اور اسی حالت میں ایک رُکن ادا کر لیا تو سرے سے نماز پڑھے اگرچہ پھر یقین ہوا کہ وضو تھا اور مسح کیا تھا۔(70)

مسئلہ ۷۰: نماز میں شک ہوا کہ مقیم ہے یا مسافر تو چار پڑھے اور دوسری کے بعد قعدہ ضروری ہے۔(71)

مسئلہ ۷۱: وتر میں شک ہوا کہ دوسری ہے یا تیسری تو اس میں قنوت پڑھ کر قعدہ کے بعد ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی قنوت پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔(72)

و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۷۵

(65) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج۱، ص۱۳۱، وغیرہ

(66) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۷۶

(67) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج۱، ص۱۲۸

(68) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج۱، ص۱۳۰

(69) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۷۸

(70) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج۱، ص۱۳۱

(71) المرجع السابق

(72) المرجع السابق

مسئلہ ۴۷: امام نماز پڑھا رہا ہے دوسری میں شک ہوا کہ پہلی ہے یا دوسری یا چوتھی اور تیسری میں شک ہوا اور مقتدیوں کی طرف نظر کی کہ وہ کھڑے ہوں تو کھڑا ہو جاؤں بیٹھیں تو بیٹھ جاؤں تو اس میں حرج نہیں اور سجدۂ سہو واجب نہ ہوا۔(73)

❁❁❁❁❁

نمازِ مریض کا بیان

حدیث ۱: حدیث میں ہے، عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں سوال کیا، فرمایا: کھڑے ہو کر پڑھو، اگر استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر، اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی کہ اس کی وسعت ہو۔(1) اس حدیث کو مسلم کے سوا جماعت محدثین نے روایت کیا۔

حدیث ۲: بزار مسند میں اور بیہقی معرفۃ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے، دیکھا کہ تکیہ پر نماز پڑھتا ہے یعنی سجدہ کرتا ہے اسے پھینک دیا، اس نے ایک لکڑی لی کہ اس پر نماز پڑھے، اسے بھی لے کر پھینک دیا اور فرمایا: زمین پر نماز پڑھے اگر استطاعت ہو، ورنہ اشارہ کرے اور سجدہ کو رکوع سے پست کرے۔(2)

مسئلہ ۱: جو شخص بوجہ بیماری کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں کہ کھڑے ہو کر پڑھنے سے ضرر لاحق ہوگا یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا یا چکر آتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے سے قطرہ آئے گا یا بہت شدید درد ناقابل برداشت پیدا ہو جائے گا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے۔(3) اس کے متعلق بہت سے

---

(1) نصب الرایۃ للزیلعي، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۱۷۷۔۱۷۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ ۔ حضرت عمران ابن حصین کو سخت بواسیر کا مرض تھا جس سے وہ بعض اوقات نہ تو کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے تھے نہ بیٹھ کر انہوں نے اپنے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے یہ جواب فرمایا جیسا کہ مسلم کے سوا تمام صحاح میں ہے۔ خیال رہے کہ یہاں نماز سے فرض واجب وغیرہ تمام نمازیں مراد ہیں مجبور کے یہ ہی احکام ہیں۔ یہ بھی خیال رہے لیٹ کر نماز پڑھنے والے کے لیے بہتر یہ ہے کہ چت لیٹے، رو بقبلہ ہو، اس طرح کہ پاؤں بھی قبلہ کی طرف ہوں تاکہ اس کا رکوع وسجدہ بھی قبلہ رخ ہو حضرت عمران ابن حصین کو بواسیر تھی جس سے وہ چت بھی نہیں لیٹ سکتے تھے اس لیے انہیں داہنی کروٹ پر لیٹنے کا حکم دیا گیا۔(فتح القدیر) لہٰذا یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں دارقطنی کی حدیث میں ہے "فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ صَلّٰی مُسْتَلْقِیًا رِجْلَاہُ مِمَّا یَلِی الْقِبْلَۃَ" یعنی اگر بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکے تو چت لیٹ کر پڑھے قبلہ کی طرف پاؤں کر کے یہ حدیث احناف کی دلیل ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۲۸۶)

(2) معرفۃ السنن والآثار للبیهقي، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، الحدیث: ۱۰۸۳، ج ۲، ص ۱۴۰

(3) تنویر الابصار والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۶۸۱

مسائل فرائض نماز میں مذکور ہوئے۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

آج کل بہت جہال ذرا سی باطاقتی مرض یا کبرسن میں سرے سے بیٹھ کر فرض پڑھتے ہیں حالانکہ اولاً ان میں بہت ایسے ہیں کہ ہمت کریں تو پورے فرض کھڑے ہو کر ادا کر سکتے ہیں اور اس ادا سے نہ ان کا مرض بڑھے نہ کوئی نیا مرض لاحق ہو نہ گر پڑنے کی حالت ہو نہ دوران سر وغیرہ کوئی سخت الم شدید ہو صرف ایک گونہ مشقت وتکلیف ہے جس سے بچنے کو صراحۃً نمازیں کھوتے ہیں ہم نے مشاہدہ کیا ہے وہی لوگ جنھوں نے بحلیہ ضعف ومرض فرض بیٹھ کر پڑھتے اور وہی باتوں میں اتنی دیر کھڑے رہے کہ اُتنی دیر میں دس بارہ رکعت ادا کر لیتے ایسی حالت میں ہرگز قعود کی اجازت نہیں بلکہ فرض ہے کہ پورے فرض قیام سے ادا کریں۔

کافی شرح وافی میں ہے:

ان لحقه نوع مشقة لم یجز ترك القیام ۱۔ اگر ادنٰی مشقت لاحق ہو تو ترک قیام جائز نہ ہوگا۔ (ت) (۱۔ کافی شرح وافی)

ثانیاً مانا کہ انھیں اپنے تجربہ سابقہ خواہ کسی طبیب مسلمان حاذق عادل مستورالحال غیر ظاہر الفسق کے اخبار خواہ اپنے ظاہر حال کے نظر صحیح سے جو کم ہمتی وآرام طلبی پر مبنی نہ ہو بظن غالب معلوم ہے کہ قیام سے کوئی مرض جدید یا مرض موجود شدید ومدید ہوگا مگر یہ بات طول قیام میں ہوگی تھوڑی دیر کھڑے ہونے کی یقیناً طاقت رکھتے ہیں تو ان پر فرض تھا کہ جتنے قیام کی طاقت تھی اُتنا ادا کرتے یہاں تک کہ اگر صرف اللہ اکبر کھڑے ہو کر کہہ سکتے تھے تو اتنا ہی قیام میں ادا کرتے جب وہ غلبہ ظن کی حالت پیش آتی تو بیٹھ جاتے یہ ابتداء سے بیٹھ کر پڑھنا بھی ان کی نماز کا مفسد ہوا۔

ثالثاً ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی اپنے آپ بقدر تکبیر بھی کھڑے ہونے کی قوت نہیں رکھتا مگر عصا کے سہارے سے یا کسی آدمی خواہ دیوار یا تکیہ لگا کر کل یا بعض قیام پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے کہ جتنا قیام اس سہارے یا تکیہ کے ذریعے سے کر سکے بجالائے کُل تو کُل یا بعض تو بعض ورنہ صحیح مذہب میں اس کی نماز نہ ہوگی۔ فقد مر من الدر ولو متکاً علی عصا او حائط ۲۔ (در کے حوالے سے گزرا اگرچہ عصا یا دیوار کے سہارے سے کھڑا ہو سکے۔ت) (۲۔ دُرمختار باب صلوٰۃ المریض مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۰۴)

تبیین الحقائق میں ہے:

لو قدر علی القیام متکأ (قال الحلوانی) الصحیح انه یصلی قائما متکأ ولا یجزیه غیر ذلك و كذلك لو قدر ان یعتمد علی عصا او علی خادم له فانه یقوم ویتکیئ ۳۔

اگر سہارے سے قیام کر سکتا ہو (حلوانی نے کہا) تو صحیح یہی ہے کہ سہارے سے کھڑے ہو کر نماز ادا کرے اس کے علاوہ کفایت نہ کرے گی اور اسی طرح اگر عصا یا خادم کے سہارے سے کھڑا ہو سکتا ہے تو قیام کرے اور سہارے سے نماز ادا کرے۔ (ت)

(۳۔ تبیین الحقائق باب صلوٰۃ المریض مطبوعہ مطبعۃ امیریہ کبرٰی مصر ۱/۲۰۰)

یہ سب مسائل خوب سمجھ لئے جائیں باقی اس مسئلہ کی تفصیل تام وتحقیق ہمارے فتاوٰی میں ہے جس پر اطلاع نہایت ضرور واہم کہ آجکل ناواقفی سے جاہل تو جاہل بعض مدعیانِ علم بھی ان احکام کا خلاف کرکے ناحق اپنی نمازیں کھوتے اور صراحۃً مرتکب گناہ وتارک صلوٰۃ ہوتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۱۵۹۔ ۱۶۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۲: اگر اپنے آپ بیٹھ بھی نہیں سکتا مگر لڑکا یا غلام یا خادم یا کوئی اجنبی شخص وہاں ہے کہ بٹھا دے گا تو بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے اور اگر بیٹھا نہیں رہ سکتا تو تکیہ یا دیوار یا کسی شخص پر ٹیک لگا کر پڑھے یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر پڑھے اور بیٹھ کر پڑھنا ممکن ہو تو لیٹ کر نماز نہ ہوگی۔(4)

مسئلہ ۳: بیٹھ کر پڑھنے میں کسی خاص طور پر بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ مریض پر جس طرح آسانی ہو اس طرح بیٹھے۔ ہاں دوزانو بیٹھنا آسان ہو یا دوسری طرح بیٹھنے کے برابر ہو تو دوزانو بہتر ہے ورنہ جو آسان ہو اختیار کرے۔(5)

مسئلہ ۴: نفل نماز میں تھک گیا تو دیوار یا عصا پر ٹیک لگانے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں کچھ حرج نہیں۔(6)

مسئلہ ۵: چار رکعت والی نماز بیٹھ کر پڑھی، قعدۂ اخیرہ کے موقع پر تشہد پڑھنے سے پہلے قراءت شروع کر دی اور رکوع بھی کیا تو اس کا وہی حکم ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھنے والا چوتھی کے بعد کھڑا ہو جاتا، لہٰذا اس نے جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو تشہد پڑھے اور سجدۂ سہو کرے اور پانچویں کا سجدہ کر لیا تو نماز جاتی رہی۔(7)

مسئلہ ۶: بیٹھ کر پڑھنے والا دوسری کے سجدہ سے اٹھا اور قیام کی نیت کی مگر قراءت سے پہلے یاد آ گیا تو تشہد پڑھے اور نماز ہو گئی اور سجدۂ سہو بھی نہیں۔(8)

مسئلہ ۷: مریض نے بیٹھ کر نماز پڑھی چوتھی کے سجدہ سے اٹھا تو یہ گمان کر کے کہ تیسری ہے قراءت کی اور اشارہ سے رکوع و سجود کیا نماز جاتی رہی اور دوسری کے سجدہ کے بعد یہ گمان کر کے کہ دوسری ہے قراءت شروع کی پھر یاد آیا تو تشہد کی طرف عود نہ کرے بلکہ پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔(9)

مسئلہ ۸: کھڑا ہو سکتا ہے مگر رکوع و سجود نہیں کر سکتا یا صرف سجدہ نہیں کر سکتا مثلاً حلق وغیرہ میں پھوڑا ہے کہ سجدہ کرنے سے بہے گا تو بھی بیٹھ کر اشارہ سے پڑھ سکتا ہے بلکہ یہی بہتر ہے اور اس صورت میں یہ بھی کر سکتا ہے کہ کھڑے

---

(4) الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج ۱، ص ۱۳۶۔
والدرالمختار ورد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۸۲

(5) الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج ۱، ص ۱۳۶، وغيره

(6) الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج ۲، ص ۶۹۰

(7) الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج ۱، ص ۱۳۷۔

(8) المرجع السابق

(9) المرجع السابق

ہوکر پڑھے اور رکوع کے لیے اشارہ کرے یا رکوع پر قادر ہو تو رکوع کرے پھر بیٹھ کر سجدہ کے لیے اشارہ کرے۔(10)

مسئلہ ۹: اشارہ کی صورت میں سجدہ کا اشارہ رکوع سے پست ہونا ضروری ہے مگر یہ ضرور نہیں کہ سر کو بالکل زمین سے قریب کر دے سجدہ کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی چیز پیشانی کے قریب اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ خود اسی نے وہ چیز اٹھائی ہو یا دوسرے نے۔(11)

مسئلہ ۱۰: اگر کوئی چیز اٹھا کر اس پر سجدہ کیا اور سجدہ میں بہ نسبت رکوع کے زیادہ سر جھکایا، جب بھی سجدہ ہو گیا مگر گنہگار رہوا اور سجدہ کے لیے زیادہ سر نہ جھکایا تو ہوا ہی نہیں۔(12)

مسئلہ ۱۱: اگر کوئی اونچی چیز زمین پر رکھی ہوئی ہے اُس پر سجدہ کیا اور رکوع کے لیے صرف اشارہ نہ ہوا بلکہ پیٹھ بھی جھکائی تو صحیح ہے بشرطیکہ سجدہ کے شرائط پائے جائیں مثلاً اس چیز کا سخت ہونا جس پر سجدہ کیا کہ اس قدر پیشانی دب گئی ہو کہ پھر دبانے سے نہ دبے اور اس کی اونچائی بارہ اُنگل سے زیادہ نہ ہو۔ ان شرائط کے پائے جانے کے بعد حقیقۃً رکوع وسجود پائے گئے، اشارہ سے پڑھنے والا اسے نہ کہیں گے اور کھڑا ہو کر پڑھنے والا اس کی اقتدا کر سکتا ہے اور یہ شخص جب اس طرح رکوع وسجود کر سکتا ہے اور قیام پر قادر ہے تو اس پر قیام فرض ہے یا اثنائے نماز میں قیام پر قادر ہو گیا تو جو باقی ہے اسے کھڑے ہو کر پڑھنا فرض ہے لہٰذا جو شخص زمین پر سجدہ نہیں کر سکتا مگر شرائط مذکورہ کے ساتھ کوئی چیز زمین پر رکھ کر سجدہ کر سکتا ہے، اس پر فرض ہے کہ اسی طرح سجدہ کرے اشارہ جائز نہیں اور اگر وہ چیز جس پر سجدہ کیا ایسی نہیں تو حقیقۃً سجود نہ پایا گیا بلکہ سجدہ کے لیے اشارہ ہوا لہٰذا کھڑا ہونے والا اس کی اقتدا نہیں کر سکتا اور اگر یہ شخص اثنائے نماز میں قیام پر قادر ہوا تو سرے سے پڑھے۔(13)

مسئلہ ۱۲: پیشانی میں زخم ہے کہ سجدہ کے لیے ماتھا نہیں لگا سکتا تو ناک پر سجدہ کرے اور ایسا نہ کیا بلکہ اشارہ کیا تو نماز نہ ہوئی۔(14)

مسئلہ ۱۳: اگر مریض بیٹھنے پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر اشارہ سے پڑھے، خواہ داہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کو موںھ کرے خواہ چت لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے مگر پاؤں نہ پھیلائے، کہ قبلہ کو پاؤں پھیلانا مکروہ ہے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کر لے کہ موںھ قبلہ کو ہو جائے اور یہ صورت یعنی چت لیٹ کر پڑھنا افضل

(10) المرجع السابق، ص ۱۳۶، والدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۶۸۴

(11) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۶۸۵ وغیرہ

(12) المرجع السابق، والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر في صلاۃ المریض، ج ۱، ص ۱۳۶

(13) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۶۸۵، ۶۸۶

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر في صلاۃ المریض، ج ۱، ص ۱۳۶

ہے۔(15)

مسئلہ ۱۴: اگر سر سے اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز ساقط ہے، اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھ یا بھوں یا دل کے اشارہ سے پڑھے پھر اگر چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو ان کی قضا بھی ساقط، فدیہ کی بھی حاجت نہیں ورنہ بعد صحت ان نمازوں کی قضا لازم ہے اگرچہ اتنی ہی صحت ہو کہ سر کے اشارہ سے پڑھ سکے۔(16)

مسئلہ ۱۵: مریض اگر قبلہ کی طرف نہ اپنے آپ مونھ کر سکتا ہے نہ دوسرے کے ذریعہ سے تو ویسے ہی پڑھ لے اور صحت کے بعد اس نماز کا اعادہ نہیں اور اگر کوئی شخص موجود ہے کہ اس کے کہنے سے قبلہ رُو کر دے گا مگر اس نے اس سے نہ کہا تو نہ ہوئی، اشارہ سے جو نمازیں پڑھی ہیں صحت کے بعد ان کا بھی اعادہ نہیں۔ یوہیں اگر زبان بند ہوگئی اور گونگے کی طرح نماز پڑھی پھر زبان کُھل گئی تو ان نمازوں کا اعادہ نہیں۔(17)

مسئلہ ۱۶: مریض اس حالت کو پہنچ گیا کہ رکوع و سجود کی تعداد یاد نہیں رکھ سکتا تو اس پر ادا ضروری نہیں۔(18)

مسئلہ ۱۷: تندرست شخص نماز پڑھ رہا تھا، اثنائے نماز میں ایسا مرض پیدا ہوگیا کہ ارکان کی ادا پر قدرت نہ رہی تو جس طرح ممکن ہو بیٹھ کر لیٹ کر نماز پوری کرلے، سرے سے پڑھنے کی حاجت نہیں۔(19)

مسئلہ ۱۸: بیٹھ کر رکوع و سجود سے نماز پڑھ رہا تھا، اثنائے نماز میں قیام پر قادر ہوگیا تو جو باقی ہے کھڑا ہو کر پڑھے اور اشارہ سے پڑھتا تھا اور نماز ہی میں رکوع و سجود پر قادر ہوگیا تو سرے سے پڑھے۔(20)

مسئلہ ۱۹: رکوع و سجود پر قادر نہ تھا کھڑے یا بیٹھے نماز شروع کی رکوع و سجود کے اشارہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ اچھا ہوگیا تو اسی نماز کو پورا کرے سرے سے پڑھنے کی حاجت نہیں اور اگر لیٹ کر نماز شروع کی تھی اور اشارہ سے پہلے کھڑے یا بیٹھ کر رکوع و سجود پر قادر ہوگیا تو سرے سے پڑھے۔(21)

مسئلہ ۲۰: چلتی ہوئی کشتی یا جہاز میں بلا عذر بیٹھ کر نماز صحیح نہیں بشرطیکہ اتر کر خشکی میں پڑھ سکے اور زمین پر بیٹھ گئی

---

(15) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج۲، ص۶۸۶ وغیرہ

(16) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج۲، ص۶۸۷، وغیرہ

(17) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج۲، ص۶۸۸

(18) تنویر الابصار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج۲، ص۶۸۸

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض، ج۱، ص۱۳۷
والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج۲، ص۶۸۹

(20) المرجع السابق

(21) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج۲، ص۶۸۹

ہوتو اترنے کی حاجت نہیں اور کنارے پر بندھی ہو اور اتر سکتا ہوتو اتر کر خشکی میں پڑھے ورنہ کشتی ہی میں کھڑے ہوکر اور بیچ دریا میں لنگر ڈالے ہوئے ہے تو بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں، اگر ہوا کے تیز جھونکے لگتے ہوں کہ کھڑے ہونے میں چکر کا غالب گمان ہو اور اگر ہوا سے زیادہ حرکت نہ ہوتو بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے اور کشتی پر نماز پڑھنے میں قبلہ رُو ہونا لازم ہے اور جب کشتی گھوم جائے تو نمازی بھی گھوم کر قبلہ کو مونھ کر لے اور اگر اتنی تیز گردش ہو کہ قبلہ کو مونھ کرنے سے عاجز ہے تو اس وقت ملتوی رکھے ہاں اگر وقت جاتا دیکھے تو پڑھ لے۔(22)

---

(22) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، مطلب فی الصلاۃ فی السفینۃ، ج ۲، ص ۶۹۰

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اس کی اصل امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہی ہے کہ ایک شہر میں متعدد جگہ جمعہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اصحاب الاملاء نے امام ابویوسف سے روایت کیا کہ شہر میں دو مساجد میں جمعہ نہیں ہوتا، ہاں جب ان کے درمیان بڑی نہر ہو تو وہ اس وقت دو شہروں کی طرح ہوجائیں گے، اسی لئے انھوں نے بغداد میں پل ختم کرنے کا حکم جاری فرمایا تھا۔(ت)

(ا۔ فتح القدیر باب صلوۃ الجمعہ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۵)

ظاہر ہے کہ فنا تابع ہے نہ کہ قاطع، اور جمعہ وعیدین نہیں ہوسکتے مگر مصر یا فنائے مصر میں، یہ سب اس صورت میں ہے کہ خوف صحیح ہو اترنا متعذر ہو ورنہ نماز پنجگانہ ووتر وسنت فجر بھی ان جہازوں میں نہیں ہوسکتے کہ ان کا استقراء پانی پر ہے اور ان نماز کی شرط صحت استقرار علی الارض مگر بحال تعذر،

فتح القدیر میں ہے:

فی الایضاح ان کانت موقوفہ فی الشط وھی علی قرار الارض فصلی قائما جاز لانھا اذا استقرت علی الارض فحکمھا حکم الارض فان کانت مربوطۃ ویمکنہ الخروج لم تجز الصلوۃ فیھا لانھا اذا لم تستقم فھی کالدابۃ انتھی بخلاف ما اذا استقرت فانھا حینئذ کالسریر ۲۔

ایضاح میں ہے اگر وہ کشتی کنارے پر کھڑی ہے اور زمین پر برقرار ہے تو نماز کھڑے ہو کر ادا کرے تو نماز جائز ہے کیونکہ اب زمین پر قرار پکڑنے کی وجہ سے زمین کے حکم میں ہی ہے، اور اگر کشتی باندھی ہوئی تھی اور اس سے نکلنا ممکن تھا تو اب اس پر نماز نہ ہوگی کیونکہ جب وہ مستقر نہیں تو وہ چار پایہ کے حکم میں ہے بخلاف اس صورت کے جب وہ مستقر ہے تو اس وقت وہ چار پائی کی طرح ہوتی ہے۔(ت)

(۲۔ فتح القدیر باب صلوۃ المریض مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۴۶۲)

اسی صورت میں اگر جبراً نہ اترنے دیتے ہوں پنجگانہ پڑھیں اور اترنے کے بعد سب کا اعادہ کریں

لان المانع من جھۃ العباد

(کیونکہ رکاوٹ بندوں کی طرف سے ہے۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۶۴۴ ۔ ۶۴۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۲۱: جنون یا بے ہوشی اگر پورے چھ وقت کو گھیر لے تو ان نمازوں کی قضا بھی نہیں، اگرچہ بے ہوشی آدمی یا درندے کے خوف سے ہو اور اس سے کم ہو تو قضا واجب ہے۔(23)

مسئلہ ۲۲: اگر کسی کسی وقت ہوش ہو جاتا ہے تو اس کا وقت مقرر ہے یا نہیں اگر وقت مقرر ہے اور اس سے پہلے پورے چھ وقت نہ گزرے تو قضا واجب اور وقت مقرر نہ ہو بلکہ دفعۃً ہوش ہو جاتا ہے پھر وہی حالت پیدا ہو جاتی ہے تو اس اِفاقہ کا اعتبار نہیں یعنی سب بے ہوشیاں متصل سمجھی جائیں گی۔(24)

مسئلہ ۲۳: شراب یا بھنگ پی اگرچہ دوا کی غرض سے اور عقل جاتی رہی تو قضا واجب ہے اگرچہ بے عقلی کتنے ہی زیادہ زمانہ تک ہو۔ یوہیں اگر دوسرے نے مجبور کر کے شراب پلا دی جب بھی قضا مطلقاً واجب ہے۔(25)

مسئلہ ۲۴: سوتا رہا جس کی وجہ سے نماز جاتی رہی تو قضا فرض ہے اگرچہ نیند پورے چھ وقت کو گھیر لے۔(26)

مسئلہ ۲۵: اگر یہ حالت ہو کہ روزہ رکھتا ہے تو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور نہ رکھے تو کھڑے ہو کر پڑھ سکے گا تو روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر پڑھے۔(27)

مسئلہ ۲۶: مریض نے وقت سے پہلے نماز پڑھ لی اس خیال سے کہ وقت میں نہ پڑھ سکے گا تو نماز نہ ہوئی اور بغیر قراءت بھی نہ ہوگی مگر جبکہ قراءت سے عاجز ہو تو ہو جائے گی۔(28)

مسئلہ ۲۷: عورت بیمار ہو تو شوہر پر فرض نہیں کہ اسے وضو کرا دے اور غلام بیمار ہو تو وضو کرا دینا مولیٰ کے ذمہ ہے۔(29)

مسئلہ ۲۸: چھوٹے سے خیمہ میں ہے کہ کھڑا نہیں ہو سکتا اور باہر نکلتا ہے تو مینھ (بارش) اور کیچڑ ہے تو بیٹھ کر پڑھے۔ یوہیں کھڑے ہونے میں دشمن کا خوف ہے تو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔(30)

---

(23) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۶۹۲

(24) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۶۹۲
والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر في صلاۃ المریض، ج ۱، ص ۱۳۷

(25) المرجع السابق

(26) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۶۹۲

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر في صلاۃ المریض، ج ۱، ص ۱۳۸

(28) المرجع السابق

(29) المرجع السابق

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر في صلاۃ المریض، ج ۱، ص ۱۳۸

مسئلہ ۲۹: بیمار کی نمازیں قضا ہوگئیں اب اچھا ہو کر انھیں پڑھنا چاہتا ہے تو ویسے پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہیں اس طرح نہیں پڑھ سکتا جیسے بیماری میں پڑھتا مثلاً بیٹھ کر یا اشارہ سے اگر اسی طرح پڑھیں تو نہ ہوئیں اور صحت کی حالت میں قضا ہوئیں بیماری میں انھیں پڑھنا چاہتا ہے تو جس طرح پڑھ سکتا ہے پڑھے ہو جائیں گی، صحت کی سی پڑھنا اس وقت واجب نہیں۔(31)

مسئلہ ۳۰: پانی میں ڈوب رہا ہے اگر اس وقت بھی بغیر عمل کثیر اشارے سے پڑھ سکتا ہے مثلاً تیراک ہے یا لکڑی وغیرہ کا سہارا پا جائے تو پڑھنا فرض ہے، ورنہ معذور ہے بچ جائے تو قضا پڑھے۔(32)

مسئلہ ۳۱: آنکھ بنوائی اور طبیب حاذق مسلمان مستور نے لیٹے رہنے کا حکم دیا تو لیٹ کر اشارے سے پڑھے۔(33)

مسئلہ ۳۲: مریض کے نیچے نجس بچھونا بچھا ہے اور حالت یہ ہو کہ بدلا بھی جائے تو نماز پڑھتے پڑھتے بقدر مانع ناپاک ہو جائے تو اسی پر نماز پڑھے۔ یوہیں اگر بدلا جائے تو اس قدر جلد نجس نہ ہوگا مگر بدلنے میں اسے شدید تکلیف ہوگی تو اسی نجس ہی پر پڑھ لے۔(34)

تنبیہ ضروری: مسلمان اس باب کے مسائل کو دیکھیں تو انھیں بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ شرع مطہرہ نے کسی حالت میں بھی سوا بعض نادر صورتوں کے نماز معاف نہیں کی بلکہ یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو پڑھے۔ آج کل جو بڑے نمازی کہلاتے ہیں ان کی یہ حالت دیکھی جا رہی ہے کہ بخار آیا ذرا شدت ہوئی نماز چھوڑ دی شدت کا درد ہوا نماز چھوڑ دی کوئی پھڑیا نکل آئی نماز چھوڑ دی، یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ دردِ سر و زکام میں نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں حالانکہ جب تک اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہو اور نہ پڑھے تو انھیں وعیدوں کا مستحق ہے جو شروع کتاب میں تارک الصلوٰۃ کے لیے احادیث سے بیان ہوئیں، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ مُقِیْمِی الصَّلٰوۃِ وَمِنْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اَحْیَآءً وَّ اَمْوَاتًا وَّ ارْزُقْنَا اتِّبَاعَ شَرِیْعَۃِ حَبِیْبِکَ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ اٰمِیْن. (35)

(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض، ج۱، ص۱۳۸

(32) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، مطلب فی الصلاۃ فی السفینۃ، ج۲، ص۶۹۳

(33) المرجع السابق

(34) المرجع السابق، والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض، ج۱، ص۱۳۷

(35) اے اللہ (عزوجل)! تو ہم کو نماز قائم کرنے والوں میں اور زندگی اور مرنے کے بعد اچھے نماز والوں میں کر، اور اپنے حبیب کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شریعت کی پیروی اور روزی کر، ان پر بہتر درود وسلام، آمین۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:
جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے، شیطان ہٹ جاتا ہے اور رو کر کہتا ہے، ہائے بربادی میری! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا، اس نے سجدہ کیا، اس کے لیے جنت ہے اور مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا، میرے لیے دوزخ ہے۔ (1)

مسئلہ ۱: سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) سورۂ اعراف کی آخر آیت

(اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ یُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ یَسْجُدُوْنَ) (2)

(۲) سورۂ رعد میں یہ آیت

(وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ) (3)

(۳) سورۂ نحل میں یہ آیت

(وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ هُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ) (4)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ، الحدیث: ۸۱، ص ۵۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ ؎ یعنی انسان کے لیے سجدۂ تلاوت کو دیکھ کر شیطان حسرت کرتا ہوا وہاں سے بھاگتا ہے، چونکہ یہ سجدہ سجدۂ نماز کے علاوہ ہے اور شیطان نے جس سجدہ کا انکار کیا تھا وہ بھی سجدۂ نماز کے علاوہ تھا اس لیے اسے یہ سجدہ دیکھ کر حسرت ہوتی ہے نہ کہ سجدۂ نماز دیکھ کر کیونکہ نماز کے سجدے تو خود بھی کرتا رہا ہے۔

۲ ؎ اس سے معلوم ہوا کہ سجدۂ تلاوت واجب ہے جیسا کہ حنفیوں کا مذہب ہے اگرچہ وہ سجدہ آدم علیہ السلام کو تھا (سجدۂ تعظیمی) اور یہ سجدہ اللہ کو ہے (سجدۂ عبادت) مگر چونکہ اس سجدہ کا حکم بھی الٰہی تھا اور اس سجدے کا بھی اس لیے شیطان یہ کہتا ہے۔ اس سجدۂ تعظیمی کی بحث ہماری کتاب "تفسیر نعیمی" جلد اول میں دیکھو۔ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان اپنی حرکت پر پچھتاتا تو رہا ہے مگر اب کیا ہوتا وقت نکل چکا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۱۲۱)

(2) پ ۹، الاعراف: ۲۰۶

(3) پ ۱۳، الرعد: ۱۵

(4) پ ۱۴، النحل: ۴۹

(۴) سورۂ بنی اسرائیل میں یہ آیت

(اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾) (5)

(۵) سورۂ مریم میں یہ آیت

(اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِیًّا) (6)

(۶) سورۂ حج میں پہلی جگہ جہاں سجدہ کا ذکر ہے یعنی یہ آیت

(اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِؕ وَ كَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُؕ وَ مَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ) (7)

(۷) سورۂ فرقان میں یہ آیت

(وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَ مَا الرَّحْمٰنُۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا) (8)

(۸) سورۂ نمل میں یہ آیت

(اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ یَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ) (9)

(۹) سورۂ الم تنزیل میں یہ آیت

(اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ) (10)

---

(5) پ۱۵، بنی اسرآءیل: ۱۰۷۔۱۰۹

(6) پ۱۶، مریم: ۵۸

(7) پ۱۷، الحج: ۱۸

(8) پ۱۹، الفرقان: ۶۰

(9) پ۱۹، النمل: ۲۵۔۲۶

(10) پ۲۱، السجدۃ: ۱۵

(۱۰) سورۂ ص میں یہ آیت

(فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾) (11)

(۱۱) سورۂ حم السجدۃ میں آیت

(وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾) (12)

(۱۲) سورۂ نجم میں

(فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا) (13)

(۱۳) سورۂ انشقاق میں آیت

(فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾) (14)

(۱۴) سورۂ اقراء میں آیت

(وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ) (15)

مسئلہ ۲: آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سن سکے، سننے والے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ بالقصد سنی ہو بلا قصد سننے سے بھی سجدہ واجب ہوجاتا ہے۔ (16)

مسئلہ ۳: سجدہ واجب ہونے کے لیے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے

---

(11) پ ۲۳، ص: ۲۴۔۲۵

(12) پ ۲۴، حم السجدۃ: ۳۷۔۳۸

(13) پ ۲۷، النجم: ۶۲

(14) پ ۳۰، الانشقاق: ۲۰۔۲۱

(15) پ ۳۰، العلق: ۱۹

الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج ۱، ص ۱۳۲

(16) الھدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۱، ص ۷۸

والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۶۹۴، وغیرہما

اوراس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔(17)

(17) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۶۹۴

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

وجوب سجدہ تلاوت، تلاوت کلمات معینہ قرآن مجید سے منوط ہے۔ وہ کلمات جب تلاوت کئے جائیں گے سجدہ تالی وسامع پر واجب ہوگا کسی نظم یا نثر کے ضمن میں آنے سے غایت یہ ہے کہ اول وآخر کچھ غیر عبارت مذکور ہوئی جسے ایجاب سجدہ میں دخل نہ تھا، نہ یہ کہ حکم سجدہ کی رافع ومزیل ہو اُس کا ہونا نہ ہونا برابر ہوا جس طرح حرف اسی قدر کلمات تلاوت کریں اور اول وآخر کچھ نہ کہیں سجدہ تلاوت واجب ہوگا، ایسے ہی یہاں بھی کہ جس عبارت کا عدم وجود یکساں ہے وہ نظر سے ساقط اور حکم سکوت میں ہے وھذا ظاھر جدا (اور یہ نہایت واضح ہے۔ت) ہاں قابل غور یہ بات ہے کہ سجدہ تلاوت کس قدر قرأت سے ہوتا ہے اصل مذہب وظاہر الروایہ میں ہے کہ ساری آیت بتمامہا اس کا سبب ہے یہاں تک کہ اگر ایک حرف باقی رہ جائے گا سجدہ نہ آئے گا مثلاً اگر حج میں الم تر ان اللہ سے ان اللہ یفعل ما تک پڑھ گیا سجدہ نہ ہوا جب تک یشاء بھی نہ پڑھے، اور یہی مذہب آثار صحابہ عظام وتابعین کرام سے مستفاد اور ایسا ہی امام مالک وامام شافعی وغیرہما ائمہ کا ارشاد بلکہ ائمہ متقدین سے اس بارے میں اصلاً خلاف معلوم نہیں کتب اصحاب سے متون کہ نقل مذہب کے لئے موضوع ہیں قاطبۃً اسی طرف گئے اور دلائل وکلمات عامہ شروح کہ تحقیق وتنقیح کی متکفل ہیں اسی پر مبنی ومتبنی ہوئے اور اکابر اصحاب فتاوٰی بھی ان کے ساتھ ہیں۔

وقایہ ونقایہ وملتقی الابحر میں ہے:

تجب علی من تلا آیۃ ا۔ (سجدہ آیت کی تلاوت کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔ت)

(ا۔ شرح الوقایۃ باب سجود التلاوۃ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ دہلی ۱/۲۲۹)

کنز ووافی میں ہے:

تجب باربع عشر آیۃ ۲۔ (سجدہ تلاوت چودہ آیات کی وجہ سے لازم ہوتا ہے۔ت)

(۲۔ کنز الدقائق باب سجود التلاوۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۵)

تنویر میں ہے:

تجب بسبب تلاوۃ آیۃ ۳۔ (سجدہ آیات کی تلاوت کی وجہ سے واجب ہوجاتا ہے۔ت)

(۳۔ درمختار باب سجود التلاوۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۰۴)

غنیۃ میں ہے:

اذا قرأ آیۃ السجدۃ یجب علیہ ان یسجد ۴۔ اھ ملخصا

جب کسی نے آیت سجدہ پڑھی تو اس پر سجدہ تلاوت کرنا لازم ہے اھ ملخصا (ت)

(۴۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی باب سجود التلاوۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۹۸)

خانیہ میں ہے:

←

....

سجدة التلاوة تجب علی من تجب علیه الصلوة اذا قرأ السجدة او سمعها ۵؎۔
سجدہ تلاوت اس شخص پر واجب ہوتا ہے جس پر نماز واجب ہے جبکہ اس نے آیت سجدہ پڑھی یا سنی۔ (ت)
(۵؎ فتاوٰی قاضی خاں فصل فی قرأۃ القرآن خطاً مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۷۵)

برجندی شرح نقایہ فتاوٰی ظہیریہ امام ظہیر الملۃ والدین مرغینانی سے ہے:
المراد بالأية أية تامة حتی لو قرأ أية السجدة كلها الا الحرف الذی فی اٰخرها لا یسجد ۶؎ الخ
آیت سے مراد پوری آیت ہے حتی کہ کسی نے آیت پڑھی مگر اس کا آخری حرف نہ پڑھا تو سجدہ لازم نہیں الخ (ت)
(۶؎ شرح نقایہ برجندی فصل فی سجدۃ التلاوۃ مطبوعہ نولکشور ۱/ ۱۵۵)

ہدایہ میں ہے:
موضع السجدة فی حم السجدة عند قوله تعالٰی لا یسأمون فی قول عمر رضی الله تعالٰی عنه وهو المأخوذ للاحتیاط ۱؎۔
حم السجدۃ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فرمان کے مطابق لا یسأمون پر سجدہ ہے۔ احتیاط کی بناء پر اسی پر عمل ہے۔ (ت)
(۱؎ الہدایہ فصل فی سجدۃ التلاوۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۱۴۳)

فتح القدیر میں ہے:
وجهه انه ان کان السجود عند تعبدون لا یضره التاخیر الی الأیة بعده وان کان عند لا یسامون لم یکن السجود قبل مجزئا ۲؎۔
اس کی وجہ یہ ہے اگر سجدہ تعبدون پر لازم ہوجاتا ہے تو اس کے بعد آیت اسے نقصان دہ نہیں اور اگر سجدہ لا یسأمون پر ہو تو اب پہلے ہونے کی وجہ سے کافی نہ ہوگا۔ (ت) (۲؎ فتح القدیر فصل فی سجدۃ التلاوۃ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۴۶۵)

کافی میں ہے:
موضع السجدة فی حم عند قوله لا یسأمون وهو مذهب ابن عباس وقال الشافعی عند قوله ان کنتم ایاه تعبدون وهو مذهب علی رضی الله تعالٰی عنهم لان الامر بالسجود فیها والاحتیاط فیما قلنا لیخرج عن الواجب بیقین فانها ان کانت عند الأیة الثانیة والسجود قبلها غیر جائز فلو سجد عند تعبدون لا یخرج عن العهدة الخ ۳؎۔
سورہ حم میں سجدہ لا یسأمون کے الفاظ پر ہے اور یہ حضرت ابن عباس کا مذہب ہے امام شافعی کے مطابق سجدہ ان کنتم ایاہ تعبدون کے الفاظ پر ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے کیونکہ سجدہ کا حکم اسی میں ہے، اور احتیاط ہمارے قول میں ہے تاکہ مکلف سے واجب کی ادائیگی بالیقین ہوجائے کیونکہ اگر سجدہ دوسری آیت پر ہے تو اس سے پہلے سجدہ جائز نہیں لہذا اگر سجدہ تعبدون پر کیا تو ←

....

مکلف اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآنہ ہوگا الخ (ت) (۳؎ کافی شرح وافی)

ردالمحتار میں امداد الفتاح اُس میں بحرالرائق اُس میں بدائع سے ہے:

رجحنا الاول للاحتیاط عند اختلاف مذاهب الصحابة لانها لو وجبت عند تعبدون ہ فالتاخیر الی لایسأمون لایضر بخلاف العکس لانها تکون قبل وجود سبب الوجوب ۱؎ الخ

ہم نے صحابہ میں اختلاف کی وجہ سے احتیاطاً پہلے کو ترجیح دی ہے کیونکہ اگر سجدہ تعبدون پر لازم ہو تو لایسأمون تک تاخیر نقصان دہ نہیں اور اس کے عکس میں نقصان ہے کیونکہ ایسی صورت میں وجوب سب سے پہلے ہوگا الخ (ت)

(۱؎ ردالمحتار باب سجود التلاوۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱ / ۵۶۵)

اسی طرح شرح وقایہ ومجمع الانہر ومستخلص وغیرہا میں ہے:

فقد نصوا علی ان سبب الوجوب الأیة بتمامها حتی جعلوا التقدیم علیها کتقدیم الصلوۃ علی وقتها۔

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ وجوب سجدہ کا سبب پوری آیت ہوتی ہے حتی کہ پوری آیت سے پہلے سجدہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے نماز وقت سے پہلے ادا کرلی ہو۔ (ت)

حلیہ میں ہے:

سجدۃ التلاوۃ واجبة فی الاعراف عقب اٰخرها وفی الرعد عقب قوله وظلالهم بالغدو والأصال وفی النحل عقب قوله ویفعلون مایؤمرون وفی بنی اسرائیل عقب قوله ویزیدهم خشوعا وفی مریم عقب قوله خروا سجدا وبکیا وفی الحج عقب قوله ان الله یفعل مایشاء ہ وفی الفرقان عقب قوله وزادهم نفورا ہ وفی النمل عقب قوله ویعلم ما تخفون وما تعلنون وهو معز والی اکثر الفقهاء وقال مالك عند قوله رب العرش العظیم وذکر النووی انه الصوب وانه مذهب الشافعی کما صرحت به اصحابه وفی الم السجدۃ عقب قوله وهم لا یستکبرون وفی ص عقب قوله واناب وفی قوله عند المالکیة وهو روایة عن مالك عقب مأب وفی حم السجدۃ عقب قوله والایسأمون ومشهور مذهب مالك عقب تعبدون وفی النجم عقب اٰخرها و فی الانشقاق عقب قوله لا یسجدون مشهور مذهب مالك عقب اٰخرها وفی العلق عقب اٰخرها ثم لم یحك عن احد ممن قال بالسجود فی هذا المواضع الاربعة عشر خلاف فی شیئ من محالها المذکورۃ فیما عدا المواضع الاربعة التی بینت الخلاف فیها نعم فی ذخیرۃ الذکر فی الرقیات الخ وذکر ههنا روایة غریبة عن الامام محمد رحمة الله تعالی ا ؎ اھ ملتقطا

سجدہ تلاوت اعراف میں آخری آیت کے بعد ہے رعد میں ظلالهم بالغدو والأصال کے بعد ہے۔ نحل میں ویفعلون ما یومرون پر، بنی اسرائیل میں ویزیدهم خشوعا پر، مریم میں خروا سجدا وبکیا پر، حج میں ان الله یفعل مایشاء پر، فرقان میں وزادهم نفورا کے بعد، نمل میں ویعلم ما تخفون وما تعلنون پر، اور یہ اکثر فقہاء کی طرف منسوب ہے ←

....

امام مالک رب العرش العظیم پر سجدہ کے قائل ہیں امام نووی نے کہا یہی صواب اور مذہب شافعی ہے جیسا کہ ان کے اصحاب نے تصریح کی ہے۔الم السجدۃ میں وھم لا یستکبرون پر،ص میں واناب کے بعد، اور مالکیہ کے نزدیک مآب کے بعد، اور یہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

حم السجدۃ میں ولا یسأمون کے بعد، اور مذہب مالک میں مشہور تعبدون کے بعد ہے، النجم میں آخری آیت کے بعد، انشقاق میں لا یسجدون کے بعد، اور مذہب مالک مشہور اس کی آخری آیت پر، علق میں آخری آیت کے بعد لازم ہے، ان چودہ مقامات میں کوئی اختلاف مروی نہیں ماسوائے ان چار مقامات کے جن میں اختلاف ذکر کردیا گیا ہے، ہاں ذخیرہ میں ہے کہ الرقیات میں ہے الخ اور وہاں امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے روایت عزیبہ ذکر کی گئی ہے اھ ملتقطاً (ت) (اے حلیۃ المحل یشرح منیۃ المصلی)

اقول : فانظر الی قوله واجبة عقب كذا وعقب كذا فان عقب ظرف للوجوب فلا وجوب قبل تمام الأية وانظرع ماذكر من اقوال المالكية والشافعة تستقيد بها انهم ايضا معنا فى ذلك ثم النظر الى قوله لم يحك من احد الخ تشعر به ان لا خلاف فهى لائمه السلف اللهم الا رواية نادرة عن امامنا الثالث رحمه الله تعالى۔

اقول آپ نے انکے الفاظ فلاں لفظ کے بعد فلاں کے بعد واجب ہے، ملاحظہ کئے، لفظ عقب وجوب کے لئے جگہ کا بیان ہے پس تمام آیت سے پہلے سجدہ کا وجوب نہ ہوگا، مالکیہ اور شوافع جو اقوال ذکر کرتے ہیں انھیں دیکھیں ان سے مستفاد کہ اس معاملہ میں ہمارے ساتھ ہیں پھر یہ الفاظ دیکھو کہ کسی سے اختلاف مروی نہیں الخ جس سے واضح ہورہا ہے کہ ائمہ سلف کو اس میں کوئی اختلاف نہیں مگر وہ روایت جو ہمارے تیسرے امام رحمہ اللہ تعالٰی سے مروی ہے۔(ت)

اسی طرح شرح معانی الآثار امام طحاوی میں تصریح فرمائی کہ اواخرِ آیات موضع سجود ہے اور حم السجدہ میں اختلاف محل یوں نقل کیا:

قال بعضهم موضعه تعبدون ہ وقال بعضهم موضعه لا يسأمون ہ وكان ابو حنيفة و ابو يوسف و محمد يذهبون الى المذهب الاخير واختلف المتقدمون فى ذلك اھ۔

بعض نے فرمایا کہ سجدہ کا مقام تعبدون ہے، بعض نے فرمایا لا یسأمون ہے، امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد تینوں آخری کی طرف گئے ہیں، متقدمین نے اس میں اختلاف کیا ہے۔

(اے شرح معانی الآثار باب سجود التلاوۃ فی المفصل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۴۷)

ثم اسند عن ابن عباس وابى وائل وابن سيرين ومجاهد وقتادة مثل مذهب اصحابنا وعن ابن مسعود وابن عمر مثل مذهب المالكية واسند عن مجاهد قال سألت ابن عباس ون السجدة التى فى حم قال اسجد بأخر الأيتين ۲ھ

پھر انھوں نے سنداً بتایا کہ ابن عباس، ابو وائل، ابن سیرین، مجاہد اور قتادہ کا مذہب ہمارے اصحاب کی طرح ہے ابن مسعود اور ابن عمر کا مسلک مالکیہ والا ہے، اور مجاہد سے سنداً بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے حم میں سجدہ کے بارے میں پوچھا ـــــ

....

توانھوں نے فرمایا دونوں آیات کے آخر میں سجدہ کرو اھ۔

(۲۔ شرح معانی الآثار باب سجود التلاوۃ فی المفصل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۴۷)

قلت والباء للسببیة ثم اخرج عنه بطریق اخر قال سجد رجل فی الأیة الالی من حم فقال ابن عباس عجل هذا بالسجود ۳؎۔

قلت (میں کہتا ہوں کہ) باء سببیہ ہے پھر دوسری سند سے ابن عباس سے روایت کیا ایک آدمی نے حم کی پہلی آیت پر سجدہ کیا اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا: سجدہ میں جلدی کردی۔ (ت)

(۳۔ شرح معانی الآثار باب سجود التلاوۃ فی المفصل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۴۷)

پھر فرمایا: فکانت هذه السجدة التی فی حم مما قد اتفق علیه واختلف فی موضعها وما ذکرنا قبل هذا من السجود فی السور الاخر فقد اتفقوا علیها وعلی مواضعها التی ذکرناها ۴؎ الخ

حم کے سجدہ پر اتفاق ہے لیکن اس کے مقام میں اختلاف ہے اور جو اس سے پہلے سورتوں کے آخر میں سجدوں کا ذکر آیا ان پر اور ان کے مذکور مقامات پر اتفاق ہے الخ (ت) (۴۔ شرح معانی الآثار باب سجود التلاوۃ فی المفصل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۴۷)

امام احمد قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

لو سجد قبل تمام الأیة ولو بحرف لم یصح لان وقتها انما یدخل بتمامها ۱؎۔

اگر کسی نے آیت سے ایک حرف بھی پہلے سجدہ کیا تو صحیح نہ ہوگا کیونکہ اس کو وقت تمام آیت پر شروع ہوتا ہے (ت)

(۱۔ ارشاد الساری شرح البخاری ابواب سجود القرآن مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۲/۲۸۱)

اس مذہب جلیل الشان مشید الارکان پر شعر مذکور کے پڑھنے سننے سے سجدہ نہیں آسکتا کہ اس میں آیت سجدہ بتمامہا نہیں، اسی طرح ہر وہ نظم جس میں پوری آیت سجدہ نہ ہو، اور یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ قرأت وسماعت نظم مطلقاً موجب سجدہ نہیں کہ آیات چار دوگانہ (عہ) سے کوئی آیت وزن عروضی کی مساعدت نہیں فرماتی جسے نظم میں لانا چاہیں گے یا پوری نہ آئے گی یا ترتیب کلمات بدل جائے گی بہر حال آیت بحالہا باقی نہ رہے گی،

عہ: سجدے والی چودہ آیتیں۔

اللھم الاایتی النجم والعن فلعل الوزن یسعهما فی بعض الشطور النادرة اوالزحافات البعیدة اولابنیة الغریبة ولو بضم بعض الکمات فی الاول اولاخر فلیعمل الفکر۔

ہاں، صرف سورہ نجم اور علق کی دو آیتوں میں وزن شعری کی گنجائش شاید بعض نادر وجوہ اور بعید تبدیلیوں اور اجنبی وزنوں میں وہ بھی اول یا آخر میں بعض کلمات ملانے کی وجہ سے پیدا ہو جائے، لہذا غور وفکر کو عمل میں لانا چاہئے۔ (ت) ہاں بعض علمائے متاخرین کا یہ مذہب ہے کہ آیت سجدہ سے سرف کو کلے پڑھنا موجب سجدہ ہے جن میں ایک وہ لفظ جس میں ذکر سجود ہے جیسے آیت سوال میں لفظ واسجد ←

....

اور دوسرا اُس کے قبل یا بعد کا جیسے اُس میں واقترب ء یہ مذہب اگرچہ ظاہر الروایہ بلکہ روایات نوادر سے بھی جدا، اور مسلک ائمہ سلف وتصریح وتلویح متون وشروح کے بالکل خلاف ہے مگر سراج وہاج وجوہرہ نیرہ ومراقی الفلاح میں اس کی تصحیح واقع ہوئی، شرح نورالایضاح میں ہے:

قراءة حرف السجدة مع كلمة قبله اوبعده من ايها توجب السجود كالاية المقروءة بتمامها فى الصحيح [2]۔

صحیح قول کے مطابق اگر آیت سجدہ میں صرف حرف سجدہ کو اس کے ماقبل یا مابعد کلمہ کے ساتھ پڑھ لیا تو سجدہ لازم ہوجائے گا جیسے کہ تمام آیت کی تلاوت سے لازم ہوتا ہے۔(ت)

علامہ طحطاوی اُس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

فى الجوهرة الصحيح فادة انه اذاقرأ حرف السجدة وقبله كلمة وبعد كلمة وجب السجود والافلا [2]۔

جوہرہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ جب حرف سجدہ پڑھا اور اس کے ساتھ اس سے پہلے کا کلمہ بھی پڑھا تو سجدہ لازم ہوگا اگر پہلے یا بعد کا کلمہ نہ پڑھا تو سجدہ لازم نہ ہوگا۔(ت) (۲؎ مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب سجود التلاوۃ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۶۱)

ردالمحتار میں ہے:

فى السراج وهل تجب السجدة بشرط قرائة جميع الآية ام بعضها فيهى اختلاف والصحيح انه اذاقرأ حرف السجدة وقبله كلمة او بعده كلمة وجب السجود والافلا [2]۔

سراج میں ہے کہ کیا سجدہ لازم ہونے کے لئے تمام آیت کی تلاوت ضروری ہے یا بعض کی، اس میں اختلاف ہے، اور صحیح یہی ہے کہ جب کسی نے حرف سجدہ کو اس سے پہلے یا بعد کے کلمہ کے ساتھ ملاکر پڑھا تو سجدہ سہو لازم ہوجائے گا ورنہ نہیں۔(ت)

(۲؎ ردالمحتار باب سجود التلاوۃ.... مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱ / ۵۲۵)

علامہ ابن امیر الحاج نے ائمہ متقدمین کا مذہب بیان فرما کر روایت نادرہ رقیات ذکر کی جس کی نسبت فرمایا:

ذكر فى تتمة الفتاوى الصغرى ان الفقيه اباجعفر ذكره فى غريب الرواية عن محمد [3]۔

فتاوٰی صغرٰی کے تتمہ میں ہے کہ فقیہ ابوجعفر نے امام محمد سے ایک غریب روایت کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔(ت)

(۳؎ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

پھر فرمایا:

وقال الفقيه ابوجعفر اذاقرأ حرف السجدة ومعها غيرها قبلها اوبعدها امر بالسجود وسجدوان كان دون ذلك لايسجد [4]۔

فقیہ ابوجعفر نے فرمایا اگر کسی نے حرف سجدہ کو پڑھا اور غیر یعنی ماقبل اور مابعد کو بھی پڑھا تو اسے سجدہ کا حکم دیا جائے گا اور وہ سجدہ کرے اور اس کے بغیر پڑھا تو سجدہ تلاوت لازم نہ ہوگا(ت) (۴؎ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

اس سے ظاہر کہ یہ مذہب صرف فقیہ ابوجعفر ہندوانی کا ہے ائمہ سے نوادر میں بھی منقول نہیں۔ اقول رہیں تصحیحیں وہ تعدد کتب سے

متقرر نہیں ہوتیں کہ جسے منصب اجتہاد فتوٰی نہیں اس کا ھوالصحیح (یہی صحیح ہے۔ت) کہنا نقل محض وتقلید مجرد ہے، پھر خادم فقہ جانتا ہے کہ اجماع متون کی شان عظیم ہے خصوصاً جبکہ جماہیر شراح وکبرٰی فتاوٰی بھی ان کے ساتھ ہوں یہاں تک بعض صریح تصحیحوں کو اسی وجہ سے نہ مانا گیا کہ مخالف متون میں کما بیناہ فی کتاب النکاح من العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ علی الخصوص (جیسا کہ ہم نے اس کا تفصیلی بیان العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ کے کتاب النکاح میں خصوصی طور پر کیا ہے۔ت) جبکہ وہ مذہب ائمہ مذہب سے منقول بھی نہیں صرف بعض مشائخ کا مسلک ہے اور حکم اُس قبیل سے نہیں جو اختلاف زمانہ سے بدل جائے، ایسی حالت میں اس تصحیح پر تعویل واعتماد ضروری ہونا بغاوت خیر منع وانکار میں ہے،

لاجرم محقق ابن عابدین شامی نے عبارت مذکورہ سراج کے بعد حم السجدہ میں تعبدون ۰ ولا یسامون ۰ کا اختلاف اور اس میں ہمارے علماء کا استدلال، مذکور عن الامداد عن البحر عن البدائع نقل کر کے فرمایا:

الظاھر ان ھذا الاختلاف مبنی علی ان السبب تلاوۃ اٰیۃ تامۃ کما ھو ظاھر اطلاق لمتون وان المراد بالاٰیۃ مایشمل الاٰیۃ والاٰیتین اذا کانت الثانیۃ متعلقۃ بالاٰیۃ التی ذکر فیھا حرف السجدۃ وھذا ینا فی مامر عن السراج من تصحیح وجوب السجود بقراءۃ حرف السجدۃ مع کلمۃ قبلہ اوبعدہ. لایقال مافی السراج بیان لموضع أصل الوجوب وما مر عن الامداد بیان لموضع وجوب الاداء اوبیان لموضع السنۃ فیہ لانا نقول ان الاداء لایجب فور القراءۃ کماسیأتی. ومامر فی ترجیح مذھبنا من قولھم لانھا تکون قبل وجود سبب الوجوب. وقد ذکر مثلہ ایضا فی الفتح وغیرہ یدل علی ان الخلاف بیننا وبین الشافعی فی موضع اصل الوجوب وانہ لایجب السجود فی سورۃ حم السجدۃ الاعند انتھاء الاٰیۃ الثانیۃ احتیاطا کما صرح بہ فی الھدایۃ وغیرھا. لان الوجوب لایکون الابعد وجود سببہ فلو سجدھا بعد الاٰیۃ الاولی لا یکفی لانہ یکون قبلك سببہ ونہ ظھران مافی السراج خلاف المذھب الذی مشی علیہ الشراح ولمتون تأمل اھ انتھی

ظاہر یہی ہے کہ اس اختلاف کی بنیاد اس پر ہے کہ سجدہ کا سبب پوری آیت کی تلاوت ہے جیسا کہ متون کے اطلاق سے ظاہر ہے اور آیت سے مراد وہ حصہ ہے جو ایک آیت یا دو آیات پر مشتمل ہو جبکہ دوسری آیت اس پہلی سے متعلق ہو جس میں حرف سجدہ ہے لیکن یہ بات سراج کی اس سابقہ تصریح کے منافی ہے کہ حرف سجدہ کو پہلے یا بعد کے کلمہ کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے سجدہ لازم ہوجاتا ہے (جوابًا) یہ نہیں کہا جاسکتا کہ سراج میں اصل وجوب کے مقام کا بیان ہے اور امداد کے حوالے سے جو گزرا اس سے مراد وجوب ادا کے مقام یا اس میں سنت طریقے کا بیان مقصود ہے، اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ ادا قرأت پر فی الفور لازم نہیں ہوتی جیسا کہ عنقریب آرہا ہے۔ ہمارے مذہب کی ترجیح میں فقہا کا جو قول گزرا کہ اختتام آیت سے قبل سجدہ سبب وجوب سے پہلے ہونا لازم آئے گا اور اسی کی مثل فتح وغیرہ میں جو مذکور ہے وہ دلالت کرتا ہے کہ ہمارے اور شوافع کے درمیان اصل وجوب کے مقام میں اختلاف ہے، اور سورہ حم السجدہ میں وہ سجدہ احتیاط کے پیش نظر دوسری آیت کے اختتام پر لازم کرتے ہیں جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں تصریح ہے کیونکہ وجوب اپنے سبب کے بعد ہوتا ہے اگر کسی نے پہلی آیت کے بعد ←

مسئلہ ۴: اگر اتنی آواز سے آیت پڑھی کہ سن سکتا تھا مگر شور و غل یا بہرے ہونے کی وجہ سے نہ سُنی تو سجدہ واجب ہوگیا اور اگر محض ہونٹ ہلے آواز پیدا نہ ہوئی تو واجب نہ ہوا۔(18)

مسئلہ ۵: قاری نے آیت پڑھی مگر دوسرے نے نہ سُنی تو اگرچہ اسی مجلس میں ہو اس پر سجدہ واجب نہ ہوا، البتہ

سجدہ کرلیا تو کافی نہیں ہوگا کیونکہ یہ اس کے سبب سے پہلے ہوگا اور اس سے ظاہر ہوگیا کہ سراج میں جو کچھ ہے وہ اس مذہب کے خلاف ہے جس پر متون اور شروحات ہیں انتہی۔(ا۔ ردالمحتار باب سجود التلاوۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ا / ۵۶۵)

اقول تاملناہ فوجدناہ حقا واما قولکم الظاہر ان ہذا الاختلاف الخ فلیس ہذا محل الظاہر بطل ہو المتعین قطعا کما لایخفی ثم العجب من علامۃ الشرنبلالی حیث جزم فی متنہ بما صحح السراج وعول فی شرحہ علی کلام البدائع مع تنافیہما صریحا وللعبد الضعیف غفر اللہ تعالٰی لہ فی تحقیق ہذا المرام رسالۃ مستقلۃ الفتہا بعد ورود ہذا السؤال واوضحت فیہا المرام بتوفیق الملک المتعال۔

اقول: ہم نے اس پر غور کیا تو اسے حق پایا، باقی رہا معاملہ تمھارے اس قول کا کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ اختلاف الخ تو یہ محل ظاہر نہیں بلکہ قطعی طور پر متعین ہے جیسا کہ واضح ہے، پھر علامہ شرنبلالی پر تعجب ہے کہ انھوں نے متن میں اس پر جزم کیا ہے جسے سراج نے صحیح قرار دیا اور شرح میں کلام بدائع پر اعتماد کیا حالانکہ ان دونوں کے درمیان صراحۃً منافات ہے عبد ضعیف (اللہ تعالٰی اس کی مغفرت فرمائے) نے اس سوال کے بعد اس مسئلہ کی تحقیق پر مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے مقصد کو واضح کیا ہے۔(ت)

بالجملہ اصل مذہب معلوم ہے تاہم محل وہ ہے کہ سجود میں ضرر نہیں اور برتقدیر وجوب ترک معیوب اور صریح تصحیح جاذب قلوب، لہذا انسب یہی ہے کہ اسی مذہب مصحح پر کاربند ہوکر شعر مذکور کی سماعت و قرائت پر سجدہ کرلیں اسی طرح ہر نظم و نثر میں جہاں آیت سجدہ سے صرف سجدہ مع کلمہ مقارنہ پڑھا جائے سجدہ بجالائیں،

واللہ الموفق واعلم ان فی المسئلۃ ثلثۃ مذاہب اجراجلہا ما فی الرقیات وہو الوجوب باکثر الآیۃ مع حرف السجدۃ مشی علیہ ما تنون کالتبیین والخلاصۃ والدر المختار وغیرہا ولکن لم یذل بالتصحیح والباقیان انزل درجۃ فلا یعرج علی شیئ منہا فی مخالفۃ المتون وعامۃ الشروح وقد ذکرنا الکلام علی کل ذلک فی رسالتنا المذکورۃ بتوفیق اللہ سبحنہ وتعالٰی. واللہ تعالٰی اعلم

اور اللہ تعالٰی توفیق دینے والا ہے، واضح رہے کہ مسئلہ میں تین اور (بھی) مذاہب ہیں ان میں سے اجل وہ ہے جو رقیات میں ہے کہ اگر کسی نے حرف سجدہ اکثر آیت کے ساتھ پڑھ لیا تو اس پر سجدہ واجب ہوجائے گا ارت اسی کو بعض ماتنین نے اختیار کیا مثلاً صاحب تبیین، خلاصہ اور درمختار وغیرہ، لیکن اس کی تصحیح نہیں کی اور بقیہ دو درجہ کے لحاظ سے اتنے نیچے ہیں کہ وہ متون اور اکثر شروحات کے مقابل نہیں آسکتے، ہم نے اللہ تعالٰی کی توفیق سے اس پر اپنے مذکورہ رسالے میں تفصیلاً گفتگو کی ہے۔(ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۲۴۔۲۲۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج ۱، ص ۱۳۲

نماز میں امام نے آیت پڑھی تو مقتدیوں پر واجب ہوگیا، اگرچہ نہ سنی ہو بلکہ اگرچہ آیت پڑھتے وقت وہ موجود بھی نہ تھا، بعد پڑھنے کے سجدہ سے پیشتر شامل ہوا اور اگر امام سے آیت سنی مگر امام کے سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت میں شامل ہوا تو امام کا سجدہ اس کے لیے بھی ہے اور دوسری رکعت میں شامل ہوا تو نماز کے بعد سجدہ کرے۔ یوہیں اگر شامل ہی نہ ہوا جب بھی سجدہ کرے۔(19)

مسئلہ ٦: سورۂ حج کی آخر آیت جس میں سجدہ کا ذکر ہے اس کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں کہ اس میں سجدے سے مراد نماز کا سجدہ ہے، البتہ اگر شافعی المذہب امام کی اقتدا کی اور اس نے اس موقع پر سجدہ کیا تو اس کی متابعت میں مقتدی پر بھی واجب ہے۔(20)

مسئلہ ٧: امام نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا تو مقتدی بھی اس کی متابعت میں سجدہ نہ کریگا، اگرچہ آیت سُنی ہو۔(21)

مسئلہ ٨: مقتدی نے آیت سجدہ پڑھی تو نہ خود اس پر سجدہ واجب ہے نہ امام پر نہ اور مقتدیوں پر نہ نماز میں نہ بعد میں، البتہ اگر دوسرے نمازی نے کہ اس کے ساتھ نماز میں شریک نہ تھا آیت سُنی خواہ وہ منفرد ہو یا دوسرے امام کا مقتدی یا دوسرا امام ان پر بعد نماز سجدہ واجب ہے۔ یوہیں اس پر واجب ہے جو نماز میں نہ ہو۔(22)

مسئلہ ٩: جو شخص نماز میں نہیں اور آیت سجدہ پڑھی اور نمازی نے سُنی تو بعد نماز سجدہ کرے نماز میں نہ کرے اور نماز ہی میں کرلیا تو کافی نہ ہوگا، بعد نماز پھر کرنا ہوگا مگر نماز فاسد نہ ہوگی ہاں اگر تلاوت کرنے والے کے ساتھ سجدہ کیا اور اتباع کا قصد بھی کیا تو نماز جاتی رہی۔(23)

مسئلہ ١٠: جو شخص نماز میں نہ تھا آیت سجدہ پڑھ کر نماز میں شامل ہوگیا تو سجدہ ساقط ہوگیا۔(24)

---

(19) المرجع السابق، ص ۱۳۳ والدر المختار
وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۶۹۶

(20) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۶۹۵۔۶۹۷

(21) غنیۃ المتملي، سجدۃ التلاوۃ، ص ۵۰۰

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج ۱، ص ۱۳۳
والدر المختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۶۹۷

(23) غنیۃ المتملي، سجدۃ التلاوۃ، ص ۵۰۰
والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج ۱، ص ۱۳۳

(24) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۶۹۸

مسئلہ ۱۱: رکوع یا سجود میں آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ واجب ہوگیا اور اسی رکوع یا سجود سے ادا بھی ہوگیا اور تشہد میں پڑھی تو سجدہ واجب ہوگیا لہٰذا سجدہ کرے۔(25)

مسئلہ ۱۲: آیت سجدہ پڑھنے والے پر اس وقت سجدہ واجب ہوتا ہے کہ وہ وجوب نماز کا اہل ہو یعنی ادا یا قضا کا اسے حکم ہو، لہٰذا اگر کافر یا مجنون یا نابالغ یا حیض و نفاس والی عورت نے آیت پڑھی تو ان پر سجدہ واجب نہیں اور مسلمان عاقل بالغ اہل نماز نے ان سے سُنی تو اس پر واجب ہوگیا اور جنون اگر ایک دن رات سے زیادہ نہ ہو تو مجنون پر پڑھنے یا سننے سے واجب ہے، بے وضو یا جنب نے آیت پڑھی یا سنی تو سجدہ واجب ہے، نشہ والے نے آیت پڑھی یا سنی تو سجدہ واجب ہے۔ یوہیں سوتے میں آیت پڑھی بعد بیداری اسے کسی نے خبر دی تو سجدہ کرے، نشہ والے یا سونے والے نے آیت پڑھی تو سننے والے پر سجدہ واجب ہوگیا۔(26)

---

(25) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲،ص۶۹۸

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج۱،ص۱۳۲

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲،ص۷۰۰۔۷۰۲

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

تنویرالابصار ودرمختار میں ہے:

لا تجب بسماعه من الطير ۲؎۔

سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا جبکہ کسی پرندے سے آیت سجدہ سنے۔(ت)

(۲؎ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الصلٰوۃ باب سجود التلاوۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۰۵)

ردالمحتار میں ہے:

هو الاصح زيلعي وغيره وقيل تجب وفي الحجة هو الصحيح. تاتارخانية قلت والاكثر على تصحيح الاول وبه جزم في نور الايضاح ۱؎۔

اور وہی زیادہ صحیح ہے زیلعی وغیرہ (میں یہی مذکورہ ہے) اور یہ بھی کہا گیا بصورت مذکورہ سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے چنانچہ فتاوٰی حجۃ میں ہے کہ یہی صحیح ہے تتارخانیہ، میں کہتا ہوں کہ اکثر ائمہ کرام قول اول کی تصحیح پر قائم ہیں۔ چنانچہ نور الایضاح میں اسی پر یقین کیا ہے۔(ت)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ باب سجود التلاوۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۱۷)

اسی میں ہے:

النائم اذا اخبر انه قرأها في حالة النوم تجب عليه وهو الاصح تتارخانيه وفي الدراية لا تلزمه هو الصحيح امداد ففيه اختلاف التصحيح واما لزومها على السامع منه اومن المغمى عليه فنقل في الشرنبلالية ←

مسئلہ ۱۳: عورت نے نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا یہاں تک کہ حیض آگیا تو سجدہ ساقط ہوگیا۔(27)

مسئلہ ۱۴: نفل پڑھنے والے نے آیت پڑھی اور سجدہ بھی کرلیا پھر نماز فاسد ہوگئی تو اس کی قضا میں سجدہ کا اعادہ نہیں اور نہ کیا تھا تو بیرونِ نماز کرے۔(28)

مسئلہ ۱۵: فارسی یا کسی اور زبان میں آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہوگیا، سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ اسے نامعلوم ہوتو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ تھا اور آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیت سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔(29)

مسئلہ ۱۶: چند شخصوں نے ایک ایک حرف پڑھا کہ سب کا مجموعہ آیت سجدہ ہوگیا تو کسی پر سجدہ واجب نہ ہوا۔

ایضا اختلاف الروایة والتصحیح و کذا من المجنون ۲؎۔

سونے والے کو جب بتایا جائے کہ اس نے بحالت خواب آیت سجدہ پڑھی تو اس پر سجدہ کرنا واجب ہے۔ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ تارخانیہ اور درایہ میں ہے۔ کہ اس پر (دریں صورت) سجدہ لازم نہیں اور یہی صحیح ہے۔ امداد، پس اس میں تصحیح کا اختلاف ہے لیکن سامع (سننے والا) اور بیہوش پر سجدہ تلاوت کا لزوم (تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ شرنبلالیہ میں روایۃ اور تصحیح کا اختلاف نقل کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح دیوانے کے بارے میں ہے۔(ت) (۲؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب سجود التلاوۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۱۶)

اسی میں ہے:

قال فی الفتح لکن ذکر الشیخ الاسلام انه لایجب بالسماع من مجنون او نائم او طیرلان السبب سماع تلاوۃ صحیحة وصحتها التمییز ولم یوجد وھذا التعلیل یفید التفصیل فی الصبی فلیکن ھو المعتبر ان کان ممیزا وجب بالسماع منه والا فلا اه واستحسنه فی الحلیة ۳؎۔

(۳؎ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب سجود التلاوۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۱۶)

فتح القدیر میں فرمایا: لیکن شیخ الاسلام نے ذکر فرمایا اگر دیوانے یا سونے والے یا پرندہ سے آیت سجدہ سنی تو سجدہ تلاوت واجب نہیں کیونکہ اس کا سبب تلاوت صحیحہ ہے۔ اور صحت تلاوت کا مدار تمیز ہے اور وہ یہاں نہیں پائی گئی۔ اور یہ تعلیل اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ یہی تفصیل بچے میں کی جائے گی۔ لہذا اسی کا اعتبار کرنا چاہیے، کہ اگر بچہ عقل وتمیز رکھتا ہے تو اس سے آیۃ سجدہ سنی گئی تو سجدہ تلاوت واجب ہے ورنہ نہیں اھ اور اس کو حلیہ میں مستحسن قرار دیا گیا ہے۔(ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۴۴۵۔۴۴۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(27) الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج۱، ص ۱۳۲

(28) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۰۶

والفتاوی الھندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج ۱، ص ۱۳۲

(29) الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج۱، ص ۱۳۳

یوہیں آیت کے ہجے کرنے یا ہجے سننے سے بھی واجب نہ ہوگا۔ یوہیں پرند سے آیت سجدہ سُنی یا جنگل اور پہاڑ وغیرہ میں آواز گونجی اور بجنسہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں۔ (30)

مسئلہ ۱۷: آیت سجدہ پڑھنے کے بعد معاذ اللہ مرتد ہوگیا پھر مسلمان ہوا تو وہ سجدہ واجب نہ رہا۔ (31)

مسئلہ ۱۸: آیت سجدہ لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں۔ (32)

مسئلہ ۱۹: سجدۂ تلاوت کے لیے تحریمہ کے سوا تمام وہ شرائط ہیں جو نماز کے لیے ہیں مثلاً طہارت، استقبال قبلہ، نیت، وقت اس معنی پر کہ آگے آتا ہے ستر عورت، لہٰذا اگر پانی پر قادر ہے تیمم کر کے سجدہ کرنا جائز نہیں۔ (33)

مسئلہ ۲۰: اس کی نیت میں یہ شرط نہیں کہ فلاں آیت کا سجدہ ہے بلکہ مطلقاً سجدۂ تلاوت کی نیت کافی ہے۔ (34)

مسئلہ ۲۱: جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں ان سے سجدہ بھی فاسد ہو جائے گا مثلاً حدث عمد و کلام و قہقہہ۔ (35)

مسئلہ ۲۲: سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، پہلے پیچھے دونوں بار اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب۔ (36)

مسئلہ ۲۳: مستحب یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا آگے اور سننے والے اس کے پیچھے صف باندھ کر سجدہ کریں اور یہ بھی مستحب ہے کہ سامعین اس سے پہلے سر نہ اوٹھائیں اور اگر اس کے خلاف کیا مثلاً اپنی اپنی جگہ پر سجدہ کیا اگرچہ تلاوت کرنے والے کے آگے یا اس سے پہلے سجدہ کیا یا سر اٹھالیا یا تلاوت کرنے والے نے اس وقت سجدہ نہ کیا اور سامعین نے کرلیا تو حرج نہیں اور تلاوت کرنے والے کا سجدہ فاسد ہو جائے تو ان کے سجدوں پر اس کا کچھ اثر نہیں کہ یہ

---

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج۱، ص ۱۳۲، ۱۳۳
والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۰۲

(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج ۱، ص ۱۳۳

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج ۱، ص ۱۳۳
وغنیۃ المتملی، سجدۃ التلاوۃ، ص ۵۰۰

(33) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۶۹۹ وغیرہ

(34) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۶۹۹

(35) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۶۹۹

(36) المرجع السابق، و الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج ۱، ص ۱۳۵

حقیقۃً اقتدا نہیں، لہٰذا عورت نے اگر تلاوت کی تو مردوں کی امام یعنی سجدہ میں آگے ہوسکتی ہے اور عورت مرد کے محاذی ہو جائے تو فاسد نہ ہوگا۔(37)

مسئلہ ۲۴: اگر سجدہ سے پہلے یا بعد میں کھڑا نہ ہوا یا اَللہُ اَکْبَرُ نہ کہا یا سُبْحٰن نہ پڑھا تو ہو جائے گا مگر تکبیر چھوڑنا نہ چاہیے کہ سلف کے خلاف ہے۔(38)

مسئلہ ۲۵: اگر تنہا سجدہ کرے تو سنت یہ ہے کہ تکبیر اتنی آواز سے کہے کہ خود سُن لے اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ ہوں تو مستحب یہ ہے کہ اتنی آواز سے کہے کہ دوسرے بھی سنیں۔(39)

مسئلہ ۲۶: یہ جو کہا گیا کہ سجدۂ تلاوت میں سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے یہ فرض نماز میں ہے اور نفل نماز میں سجدہ کیا تو چاہے یہ پڑھے یا اور دُعائیں جو احادیث میں وارد ہیں وہ پڑھے۔ مثلاً

سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ.(40) یا

اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِیْ عِنْدَكَ بِهَا اَجْرًا وَّ ضَعْ عَنِّیْ بِهَا وِزْرًا وَّاجْعَلْهَا لِیْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَّ تَقَبَّلْهَا مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ.(41) یا یہ کہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا (42)

اور اگر بیرون نماز ہو تو چاہے یہ پڑھے یا صحابہ وتابعین سے جو آثار مروی ہیں وہ پڑھے، مثلاً ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے تھے:

---

(37) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۳۴
وغنیۃ المتملی، سجدۃ التلاوۃ، ص۵۰۱

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۳۵
ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰۰

(39) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰۰

(40) ترجمہ: میرے چہرے نے سجدہ کیا اوس کے لیے جس نے اسے پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور اپنی طاقت وقوت سے کان اور آنکھ کی جگہ پھاڑی برکت والا ہے اللہ (عزوجل)! جو اچھا پیدا کرنے والا ہے۔

(41) ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اس سجدہ کی وجہ سے تو میرے لیے اپنے نزدیک ثواب لکھ اور اس کی وجہ سے مجھ سے گناہ کو دور کر اور اسے تو میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ بنا اور اس کو تو مجھ سے قبول کر جیسا تو نے اپنے بندے داود علیہ السلام سے قبول کیا۔

(42) ترجمہ: پاک ہے ہمارا رب، بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ ہو کر رہے گا۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدَ سَوَادِیْ وَبِکَ اٰمَنَ فُؤَادِیْ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ عِلْمًا یَّنْفَعُنِیْ وَعَمَلًا یَّرْفَعُنِیْ. (43)

مسئلہ ۲۷: سجدۂ تلاوت کے لیے اللہُ اَکبر کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے اور نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔(44)

مسئلہ ۲۸: آیت سجدہ بیرون نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں ہاں بہتر ہے کہ فوراً کر لے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہِ تنزیہی۔(45)

مسئلہ ۲۹: اُس وقت اگر کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے اور سامع کو یہ کہہ لینا مستحب ہے
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ. (46)

---

(43) غنیۃ المتملي، سجدۃ التلاوۃ، ص ۵۰۲، وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۰۰

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میرے جسم نے تجھے سجدہ کیا اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا۔ اے اللہ! تو مجھ کو علم نافع اور عمل رافع روزی کر۔

(44) تنویر الابصار، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۰۰

(45) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۰۳

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
سجدہ صلوتیہ جس کا ادا کرنا نماز میں واجب ہو اس کا وجوب علی الفور ہے، یہاں تک کہ دو تین آیت سے زیادہ تاخیر گناہ ہے اور غیر صلوتیہ میں بھی افضل واسلم یہی ہے کہ فوراً ادا کرے جبکہ کوئی عذر نہ ہو کہ انتظار کھتے ہیں بھول پڑتی ہے وفی التاخیر آفات (دیر کرنے میں آفات ہیں۔ ت) ولہذا علماء نے اس کی تاخیر کو مکروہ تنزیہی فرمایا مگر نا جائز نہیں،

فی الدر المختار ھی علی التراخی علی المختار ویکرہ تاخیرھا تنزیھا ان لم تکن صلویۃ فعلی الفور لصیرورتھا جزء منھا فیاثم بتأخیرھا ۱؎ اھ ملخصا

درمختار میں ہے مختار یہی ہے کہ سجدہ تلاوت فی الفور لازم نہیں ہوتا اور اس کا مؤخر کرنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ وہ نماز میں لازم نہ ہوا ہو، اور اگر نماز میں لازم ہوا تو فی الفور لازم ہوگا کیونکہ اب وہ نماز کا حصہ بن جائیگا اب اس کی تاخیر سے گناہ ہوگا اھ ملخصا

(۱؎ درمختار باب سجود التلاوۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۰۵)

ردالمحتار میں ہے:

تفسیر الفور عدم طول المدۃ بین التلاوۃ والسجدۃ اکثر من ایتین اوثلاث علی ماسیأتی حلیۃ ۱؎ انتھی، واللہ تعالٰی اعلم (۱؎ ردالمحتار باب سجود التلاوۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۶۹)

فی الفور کی تفسیر یہ ہے کہ تلاوت اور سجدہ کے درمیان دو یا تین آیات کی قرائت کی مقدار کا فاصلہ نہ ہو جائے جیسا کہ عنقریب آرہا ہے حلیہ انتہی۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۳۳۔ ۲۳۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(46) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۰۳

ترجمہ: ہم نے سنا اور حکم مانا، تیری مغفرت کا سوال کرتے ہیں، اے پروردگار! اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔

مسئلہ ۳۰: سجدۂ تلاوت نماز میں فوراً کرنا واجب ہے تاخیر کریگا گنہگار ہوگا اور سجدہ کرنا بھول گیا تو جب تک حرمت نماز (47) میں ہے کرلے، اگرچہ سلام پھیر چکا ہو اور سجدۂ سہو کرے۔ (48) تاخیر سے مراد تین آیت سے

---

(47) یعنی کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو منافی نماز ہے۔

(48) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۰۴

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

آیت سجدہ کہ نماز میں تلاوت کی جائے سجدہ فوراً واجب ہے، اگر تین آیت کی تاخیر کی گنہ گار ہوگا، پھر اگر عمداً سجدہ نہ کیا نہ معاً رکوع کیا کہ سجدہ تلاوت رکوع سے ادا ہو جاتا تو اس کی اصلاح سجدہ سہو سے نہیں ہوسکتی کہ ؤہ سجدہ سہو ہے کہ نہ سجدہ عمد، اور اگر سجدہ تلاوت کرنا بھول گیا اور حرمتِ نماز سے باہر نکل گیا تو اب بھی سجدہ سہو نہیں ہوسکتا کہ حرمت سے خروج جیسا کہ مانع سجدہ تلاوت ہے یوں ہی مانع سجدہ سہو، ہاں اگر حرمت نماز میں باقی ہے کلام نہ کیا اُٹھ کر چلا نہ گیا اور یاد آیا تو سجدہ تلاوت نماز میں کیا مگر سہواً بتاخیر مثلاً دوسری رکعت میں یاد آیا کہ سجدہ تلاوت چاہئے تھا اور اب ادا کیا جب بھی سجدہ سہو کا حکم ہے اگرچہ سجدہ تلاوت نماز میں ادا ہوگیا،

درمختار میں ہے:

ھی علی التراخی ان لم تکن صلویۃ فعلی الفور لصیرورتھا جزأ منھا ویأثم بتاخیرھا ویقضیھا مادامہ فی حرمۃ الصّلوۃ ولو بعد السلام. فتح ۲؎

سجدہ تلاوت لازم ہوتا ہے تراخی کے طور بشرطیکہ سجدہ مذکورہ نماز میں لازم نہ ہوا کیونکہ اگر نماز میں لازم ہوا تو فی الفور نماز کے اندر کرنا ہی ضروری ہے کیونکہ اب وہ نماز کی جُز بن گیا ہے لہٰذا اس کی تاخیر سے گنہ گار ہوگا اور اس کی قضا بجالاسکتا ہے جب تک ؤہ حرمتِ نماز کے اندر ہے اگرچہ سلام کے بعد ہو، فتح۔ (ت) (۲؎ درمختار باب سجود التلاوۃ مجتبائی دہلی ۱/ ۱۰۵)

ردالمحتار میں ہے:

قولہ ولو بعد السلام ای ناسیا مادام فی المسجد ۳؎

قولہ سلام کے بعد الخ یعنی بُھول جانے والا شخص جب تک مسجد میں ہے سجدہ ادا کرسکتا ہے (ت)

(۳؎ ردالمحتار باب سجود التلاوۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۵۱۸)

اسی میں ہے:

لو اخر التلاویۃ عن موضعھا فان علیہ سجود السھو کما فی الخلاصۃ جازما بانہ لا اعتماد علی ما یخالفہ وصححہ فی الولوالجیۃ ا؎۔ (ا؎ ردالمحتار باب سجود السہو داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۹۷)

اگر نماز میں سجدہ تلاوت مؤخر کردیا تو اس کی وجہ سے سجدہ سہو آئے گا جیسا کہ خلاصہ میں بطور جزم بیان ہے یعنی اس کے مخالف قول پر اعتماد نہیں کیا جائیگا، ولوالجیہ نے بھی اس قول کی تصحیح کی ہے۔ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۶۰۷ ـ ۶۰۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

زیادہ پڑھ لینا ہے کم میں تاثیر نہیں مگر آخر سورت میں اگر سجدہ واقع ہے، مثلاً اِنْشَقَّتْ تو سورت پوری کر کے سجدہ کرے گا جب بھی حرج نہیں۔(49)

مسئلہ ۳۱: نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے بیرون نماز نہیں ہوسکتا۔ اور قصداً نہ کیا تو گنہگار رہوا تو بہ لازم ہے بشرطیکہ آیت سجدہ کے بعد فوراً رکوع و سجود نہ کیا ہو، نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا پھر وہ نماز فاسد ہوگئی یا قصداً فاسد کی تو بیرونِ نماز سجدہ کر لے اور سجدہ کرلیا تھا تو حاجت نہیں۔(50)

مسئلہ ۳۲: اگر آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کرلیا یعنی آیت سجدہ کے بعد تین آیت سے زیادہ نہ پڑھا اور رکوع کر کے سجدہ کیا تو اگرچہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ ہو ادا ہو جائے گا۔(51)

مسئلہ ۳۳: نماز کا سجدۂ تلاوت سجدہ سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور رکوع سے بھی، مگر رکوع سے جب ادا ہوگا کہ فوراً کرے فوراً نہ کیا تو سجدہ کرنا ضروری ہے اور جس رکوع سے سجدۂ تلاوت ادا کیا خواہ وہ رکوع رکوعِ نماز ہو یا اس کے علاوہ۔ اگر رکوعِ نماز ہے تو اس میں ادائے سجدہ کی نیت کر لے اور اگر خاص سجدہ ہی کے لیے یہ رکوع کیا تو اس رکوع سے اٹھنے کے بعد مستحب یہ ہے کہ دو تین آیتیں یا زیادہ پڑھ کر رکوعِ نماز کرے فوراً نہ کرے۔ اور اگر آیت سجدہ پر سورت ختم ہے اور سجدہ کے لیے رکوع کیا تو دوسری سورت کی آیتیں پڑھ کر رکوع کرے۔(52)

---

(49) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۰۶۔۷۰۷

(50) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۰۵

(51) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۰۸

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج ۱، ص ۱۳۳، ۱۳۴

(52) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۰۶

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج ۱، ص ۱۳۳

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

سجدہ تلاوت کہ نماز میں واجب ہو فوراً بشکل رکوع بھی ادا ہوجاتا ہے یونہی رکوع نماز میں اس سجدہ کی نیت کرنے سے جبکہ چار آیت کا فصل دے کر نہ ہو، اور ایک روایت میں بیرون نماز بھی اس سجدہ میں رکوع کافی ہے۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

(تودی) برکوع وسجود) غیر رکوع الصلوۃ وسجودھا (فی الصلوۃ لھا) ای للتلاوۃ و تودی (برکوع صلوۃ علی الفور) ۲؎۔ (۲؎ الدرالمختار کتاب الصلوۃ باب سجود التلاوۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۰۵)

جو سجدہ تلاوت کو نماز میں تلاوت کی وجہ سے واجب ہو وہ نماز کے رکوع، سجدہ کے علاوہ الگ رکوع اور سجدہ سے ادا کیا جاسکتا ہے لیکن اگر نماز میں ایک، دو، یا تین آیتیں پڑھنے سے فوراً رکوع کیا تو سجدہ تلاوت اس سے بھی ادا ہوجائے گا بشرطیکہ رکوع میں اسے ادا کرنے کی ــــہ

مسئلہ ۳۴: آیت سجدہ بیچ سورت میں ہے تو افضل یہ ہے کہ اسے پڑھ کر سجدہ کرے پھر کچھ اور آیتیں پڑھ کر رکوع کرے اور اگر سجدہ نہ کیا اور رکوع کر لیا اور اس رکوع میں ادائے سجدہ کی بھی نیت کر لی تو کافی ہے اور اگر نہ سجدہ کیا نہ رکوع کیا بلکہ سورت ختم کر کے رکوع کیا تو اگرچہ نیت کرے، ناکافی ہے اور جب تک نماز میں ہے سجدہ کی قضا کر سکتا ہے۔(53)

مسئلہ ۳۵: سجدہ پر سورت ختم ہے اور آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا تو سجدہ سے اٹھنے کے بعد دوسری سورت کی کچھ آیتیں پڑھ کر رکوع کرے اور بغیر پڑھے رکوع کر دیا تو بھی جائز ہے۔(54)

مسئلہ ۳۶: اگر آیت سجدہ کے بعد ختم سورت میں دو تین آیتیں باقی ہیں تو چاہے فوراً رکوع کر دے یا سورت ختم کرنے کے بعد یا فوراً سجدہ کر لے پھر باقی آیتیں پڑھ کر رکوع میں جائے یا سورت ختم کر کے سجدہ میں جائے سب طرح اختیار ہے مگر اس صورت اخیرہ میں سجدہ سے اٹھ کر کچھ آیتیں دوسری سورت کی پڑھ کر رکوع کرے۔(55)

مسئلہ ۳۷: رکوع جاتے وقت سجدہ کی نیت نہیں کی بلکہ رکوع میں یا اٹھنے کے بعد کی تو یہ نیت کافی نہیں۔(56)

مسئلہ ۳۸: تلاوت کے بعد امام رکوع میں گیا اور نیت سجدہ کر لی مگر مقتدیوں نے نہ کی تو ان کا سجدہ ادا نہ ہوا لہٰذا امام جب سلام پھیرے تو مقتدی سجدہ کر کے قعدہ کریں اور سلام پھیریں اور اس قعدہ میں تشہد واجب ہے اگر قعدہ نہ کیا تو نماز فاسد ہوگئی کہ قعدہ جاتا رہا یہ حکم جہری نماز کا ہے، سری میں چونکہ مقتدی کو علم نہیں لہٰذا معذور ہے اور اگر امام نے رکوع سے سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کی تو اسی سجدۂ نماز سے مقتدیوں کا بھی سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا اگرچہ نیت نہ ہو، لہٰذا امام کو چاہیے کہ رکوع میں سجدہ کی نیت نہ کرے کہ مقتدیوں نے اگر نیت نہ کی تو ان کا سجدہ ادا نہ ہوگا اور رکوع کے بعد جب امام سجدہ کریگا تو اس سے سجدۂ تلاوت بہر حال ادا ہو جائے گا نیت کرے یا نہ کرے پھر نیت کی کیا حاجت۔(57)

مسئلہ ۳۹: جہری نماز میں امام نے آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ کرنا اولیٰ ہے اور سری میں رکوع کرنا کہ مقتدیوں کو دھوکا

نیت کرے۔(ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۵۲۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(53) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج۱، ص ۱۳۳

(54) المرجع السابق

(55) المرجع السابق

(56) المرجع السابق

(57) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج۱، ص ۱۳۳

والدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۰۷

نہ لگے۔(58)

مسئلہ ۴۰: امام نے سجدۂ تلاوت کیا مقتدیوں کو رکوع کا گمان ہوا اور رکوع میں گئے تو رکوع توڑ کر سجدہ کریں اور جس نے رکوع اور ایک سجدہ کیا جب بھی ہوگیا اور اگر رکوع کر کے دو سجدے کر لیے تو اس کی نماز گئی۔(59)

مسئلہ ۴۱: مصلّی سجدۂ تلاوت بھول گیا رکوع یا سجدہ یا قعدہ میں یاد آیا تو اسی وقت سجدہ کرلے پھر جس رکن میں تھا اس کی طرف عود کرے یعنی رکوع میں تھا تو سجدہ کر کے رکوع میں واپس ہو وعلی ہذا القیاس اور اگر اس رکن کا اعادہ نہ کیا جب بھی نماز ہوگئی۔(60) مگر قعدۂ اخیرہ کا اعادہ فرض ہے کہ سجدہ سے قعدہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۴۲: ایک مجلس میں سجدہ کی ایک آیت کو بار بار پڑھا یا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، اگرچہ چند شخصوں سے سنا ہو۔ یوہیں اگر آیت پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے سنی بھی جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔(61)

مسئلہ ۴۳: پڑھنے والے نے کئی مجلسوں میں ایک آیت بار بار پڑھی اور سننے والے کی مجلس نہ بدلی تو پڑھنے والا جتنی مجلسوں میں پڑھے گا اس پر اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر ایک اور اگر اس کا عکس ہے یعنی پڑھنے والا ایک مجلس میں بار بار پڑھتا رہا اور سننے والے کی مجلس بدلتی رہی تو پڑھنے والے پر ایک سجدہ واجب ہوگا اور سننے والے پر اتنے جتنی مجلسوں میں سنا۔(62)

مسئلہ ۴۴: مجلس میں آیت پڑھی یا سُنی اور سجدہ کرلیا پھر اسی مجلس میں وہی آیت پڑھی یا سُنی تو وہی پہلا سجدہ کافی ہے۔(63)

مسئلہ ۴۵: ایک مجلس میں چند بار آیت پڑھی یا سُنی اور آخر میں اتنی ہی بار سجدہ کرنا چاہے تو یہ بھی خلاف مستحب ہے بلکہ ایک ہی بار کرے، بخلاف دُرود شریف کے کہ نام اقدس لیا یا سنا تو ایک بار دُرود شریف واجب اور ہر بار مستحب۔(64)

مسئلہ ۴۶: دو ایک لقمہ کھانے، دو ایک گھونٹ پینے، کھڑے ہو جانے، دو ایک قدم چلنے، سلام کا جواب دینے، دو

---

(58) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰۸

(59) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰۹

(60) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۳۴

(61) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۱۲

(62) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۳۴

(63) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۱۲

(64) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۱۲، ۷۱۵

ایک بات کرنے، مکان کے ایک گوشہ سے دوسرے کی طرف چلے جانے سے مجلس نہ بدلے گی، ہاں اگر مکان بڑا ہے جیسے شاہی محل تو ایسے مکان میں ایک گوشہ سے دوسرے میں جانے سے مجلس بدل جائے گی۔ کشتی میں ہے اور کشتی چل رہی ہے، مجلس نہ بدلے گی۔ ریل کا بھی یہی حکم ہونا چاہیے، جانور پر سوار ہے اور وہ چل رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے ہاں

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نام پاک حضور پرنور سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف جلسوں میں جتنے بار لے یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اگر نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا اور سخت وعیدوں میں گرفتار، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی جلسہ میں چند بار نام پاک لیا یا سنا تو ہر بار واجب ہے یا ایک بار کافی اور ہر بار مستحب ہے، بہت علما قول اول کی طرف گئے ہیں ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ہزار بار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی پڑھتا جائے اگر ایک بار بھی چھوڑا گنہگار ہوا مجتبیٰ و دُرمختار وغیرہما میں اس قول کو مختار و اصح کہا۔

فی الدر المختار اختلف فی وجوبها علی السامع والذاکر کلما ذکر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والمختار تکرار الوجوب کلما ذکر ولو اتحد المجلس فی الاصح ۲؎ اھ بتلخیص۔

دُرمختار میں ہے کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ جب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی ذکر کیا جائے تو سامع اور ذاکر دونوں پر ہر بار درود وسلام عرض کرنا واجب ہے یا نہیں اصح مذہب پر مختار قول یہی ہے کہ ہر بار درود وسلام واجب ہے اگر چہ مجلس ایک ہی ہو اھ خلاصۃً (ت) (۲؎ درمختار فصل واذا اراد الشروع الخ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۷۸)

دیگر علمانے بنظر آسانیٔ امت قولِ دوم اختیار کیا ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود ادائے واجب کے لئے کفایت کرے گا زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ ہوگا مگر ثوابِ عظیم وفضلِ جسیم سے بیشک محروم رہا، کافی وقنیہ وغیرہما میں اسی قول کی تصحیح کی۔

فی ردالمحتار صححه الزاهدی فی المجتبی لکن صحح فی الکافی وجوب الصلوٰۃ مرۃ فی کل مجلس کسجود التلاوۃ للحرج الا انه یندب تکرار الصلوٰۃ فی المجلس الواحد بخلاف السجود وفی القنیة قیل یکفی المجلس مرۃ کسجدۃ التلاوۃ وبه یفتی وقد جزم بهذا القول المحقق ابن الهمام فی زاد الفقیر ۱؎ اھ ملتقطا۔

ردالمحتار میں ہے کہ اسے زاہدی نے المجتبیٰ میں صحیح قرار دیا ہے لیکن کافی میں ہر مجلس میں ایک ہی دفعہ درود کے وجوب کو صحیح کہا ہے جیسا کہ سجدہ تلاوت کا حکم ہے تاکہ مشکل اور تنگی لازم نہ آئے، البتہ مجلس واحد میں تکرار درود مستحب ومندوب ہے بخلاف سجدہ تلاوت کے۔ قنیہ میں ہے ایک مجلس میں ایک ہی دفعہ درود پڑھنا کافی ہے جیسا کہ سجدہ تلاوت کا حکم ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ابن ہمام نے زاد الفقیر میں اسی قول پر جزم کیا ہے اھ ملتقطا (ت) (۱؎ ردالمحتار فصل واذا اراد الشروع الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۳۸۱)

بہر حال مناسب یہی ہے کہ ہر بار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتا جائے کہ ایسی چیز جس کے کرنے میں بالاتفاق بڑی بڑی رحمتیں برکتیں اور نہ کرنے میں بلاشبہ بڑے فضل سے محرومی اور ایک مذہب قوی پر گناہ ومعصیت عاقل کا کام نہیں کہ اُسے ترک کرے وباللہ التوفیق۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۲۲۱۔ ۲۲۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اگر سواری پر نماز پڑھ رہا ہے تو نہ بدلے گی، تین لقمے کھانے، تین گھونٹ پینے، تین کلمے بولنے، تین قدم میدان میں چلنے، نکاح یا خرید وفروخت کرنے، لیٹ کر سو جانے سے مجلس بدل جائے گی۔(65)

مسئلہ ۴۷: سواری پر نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ساتھ چل رہا ہے یا وہ بھی سوار ہے مگر نماز میں نہیں، ایسی حالت میں اگر آیت بار بار پڑھی تو اس پر ایک سجدہ واجب ہے اور ساتھ والے پر اتنے جتنی بار سنا۔(66)

مسئلہ ۴۸: تانا تننا، نہر یا حوض میں تیرنا، درخت کی ایک شاخ سے دوسری پر جانا، ہل جوتنا، دائیں چلانا، چکی کے بیل کے پیچھے پھرنا، عورت کا بچہ کو دُودھ پلانا، ان سب صورتوں میں مجلس بدل جاتی ہے جتنی بار پڑھے گا یا سُنے گا اتنے سجدے واجب ہوں گے۔(67) یہی حکم کولو کے بیل کے پیچھے چلنے کا ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۴۹: ایک جگہ بیٹھے بیٹھے تانا تن رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے اگرچہ فتح القدیر میں اس کے خلاف لکھا، اس لیے کہ یہ عملِ کثیر ہے۔(68)

مسئلہ ۵۰: کسی مجلس میں دیر تک بیٹھنا قراءت، تسبیح، تہلیل، درس وعظ میں مشغول ہونا مجلس کو نہیں بدلے گا اور اگر دونوں بار پڑھنے کے درمیان کوئی دنیا کا کام کیا مثلاً کپڑا سینا وغیرہ تو مجلس بدل گئی۔(69)

مسئلہ ۵۱: آیت سجدہ بیرونِ نماز تلاوت کی اور سجدہ کر کے پھر نماز شروع کی اور نماز میں پھر وہی آیت پڑھی تو اس کے لیے دوبارہ سجدہ کرے اور اگر پہلے نہ کیا تھا تو یہی اس کے بھی قائم مقام ہوگیا بشرطیکہ آیت پڑھنے اور نماز کے درمیان کوئی اجنبی فعل فاصل نہ ہو اور اگر نہ پہلے سجدہ کیا نہ نماز میں تو دونوں ساقط ہو گئے اور گنہگار ہوا توبہ کرے۔(70)

مسئلہ ۵۲: ایک رکعت میں بار بار وہی آیت پڑھی تو ایک ہی سجدہ کافی ہے، خواہ چند بار پڑھ کر سجدہ کیا یا ایک بار پڑھ کر سجدہ کیا پھر دوبارہ سہ بارہ آیت پڑھی۔ یوہیں اگر ایک نماز کی سب رکعتوں میں یا دو تین میں وہی آیت پڑھی تو

---

(65) الفتاوی الهندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج۱، ص ۱۳۴

وغنیۃ المتملي، سجدۃ التلاوۃ، ص ۵۰۳

والدر المختار کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۱۲۔۷۱۶

(66) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۱۶

(67) المرجع السابق، ص ۷۱۴

(68) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۱۶

(69) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۱۶

(70) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۲، ص ۷۱۱

سب کے لیے ایک سجدہ کافی ہے۔(71)

مسئلہ ۵۳: نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کرلیا پھر سلام کے بعد اسی مجلس میں وہی آیت پڑھی تو اگر کلام نہ کیا تھا تو وہی نماز والا سجدہ اس کے قائم مقام بھی ہے اور کلام کرلیا تھا تو دوبارہ سجدہ کرے اور اگر نماز میں سجدہ نہ کیا تھا پھر سلام پھیرنے کے بعد وہی آیت پڑھی تو ایک سجدہ کرے، نماز والا ساقط ہوگیا۔(72)

مسئلہ ۵۴: نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کیا پھر بے وضو ہوا اور وضو کر کے بنا کی پھر وہی آیت پڑھی تو دوسرا سجدہ واجب نہ ہوا اور اگر بنا کے بعد دوسرے سے وہی آیت سُنی تو دوسرا واجب ہے اور یہ دوسرا سجدہ نماز کے بعد کرے۔(73)

مسئلہ ۵۵: ایک مجلس میں سجدہ کی چند آیتیں پڑھیں تو اتنے ہی سجدے کرے ایک کافی نہیں۔(74)

مسئلہ ۵۶: پوری سورت پڑھنا اور آیت سجدہ چھوڑ دینا مکروہِ تحریمی ہے اور صرف آیت سجدہ کے پڑھنے میں کراہت نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ دو ایک آیت پہلے یا بعد کی ملا لے۔(75)

مسئلہ ۵۷: سامعین نے سجدہ کا تہیہ کیا ہو اور سجدہ ان پر بار نہ ہو تو آیت بلند آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے ورنہ آہستہ اور سامعین کا حال معلوم نہ ہو کہ آمادہ ہیں یا نہیں جب بھی آہستہ پڑھنا بہتر ہونا چاہیے۔(76)

مسئلہ ۵۸: آیت سجدہ پڑھی گئی مگر کام میں مشغولی کے سبب نہ سنی تو اصح یہ ہے کہ سجدہ واجب نہیں، مگر بہت سے علما کہتے ہیں کہ اگرچہ نہ سُنی سجدہ واجب ہوگیا۔(77)

فائدۂ اہم: جس مقصد کے لیے ایک مجلس میں سجدہ کی سب آیتیں پڑھ کر سجدے کرے اللہ عزوجل اس کا مقصد پورا فرما دے گا۔ خواہ ایک ایک آیت پڑھ کر اس کا سجدہ کرتا جائے یا سب کو پڑھ کر آخر میں چودہ سجدے کرلے۔(78)

---

(71) الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۵

(72) المرجع السابق، ورد المحتار، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱۲

(73) الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۵

(74) شرح الوقایة، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۱، ص۲۳۲

(75) الدر المختار، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱۷، وغیرہ

(76) رد المحتار، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱۸

(77) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱۸

(78) الدر المختار، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱۹ وغنیة المتملي، سجدة التلاوة، ص۵۰۷ وغیرهما

مسئلہ ۵۹: زمین پر آیت سجدہ پڑھی تو یہ سجدہ سواری پر نہیں کر سکتا مگر خوف کی حالت ہوتو ہوسکتا ہے اور سواری پر آیت پڑھی تو سفر کی حالت میں سواری پر سجدہ کر سکتا ہے۔(79)

مسئلہ ۶۰: مرض کی حالت میں اشارہ سے بھی سجدہ ادا ہو جائے گا۔یوہیں سفر میں سواری پر اشارہ سے ہو جائے گا۔(80)

مسئلہ ۶۱: جمعہ وعیدین اور سرّی نمازوں میں اور جس نماز میں جماعتِ عظیم ہو آیت سجدہ امام کو پڑھنا مکروہ ہے۔ہاں اگر آیت کے بعد فوراً رکوع وسجود کر دے اور رکوع میں نیت نہ کرے تو کراہت نہیں۔(81)

مسئلہ ۶۲: منبر پر آیت سجدہ پڑھی تو خود اُس پر اور سننے والوں پر سجدہ واجب ہے اور جنھوں نے نہ سُنی ان پر نہیں۔(82)

مسئلہ ۶۳: سجدۂ شکر مثلاً اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا یا گمی ہوئی چیز مل گئی یا مریض نے شفا پائی یا مسافر واپس آیا غرض کسی نعمت پر سجدہ کرنا مستحب ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو سجدۂ تلاوت کا ہے۔(83)

مسئلہ ۶۴: سجدۂ بے سبب جیسا اکثر عوام کرتے ہیں نہ ثواب ہے، نہ مکروہ۔(84)

---

(79) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج۱، ص ۱۳۵

(80) المرجع السابق

(81) غنیۃ المتملی، سجدۃ التلاوۃ، ص ۵۰۷

والدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، مطلب فی سجدۃ الشکر، ج۲، ص ۷۲۰

(82) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، مطلب فی سجدۃ الشکر، ج۲، ص ۷۲۰

(83) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج۱، ص ۱۳۶

ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، مطلب فی سجدۃ الشکر، ج۲، ص ۷۲۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

یعنی دینی یا دنیوی خوشی کی خبر سن کر سجدے میں گر جانا اسے سجدۂ شکر کہا جاتا ہے۔بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ بدعت اور ممنوع ہے،بعض کے ہاں سنت ہے،امام محمد کا یہی قول ہے بعض علماء نے مکروہ فرمایا،یہ فرماتے ہیں کہ سجدۂ شکر کی احادیث میں سجدہ سے نماز مراد ہے،یعنی جز سے کل۔(لمعات) مگر قول سنیت صحیح ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کے قتل،صدیق اکبر نے مسیلمہ کذاب کے قتل اور سیدنا علی المرتضی نے ذوالثدیہ خارجی کے قتل کی خبریں سن کر سجدۂ شکر ادا کیے اور کعب ابن مالک قبول توبہ کی بشارت پر سجدہ میں گر گئے۔(از لمعات واشعہ)(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص ۲۱۸)

(84) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج۱، ص ۱۳۶

نمازِ مسافر کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ﳓ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا) (1)

جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر اس کا گناہ نہیں کہ نماز میں قصر کرو اگر خوف ہو کہ کافر تمھیں فتنہ میں ڈالیں گے۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ہے، یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے عرض کی، کہ اللہ عزوجل نے تو یہ فرمایا:

(اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ﳓ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا) (2)

اور اب تو لوگ امن میں ہیں (یعنی امن کی حالت میں قصر نہ ہونا چاہیے) فرمایا: اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا ارشاد فرمایا: یہ ایک صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تصدق فرمایا اس کا صدقہ قبول کرو۔ (3)

---

(1) پ ۵، النسآء: ۱۰۱

(2) پ ۵، النسآء: ۱۰۱

(3) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب صلاۃ المسافرین وقصرھا، الحدیث: ۶۸۶، ص ۳۴۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ صحابی ہیں، فتح مکہ کے دن ایمان لائے، غزوہ حنین و طائف میں شریک ہوئے، زمانہ فاروقی میں نجران کے گورنر رہے، حضرت علی مرتضی کے ساتھ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

۲۔ یعنی قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف سفر قصر کا سبب نہیں بلکہ سفر میں کفار کا خوف قصر کا باعث ہے، اب خوف تو ہے نہیں تو چاہیے کہ قصر بھی نہ ہو۔

۳۔ یعنی قرآن شریف میں خوف کفار کا ذکر اتفاقًا ہے کیونکہ اس زمانہ میں عمومًا سفروں میں خوف ہوتا تھا تم بہر حال ضرور قصر کرو خوف ہو یا نہ ہو۔ یہ حدیث امام اعظم کی بہت قوی دلیل ہے کہ سفر میں قصر واجب ہے کیونکہ فاقبلوا امر ہے امر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۶۵)

حدیث ۲: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں مروی، کہ حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائی حالانکہ نہ ہماری اتنی زیادہ تعداد کبھی تھی نہ اس قدر امن۔(4)

حدیث ۳: صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحلیفہ (5) میں عصر کی دو رکعتیں۔(6)

حدیث ۴: ترمذی شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضر وسفر دونوں میں نمازیں پڑھیں، حضر میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعت اور سفر میں ظہر کی دو اور اس کے بعد دو رکعت اور عصر کی دو۔ اور اس کے بعد کچھ نہیں اور مغرب کی حضر وسفر میں برابر تین رکعتیں، سفر وحضر کسی کی نمازِ مغرب میں قصر نہ فرماتے اور اس کے بعد دو

(4) صحیح البخاري، کتاب الحج، باب الصلاۃ بمنی، الحدیث:۱۶۵۶، ج۱، ص۵۵۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی حجۃ الوداع میں، ہم مسلمان ایک لاکھ سے زیادہ تھے ہماری اپنی بادشاہت تھی مگر اس کے باوجود ہم نے قصر کیا لہذا قرآن شریف میں جو قصر کے لیئے خوف کفار کی قید ہے وہ اتفاقی ہے احترازی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہاجر اپنے چھوڑے ہوئے وطن میں پہنچ کر مسافر ہوگا اور قصر کرے گا، دیکھو مکہ معظمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا وطن تھا مگر آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں مسافر ہیں اور قصر پڑھ رہے ہیں۔ بعض عشاق کہتے ہیں کہ مکہ میں حاجیوں کو مسافر بن کر رہنا اور مدینہ طیبہ میں مقیم ہو کر رہنا سنت ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۵۶۴)

(5) مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے، یہی اصح ہے۔(مرقاۃ)

(6) صحیح البخاري، کتاب الحج، باب من بات بذی الحلیفۃ حتی أصبح، الحدیث:۱۵۴۷، ج۱، ص۵۲۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ حجۃ الوداع کے سفر کا واقعہ ہے، چونکہ آپ مکہ معظمہ کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے اس لیئے آبادی مدینہ سے نکلتے ہی مسافر ہوگئے۔ ذوالحلیفہ جو وہاں سے تین میل کے فاصلہ پر ہے وہاں قصر پڑھی۔ اس زمانہ کے بعض عقلمندوں نے اس کا مطلب یوں سمجھا کہ انسان اگر سیر کرنے یا اپنا کھیت دیکھنے شہر سے باہر جائے تو مسافر ہے، یہ محض غلط ہے اس کی تردید آئندہ صفحات میں صراحۃً آرہی ہے۔ خیال رہے کہ ذوالحلیفہ کا نام آج بیر علی ہے، یہ اہل مدینہ کا میقات ہے، فقیر نے اس کی زیارت کی ہے۔ وہاں علی مرتضے کی مسجد آپ کا کنواں ہے اور چھوٹا سا کھجوروں کا باغ ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہاں حضرت علی نے جنات سے جنگ کی ہے اسی لیے اسے بیر علی کہتے ہیں مگر یہ غلط ہے۔(مرقاۃ)(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۵۶۳)

رکعت۔(7)

حدیث ۵: صحیحین میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، فرماتی ہیں: نماز دو رکعت فرض کی گئی پھر جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہجرت فرمائی تو چار فرض کر دی گئی اور سفر کی نماز اسی پہلے فرض پر چھوڑی گئی۔(8)

---

(7) جامع الترمذي، أبواب السفر، باب ماجاء في التطوع في السفر، الحديث: ۵۵۲، ج۲، ص۷۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ سفر میں صرف فرض میں قصر ہوگا سنتوں میں نہ قصر ہے نہ ان کے منافی۔ یہ حدیث گزشتہ حدیث ابن عمر کی شرح ہے جس میں فرمایا گیا تھا کہ حضرت ابن عمر سفر میں نماز نفل پڑھنے والوں پر ناراض ہوئے۔

۲۔ یعنی مغرب کے فرض دن کے وتر ہیں، ان میں قصر نہیں کہ قصر چار رکعت میں ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات کے وتر بھی تین ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۵۷۳)

(8) صحیح البخاري، کتاب مناقب الانصار، باب التاریخ الخ، الحدیث: ۳۹۳۵، ج۲، ص۶۰۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ہجرت سے پہلے ہر نماز دو، دو رکعت تھی، بعد ہجرت فجر تو دو رکعت رکھی گئی، مغرب تین، باقی نمازیں سفر میں وہی دو رکعتیں رہیں اور حضر میں چار رکعتیں کردی گئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب سفر میں قصر کرنا اسی طرح فرض ہے جیسے اقامت میں پوری پڑھنا یہ حدیث وجوب قصر کی نہایت قوی دلیل ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہوسکتی اور مسلم، بخاری کی ہے اسے ضعیف نہیں کہا جاسکتا۔

۲۔ یعنی حضرت عائشہ صرف منیٰ و مکہ معظمہ میں ہمیشہ پوری نماز پڑھتی ہیں کبھی قصر نہیں کرتیں، باقی سفروں میں ہمیشہ قصر کرتی ہیں اتمام نہیں کرتیں اس سفر منیٰ میں کیا خصوصیت ہے۔

۳۔ یعنی جیسے عثمان غنی نے اتمام کی کوئی وجہ نکال لی، ایسے ہی حضرت ام المؤمنین نے بھی کوئی وجہ اس اتمام کی نکالی ہوگی مجھے اس کی خبر نہیں۔ امام نووی نے فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان و حضرت عائشہ صدیقہ سفر میں قصر و اتمام دونوں جائز سمجھتے تھے لہذا یہ امام شافعی کی دلیل ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ یہ غلط ہے چند وجہ سے: ایک یہ کہ حضرت ام المؤمنین خود ہی تو روایت فرماتی ہیں کہ نماز سفر پہلے فریضہ پر رکھی گئی یعنی دو، دو رکعتیں تو خود اپنی روایت کے خلاف یہ رائے کیسے قائم کرسکتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر آپ قصر و اتمام دونوں جائز سمجھتیں تو ہر سفر میں کبھی قصر کرتیں کبھی اتمام مگر ایسا نہ کیا صرف منیٰ میں اتمام کیا اور ہمیشہ کیا یہاں کبھی قصر نہ پڑھا اور دوسرے سفروں میں ہمیشہ اتمام کیا۔ تیسرے یہ کہ اگر انکا یہ مذہب ہوتا تو حضرت زہری اسے تاویل نہ فرماتے بلکہ اسے ان کا مذہب قرار دیتے۔ معلوم ہوا کہ آپ کا مذہب تو وجوب قصر کا تھا مگر منیٰ میں کسی تاویل کی بناء پر اتمام فرماتیں وہ تاویل کیا تھی رب جانے۔ ظاہر یہ ہے کہ آپ مکہ معظمہ میں پندرہ دن قیام کی نیت کرلیتیں ہوں گی اور آپ کا خیال یہ ہوگا کہ مہاجرین کو پندرہ دن مکہ معظمہ میں ٹھہرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریف میں منع تھا آپ کی وفات کے بعد جائز ہے، یہ ممانعت مہاجر مردوں کے لیئے تھی عورتوں کے لیئے نہیں یا ان کے لیئے تھی جو بوقت ہجرت بالغ تھے۔←

حدیث ٦: صحیح مسلم شریف میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں: کہ اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زبانی حضر میں چار رکعتیں فرض کیں اور سفر میں دو اور خوف میں ایک (9) یعنی امام کے ساتھ۔(10)

حدیث ۷: ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نمازِ سفر کی دو رکعتیں مقرر فرمائیں اور یہ پوری ہے کم نہیں یعنی اگرچہ بظاہر دو رکعتیں کم ہوگئیں مگر ثواب میں یہ دو ہی چار کی برابر ہیں۔(11)

❀❀❀❀❀

میں اس وقت نابالغہ تھی۔ وَاللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ! (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۵۷۸)

(9) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب صلاۃ المسافرین وقصرھا، الحدیث: ۶۸۷، ص۳۴۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اس طرح کہ غازی مسافر سخت خوف کی حالت میں امام کے پیچھے صرف ایک رکعت پڑھے گا اور ایک رکعت اکیلے جیسا کہ قرآن شریف سے معلوم ہورہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں قصر کرنا ایسے ہی فرض ہے جیسے حضر میں پوری پڑھنا، قصر و اتمام کا اختیار نہیں۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۵۷۸)

(10) یعنی امام کے ساتھ صرف ایک رکعت پڑھے گا اور ایک رکعت اکیلے۔

(11) سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیھا، باب ماجاء فی الوتر فی السفر، الحدیث: ۱۱۹۴، ج۲، ص۵۴

مسائل فقہیّہ

شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔(1)

---

(1)مسافر کی تعریف

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

كما يدل عليه تعبيرهم جيمعا بلفظة الحال فی حد المسافر بمن جاوز عمران موطنه قاصدا مسيرة ثلاثة ايام۔

جیسے کہ تمام فقہاء کا لفظ حال سے تعبیر کرنا اس پر دال ہے لہذا مسافر کی تعریف یوں کی گئی ہے ہر وہ شخص جو تین دن کے سفر کے ارادے سے اپنی آبادی سے نکل جائے نہ قصد فی الاستقبال کہ بالاجماع کافی نہیں

كمن خرج قاصدا قرية قريبة ومن نيته ان ينشئ بعدها سفرا الى بعيد فانه لايكون فی مسيرة اليها مسافر اقطعا۔

مثلاً وہ شخص جو کسی قریبی قریہ کے ارادے سے نکلا اور اس کی نیت یہ تھی کہ اس قریہ کے بعد وہ کسی بعید شہر کا سفر کرے گا تو اب وہ اس نکلنے میں قطعاً مسافر نہ ہوگا۔

اور نیت اپنی غایت مقصودہ بالذات پر پہنچ کر منتہی ہوجاتی ہے کہ غایت ما ھی غایۃ لہ (غایت جس کے لئے غایت بن رہی ہے۔ت) سے متاخر فی الوجود ہے اور حرکت کے لئے بعد وجود بقا نہیں، تو اس کے بعد اگر دوسرے مقصود کی طرف نہضت ہو تو وہ سیر آخر وقصد آخر ہے اور قبل وصول منتہی نہیں ہوتی اگرچہ سکون ونزول متخلل ہو، ولہذا اگر کسی منزل میں کوئی شخص ملے نازل کہے گا میں فلاں جگہ جاتا تھا کہ وہ ملا یا جاتے ہیں اس سے ملاقات ہوئی یا جاتے ہوئے راہ میں مل گیا تو وہ نہایات مختلفہ کا قصد مقارن اول توجہ جزئی محدد بمبدء معین ومنتہائے معین میں کہ ان کا تعین اسکے تشخص کو لازم ہے ہرگز نہ ہوگا بلکہ صرف غایت اولیٰ ہی کا قصد فی الحال اور ثانیہ کا ہو تو فی المال والاستقبال اگرچہ باعث علی الخروج لحاظ امرین ہو اس سیر خاص میں کسی طرف توجہ اور چیز اور دل میں کہیں جانے کا خیال اور چیز، ثانی قصد مستقبل کو بھی شامل جسے یوں تعبیر کریں گے وہاں بھی جاؤں گا یا یہاں ہوکر وہاں جانا ہے اور اول خاص اسی کے لئے ہے جو اس سیر جزئی مخصوص کا منتہی ہے جس کے حصول پر یہ منتہی ہوجائے گی اس پر دلیل واضح مسئلہ آفاقی ہے جو بقصد حاضری مکہ معظمہ چلا ہے احرام باندھے، میقات سے تجاوز اسے حرام ہے، اگر حلت چاہے تو علماء فرماتے ہیں حیلہ یہ ہے کہ بین الحرم والمیقات کسی مقام مثلاً جدہ وغیرہ کا قصد کرے کہ وہاں پہنچ کر اس کے اہل سے ملتحق ہوجائے گا اور اب مکہ معظمہ کو جانا داخل میقات سے ہوگا نہ کہ گھر سے، اب اس میقات نسک کے لئے ہے،

تنویر الابصار ودرمختار میں ہے:

←

مسئلہ ۱: دن سے مراد سال کا سب میں چھوٹا دن اور تین دن کی راہ سے یہ مراد نہیں کہ صبح سے شام تک چلے کہ کھانے پینے، نماز اور دیگر ضروریات کے لیے ٹھہرنا تو ضرور ہی ہے، بلکہ مراد دن کا اکثر حصہ ہے مثلاً شروع صبح صادق سے دوپہر ڈھلنے تک چلا پھر ٹھہر گیا پھر دوسرے اور تیسرے دن یوہیں کیا تو اتنی دور تک کی راہ کو مسافت سفر کہیں گے دوپہر کے بعد تک چلنے میں بھی برابر چلنا مراد نہیں بلکہ عادۃً جتنا آرام لینا چاہیے اس قدر اس درمیان میں ٹھہرنا بھی جائے اور چلنے سے مراد معتدل چال ہے کہ نہ تیز ہو نہ سست، خشکی میں آدمی اور اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستہ میں اسی حساب سے جو اس کے لیے مناسب ہو اور دریا میں کشتی کی چال اس وقت کی کہ ہوا نہ بالکل رُکی ہو نہ تیز۔(2)

مسئلہ ۲: سال کا چھوٹا دن اس جگہ کا معتبر ہے جہاں دن رات معتدل ہوں یعنی چھوٹے دن کے اکثر حصہ میں منزل طے کر سکتے ہوں لہٰذا جن شہروں میں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے جیسے بلغار کہ وہاں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے، لہٰذا وہاں کے دن کا اعتبار نہیں۔(3)

مسئلہ ۳: کوس کا اعتبار نہیں کہ کوس کہیں چھوٹے ہوتے ہیں کہیں بڑے بلکہ اعتبار تین منزلوں کا ہے اور خشکی میں

دخل أفاقي البستان اي مكانا من الحل داخل الميقات لحاجة قصدها ونية مدة الاقامة ليست بشرط على المذهب له دخول مكة غير محرم ووقته البستان ولاشيئ عليه لانه التحق بأهله وهذه حيلة لافاقي يريد دخول مكة بلا احرام ا ہ۔(اے درمختار باب الجنایات مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۱۸۰)

اگر غیر ملکی کسی حاجت کی وجہ سے بستان (میقات کے اندر حل میں ایک جگہ ہے) میں قصداً داخل ہوا تو وہاں مذہب کے مطابق مدت اقامت کی بھی نیت شرط نہیں، اب اس کے لئے بغیر احرام مکہ کا داخلہ جائز ہے اور اس کا میقات وہ بستان ہے، اور اس پر کوئی شے لازم نہ ہوگی کیونکہ وہ وہاں کے اہل کے ساتھ ملا ہے اور یہ اس غیر ملکی کے لئے حیلہ ہے جو بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہو۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۴۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر، ج۱، ص ۱۳۸

والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۴

(3) کتنی مسافت پر مسافر؟

جو شخص تقریباً ۹۲ کلومیٹر کی دوری کا سفر کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا اور اپنی بستی سے باہر چلا گیا۔ تو شریعت میں یہ شخص مسافر ہو گیا۔ اب اس پر واجب ہو گیا کہ قصر کرے یعنی ظہر عصر اور عشاء چار رکعت والی فرض نمازوں کو دو ہی رکعت پڑھے۔ کیونکہ اس کے حق میں دو ہی رکعت پوری نماز ہے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۲، ۷۲۶)

میل کے حساب سے اس کی مقدار ۵۷ ۸۳ میل ہے۔(4)

مسئلہ ۴: کسی جگہ جانے کے دوراستے ہیں ایک سے مسافت سفر ہے دوسرے سے نہیں تو جس راستہ سے یہ جائے گا اس کا اعتبار ہے، نزدیک والے راستے سے گیا تو مسافر نہیں اور دور والے سے گیا تو ہے، اگرچہ اس راستہ کے اختیار کرنے میں اس کی کوئی غرض صحیح نہ ہو۔(5)

مسئلہ ۵: کسی جگہ جانے کے دوراستے ہیں، ایک دریا کا دوسرا خشکی کا ان میں ایک دو دن کا ہے دوسرا تین دن کا، تین دن والے سے جائے تو مسافر ہے ورنہ نہیں۔(6)

مسئلہ ۶: تین دن کی راہ کو تیز سواری پر دو دن یا کم میں طے کرے تو مسافر ہی ہے اور تین دن سے کم کے راستہ کو زیادہ دنوں میں طے کیا تو مسافر نہیں۔(7)

---

(4) بہار شریعت کے مطبوعہ نسخوں میں فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے ۵۷ ۸۳ میل مرقوم ہے، یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ فتاویٰ رضویہ (جدید)، ج ۸، ص ۲۷۰، اور فتاویٰ رضویہ (قدیم)، ج ۳، ص ۶۶۹، میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے ساڑھے ستاون (۵۷ ۲۱) میل لکھا ہے۔

فقیہ اعظم ہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی نزہۃ القاری، جلد 2، صفحہ 655 پر فرماتے ہیں: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے ظاہر مذہب کو اختیار فرما کر تین منزل کی یہ مسافت (ساڑھے ستاون میل) بیان فرمائی ہے۔

جدالممتار میں لکھتے ہیں:

والمعتاد المعهود في بلادنا أن كل مرحلة ۱۲ كوس. وقد جربت مرارا كثيرة بمواضع شهيرة أن الميل الرائج في بلادنا خمسة أثمان كوس المعتبر ههنا. فاذا ضربت الا كواس في ۸ وقسم الحاصل على ٥ كانت أميال رحلة واحدة ۱۹ـ ۵/۱ وأميال مسيرة ثلاثة أيام ۵۷ ۵/۳ أعني ۶ ـ ۵۷ (جدالممتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۱، ص۳۵۹)

ہمارے بلاد میں معتاد و معہود یہ ہے کہ ہر منزل بارہ کوس کی ہوتی ہے میں نے بار بار بکثرت مشہور جگہوں میں آزمایا ہے کہ اس وقت ہمارے بلاد میں جو میل رائج ہے۔ وہ ۸/۵ کوس جب کوسوں کو ۸ میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو ۵ پر تقسیم کریں تو حاصل قسمت میل ہوگا، اب ایک منزل ۱۹ ۵/۱ میل کی ہوئی اور تین دن کی مسافت ۵۷ ۵/۳ میل یعنی ۵۷-۶ میل۔

(نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری، ابواب تقصیر الصلوۃ، ج۲، ص۶۶۵)

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۳۸
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۲۶

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۳۸

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۳۹

مسئلہ ۷: تین دن کی راہ کو کسی ولی نے اپنی کرامت سے بہت تھوڑے زمانہ میں طے کیا تو ظاہر یہی ہے کہ مسافر کے احکام اس کے لیے ثابت ہوں مگر امام ابن ہمام نے اس کا مسافر ہونا مستبعد فرمایا۔(8)

مسئلہ ۸: محض نیت سفر سے مسافر نہ ہوگا بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے شہر میں ہے تو شہر سے، گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر والے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔(9)

مسئلہ ۹: فنائے شہر سے جو گاؤں متصل ہے شہر والے کے لیے اس گاؤں سے باہر ہو جانا ضرور نہیں۔ یوہیں شہر کے متصل باغ ہوں اگرچہ ان کے نگہبان اور کام کرنے والے ان میں رہتے ہوں ان باغوں سے نکل جانا ضروری نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۰: فنائے شہر یعنی شہر سے باہر جو جگہ شہر کے کاموں کے لیے ہو مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، کوڑا پھینکنے کی جگہ اگر یہ شہر سے متصل ہو تو اس سے باہر ہو جانا ضروری ہے۔ اور اگر شہر و فنا کے درمیان فاصلہ ہو تو نہیں۔(11)

مسئلہ ۱۱: آبادی سے باہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ جدھر جا رہا ہے اس طرف آبادی ختم ہو جائے اگرچہ اس کی

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۶

(8) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۶

(9) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۲

قصر کہاں سے شروع کرے؟

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

جب وہاں سے بقصد وطن چلے اور وہاں کی آبادی سے باہر نکل آئے اس وقت سے جب تک اپنے شہر کی آبادی میں داخل نہ ہو قصر کرے گا جب اپنے وطن کی آبادی میں آ گیا قصر جاتا رہا، جب تک یہاں رہے گا اگرچہ ایک ہی ساعت، قصر نہ کر سکے گا کہ وطن میں کچھ پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت ضرور نہیں، پھر جب وطن سے اُس شہر کے قصد پر چلا اور وطن کی آبادی سے باہر نکل گیا اس وقت سے قصر واجب ہو گیا راستے بھر تو قصر کرے گا ہی اور اگر اُس شہر میں پہنچ کر اس بار پندرہ روز یا زیادہ قیام کا ارادہ نہیں بلکہ پندرہ دن سے کم میں واپس آنے یا وہاں سے، اور کہیں جانے کا قصد ہے تو وہاں جب تک ٹھہرے گا اس قیام میں بھی قصر ہی کرے گا اور اگر وہاں اقامت کا ارادہ ہے تو صرف راستہ بھر قصر کرے جب اس شہر کی آبادی میں داخل ہو گا قصر جاتا رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۵۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(10) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۲

(11) المرجع السابق

محاذات میں دوسری طرف ختم نہ ہوئی ہو۔(12)

مسئلہ ۱۲: کوئی محلہ پہلے شہر سے ملا ہوا تھا مگر اب جدا ہوگیا تو اس سے باہر ہونا بھی ضروری ہے اور جو محلہ ویران ہوگیا خواہ شہر سے پہلے متصل تھا یا اب بھی متصل ہے اس سے باہر ہونا شرط نہیں۔(13)

مسئلہ ۱۳: اسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہوں تو اسٹیشن پر پہنچنے سے مسافر ہوجائے گا جبکہ مسافت سفر تک جانے کا ارادہ ہو۔

مسئلہ ۱۴: سفر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ ہو اور اگر دو دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ ہوا کہ وہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہے، یوہیں ساری دنیا گھوم آئے مسافر نہیں۔(14)

مسئلہ ۱۵: یہ بھی شرط ہے کہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو، اگر یوں ارادہ کیا کہ مثلاً دو دن کی راہ پر پہنچ کر کچھ کام کرنا ہے وہ کر کے پھر ایک دن کی راہ جاؤں گا تو یہ تین دن کی راہ کا متصل ارادہ نہ ہوا مسافر نہ ہوا۔(15)

مسئلہ ۱۶: مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اور قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہوگئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار و مستحق نار ہوا کہ واجب ترک کیا لہٰذا توبہ کرے اور دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہوگئی ہاں اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پیشتر اقامت کی نیت کر لی تو فرض باطل نہ ہوں گے مگر قیام و رکوع کا اعادہ کرنا ہوگا اور اگر تیسری کے سجدہ میں نیت کی تو اب فرض جاتے رہے، یوہیں اگر پہلی دونوں یا ایک میں قراءت نہ کی نماز فاسد ہوگئی۔(16)

---

(12) غنية المتملي، فصل في صلاة المسافر، ص۵۳۶

(13) المرجع السابق، وردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص ۷۲۳

(14) غنية المتملي، فصل في صلاة المسافر، ص۵۳۷

والدرالمختار، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص ۷۲۳، ۷۲۴

(15) الفتاوى الرضوية، ج۸، ص۲۷۰

(16) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۳۹

والدرالمختار، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص ۷۳۳

والهداية، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۱، ص۸۰

مسئلہ ۱۷: یہ رخصت کہ مسافر کے لیے ہے، مطلق ہے اس کا سفر جائز کام کے لیے ہو یا ناجائز کے لیے بہرحال مسافر کے احکام اس کے لیے ثابت ہوں گے۔(17)

مسئلہ ۱۸: کافر تین دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا دو دن کے بعد مسلمان ہوگیا تو اس کے لیے قصر ہے اور نابالغ تین دن کی راہ کے قصد سے نکلا اور راستہ میں بالغ ہوگیا، اب سے جہاں جانا ہے تین دن کی راہ نہ ہو تو پوری پڑھے حیض والی پاک ہوئی اور اب سے تین دن کی راہ نہ ہو تو پوری پڑھے۔(18)

مسئلہ ۱۹: بادشاہ نے رعایا کی تفتیش حال کے لیے ملک میں سفر کیا تو قصر نہ کرے جبکہ پہلا ارادہ متصل تین منزل کا نہ ہوا اور اگر کسی اور غرض کے لیے ہو اور مسافت سفر ہو تو قصر کرے۔(19)

مسافر پر قصر کرنا ضروری ہے؟

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مسافر اگر بے نیتِ اقامت چار رکعت پوری پڑھے گنہ گار ہوگا اور مقیمین کی نماز اس کے پیچھے باطل ہو جائیگی اگر دو رکعت اولیٰ کے بعد اس کی اقتداء باقی رکھیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۷۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(17) الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۳۹

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فی الدر المختار لمسافر سفر اشرعيا ولو بمعصية الفطر. ويندب الصوم ان لم يضره فأن شق عليه او على ر فيقه فالفطر افضل لموافقة الجماعة. يجب على مقيم اتمام صوم يوم من رمضان سافر فی ذٰلك اليوم اھ ملتقطا۔(۱ے درمختار باب ما یفسد الصوم فصل فی العوارض مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۵۲ تا ۱۵۴)

درمختار میں ہے وہ مسافر جس کا سفر شرعی (مقدار کے برابر) ہو خواہ گناہ کی خاطر ہو روزہ چھوڑ سکتا ہے اور اگر اسے روزہ تکلیف نہ دے تو روزہ رکھنا مستحب ہے، اور اگر روزہ مشکل ہو یا اس کے ساتھی پر مشکل ہو تو پھر جماعت کی موافقت میں افطار افضل ہے۔ مقیم پر اس روزہ رمضان کا اتمام لازم ہے جس دن اس نے سفر شروع کیا اھ مختصراً (فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۳۴۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(18) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۳۶

(19) الدر المختار ورد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الاصلي الخ، ج۲، ص۷۴۵

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فتح القدیر میں ہے:

الخليفة ان كان انما قصد الطواف فی ولايته فالاظهر انه حينئذ غير مسافر حتى لايقصر الصلوٰة فی طوافه كالسائح اھ ملخصا ذكره فی باب الجمعة مسئلة تمصر منی فی الموسم۔

←

مسئلہ ۲۰: سُنّتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی البتہ خوف اور رواروی (خوف وگھبراہٹ) کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔(20)

مسئلہ ۲۱: مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرلے، یہ اس وقت ہے جب تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین منزل پہنچنے سے پیشتر واپسی کا ارادہ کرلیا تو مسافر نہ رہا اگرچہ جنگل میں ہو۔(21)

حاکمِ وقت اپنی مملکت میں دورہ کرنے کی نیت سے سفر کرے تو وہ مسافر نہ ہوگا حتی کہ وہ سیاحت کرنے والے کی طرح نماز میں قصر نہیں کرسکتا اھ ملخصا، اسے صاحب فتح القدیر نے باب الجمعہ مسئلہ منی موسم حج میں شہر بن جاتا ہے کے تحت ذکر کیا ہے (ت)

(ا_ فتح القدیر باب صلوۃ الجمعہ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر سندھ ۲/ ۲۶)

اختیار شرح مختار وخزانۃ المفتین میں ہے:

الخلیفۃ اذا سافر یقصر الصلوۃ الا اذا طاف فی ولایتہ ۲_

حاکم جب سفر کرے تو وہ قصر کرے گا مگر اس صورت میں جب وہ اپنی مملکت دورہ میں کررہا ہو تو پھر قصر نہیں کرسکتا (۲_ خزانۃ المفتین)

فتاوی بزازیہ میں ہے:

خرج الامیر مع الجیش الطلب العدو لایقصر وان طال سیرہ و کذا اذا خرج لقصد مصر دون مدۃ سفر ثم منہ الی اٰخر کذلک لعدم نیۃ السفر ۳_

(۳_ فتاوی بزازیہ علی ہامش الفتاوی الہندیہ الثانی والعشرون فی السفر مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۷۲)

امیر لشکر کے ساتھ دشمن کی طلب کے لئے نکلا تو قصر نہ کرے اگرچہ اس کا سفر کتنا ہی طویل ہو اور اس طرح اس صورت میں بھی قصر نہیں، جب وہ مدت سفر سے شہر کے ارادے سے نکلا پھر وہاں سے دوسرے ایسے شہر کی طرف چلا جو مدت سفر سے کم مسافت تھا کیونکہ اس میں نیت سفر نہ تھی۔(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۴۲_ ۲۴۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ا، ص ۱۳۹

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

درمختار میں ہے:

یاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان فی حال خوف وفرار لایاتی بھا ھو المختار ا_

(ا_ الدرالمختار کتاب الصلوۃ باب صلوۃ المسافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۰۸)

حالت امن وقرار میں مسافر سنتیں ادا کرے ورنہ یعنی حالتِ خوف وفرار میں نہ ادا کرے، یہی مختار ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۴۲_ ۲۴۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(21) المرجع السابق، والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۸

مسئلہ ۲۲: نیتِ اقامت صحیح ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں:

(۱) چلنا ترک کرے اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں۔

(۲) وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو جنگل یا دریا غیر آباد ٹاپو میں اقامت کی نیت کی مقیم نہ ہوا۔

(۳) پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو اس سے کم ٹھہرنے کی نیت سے مقیم نہ ہوگا۔

(۴) یہ نیت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو اگر دو موضعوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو، مثلاً ایک میں دس دن دوسرے میں پانچ دن کا تو مقیم نہ ہوگا۔

(۵) اپنا ارادہ مستقل رکھتا یعنی کسی کا تابع نہ ہو۔

(۶) اس کی حالت اس کے ارادہ کے منافی نہ ہو۔(22)

مسئلہ ۲۳: مسافر جا رہا ہے اور ابھی شہر یا گاؤں میں پہنچا نہیں اور نیت اقامت کر لی تو مقیم نہ ہوا اور پہنچنے کے بعد نیت کی تو ہو گیا اگرچہ ابھی مکان وغیرہ کی تلاش میں پھر رہا ہو۔(23)

مسئلہ ۲۴: مسلمانوں کا لشکر کسی جنگل میں پڑاؤ ڈال دے اور ڈیرہ خیمہ نصب کر کے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلے تو مقیم نہ ہوا اور جو لوگ جنگل میں خیموں میں رہتے ہیں وہ اگر جنگل میں خیمہ ڈال کر پندرہ دن کی نیت سے ٹھہریں مقیم ہو جائیں گے، بشرطیکہ وہاں پانی اور گھاس وغیرہ دستیاب ہوں کہ ان کے لیے جنگل ویسا ہی ہے جیسے ہمارے لیے شہر اور گاؤں۔(24)

مسئلہ ۲۵: دو جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی اور دونوں مستقل ہوں جیسے مکہ و منیٰ تو مقیم نہ ہوا اور ایک دوسرے کی تابع ہو جیسے شہر اور اس کی فنا تو مقیم ہو گیا۔(25)

مسئلہ ۲۶: یہ نیت کی کہ ان دو بستیوں میں پندرہ روز ٹھہرے گا ایک جگہ دن میں رہے گا اور دوسری جگہ رات میں تو اگر پہلے وہاں گیا جہاں دن میں ٹھہرنے کا ارادہ ہے تو مقیم نہ ہوا اور اگر پہلے وہاں گیا جہاں رات میں رہنے کا قصد

---

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۳۹

در دالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۳۳

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۳۸

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۳۹

والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۳۲

(25) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۴۰

والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۲۹

ہے تومقیم ہوگیا، پھر یہاں سے دوسری بستی میں گیا جب بھی مقیم ہے۔ (26)

مسئلہ ۲۷: مسافر اگر اپنے ارادہ میں مستقل نہ ہوتو پندرہ دن کی نیت سے مقیم نہ ہوگا، مثلاً عورت جس کا مہر معجّل شوہر کے ذمہ باقی نہ ہو کہ شوہر کی تابع ہے اس کی اپنی نیت بیکار ہے اور غلام غیر مکاتب کہ اپنے مالک کا تابع ہے اور لشکری جس کو بیت المال یا بادشاہ کی طرف سے خوراک ملتی ہے کہ یہ اپنے سردار کا تابع ہے اور نوکر کہ یہ اپنے آقا کا تابع ہے اور قیدی کہ یہ قید کرنے والے کا تابع ہے اور جس مالدار پر تاوان لازم آیا اور شاگرد جس کو استاذ کے یہاں سے کھانا ملتا ہے کہ یہ اپنے استاذ کا تابع ہے اور نیک بیٹا اپنے باپ کا تابع ہے ان سب کی اپنی نیت بے کار ہے بلکہ جن کے تابع ہیں ان کی نیتوں کا اعتبار ہے ان کی نیت اقامت کی ہے تو تابع بھی مقیم ہیں ان کی نیت اقامت کی نہیں تو یہ بھی مسافر ہیں۔ (27)

---

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۴۰

وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۳۰

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۴۱

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، مطلب في الوطن الاصلي الخ، ج۲، ص۷۴۱۔۷۴۴

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں ایک دل چسپ تحریر فرماتے ہیں:

اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہے تو اگر ان میں اس کی خدمت نوبت بہ نوبت قرار پائی ہے مثلاً ایک دن اس کی خدمت کرے اور دوسرے دن اُس کی، تو ہر ایک کی نوبت میں اس کی نیت پر عمل کرے یعنی جس دن خدمت کی باری ہو غلام بھی اپنے آپ کو مقیم سمجھے اور جس دن خدمت مسافر کی باری ہو اپنے آپ کو مسافر جانے، اور اگر باہم نوبت نہ قرار دی بلکہ یوں ہی دونوں کی خدمت میں ہے وہ من وجہ مقیم اور من وجہ مسافر ہے قصر اصلاً نہ کرے اس لحاظ سے کہ اس کے ایک مولیٰ نے نیت اقامت کی اور قعدہ اولیٰ بھی اپنے اوپر فرض جانے اس نظر سے کہ دوسرے مولیٰ کی نیت سفر ہے اور اس کے حق میں افضل یہ ہے کہ جہاں تک مل سکے کسی مقیم کی اقتداء وقت میں کرے،

درمختار میں ہے:

عبد مشترك بين مقيم ومسافران تهايأ قصر في نوبة المسافر والا يفرض عليه القعود الاول ويتم احتياطا ولا يأتم بمقيم اصلا وهو مما يلغزا ۱؂

ایک غلام مقیم مسافر کے درمیان مشترک ہے، اور دونوں کی خدمت نوبت بہ نوبت قرار دی گئی ہے تو مسافر کی نوبت میں قصر کرے ورنہ (اگر باری نہ ٹھہرائی ہو) تو قعدہ اولیٰ اس پر فرض ہوگا اور وہ نماز کا اتمام احتیاطاً کرے (کیونکہ جب اس کے مالک دو ہیں تو وہ ایک لحاظ سے مقیم اور دوسرے کے اعتبار سے مسافر) اور وہ کسی مقیم کے ساتھ اقتداء بالکل نہ کرے یہ غلام کے مسائل میں سے پیچیدہ مسئلہ ہے

(۱؂ درمختار باب صلوۃ المسافر مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۰۸) ←

مسئلہ ۲۸: عورت کا مہر معجل باقی ہے تو اسے اختیار ہے کہ اپنے نفس کو روک لے لہٰذا اس وقت تابع نہیں (27A)۔ یوہیں مکاتب غلام کو بغیر مالک کی اجازت کے سفر کا اختیار ہے لہٰذا تابع نہیں اور جو سپاہی بادشاہ یا بیت المال سے خوراک نہیں لیتا وہ تابع نہیں اور اجیر جو ماہانہ یا برسی پر نوکر نہیں بلکہ روزانہ اس کا مقرر ہے وہ دن بھر کام کرنے کے بعد اجارہ فسخ کرسکتا ہے لہٰذا تابع نہیں اور جس مسلمان کو دشمن نے قید کیا اگر معلوم ہے کہ تین دن کی راہ کو لے جائے گا تو قصر کرے اور معلوم نہ ہو تو اس سے دریافت کرے، جو بتائے اس کے موافق عمل کرے اور نہ بتایا تو اگر معلوم ہے کہ وہ دشمن مقیم ہے تو پوری پڑھے اور مسافر ہے تو قصر کرے اور یہ بھی معلوم نہ ہوسکے تو جب تک تین دن کی راہ طے نہ کرلے، پوری پڑھے اور جس پر تاوان لازم آیا وہ سفر میں تھا اور پکڑا گیا اگر نادار ہے تو قصر کرے اور مالدار ہے اور پندرہ دن کے اندر دینے کا ارادہ ہے یا کچھ ارادہ نہیں جب بھی قصر کرے اور یہ ارادہ ہے کہ نہیں دے گا تو پوری پڑھے۔ (28)

ردالمحتار میں ہے:

قولہ ولا یأتم الخ فی شرح المنیۃ وعلی ھذا فلا یجوزلہ الاقتداء بالمقیم مطلقا فلیعلم ھذا اھ ای لا فی الوقت ولابعدہ ولا فی الشفع الاول ولا فی الثانی ولعل وجھہ کما افادہ شیخنا ان القعدۃ الاولی فرض علیہ ایضا الحاقہ بالمسافر فاذا اقتدی بمقیم یلزم اقتداء المفترض بالمتنفل فی حق القعدۃ الاولی اھ ۲۔

(۲۔ ردالمحتار باب صلوٰۃ المسافر مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۸۹)

قولہ اور نہ اقتداء کرے الخ شرح المنیہ میں ہے اور اس بنا پر لازم آتا ہے کہ اس کے لئے مقیم کی اقتداء کسی حال میں جائز نہ ہو، پس اسے اچھی طرح جان لینا چاہئے اھ یعنی نہ وقت میں اور نہ وقت کے بعد، نہ شفع اول میں نہ ثانی میں، شاید اس کی وجہ وہ ہی ہو جو ہمارے شیخ نے فرمائی کہ قعدہ اولیٰ الحاق مسافر کی وجہ سے اس پر فرض تھا، پس جب اس نے مقیم کی اقتداء کی تو اب قعدہ اولیٰ کے لحاظ سے لازم آئے گا کہ ایک فرض ادا کرنے والا نفل ادا کرنے والے کی اقتداء کر رہا ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۵۳۔۲۵۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(A 27) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں ایک دل چسپ تحریر فرماتے ہیں: تحقیق مقام یہ ہے کہ مہر معجل لینے سے پہلے وطی یا خلوت برضائے عورت واقع ہوجانا صاحب مذہب امام اقدم قدوۃ اعظم امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حق منع نفس ومنع سفر کسی کا اصلاً مسقط نہیں، اور عورت کو اختیار ہے جب تک ایک روپیہ بھی باقی رہ جائے نہ تسلیم نفس کرے نہ شوہر کے ساتھ سفر پر راضی ہو اگرچہ اس سے پہلے بارہا وطی برضامندی ہوچکی ہو اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف خلوت برضا واقع ہوجانا بھی حق منع نفس ومنع سفر دونوں کا مسقط ہے، امام ابوالقاسم صفار علیہ رحمۃ الغفار درباره سفر قول امام اور درباره وطی قول صاحبین پر فتوے دیتے تھے اصل معنی اس تفصیل کے یہی ہیں اُن کے بعد جس نے ادھر میل کیا انہیں کا اتباع کیا مثلاً امام صدر شہید شرح جامع صغیر میں ان کا مسلک نقل کرکے فرماتے ہیں: وانہ حسن ۳۔ (بیشک وہ حسن ہے۔ت)

(۳۔ حاشیۃ الجامع الصغیر باب فی المھور مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۱) (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۵۴۔۲۵۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(28) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، مطلب فی الوطن الاصلی الخ، ج ۲، ص ۷۴۲، وغیرہ

مسئلہ ۲۹: تابع کو چاہیے کہ متبوع (جس کے تابع ہے) سے سوال کرے وہ جو کہے اس کے بموجب عمل کرے اور اگر اس نے کچھ نہ بتایا تو دیکھے کہ مقیم ہے یا مسافر اگر مقیم ہے تو اپنے کو مقیم سمجھے اور مسافر ہے تو مسافر اور یہ بھی نہ معلوم، تو تین دن کی راہ طے کرنے کے بعد قصر کرے اس سے پہلے پوری پڑھے۔ اور اگر سوال نہ کرے تو وہی حکم ہے کہ سوال کیا اور کچھ جواب نہ ملا۔(29)

مسئلہ ۳۰: اندھے کے ساتھ کوئی پکڑ کر لے جانے والا ہے اگر یہ اس کا نوکر ہے تو نابینا کی اپنی نیت کا اعتبار ہے اور اگر محض احسان کے طور پر اس کے ساتھ ہے تو اس کی نیت کا اعتبار ہے۔(30)

مسئلہ ۳۱: جو سپاہی سردار کا تابع تھا اور لشکر کو شکست ہوئی اور سب متفرق ہو گئے تو اب تابع نہیں بلکہ اقامت و سفر میں خود اس کی اپنی نیت کا لحاظ ہے۔(31)

مسئلہ ۳۲: غلام اپنے مالک کے ساتھ سفر میں تھا۔ مالک نے کسی مقیم کے ہاتھ اسے بیچ ڈالا اگر نماز میں اسے اس کا علم تھا اور دو پڑھیں تو پھر پڑھے۔ یونہیں اگر غلام نماز میں تھا اور مالک نے اقامت کی نیت کر لی، اگر جان کر دو پڑھیں تو پھر پڑھے۔(32)

مسئلہ ۳۳: غلام دو شخصوں میں مشترک ہے اور وہ دونوں سفر میں ہیں ایک نے اقامت کی نیت کی دوسرے نے نہیں تو اگر اس غلام سے خدمت لینے میں باری مقرر ہے تو مقیم کی باری کے دن چار پڑھے اور مسافر کی باری کے دن دو۔ اور باری مقرر نہ ہو تو ہر روز چار پڑھے اور دو رکعت پر قعدہ فرض ہے۔(33)

مسئلہ ۳۴: جس نے اقامت کی نیت کی مگر اس کی حالت بتاتی ہے کہ پندرہ دن نہ ٹھہرے گا تو نیت صحیح نہیں، مثلاً حج کرنے گیا اور شروع ذی الحجہ میں پندرہ دن مکۂ معظمہ میں ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو یہ نیت بیکار ہے کہ جب حج کا ارادہ ہے تو عرفات و منیٰ کو ضرور جائے گا پھر اتنے دنوں مکۂ معظمہ میں کیونکر ٹھہر سکتا ہے اور منیٰ سے واپس ہو کر نیت کرے تو صحیح ہے۔(34)

---

(29) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، مطلب في الوطن الاصلي الخ، ج ۲، ص ۷۴۳

(30) المرجع السابق

(31) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، مطلب في الوطن الاصلي الخ، ج ۲، ص ۷۴۴

(32) المرجع السابق

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۴۱

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۴۰

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۹

مسئلہ ۳۵: جو شخص کہیں گیا اور وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہیں مگر قافلہ کیساتھ جانے کا ارادہ ہے اور یہ معلوم ہے کہ قافلہ پندرہ دن کے بعد جائے گا تو وہ مقیم ہے اگرچہ اقامت کی نیت نہیں۔(35)

مسئلہ ۳۶: مسافر کسی کام کے لیے یا ساتھیوں کے انتظار میں دو چار روز یا تیرہ چودہ دن کی نیت سے ٹھہرا یا یہ ارادہ ہے کہ کام ہو جائے گا تو چلا جائے گا اور دونوں صورتوں میں اگر آجکل آجکل کرتے برسیں گزر جائیں جب مسافر ہی ہے، نماز قصر پڑھے۔(36)

مسئلہ ۳۷: مسلمانوں کا لشکر دارالحرب کو گیا یا دارالحرب میں کسی قلعہ کا محاصرہ کیا تو مسافر ہی ہے اگرچہ پندرہ دن کی نیت کر لی ہو اگرچہ ظاہر غلبہ ہو۔ یوہیں اگر دارالاسلام میں باغیوں کا محاصرہ کیا ہو تو مقیم نہیں اور جو شخص دارالحرب میں امان لے کر گیا اور پندرہ دن کی اقامت کی نیت کی تو چار پڑھے۔(37)

مسئلہ ۳۸: دارالحرب کا رہنے والا وہیں مسلمان ہو گیا اور کفار اس کے مار ڈالنے کی فکر میں ہوئے وہ وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ کر کے بھاگا تو نماز قصر کرے اور اگر کہیں دو ایک ماہ کے ارادہ سے چھپ گیا جب بھی قصر پڑھے اور اگر اسی شہر میں چھپا تو پوری پڑھے اور اگر مسلمان دارالحرب میں قید تھا وہاں سے بھاگ کر کسی غار میں چھپا تو قصر پڑھے اگرچہ پندرہ دن کا ارادہ ہو اور اگر دارالحرب کے کسی شہر کے تمام رہنے والے مسلمان ہو جائیں اور حربیوں نے ان سے لڑنا چاہا تو وہ سب مقیم ہی ہیں۔ یوہیں اگر کفار ان کے شہر پر غالب آئے اور یہ لوگ شہر چھوڑ کر ایک دن کی راہ کے ارادہ سے چلے گئے جب بھی مقیم ہیں اور تین دن کی راہ کا ارادہ ہو تو مسافر پھر اگر واپس آئے اور کفار نے ان کے شہر پر قبضہ نہ کیا ہو تو مقیم ہو گئے اور اگر مشرکوں کا شہر پر تسلّط ہو گیا اور وہاں رہے بھی مگر مسلمانوں کے واپس آنے پر چھوڑ دیا تو اگر یہ لوگ وہاں رہنا چاہیں تو دارالاسلام ہو گیا، نمازیں پوری کریں اور اگر وہاں رہنے کا ارادہ نہیں بلکہ صرف ایک آدھ مہینا رہ کر دارالاسلام کو چلے جائیں گے تو قصر کریں۔(38)

مسئلہ ۳۹: مسلمانوں کا لشکر دارالحرب میں گیا اور غالب آیا اور اس شہر کو دارالاسلام بنایا تو قصر نہ کریں اور اگر محض دو ایک ماہ رہنے کا ارادہ ہے تو قصر کریں۔(39)

---

(35) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۲۹

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۳۹، وغیرہ

(37) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۱

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۴۰

(39) المرجع السابق

مسئلہ ۴۰: مسافر نے نماز کے اندر اقامت کی نیت کی تو یہ نماز بھی پوری پڑھے اور اگر یہ صورت ہوئی کہ ایک رکعت پڑھی تھی کہ وقت ختم ہوگیا اور دوسری میں اقامت کی نیت کی تو یہ نماز دو ہی رکعت پڑھے اس کے بعد کی چار پڑھے۔ یوہیں اگر مسافر لاحق تھا اور امام بھی مسافر تھا امام کے سلام کے بعد نیت اقامت کی تو دو ہی پڑھے اور امام کے سلام سے پیشتر نیت کی تو چار پڑھے۔(40)

مسئلہ ۴۱: ادا و قضا دونوں میں مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے اور امام کے سلام کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قراءت بالکل نہ کرے بلکہ بقدر فاتحہ چپ کھڑا رہے۔(41)

مسئلہ ۴۲: امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم، امام کے سلام سے پہلے مقتدی کھڑا ہوگیا اور سلام سے پہلے امام نے اقامت کی نیت کر لی تو اگر مقتدی نے تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو تو امام کے ساتھ ہو لے، ورنہ نماز جاتی رہی اور تیسری کے سجدہ کے بعد امام نے اقامت کی نیت کی تو متابعت نہ کرے، متابعت کریگا تو نماز جاتی رہے گی۔(42)

مسئلہ ۴۳: یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حکم صحت اقتدا کے لیے شرط ہے کہ امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہو خواہ نماز شروع کرتے وقت معلوم ہوا ہو یا بعد میں، لہٰذا امام کو چاہیے کہ شروع کرتے وقت اپنا مسافر ہونا ظاہر کر دے اور شروع میں نہ کہا تو بعد نماز کہہ دے کہ اپنی نمازیں پوری کر لو میں مسافر ہوں۔(43) اور شروع میں کہہ دیا ہے جب بھی بعد میں کہہ دے کہ جو لوگ اس وقت موجود نہ تھے انھیں بھی معلوم ہو جائے۔

مسئلہ ۴۴: وقت ختم ہونے کے بعد مسافر مقیم کی اقتدا نہیں کر سکتا وقت میں کر سکتا ہے اور اس صورت میں مسافر کے فرض بھی چار ہو گئے یہ حکم چار رکعتی نماز کا ہے اور جن نمازوں میں قصر نہیں ان میں وقت و بعد وقت دونوں صورتوں میں اقتدا کر سکتا ہے وقت میں اقتدا کی تھی نماز پوری کرنے سے پہلے وقت ختم ہوگیا جب بھی اقتدا صحیح ہے۔(44)

مسئلہ ۴۵: مسافر نے مقیم کی اقتدا کی اور امام کے مذہب کے موافق وہ نماز قضا ہے اور مقتدی کے مذہب پر ادا، مثلاً امام شافعی المذہب ہے مقتدی حنفی اور ایک مثل کے بعد ظہر کی نماز اس نے اس کے پیچھے پڑھی تو اقتدا صحیح ہے۔(45)

---

(40) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۴۸

(41) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۵، وغیرہ

(42) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۵

(43) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۵۔۷۳۶

(44) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۶

(45) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۶

مسئلہ ۴۶: مسافر نے مقیم کے پیچھے شروع کر کے فاسد کر دی تو اب دو ہی پڑھے گا یعنی جبکہ تنہا پڑھے یا کسی مسافر کی اقتدا کرے اور اگر پھر مقیم کی اقتدا کی تو چار پڑھے۔(46)

مسئلہ ۴۷: مسافر نے مقیم کی اقتدا کی تو مقتدی پر بھی قعدۂ اولیٰ واجب ہو گیا فرض نہ رہا تو اگر امام نے قعدہ نہ کیا نماز فاسد نہ ہوئی اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقتدی پر بھی قعدۂ اولیٰ فرض ہو گیا۔(47)

مسئلہ ۴۸: قصر اور پوری پڑھنے میں آخر وقت کا اعتبار ہے جبکہ پڑھ نہ چکا ہو، فرض کرو کسی نے نماز نہ پڑھی تھی اور وقت اتنا باقی رہ گیا ہے کہ اللہ اکبر کہہ لے اب مسافر ہو گیا تو قصر کرے اور مسافر تھا اسوقت اقامت کی نیت کی تو چار پڑھے۔(48)

مسئلہ ۴۹: ظہر کی نماز وقت میں پڑھنے کے بعد سفر کیا اور عصر کی دو پڑھیں پھر کسی ضرورت سے مکان پر واپس آیا اور ابھی عصر کا وقت باقی ہے، اب معلوم ہوا کہ دونوں نمازیں بے وضو ہوئیں تو ظہر کی دو پڑھے اور عصر کی چار اور اگر ظہر وعصر کی پڑھ کر آفتاب ڈوبنے سے پہلے سفر کیا اور معلوم ہوا کہ دونوں نمازیں بے وضو پڑھی تھیں تو ظہر کی چار پڑھے اور عصر کی دو۔(49)

مسئلہ ۵۰: مسافر کو سہو ہوا اور دو رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد نیتِ اقامت کی اس نماز کے حق میں مقیم نہ ہوا اور سجدۂ سہو ساقط ہو گیا اور سجدہ کرنے کے بعد نیت کی تو صحیح ہے اور چار رکعت پڑھنا فرض، اگرچہ ایک ہی سجدہ کے بعد نیت کی۔(50)

مسئلہ ۵۱: مسافر نے مسافروں کی امامت کی، اثنائے نماز (دوران نماز) میں امام بے وضو ہوا اور کسی مسافر کو خلیفہ کیا، خلیفہ نے اقامت کی نیت کی تو اس کے پیچھے جو مسافر ہیں ان کی نمازیں دو ہی رکعت رہیں گی۔ یوہیں اگر مقیم کو خلیفہ کیا جب بھی مقتدی مسافر دو ہی پڑھیں اور اگر امام نے حدث کے بعد مسجد سے نکلنے سے پہلے اقامت کی نیت کی تو چار پڑھیں۔(51)

---

(46) المرجع السابق

(47) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۶

(48) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۸

(49) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۴۱۔۱۴۲

وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۲، ص ۷۳۸

(50) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۴۱۔۱۴۲

(51) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج ۱، ص ۱۴۲

مسئلہ ۵۲: وطن دو قسم ہے۔

(۱) وطن اصلی۔ (۲) وطن اقامت۔

وطن اصلی: وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کر لی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔

وطن اقامت: وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔(52)

مسئلہ ۵۳: مسافر نے کہیں شادی کر لی اگرچہ وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو، مقیم ہوگیا اور دو شہروں میں اس کی دو عورتیں رہتی ہوں تو دونوں جگہ پہنچتے ہی مقیم ہو جائے گا۔(53)

---

(52) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۴۲

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

وطن اقامت یعنی جہاں پندرہ دن یا زیادہ قیام کی نیت صحیحہ کر لی ہو آدمی کو مقیم کر دیتا ہے اور اقامت وسفر میں واسطہ نہیں تو وہاں سے بے ارادہ مدت سفر اگر ہزار کوس دورہ کرے مثلاً دس کوس کے ارادے پر وہاں سے چلے پھر وہاں سے پندرہ کوس کا ارادہ کرے وہاں سے بیس کوس کا قصد ہو مسافر نہ ہوگا اور قصر نہ کر سکے گا جیسے وطن اصلی سے یوں دورہ کرنے میں حکم ہے یہاں تک کہ اگر مثلاً وطن اقامت سے بیس کوس گیا اور وہاں سے دہاں سے چھبیس کوس کا ارادہ کر کے چلا اور بیچ میں وطن اقامت آکر پڑے گا تو سفر جاتا رہے گا، ہاں اگر تین منزل چلنے کے بعد یہ وطن بیچ میں نہ آئے گا تو قصر کرے گا اور یہ وطن وطن اقامت نہ رہے گا،

ردالمحتار میں ہے: والحاصل ان انشاء السفر یبطل وطن الاقامۃ اذا کان منہ امالو انشأہ من غیرہ فان لم یکن فیہ مرور علی وطن الاقامۃ او کان ولکن بعد سیر ثلثۃ ایام فکذلک ولو قبلہ لم یبطل الوطن بل یبطل السفر لان قیام الوطن مانع من صحتہ اھ۔ (۱؎ ردالمحتار باب صلوۃ المسافر مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۸۶)

حاصل یہ ہے کہ سفر شروع کرنے سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے جبکہ سفر وہاں سے ہوا اور اگر سفر کسی اور جگہ سے ہو تو اب وطن اقامت سے گزر نہیں ہوا یا ہوا لیکن تین دن بعد، تو حکم یہی ہے اور اگر اس سے پہلے ہوا تو وطن بالکل باطل نہ ہوگا بلکہ سفر باطل ہو جائے گا، کیونکہ قیام وطن صحت سفر سے مانع ہوتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۶۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(53) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، مطلب في الوطن الاصلي الخ، ج۲، ص۷۳۹

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فی الدر المختار الوطن الاصلی وھو موطن ولادتہ او تأھلہ او توطنہ ۱؎۔

درمختار میں ہے وطن اصلی، آدمی کی جائے ولادت ہے یا وہاں اس نے شادی کی ہو یا اس نے وہاں اسے اپنا وطن بنایا ہو۔

(۱؎ درمختار باب صلوۃ المسافر مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۰۸) ←

مسئلہ ۵۴: ایک جگہ آدمی کا وطنِ اصلی ہے، اب اس نے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا اگر پہلی جگہ بال بچے موجود ہوں تو دونوں اصلی ہیں ورنہ پہلا اصلی نہ رہا، خواہ ان دونوں جگہوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔(54)

مسئلہ ۵۵: وطن اقامت دوسرے وطن اقامت کو باطل کر دیتا ہے یعنی ایک جگہ پندرہ دن کے ارادہ سے ٹھہرا پھر دوسری جگہ اتنے ہی دن کے ارادہ سے ٹھہرا تو پہلی جگہ اب وطن نہ رہی، دونوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔ یوہیں وطن اقامت وطن اصلی و سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔(55)

مسئلہ ۵٦: اگر اپنے گھر کے لوگوں کو لے کر دوسری جگہ چلا گیا اور پہلی جگہ مکان و اسباب وغیرہ باقی ہیں تو وہ بھی وطن اصلی ہے۔(56)

ردالمحتار میں ہے:

قوله اوتأهله اى تزوجه قال فى شرح المنية ولو تزوج المسافر ببلد ولم ينوا لاقامة به فقيل لا يصير مقيما وقيل يصير مقيما وهو الاوجه. قوله أو توطنه اى عزم على القرار فيه وعدم الارتحال وان لم يتأهل فلو كان له ابوان ببلد غير مولده وهو بالغ ولم يتأهل به فليس ذلك وطنا الا اذا عزم على القرار فيه وترك الوطن الذى كانه له قبله ٢ ـ شرح المنية.

قولہ تاھلہ یعنی اس نے وہاں شادی کی، شرح المنیہ میں ہے کہ اگر مسافر نے کسی شہر میں شادی کر لی اور وہاں اقامت نہ کی تو قول یہ ہے کہ وہ مقیم نہیں ہوگا اور ایک قول میں مقیم ہو جائے گا یہی مختار ہے۔ اس کا قول اوتوطنہ یعنی اگر چہ وہاں شادی نہیں کی مگر ٹھہرنے اور کوچ نہ کرنے کا عزم کر لیا، اگر آدمی کے ایک شہر میں والدین ہیں لیکن وہ جگہ اس کی جائے ولادت نہیں اور نہ ہی اس نے وہاں شادی کی ہے تو وہ شہر اس کا وطن نہ ہوگا البتہ اس صورت میں کہ وہاں ٹھہرنے کا ارادہ کرے اور سابقہ وطن ترک کر دے۔ شرح المنیہ۔

(٢ ـ ردالمحتار باب صلوۃ المسافر.... مصطفی البابی مصر ١/ ٥٨٦)

تنویر میں ہے:

ويبطل وطن الاقامة بمثله والاصلى والسفر ٣ ـ والله تعالىٰ اعلم.

(٣ ـ درمختار باب صلوۃ المسافر مطبع مجتبائی دہلی ١/ ١٠٨)

وطن اقامت وطن اقامت، وطن اصلی اور سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ، جلد ٨، ص ٢٧١۔ ٢٧٢ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(54) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، مطلب في الوطن الأصلي و وطن الإقامۃ، ج ٢، ص ٧٣٩

(55) المرجع السابق

(56) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر، ج ١، ص ١٤٢

مسئلہ ۵۷: وطنِ اقامت کے لیے یہ ضرور نہیں کہ تین دن کے سفر کے بعد وہاں اقامت کی ہو بلکہ اگر مدتِ سفر طے کرنے سے پیشتر اقامت کرلی وطنِ اقامت ہوگیا۔(57)

مسئلہ ۵۸: بالغ کے والدین کسی شہر میں رہتے ہیں اور وہ شہر اس کی جائے ولادت نہیں نہ اس کے اہل وہاں ہوں تو وہ جگہ اس کے لیے وطن نہیں۔(58)

مسئلہ ۵۹: مسافر جب وطنِ اصلی میں پہنچ گیا، سفر ختم ہوگیا اگرچہ اقامت کی نیت نہ کی ہو۔(59)

مسئلہ ۶۰: عورت بیاہ کر سُسرال گئی اور یہیں رہنے سہنے لگے تو میکا اس کے لیے وطنِ اصلی نہ رہا یعنی اگر سُسرال تین منزل پر ہے وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سُسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہوگیا نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۶۱: عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا ناجائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی۔ نابالغ بچہ یا معتوہ کے ساتھ بھی سفر نہیں کرسکتی، ہمراہی میں بالغ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے۔(60) محرم کے لیے ضرور ہے کہ

---

(57) المرجع السابق

(58) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، مطلب في الوطن الاصلي الخ، ج۲، ص۷۳۹

(59) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۴۲

(60) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۴۲

والفتاوی الرضویۃ، ج۱۰، ص۶۵۷

عورت کا تنہا سفر کرنا

خاتم المرسلین، رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو عورت اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے باپ، بھائی، شوہر، بیٹے یا کسی محرم کے بغیر تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرے۔

(صحیح مسلم کتاب الحج، باب سفر المراۃ مع محرم الی حج وغیرہ، الحدیث: ۳۲۷۰، ص۹۰۱)

بخاری ومسلم ہی کی ایک روایت میں دو دن کا تذکرہ ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب جزاء الصید، باب حج النساء، الحدیث ۱۸۶۴، ص۱۴۶)(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المراۃ مع محرم، الحدیث ۳۲۶۱، ص۹۰۱)

بخاری ومسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا تذکرہ ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التقصیر، باب فی کم یقصر الصلاۃ، الحدیث ۱۰۸۸، ص۸۵)

جبکہ اور بخاری ومسلم ہی کی ایک روایت میں ایک دن کی راہ کے سفر کا ذکر ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المراۃ مع محرم، الحدیث ۳۲۶۷، ص۹۰۱) ←

سخت فاسق بے باک غیر مامون نہ ہو۔

اور بخاری و مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں ایک رات کی راہ کا تذکرہ ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأۃ مع محرم، الحدیث ۳۲۶۶، ص ۶۹۰)

اور ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے: دو منزل کا سفر کرے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب فی المرأۃ تحج بغیر محرم، الحدیث ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ج۲، ص ۱۳۵)

جمعہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) (1)

(1) پ۲۸، الجمعۃ:۹

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ روزِ جمعہ اس دن کا نام عربی زبان میں عروبہ تھا جمعہ اس کو اسلئے کہا جاتا ہے کہ نماز کے لئے جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے وجہِ تسمیہ میں اور بھی اقوال ہیں سب سے پہلے جس شخص نے اس دن کا نام جمعہ رکھا وہ کعب بن لوی ہیں پہلا جمعہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ پڑھا اصحابِ سیر کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو بارھویں ربیع الاوّل روزِ دوشنبہ کو چاشت کے وقت مقامِ قباء میں اقامت فرمائی دو شنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ، پنج شنبہ یہاں قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد رکھی روزِ جمعہ مدینہ طیبہ کا عزم فرمایا بنی سالم بن عوف کے بطنِ وادی میں جمعہ کا وقت آیا اس جگہ کو لوگوں نے مسجد بنایا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں جمعہ پڑھایا اور خطبہ فرمایا جمعہ کا دن سیّد الایام ہے جو مومن اس روز مرے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالٰی اس کو شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے اور فتنۂ قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ اذان سے مراد اذانِ اوّل ہے نہ اذانِ ثانی جو خطبہ سے متصل ہوتی ہے اگرچہ اذانِ اوّل زمانۂ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ میں اضافہ کی گئی مگر وجوبِ سعی اور ترکِ بیع وشراء اسی سے متعلق ہے۔ (کذا فی الدر المختار)

(مزید یہ کہ) دوڑنے سے بھاگنا مراد نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ نماز کے لئے تیاری شروع کردو اور ذِکرُ اللہِ سے جمہور کے نزدیک خطبہ مراد ہے۔

(مزید یہ کہ)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی اذان ہوتے ہی خرید وفروخت حرام ہو جاتی ہے اور دنیا کے تمام مشاغل جو ذکرِ الٰہی سے غفلت کا سبب ہوں اس میں داخل ہیں اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم ہے۔

مسئلہ: اس آیت سے نمازِ جمعہ کی فرضیت اور بیع وغیرہ مشاغلِ دنیویہ کی حرمت اور سعی یعنی اہتمامِ نماز کا وجوب ثابت ہوا اور خطبہ بھی ثابت ہوا۔

مسئلہ: جمعہ مسلمان، مرد، مکلّف، آزاد، تندرست، مقیم پر شہر میں واجب ہوتا ہے نابینا اور لنگڑے پر واجب نہیں ہوتا صحتِ جمعہ کے لئے سات شرطیں ہیں۔

اے ایمان والو! جب نماز کے لیے جمعہ کے دن اذان دی جائے تو ذکر خدا کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

فضائلِ روزِ جمعہ

حدیث ۱ و ۲: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہم پچھلے ہیں یعنی دنیا میں آنے کے لحاظ سے اور قیامت کے دن پہلے سوا اس کے کہ انھیں ہم سے پہلے کتاب ملی اور ہمیں ان کے بعد یہی جمعہ وہ دن ہے کہ ان پر فرض کیا گیا یعنی یہ کہ اس کی تعظیم کریں وہ اس سے خلاف ہو گئے اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا دوسرے لوگ ہمارے تابع ہیں، یہود نے دوسرے دن کو وہ دن مقرر کیا یعنی ہفتہ کو اور نصاریٰ نے تیسرے دن کو یعنی اتوار کو۔(2) اور مسلم کی دوسری روایت انھیں سے اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہے، فرماتے ہیں: ہم اہل دنیا سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن پہلے کہ تمام مخلوق سے پہلے ہمارے لیے فیصلہ ہو جائے گا۔(3)

حدیث ۳: مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ

---

(۱) شہر جہاں فیصلۂ مقدمات کا اختیار رکھنے والا کوئی حاکم موجود ہو یا فنا شہر جو شہر سے متصل ہو اور اہلِ شہر اس کو اپنے حوائج کے کام میں لاتے ہوں (۲) حاکم (۳) وقتِ ظہر (۴) خطبہ وقت کے اندر (۵) خطبہ کا قبل نماز ہونا اتنی جماعت میں جو جمعہ کے لئے ضروری ہے (۶) جماعت اور اس کی اقل مقدار تین مرد ہیں سوائے امام کے (۷) اذنِ عام کہ نمازیوں کو مقامِ نماز میں آنے سے روکا نہ جائے۔

(2) صحیح البخاري، کتاب الجمعۃ، باب فرض الجمعۃ الخ، الحدیث:۸۷۶، ج۱، ص۳۰۴

جُمُعَہ کا بیان

حضرت سیدنا عبداللہ بن ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب جمعہ کے دن ہمارے پاس تشریف لائے۔ میں اس وقت غسل کر رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا تم نے یہ غسل جنابت کی وجہ سے کیا ہے یا پھر جمعہ کیلئے؟ میں نے عرض کیا، جنابت کی وجہ سے۔ تو انہوں نے فرمایا، دوبارہ غسل کرو کیونکہ میں نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کریگا اگلے جمعہ تک پاک رہے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، رقم ۳۰۶۴، ج۲، ص۳۹۱)

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدُ المبلغین، رَحمۃٌ لِّلعٰلمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، بے شک جمعہ کے دن غسل کرنا گناہوں کو بالوں کی جڑوں سے بھی نکال دیتا ہے۔ (المعجم الکبیر، رقم ۷۹۹۶، ج۸، ص۲۵۶)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اس کے گناہ اور خطائیں معاف کر دی جائیں گی۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، رقم ۳۰۶۲، ج۲، ص۳۹۱)

(3) صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب ہدایۃ ہذہ الامۃ لیوم الجمعۃ، الحدیث:۸۵۶، ص۴۲۶

←

وسلم: بہتر دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا، جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کیے گئے اور اسی میں جنت میں داخل کیے گئے اور اسی میں جنت سے اترنے کا انھیں حکم ہوا۔ اور قیامت جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔ (4)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی میں اور میری امت یہاں وجود میں پیچھے ہیں کہ ہم آخری نبی اور یہ امت آخری امت اور وہاں شہود میں پہلے ہوں گے کہ سب سے پہلے ہماری امت کا فیصلہ ہوگا اور ساری امتوں سے پہلے یہی جنت میں جائے گی۔

۲۔ یعنی یہود و نصاریٰ کو توریت و انجیل ہم سے پہلے مل گئی، ہمیں قرآن بعد میں دیا گیا تاکہ قرآن ناسخ ہو وہ کتابیں منسوخ اور ان کے عیوب ہم کو معلوم ہوں اور اس امت کے عیوب پوشیدہ رہیں اس کے بعدیت میں بھی اللہ کی رحمت ہے۔

۳۔ یعنی عظمت والا دن اللہ تعالٰی کے نزدیک جمعہ ہی ہے۔ رب تعالٰی چاہتا تھا کہ میرے بندے یہ دن میری عبادت کے لیئے خالی رکھیں مگر یہود و نصاریٰ کو بتایا نہ گیا بلکہ انہیں اختیار دیا گیا کہ تم جو دن چاہو اپنی عبادت کے لیئے چن لو۔ یہود نے ہفتہ منتخب کرلیا، نصاریٰ نے اتوار، جمعہ کی طرف کسی کا خیال نہ گیا، اللہ تعالٰی نے یہ انتخاب ہم پر نہ چھوڑا بلکہ ہمیں خود جمعہ بتادیا گیا تاکہ ہم انتخاب میں غلطی نہ کریں، بلکہ مرقات نے ابن سیرین سے روایت فرمائی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مدینہ کے انصار نے سوچا کہ جب یہودیوں اور عیسائیوں کا عبادت کا دن مقرر ہے تو ہم بھی کوئی دن کیوں نہ مقرر کریں۔ انہوں نے جمعہ کے دن حضرت سعد ابن زرارہ کو امام بنا کر ان کے پیچھے دو رکعتیں ادا کیں اور اس دن کا نام بجائے عروبہ کے جمعہ رکھا، اس کی تائید ابن خزیمہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ انصار کہتے ہیں سعد ابن زرارہ وہ ہیں جنہوں نے ہجرت سے پہلے ہمیں مدینہ میں جمعہ پڑھایا اس بنا پر یہاں فَھَدَ نَا اللہُ کے معنی یہ ہوں گے کہ رب تعالٰی نے میری امت کے خیال کو صحیح فرمایا۔ خیال رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سوموار کو پہنچے اور جمعرات تک بنی عمرو ابن عوف میں مقیم رہے، پھر وہاں سے جمعہ کے دن بنی سالم ابن عوف میں تشریف لائے اور اس مسجد میں جمعہ پڑھا جو بطن وادی میں ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا جمعہ تھا جو اس مسجد میں ادا ہوا۔ فقیر نے اس کی زیارت کی ہے اور وہاں دو نفل پڑھے ہیں، مسجد قبا کے راستہ میں ہے شکستہ حال ہے۔

۴۔ یعنی ہفتہ کا پہلا دن جمعہ ہمیں ملا اور دوسرا دن یعنی شنبہ یہودیوں کو اور تیسرا دن اتوار یہ عیسائیوں کو جیسے ہمارا دن ان کے دنوں سے پہلے ہے ایسے ہی ہم بھی ان پر مقدم۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہفتہ جمعہ سے شروع ہوتا ہے اور پنج شنبہ پر ختم۔

۵۔ اس طرح کہ نبیوں سے پہلے جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جائیں گے اور امتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پہلے جائے گی، پھر دوسری امتیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص ۵۸۴)

(4) صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب فضل یوم الجمعۃ، الحدیث: ۱۸۔ (۸۵۴)، ص ۴۲۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی پہلے بھی بڑے بڑے واقعات اس دن میں ہی ہوئے اور آئندہ نہایت اہم اور سنگین واقعہ وقوع قیامت کا اسی دن ہوگا اس لیئے یہ دن بڑی عظمت والا ہے۔ خیال رہے کہ آدم علیہ السلام کا جنت میں جانا بھی اللہ کی رحمت تھی اور وہاں سے تشریف لانا بھی کیونکہ وہاں ←

حدیث ۴ و ۵: ابوداود و نسائی و ابن ماجہ و بیہقی اَوس بن اَوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: تمھارے افضل دنوں سے جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں انتقال کیا اور اسی میں نفخہ ہے (دوسری بار صور پھونکا جانا) اور اسی میں صعقہ ہے (پہلی بار صور پھونکا جانا)، اس دن میں مجھ پر دُرود کی کثرت کرو کہ تمہارا دُرود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اس وقت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ہمارا دُرود کیونکر پیش کیا جائے گا، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) انتقال فرما چکے ہوں گے؟ فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا کے جسم کھانا حرام کر دیا ہے۔ (5) اور ابن ماجہ کی روایت میں

سیکھنے گئے تھے، یہاں سکھانے اور خلافت کرنے آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس دن میں دینی اہم واقعات ہو چکے ہوں وہ دن تا قیامت افضل ہو جاتا ہے اور اس دن میں خوشیاں منانا، عبادتیں کرنا بہتر ہوتا ہے، دیکھو ماہ رمضان و شب قدر اس لیے افضل ہیں کہ ان میں قرآن شریف نازل ہوا۔ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ شب ولادت، شب معراج وغیرہ سب افضل راتیں ہیں۔ ان میں عبادات کرنا، خوشیاں منانا بہتر ہے، اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۵۸۶)

(5) سنن النسائي، کتاب الجمعۃ، باب اکثار الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ، الحدیث: ۱۳۷۱، ص ۲۳۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ ۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جس تاریخ اور جس دن میں کوئی اہم واقعہ کبھی ہو جائے وہ دن اور تاریخ تا قیامت اہم بن جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس دن اور اس تاریخ میں ان واقعات کی یادگاریں قائم کرنا بہتر ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ یادگاریں عبادات سے قائم کی جائیں نہ کہ لہو اور کھیل کود سے، یعنی اس دن زیادہ عبادتیں کی جائیں۔ میلاد شریف، گیارھویں شریف، عید معراج، عرس بزرگاں کا یہی مقصد ہے اور ان سب کی اصل یہ حدیث اور قرآن شریف کی یہ آیتیں ہیں، دیکھو جاء الحق حصہ اول۔

۲ ۔ یعنی جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل کہ اس میں ایک نیکی کا ثواب ستر ۷۰ گنا ہے اور درود دوسری عبادتوں سے افضل، لہذا افضل دن میں افضل عبادت کرو کیونکہ اس دن کا درود خصوصی طور پر ہماری بارگاہ میں پیش ہوتا ہے اور ہم قبول فرماتے ہیں۔ خیال رہے کہ ہمیشہ ہی درود شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتا ہے مگر جمعہ کے دن خصوصی پیشی ہوتی ہے، خصوصی قبولیت۔ (مرقاۃ)

۳ ۔ یہ سوال انکار کے لیے نہیں بلکہ کیفیت پوچھنے کے لیے ہے، یعنی آپ کی وفات کے بعد ہمارے درودوں کی پیشی فقط آپ کی روح شریف پر ہوگی یا روح مع الجسم پر جیسے زکریا علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی طرف سے بیٹے کی خوش خبری پاکر عرض کیا تھا خدایا میرے بیٹا کیسے ہوگا؟ میں بوڑھا ہوں، میری بیوی بانجھ۔ یہ سوال بھی کیفیت پوچھنے کے لیے ہے نہ کہ انکاراً، لہذا اس پر روافض کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔ خیال رہے کہ اولاد کے اعمال ماں باپ پر پیش ہوتے ہیں، مرید کے شیخ پر مگر وہاں پیشی کبھی کبھی ہوتی ہے وہ بھی فقط روح پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ پیشی ہر وقت ہوتی ہے اور روح مع الجسم پر۔ (مرقاۃ)

۴ ۔ لہذا ان کے اجسام زمین کھا سکتی ہی نہیں اور وہ گلنے سے محفوظ ہیں۔ قرآن کریم فرما رہا ہے کہ حضرت سلیمان بعد وفات چھ ماہ ←

ہے، کہ فرماتے ہیں: جمعہ کے دن مجھ پر دُرود کی کثرت کرو کہ یہ دن مشہود ہے، اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر جو دُرود پڑھے گا پیش کیا جائے گا۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی اور موت کے بعد؟ فرمایا: بے شک! اللہ (عزوجل) نے زمین پر انبیا کے جسم کھانا حرام کر دیا ہے، اللہ کا نبی زندہ ہے، روزی دیا جاتا ہے۔ (6)

حدیث ۶ و ۷: ابن ماجہ ابولبابہ بن عبدالمنذر اور احمد سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عیداضحیٰ وعیدالفطر سے بڑا ہے، اس میں پانچ خصلتیں ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

(۲) اور اسی میں زمین پر انھیں اتارا۔

(۳) اور اسی میں انھیں وفات دی۔

(۴) اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے وہ اسے دے گا، جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔

(۵) اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی، کوئی فرشتۂ مقرب و آسمان و زمین اور ہوا اور پہاڑ اور دریا ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن سے ڈرتا نہ ہو۔ (7)

یا ایک سال نماز کی ہیئت پر لکڑی کے سہارے کھڑے رہے پھر دیمک نے آپ کی لاٹھی تو کھائی لیکن آپ کا پاؤں شریف نہ کھایا۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام کے زخموں پر جراثیم نہ تھے اور نہ انہوں نے آپ کا گوشت کھایا کوئی اور بیماری تھی کیونکہ پیغمبر کا جسم کیڑا نہیں کھا سکتا۔ جنہوں نے یہ واقعہ درست مانا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم بعد وفات ہے، زندگی میں امتحاناً یہ ہوسکتا ہے جیسے تلوار جادو اور ڈنک ان پر اثر کر دیتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا اس جملہ کے معنی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، وہ زندگی بھی دنیاوی جسمانی اور حقیقی ہے نہ کہ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی۔ اس کی پوری تحقیق جَذْبُ الْقُلُوْب اور تاریخ مدینہ میں ملاحظہ کیجئے۔ (اشعہ) اور علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب شَرحُ الصُّدُوْرِ فِیْ اَحْوَالِ الْقُبُوْر میں حیات انبیاء پر بہت ہی نفیس بحث فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرات اپنی قبروں میں فرشتوں کی طرح کھانے پینے سے بے نیاز ہیں مگر نمازیں پڑھتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، ذکر اللہ کی لذت پاتے ہیں۔ (مرقاۃ)

۵۔ اس روایت کو ابن حبان، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا، حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، علی شرط بخاری ہے، نووی کہتے ہیں کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۹۱)

(6) سنن ابن ماجہ، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ذکر وفاته ودفنه صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث: ۱۶۳۷، ج ۲، ص ۲۹۱

(7) سنن ابن ماجہ، أبواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیھا، باب في فضل الجمعۃ، الحدیث: ۱۰۸۴، ج ۲، ص ۸

←

❁❁❁❁❁

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲؎ چنانچہ اگر حج جمعہ کو ہو تو اس کا ثواب ستر حجوں کا ہے اور حج اکبر کہلاتا ہے اور اگر شب قدر جمعہ کی شب میں ہو تو بہت برتر ہے۔ خیال رہے کہ یہاں کلی فضیلت کا ذکر ہے جزئی فضیلت عیدین کو اس پر حاصل ہے۔ خیال رہے کہ یہاں دنوں کا مقابلہ ہے ورنہ شب قدر تمام دن راتوں سے بہت بہتر ہے یعنی دن جمعہ سب دنوں سے افضل ہے، لہٰذا یہ حدیث قرآن کے خلاف نہیں۔

۳؎ حرام یا تو حلال کا مقابل ہے یعنی اس ساعت میں ناجائز دعائیں قبول نہیں ہوتیں یا بمعنی ممنوع اور ناممکن ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ" یعنی ناممکن دعا قبول نہیں ہوتی بلکہ ناممکن دعا مانگنا بھی جائز نہیں جیسے کوئی کہے خدایا تو مجھے نبی یا فرشتہ بنادے۔ (مرقاۃ) بہتر ہے کہ اس ساعت میں جامع دعا مانگے جیسے "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"۔

۴؎ اس کے فوائد پہلے بیان کیئے جاچکے ہیں۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ غافل انسان حیوانات، جمادات سے بھی بدتر ہے کہ وہ جمعہ جیسا برکت والا دن غفلت میں گزارتا ہے۔ مقرب فرشتوں کو اس دن خوف طبعی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں پانچ کا ذکر حصر کے لیئے نہیں۔ جمعہ کے فضائل بے شمار ہیں جن میں سے بہت کچھ ہم نے اپنی تفسیر میں بیان کیئے۔ اس جگہ مرقاۃ نے بھی بہت کچھ بیان کیا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۹۳)

جمعہ کے دن ایک ایسا وقت ہے کہ اُس میں دعا قبول ہوتی ہے

حدیث ۸ تا ۱۰: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اگر اسے پالے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو وہ اسے دے گا۔ اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ (1)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ، الحدیث: ۱۵۔ (۸۵۲)، ص ۴۲۴
ومرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، تحت الحدیث: ۱۳۵۷، ج ۳، ص ۴۴۵

نمازِ جمعہ اور اس کی ایک ساعت کی فضیلت

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ پانچ نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور ایک رمضان اگلے رمضان تک کے گناہوں کے لئے کفارہ ہیں جبکہ بندہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا رہے۔ (مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ، رقم ۱۶، ج ۱، ص ۱۴۴)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم نے فرمایا جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کی نماز کے لئے آیا اور خطبہ توجہ سے سنا اور خاموش رہا تو اس کے اگلے جمعہ اور اس کے بعد تین دن تک (یعنی دس دن) کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔
(مسلم، کتاب الجمعۃ، رقم ۲۷، ج ۱، ص ۴۲۷)

حضرتِ سیدنا ابوسَعِید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ پانچ اعمال ایسے ہیں جو انہیں ایک دن میں کریگا اللہ عزوجل اسے جنتیوں میں لکھے گا، (۱) مریض کی عیادت کرنا، (۲) جنازے میں حاضر ہونا، (۳) ایک دن کا روزہ رکھنا، (۴) جمعہ کے لئے جانا اور (۵) غلام آزاد کرنا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب ما یفعل من الخیر یوم الجمعۃ، رقم ۳۰۲۷، ج ۲، ص ۳۸۲)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم نے فرمایا: جمعہ کے دن تین گروہ آتے ہیں، پہلا وہ شخص جو لغو کام کرتا ہوا حاضر ہوا، اس کے لئے جمعہ میں سے یہی حصہ ہے اور دوسرا وہ شخص جو دعا مانگتا ہوا حاضر ہوا، اس نے اللہ عزوجل کو پکارا اب اللہ عزوجل چاہے تو اسے عطا فرمائے اور چاہے تو روک دے اور تیسرا وہ شخص جو خاموشی سے حاضر ہوا اور کسی مسلمان کی گردن نہ پھلانگی ←

اور نہ ہی کسی کو ایذاء دی تو اس کی یہ نماز جمعہ اگلے جمعہ تک اور اس کے بعد تین دن کے گناہوں کے لئے کفارہ ہوجاتی ہے۔ کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے،

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا

ترجمہ کنزالایمان: جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں۔ (پ 8، الانعام: 160)

(ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب الکلام والامام یخطب، رقم ۱۱۱۳، ج۱، ص ۴۱۱)

حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا کہ دنوں کو اپنی ہیئت پر اٹھایا جائے گا۔ جمعہ چمکتا ہوا آئے گا اور اس کے ساتھی اسے اس طرح ڈھانپ لیں گے جیسے دلہن کو پردے میں بھیج دیا جاتا ہے۔ یہ دن ان کے لئے روشنی کریگا، وہ اس کی روشنی میں چلتے ہونگے، ان کے رنگ برف کی طرح سفید اور ان کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی، وہ کافور کے پہاڑ میں داخل ہوں گے تو جن وانس ان کی طرف دیکھیں گے اور ان کے جنت میں داخل ہونے تک تعجب کی وجہ سے پلک جھپکنا بھول جائیں گے، ثواب کی امید پر اذان کہنے والوں کے علاوہ کوئی شخص ان کے اس حال میں ان کا شریک نہ ہوگا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب فی الجمعۃ وفضلھا، رقم ۳۰۰۴، ج ۲، ص ۳۷۴)

حضرت سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا، بے شک جمعہ کے دن اور رات میں چوبیس ساعتیں (یعنی گھنٹے) ہیں اور ہر ساعت میں اللہ عزوجل چھ لاکھ افراد کو جہنم سے نجات عطا فرماتا ہے۔ بعض راویوں نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ جن میں سے ہر ایک پر جہنم واجب ہوچکی تھی۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، رقم ۳۰۰۸، ج ۲، ص ۳۷۵)

حضرت سیدنا ابولُبابہ بن عَبْدُ الْمُنْذِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا بے شک جمعہ دنوں کا سردار اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دیگر ایام سے زیادہ مرتبے والا اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن سے بھی زیادہ عظمت والا ہے۔ اس میں پانچ خصلتیں ہیں، (۱) اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو اسی دن پیدا فرمایا اور (۲) اسی دن اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا اور (۳) اسی دن میں اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو وفات عطا فرمائی، (۴) اس میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں بندہ اللہ عزوجل سے جو کچھ مانگے گا اللہ عزوجل اسے عطا فرمائے گا جب تک وہ حرام شے طلب نہ کرے، (۵) اسی میں قیامت قائم ہوگی اور کوئی مقرب فرشتہ یا آسمان یا زمین یا ہوا یا پہاڑ یا سمندر ایسا نہیں جو جمعہ کے دن سے نہ ڈرتا ہو۔ (ابن ماجہ، کتاب الاقامۃ الصلاۃ، رقم ۱۰۸۴، ج ۲، ص ۸)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا، سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی دن وہ جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن جنت سے الگ کیے گئے۔ (مسلم شریف، کتاب الجمعۃ، باب فضل یوم الجمعہ، رقم ۱۷، ج ۱، ص ۴۲۵) ←

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جمعہ کے دن سے افضل کسی دن پر نہ تو سورج طلوع ہوتا ہے نہ ہی غروب ہوتا ہے اور انسان وجن کے علاوہ زمین پر رینگنے والا ہر جانور جمعہ کے دن سے ڈرتا ہے۔ (المعجم الاوسط طبرانی، رقم ۸۷۹۰، ج۶، ص ۲۸۵)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک مرتبہ جمعہ کے دن کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جو مسلمان اس میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ عزوجل سے سوال کرے تو اللہ عزوجل اسے وہ چیز ضرور عطا فرمائے گا۔ پھر آپ نے اپنے دست مبارکہ سے اس ساعت کی مقدار کی کمی کی طرف اشارہ فرمایا۔

وضاحت:

اس ساعت کی تعیین میں علمائے کرام کا اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ یہ طلوعِ فجر سے طلوعِ شمس تک کا وقت ہے۔ ان کی دلیل میرے علم میں نہیں اور بعض کی رائے یہ ہے کہ اس ساعت سے مراد امام کے خطبہ کیلئے منبر پر بیٹھنے سے نماز جمعہ پڑھ لینے تک کا وقت ہے۔ ان کی دلیل مسلم شریف کی حضرتِ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس ساعت سے مراد امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز جمعہ کی انتہا تک کا وقت ہے۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ یہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔ ان کی دلیل ابن ماجہ میں حضرتِ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی صحیح حدیث ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم قرآن مجید میں جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت کا تذکرہ پاتے ہیں جس میں کوئی مومن بندہ اس گھڑی میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ عزوجل سے کسی شے کا سوال کرے تو اللہ عزوجل اسے وہ شے ضرور عطا فرمائے گا۔ تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یا ساعت کا کچھ حصہ (یعنی تمہاری مراد ساعت کا کچھ حصہ تو نہیں؟) تو میں نے عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا، یہی میری مراد ہے۔ پھر میں نے عرض کیا، یہ کونسی ساعت ہے؟ فرمایا، دن کی آخری ساعت۔ میں نے عرض کیا، یہ نماز کا وقت تو نہیں ہے؟ فرمایا، کیوں نہیں بندہ جب ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

اور ان کی دوسری دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا، جمعہ کے دن میں بارہ گھنٹے ہیں ان میں جو بندہ اللہ عزوجل سے کچھ مانگے تو اللہ عزوجل اسے وہ چیز ضرور عطا فرمائے گا، لہذا! جمعہ کے دن عصر کے بعد آخری گھڑی میں اسے تلاش کرو۔ واللہ اعلم بالصواب (بخاری شریف، کتاب الجمعہ، باب الساعۃ التی فی یوم الجمعہ، رقم ۹۳۵، ج۱، ص ۳۲۱)

نمازِ جمعہ کے لئے تیاری کرنے کا ثواب

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ ←

....

کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔(پ28، الجمعہ:9)

حضرت سیدنا یزید بن ابی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی نماز کے لئے جاتے ہوئے میری ملاقات حضرت عبایہ بن رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے کہا، خوشخبری سن لو کہ تمہاری یہ آمد ورفت اللہ عزوجل کی راہ میں ہے کہ میں نے ابوعُبَیس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو قدم راہ خدا عزوجل میں گردآلود ہو جائیں وہ جہنم پر حرام ہیں۔

جبکہ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ حضرتِ سیدنا عبایہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز جمعہ کے لئے جارہا تھا تو راستے میں میری ملاقات حضرتِ سیدنا ابوعُبَیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جس کے قدم راہِ خدا عزوجل میں گردآلود ہو جائیں اس پر جہنم کی آگ حرام کر دی جاتی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جس کے قدم راہ خدا عزوجل میں گردآلود ہو جائیں اسے جہنم کی آگ نہ چھو سکے گی۔

(ترمذی شریف، کتاب فضائل الجهاد، باب فی فضل من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ، رقم ۱۶۳۸، ج ۳، ص ۲۳۵)

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور اچھے کپڑے پہنے پھر اگر اس کے پاس خوشبو تھی تو اسے لگایا، پھر جمعہ کے لئے سکون ووقار کے ساتھ چلا اور کسی کی گردن نہ پھلانگی اور نہ کسی کو ایذاء پہنچائی، پھر نماز ادا کی پھر امام کے لوٹنے تک انتظار کیا تو اس کے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب حقوق الجمعۃ من الغسل والطیب، رقم ۳۰۳۹، ج ۲، ص ۳۸۵)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور خوشبو موجود ہونے کی صورت میں خوشبو لگائی اور اچھے کپڑے پہنے اور گھر سے نکل کر مسجد میں حاضر ہوا پھر اس سے جتنی رکعتیں ہو سکیں ادا کیں اور کسی کو ایذا نہ پہنچائی پھر نماز کی ادائیگی تک خاموش رہا تو اس کا یہ عمل اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک کے گناہوں کے لئے کفارہ ہو جائے گا۔ (مسند احمد بن حنبل، رقم ۲۳۶۳۰، ج ۹، ص ۱۴۵)

حضرتِ سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جتنا ہو سکے طہارت کرے پھر تیل اور گھر میں موجود خوشبو لگائے، دو افراد میں جدائی نہ ڈالے، جتنی رکعتیں ہو سکیں ادا کرے، جب امام کلام کرے تو یہ خاموش رہے تو اس کے اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (بخاری شریف، کتاب الجمعۃ، باب الدھن للجمعۃ، رقم ۸۸۳، ج ۱، ص ۳۰۶)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، جس نے اچھی طرح غسل کیا پھر صبح مسجد کی طرف آیا اور امام کے قریب بیٹھا اور اسے

توجہ سے سنا تو وہ جتنے قدم چلا ہر قدم پر اس کے لئے ایک سال کی عبادت اور ایک سال کے روزوں کا ثواب ہے۔

(مسند احمد، رقم ۲۹۷۲، ج ۲، ص ۶۶۰)

حضرتِ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و مَلال، صاحب جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے جمعہ کے دن اچھی طرح غسل کیا اور صبح سویرے بیدار ہو کر مسجد کی طرف پیدل چلا، کسی سواری پر سوار نہ ہوا اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا اور اس کا خطبہ توجہ سے سنا اور کوئی لغو بات نہ کی تو اسے ہر قدم چلنے پر ایک سال کے روزوں اور نمازوں کا ثواب ملے گا۔

نیز حضرتِ سیدنا طاؤس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کیا کرو اور اپنے سروں کو اچھی طرح دھویا کرو اگرچہ تم جنبی نہ ہو اور خوشبو بھی لگایا کرو تو حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، خوشبو لگانے کا تو مجھے معلوم نہیں البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرنے کا حکم ضرور فرمایا ہے۔ (مسند احمد، رقم ۱۶۱۷۳، ج ۵، ص ۴۶۵)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنا سر اچھی طرح دھوئے پھر اپنی خوشبوؤں میں سے بہترین خوشبو لگائے اور اپنے کپڑوں میں سے بہترین کپڑے پہنے پھر نماز کے لئے نکلے اور دو شخصوں میں جدائی نہ ڈالے پھر امام کی بات کو توجہ سے سنے تو اس کے اس جمعہ سے اگلے جمعہ اور مزید تین دن کے گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

(ابن خزیمہ، رقم ۱۸۰۳، ج ۳، ص ۱۵۲)

جمعہ کی نماز کے لئے جلدی جانے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس نے جمعہ کے دن غسلِ جنابت کی طرح غسل کیا پھر پہلی گھڑی میں نماز کے لئے چلا تو گویا اس نے اللہ عزوجل کے لئے ایک اونٹ صدقہ کیا اور جو دوسری گھڑی میں چلا گویا اس نے ایک گائے صدقہ کی اور جو تیسری گھڑی میں چلا تو گویا اس نے سینگ والا مینڈھا صدقہ کیا اور جو چوتھی گھڑی میں چلا تو گویا اس نے مرغی صدقہ کی اور جو پانچویں گھڑی میں چلا گویا اس نے ایک انڈا صدقہ کیا اور جب امام منبر پر آجائے تو ملائکہ حاضر ہو کر اس کا خطبہ سنتے ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب فضل الجمعۃ، رقم ۸۸۱، ج ۱، ص ۳۰۵)

ایک اور روایت میں ہے کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر پہلے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ سب سے پہلے آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک اونٹ صدقہ کیا، اس کے بعد آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک گائے صدقہ کی، اس کے بعد آنے والے کی مثال ایک مینڈھا صدقہ کرنے والے کی سی ہے، اس کے بعد آنے والے کی مثال ←

....

مرغی صدقہ کرنے والے کی سی ہے، اور اس کے بعد آنے والے کی مثال انڈا صدقہ کرنے والے کی سی ہے اور جب امام منبر پر آجائے تو وہ اپنے صحیفے لپیٹ کر خطبہ سننے میں معروف ہو جاتے ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب الاستماع الی الخطبۃ، رقم ۹۲۹، ج ۱، ص ۳۱۹)

جبکہ ایک روایت میں ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، جمعہ کے دن ہر مسجد کے دروازے پر دو فرشتے کھڑے کر دیئے جاتے ہیں جو پہلے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں اور ان کے لئے راہِ خدا عزوجل میں ایک اونٹ یا ایک گائے یا ایک بکری یا ایک پرندہ یا ایک انڈا کا صدقہ کرنے کا ثواب لکھتے ہیں اور جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو صحیفے لپیٹ دیئے جاتے ہیں۔

حضرتِ سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، فرشتے مسجدوں کے دروازے پر بیٹھ جاتے ہیں اور پہلے، دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والوں کے نام لکھتے ہیں جب امام خطبہ کے لئے آتا ہے تو صحیفے لپیٹ دیئے جاتے ہیں۔ (مجمع الزوائد، رقم ۳۰۲۹، ج ۲، ص ۳۹۰)

طبرانی شریف کی روایت میں ہے راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا اے ابو اُمامہ! کیا امام کے خطبے کے شروع ہونے کے بعد آنے والوں کا جمعہ نہیں ہوتا؟ فرمایا، کیوں نہیں ہوتا لیکن ان کا نام صحیفوں میں نہیں لکھا جاتا۔

امیر المومنین حضرتِ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو شیاطین لوگوں کو بازاروں میں روکے رکھتے ہیں جبکہ فرشتے مساجد کے دروازوں پر بیٹھ کر لوگوں کے نام ان کے مسجد کی طرف جلدی آنے کے اعتبار سے لکھتے ہیں، یہاں تک کہ امام منبر پر آجائے تو جو امام کے قریب ہو، خاموش رہتے ہوئے توجہ سے امام کا خطبہ سنے اور کوئی لغو بات نہ کرے تو اس کے لئے ثواب میں سے دو حصے ہیں اور جو امام سے دور ہو کر خاموش رہے اور توجہ سے سنے تو اس کے لئے ثواب میں سے ایک حصہ ہے اور جو امام کے قریب ہو اور لغو کام کرے اور خاموش نہ رہے اور توجہ کے ساتھ نہ سنے اسے دگنا گناہ ملے گا اور جو کسی سے کہے، خاموش رہ تو اس نے بھی کلام کیا اور جس نے کلام کیا اس کا جمعہ کامل نہیں۔ پھر امیر المومنین حضرتِ سیدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے نبی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم کو ایسے ہی فرماتے ہوئے سنا۔ (ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، رقم ۱۰۵۱، ج ۱، ص ۳۹۲)

حضرتِ سیدنا عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، جمعہ کے دن ملائکہ کو مسجد کے دروازوں پر بھیجا جاتا ہے جو لوگوں کے آنے کا وقت لکھتے ہیں۔ جب امام منبر پر آجاتا ہے تو صحیفے لپیٹ دیئے جاتے ہیں اور قلم اٹھا لئے جاتے ہیں اور ملائکہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ فلاں کیوں نہیں آیا؟ پھر ملائکہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں، اے اللہ عزوجل! اگر وہ بندہ راستہ بھٹک گیا ہے تو اسے راستہ دکھا اور اگر بیمار ہے تو اسے شفاء عطا فرما اور اگر وہ تنگ دست ہے تو اسے کشادگی عطا فرما۔

(ابن خزیمۃ، باب ذکر دعاء الملئکۃ الخ، ج ۳، ص ۱۳۴)

حضرتِ سیدنا علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ جمعہ کے لئے نکلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ تین شخص مسجد میں پہلے سے موجود ہیں تو فرمایا، میں چار میں سے چوتھا ہوں اور چار میں سے چوتھا شخص اللہ عزوجل ←

(کی رحمت) سے دور نہیں، بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن لوگ جمعے کے لئے جلدی آنے کی ترتیب سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بیٹھیں گے، سب سے پہلے آنے والا آگے ہوگا اس کے بعد دوسرا، پھر تیسرا اور اس کے بعد چوتھا اور چار میں سے چوتھا دور نہیں ہوگا۔ (ابن ماجہ، رقم ۱۰۹۴، ج ۲، ص ۱۴)

حضرت سیدنا ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جمعہ کے لئے جانے میں جلدی کیا کرو کیونکہ اللہ عزوجل جمعے کے دن اہلِ جنت کے لئے کافور کے ایک ٹیلے پر تجلّی فرمایا کریگا تو جمعے کے لئے جلدی آنے والے لوگ اپنے جلدی آنے کے اعتبار سے اللہ عزوجل کی قربت پائیں گے تو اللہ عزوجل انہیں ایسی کرامت عطا فرمائے گا جو انہوں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ پھر وہ اپنے اہل کی طرف لوٹیں گے اور اللہ کی عطا کی ہوئی کرامت اپنے اہل پر ظاہر کریں گے۔

اس کے بعد حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ دو شخص ان سے پہلے مسجد میں نماز جمعہ کے لئے حاضر ہیں تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، دو شخص موجود ہیں اور میں تیسرا ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تیسرے میں بھی برکت عطا فرمائے گا۔ (الطبرانی فی الکبیر، رقم ۹۱۶۹، ج ۹، ص ۲۳۸)

شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قرنِ اول میں سحری کے وقت اور فجر کے بعد راستے لوگوں سے بھرے ہوئے ہوتے تھے اور لوگ چراغوں کی روشنی میں جوق در جوق اس طرح جامع مسجد کی طرف جمعہ کے لئے جایا کرتے تھے جس طرح وہ نمازِ عید کے لئے جاتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اسلام میں جو پہلی بدعت رائج ہوئی وہ جمعہ کے لئے مسجد کی طرف صبح سویرے نہ جانا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان یہود و نصاریٰ سے حیاء کیوں نہیں کرتے؟ کیونکہ وہ ہفتے اور اتوار کے دن خرید و فروخت اور کنیساء کی طرف جانے میں جلدی کرتے ہیں اور دنیا کے طلبگار بازار کی طرف نفع اور تجارت کے لئے جانے میں جلدی کرتے ہیں تو آخرت کے طلب گار ان سے سبقت کیوں نہیں لے جاتے؟

جمعہ کے دن سورہ آلِ عمران پڑھنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جو جمعہ کے دن وہ سورت پڑھے جس میں آلِ عمران کا تذکرہ کیا گیا ہے تو اللہ عزوجل غروبِ آفتاب تک اس پر رحمت نازل فرماتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے اس بندے کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

(الطبرانی فی الکبیر، رقم ۱۱۰۰۲، ج ۱۱، ص ۴۰)

جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرّم، نورِ مجسّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جو جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے لئے دو جمعوں کے درمیان ایک نور روشن کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ ایک روایت میں ہے کہ ←

....

جو شب جمعہ کو سورۂ کہف پڑھے اس کے اور بیت العتیق کے درمیان ایک نور روشن کر دیا جاتا ہے۔

(شعب الایمان، رقم ۲۴۴۴، ج ۲، ص ۴۷۴)

شب جمعہ میں سورۂ یٰس پڑھنے کا ثواب

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس نے شب جمعہ سورۂ یٰس کی تلاوت کی اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

(الترغیب والترہیب، رقم ۴، ج ۱، ص ۲۹۸)

شب جمعہ میں سورہ دخان پڑھنے کا ثواب

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس نے شب جمعہ میں حٰمٓ الدُّخَان پڑھی اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، رقم ۲۸۹۸، ج ۴، ص ۴۰۷)

حضرت سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖوالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو جمعہ کے دن یا رات میں حٰمٓ الدُّخَان پڑھے گا اللہ عزوجل جنت میں اس کے لئے ایک گھر بنائے گا۔

(المعجم الکبیر، رقم ۸۰۲۶، ج ۸، ص ۲۶۴)

بلا عذر نمازِ جمعہ نہ پڑھنا

رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نمازِ جمعہ سے رہ جانے والے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر (بلا عذر) جمعہ سے رہ جانے والوں پر ان کے گھروں کو جلا دوں۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاۃ الجماعۃ ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۴۸۵، ص ۷۷۹)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنے منبر کے زینے پر بیٹھے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: لوگ جمعہ نہ پڑھنے کے عمل سے باز آ جائیں ورنہ اللہ عزوجل ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب التغلیظ فی ترک الجمعۃ، الحدیث ۲۰۰۲، ص ۴۱۳)

مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے تین جمعے سستی کی وجہ سے جانتے ہوئے چھوڑ دیے اس کے دل پر مہر لگا دی جائے گی۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ترک الجمعۃ، الحدیث: ۱۰۵۲، ص ۱۳۰۱)

مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے کسی عذر کے بغیر تین جمعے چھوڑ دیے وہ منافق ہے۔ (ابن خزیمۃ، کتاب الجمعۃ، باب ذکر الدلیل ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۸۵۷، ج ۳، ص ۱۷۶)

←

ایک اور روایت میں ہے: جس نے تین جمعے کسی عذر کے بغیر چھوڑ دیے وہ اللہ عزوجل سے بے علاقہ ہے۔

حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: جس نے کسی ضرورت کے بغیر تین مرتبہ جمعہ چھوڑ دیا اللہ عزوجل اس کے دل پر مہرلگادے گا۔ (سنن ابن ماجۃ ،ابواب اقامۃ الصلوات ،باب فیمن ترک الجمعۃ من غیر عذر، الحدیث ۱۱۲۶،ص ۲۵۴۲)

اور ایک روایت میں ہے: اس نے اسلام کوضرور پسِ پشت ڈال دیا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب فیمن ترک الجمعۃ، الحدیث ۳۱۷۷، ج۲،ص ۴۲۲)

شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جمعہ کے دن اذان سننے کے باوجود نماز میں حاضر نہ ہونے والے لوگ اپنے فعل سے ضرور باز آجائیں ورنہ اللہ عزوجل ان کے دلوں پر مہر لگادے گا تو وہ غافلوں میں سے ہوجائیں گے۔

(المعجم الکبیر،الحدیث:۱۹۷،ج۱۹،ص۹۹)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشادفرماتے ہیں کہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ،فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشادفرمایا: اے لوگو! مرنے سے پہلے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرلو، مشغولیت سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرلو، اللہ عزوجل کو کثرت سے یاد کرکے اور ظاہر و پوشیدہ کثرت سے صدقہ کرکے اپنے رب عزوجل سے ناطہ جوڑلو کہ تمہیں رزق دیا جائے گا، تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری پریشانیاں دور کردی جائیں گی اور جان لو! میری اس جگہ، اس دن، اس مہینے اور اس سال میں اللہ عزوجل نے قیامت تک کے لئے تم پر جمعہ فرض فرمادیا ہے لہٰذا جو میری حیاتِ ظاہری میں یا میرے بعد حاکمِ اسلام کی موجودگی میں خواہ وہ عادل ہو یا ظالم، اسے ہلکا جان کر یا بطورِ انکار چھوڑے گا اللہ عزوجل اس کے بکھرے ہوئے کام جمع نہ فرمائے گا اور نہ ہی اس کے کام میں برکت دے گا، سن لو! جب تک وہ توبہ نہ کریگا اس کی کوئی نماز ہے نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ روزہ اور نہ ہی کوئی نیک عمل جب تک توبہ کرے اور جو توبہ کرلے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

(سنن ابن ماجۃ ،ابواب اقامۃ الصلوات ،باب فی فرض الجمعۃ، الحدیث:۱۰۸۱،ص ۲۵۴۰)

نماز جمعہ نہ پڑھنے کا کفارہ

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے کسی عذر کے بغیر نماز جمعہ چھوڑ دی وہ ایک دینار صدقہ کرے اور جو نہ پائے وہ نصف دینار صدقہ کرے۔

(سنن النسائی، کتاب الجمعۃ، باب کفارۃ من ترک الجمعۃ من ۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث:۱۳۷۳،ص ۲۱۷۷)

یہ دینار تصدق کرنا شاید اس لئے ہو کہ قبولِ توبہ کے لئے معین (یعنی مددگار) ہو ورنہ حقیقتاً تو توبہ کرنا فرض ہے۔

(بہارشریعت، حصہ ۴،ص۵۱)

ایک اور روایت میں ہے: ایک درہم یا نصف درہم صدقہ کرے یا ایک صاع یا ایک مد صدقہ کردے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الجمعۃ، باب ماورد فی کفارۃ من ترک الجمعۃ۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث:۵۹۹۰، ج۳،ص ۳۵۲) ←

جبکہ ایک اور روایت میں ہے: ایک یا نصف صاع گندم صدقہ کرے۔
(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب کفارۃ من ترکھا، الحدیث: ۱۰۵۴، ص ۱۳۰۱)

جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگنا

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم کے لئے پل بنالیا۔ (جامع الترمذی، ابواب الجمعۃ، باب فی کراھیۃ التخطی یوم الجمعۃ، الحدیث ۵۱۳، ص ۱۶۹۵)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم لوگوں سے خطاب فرمارہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قریب آکر بیٹھ گیا، پھر جب نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نماز پڑھا چکے تو ارشاد فرمایا: اے فلاں! تجھے ہماری جماعت میں سے ہونے سے کس چیز نے منع کیا؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں نے چاہا کہ میں اس جگہ بیٹھوں جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نگاہ میں ہو۔ تو سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں لوگوں کی گردنیں پھلانگتے اور انہیں ایذاء پہنچاتے ہوئے دیکھا، جس نے کسی مسلمان کو ایذاء دی اس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذاء دی۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۶۰۷، ج ۲، ص ۳۸۷)

شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہے اور امام کے (خطبہ دینے کے لئے) نکلنے کے بعد دو افراد کو درمیان سے چیرتا (یعنی الگ کردیتا) ہے، وہ اپنی انتڑیاں آگ میں ڈالنے والے کی طرح ہے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۵۴۴۷، ج ۵، ص ۲۶۳)

محدثین کرام علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: اس حکم کو جمعہ کے ساتھ خاص کرنا غلبہ کے اعتبار سے ہے کیونکہ زیادہ تر یہ کام جمعہ کے دن ہوتے ہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا، تو حضور نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تنبیہ فرماتے ہوئے اُسے ارشاد فرمایا: بیٹھ جا، تو نے بہت ایذاء دی۔
(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب تخطی رقاب الناس۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۱۱۸، ص ۱۳۰۵)

ایک اور روایت میں ہے: تو نے ایذاء دی اور ایذاء پائی۔
(صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الجمعۃ، باب النھی عن تخطی الناس، الحدیث: ۱۸۱۱، ج ۳، ص ۱۵۶)

اور ایک روایت میں ہے کہ بیٹھ جا! تو دیر سے آیا ہے۔
(سنن ابن ماجۃ، ابواب اقامۃ الصلوات، باب ماجاء فی النھی عن تخطی۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۱۱۵، ص ۲۵۴۲)

رہا یہ کہ وہ کون سا وقت ہے اس میں روایتیں بہت ہیں ان میں دو قوی ہیں ایک یہ کہ امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے ختم نماز تک ہے۔(2) اس حدیث کو مسلم ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اور دوسری یہ کہ وہ جمعہ کی پچھلی ساعت ہے۔ امام مالک و ابو داود و ترمذی و نسائی و احمد ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، وہ کہتے ہیں: میں کوہِ طور کی طرف گیا اور کعب احبار سے ملا ان کے پاس بیٹھا، انہوں نے مجھے توریت کی روایتیں سنائیں اور میں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کیں، ان میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بہتر دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں انھیں اترنے کا حکم ہوا اور اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی میں ان کا انتقال ہوا اور اسی میں قیامت قائم ہوگی اور کوئی جانور ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن صبح کے وقت آفتاب نکلنے تک قیامت کے ڈر سے چیختا نہ ہو سوا آدمی اور جن کے اور اس میں ایک ایسا وقت ہے کہ مسلمان بندہ نماز پڑھنے میں اسے پالے تو اللہ تعالیٰ سے جس شے کا سوال کرے وہ اسے دے گا۔ کعب نے کہا سال میں ایسا ایک دن ہے؟ میں نے کہا بلکہ ہر جمعہ میں ہے، کعب نے توریت پڑھ کر کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں پھر میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کعب احبار کی مجلس اور جمعہ کے بارے میں جو حدیث بیان کی تھی اس کا ذکر کیا اور یہ کہ کعب نے کہا تھا، یہ ہر سال میں ایک دن ہے، عبداللہ بن سلام نے کہا کعب نے غلط کہا، میں نے کہا پھر کعب نے توریت پڑھ کر کہا بلکہ وہ ساعت ہر جمعہ میں ہے، کہا کعب نے سچ کہا، پھر عبداللہ بن سلام نے کہا تمھیں معلوم ہے یہ کون سی ساعت ہے؟ میں نے کہا مجھے بتاؤ اور بُخل نہ کرو، کہا جمعہ کے دن کی پچھلی ساعت ہے، میں نے کہا پچھلی ساعت کیسے ہوسکتی ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تو فرمایا ہے مسلمان بندہ نماز پڑھتے میں اسے پائے اور وہ نماز کا وقت نہیں، عبداللہ بن سلام نے کہا، کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ جو کسی مجلس میں انتظار نماز میں بیٹھے وہ نماز میں ہے میں نے کہا ہاں، فرمایا تو ہے کہا تو وہ یہی ہے یعنی نماز پڑھنے سے نماز کا انتظار مراد ہے۔(3)

---

(2) صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب في الساعۃ التي في یوم الجمعۃ، الحدیث: ۸۵۳، ص ۴۲۴

(3) الموطا لامام مالک، کتاب الجمعۃ، باب ماجاء في الساعۃ التي في یوم الجمعۃ، الحدیث: ۲۴۶، ج ۱، ص ۱۱۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ ظاہر یہ ہے کہ طور سے مراد وہ مشہور طور پہاڑ ہی ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے تھے۔

۲؎ آپ کا نام کعب ابن مانع، کنیت ابو اسحاق، قبیلہ حمیر سے ہیں، یہود کے بڑے مشہور عالم تھے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ←

حدیث ۱۱: ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جمعہ کے دن جس

زمانہ پایا مگر ملاقات نہ کر سکے، عہد فاروقی میں ایمان لائے اور خلافت عثمانی ۳۲ھ مقام حمص میں وفات پائی لہذا آپ تابعین میں سے ہیں۔

۳۔ صحابہ کرام مؤمنین علمائے بنی اسرائیل سے توریت شریف کی وہ آیات سنا کرتے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں ہیں تاکہ ان سے ایمان تازہ اور دل روشن ہو۔ جن احادیث میں توریت پڑھنے سے حضرت عمر کو منع فرمایا گیا وہ توریت کی وہ ایات مراد ہیں جو اسلام کے خلاف ہیں یا اس سے ہدایت لینے کے لیئے پڑھنا مراد ہے، اب ہدایت صرف قرآن وحدیث میں ہے لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔

۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم دیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ عاشورہ کے دن ہوگی مگر اس کا سنہ بتانے کی اجازت نہ تھی۔

۵۔ یعنی جمعہ کے دن ہر جانور منتظر ہوتا ہے کہ شاید آج قیامت ہو، جب بخیریت سورج نکل آتا ہی تب سمجھتا ہے کہ آج قیامت نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں کو بھی یہ معلوم ہے کہ قیامت جمعہ کو آوے گی اور انہیں ہمارے دنوں کی بہت خبر رہتی ہے کہ آج فلاں دن ہے۔

۶۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بگڑی ہوئی توریت میں بھی جمعہ کے فضائل اور اس میں قبولیت کی ساعت کا ذکر تھا مگر حضرت کعب کی یاد نے غلطی کی کہ وہ سمجھے توریت میں یہ ہے کہ سال کے ایک جمعہ میں قبولیت کی ساعت ہوتی ہے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا معجزہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیزوں کی خبر دی تو جو توریت کے چوٹی کے عالم پر چھپی رہیں اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے بتادیں۔

۷۔ یہاں کذب بمعنی جھوٹ نہیں بلکہ بمعنی بھول جانا یا غلطی کرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک عالم کے غلط فتوے کو دوسرا عالم درست کرکے سائل کو بتا سکتا ہے کہ وہ غلط تھا۔

۸۔ سبحان اللہ! یہ حضرات بالکل بے نفس تھے انہیں کسی کی ذات سے عناد نہ تھا اصل مسئلے سے بحث تھی۔ امام بخاری نے بخاری شریف میں جو امام ابوحنیفہ پر سخت لہجہ میں اعتراضات کیئے ہیں انہیں بھی امام اعظم سے عناد نہ تھا وہ سمجھے کہ یہ مسائل غلط ہیں اور حدیث کے خلاف ہیں اسی لئے اس طرح اعتراضات کر گئے، ان کا ماخذ یہ حدیث ہے لہذا اب ہم امام بخاری کو برا نہیں کہہ سکتے۔

۹۔ تَضَنَّ ضَنٌّ سے بنا، بمعنی بخل، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ"۔ خیال رہے کہ مال کے بخل سے علم کا بخل زیادہ برا کیونکہ علم خرچ کرنے سے گھٹتا نہیں، ہاں یہ ضروری ہے کہ نااہل سے علم کے اسرار چھپاؤ کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے گا۔

۱۰۔ غالب یہ ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر یہ فرمایا ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ توریت میں دیکھ کر یا اپنے بزرگوں سے سن کر فرمایا ہو مگر پہلا احتمال زیادہ قوی ہے کیونکہ آپ کو اسلام لانے کے بعد توریت پر اعتماد نہ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایسا جزم کر سکتے تھے۔

۱۱۔ یعنی اس وقت نماز مکروہ ہے کہ نہ فرض جائز نہ نفل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندہ اسے نماز پڑھتا ہوا پاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت نماز کا ہے، لہذا آپ کا قول اس حدیث کے مخالف معلوم ہوتا ہے۔

←

ساعت کی خواہش کی جاتی ہے، اسے عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک تلاش کرو۔(4)

حدیث ۱۲: طبرانی اوسط میں بسندِ حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اللہ تبارک وتعالٰی کسی مسلمان کو جمعہ کے دن بے مغفرت کیے نہ چھوڑے گا۔(5)

حدیث ۱۳: ابو یعلٰی انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جمعہ کے دن اور رات میں چوبیس گھنٹے ہیں، کوئی گھنٹا ایسا نہیں جس میں اللہ تعالٰی جہنم سے چھ لاکھ آزاد نہ کرتا ہو جن پر جہنم واجب ہوگیا تھا۔(6)

۱۲۔ یعنی تمہاری حدیث میں نماز سے حقیقی نماز مراد نہیں بلکہ حکمی نماز مراد ہے، چونکہ اس وقت مغرب قریب ہوتی ہے، لوگ مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھتے ہیں تو نماز ہی میں ہوتے ہیں، اب اگر دعا مانگ لیں تو نماز میں بھی ہیں اور دعا بھی مانگ رہے ہیں۔ خیال رہے کہ اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ یہ ساعت مغرب کے قریب ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دو خطبوں کے درمیان بھی دعا مانگ لے اور خطبہ اور نماز کے درمیان بھی اور اس وقت بھی۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اس ساعت کے بارے میں چالیس قول ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۵۹۳)

(4) جامع الترمذي، أبواب الجمعة، باب ماجاء في الساعة الخ، الحديث: ۴۸۹، ج۲، ص۳۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ خیال رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ساعت سے خبردار ہیں آپ پر کون سی چیز چھپے گی۔ یہ ساعت بلکہ ساری ساعتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے بنیں، چونکہ یہ اسرار الہیہ میں سے ہے اس لیے اس کا اظہار نہ فرمایا جیسے شب قدر تاکہ لوگ اس کی تلاش میں عبادتیں زیادہ کریں۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ شاید جمعہ میں قبولیت کی ساعتیں بہت ہیں مگر شاندار ساعت پوشیدہ ہے یا گھومتی رہتی ہے کسی جمعہ میں کسی وقت اور کسی جمعہ میں دوسرے وقت۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۵۹۰)

(5) المعجم الاوسط، باب العين، الحديث: ۴۸۱۷، ج۳، ص۳۵۱

(6) مسند أبي يعلى، مسند انس بن مالك، الحديث: ۳۴۲۱، ۳۴۱۷، ج۳، ص۲۱۹، ۲۳۵

جمعہ کے دن یا رات میں مرنے کے فضائل

حدیث ۱۴: احمد و ترمذی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا، اللہ تعالیٰ اسے فتنۂ قبر سے بچالے گا۔(1)

حدیث ۱۵: ابونعیم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا، عذاب قبر سے بچالیا جائے گا اور قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مُہر ہوگی۔(2)

حدیث ۱۶: حمید نے ترغیب میں ایاس بن بکیر سے روایت کی، کہ فرماتے ہیں: جو جمعہ کے دن مرے گا، اس کے لیے شہید کا اجر لکھا جائے گا اور فتنۂ قبر سے بچالیا جائے گا۔(3)

---

(1) جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ماجاء فيمن يموت يوم الجمعة، الحديث:١٠٧٦، ج٢، ص٣٣٩

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ یعنی جمعہ کی شب یا جمعہ کے دن مرنے والے مؤمن سے نہ حساب قبر ہو نہ عذاب قبر کیونکہ اس دن کی موت شہادت کی موت ہے اور شہید حساب وعذاب سے محفوظ ہے جیسا کہ دیگر روایات میں ہے۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ آٹھ شخصوں سے حساب قبر نہیں ہوتا جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔

۲ـ امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں اس حدیث کو بہت اسنادوں سے نقل فرمایا اور فرمایا کہ اسے احمد، ترمذی، ابن ابی الدنیا، ابن وہب، بیہقی نے قوی اسنادوں سے نقل کیا، ابونعیم نے حلیہ میں حضرت جابر سے کچھ تھوڑے اختلاف کے ساتھ روایت کیا اور حمید نے کتاب الترغیب میں ایاس ابن بکیر سے مرفوعًا روایت کیا کہ جو جمعہ کے دن فوت ہوجائے اسے شہید کا ثواب ہے اور عذاب قبر سے نجات ہے۔ ابن جریج نے عطا سے مرفوعًا روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مسلمان جمعہ کے دن یا رات میں وفات پائے وہ عذاب قبر اور فتنۂ قبر سے محفوظ رہے گا۔ رب تعالیٰ سے اس طرح ملے گا کہ اس کے ذمہ کوئی حساب نہ ہوگا اور قیامت میں ایسے آئے گا کہ اس کے ساتھ گواہ ہوں گے اور اس کے چہرے پر نورانی مہر ہوگی۔ (از مرقاۃ ولمعات واشعۃ) لہذا یہ حدیث نہایت قوی ہے اور دوسری اسنادوں سے اسے قوت حاصل ہے، امام ترمذی کو جو اسناد ملی وہ متصل نہ ہوگی اور اگر حدیث ضعیف بھی ہوتی تو بھی فضائل میں قبول تھی چہ جائے کہ یہ حدیث تو بہت قوی ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۵۹۷)

(2) حلیۃ الاولیاء، رقم:۳۶۲۹، ج۳، ص۱۸۱

(3) شرح الصدور، للسیوطي، باب من لا يسئل في القبر، ص۱۵۱

حدیث ۱۷: عطا سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو مسلمان مرد یا مسلمان عورت جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے، عذاب قبر اور فتنۂ قبر سے بچا لیا جائے گا اور خدا سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کچھ حساب نہ ہوگا اور اس کے ساتھ گواہ ہوں گے کہ اس کے لیے گواہی دیں گے یا مُہر ہوگی۔(4)

حدیث ۱۸: بیہقی کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکدار دن۔(5)

حدیث ۱۹: ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی:

(اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا) (6)

آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند فرمایا۔

ان کی خدمت میں ایک یہودی حاضر تھا، اس نے کہا یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بناتے، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یہ آیت دو عیدوں کے دن اُتری جمعہ اور عرفہ کے دن یعنی ہمیں اس دن کو عید بنانے کی ضرورت نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس دن یہ آیت اتاری اس دن دوہری عید تھی کہ جمعہ و عرفہ یہ دونوں دن مسلمانوں کے عید کے ہیں اور اس دن یہ دونوں جمع تھے کہ جمعہ کا دن تھا اور نویں ذی الحجہ۔(7)

❀❀❀❀❀

---

(4) شرح الصدور، للسیوطی، باب من لا یسئل فی القبر، ص۱۵۱

(5) مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، الحدیث: ۱۳۶۹، ج۱، ص۲۹۳

(6) پ۶، المائدۃ:۳

(7) جامع الترمذي، أبواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ المائدۃ، الحدیث: ۳۰۵۵، ج۵، ص۳۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہودی نے یہ اعتراض کیا کہ مسلمان ناقدرے ہیں اور ہم قدر دان ہیں کہ ان کے قرآن میں ایسی عظیم الشان آیت ہے جس میں اسلام کے مکمل اور غیر منسوخ ہونے کی خبر دی گئی لیکن انہوں نے اس کے نزول پر کوئی خوشی نہ منائی، ہم ایسے قدر دان ہیں کہ اگر یہ آیت ہماری توریت میں ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن تا قیامت عید مناتے۔آپ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ بے وقوف جس دن یہ آیت اتری ہے اس دن قدرتی طور پر اسلام کی دو عیدیں جمع تھیں۔عرفہ کا دن وہ عید اور جمعہ بھی عید۔خیال رہے کہ یہ آیت حج اکبر کے دن عرفات کے میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری۔اس سے معلوم ہوا کہ جن تاریخوں میں اللہ کی نعمت ملے انہیں عید بنانا شرعاً اچھا ہے۔مرقاۃ نے فرمایا کہ یہ سوال کرنے والے حضرت کعب احبار اور ان کی جماعت تھی جنہوں نے قبول اسلام سے پہلے یہ سوال کیا تھا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۵۹۸)

فضائل نمازِ جمعہ

حدیث ۲۰: مسلم وابوداود وترمذی وابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کو آیا اور (خطبہ) سنا اور چپ رہا اس کے لیے مغفرت ہو جائے گی ان گناہوں کی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں اور تین دن اور۔ اور جس نے کنکری چھوئی اس نے لغو کیا یعنی خطبہ سننے کی حالت میں اتنا کام بھی لغو میں داخل ہے کہ کنکری پڑی ہو اسے ہٹا دے۔(1)

حدیث ۲۱: طبرانی کی روایت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جمعہ کفارہ ہے ان گناہوں کے لیے جو اس جمعہ اور اس کے بعد والے جمعہ کے درمیان ہیں اور تین دن زیادہ اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: جو ایک نیکی کرے، اس کے لیے دس مثل ہے۔(2)

حدیث ۲۲: ابن حبان اپنی صحیح میں ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: پانچ چیزیں جو ایک دن میں کریگا، اللہ تعالٰی اس کو جنتی لکھ دے گا۔

(۱) جو مریض کو پوچھنے جائے اور

(۲) جنازے میں حاضر ہو اور

(۳) روزہ رکھے اور

(۴) جمعہ کو جائے اور

(۵) غلام آزاد کرے۔(3)

حدیث ۲۳: ترمذی بافادۂ تصحیح وتحسین راوی، کہ یزید بن ابی مریم کہتے ہیں: میں جمعہ کو جاتا تھا، عبایہ بن رفاعہ بن رافع ملے، انہوں نے کہا: تمھیں بشارت ہو کہ تمھارے یہ قدم اللہ کی راہ میں ہیں، میں نے ابوعبس کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے قدم اللہ (عزوجل) کی راہ میں گرد آلود ہوں وہ آگ پر حرام

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب فضل من استمع وانصت فی الخطبۃ، الحدیث: ۲۷۔(۸۵۷)، ص۴۲۷

(2) المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۴۵۹، ج۳، ص۲۹۸

(3) الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، الحدیث: ۲۷۶۰، ج۴، ص۱۹۱

ہیں۔(4) اور بخاری کی روایت میں یوں ہے، کہ عبایہ کہتے ہیں: میں جمعہ کو جا رہا تھا، ابو عبس رضی اللہ تعالٰی عنہ ملے اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کا ارشاد سنایا۔(5)

❁❁❁❁❁

---

(4) جامع الترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل من اغبرت قدماه الخ، الحديث: ۱۶۳۸، ج۳، ص ۲۳۵

(5) صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب المشي الى الجمعة، الحديث: ۹۰۷، ج۱، ص ۳۱۳

جمعہ چھوڑنے پر وعیدیں

حدیث ۲۴ تا ۲۶: مسلم ابوہریرہ و ابن عمر سے اور نسائی و ابن ماجہ ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آئیں گے یا اللہ تعالیٰ انکے دلوں پر مہر کردے گا پھر غافلین میں ہوجائیں گے۔ (1)

حدیث ۲۷ تا ۳۱: فرماتے ہیں: جو تین جمعے سستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مُہر کر دے گا۔ (2) اس کو ابو داود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابو الجعد ضمری سے اور امام مالک نے صفوان بن سلیم سے اور امام احمد نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح برشرط مسلم ہے اور ابن خزیمہ و حبان کی ایک روایت میں ہے، جو تین جمعے بلا عذر چھوڑے، وہ منافق ہے۔ (3) اور رزین کی روایت میں ہے، وہ اللہ (عزوجل) سے بے علاقہ

(1) صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب التغلیظ في ترک الجمعۃ، الحدیث: ۸۶۵، ص ۴۳۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ وضو کے فرائض، سنتیں، مستحبات سب ادا کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا غسل واجب نہیں، سنت ہے۔ جو صرف وضو ہی کرے وہ گنہگار نہیں۔ امام مالک کے ہاں یہ غسل واجب ہے، یہ حدیث ان کے خلاف ہے۔

۲۔ اس طرح کہ اگر دور ہو تو صرف خاموش رہے اور اگر امام سے قریب ہو کہ خطبہ کی آواز آرہی ہو تو کان لگا کر سنے۔

۳۔ یعنی خطبہ کے وقت صرف زبان سے خاموشی کافی نہیں بلکہ سکون واطمینان سے بیٹھنا بھی ضروری ہے، کنکر پتھروں سے کھیلنا بھی ممنوع ہے۔ اسی لیئے علماء فرماتے ہیں کہ خطبہ کے وقت دامن یا پنکھے سے ہوا کرنا بھی منع ہے اگرچہ گرمی ہو، اس وقت ہمہ تن خطبہ کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۶۱۱)

(2) جامع الترمذي، أبواب الجمعۃ، باب ماجاء في ترک الجمعۃ الخ، الحدیث: ۵۰۰، ج ۲، ص ۳۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی جو سستی سے جمعہ ادا نہ کرے اس کے دل پر غفلت کی مہر لگ جائے گی جس کی وجہ سے ان کے دل گناہ پر دلیر ہوں گے اور نیکیوں میں سست۔ خیال رہے کہ یہاں روئے سخن یا تو ان منافقوں کی طرف ہے جو جمعہ میں حاضر نہ ہوتے تھے یا آیندہ آنے والے مسلمانوں کی طرف ہے ورنہ کوئی صحابی تارک جمعہ نہ تھے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۶۰۰)

(3) الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الایمان، باب ماجاء في الشرک والنفاق، الحدیث: ۲۵۸، ج ۱، ص ۲۳۷

ہے۔(4) اور طبرانی کی روایت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، وہ منافقین میں لکھ دیا گیا۔(5) اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، وہ منافق لکھ دیا گیا اس کتاب میں جو نہ محو ہو نہ بدلی جائے،(6) اور ایک روایت میں ہے، جو تین جمعے پے درپے چھوڑے اس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔(7) اس کو ابو یعلیٰ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند صحیح روایت کیا۔

حدیث ۳۲: احمد و ابو داود و ابن ماجہ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو بغیر عذر جمعہ چھوڑے، ایک دینار صدقہ دے اور اگر نہ پائے تو آدھا دینار اور یہ دینار تصدق کرنا شاید اس لیے ہو کہ قبول توبہ کے لیے معین ہو ورنہ حقیقۃً تو توبہ کرنا فرض ہے۔(8)

حدیث ۳۳: صحیح مسلم شریف میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: میں نے قصد کیا کہ ایک شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور جو لوگ جمعہ سے پیچھے رہ گئے، ان کے گھروں کو جلا دوں۔(9)

حدیث ۳۴: ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور فرمایا: اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ (عزوجل) کی طرف توبہ کرو اور مشغول ہونے سے پہلے نیک کاموں کی طرف سبقت کرو اور یادِ خدا کی کثرت اور ظاہر و پوشیدہ صدقہ کی کثرت سے جو تعلقات تمھارے اور تمھارے رب

---

(4) الترغیب والترھیب، کتاب الجمعۃ، الترھیب من ترک الجمعۃ بغیر عذر، الحدیث: ۳، ج۱، ص۲۹۵

(5) المعجم الکبیر، باب الالف، الحدیث: ۴۲۲، ج۱، ص۱۷۰

(6) المسند للامام الشافعی، ومن کتاب ایجاب الجمعۃ، ص۷۰

(7) مسند ابی یعلی، مسند ابن عباس، الحدیث: ۲۷۰۴، ج۲، ص۵۵۳

(8) سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب کفارۃ من ترکھا، الحدیث: ۱۰۵۳، ج۱، ص۳۹۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس کی اصل یہ ہے کہ صدقہ کی برکت سے غضب الٰہی کی آگ بجھ جاتی ہے، ورنہ اس صدقہ سے جمعہ کا ثواب نہیں مل سکتا، اس زمانہ میں بعض مفتی مجرموں پر کچھ کفارے کا فتویٰ دیتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۳۰۲)

(9) صحیح مسلم، کتاب المساجد الخ، باب فضل صلاۃ الجماعۃ الخ، الحدیث: ۶۵۲، ص۳۲۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ فرض ہے۔ یہاں وہ لوگ مراد ہیں جو بلا عذر جمعہ نہیں پڑھتے جیسے اس زمانہ کے منافقین اور آج کل کے بہت سے غافل مسلمان۔ اس حدیث کی شرح جماعت کے بیان میں گزر چکی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۳۰۶)

(عزوجل) کے درمیان ہیں ملاؤ۔ ایسا کروگے تو تمھیں روزی دی جائے گی اور تمھاری مدد کی جائے گی اور تمھاری شکستگی دور فرمائی جائے گی اور جان لو کہ اس جگہ اس دن اس سال میں قیامت تک کے لیے اللہ (عزوجل) نے تم پر جمعہ فرض کیا، جو شخص میری حیات میں یا میرے بعد ہلکا جان کر اور بطور انکار جمعہ چھوڑے اور اس کے لیے کوئی امام یعنی حاکم اسلام ہو عادل یا ظالم تو اللہ تعالٰی نہ اس کی پراگندگی کو جمع فرمائے گا، نہ اس کے کام میں برکت دے گا، آگاہ اس کے لیے نہ نماز ہے، نہ زکوۃ، نہ حج، نہ روزہ، نہ نیکی جب تک توبہ نہ کرے اور جو توبہ کرے اللہ (عزوجل) اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔(10)

حدیث ۳۵: دارقطنی انھیں سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن پر ایمان لاتا ہے اس پر جمعہ کے دن (نماز) جمعہ فرض ہے مگر مریض یا مسافر یا عورت یا بچہ یا غلام پر اور جو شخص کھیل یا تجارت میں مشغول رہا تو اللہ (عزوجل) اس سے بے پرواہ ہے اور اللہ (عزوجل) غنی حمید ہے۔(11)

❁❁❁❁❁

(10) سنن ابن ماجہ، أبواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیھا، باب في فرض الجمعۃ، الحدیث:۱۰۸۱، ج۲، ص۵

(11) سنن الدار قطني، کتاب الجمعۃ، باب من تجب علیہ الجمعۃ، الحدیث: ۱۵۶۰، ج۲، ص۳

جمعہ کے دن نہانے اور خوشبو لگانے کا بیان

حدیث ۳۶ تا ۳۸: صحیح بخاری میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس طہارت کی استطاعت ہو کرے اور تیل لگائے اور گھر میں جو خوشبو ہو ملے پھر نماز کو نکلے اور دو شخصوں میں جدائی نہ کرے یعنی دو شخص بیٹھے ہوئے ہوں انھیں ہٹا کر بیچ میں نہ بیٹھے اور جو نماز اس کے لیے لکھی گئی ہے پڑھے اور امام جب خطبہ پڑھے تو چپ رہے، اس کے لیے ان گناہوں کی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں مغفرت ہو جائے گی۔ (1) اور اسی کے قریب قریب ابو سعید خدری و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی

(1) صحیح البخاري، کتاب الجمعة، باب الدھن للجمعة، الحدیث: ۸۸۳، ج ۱، ص ۳۰۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں صرف مرد کا ذکر ہوا کیونکہ نماز جمعہ صرف مردوں پر فرض ہے عورتوں پر نہیں اور بعض احادیث میں عورتوں کا ذکر ہے وہاں عبارت یہ ہے "مَنْ اَتَی الْجُمُعَةَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ" اس لیئے جمعہ میں عورتوں کو آنا بھی مستحب ہے، مگر اب زمانہ خراب ہے عورتیں مسجدوں میں نہ آئیں۔ (مرقاۃ) اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورتیں سینماؤں، بازاروں، کھیل تماشوں، اسکولوں، کالجوں میں جائیں، صرف مسجد میں نہ جائیں گھروں میں رہیں، بلا ضرورت شرعیہ گھر سے باہر نہ نکلیں۔ اسی لیئے فقیر کا یہ فتویٰ ہے کہ اب عورتوں کو باپردہ مسجدوں میں آنے سے نہ روکو اگر ہم انہیں روکیں تو یہ دہابیوں، مرزائیوں، دیوبندیوں کی مساجد میں پہنچتی ہیں جیسا کہ تجربہ ہوا۔ ان لوگوں نے عورتوں کے لیئے بڑے بڑے انتظامات اپنی اپنی مسجدوں میں کیئے ہوئے ہیں عورتوں کو گمراہ کر کے ان کے خاوندوں اور بچوں کو بہکاتے ہیں۔

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھر میں خوشبو عطر وغیرہ رکھنا اور کبھی ملتے رہنا خصوصاً جمعہ کو ملنا سنت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔

۳۔ اس طرح کہ نہ تو لوگوں کی گردنیں پھلانگے اور نہ ساتھیوں کو چیر کر ان کے درمیان بیٹھے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے۔ بعض لوگ مسجد میں پیچھے پہنچتے ہیں اور پہلی صف میں پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس سے سبق لیں۔

۴۔ تحیۃ المسجد کے نفل یا سنت جمعہ، پہلے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ جمعہ کی پہلی چار سنتیں گھر میں پڑھنا بہتر ہے۔ غرضکہ اس سے جمعہ کے فرض مراد نہیں کیونکہ آیندہ خطبہ سننے کا ذکر ہے فرض جمعہ خطبہ کے بعد ہوتے ہیں۔

۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ خطبہ کے وقت خاموش رہنا فرض ہے، لہذا اس وقت نفل پڑھنا، بات کرنا، کھانا پینا سب حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ جس تک خطبہ کی آواز نہ پہنچتی ہو وہ بھی خاموش رہے کیونکہ یہاں خاموشی کو سننے پر موقوف نہ فرمایا۔

۶۔ دوسرے جمعہ سے مراد آیندہ جمعہ ہے یا گزشتہ، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ ابن خزیمہ بلکہ ابوداؤد کی روایات میں ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ"۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۶۰۹)

متعدد طرق سے روایتیں آئیں۔

حدیث ۳۹ و ۴۰: احمد ابو داود و ترمذی بافادۂ تحسین و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم بافادۂ تصحیح اَوس بن اَوس اور طبرانی اوسط میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو نہلائے اور نہائے اور اوّل وقت آئے اور شروع خطبہ میں شریک ہو اور چل کر آئے سواری پر نہ آئے اور امام سے قریب ہو اور کان لگا کر خطبہ سُنے اور لغو کام نہ کرے، اس کے لیے ہر قدم کے بدلے سال بھر کا عمل ہے، ایک سال کے دنوں کے روزے اور راتوں کے قیام کا اس کے لیے اجر ہے۔ (2) اور اسی کے مثل دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایتیں ہیں۔

حدیث ۴۱: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ہر مسلمان پر سات دن میں ایک دن غسل ہے کہ اس دن میں سر دھوئے اور بدن۔ (3)

حدیث ۴۲: احمد و ابو داود و ترمذی و نسائی و دارمی سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: جس نے جمعہ کے دن وضو کیا، فبہا اور اچھا ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔ (4)

حدیث ۴۳: ابو داود عکرمہ سے راوی، کہ عراق سے کچھ لوگ آئے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

---

(2) المسند للامام أحمد بن حنبل، حديث أوس بن أبي أوس الثقفي، الحديث: ۱۶۱۷۳، ج۵، ص۴۶۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ یعنی نماز سے پہلے بیوی سے صحبت کرے تاکہ وہ بھی نہائے اور یہ بھی نہائے اور جمعہ کے وقت دل میں سکون رہے، نگاہیں نیچی رہیں۔ بعض نے فرمایا ان دو لفظوں کے معنی یہ ہیں کہ کپڑے دھوئے اور خود نہائے۔ بعض کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ خطمی وغیرہ سے سر دھوئے اور نہائے۔

۲ـ یعنی مسجد میں بھی جلد حاضر ہو اور جو نیکیاں کرنی ہوں ذکر، تلاوت، صدقہ، خیرات وہ سب کچھ جلدی کرے اسی لیے بعض حضرات زیارت قبور بھی نماز سے پہلے ہی کرتے ہیں، ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

۳ـ تاکہ ہر قدم پر نیکیاں ملیں عید کے دن عید گاہ کو پیدل جانا بھی بہتر ہے۔

۴ـ تاکہ خطبہ سنے بھی اور خاموش بھی رہے کیونکہ دور والا خاموش تو رہے گا سن نہ سکے گا، کوشش کرے کہ صف اول میں بیٹھے۔

۵ـ حدیث بالکل ظاہری معنی پر ہے اس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں، یہ مسجد میں آنے کا ثواب ہے پچھلی حدیثوں کا مضمون اس کے خلاف نہیں، اجر بقدر عمل ملتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۳۱۶)

(3) صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل الخ، الحديث: ۸۹۷، ج۱، ص۳۱۰

(4) جامع الترمذي، أبواب الجمعة، باب ماجاء في الوضوء يوم الجمعة، الحديث: ۴۹۷، ج۲، ص۳۶

سوال کیا کہ جمعہ کے دن آپ غسل واجب جانتے ہیں؟ فرمایا نہ، ہاں یہ زیادہ طہارت ہے اور جو نہائے اس کے لیے بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے تو اس پر واجب نہیں۔(5)

حدیث ۴۴: ابن ماجہ بسند حسن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: اس دن کو اللہ (عزوجل) نے مسلمانوں کے لیے عید کیا تو جو جمعہ کو آئے وہ نہائے اور اگر خوشبو ہو تو لگائے۔(6)

• حدیث ۴۵: احمد و ترمذی بسند حسن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: مسلمان پر حق ہے کہ جمعہ کے دن نہائے اور گھر میں جو خوشبو ہو لگائے اور خوشبو نہ پائے تو پانی (7) یعنی نہانا بجائے خوشبو ہے۔

حدیث ۴۶ و ۴۷: طبرانی کبیر و اوسط میں صدیق اکبر و عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی، کہ فرماتے ہیں: جو جمعہ کے دن نہائے اس کے گناہ اور خطائیں مٹادی جاتی ہیں اور جب چلنا شروع کیا تو ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔(8) اور دوسری روایت میں ہے، ہر قدم پر بیس سال کا عمل لکھا جاتا ہے اور جب نماز سے فارغ ہو تو اسے دو سو برس کے عمل کا اجر ملتا ہے۔(9)

حدیث ۴۸: طبرانی کبیر میں بروایت ثقات ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: جمعہ کا غسل

---

(5) سنن أبي داود، کتاب الطھارۃ، باب الرخصۃ في ترک الغسل یوم الجمعۃ، الحدیث: ۳۵۳، ج۱، ص۱۶۰

(6) سنن ابن ماجہ، أبواب اقامۃ الصلوات الخ، باب ماجاء في الزینۃ یوم الجمعۃ، الحدیث: ۱۰۹۸، ج۲، ص۱۶

(7) جامع الترمذي، أبواب الجمعۃ، باب ماجاء في السواک الخ، الحدیث: ۵۲۸، ج۲، ص۵۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ حق اگر وجوب کیلئے ہے تو منسوخ ہے کہ شروع میں جب مسلمانوں پر غریبی بہت تھی، موٹا پہنتے تھے، دھوپ میں کام کرتے تھے تب جمعہ کا غسل فرض تھا، پھر فرضیت منسوخ ہوگئی سنت باقی ہے اور اگر سنت مراد ہے تو حدیث محکم بعض علماء کے نزدیک غسل جمعہ ہر مسلمان کے لیئے سنت ہے نماز کو آئے یا نہ آئے، ان کا ماخذ یہ حدیث ہے مگر یہ دلیل کمزور ہے کیونکہ یہاں خطاب جمعہ پڑھنے والوں کے لیئے ہے، نیز ان کے ہاں بھی جمعہ نہ پڑھنے والوں کے لیئے خوشبو لگانا سنت نہیں۔

۲ـ یعنی اگر عطر خریدنے کی طاقت نہ ہو مگر اس کی تمنا ہو تو اسے غسل میں ہی اس کا ثواب بھی مل جائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ عطر کسی سے مانگو مت گھر میں ہو تو لگا لو ورنہ خیر۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۳۲۶)

(8) المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۹۲، ج۱۸، ص۱۳۹

(9) المعجم الاوسط، باب المیم، الحدیث: ۳۳۹۷، ج۲، ص۳۱۴

بال کی جڑوں سے خطائیں کھینچ لیتا ہے۔(10)

❁❁❁❁❁

(10) المعجم الکبیر ،الحدیث:۷۹۹۲،ج۸،ص۲۵۶

جمعہ کے لیے اوّل جانے کا ثواب اور گردن پھلانگنے کی ممانعت

حدیث ۴۹: بخاری و مسلم و ابو داود و ترمذی و مالک و نسائی و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، جیسے جنابت کا غسل ہے پھر پہلی ساعت میں جائے تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی کی اور جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گائے کی قربانی کی اور جو تیسری ساعت میں گیا اس نے سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی ساعت میں گیا گویا اس نے مرغی نیک کام میں خرچ کی اور جو پانچویں ساعت میں گیا گویا انڈا خرچ کیا، پھر جب امام خطبہ کو نکلا ملئکہ ذکر سننے حاضر ہوجاتے ہیں۔(1)

حدیث ۵۰ تا ۵۲: بخاری و مسلم و ابن ماجہ کی دوسری روایت انھیں سے ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے فرشتے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہوتے ہیں اور حاضر ہونے والے کو لکھتے ہیں سب میں پہلا پھر اس کے بعد والا، (اس کے بعد وہی ثواب جو اوپر کی روایت میں مذکور ہوئے ذکر کیے) پھر امام جب خطبہ کو نکلا فرشتے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں۔(2) اسی کے مثل سمرہ بن جندب و ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حدیث ۵۳: امام احمد و طبرانی کی روایت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، جب امام خطبہ کو نکلتا ہے تو فرشتے دفتر طے کر لیتے ہیں، کسی نے ان سے کہا، تو جو شخص امام کے نکلنے کے بعد آئے اس کا جمعہ نہ ہوا؟ کہا، ہاں ہوا تو لیکن وہ دفتر میں نہیں لکھا گیا۔(3)

حدیث ۵۴: جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم کی طرف پُل بنایا۔(4) اس حدیث

(1) صحیح البخاري، کتاب الجمعۃ، باب فضل الجمعۃ، الحدیث: ۸۸۱، ج۱، ص۳۰۵
والموطا لامام مالک، کتاب الجمعۃ، باب العمل في غسل یوم الجمعۃ، الحدیث: ۲۳۰، ج۱، ص۱۰۹

(2) صحیح البخاري، کتاب الجمعۃ، باب الاستماع الی الخطبۃ یوم الجمعۃ، الحدیث: ۹۲۹، ج۱، ص۳۱۹

(3) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث أبي امامۃ الباھلي، الحدیث: ۲۲۳۳۱، ج۸، ص۲۹۷

(4) جامع الترمذي، أبواب الجمعۃ، باب ماجاء في کراھیۃ التخطي یوم الجمعۃ، الحدیث: ۵۱۳، ج۲، ص۴۸

حدیث میں لفظ اُتُّخِذَ جِسْرًا واقع ہوا ہے اس کو معروف و مجہول دونوں طرح پڑھتے ہیں اور یہ ترجمہ معروف کا ہے اور مجہول پڑھیں تو مطلب یہ ہوگا کہ خود پل بنا دیا جائے گا یعنی جس طرح لوگوں کی گردنیں اس نے پھلانگی ہیں، اس کو قیامت کے دن جہنم میں جانے کا ←

کو ترمذی و ابن ماجہ معاذ بن انس جہنی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور تمام اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔

حدیث ۵۵: احمد و ابو داود و نسائی عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آئے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خطبہ فرما رہے تھے ارشاد فرمایا: بیٹھ جا! تو نے ایذا پہنچائی۔(5)

حدیث ۵۶: ابو داود عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: جمعہ میں تین قسم کے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ لغو کے ساتھ حاضر ہوا (یعنی کوئی ایسا کام کیا جس سے ثواب جاتا رہے مثلاً خطبہ کے وقت کلام کیا یا کنکریاں چھوئیں) تو اس کا حصہ جمعہ سے وہی لغو ہے اور ایک وہ شخص کہ اللہ سے دُعا کی تو اگر چاہے دے اور چاہے نہ دے اور ایک وہ کہ سکوت و انصات کے ساتھ حاضر ہوا اور کسی مسلمان کی نہ گردن پھلانگی نہ کسی کو ایذا دی تو جمعہ اس کے لیے کفارہ ہے، آئندہ جمعہ اور تین دن زیادہ تک۔(6)

پُل بنایا جائے گا کہ اس کے اوپر چڑھ کر لوگ جائیں گے۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مرقاۃ میں ہے کہ مؤلف سے اس نام سے بھول ہوئی کیونکہ معاذ ابن انس کے والد یعنی انس جہنی صحابی نہیں۔ حق یہ ہے کہ عبارت یوں ہے "عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ" یا یہاں "عَنْ اَبِيْهِ" درست نہیں۔ واللہ اعلم!
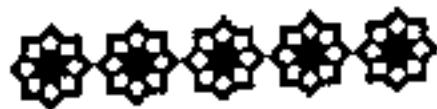
۲۔ یعنی یہ پھلانگنا سخت گناہ ہے اور دوزخ میں جانے کا ذریعہ کیونکہ اس میں مسلمانوں کی توہین بھی ہے اور ایذا بھی، ہاں اگر اگلی صفوں میں جگہ ہو اور لوگ سستی سے پیچھے بیٹھ گئے ہوں تو اس جگہ کو پُر کرنے کے لیئے آگے جا سکتا ہے کیونکہ یہاں قصور ان بیٹھنے والوں کا ہے نہ کہ اس کا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۶۱۹)

(5) سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ، الحدیث: ۱۱۱۸، ج ۱، ص ۴۱۳

(6) سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب الکلام والامام یخطب، الحدیث: ۱۱۱۳، ج ۱، ص ۴۱۱

مسائلِ فقہیّہ

جمعہ فرض عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔(1)
مسئلہ ۱: جمعہ پڑھنے کے لیے چھ شرطیں ہیں کہ ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو ہوگا ہی نہیں۔

❀❀❀❀❀

(1) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۵

(۱) مصر یا فنائے مصر

مصر وہ جگہ ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ (ضلع کا حصہ) ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ اپنے دبدبہ وسَطْوَت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر قدرت کافی ہے، اگرچہ ناانصافی کرتا اور بدلہ نہ لیتا ہو اور مصر کے آس پاس کی جگہ جو مصر کی مصلحتوں کے لیے ہو اسے فنائے مصر کہتے ہیں۔ جیسے قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں، اسٹیشن کہ یہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فنائے مصر میں ان کا شمار ہے اور وہاں جمعہ جائز۔(1)

---

(1) غنیۃ المتملي، فصل في صلاۃ الجمعۃ، ص۵۴۹۔۵۵۱، وغیرہا

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

جو جگہ خود شہر نہ ہو اُس میں صحت جمعہ کے لئے فنائے مصر ہونا ضرور ہے فنائے مصر حوالی شہر کے اُن مقامات کو کہتے ہیں جو مصالح شہر کے لئے رکھے گئے ہوں مثلاً وہاں شہر کی عیدگاہ یا شہر کے مقابر ہوں یا حفاظت شہر کے لئے جو فوج رکھی جاتی ہے اُس کی چھاونی یا شہر کی گھوڑ دوڑ یا چاند ماری کا میدان یا کچہریاں، اگرچہ مواضع شہر سے کتنے ہی میل ہوں اگرچہ بیچ میں کچھ کھیت حائل ہوں، اور جو نہ شہر ہے نہ فنائے شہر اس میں جمعہ پڑھنا حرام ہے اور نہ صرف حرام بلکہ باطل کہ فرضِ ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔

فی تنویر الابصار والدر المختار یشترط لصحتھا المصر، اوفنائہ وھو ماحولہ اتصل بہ اولا کما حررہ ابن الکمال وغیرہ لاجل مصالحہ کدفن الموتی ورکض الخیل ا۔ اھ ملخصا،

تنویر الابصار اور درمختار میں ہے کہ صحت جمعہ کے لئے شہر یا فنائے شہر کا ہونا ضروری ہے، اور فنا سے مراد وہ جگہ ہے جو شہر کے پاس شہریوں کی ضرورت کے لئے ہو، خواہ متصل ہو یا نہ ہو، جیسا کہ ابن الکمال وغیرہ نے تحریر کیا ہے، مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان اھ ملخصا

(اے درمختار باب الجمعہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۰۹)

فی ردالمحتار قد نص الائمۃ علی ان الفناء ما اعد لدفن الموتی وحوائج المصر کرکض الخیل والدواب وجمع العساکر والخروج للرمی وغیر ذلک ۲۔ اھ

ردالمحتار میں ہے کہ ائمہ نے اس بات پر تصریح کی ہے کہ فنا سے مراد وہ میدان ہے جو دفن موتی اور شہر کی ضروریات کے لئے بنائی گئی ہو مثلاً گھوڑ دوڑ اور چوپایوں کے لئے لشکر کے اجتماع کے لئے یا نشانہ بازی وغیرہ کے لئے ہو اھ،

(۲۔ ردالمحتار باب الجمعہ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۵۹۱)

وفی در المختار عن القنیۃ صلوۃ العید فی القری تکرہ تحریما ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر ←

....

شرط الصحۃ ۳ ؎

درمختار میں قنیہ سے ہے کہ دیہاتوں میں نماز عید مکروہ تحریمی ہے یعنی ایسے عمل مشغول ہونا ہے جو صحیح نہیں کیونکہ صحت عید کے لئے شہر کا ہونا شرط ہے (۳؎ درمختار باب العیدین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۱۴)

مصر کی یہ تعریف کہ جس کی اکبر مساجد میں وہاں کے اہل جمعہ نہ سمائیں اپنے ظاہر معنی پر ہمارے ائمہ کے مذہب متواتر کے خلاف ہے ولہذا محققین نے اسے رد فرمایا اور تصریح کی کہ اس تصریح پر خود مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ شہر سے خارج ہوئے جاتے ہیں اور ان میں جمعہ باطل ٹھہرتا ہے کہ ان کی مساجد کریمہ اپنے اہل کی ہمیشہ سے وسعت رکھتی ہے،

غنیۃ شرح منیہ علامہ ابراہیم حلبی میں ہے:

اختلفوا فی تفسیر المصر اختلافا کثیرا والفصل فی ذلك ان مکۃ والمدینہ مصران تقام بھما الجمع من زمنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی الیوم فکل موضع کان مثل احدھما فھو مصر وکل تفسیر لایصدق علی احدھما فھو غیر معتبر حتی التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار والوقایۃ وغیرھما وھو مالو اجتمع اھلہ فی اکبر مساجدہ لایسعھم فانہ منقوض بھما اذمسجد کل منھما یسع اھلہ وزیادۃ فلا یعتبر ھذا التعریف وبالاولی ان لایعتبر تعریفہ بما یعیش فہ کل محترف بحرفتہ اویوجد فیہ کلہ محترف فان مصر وقسطنطنیۃ من اعظم امصار الاسلام فی زماننا ومع ھذا فی کل منھما حرف لا توجد فی الاخری فضلا عن مکۃ والمدینۃ ۱؎ انتھی باختصار

تعریف شہر میں بہت زیادہ اختلاف ہے اور فیصلہ اس میں یہ ہے کہ مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ظاہری حیات سے لے کر آج تک جمعہ ادا کیا جاتا ہے تو ہر وہ مقام جو ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرح ہوگا وہ شہر کہلائے گا اور جو تفسیر شہر ان دونوں میں سے کسی ایک پر صادق نہ آئے گی وہ غیر معتبر ہوگی حتی کہ وہ تعریف جیسے متاخرین کی ایک جماعت مثلاً صاحب مختار اور صاحب وقایہ وغیرہ نے اختیار کی کہ (وہ مقام شہر ہوگا) اگر وہاں کی سب سے بڑی مسجد میں وہاں کے لوگ جمع ہو جائیں اور مسجد میں ان کی گنجائش نہ رہے، ان دونوں (مکہ و مدینہ) کی وجہ سے قابل اعتراض ہے کیونکہ ان دونوں کی مساجد وہاں کے مقیم بلکہ اس سے زائد لوگوں کی گنجائش رکھتی تھیں لہذا یہ تعریف معتبر نہیں، اور بطریق اولٰی شہر کی یہ تعریف غیر معتبر ہے کہ ہر وہ مقام جس میں ہو کاریگر اپنی صنعت کے ساتھ ہو یا وہاں ہر قسم کا کاریگر موجود ہوں کیونکہ ہمارے دور میں مصر اور قسطنطنیہ سلمانوں کے سب سے بڑے شہروں میں سے ہیں، باوجود اس کے دونوں میں سے ایک میں مخصوص صنعت ہے جو دوسرے میں نہیں چہ جائیکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہو، غنیۃ کی عبارت اختصاراً ختم ہوئی۔

(۱؎ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی صلٰوۃ الجمعۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۰)

منتقی الابحر میں ہے:

وقیل مالو اجتمع اھلہ فی اکبر مساجدہ لایسعھم ۲؎

لہٰذا جمعہ یا شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ میں یا ان کی فنا میں اور گاؤں میں جائز نہیں۔(2)

مسئلہ ۲: جس شہر پر کفار کا تسلط ہوگیا وہاں بھی جمعہ جائز ہے، جب تک دارالاسلام رہے۔(3)

مسئلہ ۳: مصر کے لیے حاکم کا وہاں رہنا ضرور ہے، اگر بطور دورہ وہاں آگیا تو وہ جگہ مصر نہ ہوگی، نہ وہاں جمعہ قائم کیا جائے گا۔(4)

ایک قول یہ ہے کہ اگر وہاں کے لوگ سب سے بڑی مسجد میں جمع ہوں تو ان کے لئے کافی نہ ہو

(۲۔ ملتقی الابحر باب الجمعۃ مطبوعہ موسسۃ رسالہ بیروت ۱/ ۱۴۳)

مجمع الانہر میں ہے:

اور دبصیغۃ التمریض لانہم قالوا ان ہذا الحد غیر صحیح عند المحققین اھ۔ واللہ تعالٰی اعلم

(اے مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب الجمعۃ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۲)

صیغہ تمریض لایا گیا ہے کیونکہ فقہاء نے فرمایا یہ تعریف محققین کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۳۶۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) غنیۃ المتملی، فصل فی صلاۃ الجمعۃ، ص ۵۴۹

(3) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب فی جواز استنابۃ الخطیب، ج ۳، ص ۱۶

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

دارالاسلام وہ ملک ہے کہ فی الحال اس میں اسلامی سلطنت ہو، یا اب نہیں تو پہلے تھی، اور غیر مسلم بادشاہ نے اس میں شعائر اسلام مثل جمعہ و عیدین واذان واقامت وجماعت باقی رکھے اور اگر شعائر کفر جاری کیے اور شعائر اسلام یک لخت اٹھادئے اور اس میں کوئی شخص امان اول پر باقی نہ رہا، اور وہ جگہ چاروں طرف سے دارالاسلام سے گھری ہوئی نہیں تو دارالحرب ہوجائے گا، جب تک یہ تینوں شرطیں جمع نہ ہوں کوئی دارالاسلام دارالحرب نہیں ہوسکتا۔(فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۳۶۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۷

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اور ظاہر کہ معنی متعارف میں شہر ومصر ومدینہ اُسی آبادی کو کہتے ہیں جس میں متعدد کوچے، محلے متعدد ودائمی بازار ہوتے ہیں، وہ پرگنہ ہوتا ہے اُس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہیں، عادۃً اس میں کوئی حاکم مقرر ہوتا ہے کہ فیصلہ مقدمات کرے، اپنی شوکت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔ اور جو بستیاں ایسی نہیں وہ قریہ ودِہ وموضع وگاؤں کہلاتی ہیں، شرعاً بھی یہی معنی متعارفہ مراد ومدار احکام جمعہ وغیرہا ہیں، ولہٰذا ہمارے امام اعظم وہمام اقدم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے شہر کی یہی تعریف ارشاد فرمائی،

علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

←

مسئلہ ۴: جو جگہ شہر سے قریب ہے مگر شہر کی ضرورتوں کے لیے نہ ہو اور اس کے اور شہر کے درمیان کھیت وغیرہ فاصل ہو تو وہاں جمعہ جائز نہیں اگرچہ اذان جمعہ کی آواز وہاں تک پہنچتی ہو۔ (5) مگر اکثر آئمہ کہتے ہیں کہ اگر اذان کی آواز پہنچتی ہو تو ان لوگوں پر جمعہ پڑھنا فرض ہے بلکہ بعض نے تو یہ فرمایا کہ اگر شہر سے دور جگہ ہو مگر بلا تکلیف واپس باہر جاسکتا ہو تو جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ (6) لہٰذا جو لوگ شہر کے قریب گاؤں میں رہتے ہیں انھیں چاہیے کہ شہر میں آکر جمعہ پڑھ جائیں۔

مسئلہ ۵: گاؤں کا رہنے والے شہر میں آیا اور جمعہ کے دن یہیں رہنے کا ارادہ ہے تو جمعہ فرض ہے اور اسی دن واپسی کا ارادہ ہو، زوال سے پہلے یا بعد تو فرض نہیں، مگر پڑھے تو مستحقِ ثواب ہے۔ یوہیں مسافر شہر میں آیا اور نیت اقامت نہ کی تو جمعہ فرض نہیں، گاؤں والا جمعہ کے لیے شہر کو آیا اور کوئی دوسرا کام بھی مقصود ہے تو اس سعی (یعنی جمعہ کے لیے آنے) کا بھی ثواب پائے گا اور جمعہ پڑھا تو جمعہ کا بھی۔ (7)

مسئلہ ۶: حج کے دنوں میں منیٰ میں جمعہ پڑھا جائے گا جبکہ خلیفہ یا امیر حجاز یعنی شریف مکہ وہاں موجود ہو اور امیر موسم یعنی وہ کہ حاجیوں کے لیے حاکم بنایا گیا ہے جمعہ نہیں قائم کرسکتا۔ حج کے علاوہ اور دنوں میں منیٰ میں جمعہ نہیں ہوسکتا اور عرفات میں مطلقاً نہیں ہوسکتا، نہ حج کے زمانہ میں، نہ اور دنوں میں۔ (8)

مسئلہ ۷: شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوسکتا ہے، خواہ وہ شہر چھوٹا ہو یا بڑا اور جمعہ دو مسجدوں میں ہو یا زیادہ۔ (9) مگر

فی تحفۃ الفقہاء عن ابی حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ انہ بلدۃ کبیرۃ فیھا سکک واسواق ولھا رساتیق وفیھا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ وعلمہ او علم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما تقع من الحوادث وھذا ھو الاصح اھ۔ (ا۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی صلوۃ الجمعۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۰)

تحفہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے شہر وہ ہوگا جو بڑا ہو اس میں سڑکیں، بازار، سرائے ہوں وہاں کوئی ایسا والی ہو جو اپنے دبدبہ، اپنے علم یا غیر کے علم کی وجہ سے ظالم سے مظلوم کو انصاف دلاسکیں، حوادثات میں لوگ اس کی طرف رجوع کریں اور یہی اصح ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۳۶۶۔۳۶۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج۱، ص ۱۴۵

(6) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص ۳۰

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج۱، ص ۱۴۵

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب، ج۳، ص ۴۴

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج۱، ص ۱۴۵

(9) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص ۱۸، والفتاوی الرضویۃ، ج۸، ص ۳۱۲

بلاضرورت بہت سی جگہ جمعہ قائم نہ کیا جائے کہ جمعہ شعائر اسلام سے ہے اور جامع جماعات ہے اور بہت سی مسجدوں میں ہونے سے وہ شوکت اسلامی باقی نہیں رہتی جو اجتماع میں ہوتی، نیز دفع حرج کے لیے تعدد جائز رکھا گیا ہے تو خواہ مخواہ جماعت پراگندہ کرنا اور محلہ محلہ جمعہ قائم کرنا نہ چاہیے۔ نیز ایک بہت ضروری امر جس کی طرف عوام کو بالکل توجہ نہیں، یہ ہے کہ جمعہ کو اور نمازوں کی طرح سمجھ رکھا ہے کہ جس نے چاہا نیا جمعہ قائم کرلیا اور جس نے چاہا پڑھا دیا یہ ناجائز ہے، اس لیے کہ جمعہ قائم کرنا بادشاہِ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے، اس کا بیان آگے آتا ہے اور جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا فقیہ سُنی صحیح العقیدہ ہو، احکام شرعیہ جاری کرنے میں سُلطان اسلام کے قائم مقام ہے، لہٰذا وہی جمعہ قائم کرے بغیر اس کی اجازت کے نہیں ہوسکتا اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں، عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے نہ یہ ہوسکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کرلیں ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔

مسئلہ ۸: ظہر احتیاطی (کہ جمعہ کے بعد چار رکعت نماز اس نیت سے کہ سب میں پچھلی ظہر جس کا وقت پایا اور نہ پڑھی) خاص لوگوں کے لیے ہے جن کو فرض جمعہ ادا ہونے میں شک نہ ہو اور عوام کہ اگر ظہر احتیاطی پڑھیں تو جمعہ کے ادا ہونے میں انھیں شک ہوگا وہ نہ پڑھیں اور اس کی چاروں رکعتیں بھری پڑھی جائیں اور بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی پچھلی چار سنتیں پڑھ کر ظہر احتیاطی پڑھیں پھر دو سنتیں اور ان چھ سنتوں میں سنت وقت کی نیت کریں۔(10)

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر في صلاۃ الجمعۃ، ج۱، ص۱۴۵ وصغیری، فصل في صلاۃ الجمعۃ، ص۲۷۸، وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في نیۃ آخر ظھر بعد صلاۃ الجمعۃ، ج۳، ص۲۱، و الفتاوی الرضویۃ، ج۸، ص۲۹۳

(۲) سلطان اسلام یا اس کا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا (1)

مسئلہ ۹: سلطان عادل ہو یا ظالم جمعہ قائم کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر زبردستی بادشاہ بن بیٹھا یعنی شرعاً اس کو حق امامت نہ ہو، مثلاً قرشی نہ ہو یا اور کوئی شرط مفقود ہو تو یہ بھی جمعہ قائم کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر عورت بادشاہ بن بیٹھی تو اس کے حکم سے جمعہ قائم ہوگا، یہ خود نہیں قائم کرسکتی۔ (2)

(1) الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۴۵

(2) الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في صحة الجمعة الخ، ج ۳، ص ۹، وغيرهما

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مسلمانو! نماز حکمِ شرعی ہے احکامِ شرع کے مطابق ہی ہوسکتی ہے کوئی خانگی معاملہ نہیں کہ جس نے جب چاہا کرلیا، حکمِ شرعی یہ ہے کہ اقامتِ جمعہ کے لئے سلطانِ اسلام یا اُس کا نائب یا اُس کا ماذون شرط ہے اور جہاں سلطانِ اسلام نہ ہو عالم دین فقیہ معتمد اعلم اہل بلد کے اذن سے امامِ جمعہ وعیدین مقرر ہوسکتا ہے اور جہاں یہ بھی نہ ہو تو بمجبوری جسے وہاں کے عامہ مسلمین انتخاب کرلیں وہ امامت جمعہ یا عیدین کرسکتا ہے ہر شخص کو اختیار نہیں کہ بطورِ خود یا ایک دو یا دس بیس یا سو پچاس کے کہے سے امامِ جمعہ یا عیدین بن جائے ایسا شخص اگرچہ اس کا عقیدہ بھی صحیح ہو اور عمل میں بھی فسق وفجور نہ ہو جب بھی امامتِ جمعہ وعیدین نہیں کرسکتا اگر کرے گا نماز اُس کے پیچھے باطل محض ہوگی کہ اُن تین طریقوں میں سے ایک وجہ کا امام یہاں شرطِ صحت نماز تھا جب شرط مفقود مشروط مفقود ولہذا صورتِ مسئولہ میں پہلے لوگوں کا جمعہ باطل محض ہوا اور دوسرے لوگوں کا صحیح۔ دُرِمختار میں ہے: يشترط لصحتها السلطان او مامورہ باقامتها ا۔ جمعہ کی صحت کے لئے سلطان یا اس شخص کا ہونا جس کو سلطان نے اقامتِ جمعہ کی اجازت دی ہو ضروری ہے (ا۔ دُرِمختار، باب الجمعۃ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۰۹)

حدیقہ ندیہ میں ہے:

اذا خلا الزمان من سلطان ذی كفاية فالامور موكلة الى العلماء ويلزم الامة الرجوع اليهم ويصيرون ولاة فاذا عسر جمعهم على واحد استقل كل قطر باتباع علمائه فان كثروا فالمتبع اعلمهم ٢۔

جب زمانہ کامل سلطان سے خالی ہو جائے تو معاملات علماء کے سپرد ہوں گے اور امت پر علماء کی طرف رجوع لازم ہوگا اور علماء والی بن جائیں گے اور جب علماء کا کسی ایک معاملہ پر اجماع واتفاق مشکل ہو جائے تو لوگ اپنے اپنے علاقے کے علماء کی اتباع کریں، اگر علاقے کے علماء کی کثرت ہو تو پھر ان میں سے بڑے عالم کی اتباع کریں

(۲۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النوع الثالث من انواع العلوم الثلاثۃ الخ مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۳۵۱)

تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

←

مسئلہ ۱۰: بادشاہ نے جسے جمعہ کا امام مقرر کر دیا وہ دوسرے سے بھی پڑھوا سکتا ہے اگرچہ اسے اس کا اختیار نہ دیا ہو کہ دوسرے سے پڑھوا دے۔(3)

مسئلہ ۱۱: امام جمعہ کی بلا اجازت کسی نے جمعہ پڑھایا اگر امام یا وہ شخص جس کے حکم سے جمعہ قائم ہوتا ہے شریک ہوگیا تو ہو جائے گا ورنہ نہیں۔(4)

مسئلہ ۱۲: حاکم شہر کا انتقال ہوگیا یا فتنہ کے سبب کہیں چلا گیا اور اس کے خلیفہ (ولی عہد) یا قاضی ماذون نے جمعہ قائم کیا جائز ہے۔(5)

مسئلہ ۱۳: کسی شہر میں بادشاہ اسلام وغیرہ جس کے حکم سے جمعہ قائم ہوتا ہے نہ ہوتو عام لوگ جسے چاہیں امام بنادیں۔یوہیں اگر بادشاہ سے اجازت نہ لے سکتے ہوں جب بھی کسی کو مقرر کر سکتے ہیں۔(6)

مسئلہ ۱۴: حاکم شہر نابالغ یا کافر ہے اور اب وہ نابالغ بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا تو اب بھی جمعہ قائم کرنے کا ان کو حق نہیں، البتہ اگر جدید حکم ان کے لیے آیا یا بادشاہ نے کہہ دیا تھا کہ بالغ ہونے یا اسلام لانے کے بعد جمعہ قائم کرنا تو قائم کر سکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۱۵: خطبہ کی اجازت جمعہ کی اجازت ہے اور جمعہ کی اجازت خطبہ کی اجازت ہے اگرچہ کہہ دیا ہو کہ خطبہ پڑھنا اور جمعہ نہ قائم کرنا۔(8)

مسئلہ ۱۶: بادشاہ لوگوں کو جمعہ قائم کرنے سے منع کر دے تو لوگ خود قائم کر لیں اور اگر اس نے کسی شہر کی شہریت

(نصب العامة) الخطیب غیر معتبر مع وجود من ذکر ۳؎ ـ واللہ تعالی اعلم

(۳؎ دُرِمختار شرح تنویر الابصار باب الجمعہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۱۰)

(عام لوگوں کا مقرر کرنا) خطیب کو معتبر نہیں جبکہ مذکورہ لوگوں میں سے کوئی ایک موجود ہو۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۶۳۵ ـ ۶۳۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۱۰

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب فی جواز استنابۃ الخطیب، ج ۳، ص ۱۴

(5) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۱۴

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج ۱، ص ۱۴۶

(7) المرجع السابق

(8) المرجع السابق

باطل کر دی تو لوگوں کو اب جمعہ پڑھنے کا اختیار نہیں۔ (9) یہ اس وقت ہے کہ بادشاہِ اسلام نے شہریت باطل کی ہو اور کافر نے باطل کی تو پڑھیں۔

مسئلہ ۱۷: امام جمعہ کو بادشاہ نے معزول کر دیا تو جب تک معزولی کا پروانہ نہ آئے یا خود بادشاہ نہ آئے معزول نہ ہوگا۔(10)

مسئلہ ۱۸: بادشاہ سفر کر کے اپنے ملک کے کسی شہر میں پہنچا تو وہاں جمعہ خود قائم کرسکتا ہے۔(11)

❀❀❀❀❀

---

(9) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في جواز استنابۃ الخطیب، ج۳، ص۱۶

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر في صلاۃ الجمعۃ، ج۱، ص۱۴۶

(11) المرجع السابق

(۳) وقت ظہر

یعنی وقت ظہر میں نماز پوری ہو جائے تو اگر اثنائے نماز میں اگرچہ تشہد کے بعد عصر کا وقت آ گیا جمعہ باطل ہو گیا ظہر کی قضا پڑھیں۔(1)

مسئلہ ۱۹: مقتدی نماز میں سو گیا تھا آنکھ اس وقت کھلی کہ امام سلام پھیر چکا ہے تو اگر وقت باقی ہے جمعہ پورا کرلے ورنہ ظہر کی قضا پڑھے یعنی نئے تحریمہ سے۔(2) یونہی اگر اتنی بھیڑ تھی کہ رکوع وسجود نہ کر سکا یہاں تک کہ امام نے سلام پھیر دیا تو اس میں بھی وہی صورتیں ہیں۔(3)

❀❀❀❀❀

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج۱، ص۱۴۶

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

جمعہ وظہر کا ایک ہی وقت ہے یعنی جب تک سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل نہ پہنچے جمعہ وظہر دونوں کا وقت باقی رہتا ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج۵، ص۳۳۳، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج۱، ص۱۴۶

(3) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۲۰

(۴) خطبہ

مسئلہ ۲۰: خطبہ جمعہ میں شرط یہ ہے، کہ:

(۱) وقت میں ہو اور

(۲) نماز سے پہلے اور

(۳) ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لیے شرط ہے یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد اور

(۴) اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سُن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو اگر زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا یا تنہا پڑھا یا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوا اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھا یا حاضرین دور ہیں کہ سنتے نہیں یا مسافر یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مرد ہیں تو ہو جائے گا۔(1)

مسئلہ ۲۱: خطبہ ذکر الٰہی کا نام ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا سُبْحٰنَ اللہ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔(2)

مسئلہ ۲۲: چھینک آئی اور اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا یا تعجب کے طور پر سُبْحٰنَ اللہ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا تو فرض ادا نہ ہوا۔(3)

مسئلہ ۲۳: خطبہ و نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔(4)

مسئلہ ۲۴: سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں اگر دونوں مل کر طوال مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصاً جاڑوں (سردیوں) میں۔(5)

مسئلہ ۲۵: خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں:

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في نیۃ آخر ظھر بعد صلاۃ الجمعۃ، ج۳،ص۲۱

(2) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳،ص۲۲، وغیرہ

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر في صلاۃ الجمعۃ، ج۱،ص۱۴۶

(4) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳،ص۲۷

(5) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳،ص۲۳

(۱) خطیب کا پاک ہونا۔

(۲) کھڑا ہونا۔

(۳) خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا۔

(۴) خطیب کا منبر پر ہونا۔ اور

(۵) سامعین کی طرف مونھ۔ اور

(۶) قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو۔

(۷) حاضرین کا متوجہ بامام ہونا۔

(۸) خطبہ سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ آہستہ پڑھنا۔

(۹) اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں۔

(۱۰) الحمد سے شروع کرنا۔

(۱۱) اللہ عزوجل کی ثنا کرنا۔

(۱۲) اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا۔

(۱۳) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود بھیجنا۔

(۱۴) کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔

(۱۵) پہلے خطبہ میں وعظ ونصیحت ہونا۔

(۱۶) دوسرے میں حمد وثنا وشہادت ودرود کا اعادہ کرنا۔

(۱۷) دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا۔

(۱۸) دونوں خطبے ہلکے ہونا۔

(۱۹) دونوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔ مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین وعمّین مکرمین حضرت حمزہ وحضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو بہتر یہ ہے کہ دوسرا خطبہ اس سے شروع کریں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. (6)

---

(6) حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے، ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں ←

(۲۰) مرد اگر امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف مونھ کرے اور دہنے بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے۔ اور
(۲۱) امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگے، البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جاسکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔
(۲۲) خطبہ سننے کی حالت میں دو زانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔ (7)

مسئلہ ۲۶: بادشاہ اسلام کی ایسی تعریف جو اس میں نہ ہو حرام ہے، مثلاً مالک رقاب الامم کہ یہ محض جھوٹ اور حرام ہے۔ (8)

مسئلہ ۲۷: خطبہ میں آیت نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا یا اثنائے خطبہ میں کلام کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر خطیب نے نیک بات کا حکم کیا یا بری بات سے منع کیا تو اسے اس کی ممانعت نہیں۔ (9)

مسئلہ ۲۸: غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط کرنا خلاف سنت متوارثہ ہے۔ یوہیں خطبہ میں اشعار پڑھنا بھی نہ چاہیے اگرچہ عربی ہی کے ہوں، ہاں دو ایک شعر پند و نصائح کے اگر کبھی پڑھ لے تو حرج نہیں۔

اور اس پر توکل کرتے ہیں اور اللہ (عزوجل) کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی برائی سے اور اپنے اعمال کی بدی سے جسکو اللہ (عزوجل) ہدایت کرے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو گمراہ کرے اسے ہدایت کرنے والا کوئی نہیں۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج ۱، ص ۱۴۶، ۱۴۷
والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۲۳ ۔ ۲۶

(8) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۲۴

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج ۱، ص ۱۴۶

(۵) جماعت یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد

مسئلہ ۲۹: اگر تین غلام یا مسافر یا بیمار یا گونگے یا ان پڑھ مقتدی ہوں تو جمعہ ہو جائے گا اور صرف عورتیں یا بچے ہوں تو نہیں۔(1)

مسئلہ ۳۰: خطبہ کے وقت جو لوگ موجود تھے وہ بھاگ گئے اور دوسرے تین شخص آ گئے تو ان کے ساتھ امام جمعہ پڑھے یعنی جمعہ کی جماعت کے لیے انھیں لوگوں کا ہونا ضروری نہیں جو خطبہ کے وقت حاضر تھے بلکہ ان کے غیر سے بھی ہو جائے گا۔(2)

مسئلہ ۳۱: پہلی رکعت کا سجدہ کرنے سے پیشتر سب مقتدی بھاگ گئے یا صرف دو رہ گئے تو جمعہ باطل ہو گیا سرے سے ظہر کی نیت باندھے اور اگر سب بھاگ گئے مگر تین مرد باقی ہیں یا سجدہ کے بعد بھاگے یا تحریمہ کے بعد بھاگ گئے تھے مگر پہلے رکوع میں آ کر شامل ہو گئے یا خطبہ کے بعد بھاگ گئے اور امام نے دوسرے تین مردوں کے ساتھ جمعہ پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ جائز ہے۔(3)

مسئلہ ۳۲: امام نے جب اَللّٰہُ اَکْبَر کہا اس وقت مقتدی باوضو تھے مگر انہوں نے نیت نہ باندھی پھر یہ سب بے وضو ہو گئے اور دوسرے لوگ آ گئے یہ چلے گئے تو ہو گیا اور اگر تحریمہ ہی کے وقت سب مقتدی بے وضو تھے پھر اور لوگ آ گئے تو امام سرے سے تحریمہ باندھے۔(4)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج۱، ص۱۴۸

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک صحتِ نماز جمعہ کے لئے امام کے سوا تین مرد عاقل بالغ درکار ہیں اس سے کم میں جائز نہیں زیادہ کی ضرورت نہیں۔

فی التنویر والجماعۃ اقلھا ثلثۃ رجال سوی الامام ۳ ـ واللہ تعالیٰ اعلم

تنویر میں ہے جماعت کے لئے امام کے علاوہ کم از کم تین مردوں کا ہونا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳ ـ درمختار باب الجمعۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی بھارت ۱/۱۱۱) (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۳۰۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۲۷

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب فی قول الخطیب الخ، ج۳، ص۲۷

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج۱، ص۱۴۸

(٦) اذن عام

یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی کی روک ٹوک نہ ہو، اگر جامع مسجد میں جب لوگ جمع ہو گئے دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھا نہ ہوا۔(1)

(1) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اذن عام کہ صحتِ جمعہ کے لئے شرط ہے، اُس کے یہ معنی کہ جمعہ قائم کرنے والوں کی طرف سے اُس شہر کے تمام اہل جمعہ کے لئے وقت جمعہ حاضری جمعہ کی اجازت عام ہو تو وقت جمعہ کے سوا باقی اوقات نماز میں بھی بندش ہو تو کچھ مضر نہیں نہ کہ صرف رات کے ساڑھے نو بجے سے صبح پانچ بجے تک، کتب مذہب میں تصریح ہے کہ بادشاہ اپنے قلعہ یا مکان میں حاضری جمعہ کا اذنِ عام دے کر جمعہ پڑھے تو صحیح ہے حالانکہ قصر وقلعہ شاہی عام اوقات میں گزرگاہ عام نہیں ہو سکتے،

کافی شرح وافی میں ہے:

السلطان اذا اراد ان یصلی بحشمه فی داره فان فتح بابها واذن للناس اذنا عاما جازت صلوته شهدتها العامة اولا ا۔

بادشاہ اپنے دبدبہ کی وجہ سے اپنے دار میں نماز ادا کرنا چاہتا ہو اگر اس دار کا دروازہ کھول دیا جائے اور لوگوں کو وہاں داخل ہونے کا اذن عام ہو گیا تو اس کی نماز درست ہو جائے گی خواہ عوام شریک ہوں یا نہ ہوں

(ا۔ ردالمحتار بحوالہ الکافی باب الجمعۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ا/٦٠١)

اور بے پاس کسی چیز کی باہر لانے کی ممانعت تو یہاں سے کچھ علاقہ ہی رکھتی ہے کہ وہ خروج سے منع ہے نہ دخول سے یونہی مزدوروں یا سیر والوں یا خریداروں کو اجازت عام ہونا کچھ مفید نہیں کہ وقت نماز بہر نماز اہل نماز کو اجازت چاہیے اوروں کو ہونے نہ ہونے سے کیا کام، اور اذن اگر چہ انھیں لوگوں کا شرط ہے جو اس جمعہ کی اقامت کرتے ہیں،

ردالمحتار میں ہے:

المراد الاذن من مقیمها ٢۔ (جمعہ قائم کرنے کی اجازت مراد ہے۔ت)

(٢۔ ردالمحتار بحوالہ الکافی باب الجمعۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ا/٦٠١)

مگر یہ ظاہر کہ تحقق معنی اذن کے لئے اُس مکان کا صالح اذن عام ہونا بھی ضرور، ورنہ اگر کچھ لوگ قصر شاہی یا کسی امیر کے گھر میں جمع ہو کر اذان واعلان جمعہ پڑھیں اور اپنی طرف سے تمام اہل شہر کو آنے کی اجازت عامہ دے دیں

مگر بادشاہ امیر کی طرف سے دروازہ پر پہرے بیٹھے ہوں عام حاضری کی مزاحمت ہو تو مقیمین کا وہ اذن عام محض لفظ بے معنی ہوگا ←

مسئلہ ۳۳: بادشاہ نے اپنے مکان میں جمعہ پڑھا اور دروازہ کھول دیا لوگوں کو آنے کی عام اجازت ہے تو ہوگیا لوگ آئیں یا نہ آئیں اور دروازہ بند کر کے پڑھا یا دربانوں کو بٹھا دیا کہ لوگوں کو آنے نہ دیں تو جمعہ نہ ہوا۔(2)

مسئلہ ۳۴: عورتوں کو اگر مسجد جامع سے روکا جائے تو اذن عام کے خلاف نہ ہوگا کہ ان کے آنے میں خوف فتنہ ہے۔(3)

جمعہ واجب ہونے کے لیے گیارہ شرطیں ہیں۔ ان میں سے ایک بھی معدوم ہو تو فرض نہیں پھر بھی اگر پڑھے گا تو

وہ زبان سے اذن عام کہتے اور دل میں خود جانتے ہوں گے کہ یہاں اذن عام نہیں ہوسکتا۔ پس مانحن فیہ میں دو باتیں محل نظر رہیں:

اولاً اُس قلعہ کا صالح اذن عام ہونا یعنی اگر تمام اہل شہر اُسی قلعہ میں جمعہ پڑھنا چاہیں تو کوئی ممانعت نہ کرے،

طحطاوی میں ہے:

لو ارادا الصلوٰۃ داخلها ودخلوها جميعا لم يمنعوا ا۔

اگر لوگوں نے قلعہ کے اندر نماز کا ارادہ کرلیا اور تمام اس کے اندر داخل ہو گئے تو انھیں منع نہ کیا جائے۔

(ا۔ طحطاوی علی الدر المختار باب الجمعۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۳۴۴)

اگر ایسا ہے تو بیشک وہ قلعہ صالح اذن عام ہے اور ایسی حالت میں دروازہ پر چوکی پہرہ ہونا کچھ مضر نہ ہوگا کہ پہرا وہی مانع ہے جو مانع دخول ہو، ولہذا کافی میں بصورت عدم جواز صرف اجلس البوابین (پہرے دار بیٹھا دیئے۔ ت) نہ فرمایا بلکہ ليمنعوا عن الدخول ۲۔ (تاکہ دخول سے منع کریں۔ ت) بڑھایا، (۲۔ ردالمحتار بحوالہ الکافی باب الجمعۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۶۰۱)

یونہی رحمانیہ میں محیط سے منقول:

ان اجلس البوابين عليها ليمنوا عن الدخول لم يجزهم الجمعة ۳۔

اس نے پہرے داروں کو دروازوں پر داخلے سے منع کرنے کے لئے بٹھا دیا تو اب جمعہ جائز نہ ہوگا۔ (۳۔ رحمانیۃ عن المحیط)

تو صرف شوکت شاہی یا اُس قانون کی رعایت کو کہ بے پاس کوئی اندر سے باہر نہ جائے، پہرا ہونا مکان کو صلاحیت اذن عام سے خارج نہیں کرتا اور اگر اجازت سو پچاس یا ہزار دو ہزار کسی حد تک محدود ہے جیسا کہ بعض الفاظ سوال سے مستفاد، اگر تمام جماعات شہر جانا چاہیں نہیں جانے دیں گے تو وہ مکان بندش کا ہے اُس میں جمعہ نہیں ہوسکتا بدائع میں اشتراط اذن عام کی دلیل میں فرمایا:

يسمى جمعة لاجتماع الجماعات فيها فاقتضى ان تكون الجماعات كلها مأذونين بالحضور اذنا عاما تحقيقا لمعنى الاسم ۴۔ (۴۔ بدائع الصنائع فصل شرائط الجمعۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۶۹)

جمعہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تمام جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے اس کا تقاضا ہے کہ اس میں تمام جماعتوں کو آنے کی اجازت ہوتا کہ نام کے معنی کا ثبوت ہو۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۸۸۔۲۸۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) المرجع السابق

(3) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب فی قول الخطیب الخ، ج ۳، ص ۲۹

ہوجائے گا بلکہ مرد عاقل بالغ کے لیے جمعہ پڑھنا افضل ہے اور عورت کے لیے ظہر افضل، ہاں عورت کا مکان اگر مسجد سے بالکل متصل ہے کہ گھر میں امام مسجد کی اقتدا کرسکے تو اس کے لیے بھی جمعہ افضل ہے اور نابالغ نے جمعہ پڑھا تو نفل ہے کہ اس پر نماز فرض ہی نہیں۔(4)

(۱) شہر میں مقیم ہونا

(۲) صحت یعنی مریض پر جمعہ فرض نہیں مریض سے مراد وہ ہے کہ مسجد جمعہ تک نہ جاسکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا۔(5) شیخ فانی مریض کے حکم میں ہے۔(6)

مسئلہ ۳۵: جو شخص مریض کا تیماردار ہو، جانتا ہے کہ جمعہ کو جائے گا تو مریض دقتوں میں پڑ جائے گا اور اس کا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا تو اس تیماردار پر جمعہ فرض نہیں۔(7)

(۳) آزاد ہونا۔ غلام پر جمعہ فرض نہیں اور اس کا آقا منع کرسکتا ہے۔(8)

مسئلہ ۳۶: مکاتب غلام پر جمعہ واجب ہے۔ یوہیں جس غلام کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہو باقی کے لیے سعایت کرتا ہو یعنی بقیہ آزاد ہونے کے لیے کما کر اپنے آقا کو دیتا ہو اس پر بھی جمعہ فرض ہے۔(9)

مسئلہ ۳۷: جس غلام کو اس کے مالک نے تجارت کرنے کی اجازت دی ہو یا اس کے ذمہ کوئی خاص مقدار کما کر لانا مقرر کیا ہو اس پر جمعہ واجب ہے۔(10)

مسئلہ ۳۸: مالک اپنے غلام کو ساتھ لے کر، مسجد جامع کو گیا اور غلام کو دروازہ پر چھوڑا کہ سواری کی حفاظت کرے تو اگر جانور کی حفاظت میں خلل نہ آئے پڑھ لے۔(11)

مسئلہ ۳۹: مالک نے غلام کو جمعہ پڑھنے کی اجازت دے دی جب بھی واجب نہ ہوا اور بلا اجازت مالک اگر

---

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج۳،ص۳۰

(5) غنیۃ المتملي، فصل في صلاۃ الجمعۃ، ص۵۴۸

(6) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳،ص۳۱

(7) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳،ص۳۱، وغیرہ

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر في صلاۃ الجمعۃ، ج۱،ص۱۴۴

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر في صلاۃ الجمعۃ، ج۱،ص۱۴۴
والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳،ص۳۱

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر في صلاۃ الجمعۃ، ج۱،ص۱۴۴

(11) المرجع السابق

جمعہ یا عید کو گیا اگر جانتا ہے کہ مالک ناراض نہ ہوگا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔(12)

مسئلہ ۴۰: نوکر اور مزدور کو جمعہ پڑھنے سے نہیں روک سکتا، البتہ اگر مسجد جامع دور ہے تو جتنا حرج ہوا ہے اس کی مزدوری میں کم کرسکتا ہے اور مزدور اس کا مطالبہ بھی نہیں کرسکتا۔(13)

(۴) مرد ہونا

(۵) بالغ ہونا

(۶) عاقل ہونا۔ یہ دونوں شرطیں خاص جمعہ کے لیے نہیں بلکہ ہر عبادت کے وجوب میں عقل و بلوغ شرط ہے۔

(۷) انکھیارا ہونا۔(14)

مسئلہ ۴۱: یک چشم اور جس کی نگاہ کمزور ہو اس پر جمعہ فرض ہے۔ یوہیں جو اندھا مسجد میں اذان کے وقت باوضو ہو اس پر جمعہ فرض ہے اور وہ نابینا جو خود مسجد جمعہ تک بلاتکلف نہ جاسکتا ہو اگرچہ مسجد تک کوئی لے جانے والا ہو، اُجرت مثل پر لے جائے یا بلا اُجرت اس پر جمعہ فرض نہیں۔(15)

مسئلہ ۴۲: بعض نابینا بلا تکلف بغیر کسی کی مدد کے بازاروں راستوں میں چلتے پھرتے ہیں اور جس مسجد میں چاہیں بلا پوچھے جاسکتے ہیں ان پر جمعہ فرض ہے۔(16)

(۸) چلنے پر قادر ہونا۔

مسئلہ ۴۳: اپاہج پر جمعہ فرض نہیں، اگرچہ کوئی ایسا ہو کہ اسے اٹھا کر مسجد میں رکھ آئے گا۔(17)

مسئلہ ۴۴: جس کا ایک پاؤں کٹ گیا ہو یا فالج سے بیکار ہوگیا ہو، اگر مسجد تک جاسکتا ہو تو اس پر جمعہ فرض ہے ورنہ نہیں۔(18)

(۹) قید میں نہ ہونا، مگر جب کہ کسی دَین کی وجہ سے قید کیا گیا اور مالدار ہے یعنی ادا کرنے پر قادر ہے تو اس پر فرض

---

(12) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج ۳، ص ۳۲

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر في صلاۃ الجمعۃ، ج ۱، ص ۱۴۴

(14) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج ۳، ص ۳۲

(15) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج ۳، ص ۳۲

(16) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج ۳، ص ۳۲

(17) المرجع السابق

(18) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۳۲، وغیرہ

ہے۔(19)

(۱۰) بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا، مفلس قرضدار کو اگر قید کا اندیشہ ہو تو اس پر فرض نہیں۔(20)

(۱۱) مینھ یا آندھی یا اولے یا سردی کا نہ ہونا یعنی اسقدر کہ ان سے نقصان کا خوف صحیح ہو۔(21)

مسئلہ ۴۵: جمعہ کی امامت ہر مرد کر سکتا ہے جو اور نمازوں میں امام ہو سکتا ہو اگرچہ اس پر جمعہ فرض نہ ہو جیسے مریض مسافر غلام۔(22) یعنی جبکہ سلطان اسلام یا اس کا نائب یا جس کو اس نے اجازت دی بیمار ہو یا مسافر تو یہ سب نماز جمعہ پڑھا سکتے ہیں یا انہوں نے کسی مریض یا مسافر یا غلام یا کسی لائق امامت کو اجازت دی ہو یا بضرورت عام لوگوں نے کسی ایسے کو امام مقرر کیا ہو جو امامت کر سکتا ہو، یہ نہیں کہ بطور خود جس کا جی چاہے جمعہ پڑھادے کہ یوں جمعہ نہ ہوگا۔

مسئلہ ۴۶: جس پر جمعہ فرض ہے اسے شہر میں جمعہ ہو جانے سے پہلے ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، بلکہ امام ابن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حرام ہے اور پڑھ لیا جب بھی جمعہ کے لیے جانا فرض ہے اور جمعہ ہو جانے کے بعد ظہر پڑھنے میں کراہت نہیں، بلکہ اب تو ظہر ہی پڑھنا فرض ہے، اگر جمعہ دوسری جگہ نہ مل سکے مگر جمعہ ترک کرنے کا گناہ اس کے سر رہا۔(23)

مسئلہ ۴۷: یہ شخص کہ جمعہ ہونے سے پہلے ظہر پڑھ چکا تھا نادم ہو کر گھر سے جمعہ کی نیت سے نکلا اگر اس وقت امام نماز میں ہو تو نماز ظہر جاتی رہی، جمعہ مل جائے تو پڑھ لے ورنہ ظہر کی نماز پھر پڑھے اگرچہ مسجد دور ہونے کے سبب جمعہ نہ ملا ہو۔(24)

مسئلہ ۴۸: مسجد جامع میں یہ شخص ہے جس نے ظہر کی نماز پڑھ لی ہے اور جس جگہ نماز پڑھی وہیں بیٹھا ہے تو جب تک جمعہ شروع نہ کرے ظہر باطل نہیں اور اگر بقصد جمعہ وہاں سے ہٹا تو باطل ہوگئی۔(25)

مسئلہ ۴۹: یہ شخص اگر مکان سے نکلا ہی نہیں یا کسی اور ضرورت سے نکلا یا امام کے فارغ ہونے کے وقت یا فارغ

---

(19) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج۳، ص۳۳

(20) المرجع السابق

(21) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج۳، ص۳۳

(22) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۳۳

(23) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج۳، ص۳۳

(24) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۳۴

(25) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج۳، ص۳۴

ہونے کے بعد نکلا یا اس دن جمعہ پڑھا ہی نہ گیا یا لوگوں نے جمعہ پڑھنا تو شروع کیا تھا مگر کسی حادثہ کے سبب پورا نہ کیا تو ان سب صورتوں میں ظہر باطل نہیں۔(26)

مسئلہ ۵۰: جن صورتوں میں ظہر باطل ہونا کہا گیا اس سے مراد فرض جاتا رہنا ہے کہ یہ نماز اب نفل ہوگئی۔(27)

مسئلہ ۵۱: جس پر جمعہ فرض تھا اس نے ظہر کی نماز میں امامت کی پھر جمعہ کو نکلا تو اس کی ظہر باطل ہے مگر مقتدیوں میں جو جمعہ کو نکلا اس کے فرض باطل نہ ہوئے۔(28)

مسئلہ ۵۲: جس پر کسی عذر کے سبب جمعہ فرض نہ ہو وہ اگر ظہر پڑھ کر جمعہ کے لیے نکلا تو اس کی نماز بھی جاتی رہی، ان شرائط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہوئیں۔(29)

مسئلہ ۵۳: مریض یا مسافر یا قیدی یا کوئی اور جس پر جمعہ فرض نہیں ان لوگوں کو بھی جمعہ کے دن شہر میں جماعت کے ساتھ ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ جمعہ ہونے سے پیشتر جماعت کریں یا بعد میں۔ یوہیں جنھیں جمعہ نہ ملا وہ بھی بغیر اذان واقامت ظہر کی نماز تنہا تنہا پڑھیں، جماعت ان کے لیے بھی ممنوع ہے۔(30)

---

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج۱، ص۱۴۹

(27) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۳۵

(28) المرجع السابق

(29) المرجع السابق

(30) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

کرہ تحریما لمعذور ومسجون ومسافر اداء ظہر بجماعۃ فی مصر قبل الجمعۃ وبعدھا لتقلیل الجماعۃ وصورۃ المعارضۃ[۴]۔

جمعہ سے پہلے اور اس کے بعد شہر میں معذور، قیدی اور مسافر کا جماعت کے ساتھ ظہر ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اس میں قلت جماعت اور صورت تعارض لازم آتی ہے۔(۴؎ درمختار الباب السادس عشر فی صلوۃ الجمعۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی بھارت ۱ / ۱۱۲)

ردالمحتار میں ہے:

قولہ لمعذور و کذا غیرہ بالاولی اھ فانت تعلم انھم انما احوجھم الی اداء الظہر انھم لایقدرون علی اقامۃ الجمعۃ فارشدوا الی صلوتھا فرادی کما لایخفی علی من رزق العقل سلیم والفھم المستقیم واللہ تعالی اعلم۔ (۱؎ ردالمحتار باب الجمعۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱ / ۶۰۴)

قولہ معذور، غیر معذور کا بطریق اولی یہی حکم ہے اھ در آپ جانتے ہیں کہ یہ لوگ اداء ظہر کے زیادہ محتاج ہیں کیونکہ وہ اقامت جمعہ پر ــــ

مسئلہ ۵۴: علما فرماتے ہیں جن مسجدوں میں جمعہ نہیں ہوتا، انھیں جمعہ کے دن ظہر کے وقت بند رکھیں۔(31)

مسئلہ ۵۵: گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز اذان واقامت کے ساتھ باجماعت پڑھیں۔(32)

مسئلہ ۵۶: معذور اگر جمعہ کے دن ظہر پڑھے تو مستحب یہ ہے کہ نماز جمعہ ہو جانے کے بعد پڑھے اور تاخیر نہ کی تو مکروہ ہے۔(33)

مسئلہ ۵۷: جس نے جمعہ کا قعدہ پالیا یا سجدۂ سہو کے بعد شریک ہوا اسے جمعہ مل گیا۔ لہٰذا اپنی دو ہی رکعتیں پوری کرے۔(34)

مسئلہ ۵۸: نماز جمعہ کے لیے پیشتر سے جانا اور مسواک کرنا اور اچھے اور سفید کپڑے پہننا اور تیل اور خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے اور غسل سنت۔(35)

مسئلہ ۵۹: جب امام خطبہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے ختم نماز تک نماز واذکار اور ہر قسم کا کلام منع ہے، البتہ صاحب ترتیب اپنی قضا نماز پڑھ لے۔ یوہیں جو شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہے جلد جلد پوری کرلے۔(36)

مسئلہ ۶۰: جو چیزیں نماز میں حرام ہیں مثلاً کھانا پینا، سلام وجواب سلام وغیرہ یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں یہاں تک کہ امر بالمعروف، ہاں خطیب امر بالمعروف کرسکتا ہے، جب خطبہ پڑھے تو تمام حاضرین پر سننا اور چپ رہنا فرض ہے، جو لوگ امام سے دور ہوں کہ خطبہ کی آواز ان تک نہیں پہنچتی انھیں بھی چپ رہنا واجب ہے، اگر کسی کو بری بات کرتے دیکھیں تو ہاتھ یا سر کے اشارے سے منع کرسکتے ہیں زبان سے ناجائز ہے۔(37)

قادر ہی نہیں لہذا علماء نے تنہا نماز ظہر ادا کرنے کی تلقین کی، جیسا کہ ہر شخص پر مخفی نہیں جسے اللہ تعالٰی نے اعقل سلیم اور فہم مستقیم عطا فرمایا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۳۱۹۔ ۳۲۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(31) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۳۶

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج ۱، ص ۱۴۹

(33) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۳۶

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج ۱، ص ۱۴۹

(35) المرجع السابق وغنیۃ المتملی، فصل فی صلاۃ الجمعۃ، ص ۵۵۹

(36) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۳۸

وجد الممتار علی ردالمحتار کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۱، ص ۳۷۸

(37) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

جو فعل نماز میں حرام ہے خطبہ ہونے کی حالت میں بھی حرام ہے، خلاصہ وعلمگیریہ ومتن وشرح تنویر کی عبارات کلام مجیب میں ←

....

گزریں اور عبارت خزانۃ المفتین بعینہا عبارت خلاصہ ہے اور اُسی سے بحر دحاشیہ البحر للعلامۃ الشامی میں یہ نقل نہر ماثور۔

وجیز امام کردری میں ہے:

مایحرم فی الصلوٰۃ یحرم فی الخطبۃ کالاکل والشرب حال الخطبۃ [3]۔

جو کچھ نماز میں حرام ہے خطبہ میں بھی حرام ہے مثلاً خطبہ کے دوران کھانا پینا۔

(۳۔ فتاوی بزازیہ علی ہامش الفتاوی الہندیہ الثالث والعشرون فی الجمعۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۷۴)

شرح منیہ امام محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی میں ہے:

کما یکرہ الکلام بانواعہ یکرہ مایجراہ من کتابۃ ونحوھا مما یشغل عن ساعھا حتی ان فی شرح الزاھدی ویکرہ لمستمع لخطبۃ مایکرہ فی الصلوٰۃ کالاکل والشوب والعبث والالتفات [1]۔

جیسے ہر طرح کی گفتگو منع ہے ویسے ہی اس کے قائم مقام مثلاً کتابت وغیرہ جو خطبہ کے سماع میں خلل ڈالے حتی کہ شرح الزاہدی میں ہے کہ خطبہ کے سامع کے لئے ہو وہ شیئ مکروہ ہے جو نماز میں مکروہ ہے مثلاً کھانا پینا، عبث فعل اور کسی طرف متوجہ ہونا وغیرہ

(۱۔ حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح بحوالہ النہر عن البدائع مفہوماً باب الجمعہ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۸۲)

اسی طرح علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ شرح نور الایضاح میں بحوالہ شرح الکنز للعلامۃ عمر بن نجیم وشرح القدوری لمختار بن محمود سے نقل کیا۔

شرح نقایہ علامہ محمد قہستانی میں ہے:

کما منع الکلام منع الاکل والشرب العبث والالتفات والتخطی وغیرھا مما منع فی الصلوٰۃ کما فی جلابی [2]۔

جس طرح گفتگو منع ہے اسی طرح کھانا پینا عبث کام، کسی اور طرف متوجہ ہونا اور خط وغیرہ کھینچنا جو کہ نماز میں ممنوع ہیں منع ہیں جیسا کہ جلابی میں ہے۔ (۲۔ جامع الرموز فصل فی صلوٰۃ جمعہ مطبوعہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۲۶۸)

متن وشرح علامہ حسن شرنبلالی میں ہے:

(کرھہ لحاضر الخطبۃ الاکل والشرب) وقال الکمال یحرم (والعبث والالتفات) فیجتنب ما یجتنبہ فی الصلوٰۃ [3] اھ باختصار۔

(خطبہ میں حاضر شخص کے لئے کھانا پینا مکروہ ہے) کمال نے کہا حرام ہے (بے فائدہ کام کسی اور طرف متوجہ ہونا) پس ہر شے سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے نماز میں اجتناب کیا جاتا ہے اھ اختصاراً

(۳۔ مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۸۳)

غنیۃ شرح منیہ للعلام ابراہیم الحلبی میں ہے:

الاستماع والانصات واجب عندنا وعند الجمہور حتی انہ یکرہ قراءۃ القراٰن ونحوھا وردالسلام تشمیت العاطس وکذا الاکل والشرب وکل عمل [4]۔

←

خطبہ سننا اور اُس کی طرف متوجہ ہونا ہمارے اور جمہور کے نزدیک واجب ہے حتی کہ اس کے دوران قراءتِ قرآن وغیرہ، سلام کا جواب، چھینک کا جواب مکروہ ہے اور اسی طرح کھانا پینا اور ہر عمل کا یہی حکم ہے

(۴؎ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی صلوٰۃ الجمعہ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۶۰)

کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ بادکشی مذکور نمازی کو بحالت نماز حلال ہے حاشا قطعاً حرام ہے تو حسب تصریحات متواترہ ائمہ وعلمائے معتمدین بحالت خطبہ بھی حرام وموجب آثام ہے یہیں سے اُس روایت اشارہ بچشم وسرودست کا بھی جواب ظاہر ہوگیا کہاں کسی منکر یا اور کسی حاجت کے لئے ایک اشارہ کردینا اور کہاں حالتِ خطبہ میں حاضرین کو پنکھا جھلتے پھرنا، یہ قیاس فاسد اگر صحیح ہو تو یہ حرکت نماز میں بھی جائز ٹھہرے کہ ایسا اشارہ تو عین نماز میں بھی حرام نہیں، مثلاً کوئی شخص نمازی کو سلام کرے یا نمازی سر یا ہاتھ کے اشارے سے جواب دے دے یا کوئی کچھ مانگے یہ ہاں یا نہ کا اشارہ کردے، یا کوئی پوچھے کے رکعتیں ہوئیں، یہ انگلیوں کے اشارہ سے بتادے یا کوئی روپیہ دکھا کر کھوٹا کھرا پوچھے یہ ایما سے جواب دے دے تو یہ سب صورتیں اگر چہ مکروہ ہیں مگر حرام ومفسد نماز نہیں،

درمختار باب مفسدات الصلوٰۃ میں ہے:

(ورد السلام) ولو سهوا (بلسانه) لا بيده بل يكره على المعتمد ا؎

(سلام کا جواب دینا) اگر چہ بھول کر ہو (زبان کے ساتھ) نہ کہ ہاتھ کے ساتھ، بلکہ یہ معتمد قول کے مطابق مکروہ ہے۔

(ا؎ درمختار باب مایفسد الصلوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی بھارت ۱/۸۹)

ردالمحتار میں ہے:

ای لا يفسدها رد السلام بيده خلافه لمن عزا الى ابی حنيفة انه مفسد فانه لم يعرف نقله من احد من اهل المذهب وانما يذكرون عدم الفساد بلا حكاية خلاف بل صريح كلام الطحطاوی انه قول ائمتنا الثلثة كذا فی الحلية وفی البحر الرائق ان الفساد ليس بثابت فی المذهب ويدل لعدم الفساد انه صلی الله تعالٰی عليه وسلم فعله كما رواه ابوداؤد وصححه فی الترمذی وصرح فی المنية بانه مكروه ای تنزيها ۲؎ اھ مختصرا

یعنی ہاتھ کے ساتھ سلام کا جواب دینا نماز کے لئے فاسد نہیں بخلاف اس کے جس نے امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کیا ہے کہ یہ فاسد نماز ہے کیونکہ اس کا یہ کسی اہل مذہب سے منقول ہونا معروف نہیں علماء نے بغیر اختلاف ذکر کئے عدمِ فساد بیان کیا ہے بلکہ کلام طحطاوی میں تصریح ہے کہ یہ تینوں ائمہ کا قول ہے جیسا کہ حلیہ میں ہے، اور بحرالرائق میں ہے کہ فساد مذہب میں ثابت نہیں اور اس کے عدمِ فساد پر نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا عمل دلالت کرتا ہے جیسا کہ ابوداؤد میں ہے، ترمذی نے اس کی تصحیح فرمائی اور منیہ میں اس کے مکروہ (تنزیہی) ہونے کی تصریح ہے اھ مختصرا (۲؎ ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۵۵)

اسی (درمختار) کے مکروہات میں ہے:

لاباس بتكلم المصلی واجابته برأسه كما لو طلب منه شیئ اواری درهما قيل اجيد فا وما بنعم اولا ←

....

او قیل کم صلیتم فاشار بیدہ انہم صلوا رکعتین ا ۔

نماز اگر سر کے اشارے کے ساتھ کلام یا جواب دے تو اس میں کوئی حرج نہیں، مثلاً اس سے کوئی شے طلب کی گئی یا اس سے دراہم کے بارے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ کھرا ہے، تو اس نے اشارے سے ہاں یا نہ کہا، یا یہ پوچھا گیا کہ تم نے کتنی رکعات پڑھی ہیں، تو وہ ہاتھ کے اشارے سے بتلاتا ہے کہ اس نے دو رکعات ادا کی ہیں۔

(اے درمختار باب مایفسد الصلوٰۃ الخ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی بھارت ۱/۹۱)

ردالمحتار میں ہے:

قولہ واجبتہ برأسہ قال فی الامداد وبہ ورد الاثر عن عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا وکذا فی تکلیم الرجل المصلی قال تعالٰی فنادتہ الملٰئکۃ وھو قائم یصلی فی المحراب ۲ ۔

ماتن کا قول نماز کا سر کے اشارے سے جواب دینا اس بارے میں الامداد میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا اس پر فرمان بھی منقول ہے اسی طرح کسی کا نمازی سے کلام کرنا، تو اس سلسلہ میں اللہ تعالٰی کا فرمان ہے ملائکہ نے انھیں آواز دی حالانکہ وہ محراب میں نماز ادا کررہے تھے۔ (۲ ۔ ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۷۶)

انھیں عباراتِ ائمہ میں تصریح گزری کہ بحالتِ خطبہ چلنا حرام ہے یہاں تک کہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ایسے وقت آیا کہ خطبہ شروع ہوگیا مسجد میں جہاں تک پہنچا وہیں رُک جائے آگے نہ بڑھے کہ عمل ہوگا اور حالِ خطبہ میں کوئی عمل روا نہیں حالانکہ امام سے قرب شرعاً مطلوب اور حدیث وفقہ میں اُس کا فضل مکتوب اور وہیں بیٹھ جانے میں آئندہ آنے والوں کے لئے بھی جگہ کی تنگی ہے ان امور پر لحاظ نہ کریں گے اور آگے بڑھنے کی اجازت نہ دیں گے مگر پنکھا جھلتے پھرنا ضرور جائز بنا ہی لیا جائے گا،

خانیہ وہندیہ وغیرہما میں ہے:

ذکر الفقیہ ابو جعفر قالا اصحابنا رضی اللہ تعالٰی عنہم انہ لا باس بالتخطی مالم یاخذ الامام فی الخطبۃ ویکرہ اذا اخذ للمسلم ان یتقدم ویدنو امن المحراب اذا لم یکن الامام فی الخطبۃ لیتسع المکان علی من یجی بعدہ وینال فضل القرب من الامام . فاذا لم یفعل الاول فقد ضیع ذلک المکان من غیر عذر . فکان للذی جاء بعدہ ان یاخذ ذلک المکان ، واما من جاء والامام یخطب . فعلیہ ان یستقر فی موضعہ من المسجد لان مشیہ فتقدمہ عمل فی حالۃ لخطبۃ ا ۔

فقیہ ابوجعفر کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب رضی اللہ تعالٰی عنہم کا فرمان ہے کہ جب تک امام نے خطبہ شروع نہیں کیا اس وقت تک چلنے میں کوئی حرج نہیں، جب امام نے خطبہ شروع کردیا تو اب کراہت ہے کیونکہ امام خطبہ نہیں دے رہا تو مسلمان کو چاہئے کہ وہ محراب کے قریب ہوجائے تاکہ بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے جگہ بن جائے اور اس کے ذریعے امام کی قربت کی فضیلت بھی حاصل ہوگی جب اس نے پہل نہ کی تو اس نے بغیر عذر وہ جگہ ضائع کردی، اب بعد میں آنے والا شخص وہ جگہ حاصل کرسکتا ہے لیکن جو شخص اس وقت آیا جب ←

امام خطبہ دے رہا تھا تو وہ مسجد میں اپنی جگہ پر ہی بیٹھ جائے کیونکہ اب اس کا چلنا اور آگے بڑھنا حالتِ خطبہ میں عمل ہوگا۔

(۱؎ فتاوٰی ہندیہ الباب السادس عشر فی صلٰوۃ الجمعۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۴۸۔۱۴۷)

چلنا تو بڑی چیز ہے انھیں عبارات علماء میں تصریح گزری کہ خطبہ ہوتے میں ایک گھونٹ پانی پینا حرام، کسی طرف گردن پھیر کر دیکھنا حرام، تو وہ حرکت مذکورہ کس درجہ سخت حرام ہوگی، انھیں وجوہ زاہرہ سے اس کے نیک کام اور یؤثرون علی انفسھم میں داخل ہونے کا جواب روشن ہوگیا، نیکی وایثار تو جب دیکھیں کہ فعل وہاں جائز بھی ہو جب سرے سے نفسِ فعل حرام، تو اس کے فضائل گننے کا کیا محل، مسلمانوں کو پنکھا جھلنا تو جہاں جائز ہو وہاں غایت درجہ مستحب ہوگا، جواب سلام دینا، امر بالمعروف کرنا تو واجب تھے اور بحالت خطبہ حاضرین پر حرام ہوئے، اب کیا یہاں ان کے فضائل و وجوب سے استدلال کی گنجائش ہے،

غنیہ میں ہے:

لایقال ردالسلام فرض فلا یمنع منه لانا نقول ذلك اذا كان السلام ماذونا فیه شرعا ولیس كذلك فی حالة الخطبة بل یرتكب فاعله اثما ۲؎۔

یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ سلام کا جواب دینا فرض ہے لہذا اس سے منع نہ کیا جائے کیونکہ جواباً کہیں گے فرض وہاں ہے یہاں شرعاً سلام کرنے کی اجازت ہو حالانکہ حالتِ خطبہ میں اس کی اجازت نہیں بلکہ ایسا عمل کرنے والا گنہگار ہوگا۔

(۲؎ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی صلٰوۃ الجمعہ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۶۰)

اوروں کے اطمینان کو آپ صریح بے اطمینانی یؤثرون علی انفسھم ۳؎۔ (وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ت)

(۳؎ القرآن ۵۹/ ۹)

میں شمول نہیں اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم ۱؎۔

(تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔ت)(۱؎ القرآن ۲/ ۴۴)

میں دخول ہے یعنی دیگراں رانصیحت وخود رافضیحت (اوروں کو تو اچھے کام کی نصیحت کرنا اور خود برے کام کرنا۔ت) علمائے کرام تو ایثار قربت میں کلام رکھتے ہیں نہ کہ اوروں کی قربت کے لئے خود حرام کا ارتکاب، یہ ایثار نہیں صراحۃً اپنے دین کو اضرار ہے کمالایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ت) یہیں سے واضح کہ ممانعت کو صرف فعل عبث و بے فائدہ سے خاص کرنا محض غلط ہے بلکہ اس قسم کا ہر عمل اگرچہ کیسا ہی مفید ہو وقت خطبہ شرعاً لغو میں داخل اور اُس کے فائدے پر نظر باطل بلکہ نفع درکنار اُس سے ضرر حاصل، آخر دیکھا کہ شرع مطہر نے اس وقت امر بالمعروف کو کہ اعلٰی درجہ کی مفید و مہم چیز ہے حرام ٹھہرایا، اور دو حرف (چپ) کہنے کو لغو میں داخل فرمایا،

صحاح ستہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا قلت لصاحبك یوم الجمعة انصت والامام یخطب فقد لغوت ۲؎۔

(۲؎ صحیح البخاری باب الانصاف یوم الجمعۃ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۸) ←

مسئلہ ۶۱: خطبہ سننے کی حالت میں دیکھا کہ اندھا کوئیں میں گرا چاہتا ہے یا کسی کو بچھو وغیرہ کاٹنا چاہتا ہے، تو زبان سے کہہ سکتے ہیں، اگر اشارہ یا دبانے سے بتا سکیں تو اس صورت میں بھی زبان سے کہنے کی اجازت نہیں۔(38)

مسئلہ ۶۲: خطیب نے مسلمانوں کے لیے دُعا کی تو سامعین کو ہاتھ اٹھانا یا آمین کہنا منع ہے، کریں گے گنہگار ہوں گے۔ خطبہ میں دُرُود شریف پڑھتے وقت خطیب کا داہنے بائیں مونھ کرنا بدعت ہے۔(39)

مسئلہ ۶۳: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک خطیب نے لیا تو حاضرین دل میں دُرُود شریف پڑھیں، زبان سے پڑھنے کی اسوقت اجازت نہیں۔(40) یوہیں صحابۂ کرام کے ذکر پر اس وقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم زبان سے کہنے کی اجازت نہیں۔

مسئلہ ۶۴: خطبۂ جمعہ کے علاوہ اور خطبوں کا سننا بھی واجب ہے، مثلاً خطبۂ عیدین و نکاح وغیرہما۔(41)

مسئلہ ۶۵: پہلی اذان کے ہوتے ہی سعی واجب ہے اور بیع وغیرہ ان چیزوں کا جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید و فروخت کی تو یہ بھی ناجائز اور مسجد میں خرید و فروخت تو سخت گناہ ہے اور کھانا کھا رہا تھا کہ اذان جمعہ کی آواز آئی اگر یہ اندیشہ ہو کہ کھائے گا تو جمعہ فوت ہو جائے گا تو کھانا چھوڑ دے اور جمعہ کو

جب روزِ جمعہ خطبہ امام کے وقت تو دوسرے سے کہے چُپ، تو تُو نے خود لغو کیا،

مسند احمد سُنن ابی داوٗد میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قال لصاحبہ یوم الجمعۃ صہ فقد لغا ومن لغا فلیس فی جمعتہ تلک شیئ [۳]۔

جو جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے چُپ کہے اُس نے لغو کیا اور جس نے لغو کیا اُس کے لئے اس جمعہ میں کچھ اجر نہیں۔

([۳] سنن ابوداوٗد باب فضل الجمعۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۵۱)

امام احمد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من یتکلم یوم الجمعۃ والامام یخطب فھو کمثل الحمار یحمل اسفارا والذی یقول لہ انصت لیس لہ جمعۃ [۴]۔ ([۴] مسند احمد بن حنبل مروی از عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/۲۳۰)

جمعہ کے دن جب امام خطبہ میں ہو بولنے والا ایسا ہے جیسے گدھا جس پر کتابیں لدی ہوں اور جو اُس سے چپ کہے اُس کا جمعہ نہیں،

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۳۳۴۔۳۳۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(38) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج ۳، ص ۳۹

(39) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج ۳، ص ۳۸، ومطلب في قول الخطیب الخ، ص ۲۴

(40) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۴۰

(41) المرجع السابق

جائے، جمعہ کے لیے اطمینان و وقار کے ساتھ جائے۔ (42)

مسئلہ ٦٦: خطیب جب منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے دوبارہ اذان دی جائے۔ (43) یہ ہم اوپر بیان کر آئے کہ

(42) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج ا،ص ١٤٩

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ٣،ص ٤٢

(43) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ٣،ص ٤٢

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں خطیب جب منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے مسجد کے اندر اذان دئے جانے سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

(یعنی ایسی مسجد کے متعلق جس کے باہر خطیب کے سامنے اذان نہ دی جا سکے) یہاں ارجح واقوی سنت ثانیہ بوجوہ اولاً مسجد میں اذان سے نہی ہے، قاضی خاں وخلاصہ وخزانۃ المفتین وفتح القدیر وبحرالرائق وبرجندی وعلمگیری میں ہے: لایؤذن فی المسجد ٣۔ (مسجد میں اذن نہ دی جائے۔ت) (٣۔ فتاوی ہندیۃ فصل فی کلمات الاذان والاقامۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ١/ ٥٥)

نیز فتح القدیر ونظم وطحطاوی علی المراقی وغیرہا میں مسجد کے اندر اذان مکروہ ہونے کی تصریح ہے اور ہر مکروہ منہی عنہ ہے، ردالمحتار میں قبیل احکام مسجد ہے:

لایلزم منہ ان یکون مکروھا الابنھی خاص لان الکراھۃ حکم شرعی فلا بد لہ من دلیل ١۔

اس سے مکروہ ہونا لازم نہیں آتا مگر یہ کہ نہی خاص وارد ہو کیونکہ کراہت حکم شرعی ہے، لہذا اس کے لئے دلیل کا ہونا ضروری ہے

(١۔ ردالمحتار باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیہا مطبوعہ مصطفی البابی مصر ١/ ٤٨٣)

اور اجتناب ممنوع، اتیان مطلوب سے اہم واعظم ہے،

اشباہ میں ہے:

اعتناء الشرع بالمنھیات اشد من اعتنائہ بالماموراتِ ولذا قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا امرتکم بشیئ فاتوا منہ مااستطعتم وان نھیتکم عن شیئ فاجتنبوہ وروی فی الکشف حدیثا لترک ذرۃ مما نھی اللہ تعالٰی عنہ افضل من عبادۃ الثقلین ومن ثم جاز ترک الواجب دفعا للمشقۃ ولم یسامح فی الاقدام علی المنھیات ٢۔

شریعت کے ممنوعات کا اہتمام اس کے مامورات سے زیادہ ہے اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شیئ کا حکم دوں تو اس کو استطاعت کے مطابق بجالاؤ اور اگر میں تمھیں کسی شیئ سے منع کروں تو اس سے بچو۔ الکشف میں یہ حدیث منقول ہے ایک ذرہ کے برابر اس کام سے رک جانا جس سے اللہ تعالٰی نے منع فرمایا جن وانس کی عبادت سے بہتر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ رفع مشقت کے لئے واجب کا ترک جائز ہوتا ہے لیکن ممنوعات پر عمل کی اجازت نہیں۔

(٢۔ الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسۃ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ١/ ١٢٥) ←

سامنے سے یہ مراد نہیں کہ مسجد کے اندر منبر سے متصل ہو کہ مسجد کے اندر اذان کہنے کو فقہائے کرام مکروہ فرماتے ہیں۔

مسئلہ ۶۷: اکثر جگہ دیکھا گیا کہ اذان ثانی پست آواز سے کہتے ہیں، یہ نہ چاہیے بلکہ اسے بھی بلند آواز سے کہیں کہ اس سے بھی اعلان مقصود ہے اور جس نے پہلی نہ سُنی اسے سُن کر حاضر ہو۔(44)

مسئلہ ۶۸: خطبہ ختم ہو جائے تو فوراً اقامت کہی جائے، خطبہ و اقامت کے درمیان دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے۔(45)

مسئلہ ۶۹: جس نے خطبہ پڑھا وہی نماز پڑھائے، دوسرا نہ پڑھائے اور اگر دوسرے نے پڑھا دی جب بھی ہو جائے گی جبکہ وہ ماذون (جس کو اجازت دی گئی) ہو۔ یوہیں اگر نابالغ نے بادشاہ کے حکم سے خطبہ پڑھا اور بالغ نے نماز پڑھائی جائز ہے۔(46)

مسئلہ ۷۰: نماز جمعہ میں بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون یا پہلی میں سَبِّحِ

ثانیاً محاذاتِ خطیب ایک مصلحت ہے، اور مسجد کے اندر اذان کہنا مفسدت اور جلبِ مصلحت سے سلبِ مفسدت اہم ہے۔ اشباہ میں ہے:

درء المفاسد اولی من جلب المصالح ۳۔

مفاسد کا دفع کرنا مصالح کے حصول سے بہتر ہے۔

(۳۔ الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسۃ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۱۲۵)

وجہ مفسدت ظاہر ہے کہ دربار ملک الملوک جل جلالہ کی بے ادبی ہے شاہد اس کا شاہد ہے دربار شاہی میں اگر چوب دار عین مکانِ اجلاس میں کھڑا ہوا چلائے کہ دربار یو چلو سلام کو حاضر ہو، ضرور گستاخی بے ادب ٹھہرے گا، جس نے شاہی دربار نہ دیکھے ہوں وہ انھیں کچہریوں کو دیکھ لے کہ مدعی مدعا علیہ گواہوں کی حاضری کمرہ سے باہر پکاری جاتی ہے چپراسی خود کمرۂ کچہری میں کھڑا ہو کر چلائے اور حاضریاں پکارے تو ضرور مستحق سزا ہو اور ایسے امور ادب میں شرعاً عرف معہود فی الشاہد ہی کا لحاظ ہوتا ہے محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

یحال علی المعهود من وضعها حال قصد التعظیم فی القیام والمعهود فی الشاهد منه تحت السرة ۱۔

(۱۔ فتح القدیر باب صفۃ الصلوٰۃ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۴۹)

حالتِ قیام میں بقصد تعظیم جو معروف ہو اس کے مطابق ہاتھ باندھے جائیں گے اور جس معروف کا مشاہدہ ہے وہ یہی ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۴۰۶۔۴۰۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(44) البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۲، ص ۲۷۳ وغیرہ

(45) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۴۳

(46) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب فی حکم المرقی الخ، ج ۳، ص ۴۳

اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتٰىكَ پڑھے، مگر ہمیشہ انھیں کو نہ پڑھے کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھے۔(47)

مسئلہ ۷۱: جمعہ کے دن اگر سفر کیا اور زوال سے پہلے آبادی شہر سے باہر ہو گیا تو حرج نہیں ورنہ ممنوع ہے۔(48)

مسئلہ ۷۲: حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا جمعہ کے بعد افضل ہے۔(49)

مسئلہ ۷۳: سوال کرنے والا اگر نمازیوں کے آگے سے گزرتا ہو یا گردنیں پھلانگتا ہو یا بلا ضرورت مانگتا ہو تو سوال بھی ناجائز ہے اور ایسے سائل کو دینا بھی ناجائز۔(50) بلکہ مسجد میں اپنے لیے مطلقاً سوال کی اجازت نہیں۔

مسئلہ ۷۴: جمعہ کے دن یا رات میں سورۂ کہف کی تلاوت افضل ہے اور زیادہ بزرگی رات میں پڑھنے کی ہے نسائی بیہقی بسند صحیح ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: جو شخص سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھے، اس کے لیے دونوں جُمعوں کے درمیان نور روشن ہوگا۔(51)

اور دارمی کی روایت میں ہے، جو شب جمعہ میں سورۂ کہف پڑھے اس کے لیے وہاں سے کعبہ تک نور روشن ہوگا۔(52)

اور ابوبکر ابن مردویہ کی روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ فرماتے ہیں: جو جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے قدم سے آسمان تک نور بلند ہوگا جو قیامت کو اس کے لیے روشن ہوگا اور دو جُمعوں کے درمیان جو گناہ ہوئے ہیں بخش دیے جائیں گے۔(53) اس حدیث کی اسناد میں کوئی حرج نہیں۔حم الدخان پڑھنے کی بھی فضیلت آئی ہے۔

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے

---

(47) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: أمر الخلیفۃ الخ، ج۳،ص ۶۴

والبحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ج ۲،ص ۲۷۵

(48) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳،ص ۴۴

(49) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳،ص ۴۶

(50) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في الصدقۃ علی سؤال المسجد، ج ۳،ص ۴۷

حاشیہ 50 تا 57 سے متعلق مفید معلومات کے لئے حاشیہ 1 کو ملاحظہ فرمائیں۔

(51) السنن الصغری للبیھقي، کتاب الصلاۃ، باب فضل الجمعۃ، الحدیث: ۶۰۸، ج ۱،ص ۲۱۰

(52) سنن الدارمي، کتاب فضائل القرآن، باب في فضل سورۃ الکھف، الحدیث: ۳۴۰۷، ج ۲،ص ۵۴۶

(53) الترغیب والترھیب، کتاب الجمعۃ، الترغیب في قرأۃ سورۃ الکھف الخ، الحدیث: ۲، ج ۱،ص ۲۹۸

دن یا رات میں حم الدخان پڑھے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (54) اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ اس کی مغفرت ہوجائے گی۔ (55) اور ایک روایت میں ہے، جو کسی رات میں حم الدخان پڑھے، اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کریں گے۔ (56) جمعہ کے دن یا رات میں جو سورۂ یٰس پڑھے، اس کی مغفرت ہوجائے۔ (57)

فائدہ: جمعہ کے دن روحیں جمع ہوتی ہیں، لہٰذا اس میں زیارتِ قبور کرنی چاہیے اور اس روز جہنم نہیں بھڑکایا جاتا۔ (58)

---

(54) المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۰۲۶، ج۸، ص ۲۶۴

(55) جامع الترمذي، أبواب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل حم الدخان، الحدیث: ۲۸۹۸، ج ۴، ص ۴۰۷

(56) جامع الترمذي، أبواب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل حم الدخان، الحدیث: ۲۸۹۷، ج ۴، ص ۴۰۶

(57) الترغیب والترھیب، کتاب الجمعۃ، الترغیب في قرأۃ سورۃ الکھف الخ، الحدیث: ۴، ج ۱، ص ۲۹۸

(58) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج ۳، ص ۴۹

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

خاتمۃ المحدثین شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوۃ شریف باب زیارۃ القبور میں فرماتے ہیں: مستحب است کہ تصدق کردہ شود از میت بعد از رفتن او از عالم تا ہفت روز تصدق از میت نفع می کند او را بے خلاف میان اہل علم وارد شدہ است درآں احادیث صحیحہ بہ میت راگر صدقہ ودعا، ودر بعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود را شب جمعہ، پس نظر می کند کہ تصدق می کنند از وے یا نہ۔ ا ؎ واللہ تعالیٰ اعلم میت کے دنیا سے جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے۔ میت کی طرف سے صدقہ اس کے لیے نفع بخش ہوتا ہے۔ اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں، اس بارے میں صحیح حدیثیں وارد ہیں، خصوصاً پانی صدقہ کرنے کے بارے میں ــــ اور بعض علماء کا قول ہے کہ میت کو صرف صدقہ اور دعا کا ثواب پہنچتا ہے ــــ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ رُوح شب جمعہ کو اپنے گھر آتی ہے اور انتظار کرتی ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(ا ؎ اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۷۱۶ و ۷۱۷)

شیخ الاسلام کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء فصل ہشتم میں فرماتے ہیں: درغرائب وخزانہ نقل کردہ کہ ارواح مومنین می آیند خانہ ہائے خود را ہر شب جمعہ روز عید وروز عاشورہ وشب برات، پس ایستادہ می شوند بیرون خانہائے خود وندا می کند ہر یکے بآواز بلند اندوہ گین اے اہل واولاد من ونزدیکان من مہربانی کنید برما بصدقہ۔ ۲ ؎ غرائب اور خزانہ میں منقول ہے کہ مومنین کی روحیں ہر شب جمعہ، روز عید، روز عاشورہ، اور شب برات کو اپنے گھر آکر باہر کھڑی رہتی ہیں اور ہر روح غمناک بلند آواز سے ندا کرتی ہے کہ اے میرے گھر والو، اے میری اولاد، اے میرے قرابت دارو! صدقہ کرکے ہم پر مہربانی کرو۔ (۲ ؎ کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء فصل احکام دعا وصدقہ ص ۶۶)

اسی میں ہے: شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در شرح الصدور احادیث شتے در اکثر ازیں اوقات آوردہ اگر چہ اکثرے ←

....

خالی از ضعف نیست۔ ۳؎ شرح الصدور میں شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان میں سے اکثر اوقات کے بارے میں مختلف حدیثیں نقل کی ہیں اگر چہ ضعف سے خالی نہیں ہیں۔ (۳؎ کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء فصل احکام دعا وصدقہ ص ۲۶)

اکثر ۔ے کا لفظ صریح دلالت کر رہا ہے کہ بعض بالکل ضعف سے خالی ہیں،۔تو صاحب ماۃ مسائل کا مطلقا اس کی طرف نسبت کرنا کہ این روایات را تضعیف ہم فرمودہ اند۔ ۴؎ کذب وافترا ہے یا جہل واجترا۔ اور استناد کا صحیحہ مرفوعہ متصلۃ الاسناد میں حصر اور صحاح کا صرف کتب ستہ پر قصر، جیسا کہ صاحب مأۃ مسائل سے یہاں واقع ہوا۔ جہل شدید وسفہ بعید ہے، حدیث حسن بھی بالا جماع حجت ہے۔ غیر عقائد واحکام حلال وحرام میں حدیث ضعیف بھی بالا جماع حجت ہے، ہمارے ائمہ کرام حنفیہ وجمہور ائمہ کے نزدیک حدیث مرسل غیر متصل الاسناد بھی حجت ہے۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حدیث موقوف غیر مرفوع قول صحابی بھی حجت ہے کہ یہ سب مسائل ادنیٰ طلبہ علم پر بھی روشن ہیں، اور حدیث صحیح کا ان چھ کتابوں میں محصور نہ ہونا بھی علم کے ابجد خوانوں پر مبین ومبرہن (ظاہر ودلائل سے ثابت۔ت) ہے۔ ولکن الوھابیۃ قوم یجھلون (لیکن وہابیہ نادان ہیں۔ت) (۴؎ مائۃ مسائل)

طرفہ (تعجب۔ت) یہ کہ خود صاحب مائۃ مسائل نے اس کتاب اور اربعین میں اور بزرگانِ خاندان دہلی جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب وشاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی تصانیف کثیرہ میں وہ وہ روایات غیر صحاح درروایات طبقہ رابعہ اوران سے بھی نازل تر (کم مرتبہ۔ت) سے استناد کیا ہے جیسا کہ ان کتب کے ادنیٰ مطالعہ سے واضح ومبین ہے ولکن النجدیۃ یجحدون الحق وھم یعلمون (لیکن نجدیہ جان بوجھ کر حق کا انکار کرتے ہیں۔ت)

امام اجل عبداللہ بن مبارک وابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری ومسلم حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے موقوفا اور امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک اور ابونعیم حلیہ میں بسند صحیح حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعا راوی۔ وھذا لفظ ابن المبارک قال ان الدنیا جنۃ الکافر وسجن المؤمن، وانما مثل المؤمن حین تخرج نفسہ کمثل رجل کان فی السجن فاخرج منہ فجعل یتقلب فی الارض یتفسح فیھا ۱؎۔ (اور یہ ابن مبارک کے الفاظ ہیں، ت) بیشک دنیا کافر کی بہشت اور مسلمان کا قید خانہ ہے، جب مسلمان کی جان نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص زندان میں تھا اب آزاد کر دیا گیا تو زمین میں گشت کرنے اور بافراغت چلنے پھرنے لگا۔

(۱؎ کتاب الزہد لابن المبارک باب فی طلب الحلال حدیث ۵۹۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۲۱۱)

ابوبکر کی روایت یوں ہے:

فاذا مات المؤمنین یخلی بہ یسرح حیث شاء ۲؎۔

جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے جائے۔

(۲؎ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الزہد حدیث ۱۶۵۷۱ ادارۃ القرآن کراچی ۱۳/ ۳۵۵)

ابن ابی الدنیا وبیہقی سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضرت سلمان فارسی وعبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما باہم ملے، ←

....

ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مجھ سے پہلے انتقال کرو تو مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا، کہا کیا زندے اور مردے بھی ملتے ہیں؟ کہا:

نعم اما المومنون فان ارواحهم في الجنة وهي تذهب حيث شاءت ا۔

ہاں مسلمان کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں انھیں اختیار ہوتا ہے جہاں چاہیں جائیں۔

(ا۔ شعب الایمان باب التوکل والتسلیم حدیث ۱۳۵۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۱۲۱)

ابن المبارک کتاب الزہد وابوبکر ابن ابی الدنیا وابن مندہ سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال ان ارواح المؤمنين في برزخ من الارض تذهب حيث شاءت ونفس الكافر في سجين ۲۔

بیشک مسلمانوں کی روحیں زمین کے برزخ میں ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں، اور کافر کی روح سجین میں مقید ہے۔

(۲۔ کتاب الزہد لابن مبارک باب ماجاء فی التوکل حدیث ۴۲۹ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۱۴۴)

ابن ابی الدنیا مالک بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال بلغني ان ارواح المومنين مرسلة تذهب حيث شاءت ۳۔

فرمایا: مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مسلمانوں کی روحیں آزاد ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

(۳۔ شرح الصدور بحوالہ ابن ابی الدنیا باب مقرالارواح خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۹۸)

امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں:

رجح ابن البران ارواح الشهداء في الجنة وارواح غيرهم على افنية القبور فتسرح حيث شاءت ۴۔

امام ابوعمر ابن عبدالبر نے فرمایا: راجح یہ ہے کہ شہیدوں کی روحیں جنت میں ہیں اور مسلمانوں کی فنائے قبور پر، جہاں چاہیں آتی جاتی ہیں،

(۴۔ شرح الصدور بحوالہ ابن ابی الدنیا باب مقرالارواح خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۱۰۵)

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

ان الروح اذا انخلعت من هذا الهيكل وانفكت من القيود بالموت تحول الى حيث شاءت ۵۔

بیشک جب روح اس قالب سے جدا اور موت کے باعث قیدوں سے رہا ہوتی ہے جہاں چاہتی ہے جولاں کرتی ہے۔

(۵۔ تیسیر شرح جامع صغیر تحت حدیث ان روح المومنین الخ مکتبۃ الامام الشافعی الریاض السعودیہ ۱/ ۳۲۹)

قاضی ثناء اللہ بھی تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں: ارواح ایشاں (یعنی اولیائے کرام قدست اسرارہم) از زمین وآسمان وبہشت ہر جا کہ خواہندمی روند ا۔ اولیائے کرام قدست اسرارہم کی روحیں زمین آسمان، بہشت میں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں

(ا۔ تذکرۃ الموتی والقبور اردو ترجمہ مصباح النور باب روحوں کے ٹھہرنے کی جگہ کے بیان میں نوری کتب خانہ لاہور ص ۷۶ و ۷۵)

خزانۃ الروایات میں ہے: عن بعض العلماء المحققين ان الارواح تتخلص ليلة الجمعة وتنتشر فجاؤا الى مقابر ثم جاؤا في بيوتهم ۲۔

←

....

❁❁❁❁❁

بعض علماء محققین سے مروی ہے کہ روحیں شب جمعہ چھٹی پاتی اور پھیلتی جاتی ہیں، پہلے اپنی قبروں پر آتی ہیں پھر اپنے گھروں میں۔

(۲؎ خزانۃ الروایات)

دستور القضاۃ مسند صاحب مائۃ مسائل میں فتاوی امام نسفی سے ہے:

ان ارواح المومنين ياتون فی كل ليلة الجمعة ويوم الجمعة فيقومون بفناء بيوتهم ثم ينادی كل واحد منهم بصوت حزين يا اهلی ويا اولادی ويا اقربائی اعطفوا علينا بالصدقة واذكرونا ولاتنسونا وارحمونا فی غربتنا ۳؎ الخ۔

بیشک مسلمانوں کی روحیں ہر روز و شب جمعہ اپنے گھر آتی اور دروازے کے پاس کھڑی ہو کر دردناک آواز سے پکارتی ہیں کہ اے میرے گھر والو! اے میرے بچو! اے میرے عزیزو! ہم پر صدقہ سے مہر کرو، ہمیں یاد کرو بھول نہ جاؤ، ہماری غریبی میں ہم پر ترس کھاؤ۔

(۳؎ دستور القضاۃ)

نیز خزانۃ الروایات مستند صاحب مائۃ مسائل میں ہے:

عن ابن عباس رضی الله تعالى عنهما اذا كان يوم عيد اويوم جمعة اويوم عاشوراء وليلة النصف من الشعبان تاتی ارواح الاموات ويقومون على ابواب بيوتهم فيقولون هل من احد يذكرنا هل من احد يترحم علينا هل من احد يذكر غربتنا ۴؎ الحديث۔ (۴؎ خزانۃ الروایات)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے جب عید یا جمعہ یا عاشورہ کا دن یا شب برات ہوتی ہے اموات کی روحیں آکر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی اور کہتی ہیں: ہے کوئی کہ ہمیں یاد کرے، ہے کوئی کہ ہم پر ترس کھائے، ہے کوئی کہ ہماری غربت کی یاد دلائے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۶۴۹ ۔ ۶۵۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عیدین کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ) (1)

روزوں کی گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو کہ اس نے تمھیں ہدایت فرمائی۔

اور فرماتا ہے:

(فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) (2)

اپنے رب (عزوجل) کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

حدیث ۱: ابن ماجہ ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو عیدین کی راتوں میں قیام کرے، اس کا دل نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مریں گے۔ (3)

---

(1) پ۲، البقرۃ: ۱۸۵

(2) پ۳۰، الکوثر: ۲

(3) سنن ابن ماجہ، أبواب ماجاء في الصیام، باب فیمن قام لیلتی العیدین، الحدیث: ۱۷۸۲، ج۲، ص۳۶۵

عیدین کی راتوں میں عبادت کرنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس نے عید الفطر اور عید الاضحی کی رات عبادت کی تو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن دل مرجائیں گے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب احیاء لیلتی العید، رقم ۳۲۰۳، ج۲، ص۴۲۰۷)

حضرتِ سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس نے عیدین کی راتوں میں ثواب کی اُمید پر قیام (یعنی عبادت) کیا اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن دل مرجائیں گے۔ (ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فیمن قام فی لیلتی العیدین، رقم ۱۷۸۲، ج۲، ص۳۶۵)

حضرتِ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جس نے پانچ راتوں کو زندہ کیا اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے، ترویہ، عرفہ اور قربانی کی رات (یعنی آٹھویں، نویں اور دسویں ذوالحج) اور عید الفطر اور نصف شعبان کی رات۔

(الترغیب والترہیب، کتاب العیدین والاضحیہ، الترغیب فی احیاء لیلتی العیدین، رقم ۳، ج۲، ص۹۸)

حدیث ۲: اصبہانی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: جو پانچ راتوں میں شب بیداری کرے اس کے لیے جنت واجب ہے، ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں، دسویں راتیں اور عیدالفطر کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات (4) یعنی شب براءت۔

حدیث ۳: ابوداود انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے، اس زمانہ میں اہل مدینہ سال میں دو دن خوشی کرتے تھے (مہرگان و نیروز)، فرمایا: یہ کیا دن ہیں؟ لوگوں نے عرض کی، جاہلیت میں ہم ان دنوں میں خوشی کرتے تھے، فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمھیں دیے، عید اضحیٰ و عیدالفطر کے دن۔ (5)

حدیث ۴، ۵: ترمذی و ابن ماجہ و دارمی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدالفطر کے دن کچھ کھا کر نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور عید اضحیٰ کو نہ کھاتے، جب تک نماز نہ پڑھ لیتے۔ (6)

---

(4) الترغیب والترھیب، کتاب العیدین والأضحیۃ، الترغیب في احیاء لیلتي العیدین، الحدیث: ۲، ج ۲، ص ۹۸

(5) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العیدین، الحدیث: ۱۱۳۴، ج ۱، ص ۴۱۸

حکیم الامت کے مدنی پھول۔

۱۔ ان میں سے ایک کا نام نیروز تھا یعنی سال کا پہلا دن، یہ فارسی لفظ ہے نوروز سے بنا اور دوسرے کا نام مہرجان تھا۔ غالباً نیروز جنوری کی پہلی تاریخ ہوتا ہوگا، اور مہرجان جولائی میں۔ واللہ اعلم! ان لوگوں نے یہ دن مجوسیوں سے لیے ہوں گے جو اصل میں فارسی النسل تھے۔

۲۔ یعنی تم ان دنوں میں کھیلنے کودنے کے عوض ان دو دنوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادتیں کرکے خوشی مناؤ۔ خیال رہے کہ اب بھی کفار اپنے بڑے دنوں میں جوئے کھیلتے ہیں، شرابیں پیتے ہیں، ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے ہیں، انسانیت سوز اور بے حیائی کے کام کرکے خوشیاں مناتے ہیں، اسلام میں ہر کام انسانیت بلکہ روحانیت کا ہے۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ عاشورہ کے دن خوشی کرنا خارجیوں کا طریقہ ہے، اور رنج و غم کرنا، سینہ کوٹنا رافضیوں کی حرکتیں، تم ان دونوں سے بچو۔ الحمدللہ! حرمین شریفین میں اس دن میں یہ کچھ نہیں ہوتا، روافض نیروز کے دن خوشی مناتے ہیں، بہانہ یہ کرتے ہیں کہ اس دن عثمان غنی شہید ہوئے تھے مگر درحقیقت یہ مجوسیوں کی نقل ہے۔ علماء فرماتے کہ اگر نیروز کے دن کسی مجوسی کو ایک انڈا بھی ہدیۃً دیا اس دن کی تعظیم کے لیے تو دینے والا کافر ہوا اور اس کے سارے اعمال ضبط ہوگئے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۶۵)

(6) جامع الترمذي، أبواب العیدین، باب ماجاء في الاکل یوم الفطر قبل الخروج، الحدیث: ۵۴۲، ج ۲، ص ۷۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ معلوم ہوا کہ عید کے دن کھا کر جانا اور بقرعید کے دن آ کر کھانا سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے قربانی ہی کا گوشت کھائے۔ مرقات اور فتح القدیر میں ہے، بہتر یہ ہے کہ عید کے دن کوئی میٹھی چیز کھا کر جائے، لہذا سویاں، شیر خرمہ وغیرہ کھا لینے سے بھی یہ سنت ادا ہوجائے گی۔ ←

اور بخاری کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ عیدالفطر کے دن تشریف نہ لے جاتے، جب تک چند کھجوریں نہ تناول فرمالیتے اور طاق ہوتیں۔(7)

حدیث ۶: ترمذی و دارمی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ عید کو ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے سے واپس ہوتے۔(8)

حدیث ۷: ابوداود و ابن ماجہ کی روایت انھیں سے ہے، کہ ایک مرتبہ عید کے دن بارش ہوئی تو مسجد میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عید کی نماز پڑھی۔(9)

حدیث ۸: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عید کی نماز

بعض علماء فرماتے ہیں بہتر یہ ہے کہ بقرعید کے دن عورتیں، بچے بھی نماز سے پہلے کچھ نہ کھائیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۲۶۶)

(7) صحیح البخاري، کتاب العیدین، باب الاکل یوم الفطر قبل الخروج، الحدیث: ۹۵۳، ج ۱، ص ۳۲۸

(8) جامع الترمذي، أبواب العیدین، باب ماجاء في خروج النبي صلی اللہ علیہ وسلم الی العید الخ، الحدیث: ۵۴۱، ج ۲، ص ۶۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

ے اس حدیث کی شرح اور راستہ تبدیل کرنے کی حکمتیں پہلے بیان ہوچکیں۔ خیال رہے کہ عید کے دن امام اور تمام نمازی عیدگاہ کے راستے میں آہستہ تکبیر تشریق کہتے جائیں اور بقرعید میں بلند آواز سے لیکن اگر عوام عید میں بلند آواز سے تکبیر کہیں تو منع نہ کرو کیونکہ وہ پہلے ہی سے ذکر اللہ میں کم رغبت رکھتے ہیں۔ (مرقاۃ) کسی نے امام اعظم سے پوچھا کہ لوگ بقرعید کے زمانہ میں بازاروں میں تکبیریں کہتے پھرتے ہیں، فرمایا مت روکو۔ ذکر بالجہر کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں دیکھو۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۶۷۳)

(9) سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب یصلي بالناس العید في المسجد اذا کان یوم مطر، الحدیث: ۱۱۶۰، ج ۱، ص ۴۲۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا یعنی آپ ہمیشہ نماز عید جنگل میں پڑھاتے تھے لیکن ایک بار بارش ہوگئی تو لوگوں کو جنگل جانا بھی گراں تھا اور وہاں کوئی جگہ سایہ دار بھی نہ تھی اس لیے مسجد نبوی میں عید پڑھائی گئی۔ علماء فرماتے ہیں کہ ہمیشہ ہر جگہ نماز عید جنگل میں پڑھنا بہتر ہے سوائے بارش کے، ہاں مکہ معظمہ میں یہ نماز بھی حرم شریف میں افضل، مسلمانوں کا اسی پر ہمیشہ سے عمل رہا صحابہ اور دیگر علماء نے اس پر کبھی اعتراض نہ کیا حتی کہ نماز جنازہ، استسقاء وغیرہ بھی حرم شریف میں بلا کراہت جائز ہیں، دوسری مساجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے، امام سیوطی نے درالمنثور میں فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ دروازہ کعبہ کے پاس پڑھی گئی۔ (از مرقاۃ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۶۷۴)

دو رکعت پڑھی، نہ اس کے قبل نماز پڑھی نہ بعد۔ (10)

حدیث ۹: صحیح مسلم شریف میں ہے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ عید کی نماز پڑھی ایک دو مرتبہ نہیں (بلکہ بارہا)، نہ اذان ہوئی نہ اقامت۔ (11)

❁❁❁❁❁

---

(10) صحيح البخاري، كتاب العيدين، باب الخطبة بعد العيد، الحديث: ۹۶۴، ج۱، ص۳۳۱

(11) صحيح مسلم، كتاب صلاة العيدين، باب كتاب صلاة العيدين، الحديث: ۸۸۷، ص۴۳۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ چونکہ امیر معاویہ کے زمانہ میں زیاد نے عیدین میں اذان شروع کردی تھی اس کی تردید کے لیے صحابہ کرام بارہا یہ فرمایا کرتے تھے تاکہ لوگ اس سے باز رہیں۔ الحمد للہ! کہ زیاد کی یہ بدعت چلی نہیں۔ خیال رہے کہ اگر نماز عید کی اطلاع گولوں یا طبل یا اعلان سے کردی جائے کوئی مضائقہ نہیں، مگر اذان و تکبیر سوائے نماز پنجگانہ اور جمعہ کسی نماز کے لیے نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۳۵۴)

مسائلِ فقہیّہ

عیدین کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انھیں پر جن پر جمعہ واجب ہے(1) اور اس کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت، اگر جمعہ میں خطبہ نہ پڑھا تو جمعہ نہ ہوا اور اس میں نہ پڑھا تو نماز ہوگئی مگر برا کیا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ قبل نماز ہے اور عیدین کا بعد نماز(2)، اگر پہلے پڑھ لیا تو برا کیا، مگر نماز ہوگئی لوٹائی نہیں جائے گی۔

---

(1) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فی الدر المختار تجب صلوتھما علی من تجب علیہ الجمعۃ بشرائطھا المتقدمۃ سوی الخطبۃ فانھا سنۃ بعدھا [1]۔

درمختار میں ہے کہ عیدین کی نماز ان لوگوں پر لازم ہے جن پر جمعہ لازم اور خطبہ کے علاوہ تمام شرائط بھی جمعہ والی ہی ہیں کیونکہ عید کے بعد خطبہ سنت ہے، (۱؎ درمختار باب العیدین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۱۴)

فی ردالمحتار قال فی البحر حتی لو لم یخطب اصلاً صح واساء لترک السنۃ [2]۔

ردالمحتار میں ہے کہ بحر میں ہے حتی کہ اگر بالکل خطبہ دیا ہی نہیں تو نماز صحیح ہوگی لیکن ترک سنت کی وجہ سے برا کیا۔

(۲؎ ردالمحتار باب العیدین مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۶۱۱)

فی التنویر تؤدی بمصر بمواضع اتفاقا [3]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (۳؎ تنویر الابصار باب العیدین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۱۴)

تنویر میں ہے کہ شہر میں بالاتفاق متعدد مقامات پر عید ادا کی جاسکتی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۵۷۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اب روایات سنئے:

حدیث ۱: صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

واللفظ لمسلم قال شھدت صلٰوۃ الفطر مع نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنھم فکلھم یصلیھا قبل الخطبۃ ثم یخطب [2]۔

مسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہم کی معیت میں نماز عید الفطر ادا کی ان سب نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا۔

(۲؎ صحیح مسلم کتاب العیدین مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۲۸۹)

حدیث ۲: صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یصلی فی الاضحی والفطر ثم یخطب بعد الصلوة ۳۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کی نماز پڑھاتے پھر نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے۔

(۳۔ صحیح البخاری کتاب العیدین مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۳۱)

حدیث ۳: اسی کے باب استقبال الامام الناس فی خطبۃ العید میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

خرج النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یوم اضحی فصلی العید رکعتین ثم اقبل علینا بوجهه وقال الحدیث ۱۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اضحیٰ کے دن تشریف لائے پھر عید کی دو رکعات پڑھائیں پھر آپ نے ہماری طرف رخِ انور کیا اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ (۱۔ صحیح البخاری کتاب العیدین مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۳)

حدیث ۴: اسی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یصلی یوم النحر ثم خطب الحدیث ۲۔

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیدالاضحیٰ کے روز نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا۔

(۲۔ صحیح البخاری کتاب العیدین مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۴)

حدیث ۵: اسی میں حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

صلی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یوم النحر ثم خطب ثم ذبح ۳۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قربانی کے دن نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا پھر قربانی کی

(۳۔ صحیح البخاری کتاب العیدین مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۴)

حدیث ۶: جامع ترمذی میں بافادۂ تحسین وتصحیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و ابوبکر و عمر یصلون فی العیدین قبل الخطبة ثم یخطبون ۴۔

(۴۔ جامع الترمذی باب فی صلوۃ العیدین مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/ ۷۰)

حدیث ۷: سنن نسائی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یخرج یوم العید فیصلی رکعتین ثم یخطب ۵۔

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید کے دن باہر تشریف لاتے آپ دو رکعتیں پڑھاتے پھر خطبہ دیتے

(۵۔ سنن نسائی کتاب صلوۃ العیدین مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۲۳۴)

یہ سات حدیثیں ظاہر کرتی ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صدیق وفاروق وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نمازِ عیدین کا ←

اور خطبہ کا بھی اعادہ نہیں اور عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت، صرف دو بار اتنا کہنے کی اجازت ہے: اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ۔(3) بلاوجہ عید کی نماز چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے۔(4)

مسئلہ ۱: گاؤں میں عیدین کی نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔(5)

❁❁❁❁❁

سلام پھیر کر کچھ دیر کے بعد خطبہ شروع فرماتے۔

حدیث ۸: صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

واللفظ للبخاری کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحی الی المصلی فاول شیئ یبدؤ بہ الصلوۃ ثم ینصرف فیقوم مقابل الناس والناس جلوس علی صفوفھم فیعظھم ویوصیھم فان کان یرید ان یقطع بعثا قطعہ اویامر بشیئ امر بہ ثم ینصرف ا ۔

الفاظ بخاری یہ ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عید الفطر اور اضحیٰ کے دن باہر عیدگاہ میں تشریف لاتے سب سے پہلے آپ نماز پڑھاتے پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے لوگ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے آپ انہیں وعظ ونصیحت فرماتے، اگر آپ نے کسی لشکر کو بھیجنا ہوتا تو روانہ فرماتے اور کسی کا حکم دینا ہوتا تو حکم فرمادیتے پھر آپ واپس تشریف لاتے۔

(ا۔ صحیح البخاری کتاب العیدین باب خروج الصبیان مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۱)

یہ حدیث خطبہ ومعاودت میں فصل بتاتی ہے۔

حدیث ۹: بخاری ومسلم ودارمی وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ حضرت حبر الامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال خرجت مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم فطر او اضحی فصلی ثم خطب ثم اتی النساء فوعظھن وذکرھن وامرھن بالصدقۃ ۲ ۔(۲۔ صحیح البخاری کتاب العیدین باب خروج الصبیان مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۳)

فرمایا میں فطر اور اضحیٰ کے روز نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ نکلا آپ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا پھر خواتین کے اجتماع میں تشریف لے گئے انہیں وعظ ونصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ کا حکم دیا۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۵۴۳۔۵۴۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع عشر فی صلاۃ العیدین، ج۱، ص۱۵۰
والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۵۱، وغیرھما

(4) الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ص۱۱۹

(5) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۵۲

روزِ عید کے مستحبات

مسئلہ ۲: عید کے دن یہ امور مستحب ہیں:

(۱) حجامت بنوانا۔

(۲) ناخن ترشوانا۔

(۳) غسل کرنا۔

(۴) مسواک کرنا۔(1)

(۵) اچھے کپڑے پہننا، نیا ہو تو نیا ورنہ دُھلا۔

(۶) انگوٹھی پہننا۔(2)

(۷) خوشبو لگانا۔

(۸) صبح کی نماز مسجد محلہ میں پڑھنا۔

---

(1) یہ اس کے علاوہ ہے جو وضو میں کی جاتی ہے کہ وضو میں سنت مؤکدہ ہے اور عید کی اس میں خصوصیت نہیں، بلکہ وہ تو ہر وضو کے لئے ہے۔

(ردالمحتار)

(2) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اور بعض اشیاء وہ ہیں کہ سونے کی حرام اور چاندی کی جائز انہیں میں انگشتری ہے جس سے سائل نے سوال کیا۔ شرعاً چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی کہ وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو پہننا جائز ہے اگرچہ بے حاجت مہر اس کا ترک افضل ہے۔ اور مہر کی غرض سے خالی جواز نہیں بلکہ سنت ہے ہاں تکبر یا زنانہ پن کا سنگار یا اور کوئی غرض مذموم نیت میں ہو تو ایک انگوٹھی کیا اس نیت سے اچھے کپڑے پہننے بھی جائز نہیں اس کی بات جدا ہے۔ یہ قید ہر جگہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ سارا دارومدار نیت پر ہے۔

فی الدر المختار یتحلی الرجل بخاتم فضة اذالم یرد به التزین ویحرم بغیرها وترك التختم لغیر ذی حاجة افضل وکل ما فعل تجبرا کره وما فعل لحاجة لا ا ـ اه ملتقطا.

(۱ـ درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۰)

درمختار میں ہے کہ آدمی چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے بشرطیکہ نیت زیب وزینت کی نہ ہو، اور چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں کی بنی ہوئی انگوٹھیاں پہننا حرام ہے۔ جس کو پہننے کی ضرورت نہ ہو اس کے لئے انگوٹھی نہ پہننا زیادہ بہتر ہے اور جو کام تکبر کی وجہ سے کیا جائے مکروہ ہے اور جو کام کسی ضرورت کے تحت کیا جائے وہ مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۵۴۳۔۵۴۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۹) عیدگاہ جلد چلا جانا۔

(۱۰) نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا۔

(۱۱) عیدگاہ کو پیدل جانا۔

(۱۲) دوسرے راستہ سے واپس آنا۔

(۱۳) نماز کو جانے سے پیشتر چند کھجوریں کھالینا۔ تین، پانچ، سات یا کم وبیش مگر طاق ہوں، کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے، نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوا مگر عشا تک نہ کھایا تو عتاب (سرزنش) کیا جائے گا۔(3)

مسئلہ ۳: سواری پر جانے میں بھی حرج نہیں مگر جس کو پیدل جانے پر قدرت ہو اس کے لیے پیدل جانا افضل ہے اور واپسی میں سواری پر آنے میں حرج نہیں۔(4)

مسئلہ ۴: عیدگاہ کو نماز کے لیے جانا سنت ہے اگرچہ مسجد میں گنجائش ہو اور عیدگاہ میں منبر بنانے یا منبر لے جانے میں حرج نہیں۔(5)

مسئلہ ۵: (۱۴) خوشی ظاہر کرنا

(۱۵) کثرت سے صدقہ دینا

(۱۶) عیدگاہ کو اطمینان ووقار اور نیچی نگاہ کیے جانا

(۱۷) آپس میں مبارک دینا مستحب ہے اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر نہ کہے۔(6)

مسئلہ ۶: نماز عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے، عیدگاہ میں ہو یا گھر میں اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہیں، یہاں تک کہ عورت اگر چاشت کی نماز گھر میں پڑھنا چاہے تو نماز ہو جانے کے بعد پڑھے اور نماز عید کے بعد عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، گھر میں پڑھ سکتا ہے بلکہ مستحب ہے کہ چار رکعتیں پڑھے۔ یہ احکام خواص کے ہیں، عوام اگر نفل پڑھیں اگرچہ نماز عید سے پہلے اگرچہ عیدگاہ میں انھیں منع نہ کیا جائے۔(7)

---

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع عشر فی صلاۃ العیدین، ج۱، ص۱۴۹
والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۵۴، وغیرہما

(4) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ص۱۱۹
والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع عشر فی صلاۃ العیدین، ج۱، ص۱۴۹

(5) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۵۵ وغیرہ

(6) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۵۶

(7) المرجع السابق، ص۵۷۔۶۰

مسئلہ ۷: نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحوۂ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک ہے، مگر عید الفطر میں دیر کرنا اور عید اضحیٰ میں جلد پڑھ لینا مستحب ہے اور سلام پھیرنے کے پہلے زوال ہوگیا ہو تو نماز جاتی رہی۔ (8)
زوال سے مراد نصف النہار شرعی ہے، جس کا بیان باب الاوقات میں گزرا۔

❀❀❀❀❀

نمازِ عید کا طریقہ

نمازِ عید کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت واجب عید الفطر یا عید اضحیٰ کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے پھر ثنا پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھے، اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے پھر چوتھی تکبیر میں باندھ لے۔ اس کو یوں یاد رکھے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لیے جائیں اور جہاں پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ دیے جائیں، پھر امام اعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد اور سورت پڑھے پھر رکوع وسجدہ کرے، دوسری رکعت میں پہلے الحمد وسورت پڑھے پھر تین بار کان تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے، اس سے معلوم ہوگیا کہ عیدین میں زائد تکبیریں چھ ہوئیں، تین پہلی میں قراءت سے پہلے اور تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین دوسری میں قراءت کے بعد، اور تکبیر رکوع سے پہلے اور ان چھوؤں تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیح کی قدر سکتہ کرے اور عیدین میں مستحب یہ ہے کہ پہلی میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون پڑھے یا پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتٰكَ۔(1)

مسئلہ ۸: امام نے چھ تکبیروں سے زیادہ کہیں تو مقتدی بھی امام کی پیروی کرے مگر تیرہ سے زیادہ میں امام کی پیروی نہیں۔(2)

---

(1) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳، ص ۶۱، وغیرہ

(2) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: أمر الخلیفۃ الخ، ج ۳، ص ۶۳

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

المسألة الثامنة: فی الهندیة من تکبیرات العیدین عن المحیط عن محمد یری تکبیر ابن مسعود فکبر الامام غیر ذلك اتبع الامام الا اذا کبر الامام تکبیرًا لم یکبره احد من الفقهاء ۳؎ اھ (ثم نقل عن البدائع) لکن هذا اذا کان بقرب الامام یسمع التکبیرات منه فاما اذا کان یبعد منه یسمع من المکبرین یاتی بجمیع ما یسمع وان خرج من اقاویل الصحابة رضی الله تعالٰی عنهم لجواز ان الغلط من المکبرین فلو ترك شیئا منها ربما کان المتروك ما اتی به الامام ا ھ۔ (۳؎ و ا؎ الفتاوی الهندیة کتاب الصلوۃ الباب السابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۵۱) ←

مسئلہ ۹: پہلی رکعت میں امام کے تکبیر کہنے کے بعد مقتدی شامل ہوا تو اسی وقت تین تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام نے قراءت شروع کر دی ہو اور تین ہی کہے، اگرچہ امام نے تین سے زیادہ کہی ہوں اور اگر اس نے تکبیریں نہ کہیں کہ امام رکوع میں چلا گیا تو کھڑے کھڑے نہ کہے بلکہ امام کے ساتھ رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیر کہہ لے اور اگر امام کو رکوع میں پایا اور غالب گمان ہے کہ تکبیریں کہہ کر امام کو رکوع میں پالے گا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہے پھر رکوع میں جائے ورنہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیریں کہے پھر اگر اس نے رکوع میں تکبیریں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے سر اٹھالیا تو باقی ساقط ہوگئیں اور اگر امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے بلکہ جب اپنی پڑھے اس وقت کہے اور رکوع میں جہاں تکبیر کہنا بتایا گیا، اس میں ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر دوسری رکعت میں شامل ہوا تو پہلی رکعت کی تکبیریں اب نہ کہے بلکہ جب اپنی فوت شدہ پڑھنے کھڑا ہو اس وقت کہے اور دوسری رکعت کی تکبیریں اگر امام کے ساتھ پا جائے، فبہا ورنہ اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو پہلی رکعت کے بارہ میں مذکور ہوئی۔(3)

مسئلہ ۱۰: جو شخص امام کے ساتھ شامل ہوا پھر سو گیا یا اس کا وضو جاتا رہا، اب جو پڑھے تو تکبیریں اتنی کہے جتنی امام نے کہیں، اگرچہ اس کے مذہب میں اتنی نہ تھیں۔(4)

مسئلہ ۱۱: امام تکبیر کہنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو قیام کی طرف نہ لوٹے نہ رکوع میں تکبیر کہے۔(5)

مسئلہ ۱۲: پہلی رکعت میں امام تکبیریں بھول گیا اور قراءت شروع کر دی تو قراءت کے بعد کہہ لے یا رکوع میں اور قراءت کا اعادہ نہ کرے۔(6)

مسئلہ ۸: عالمگیری کے باب تکبیرات عیدین میں ہے کہ "امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نماز عید میں تکبیرات زوائد کے بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کے قول کو پسند کرتے تھے (یعنی چھ زائد تکبیریں) امام اگر اس کے علاوہ اتنی تکبیریں کہے جو کسی فقیہ کا مذہب نہ ہو تو مقتدی امام کی پیروی نہ کرے۔" پھر بدائع سے نقل کیا" یہ اس وقت ہے جب مقتدی امام کے قریب ہو کہ خود اس کی آواز سن رہا ہو، اور اتنی دور ہو کہ خود اس کی نہ سنتا ہو، بلکہ مکبروں سے سن کر ادا کرتا ہو تو جتنی سنے سب ہی ادا کرے اگرچہ وہ اقوال صحابہ سے بھی باہر ہو، کیونکہ غلطی کا امکان مکبروں کی طرف سے بھی ہے، اور کچھ تکبیریں چھوڑنے میں خطرہ یہ ہے کہ کہیں امام کی کہی ہوئی تکبیریں ہی نہ چھوٹ گئی ہوں۔"

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۸، ص ۵۱۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج۱، ص۱۵۱
والدر المختار، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج۳، ص ۶۴ ـ ۶۶، وغيرهما

(4) الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج۱، ص۱۵۱

(5) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب: أمر الخليفة الخ، ج۳، ص۶۵

(6) الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج۱، ص۱۵۱

مسئلہ ۱۳: امام نے تکبیراتِ زوائد میں ہاتھ نہ اٹھائے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے بلکہ ہاتھ اٹھائے۔(7)

مسئلہ ۱۴: نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے اور خطبۂ جمعہ میں جو چیزیں سنت ہیں اس میں بھی سنت ہیں اور جو وہاں مکروہ یہاں بھی مکروہ صرف دو باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ جمعہ کے پہلے خطبہ سے پیشتر خطیب کا بیٹھنا سنت تھا اور اس میں نہ بیٹھنا سنت ہے دوسرے یہ کہ اس میں پہلے خطبہ سے پیشتر نو بار اور دوسرے کے پہلے سات بار اور منبر سے اترنے کے پہلے چودہ بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے اور جمعہ میں نہیں۔(8)

مسئلہ ۱۵: عیدالفطر کے خطبہ میں صدقۂ فطر کے احکام کی تعلیم کرے، وہ پانچ باتیں ہیں:

(۱) کس پر واجب ہے؟ (۲) اور کس کے لیے؟ (۳) اور کب؟ (۴) اور کتنا؟ (۵) اور کس چیز سے؟۔

بلکہ مناسب یہ ہے کہ عید سے پہلے جو جمعہ پڑھے اس میں بھی یہ احکام بتا دیے جائیں کہ پیشتر سے لوگ واقف ہو جائیں اور عید اضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے احکام اور تکبیرات تشریق کی تعلیم کی جائے۔(9)

مسئلہ ۱۶: امام نے نماز پڑھ لی اور کوئی شخص باقی رہ گیا خواہ وہ شامل ہی نہ ہوا تھا یا شامل تو ہوا مگر اس کی نماز فاسد

امام تکبیرات زوائد بھول گیا

قوانین شریعت کی رو سے حکم یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت میں امام تکبیرات زوائد بھول جائے تو سورۂ فاتحہ ختم ہونے تک یاد آجائے تو اسی وقت تکبیرات زوائد کہہ لے اور سورۂ فاتحہ کا اعادہ کرے لیکن اگر سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کوئی سورت شروع کردے تو درمیان میں تکبیر نہ کہے بلکہ قراءت مکمل کرنے کے بعد کہے جیسا کہ علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

أن بدأ الامام بالقراء ة سهواً فتذ كر بعد الفاتحة و السورة يمضي فى صلاته و ان لم يقر أ الا الفاتحة كبر و أعاد القراء ة لزومًا۔ (ردالمحتار ص ۵۵ ج ۳ مکتبہ امدادیہ)

اسی طرح فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

اذا نسي الامام تكبيرات العيد حتى قرأ فانه يكبر بعد القراء ة أو فى الركوع مالم يرفع رأسه كذا فى التاتارخانيه (فتاوٰی عالمگیری ۱۶۷ ج اول قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ: جب امام تکبیرات عید بھول جائے یہاں تک کہ وہ قرأت شروع کردے تو وہ قرأت کے بعد تکبیر کہے گا یا رکوع میں کہے گا جب تک کہ سر نہ اٹھالے اسی طرح تاتارخانیہ میں ہے۔

(7) المرجع السابق

(8) المرجع السابق، ص ۱۵۰، والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳، ص ۶۷، وغیرھما

(9) المرجع السابق

صدقۂ فطر کے مسائل بہار شریعت حصہ 5 میں اور قربانی کے مسائل بہار شریعت حصہ 15 میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہوگئی تو اگر دوسری جگہ مل جائے پڑھ لے ورنہ نہیں پڑھ سکتا، ہاں بہتر یہ ہے کہ یہ شخص چار رکعت چاشت کی نماز پڑھے۔(10)

مسئلہ ۱۷: کسی عذر کے سبب عید کے دن نماز نہ ہوسکی (مثلاً سخت بارش ہوئی یا ابر کے سبب چاند نہیں دیکھا گیا اور گواہی ایسے وقت گزری کہ نماز نہ ہوسکی یا ابر تھا اور نماز ایسے وقت ختم ہوئی کہ زوال ہو چکا تھا) تو دوسرے دن پڑھی جائے اور دوسرے دن بھی نہ ہوئی تو عید الفطر کی نماز تیسرے دن نہیں ہوسکتی اور دوسرے دن بھی نماز کا وہی وقت ہے جو پہلے دن تھا یعنی ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے نصف النہار شرعی تک اور بلا عذر عید الفطر کی نماز پہلے دن نہ پڑھی تو دوسرے دن نہیں پڑھ سکتے۔(11)

---

(10) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳، ص ۶۷

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع عشر في صلاۃ العیدین، ج ۱، ص ۱۵۱، ۱۵۲

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳، ص ۶۸، وغیرہما

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نماز عید الفطر میں جو بوجہ عذر ایک دن کی تاخیر روا رکھی ہے وہاں شرط عذر صرف نفی کراہت کے لئے نہیں بلکہ اصل صحت کے لئے ہے یعنی اگر بلا عذر روز اول نہ پڑھے تو روز دوم اصلاً صحیح نہیں، نہ یہ کہ مع الکراہت جائز ہو، عامہ معتبرات میں اس کی تصریح ہے مصنف خطبہ کہ شخص مجہول ہے قابل اعتماد نہیں اُسے نماز عید الاضحیٰ سے اشتباہ گزرا کہ وہاں دو روز کی تاخیر بوجہ عذر بلا کراہت اور بلا عذر بر وجہ کراہت روا ہے۔

فی الدرالمختار وتأخر کمطر الی الزوال من الغد فقط واحکامھا احکام الاضحی لکن یجوز تاخیرھا الی اٰخر ثالث ایام النحر بلا عذر مع الکراھۃ وبہ ای بالعذر بدونھا فالعذر ھنا النفی الکراھۃ وفی الفطر للصحۃ ۱؎ اھ ملخصا

درمختار میں ہے کہ عذر مثلاً بارش کی وجہ سے فقط دوسرے دن زوال تک مؤخر کی جاسکتی ہے اور عید الفطر کے احکام عید الاضحیٰ کی طرح ہیں لیکن عید الاضحیٰ کو بلا عذر ایامِ نحر کے تیسرے دن تک مؤخر کیا جاسکتا ہے، ہاں کراہت ہے اور عذر ہوگا تو کراہت نہیں ہوگی، یہاں عذر کا ہونا نفی کراہت کے لئے ہے اور عید الفطر میں صحت کے لئے اھ تلخیصا (۱؎ درمختار باب العیدین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۱۶)

وفی نورالایضاح وشرحہ مراقی الفلاح کلاھما للعلامۃ الشرنبلالی تؤخر صلوۃ عید الفطر بعذر الی الغد فقط و قید العذر للجواز لا لنفی الکراھۃ فاذا لم یکن عذر لا تصح فی الغد ۲؎ اھ ملتقطا

نورالایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں علامہ شرنبلالی فرماتے ہیں کہ عذر کی وجہ سے عید الفطر کو دوسرے دن تک مؤخر کیا جاسکتا ہے، عذر کی قید جواز کے لئے ہے نفی کراہت کے لئے نہیں، تو جب عذر نہ ہو تو دوسرے دن میں نماز صحیح نہ ہوگی اھ ملتقطاً،

(۲؎ مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب احکام العیدین مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۹۳)

وفی مجمع الانھر للفاضل شیخی زادہ العذر فی الاضحی لنفی الکراھۃ وفی الفطر للجواز ۳؎

←

مسئلہ ۱۸: عید اضحیٰ تمام احکام میں عید الفطر کی طرح ہے صرف بعض باتوں میں فرق ہے، اس میں مستحب یہ ہے

مجمع الانہر میں فاضل شیخی زادہ کہتے ہیں کہ اضحیٰ میں عذر نفی کراہت اور فطر میں جواز کے لئے ہے،

(۳؎ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب صلوٰۃ العیدین مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۷۵)

وفی شرح النقایۃ للشمس القهستانی لو ترکت بغیر عذر سقطت کما فی الخزانۃ ۴؎ اھ

شرح نقایہ للشمس قہستانی میں ہے کہ اگر نماز عید بغیر عذر کے چھوڑ دی تو ساقط ہو جائے گی، خزانہ میں بھی اسی طرح ہے اھ

(۴؎ جامع الرموز فصل فی العیدین مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۱۷۵)

ففی شرح المنیۃ الکبیر للعلامۃ الحلبی صلوٰۃ عید الاضحیٰ تجوز فی الیوم الثانی والثالث سواء اخرت بعذر اوبدونہ اما صلوٰۃ الفطر فلا تجوز الا فی الثانی بشرط حصول العذر فی الاول ۵؎ اھ

شرح منیہ کبیر للعلامہ حلبی میں ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز دوسرے اور تیسرے دن بھی جائز ہے خواہ عذر کی وجہ سے موخر ہوئی یا بلا عذر، لیکن نماز عید الفطر اگر پہلے دن کسی عذر کی وجہ سے ادا نہ کی جاسکی تو فقط دوسرے دن پڑھی جاسکتی ہے اھ

(۵؎ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی باب العیدین مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۷۱)

وفی الفتاوی الخانیۃ ان فاتت صلوٰۃ الفطر فی الیوم الاول بعذر یصلی فی الیوم الثانی وان فاتت بغیر عذر لا یصلی فی الیوم الثانی فان فاتت فی الیوم الثانی بعذر او بغیر عذر لا یصلی بعد ذلک واما عید الاضحی ان فاتت فی الیوم الاول بعذر او بغیر عذر یصلی فی الیوم الثانی فان فاتت فی الیوم الثانی بعذر او بغیر عذر یصلی فی الیوم الثالث فان فاتت فی الیوم الثالث بعذر او بغیر عذر لا یصلی بعد ذلک ۱؎

فتاوٰی خانیہ میں ہے کہ اگر کسی عذر کی وجہ سے عید الفطر پہلے دن رہ گئی تو دوسرے دن ادا کی جائے اور اگر عذر نہ تھا تو دوسرے دن نہیں پڑھی جاسکتی، اور اگر دوسرے دن بھی نہ پڑھی جاسکی خواہ عذر تھا یا نہیں، تو اس کے بعد نہیں پڑھی جاسکتی، باقی نماز عید الاضحیٰ اگر عذر یا بغیر عذر پہلے دن رہ گئی تو دوسرے دن پڑھ لی جائے، اگر دوسرے دن فوت ہوگئی عذر تھا یا نہ تھا تو تیسرے دن پڑھ لی جائے، اور اگر تیسرے دن بھی رہ گئی خواہ عذر تھا یا نہ تھا تو اس کے بعد ادا نہیں کی جاسکتی، (۱؎ فتاوٰی قاضی خاں باب صلوٰۃ العیدین مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ ۱/ ۸۸)

وفی الھندیۃ عن تبیین الامام الزیلعی، العذر ھھنا لنفی الکراھۃ حتی لو اخروھا الی ثلاثہ ایام من غیر عذر جازت الصلوٰۃ وقد اساؤا وفی الفطر للجواز حتی لو اخروھا الی الغد من غیر عذر لا یجوز ۲؎ انتھی ومثلہ فی رمز الحقائق للعلامۃ العینی۔

ہندیہ میں امام زیلعی کی تبیین سے ہے کہ یہاں عذر نفی کراہت کے لئے ہے، حتی کہ اگر بغیر عذر کے تین دن نماز موخر کر دی تو اب بھی نماز جائز البتہ تاخیر کر کے برا کیا اور فطر میں عذر جواز کے لئے ہے حتی کہ اگر بغیر عذر کے نماز دوسرے دن تک موخر کی تو اب اس کی ادائیگی جائز نہ ہوگی انتہی، علامہ عینی کی رمز الحقائق میں اسی طرح ہے۔ (۲؎ فتاوٰی ہندیہ باب صلوٰۃ العیدین نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۵۳)

بالجملہ اس کا خلاف کتب متداولہ میں فقیر کی نظر سے کسی روایت ضعیفہ میں بھی نہ گزرا۔

کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے اگرچہ قربانی نہ کرے اور کھالیا تو کراہت نہیں اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا جائے اور عید اضحیٰ کی نماز عذر کی وجہ سے بارہویں تک بلا کراہت مؤخر کر سکتے ہیں، بارہویں کے بعد پھر نہیں ہو سکتی اور بلا عذر دسویں کے بعد مکروہ ہے۔ (12)

مسئلہ ۱۹: قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے، نہ ناخن ترشوائے۔ (13)

اللھم الا ما رأیت فی جواھر الاخلاطی من قولہ اذا فاتت صلوۃ عید الفطر فی الیوم الاول بعذر او بغیرہ صلی فی یوم الثانی ولم یصل بعدہ اھ

مگر یہ کہ میں نے جواہر اخلاطی میں یہ عبارت دیکھی کہ جب نماز عید الفطر پہلے دن فوت ہو خواہ عذر تھا یا نہ تھا دوسرے دن ادا کی جائے اور اس کے بعد نہیں پڑھی جا سکتی اھ

فیظن ان یکون خلطا من الاخلاطی فانی رأیت لہ غیر ما مسئلۃ خالف فیھا الکتب المعتمدۃ والاسفار المعتبرۃ او یکون من خطأ الناسخ. واللہ تعالٰی اعلم

تو گمان یہ ہے کہ اخلاطی کا خلط ہے کیونکہ میں نے متعدد مسائل میں دیکھا ہے کہ وہ کتب معتمدہ اور اسفار معتبرہ کے خلاف لکھتے ہیں یا یہ کاتب کی غلطی ہو سکتی ہے، واللہ تعالٰی اعلم (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۵۷۲۔ ۵۷۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع عشر فی صلاۃ العیدین، ج ۱، ص ۱۵۲، وغیرہ

(13) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

یہ حکم صرف استحبابی ہے کرے تو بہتر ہے نہ کرے تو مضائقہ نہیں، نہ اس کو حکم عدولی کہہ سکتے ہیں نہ قربانی میں نقص آنے کی کوئی وجہ، بلکہ اگر کسی شخص نے ۳۱ دن سے کسی عذر کے سبب خواہ بلا عذر ناخن تراشے ہوں نہ خط بنوایا ہو کہ چاند ذی الحجہ کا ہو گیا تو وہ اگرچہ قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس مستحب پر عمل نہیں کر سکتا اب دسویں تک رکھے گا تو ناخن وخط بنوائے ہوئے اکتالیسواں دن ہو جائے گا، اور چالیس دن سے زیادہ نہ بنوانا گناہ ہے۔ فعل مستحب کے لئے گناہ نہیں کر سکتا۔

فی ردالمحتار فی شرح المنیۃ وفی المضمرات عن ابن المبارك فی تقلیم الاظفار وحلق الرأس فی عشر ذی الحجۃ قال لا تؤخر السنۃ وقد ورد ذلك ولا یجب التاخیر اھ فھذا محمول علی الندب بالاجماع الا ان نفی الوجوب لا ینافی الاستحباب فیکون مستحبا الا ان استلزم الزیادۃ علی وقت اباحۃ التاخیر، ونھایتہ مادون الاربعین فلا یباح فوقھا، ا ـ اھ مختصرا. واللہ تعالٰی اعلم.

(ا ـ ردالمحتار کتاب الصلوۃ باب العیدین داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۵۶۵)

ردالمحتار میں ہے کہ منیہ کی شرح اور مضمرات میں ابن مبارک سے نقل کیا کہ ناخن کاٹنا اور سر منڈانا ذوالحجہ کے دس دنوں میں آپ نے اس کے متعلق فرمایا کہ سنت کو مؤخر نہ کیا جائے جبکہ اس کے متعلق حکم وارد ہے تاہم تاخیر واجب نہیں ہے اھ تو یہ استحباب پر محمول ہے اور ←

مسئلہ ۲۰: عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو لوگوں کا کسی جگہ جمع ہو کر حاجیوں کی طرح وقوف کرنا اور ذکر و دُعا میں مشغول رہنا صحیح یہ ہے کہ کچھ مضایقہ نہیں جبکہ لازم و واجب نہ جانے اور اگر کسی دوسری غرض سے جمع ہوئے، مثلاً نماز استسقا پڑھنی ہے، جب تو بلا اختلاف جائز ہے اصلاً حرج نہیں۔(14)

مسئلہ ۲۱: بعد نمازِ عید مصافحہ (ہاتھ ملانا) و معانقہ کرنا (گلے ملنا) جیسا عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے کہ اس میں اظہارِ مسرت ہے۔(15)

مسئلہ ۲۲: نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے اور تین بار افضل اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں، وہ یہ ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (16)

مسئلہ ۲۳: تکبیر تشریق سلام پھیرنے کے بعد فوراً واجب ہے یعنی جب تک کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو کہ اس نماز پر بنا نہ کر سکے، اگر مسجد سے باہر ہو گیا یا قصداً وضو توڑ دیا یا کلام کیا اگرچہ سہواً تو تکبیر ساقط ہو گئی اور بلا قصد وضو ٹوٹ گیا تو کہہ لے۔(17)

مسئلہ ۲۴: تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے اس کی اقتدا کی اگرچہ عورت یا مسافر یا گاؤں کا رہنے والا اور اگر اس کی اقتدا نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔(18)

مسئلہ ۲۵: نفل پڑھنے والے نے فرض والے کی اقتدا کی تو امام کی پیروی میں اس مقتدی پر بھی واجب ہے اگرچہ امام کے ساتھ اس نے فرض نہ پڑھے اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقیم پر واجب ہے اگرچہ امام پر واجب نہیں۔(19)

وجوب کی نفی استحباب کے منافی نہیں ہے لہذا استحب ہے ہاں اگر اباحت کی مدت پر تاخیر کو مستلزم ہو تو مستحب نہ ہوگا، اباحت کی مدت کی انتہا چالیس روز ہے تو اس سے زیادہ تاخیر مباح نہ ہوگی اھ مختصراً واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، ص ۳۵۳۔۳۵۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(14) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳، ص ۷۰، وغیرہ

(15) انظر: الفتاوی الرضویۃ، ج ۸، ص ۶۰۱

(16) تنویر الابصار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳، ص ۷۱، ۷۴، وغیرہ

(17) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: المختار أن الذبیح اسماعیل، ج ۳، ص ۷۳

(18) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳، ص ۷۴

(19) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: المختار أن الذبیح اسماعیل، ج ۳، ص ۷۴

مسئلہ ۲۶: غلام پر تکبیر تشریق واجب ہے اور عورتوں پر واجب نہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھی، ہاں اگر مرد کے پیچھے عورت نے پڑھی اور امام نے اس کے امام ہونے کی نیت کی تو عورت پر بھی واجب ہے مگر آہستہ کہے۔ یوہیں جن لوگوں نے برہنہ نماز پڑھی ان پر بھی واجب نہیں، اگرچہ جماعت کریں کہ ان کی جماعت جماعتِ مستحبہ نہیں۔(20)

مسئلہ ۲۷: نفل و سنت و وتر کے بعد تکبیر واجب نہیں اور جمعہ کے بعد واجب ہے اور نماز عید کے بعد بھی کہہ لے۔(21)

مسئلہ ۲۸: مسبوق و لاحق پر تکبیر واجب ہے، مگر جب خود سلام پھیریں اس وقت کہیں اور امام کے ساتھ کہہ لی تو نماز فاسد نہ ہوئی اور نماز ختم کرنے کے بعد تکبیر کا اعادہ بھی نہیں۔(22)

مسئلہ ۲۹: اور دِنوں میں نماز قضا ہوگئی تھی ایامِ تشریق میں اس کی قضا پڑھی تو تکبیر واجب نہیں۔ یوہیں ان دنوں کی نمازیں اور دنوں میں پڑھیں جب بھی واجب نہیں۔ یوہیں سال گذشتہ کے ایامِ تشریق کی قضا نمازیں اس سال کے ایامِ تشریق میں پڑھے جب بھی واجب نہیں، ہاں اگر اسی سال کے ایامِ تشریق کی قضا نمازیں اسی سال کے انھیں دنوں میں جماعت سے پڑھے تو واجب ہے۔(23)

مسئلہ ۳۰: منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) پر تکبیر واجب نہیں۔(24) مگر منفرد بھی کہہ لے کہ صاحبین (25) کے نزدیک اس پر بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۳۱: امام نے تکبیر نہ کہی جب بھی مقتدی پر کہنا واجب ہے اگرچہ مقتدی مسافر یا دیہاتی یا عورت ہو۔(26)

مسئلہ ۳۲: ان تاریخوں میں اگر عام لوگ بازاروں میں باعلان تکبیریں کہیں تو انہیں منع نہ کیا جائے۔(27)

❀❀❀❀❀

---

(20) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۷۴

والجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العیدین، ص۱۲۲، وغیرہما

(21) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: المختار أن الذبیح اسماعیل، ج۳، ص۷۳

(22) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: کلمۃ لا بأس قد تستعمل في المندوب، ج۳، ص۷۶

(23) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: المختار أن الذبیح اسماعیل، ج۳، ص۷۴

(24) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العیدین، ص۱۲۲

(25) فقہ حنفی میں امام ابویوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو صاحبین کہتے ہیں۔

(26) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: کلمۃ لا بأس قد تستعمل في المندوب، ج۳، ص۷۶

(27) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۷۵

گہن کی نماز کا بیان

حدیث ۱: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد کریم میں ایک مرتبہ آفتاب میں گہن لگا، مسجد میں تشریف لائے اور بہت طویل قیام و رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھی کہ میں نے کبھی ایسا کرتے نہ دیکھا اور یہ فرمایا: کہ اللہ عزوجل کسی کی موت و حیات کے سبب اپنی یہ نشانیاں ظاہر نہیں فرماتا، ولیکن ان سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، لہٰذا جب ان میں سے کچھ دیکھو تو ذکر و دُعا و استغفار کی طرف گھبرا کر اٹھو۔ (1)

حدیث ۲: نیز انھیں میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! ہم نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دیکھا کہ کسی چیز کے لینے کا قصد فرماتے ہیں پھر پیچھے ہٹتے دیکھا، فرمایا: میں نے جنت

(1) صحیح البخاري، کتاب الکسوف، باب الذکر في الکسوف، الحدیث: ۱۰۵۹، ج ۱، ص ۳۶۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ بطور تمثیل حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا ساخوف ہوا ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ ابھی قیامت کا وقت نہیں خود ہی تو علامات قیامت بے شمار بیان فرمائی ہیں۔ رب تعالیٰ نے سارے جہان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے پھیلانے کا وعدہ کیا ہے جن کی اطلاع اس سے پہلے سرکار بار بار دے چکے ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ اشعری فتح خیبر کے سال ایمان لائے اور سورۂ فتح اس سے کہیں پہلے نازل ہوچکی تھیں جس میں یہ تمام وعدے ہیں، نیز ڈر خوف دل کے حالات ہیں۔ دوسرا شخص علامات ہی سے معلوم کرسکتا ہے حقیقت حال سے خبردار نہیں ہوسکتا۔ حضرت ابوموسیٰ نے اندازًا یہ بیان کیا۔ (لمعات) لہٰذا اس حدیث سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت سے بالکل بے خبر تھے۔

۲۔ اس سے معلوم ہورہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کی ہر رکعت میں ایک رکوع دو سجدے کیے مگر بہت دراز کیے، چونکہ ابوموسیٰ اشعری اس وقت بچے نہ تھے اس لیے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نماز سے بہت ہی خبردار تھے لہٰذا آپ کی یہ روایت حضرت ابن عباس و عائشہ صدیقہ کی احادیث پر راجح ہے اور یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے۔

۳۔ اس میں کفار عرب کے مذکورہ بالا عقیدہ کی تردید ہے اور آج کل کے فلاسفہ کا رد ہے کیونکہ خسوف و کسوف محض چاند سورج کی حرکات سے ہوتے ہیں، نہیں بلکہ قیامت یاد دلاتے اور رب کی قدرت ظاہر کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔

۴۔ اس جملہ سے معلوم ہوا کہ گرہن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گھبرانا ہماری تعلیم کے لیے تھا اور خدا کی ہیبت سے نہ کہ اپنی بے علمی یا خدا کے وعدوں پر بے اعتمادی کی وجہ سے گرہن میں جیسے نماز پڑھنا سنت اختیاری ہے ایسے ہی دل کی گھبراہٹ بے اختیاری سنت ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۷۰۹)

کو دیکھا اور اس سے ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اس سے کھاتے اور دوزخ کو دیکھا اور آج کے مثل کوئی خوفناک منظر کبھی نہ دیکھا اور میں نے دیکھا کہ اکثر دوزخی عورتیں ہیں، عرض کی، کیوں یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)؟ فرمایا: کہ کفر کرتی ہیں، عرض کی گئی، اللہ (عزوجل) کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا: شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان کا کفران کرتی ہیں، اگر تُو اس کے ساتھ عمر بھر احسان کرے پھر کوئی بات بھی (خلاف مزاج) دیکھے، کہے گی، میں نے کبھی کوئی بھلائی تم سے دیکھی ہی نہیں۔(2)

(2) صحیح البخاري، کتاب الکسوف، باب صلاۃ الکسوف جماعۃ، الحدیث: ۱۰۵۲، ج۱، ص۳۶۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی اندازاً اتنا قیام۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قراءت آہستہ تھی ورنہ آپ قیام کا اندازہ نہ لگاتے کسی صحابی سے پوچھ لیتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی سورۃ پڑھی۔

۲؎ یہاں دونوں جگہ سجدے مراد ہیں جو عام طور پر نماز کی ہر رکعت میں کئے جاتے ہیں لہذا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے ایک سجدہ کیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں اور ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے کیے، دو رکوع کی بحث ابھی گزر چکی۔

۳؎ یعنی گرہن کا پورا وقت لمبی نماز میں گزار دیا اگر وقت کچھ بچ رہتا تو دعا میں گزارتے۔

۴؎ اس کلام شریف میں اس جہالت کے عقیدہ کا رد ہے جو اہل عرب میں پھیلا ہوا تھا اور اتفاقًا اس دن حضرت ابراہیم کا انتقال بھی ہوا تھا، اس سے ان کے خیالات میں اور پختگی ہونے کا اندیشہ تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

۵؎ کہ اگر نصف النہار کا وقت نہ ہو تو نماز گرہن پڑھو ورنہ تسبیح، تکبیر، استغفار اور باقی ذکر کرو۔ سبحان اللہ! کیا جامع کلام ہے۔

۶؎ یعنی جنت میرے سامنے آگئی یا جنت کے پاس ہم پہنچ گئے اور اسکے انگور کے خوشہ کو ہاتھ بھی لگا دیا، قریبًا توڑ ہی لیا تھا، ارادہ یہ تھا کہ اس کا خوشہ تمہیں اور قیامت تک کے مسلمانوں کو دکھادیں اور کھلادیں مگر خیال یہ آگیا کہ پھر جنت غائب نہ رہے گی اور ایمان بالغیب نہ رہے گا۔ خیال رہے کہ جنت کے پھلوں کو فنا نہیں، رب تعالٰی فرماتا ہے: "اُكُلُهَا دَآئِمٌ" لہذا اگر وہ خوشہ دنیا میں آجاتا تو تمام دنیا کھاتی رہتی وہ ویسا ہی رہتا۔ دیکھو چاند سورج کا نور، سمندر کا پانی، ہوا لاکھوں سال سے استعمال میں آرہے ہیں کچھ کمی نہیں آئی۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت اور وہاں کے پھلوں وغیرہ کے مالک ہیں کہ خوشہ توڑنے سے رب نے منع نہ کیا خود نہ توڑا، کیوں نہ ہو کہ رب تعالٰی فرماتا ہے: "اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ" اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کوثر کا پانی بارہا پلایا۔ دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رب تعالٰی نے وہ طاقت دی ہے کہ مدینہ میں کھڑے ہو کر جنت میں ہاتھ ڈال سکتے ہیں اور وہاں تصرف کرسکتے ہیں، جن کا ہاتھ مدینہ سے جنت میں پہنچ سکتا ہے کیا ان کا ہاتھ ہم جیسے گنہگاروں کی دستگیری کے واسطے نہیں پہنچ سکتا اور اگر یہ کہو کہ جنت قریب آگئی تھی تو جنت اور وہاں کی نعمتیں ہر جگہ حاضر ہوئیں۔ بہرحال اس حدیث سے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ماننا پڑے گا یا جنت کو۔

۷؎ یعنی ہم نے یہیں سے دوزخ کو بھی ملاحظہ فرمایا اور وہاں کے عذابوں اور عذاب پانے والے بندوں کو بھی۔ اس سے معلوم ←

حدیث ۳: صحیح بخاری شریف میں حضرت اسما بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، فرماتی ہیں: حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے آفتاب گہنے میں غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔(3)

حدیث ۴: سُنن اربعہ میں سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے گہن کی نماز پڑھائی اور ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی آواز نہیں سنتے تھے۔(4) یعنی قراءت آہستہ کی۔

❁❁❁❁❁

ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ آیندہ واقعات کو دیکھ لیتی ہے کیونکہ دوزخیوں کا دوزخ میں جانا قیامت کے بعد ہوگا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج ہی دیکھ رہے ہیں، جیسے ہم خواب وخیال میں آیندہ واقعات کو دیکھ لیتے ہیں۔خیال رہے کہ پہلے دوزخ میں عورتیں زیادہ ہوں گی اور جنت میں مرد زیادہ مگر بعد میں عورتیں زیادہ ہوجائیں گی،اس طرح کہ دوزخی عورتیں معافی سے یا سزا بھگت کر جنت میں پہنچ جائیں گی اگرچہ مرد معافی پاکر آئیں گے مگر ان کی تعداد عورتوں سے تھوڑی ہوگی،لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ جنت میں ادنےٰ جنتی کے نکاح میں دنیا کی دو عورتیں ہوں گی۔(طبرانی) کیونکہ یہاں ابتداء کا ذکر ہے اور اس حدیث میں انتہا کا۔(از مرقاۃ)

۸؎ یعنی عورت کی فطرت میں یہ بات ہے کہ کسی کا احسان یاد نہیں رکھتی برائی یاد رکھتی ہے،یہ اسلام کے خلاف ہے۔شکریہ کا حکم قرآن شریف میں دیا گیا ہے جو بندوں کا شکر نہیں کرسکتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرسکتا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج ۲،ص ۷۰۷)

(3) صحیح البخاري،کتاب الکسوف،باب من أحب العتاقۃ في کسوف الشمس،الحدیث: ۱۰۵۴،ج ۱،ص ۳۶۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ کہ اس وقت غلام آزاد کیے جائیں کیونکہ اعتاق اور تمام قسم کی خیرات سے عذاب دفع ہوتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج ۲،ص ۷۱۳)

(4) سنن ابن ماجہ،أبواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیھا،باب ماجاء في صلاۃ الکسوف،الحدیث: ۱۲۶۴،ج ۲،ص ۹۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی اس نماز میں آہستہ قرأت کی یہی امام اعظم کا مذہب ہے،بعض روایات میں جہری قرأت کا بھی ذکر ہے،جب جہر واخفاء میں تعارض ہوا تو اخفاء کی روایات کو ترجیح ہوئی کیونکہ دن کی نمازوں میں اخفاء اصل ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج ۲،ص ۷۱۴)

مسائل فقہیّہ

سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور چاند گہن کی مستحب۔ سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنی مستحب ہے اور تنہا تنہا بھی ہوسکتی ہے اور جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا تمام شرائط جمعہ اس کے لیے شرط ہیں، وہی شخص اس کی جماعت قائم کرسکتا ہے جو جمعہ کی کرسکتا ہے، وہ نہ ہو تو تنہا تنہا پڑھیں، گھر میں یا مسجد میں۔(1)

مسئلہ ۱: گہن کی نماز اسی وقت پڑھیں جب آفتاب گہنا ہو، گہن چھوٹنے کے بعد نہیں اور گہن چھوٹنا شروع ہوگیا مگر ابھی باقی ہے اس وقت بھی شروع کرسکتے ہیں اور گہن کی حالت میں اس پر ابر آجائے جب بھی نماز پڑھیں۔(2)

مسئلہ ۲: ایسے وقت گہن لگا کہ اس وقت نماز ممنوع ہے تو نماز نہ پڑھیں، بلکہ دُعا میں مشغول رہیں اور اسی حالت میں ڈوب جائے تو دُعا ختم کردیں اور مغرب کی نماز پڑھیں۔(3)

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، ج ۳،ص ۷۷۔۸۰

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں:

خسوفیا خسف کے معنی ہیں دھنس جانا، اہل عرب کہتے ہیں "خَسَفَتِ الْعَیْنُ فِی الرَّاْسِ" آنکھ سر میں دھنس گئی اور کہاجاتا ہے "خَسَفَ الْقَارُوْنُ فِی الْاَرْضِ" قارون زمین میں دھنس گیا، رب تعالٰی فرماتا ہے: "فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ"۔اب اصطلاح میں چاندگرہن کو خسوف اور سورج گرہن کو کسوف کہتے ہیں کیونکہ اس وقت چاند، سورج دھنسا ہوا محسوس ہوتا ہے۔خیال رہے کہ یہاں خسوف سے مطلقاً گرہن مراد ہے چاند کا ہو یا سورج کا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز بھی پڑھی ہے اور چاندگرہن کی بھی کیونکہ ۵ھ میں چاندگرہن لگا تھا جمادی الآخرہ میں جیسا کہ ابن حبان وغیرہ میں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲،ص ۴۰۵)

(2) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الکسوف، ص ۱۲۴

(3) المرجع السابق

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اقول: ویؤیدہ مافی الشامی عن الطحطاوی عن ابی السعود عن الحموی عن البرجندی عن الملتقط. فی باب الکسوف. انہا اذا انکسفت بعد العصر اونصف النہار دعوا ولم یصلوا ۲؎، ای لکراھۃ النفل فی الوقتین. ووجہ التأیید ظاہر لیس بخاف. (۲؎ ردالمحتار باب الکسوف مصطفی البابی مصر ۱/ ۶۲۲)

اقول: (میں کہتا ہوں): اسی کا مؤید ہے وہ جو شامی میں ہے۔شامی نے طحطاوی سے، اس نے ابوالسعود سے، اس نے حموی سے، اس نے برجندی سے، اس نے ملتقط سے باب الکسوف میں نقل کیا ہے کہ اگر سورج گرہن عصر کے بعد یا نصف النہار کے وقت لگے تو ←

مسئلہ ۳: یہ نماز اور نوافل کی طرح دو رکعت پڑھیں یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کریں نہ اس میں اذان ہے، نہ اقامت، نہ بلند آواز سے قراءت اور نماز کے بعد دُعا کریں یہاں تک کہ آفتاب کھل جائے اور دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں، خواہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں یا چار پر۔(4)

مسئلہ ۴: اگر لوگ جمع نہ ہوئے تو ان لفظوں سے پکاریں، اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ ۔(5)

مسئلہ ۵: افضل یہ ہے کہ عیدگاہ یا جامع مسجد میں اس کی جماعت قائم کی جائے اور اگر دوسری جگہ قائم کریں جب بھی حرج نہیں۔(6)

مسئلہ ۶: اگر یاد ہو تو سورۂ بقرہ اور آل عمران کی مثل بڑی بڑی سورتیں پڑھیں اور رکوع و سجود میں بھی طول دیں اور بعد نماز دُعا میں مشغول رہیں یہاں تک کہ پورا آفتاب کھل جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ نماز میں تخفیف کریں اور دُعا میں طول، خواہ امام قبلہ رُو دُعا کرے یا مقتدیوں کی طرف مونھ کر کے کھڑا ہو اور یہ بہتر ہے اور سب مقتدی آمین کہیں، اگر دُعا کے وقت عصا یا کمان پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو تو یہ بھی اچھا ہے، دُعا کے لیے منبر پر نہ جائے۔(7)

مسئلہ ۷: سورج گہن اور جنازہ کا اجتماع ہو تو پہلے جنازہ پڑھے۔(8)

مسئلہ ۸: چاند گہن کی نماز میں جماعت نہیں، امام موجود ہو یا نہ ہو بہر حال تنہا تنہا پڑھیں۔(9) امام کے علاوہ دو تین آدمی جماعت کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۹: تیز آندھی آئے یا دن میں سخت تاریکی چھا جائے یا رات میں خوفناک روشنی ہو یا لگا تار کثرت سے مینھ برسے یا بکثرت اولے پڑیں یا آسمان سُرخ ہو جائے یا بجلیاں گریں یا بکثرت تارے ٹوٹیں یا طاعون وغیرہ وبا پھیلے یا

لوگ دعا کریں گے اور نماز نہیں پڑھیں گے، یعنی اس وجہ سے کہ ان دو ۲ وقتوں میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، تائید کی وجہ ظاہر ہے، مخفی نہیں۔
(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، ج ۳، ص ۷۸

(5) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، ج ۳، ص ۷۹

(6) الفتاوی الهندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن عشر في صلاۃ الکسوف، ج ۱، ص ۱۵۳

(7) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، ج ۳، ص ۷۹ وغیرہ

(8) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الکسوف، ص ۱۲۴

(9) الفتاوی الهندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن عشر في صلاۃ الکسوف، ج ۱، ص ۱۵۳
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، ج ۳، ص ۸۰، وغیرہ

زلزلے آئیں یا دشمن کا خوف ہو یا اور کوئی دہشت ناک امر پایا جائے ان سب کے لیے دو رکعت نماز مستحب ہے۔(10)

چند حدیثیں جن میں آندھی وغیرہ کا ذکر ہے، اس موقع پر بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ان پر عمل کریں (وباللہ التوفیق)۔

حدیث ۱: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما میں مروی، فرماتی ہیں: جب تیز ہوا چلتی تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ خَیۡرَھَا وَخَیۡرَ مَا فِیۡھَا وَخَیۡرَ مَا اُرۡسِلَتۡ بِہٖ وَاَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیۡھَا وَشَرِّ مَا اُرۡسِلَتۡ بِہٖ. (11)

حدیث ۲: امام شافعی و ابو داود و ابن ماجہ و بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے، رحمت وعذاب لاتی ہے، اسے بُرا نہ کہو اور اللہ (عزوجل) سے اس کے خیر کا سوال

---

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن عشر في صلاۃ الکسوف، ج۱، ص۱۵۳

والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، ج۳، ص۸۰، وغیرہما

(11) صحیح مسلم، کتاب صلاۃ الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤیۃ الریح الخ، الحدیث: ۱۵۔(۸۹۹)، ص۴۴۶

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے اس کے خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس کے خیر کا جو اس میں ہے اور اس کے خیر کا جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو اس میں ہے اور اس کے شر سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آندھی کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔ اب بھی پڑھنی چاہیئے، یعنی اے مولیٰ! میں اس ہوا کی عمومی بھلائی بھی مانگتا ہوں اور خصوصی بھلائی بھی اور اس کے عمومی اور خصوصی شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

۲۔ یعنی اے عائشہ! رب پر امن نہ چاہیے، ہمیشہ اس سے ڈرتے رہنا چاہیے، بادل کبھی عذاب بھی لاتا ہے، قوم عاد پر عذاب بادل ہی کی شکل میں آیا تھا۔ خیال رہے کہ اللہ کی ہیبت قوت ایمانی کی دلیل ہے اور اللہ کے وعدوں پر بے اطمینانی کفار کا طریقہ ہے اور سخت کفر ہے، یوں ہی خدا سے امید ایمان کا رکن ہے، خدا پر امن کفر ہے، یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی قسم کا خوف ہوتا تھا یعنی ہیبت خدائے تعالیٰ۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگرچہ رب تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمالیا تھا کہ تمہارے ہوتے کافروں پر بھی عذاب نہ آئے گا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وعدے پر اطمینان نہ تھا اس لیے ڈرتے تھے کہ کہیں رب نے وعدہ خلافی کی ہو اور عذاب بھیج دیا ہو جیسا کہ بعض احمقوں نے یہ سمجھا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۴۳۸)

کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔ (12)

حدیث ۳: ترمذی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ ایک شخص نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سامنے ہوا پر لعنت بھیجی۔ فرمایا: ہوا پر لعنت نہ بھیجو کہ وہ مامور ہے اور جو شخص کسی شے پر لعنت بھیجے اور وہ لعنت کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت اسی بھیجنے والے پر لوٹ آتی ہے۔ (13)

حدیث ۴: ابوداود ونسائی وابن ماجہ وامام شافعی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: جب آسمان پر ابر آتا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کلام ترک فرمادیتے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شَرِّ مَافِیۡہِ. (14)

اگر کھل جاتا حمد کرتے اور برستا تو یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ سَقۡیًا نَّافِعًا (15)

حدیث ۵: امام احمد و ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تو یہ کہتے:

---

(12) مسند الامام الشافعي، كتاب العيدين، ص۸۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اگر کبھی ہوا سے کوئی نقصان یا تکلیف پہنچے تو ہوا کو گالیاں نہ دو کیونکہ وہ تو حکم الٰہی سے سب کچھ لاتی ہے۔ خیال رہے کہ ہوا رحمت ہے مگر کافروں پر عذاب لاتی ہے، مؤمنوں کے لیے رحمت ہے، ایسے غافلوں کی گوشمالی کرتی ہے یہ بھی رحمت ہے لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ جب ہوا رحمت ہے تو عذاب کیوں لاتی ہے۔

۲۔ ہوائیں آٹھ ہیں: چار رحمت کی۔ ناشرات، ذاریات، مرسلات، مبشرات اور چار عذاب کی۔ عاصف، قاصف، صرصر، عقیم، پہلی دو سمندروں میں عذاب کی ہیں، آخری دو خشکی میں۔ (مرقاۃ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۷۴۱)

(13) جامع الترمذي، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في اللعنة، الحديث: ۱۹۸۵، ج ۳، ص ۳۹۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ہوا لعنت کی مستحق نہیں، اب جو اس پر لعنت کرے گا تو وہ لعنت خود اس کی اپنی ذات پر پڑے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں پر لعنت یا زمانہ کو بُرا کہنا جیسا کہ مولوی محمود حسن صاحب نے کہا سب ناجائز ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۷۴۲)

(14) ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس میں ہے۔

(15) مسند الامام الشافعي، كتاب العيدين، ص۸۱

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ایسا پانی برسا جو نفع پہنچائے۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ. (16)

حدیث ۶: امام مالک نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب بادل کی آوز سنتے تو کلام ترک فرما دیتے اور کہتے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ (17) اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (18)

حدیث ۷: فرماتے ہیں: جب بادل کی گرج سنو تو اللہ (عزوجل) کی تسبیح کرو، تکبیر نہ کہو۔ (19)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی غیر ضروری کام چھوڑ دیتے جیسے کھانا پینا، کسی سے بات چیت۔ یہ مطلب نہیں کہ نماز وغیرہ عبادات چھوڑ دیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا کے وقت تمام الجھنوں سے دل کا فارغ ہونا بہت مفید ہے اگرچہ مشغولیت میں بھی دعائیں اچھی ہیں۔

۲۔ یعنی اگر بغیر بارش ہوئے بادل پھٹ کر غائب ہوجاتا تو بارش نہ ہونے پر نہیں بلکہ مصیبت نہ آنے پر شکر کرتے اور اگر برسنے لگتا تو یہ دعا فرماتے۔ اب بھی یہ دعائیں یاد کرنی چاہئیں اور ان موقعوں پر پڑھنی چاہئیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۷۴۵)

(16) جامع الترمذي، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا سمع الرعد، الحدیث: ۳۴۶۱، ج۵، ص۲۸۰

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اپنے غضب سے تو ہم کو قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے ہم کو ہلاک نہ کر اور اس سے قبل ہم کو عافیت میں رکھ۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ رعد اس فرشتہ کا نام ہے جو بادلوں پر مقرر ہے اور صاعقہ اس کا کوڑا ہے جس سے وہ بادلوں کو ہانکتا چلاتا ہے، کبھی اس کوڑے کی آواز سنی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رعد فرشتہ اس وقت تسبیح کرتا ہے، یہ آواز اس کی تسبیح کی ہوتی ہے، اس آواز پر سارے فرشتے تسبیح میں مشغول ہوجاتے ہیں، ہم کو بھی اس وقت سارے کام وکلام بند کر کے ذکر کرنا چاہیے۔ مرقاۃ نے فرمایا رعد سننے میں آتی ہے اور صاعقہ دیکھنے میں، لہذا یہاں سننے سے مراد احساس فرمانا ہے، حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ خیال رہے کہ صاعقہ کے معنی ہیں بے ہوش ہونے والی چیز، چونکہ اس گرج چمک سے بھی کبھی لوگ بے ہوش ہوجاتے ہیں اس لیے صاعقہ کہا جاتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۷۴۶)

(17) الموطا لامام مالک، کتاب الکلام، باب القول اذا سمعت الرعد، الحدیث: ۱۹۲۰، ج۲، ص۴۰۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی اللہ کے خوف سے یا رعد فرشتے کے خوف سے تسبیح کرنے لگتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جو شخص گرج کے وقت یہ آیت پڑھ لے وہ بفضلہ تعالیٰ اس سے ہلاک نہیں ہوسکتا، اگر ہلاک ہوجائے تو اس کا خون بہا میرے ذمہ ہے، گویا آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر اس قدر اعتماد تھا۔ (مرقاۃ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۷۴۷)

(18) ترجمہ: پاک ہے وہ کہ حمد کے ساتھ رعد اس کی تسبیح کرتا ہے اور فرشتے اس کے خوف سے، بے شک اللہ (عزوجل) ہر چیز پر قادر ہے۔

(19) مراسیل أبي داود مع سنن أبي داود، باب ماجاء في المطر، ص۲۰

نمازِ استسقا کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ (1)

تمھیں جو مصیبت پہنچتی ہے، وہ تمھارے ہاتھوں کے کرتوت سے ہے اور بہت سی معاف فرما دیتا ہے۔

یہ قحط بھی ہمارے ہی معاصی کے سبب ہے، لہٰذا ایسی حالت میں کثرتِ استغفار کی بہت ضرورت ہے اور یہ بھی اس کا فضل ہے کہ بہت سے معاف فرما دیتا ہے، ورنہ اگر سب باتوں پر مؤاخذہ کرے تو کہاں ٹھکانہ۔

فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ﴾ (2)

اگر لوگوں کو ان کے فعلوں پر پکڑتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا۔

اور فرماتا ہے:

﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾﴾ (3)

اپنے رب (عزوجل) سے استغفار کرو، بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے، موسلا دھار پانی تم پر بھیجے گا اور مالوں اور بیٹوں سے تمھاری مدد کریگا اور تمھیں باغ دے گا اور تمھیں نہریں دے گا۔

❁❁❁❁❁

---

(1) پ۲۵، الشوریٰ:۳۰

(2) پ۲۲، فاطر:۴۵

(3) پ۲۹، نوح:۱۰۔۱۲

احادیث

حدیث ۱: ابن ماجہ کی روایت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: جو لوگ ناپ اور تول میں کمی کرتے ہیں، وہ قحط اور شدت موت میں اور ظلم بادشاہ میں گرفتار ہوتے ہیں، اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی۔(1)

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: قحط اسی کا نام نہیں کہ بارش نہ ہو، بڑا قحط تو یہ ہے کہ بارش ہو اور زمین کچھ نہ اُگائے۔(2)

حدیث ۳: صحیحین میں ہے، انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کسی دُعا میں اس قدر ہاتھ نہ اٹھاتے جتنا استسقا میں اٹھاتے، یہاں تک بلند فرماتے کہ بغلوں کی سپیدی ظاہر ہوتی۔(3)

حدیث ۴: صحیح مسلم شریف میں انہیں سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے بارش کے لیے دُعا کی

---

(1) سنن ابن ماجہ، أبواب الفتن، باب العقوبات، الحدیث: ۴۰۱۹، ج ۴، ص ۳۶۷

(2) صحیح مسلم، کتاب الفتن وأشراط الساعۃ، باب في سکنی المدینۃ الخ، الحدیث: ۲۹۰۴، ص ۱۵۵۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی سخت قحط یہ ہے کہ باوجود بارش کے پیداوار نہ ہو کہ آس کے بعد یاس سخت ہوتی ہے اور اس سے سخت قحط وہ ہے کہ پیداوار بھی خوب پھر انتہائی مہنگائی ہو جیسا کہ بعض احادیث میں ہے، آج کل یہ تیسری قسم کا قحط ہے اللہ کرم کرے، پیداوار نہ ہونے کی بہت صورتیں ہیں، زمیں کچھ اگائے ہی نہیں، آگائے مگر برباد ہو جائے، درخت ہوں مگر پھل نہ لگے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۴۱۸)

(3) صحیح البخاري، کتاب الاستسقاء، باب رفع الامام یدہ في الاستسقاء، الحدیث: ۱۰۳۱، ج۱، ص ۳۵۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں ہاتھ اٹھانے کی نفی نہیں بلکہ سر سے اونچے ہاتھ اٹھانے کی نفی ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے یعنی اور دعاؤں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سینے تک ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس دعا میں سر سے اونچے۔

۲۔ یعنی اگر چادر یا قمیص نہ پہنے ہوتے تو بغل شریف کی سفیدی دیکھی جاتی لہذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ بغیر قمیص نماز پڑھاتے تھے۔(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص ۴۲۳)

اور پشتِ دست سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ (4) (یعنی اور دعاؤں میں تو قاعدہ یہ ہے کہ ہتھیلی آسمان کی طرف ہو، اوراس میں ہاتھ لوٹ دیں کہ حال بدلنے کی فال ہو)۔

حدیث ۵: سُنن اربعہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرانے کپڑے پہن کر استسقا کے لیے تشریف لے گئے تواضع وخشوع وتضرع کے ساتھ۔ (5)

حدیث ٦: ابو داود نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: لوگوں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں قحط باراں کی شکایت پیش کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منبر کے لیے حکم فرمایا، عیدگاہ میں رکھا گیا اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ فرمایا کہ اس روز سب لوگ چلیں، جب آفتاب کا کنارہ چمکا، اس وقت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھے، تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجالائے، پھر فرمایا: تم لوگوں نے اپنے ملک کے قحط کی شکایت کی اور یہ کہ مینھ اپنے وقت سے مؤخر ہوگیا اور اللہ عزوجل نے تمھیں حکم دیا ہے کہ اس سے دُعا کرو اور اس نے وعدہ کرلیا ہے کہ تمھاری دُعا قبول فرمائے گا۔ اس کے بعد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ

---

(4) صحيح مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، الحديث: ۸۹٦، ص ۴۴۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی سر سے اونچے ہاتھ اٹھائے جن کی ہتھیلی زمین کی طرف رکھی کہ خدایا بادل کا پیٹ زمین کی طرف کردے تاکہ وہ اپنا پانی اس پر بہائے۔ظاہر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ساری دعا یونہی مانگی۔بعض کا خیال ہے کہ پہلے ہتھیلیاں آسمان کی طرف کرے، پھر زمین کی طرف۔مرقات ولمعات وغیرہ میں ہے کہ رحمت مانگنے کے لیئے ہتھیلیاں آسمان کی طرف کرے اور بلاؤ آفت ٹالنے کے لیئے زمین کی طرف، چونکہ اس دعا میں بلاؤ قحط ٹالنے کی درخواست ہوتی ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا مانگی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص ۷۲۴)

(5) جامع الترمذي، أبواب السفر، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، الحديث: ۵۵۸، ج۲، ص ۸۰

وسنن ابن ماجه، أبواب اقامة الصلاة الخ، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، الحديث: ۱۲٦٦، ج ۲، ص ۹۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی استسقاء کے لیئے دولت خانہ شریف سے نکلتے وقت یہ حال تھا کہ لباس عاجزانہ تھا، زبان پر الفاظ انکسار کے تھے یعنی متواضع دل میں خشوع خضوع تھا (متخشع)، ذکر الٰہی میں مشغول تھے، آنکھیں ترتھیں (متضرع)۔اب بھی صفت یہی ہے کہ استسقاء کے لیئے جاتے وقت امیر بھی فقیرانہ لباس پہن کر جائیں کہ بھکاریوں کی وردی یہی ہے، راستہ میں یہ سارے کام کرتے ہوئے جائیں ان شاءاللہ دعا ضرور قبول ہوگی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۷۳۰)

اَنْتَ اللہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ قُوَّۃً وَّبَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ . (6)

پھر ہاتھ بلند فرمایا یہاں تک کہ بغل کی سپیدی ظاہر ہوئی پھر لوگوں کی طرف پشت کی اور ردائے مبارک لوٹ دی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر سے اوتر کر دو رکعت نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ابر پیدا کیا، وہ گرجا اور چمکا اور برسا۔ اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ابھی مسجد کو تشریف بھی نہ لائے تھے کہ نالے بہہ گئے۔ (7)

(6) ترجمہ: حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جو رب ہے سارے جہان کا رحمن ورحیم ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یا اللہ (عزوجل)! تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی ہے اور ہم محتاج ہیں ہم پر مینھ اوتار اور جو کچھ تو اوتارے، اوسے ہمارے لیے قوت اور ایک وقت تک پہنچنے کا سبب کر دے۔

(7) سنن أبي داود، کتاب صلاۃ الاستسقاء، باب رفع الیدین في الاستسقاء، الحدیث: ۱۱۷۳، ج ۱، ص ۴۳۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی بارش کا زمانہ ہے اور نہیں آتی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ قحط کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر سکتے ہیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کریں اور ہماری بگڑی بن جائے، رب تعالٰی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بندوں کی شکایت کرتا ہے، فرماتا ہے: "اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ"۔ دوسرے یہ کہ صحابہ کبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ الٰہی میں اپنا بڑا وسیلہ جانتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے اعمال کی مقبولیت یقینی نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یقینًا مقبول ہیں، اسی لیے وہ ایسے موقعوں پر خود نمازیں اور دعائیں ادا نہ کر لیتے تھے بلکہ دوڑے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آتے تھے، حالانکہ انہوں نے قرآن میں یہ آیت پڑھی تھی "اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ"۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ انبیاء واولیاء کے وسیلہ کی کوئی ضرورت نہیں اپنے اعمال کا وسیلہ پکڑو گویا ان کے نزدیک ان کے اعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مقبول ہیں۔

۲؎ کہ فلاں دن تم سب وہاں جمع ہو کر جاؤ ہم بھی پہنچ جائیں گے، شاید قبولیت کی گھڑی اسی دن میں ہوگی جیسے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے لڑکوں سے فرمایا تھا "سَاَسْتَغْفِرُ لَکُمْ" یعنی تمہارے لیئے دعائے مغفرت ابھی نہیں پھر کروں گا۔

۳؎ لہذا تم میرے وسیلہ سے دعا کر رہے ہو میں تمہارے لیئے دعا اور شفاعت کرتا ہوں اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن یوں نہیں فرمادیا کہ جاؤ خود دعائیں مانگ لو میرے پاس کیوں آئے۔

۴؎ اس سے معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے اللہ کی حمد اپنی فقیری اور نیازمندی کا اظہار سنت ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ الٰہی میں اپنے لیئے جو کلمے چاہیں استعمال کریں لیکن اگر کوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فقیر کہے تو کافر ہوگا۔ (عالمگیری) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ غنی داتا ہیں جن کی گلیوں میں تاجدار بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ شعر

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں　　　مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

وہ تو باذن اللہ غنی ہیں، غنی گر ہیں۔ رب تعالٰی فرماتا ہے: "اَغْنٰھُمُ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ"۔ رب سے مانگنا بندے کی شان ہے، ←

حدیث ۷: امام مالک و ابوداود بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) استسقا کی دُعا میں یہ کہتے:

اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَ بَهِيْمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ. (8)

حدیث ۸: سنن ابوداود میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ہاتھ اٹھا کر یہ دُعا کی:

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْئًا مَّرِيْعًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ. (9)

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ دُعا پڑھی تھی کہ آسمان گھِر آیا۔ (10)

حدیث ۹: صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: لوگ جب قحط میں مبتلا ہوتے تو

اس کے سب فقیر ہیں۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آج خطبہ اور دعا پہلے پڑھی اور نماز بعد میں۔ غالبًا اس لیے کہ جب آپ جنگل پہنچتے ہیں تو سورج نکل رہا تھا وقت مکروہ تھا ورنہ خطبۂ استسقاء اور دعا نماز کے بعد ہوتی ہے جیسا کہ گزشتہ روایات سے معلوم ہوا۔

۶۔ ہنسنے سے مراد تبسم اور مسکرانا ہے نہ ٹھٹھا مارنا اور قہقہہ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قہقہہ مار کر کبھی نہ ہنسے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تبسم خوشی اور تعجب کا تھا کہ ابھی تو یہ لوگ بارش مانگ رہے تھے جب آئی تو بھاگ رہے ہیں۔ نواجذ جمع نواجذہ کی ہے۔ ناجذہ دانتوں کی کیلوں کو بھی کہتے ہیں اور آخری داڑھ کو بھی یعنی عقل داڑھ۔

۷۔ معلوم ہوا کہ بارش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھی اور آپ کی نبوت کی دلیل، یعنی آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت صحابہ کو آنکھوں سے دکھادی اس کی عینی گواہی دی اور دلوائی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۳۳)

(8) سنن أبي داود، كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء، الحديث: ۱۱۷۶، ج ۱، ص ۴۳۲

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو اپنے بندوں اور چوپایوں کو سیراب کر اور اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے شہر مردہ کو زندہ کر۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اگرچہ بندوں میں جانور بھی داخل تھے، مگر چونکہ یہ بے گناہ ہیں ہم گنہگار، ان کی بے گناہی سے ہم پر رحمتیں آتی ہیں ہمارے گناہوں سے انہیں تکلیف ہوتی ہے اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر کیا۔ رحمت پھیلانے سے مراد جنگل کو ہرا بھرا کر دینا ہے اور مردہ شہر کو زندہ کرنے سے مراد خشک زمین کو تر کرنا ہے کہ کنوئیں پانی سے بھر جائیں، تالاب لبریز ہو جائیں۔ سبحان اللہ! کیا جامع دعا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۳۱)

(9) ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ہم کو سیراب کر پوری بارش سے، جو خوشگوار تازگی لانے والی ہو، نافع ہو، ضرر نہ کرے، جلد ہو، دیر میں نہ ہو۔

(10) سنن أبي داود، كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء، الحديث: ۱۱۶۹، ج ۱، ص ۴۳۰

امیر المومنین فاروقِ اعظم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسّل سے طلبِ باراں کرتے، عرض کرتے، اے اللہ (عزوجل)! تیری طرف ہم اپنے نبی کا وسیلہ کیا کرتے تھے اور تو برساتا تھا، اب ہم تیری طرف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عم مکرم کو وسیلہ کرتے ہیں تو بارش بھیج۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: جب یوں کرتے تو بارش ہوتی (11)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ مواکات، توکیع، اتکاء یہ سب ایک ہی ماہ سے بنے ہیں، جس کے معنی ہیں اعتماد کرنا، ٹیک لگانا، اٹھانا، پھیلانا، یہاں آخری دو معنی میں ہے یعنی آپ ہاتھ اٹھائے اور پھیلائے ہوئے تھے۔

۲۔ یہ ہے دعائے محبوبانہ اور وہ ہے قبولیت حبیبانہ محبوب نے کہا بارش میں دیر نہ لگے، چاہنے والے رب نے فرمایا کہ فوراً لو۔ جن احادیث میں ہے کہ انسان دعا میں جلدی نہ کرے وہاں عبدیت کی تعلیم ہے یا یہ مطلب ہے کہ ظہور قبولیت میں اگر دیر لگے تو دعا سے بددل نہ ہو اور لوگوں سے رب کی شکایت نہ کرے لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص ۳۴۷)

(11) صحیح البخاري، أبواب الاستسقاء، باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، الحدیث: ۱۰۱۰، ج۱، ص ۳۴۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ تاکہ معلوم ہو کہ صرف نبی کا ہی وسیلہ نہیں ہوتا بلکہ ان کی امت کے اولیاء کا وسیلہ بھی ہوسکتا ہے، ان کی برکت سے رحمتیں آتی ہیں، حضرت عمر جناب عباس کا وسیلہ اس طرح لیتے کہ ان کے توسل سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے جیسا کہ آگے آرہا ہے اور حضرت عباس عرض کرتے کہ خدایا یہ لوگ تیرے محبوب کی نسبت کی وجہ سے میرا وسیلہ لے رہے ہیں، خدایا اس بڑھاپے میں مجھے رسوا شرمندہ نہ کر یہ کہتے ہی بارش آتی تھی۔ (اشعۃ اللمعات)

۲۔ یعنی تیرے نبی کی ظاہری حیات میں ہم اس طرح ان کا وسیلہ لیتے تھے کہ ان سے بارش کی دعا کراتے تھے، ان کے ساتھ جا کر نماز استسقاء پڑھتے، ان کے چہرۂ انور کی طرف اشارہ کرکے کہتے تھے کہ مولیٰ اس نورانی چہرہ کی برکت سے بارش بھیج۔ شعر

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

اب ان کی ظاہری حیات شریف کی برکت سے یہ اشارہ والا، یہ نمازوں، ان کی دعاؤں والا وسیلہ ناممکن ہوگیا تو اب ان کے چچا کے وسیلہ سے بارش بھیج۔ خیال رہے کہ حضرت عمر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا وسیلہ لیا اس لیے عرض کیا کہ اپنے نبی کے چچا کے توسل سے دعا کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہوجائے اس کا وسیلہ درست ہے۔ شعر

بزرگوں کی نسبت بڑی چیز ہے
خدا کی یہ نعمت بڑی چیز ہے

۳۔ اس حدیث کی بنا پر بعض بے عقل عالموں نے کہا ہے کہ زندہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے مُردوں کا ناجائز، دیکھو جناب عمر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا وسیلہ چھوڑ دیا مگر یہ غلط ہے چند وجہ سے: ایک یہ کہ اس حدیث میں چھوڑنے کا ایک لفظ بھی نہیں آتا یعنی حضرت فاروق نے یہ نہیں کہا کہ اب ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ چھوڑ دیا۔ دوسرے یہ کہ اگر حدیث کا یہ مطلب ہوتو ←

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آگے ہوتے اور ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پیچھے صفیں باندھ کر دُعا کرتے۔ اب کہ یہ میسر نہیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے چچا کو آگے کرکے دُعا کرتے ہیں یہ بھی توسّل حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ہے صورۃً میسر نہیں تو معنیً۔

❀❀❀❀❀

یہ حدیث قرآنی آیات کے بھی خلاف ہوگی اور دوسری احادیث کے بھی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا"۔ آٹھویں بزرگ دادا کی برکت سے ان پوتوں پر اللہ کی یہ رحمت ہوئی کہ ان کی ٹوٹی دیوار بنانے کے واسطے دو نبی بھیجے گئے، حضرت موسیٰ وہارون کے نعلین و عمامہ کے وسیلہ سے بنی اسرائیل جنگوں میں فتح پاگئے تھے، رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ: "وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے اہل کتاب آپ کے وسیلہ سے جنگوں میں فتح پاتے تھے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا"۔ اسی مشکوٰۃ" باب الکرامات" میں آئے گا کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے روضہ کی چھت ہٹوادی اور قبر انور کے وسیلہ سے دعائے بارش کی تو بارش آئی۔ یہاں جناب عمر کے فرمانے کا منشا یہ ہے کہ وہ اشاروں والا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز استسقاء پڑھنے والا وسیلہ جاتا رہا یا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں وسیلۂ اولیاء بھی درست ہے۔ اسی جگہ مرقات میں ہے کہ امیر معاویہ قحط میں حضرت یزید ابن اسود کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے تھے اور ان سے بھی کہتے تھے کہ وہ بھی ہاتھ اٹھائیں فوراً بارش آتی تھی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۳۷)

مسائلِ فقہیّہ

استسقا دُعا و استغفار کا نام ہے۔ استسقا کی نماز جماعت سے جائز ہے، مگر جماعت اس کے لیے سنت نہیں، چاہیں جماعت سے پڑھیں یا تنہا تنہا دونوں طرح اختیار ہے۔ (1)

مسئلہ ۱: استسقا کے لیے پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہن کر تذلّل و خشوع و خضوع و تواضع کے ساتھ سر برہنہ پیدل جائیں اور پا برہنہ ہوں تو بہتر اور جانے سے پیشتر خیرات کریں۔ کفّار کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں کہ جاتے ہیں رحمت کے لیے اور کافر پر لعنت اترتی ہے۔ تین دن پیشتر سے روزے رکھیں اور توبہ و استغفار کریں پھر میدان میں جائیں اور وہاں توبہ کریں اور زبانی توبہ کافی نہیں بلکہ دل سے کریں اور جن کے حقوق اس کے ذمہ ہیں سب ادا کرے یا معاف کرائے، کمزوروں، بوڑھوں، بُوڑھیوں بچوں کے توسّل سے دُعا کرے اور سب آمین کہیں۔ کہ صحیح بخاری شریف میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمھیں روزی اور مدد کمزوروں کے ذریعہ سے ملتی ہے۔ (2) اور ایک روایت میں ہے، اگر جوان خشوع کرنے والے اور چوپائے چرنے والے اور بوڑھے رکوع کرنے والے اور بچے دودھ پینے والے نہ ہوتے تو تم پر شدّت سے عذاب کی بارش ہوتی۔ (3) اس وقت بچے اپنی ماؤں سے جدا رکھے جائیں اور مویشی بھی ساتھ لے جائیں۔ غرض یہ کہ توجہ رحمت کے تمام اسباب مہیّا کریں اور تین دن متواتر جنگل کو جائیں اور دُعا کریں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امام دو رکعت جہر کے ساتھ نماز پڑھائے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتٰكَ پڑھے اور نماز کے بعد زمین پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک ہی خطبہ پڑھے اور خطبہ میں دُعا و تسبیح و استغفار کرے اور اثنائے خطبہ میں چادر لوٹ دے (4) یعنی اوپر کا کنارہ نیچے اور نیچے کا اوپر کردے کہ حال بدلنے کی فال ہو، خطبہ سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف

---

(1) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاستسقاء، ج ۳، ص ۸۱۔ ۸۳

(2) صحیح البخاري، کتاب الجهاد، باب من استعان بالضعفاء الخ، الحدیث: ۲۸۹۶، ج ۲، ص ۲۸۰

(3) السنن الکبری، کتاب صلاۃ الاستسقاء، باب استحباب الخروج بالضعفاء الخ، الحدیث: ۶۳۹۰، ج ۳، ص ۴۸۱

(4) اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

خامسا خادم شرع جانتا ہے کہ صاحب شرع صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو باب دعا میں، تفاؤل پر بہت نظر ہے اسی لئے استسقاء میں قلب ردا فرمایا کہ تبدل حال کی فال ہو الدارقطنی بسند صحیح علی اصولنا عن الامام ابن الامام ابن الامام جعفر بن ←

پیٹھ اور قبلہ کو مونھ کر کے دُعا کرے۔ بہتر وہ دُعائیں ہیں جو احادیث میں وارد ہیں اور دُعا میں ہاتھوں کو خوب بلند کرے اور پشتِ دست جانب آسمان (5) رکھے۔ (6)

مسئلہ ۲: اگر جانے سے پیشتر بارش ہوگئی، جب بھی جائیں اور شکر الٰہی بجالائیں اور مینھ کے وقت حدیث میں جو دُعا ارشاد ہوئی پڑھے اور بادل گرجے تو اس کی دُعا پڑھے اور بارش میں کچھ دیر ٹھہرے کہ بدن پر پانی پہنچے۔ (7)

محمد بن علی رضی الله تعالی عنهم عن ابیه انه صلی الله تعالی علیه وسلم استسقی وحوّل رداءہ للیتحول القحط ا۔ ہمارے اصول کے مطابق دارقطنی نے صحیح سند کے ساتھ امام ابن امام ابن امام جعفر بن محمد بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہم وہ اپنے والد سے راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے (بارش کے لئے دعا میں) چادر مبارک الٹی تا کہ قحط ختم ہوجائے۔

(ا۔ سنن الدارقطنی کتاب الاستسقاء حدیث ۲ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۲/ ۶۶)

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

قالوا والتحویل شرع تفاؤلا بتغییر الحال من القحط الی نزول الغیث والخصب ومن ضیق الحال الی سعته ۲۔

(۲۔ شرح مسلم للنووی مع مسلم کتاب صلوٰۃ الاستسقاء مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۲۹۲)

ائمہ کرام نے فرمایا کہ چادر الٹانا اس لئے مشہور ہے کہ قحط سے بارش کی طرف اور تنگی سے خوشحالی کی طرف حالت کو تبدیل کرنے کے لئے نیک فال بن سکے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۶۱۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(5) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اسی لئے علما نے مستحب رکھا، جب دفع بلا کے لئے دعا ہو، پشت دست سوئے سما ہو، گویا ہاتھوں سے آتش فتنہ کو بجھاتا اور جوشِ بلا کو دباتا ہے۔ اشعہ میں ہے: گفتہ اند چوں دعا برائے طلب وسوال چیزے از نعما بود مستحب است کہ گردانیدہ شود بطن کفہا بجانب آسمان وہرگاہ کہ برائے دفع ومنع فتنہ وبلا باشد پشت ہائے دست بجانب آسمان کند از برائے اطفائے ثائرہ فتنہ وبلا وپست کردن قوت حادثہ وغلبہ آں ۳۔

(۳۔ اشعۃ اللمعات کتاب صلوٰۃ الاستسقا مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۶۲۳)

علما نے فرمایا ہے کہ جب کسی نعمت کے حصول کے لئے دعا کی جائے تو مستحب یہ ہے کہ دعا میں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کیا جائے اور اگر کسی دفع شر کے لئے دعا کی جائے تو پھر ہاتھوں کی پشت کو آسمان کی طرف کیا جائے تا کہ فتنہ اور مصیبت کی شدت کم ہو اور حادثہ کی قوت وغلبہ پست ہوجائے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۶۱۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع عشر في الاستسقاء، ج ۱، ص ۱۵۳۔ ۱۵۴

وغنیۃ المتملي، صلاۃ الاستسقاء، ص ۴۲۷۔ ۴۳۰

والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الاستسقاء، ج ۳، ص ۸۳۔ ۸۵

والجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الاستسقاء، ص ۱۲۴۔ ۱۲۵

(7) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاستسقاء، ج ۳، ص ۸۵

مسئلہ ۳: کثرت سے بارش ہو کہ نقصان کرنے والی معلوم ہو تو اس کے روکنے کی دُعا کر سکتے ہیں اور اس کی دُعا حدیث میں یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِیَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ.(8)

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

❁❁❁❁❁

(8) صحیح البخاري، کتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء في المساجد الجامع، الحدیث: ۱۰۱۳، ج۱، ص۳۴۷
وصحیح مسلم، کتاب صلاة الاستسقاء، الحدیث: ۸۔(۸۹۷)، ۹۔(۸۹۷)، ص۴۴۴،۴۴۵

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ہمارے آس پاس برسا، ہمارے اوپر نہ برسا۔ اے اللہ (عزوجل)! بارش کر ٹیلوں اور پہاڑیوں پر اور نالوں میں اور جہاں درخت اگتے ہیں۔

نمازِ خوف کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ(1)

اگر تمھیں خوف ہو تو پیدل یا سواری پر نماز پڑھو پھر جب خوف جاتا رہے تو اللہ (عزوجل) کو اس طرح یاد کرو جیسا اُس نے سکھایا وہ کہ تم نہیں جانتے تھے۔

اور فرماتا ہے:

(وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۗ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾) (2)

---

(1) پ۲، البقرۃ: ۲۳۹

(2) پ۵، النسآء: ۱۰۲۔ ۱۰۳

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس میں جماعتِ نمازِ خوف کا بیان ہے۔ جہاد میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین نے دیکھا کہ آپ نے مع تمام اصحاب کے نماز ظہر بجماعت ادا فرمائی تو انہیں افسوس ہوا کہ انہوں نے اس وقت میں کیوں نہ حملہ کیا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیا ہی اچھا موقع تھا بعضوں نے ان میں سے کہا اس کے بعد ایک اور نماز ہے جو مسلمانوں کو اپنے ماں باپ سے زیادہ پیاری ہے یعنی نماز عصر جب مسلمان اس نماز کے لئے کھڑے ہوں تو پوری قوت سے حملہ کر کے انہیں قتل کر دو اس وقت حضرت جبریل نازل ہوئے اور انہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ یہ نماز خوف ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ اَلْاٰيَةَ

←

اور جب تم ان میں ہو اور نماز قائم کرو تو ان میں کا ایک گروہ تمھارے ساتھ کھڑا ہو اور انھیں چاہیے کہ اپنے ہتھیار لیے ہوں پھر جب ایک رکعت کا سجدہ کرلیں تو وہ تمھارے پیچھے ہوں اور اب دوسرا گروہ آئے، جس نے تمھارے ساتھ نہ پڑھی تھی، وہ تمھارے ساتھ پڑھے اور اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے رہیں، کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ، تو ایک ساتھ تم پر جھک پڑیں اور تم پر کچھ گناہ نہیں، اگر تمھیں مینھ سے تکلیف ہو یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار رکھ دو، مگر پناہ کی چیز لیے رہو، بیشک اللہ (عزوجل) نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب طیار کر رکھا ہے، پھر جب نماز پوری کر چکو تو اللہ (عزوجل) کو یاد کرو، کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے، پھر جب اطمینان سے ہو جاؤ تو نماز حسب دستور قائم کرو، بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

(مزید یہ کہ)

پناہ سے زرہ وغیرہ ایسی چیزیں مراد ہیں جن سے دشمن کے حملے سے بچا جاسکے ان کا ساتھ رکھنا بہرحال واجب ہے جیسا کہ قریب ہی ارشاد ہوگا وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ اور ہتھیار ساتھ رکھنا مستحب ہے نماز خوف کا مختصر طریقہ یہ ہے کہ پہلی جماعت امام کے ساتھ ایک رکعت پوری کرکے دشمن کے مقابل جائے اور دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی تھی وہ آکر امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے پھر فقط امام سلام پھیرے اور پہلی جماعت آکر دوسری رکعت بغیر قراءت کے پڑھے اور سلام پھیر دے اور دشمن کے مقابل چلی جائے پھر دوسری جماعت اپنی جگہ آکر ایک رکعت جو باقی رہی تھی اس کو قراءت کے ساتھ پورا کرکے سلام پھیرے کیونکہ یہ لوگ مسبوق ہیں اور پہلی لاحق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی طرح نماز خوف ادا فرمانا مروی ہے۔ حضور کے بعد بھی نماز خوف صحابہ پڑھتے رہے ہیں حالت خوف میں دشمن کے مقابل اس اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کس قدر ضروری ہے

مسائل: حالت سفر میں اگر صورت خوف پیش آئے تو اس کا یہ بیان ہوا لیکن اگر مقیم کو ایسی حالت پیش آئے تو وہ چار رکعت والی نمازوں میں ہر ہر جماعت کو دو دو رکعت پڑھائے اور تین رکعت والی نماز میں پہلی جماعت کو دو رکعت اور دوسری کو ایک۔

(مزید یہ کہ) شان نزول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ ذات الرقاع سے جب فارغ ہوئے اور دشمن کے بہت آدمیوں کو گرفتار کیا اور اموال غنیمت ہاتھ آئے اور کوئی دشمن مقابل باقی نہ رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لئے جنگل میں تنہا تشریف لے گئے تو دشمن کی جماعت میں سے غورث بن حارث محاربی یہ خبر پاکر تلوار لئے ہوئے چھپا چھپا پہاڑ سے اترا اور اچانک حضرت کے پاس پہنچا اور تلوار کھینچ کر کہنے لگا یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور دعا فرمائی جب ہی اس نے حضور پر تلوار چلانے کا ارادہ کیا اوندھے منہ گر پڑا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی حضور نے وہ تلوار لے کر فرمایا کہ تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا کہنے لگا میرا بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ فرمایا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ تو تیری تلوار تجھے دے دوں گا اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ اس کی شہادت دیتا ہوں کہ میں کبھی آپ سے نہ لڑوں گا اور زندگی بھر آپ کے کسی دشمن کی مدد نہ کروں گا آپ نے اس کی تلوار اس کو دے دی کہنے لگا یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ مجھ سے بہت بہتر ہیں فرمایا ہاں ہمارے لئے یہی سزاوار ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ہتھیار اور بچاؤ ساتھ رکھنے کا حکم دیا گیا۔ (احمدی)

احادیث

حدیث ۱: ترمذی ونسائی میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عسفان و ضجنان کے درمیان اترے، مشرکین نے کہا ان کے لیے ایک نماز ہے جو باپ اور بیٹوں سے بھی زیادہ پیاری ہے اور وہ نماز عصر ہے، لہٰذا سب کام ٹھیک رکھو، جب نماز کو کھڑے ہوں ایک دم حملہ کرو، جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کے دو حصے کریں ایک گروہ کے ساتھ نماز پڑھیں اور دوسرا گروہ ان کے پیچھے سپر اور اسلحہ لیے کھڑا رہے تو ان کی ایک ایک رکعت ہوگی (یعنی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو رکعتیں۔(1)

حدیث ۲: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ گئے جب ذات الرقاع میں پہنچے، ایک سایہ دار درخت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے چھوڑ دیا، اس پر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنی تلوار لٹکا دی تھی، ایک مشرک آیا اور تلوار لے لی اور کھینچ کر کہنے لگا، آپ

---

(1) جامع الترمذي، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة النساء، الحديث: ۳۰۴۶، ج۵، ص۲۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ضجنان مکہ معظمہ کے پاس ایک پہاڑ ہے جس میدان میں یہ پہاڑ واقعہ ہے اس کو بھی ضجنان کہتے ہیں اور عسفان مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور مقام ہے جو مکہ معظمہ سے دو منزل فاصلہ پر ہے، پہلے حجاج اسی رستہ سے مدینہ منورہ جاتے تھے۔

۲۔ یہ ان کا آپس کا مشورہ تھا یعنی یہ مسلمان مرنا قبول کرتے ہیں مگر اس نماز کو نہیں چھوڑتے، یہ راز یا تو منافقین نے انہیں بتایا ہوگا جو مسلمان کی خبریں خفیہ طور پر مشرکوں کو بھیجتے رہتے تھے یا کسی اور ذریعہ سے انہیں پتہ لگ گیا ہوگا، اسی کو قرآن حکیم اس طرح بیان فرما رہا ہے: "وَدَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِکُمْ وَاَمْتِعَتِکُمْ فَیَمِیْلُوْنَ عَلَیْکُمْ مَّیْلَةً وَّاحِدَةً"۔

۳۔ یعنی یہ دونوں جماعتیں الگ الگ تکبیر تحریمہ کہیں، پہلی جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہے اور دوسری جماعت دوسری رکعت میں۔ بعض شارحین نے سمجھا کہ سب ایک ساتھ تحریمہ کہہ لیں مگر یہ قرآن کریم کی آیت کے خلاف ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰی لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا مَعَکَ"۔ خیال رہے کہ ان کے پیچھے رہنے سے مراد دشمن کے مقابلے میں کھڑا ہونا ہے، لہٰذا حدیث واضح ہے۔

۴۔ یہ حدیث وہی ہے جو شروع باب میں آچکی، یہی ظاہر قرآن کے بہت موافق ہے اسی طریقہ کو امام اعظم ابوحنیفہ نے اختیار فرمایا۔ الحمد للہ! کہ باب کے شروع اور آخر کی حدیث مذہب احناف کی دلیل ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۱۵۱)

مجھ سے ڈرتے ہیں فرمایا: نہ، اس نے کہا تو آپ کو کون مجھ سے بچائے گا، فرمایا: اللہ (عزوجل)، صحابۂ کرام نے جب دیکھا تو اسے ڈرایا، اس نے میان میں تلوار رکھ کر لٹکا دی، اس کے بعد اذان ہوئی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی پھر یہ پیچھے ہٹا اور دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعت پڑھی تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی چار ہوئیں اور لوگوں کی دو دو یعنی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ۔ (2)

(2) صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن وما یتعلق بہ، باب صلاۃ الخوف، الحدیث: ۸۴۳، ص ۴۲۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سایہ میں آرام کریں، باقی لوگ اور درختوں کے نیچے دوپہر گزارتے تھے کیونکہ ان کے ساتھ خیمے اور چھولداریاں نہ تھیں، جب پہننے کے لیئے جوتے نہ تھے تو خیمے وغیرہ کہاں سے آتے یہاں بھی حسب دستور ایک درخت کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام کیا صحابہ نے اور درخت کے نیچے۔

۲۔ کیونکہ اس وقت سرکار یا سو رہے تھے یا اس طرف سے بے توجہ تھے۔

۳۔ یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل رب تعالٰی پر کیوں نہ ہوتا، رب تعالٰی نے آپ سے وعدہ کرلیا تھا "وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ"۔ اس واقعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت، آپ کا تکلیفوں پر صبر، جاہلوں پر حلم سب کچھ معلوم ہوا۔

۴۔ علامہ واقدی نے اس جگہ لکھا کہ اسے قدرتی طور پر ایسی بیماری ہوگئی جس سے تلوار اس کے ہاتھ سے گرگئی اور وہ خود بھی گر گیا۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ مسلمان ہوگیا اور اس سے بہت خلقت نے ہدایت پائی، مگر ابو عمارہ فرماتے ہیں وہ اسلام تو نہ لایا لیکن آئندہ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل نہ ہوا، آپ کے اخلاق کریمانہ دیکھ کر کیونکہ وہ توقتل کا مستحق ہوچکا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کردیا۔ ہوسکتا ہے کہ اسے صحابہ نے دھمکایا بھی ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت بھی اس پر طاری ہوگئی ہو جس سے پہلے وہ گر گیا، بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تسلی دینے پر اٹھ کر تلوار اس نے خود ہی ٹانگی ہو۔ (از مرقاۃ)

۵۔ یہ حدیث مشکات میں سے ہے کیونکہ اس سے پہلے ذات الرقاع میں دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہوچکا ہے اور یہاں چار کا اس لیئے علماء فرماتے ہیں کہ پچھلی حدیث میں نماز فجر کا ذکر تھا اور یہاں نماز ظہر کا ذکر ہے کیونکہ ابھی یہاں دھوپ میں آرام کرنے کا ذکر ہوچکا ہے، نیز یہ حدیث امام شافعی کے بھی مخالف ہے کیونکہ ان کے نزدیک اگر امام چار رکعتیں پڑھے گا تو مقتدیوں کو چار رکعتیں لامحالہ پڑھنی پڑیں گی اور یہاں ذکر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعتیں پڑھی اور قوم نے دو ۲ دو ۲۔ اس کی توجیہ صرف یہی ہوسکتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پندرہ دن ٹھہر کر کفار کے محاصرے کی نیت فرمائی ہو اور اس بناء پر تمام صحابہ نے اور آپ نے چار رکعتیں ہی پڑھیں مگر صحابہ کی ہر جماعت نے دو رکعتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھیں اور دو علیحدہ یہاں دو رکعتیں پڑھنے سے یہی مراد ہے اس کے علاوہ اور کوئی توجیہ اشکال سے خالی نہ ہوگی۔ بعض نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی جماعت کے ساتھ فرض ادا کیئے اور دوسری جماعت کے ساتھ نفل مگر یہ غلط ہے ورنہ پھر درمیان میں سلام پھیرنا چاہیے تھا، نیز پھر صحابی یہ نہ فرماتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعتیں ہوئیں کیونکہ اب تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو نمازیں ہوئیں نہ کہ ایک نماز کی چار رکعتیں، بعض نے فرمایا کہ اس وقت قصر کے احکام آئے نہ تھے ←

....

❀❀❀❀❀

اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو چار پڑھائیں، دو اپنی اقتداء میں اور دو علیحدہ مگر یہ بھی درست نہیں کیونکہ ذات الرقاع کا غزوہ ۵ ھ یا ۷ ھ میں ہے، بعض نے کہا ۸ ھ میں ہے کیونکہ اس غزوہ میں ابوموسیٰ اشعری بھی شریک تھے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح خیبر کے بعد آئے ہیں اور فتح خیبر ۷ ھ میں ہے، بعض مؤرخین نے فرمایا کہ غزوہ ذات الرقاع دو بار ہوا ہے ایک بار ۵ ھ میں اور ایک بار ۷ ھ یا ۸ ھ میں کچھ بھی سہی نماز قصر ۵ ھ سے پہلے آچکی تھی، لہٰذا جو فقیر نے پہلے عرض کیا وہ ہی زیادہ قوی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۳۲۸)

مسائلِ فقہیّہ

نمازِ خوف جائز ہے، جبکہ دشمنوں کا قریب میں ہونا یقین کے ساتھ معلوم ہو اور اگر یہ گمان تھا کہ دشمن قریب میں ہیں اور نمازِ خوف پڑھی، بعد کو گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو مقتدی نماز کا اعادہ کریں۔ یوہیں اگر دشمن دور ہوں تو یہ نماز جائز نہیں یعنی مقتدی کی نہ ہوگی اور امام کی ہو جائے گی۔

نمازِ خوف کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن سامنے ہوں اور یہ اندیشہ ہو کہ سب ایک ساتھ نماز پڑھیں گے تو حملہ کر دیں گے، ایسے وقت امام جماعت کے دو حصے کرے، اگر کوئی اس پر راضی ہو کہ ہم بعد کو پڑھ لیں گے تو اسے دشمن کے مقابل کرے اور دوسرے گروہ کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے، پھر جس گروہ نے نماز نہیں پڑھی اس میں کوئی امام ہو جائے اور یہ لوگ اس کے ساتھ باجماعت پڑھ لیں اور اگر دونوں میں سے بعد کو پڑھنے پر کوئی راضی نہ ہو تو امام ایک گروہ کو دشمن کے مقابل کرے اور دوسرا امام کے پیچھے نماز پڑھے، جب امام اس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکے یعنی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اوٹھائے تو یہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں اور جو لوگ وہاں تھے وہ چلے آئیں اب ان کے ساتھ امام ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے، مگر مقتدی سلام نہ پھیریں بلکہ یہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں یا یہیں اپنی نماز پوری کر کے جائیں اور وہ لوگ آئیں اور ایک رکعت بغیر قراءت پڑھ کر تشہد کے بعد سلام پھیریں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ گروہ یہاں نہ آئے بلکہ وہیں اپنی نماز پوری کر لے اور دوسرا گروہ اگر نماز پوری کر چکا ہے، فبہا، ورنہ اب پوری کرے، خواہ وہیں یا یہاں آ کر اور یہ لوگ قراءت کے ساتھ اپنی ایک رکعت پڑھیں اور تشہد کے بعد سلام پھیریں۔ یہ طریقہ دو رکعت والی نماز کا ہے خواہ نماز ہی دو رکعت کی ہو، جیسے فجر و عید و جمعہ یا سفر کی وجہ سے چار کی دو ہو گئیں اور چار رکعت والی نماز ہو تو ہر گروہ کے ساتھ امام دو دو رکعت پڑھے اور مغرب میں پہلے گروہ کے ساتھ دو اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک پڑھے، اگر پہلے کے ساتھ ایک پڑھی اور دوسرے کے ساتھ دو تو نماز جاتی رہی۔(1)

---

(1) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۶۔۸۸

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب العشرون فی صلاۃ الخوف، ج۱، ص۱۵۴۔۱۵۵، وغیرھما

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن فرماتے ہیں:

جب بحالت جہاد یہ خوف ہو کہ اگر سب لشکر باجماعت نماز میں مشغول ہوا تو کفار مار دیں گے تب نماز باجماعت کس طرح پڑھی جائے ←

مسئلہ ۱: یہ سب احکام اس صورت میں ہیں جب امام و مقتدی سب مقیم ہوں یا سب مسافر یا امام مقیم ہے اور مقتدی مسافر اور اگر امام مسافر ہو اور مقتدی مقیم تو امام ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک پڑھ کر سلام پھیر دے، پھر پہلا گروہ آئے اور تین رکعتیں بغیر قراءت کے پڑھے پھر دوسرا گروہ آئے اور تین پڑھے، پہلی میں فاتحہ وسورت پڑھے اور اگر امام مسافر ہے اور مقتدی بعض مقیم ہیں بعض مسافر تو مقیم مقیم کے طریقہ پر عمل کریں اور مسافر مسافر کے۔(2)

مسئلہ ۲: ایک رکعت کے بعد دشمن کے مقابل جانے سے مراد پیدل جانا ہے، سواری پر جائیں گے تو نماز جاتی رہے گی۔(3)

مسئلہ ۳: اگر خوف بہت زیادہ ہو کہ سواری سے اتر نہ سکیں تو سواری پر تنہا تنہا اشارہ سے، جس طرف بھی موتھ کر سکیں اسی طرف نماز پڑھیں، سواری پر جماعت سے نہیں پڑھ سکتے، ہاں اگر ایک گھوڑے پر دو سوار ہوں تو پچھلا اگلے کی اقتدا کر سکتا ہے اور سواری پر فرض نماز اسی وقت جائز ہوگی کہ دشمن ان کا تعاقب کر رہے ہوں اور اگر یہ دشمن کے تعاقب میں ہوں تو سواری پر نماز نہیں ہوگی۔(4)

مسئلہ ۴: نماز خوف میں صرف دشمن کے مقابل جانا اور وہاں سے امام کے پاس صف میں آنا یا وضو جاتا رہا تو وضو کے لیے چلنا معاف ہے، اس کے علاوہ چلنا نماز کو فاسد کر دے گا، اگر دشمن نے اسے دوڑایا یا اس نے دشمن کو بھگایا تو نماز جاتی رہی، البتہ پہلی صورت میں اگر سواری پر ہو تو معاف ہے۔(5)

مسئلہ ۵: سواری پر نہیں تھا اثنائے نماز میں سوار ہو گیا نماز جاتی رہی، خواہ کسی غرض سے سوار ہوا ہو اور لڑنا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے، مگر ایک تیر پھینکنے کی اجازت ہے۔(6) یونہیں آج کل بندوق کا ایک فیر کرنے کی اجازت ہے۔

اور اس پر قریبا ساری امت کا اجماع ہے کہ صلوۃ خوف تا قیامت باقی ہے ہاں طریقہ ادا میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف بھی افضلیت میں ہے ورنہ جتنے طریقے احادیث میں آئے ہیں جس طرح ادا کرے گا ہو جائے گی۔(مرقاۃ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار موقعوں پر نماز خوف پڑھی: ذات الرقاع، بطن نخل، عسفان، ذی قروع۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۲۴۶)

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب العشرون فی صلاۃ الخوف، ج۱، ص۱۵۵، وغیرہ

(3) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۷

(4) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ص۱۳۰
والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۸

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۸

(6) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۸

مسئلہ ۶: دریا میں تیرنے والا اگر کچھ دیر بغیر اعضا کو حرکت دیے رہ سکے تو اشارہ سے نماز پڑھے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔(7)

مسئلہ ۷: جنگ میں مشغول ہے، مثلاً تلوار چلا رہا ہے اور وقت نماز ختم ہونا چاہتا ہے تو نماز کو مؤخر کرے، لڑائی سے فارغ ہوکر نماز پڑھے۔(8)

مسئلہ ۸: باغیوں اور اس شخص کے لیے جس کا سفر کسی معصیت کے لیے ہو صلاۃ الخوف جائز نہیں۔(9)

مسئلہ ۹: نماز خوف ہو رہی تھی، اثنائے نماز میں خوف جاتا رہا یعنی دشمن چلے گئے تو جو باقی ہے وہ امن کی سی پڑھیں، اب خوف کی پڑھنا جائز نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۰: دشمنوں کے چلے جانے کے بعد کسی نے قبلہ سے سینہ پھیرا، نماز جاتی رہی۔(11)

مسئلہ ۱۱: نمازِ خوف میں ہتھیار لیے رہنا مستحب ہے اور خوف کا اثر صرف اتنا ہے کہ ضرورت کے لیے چلنا جائز ہے، باقی محض خوف سے نماز میں قصر نہ ہوگا۔(12)

مسئلہ ۱۲: نمازِ خوف جس طرح دشمن سے ڈر کے وقت جائز ہے۔ یوہیں درندہ اور بڑے سانپ وغیرہ سے خوف ہو جب بھی جائز ہے۔(13)

---

(7) المرجع السابق، ص۸۹

(8) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۹

(9) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۹

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب العشرون في صلاۃ الخوف، ج۱، ص۱۵۶

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب العشرون في صلاۃ الخوف، ج۱، ص۱۵۶

(12) المرجع السابق، والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۸

(13) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۶

کتاب الجنائز

بیماری کا بیان

بیماری بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کے منافع بے شمار ہیں، اگرچہ آدمی کو بظاہر اس سے تکلیف پہنچتی ہے مگر حقیقۃً راحت وآرام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے۔ یہ ظاہری بیماری جس کو آدمی بیماری سمجھتا ہے، حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے حقیقی بیماری امراض روحانیہ ہیں کہ یہ البتہ بہت خوف کی چیز ہے اور اسی کو مرض مہلک سمجھنا چاہیے۔ بہت موٹی سی بات ہے جو ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی کتنا ہی غافل ہو مگر جب مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو کس قدر خدا کو یاد کرتا اور توبہ واستغفار کرتا ہے اور یہ تو بڑے رتبہ والوں کی شان ہے کہ تکلیف کا بھی اسی طرح استقبال کرتے ہیں جیسے راحت کا۔

ع انچہ از دوست میرسد نیکوست (1)

مگر ہم جیسے کم سے کم اتنا تو کریں کہ صبر واستقلال سے کام لیں اور جزع وفزع کر کے آتے ہوئے ثواب کو ہاتھ سے نہ دیں اور اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ بے صبری سے آئی ہوئی مصیبت جاتی نہ رہے گی پھر اس بڑے ثواب سے محرومی دوہری مصیبت ہے۔ بہت سے نادان بیماری میں نہایت بے جا کلمے بول اٹھتے ہیں بلکہ بعض کفر تک پہنچ جاتے ہیں معاذ اللہ۔ اللہ عزوجل کی طرف ظلم کی نسبت کر دیتے ہیں، یہ تو بالکل ہی خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ کے مصداق (2) بن جاتے ہیں، اب ہم اس کے بعض فوائد جو احادیث میں وارد ہیں بیان کرتے ہیں کہ مسلمان اپنے پیارے اور برگزیدہ رسول کے ارشادات بگوش دل سنیں اور ان پر عمل کریں، اللہ عزوجل توفیق عطا فرمائے۔

حدیث ۱، ۲: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابوہریرہ وابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مسلمان کو جو تکلیف وہم وحزن واذیت وغم پہنچے، یہاں تک کہ کانٹا جو اس کے چبھے، اللہ تعالیٰ ان کے سبب اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (3)

---

1) یعنی وہ چیز جو دوست کی طرف سے پہنچتی ہے، اچھی ہوتی ہے۔

2) یعنی دنیا وآخرت میں نقصان اٹھانے والوں کی طرح۔

3) صحیح البخاري، کتاب المرضی، باب ماجاء في کفارۃ المرض الخ، الحدیث ۵۶۴۱، ج۴، ص۳

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حزن اور غم ہم معنی ہیں، کبھی ان دونوں میں یہ فرق کیا جاتا ہے کہ اذیٰ وہ ہے جو کسی کی طرف سے انسان کو پہنچے اور غم میں یہ قید نہیں، نیز
حزن معمولی غم کو بھی کہتے ہیں اور غم سخت کو یعنی وہ غم جو انسان کو قریباً بے ہوش کردے، بعض نے فرمایا کہ آنے والے خطرے پر تکلیف کا نام
ہم ہے اور گزشتہ پر غم وحزن۔ خلاصہ حدیث یہ ہے کہ صابر مسلمان کی تھوڑی تکلیف بھی اس کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ
اگر کسی کو عبادتوں میں لذت نہ آئے، اس پر اسے غم ہو یہ بھی گناہوں کی معافی کا باعث ہے، عبادات کی لذت پانے والا لذت کے لیے بھی
عبادت کرتا ہے مگر اس سے محروم خالص اللہ کیلئے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۱۸)

بیماری کا ثواب

حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب ربُّ
العلمین، جناب صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ جب مومن بیمار ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اسے گناہوں سے ایسا پاک
کردیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کردیتی ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر، رقم ۴۵، ج ۴، ص ۱۴۶)

حضرت سیدنا عبداللہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت،
محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ بیمار نہ
پڑو؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، اللہ عزوجل کی قسم! ہم عافیت کو ضرور پسند کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ تمہارے لئے اس میں کیا بھلائی ہے کہ اللہ عزوجل تمہیں یاد نہ کرے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر، ج ۴، ص ۱۴۶)

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلَّی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب مومن کی نس چڑھ جاتی ہے تو اللہ عزوجل اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے، اس کے لئے ایک نیکی
لکھتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے۔ (المعجم الاوسط، رقم ۲۴۶۰، ج ۲، ص ۴۸)

حضرت سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیب
پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو جو عمل وہ تندرستی اور اقامت کی حالت میں کرتا ہے وہ
عمل بھی اس کے لئے لکھا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب یکتب للمسافر مثل ما کان، رقم ۲۹۹۶، ج ۲، ص ۳۰۸)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ کسی مرض میں مبتلاء ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اُس کے محافظ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ یہ جو برائی
کرے اسے نہ لکھو اور جو نیکی کرے اس کے عوض دس نیکیاں لکھو اور اسکے اُس نیک عمل کو بھی لکھو جو یہ تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا ←

....

اگر چہ بیماری کے دوران وہ اس عمل کو نہ کر سکے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب ما یجری علی المریض، رقم ۳۸۱۳، ج ۳، ص ۳۳)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کو کوئی جسمانی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ عزوجل اس کے محافظ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ جب تک میرا یہ بندہ اس تکلیف میں ہے اس کے لئے ہر دن اور رات میں وہ عمل بھی لکھو جو یہ تندرستی میں کیا کرتا تھا۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب فی الصبر ....الخ، رقم ۴۸، ج ۴، ص ۱۴۷)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ کوئی عبادت کرتا ہو پھر بیمار ہو جائے تو اس کے مؤکل فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ جو عمل یہ تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا اس کے لئے وہی لکھو یہاں تک کہ میں اسے صحت بخشوں یا اپنے پاس بلالوں۔ (الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر ....الخ رقم ۴۹، ج ۴، ص ۱۴۷)

حضرتِ سیدنا اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلَّم نے فرمایا کہ جب اللہ عزوجل کسی مسلمان کو جسمانی تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تو فرشتے سے فرماتا ہے، جو نیک عمل یہ تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا اس کے لئے وہی لکھو۔ پھر اگر اللہ عزوجل اسے شفا عطا فرماتا ہے تو اسے دھو کر پاک فرما دیتا ہے اور اگر اس کی روح قبض فرمالیتا ہے تو اس کی مغفرت فرما کر اس پر رحمتیں نچھاور فرماتا ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، رقم ۱۲۵۰۵، ج ۴، ص ۲۹۷)

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہ وسلّم نے فرمایا، مؤمن پر تعجب ہے کہ وہ بیماری سے ڈرتا ہے، اگر وہ جان لیتا کہ بیماری میں اُس کے لئے کیا ہے؟ تو ساری زندگی بیمار رہنا پسند کرتا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور مسکرانے لگے۔ عرض کیا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر تبسم کیوں فرمایا؟ ارشاد فرمایا، میں دو فرشتوں پر حیران ہوں کہ وہ دونوں ایک بندے کو ایک مسجد میں تلاش کر رہے تھے جس میں وہ نماز پڑھا کرتا تھا، جب انہوں نے اسے نہ پایا تو لوٹ گئے اور عرض کیا، یارب عزوجل! ہم تیرے فلاں بندے کے دن اور رات میں کئے ہوئے اعمال لکھتے تھے پھر ہم نے دیکھا کہ تو نے اُسے آزمائش میں مبتلاء فرما دیا۔ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرا بندہ دن اور رات میں جو عمل کیا کرتا تھا اس کے لئے وہ عمل لکھو اور اسکے اجر میں کمی نہ کرو، جب تک وہ میری طرف سے آزمائش میں ہے اس کا ثواب میرے ذمہ کرم پر ہے اور جو اعمال وہ کیا کرتا تھا اس کے لئے ان کا بھی ثواب ہے۔ (المعجم الاوسط، رقم ۲۳۱۷، ج ۲، ص ۱۱)

حضرتِ سیدنا ابو اَشعث صَنعانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، میں ایک مرتبہ صبح سویرے جامع مسجد دمشق کی طرف گیا تو میری ملاقات حضرت سیدنا شداد بن اَوس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی، حضرت صُنَابِحی رضی اللہ عنہ بھی انکے ساتھ تھے۔

میں نے پوچھا کہ آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، ہم اپنے ایک بیمار بھائی کی عیادت کرنے جارہے ہیں۔ میں بھی ان دونوں کے ساتھ چل دیا۔ جب ہم اس شخص کے پاس پہنچے تو ان دونوں نے اس سے پوچھا کہ دن کیسا گزرا؟ اس نے جواب دیا کہ ←

نعمت میں گزرا۔ تو حضرت سیدنا شداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تجھے گناہوں کے کفارے اور گناہوں کے مٹ جانے کی خوشخبری ہو کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جب میں اپنے بندوں میں سے کسی مومن بندے کو مصیبت میں مبتلاء کروں اور وہ اس مصیبت پر میرا شکر ادا کرے تو (اے فرشتو) اس کیلئے وہی اجر لکھا کرو جو تم اس کی تندرستی کی حالت میں لکھا کرتے تھے۔ (الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر، رقم ۵۳، ج ۴، ص ۱۴۸)

حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک شخص نے یہ آیت کریمہ پڑھی:

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ

ترجمۂ کنزالایمان: جو برائی کریگا اس کا بدلہ پائے گا۔ (پ 5، النساء: 123)

اور کہا کہ اگر ہمیں ہر ہر عمل کا بدلہ ملے گا پھر تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ جب یہ بات اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تک پہنچی تو فرمایا کہ ہاں! دنیا ہی میں اس کا بدلہ تکلیف دہ جسمانی بیماری کے ذریعہ سے دیا جائے گا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصبر ....الخ، رقم ۲۹۱۲، ج ۴، ص ۲۵۴)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس آیت کریمہ کے بعد ہم کسی اجر کی امید رکھیں؟ جبکہ ہمیں اپنے ہر عمل کا بدلہ دیا جائے گا۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَاۤ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ

ترجمہ کنزالایمان: کام نہ کچھ تمہارے خیالوں پر ہے اور نہ کتاب والوں کی ہوس پر جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔

(پ5، النساء: 123)

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! اللہ عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے، کیا تم بیمار نہیں ہوتے؟ کیا تم تنگدستی میں مبتلاء نہیں ہوتے؟ میں نے عرض کیا، کیوں نہیں؟ فرمایا کہ یہی وہ جزاء ہے جو تمہیں دی جاتی ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر ....الخ، رقم ۶۰، ج ۴، ص ۱۴۹)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال،، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جب میں اپنے کسی مومن بندے کو بیماری میں مبتلاء کروں اور وہ اپنی عیادت کے لئے آنے والوں سے میری شکایت نہ کرے تو میں اسے آزمائش سے چھٹکارا دے دیتا ہوں، اس کے گوشت کو بہتر گوشت سے بدل دیتا ہوں، اس کے خون کو بہتر خون سے بدل دیتا ہوں پھر وہ نئے سرے سے عمل شروع کرتا ہے۔

(مستدرک، کتاب الجنائز، باب المریض یکتب لہ من الخیر، رقم ۱۳۳۰، ج ۱، ص ۶۷۰)

حضرت سیدنا عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور ان سے فرماتا ہے، دیکھو یہ اپنی عیادت کرنے والوں سے کیا کہتا ہے؟ پھر اگر وہ مریض اپنی عیادت کے لئے آنے والوں کی موجودگی میں ←

اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کرے تو وہ فرشتے اس کی یہ بات اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں حالانکہ اللہ عزوجل زیادہ جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے کا مجھ پر حق ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں اور اگر اسے شفادوں تو اس کے گوشت کو بہتر گوشت سے بدل دوں اور اس کے گناہ مٹادوں۔

(موطاامام مالک، کتاب العین، باب فی اجرالمریض، رقم ۱۷۹۸، ج ۲، ص ۴۳۰-۴۲۹)

حضرتِ سیدنا عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خاتم المُرسلین، رَحمۃٌ لِّلعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ بیشک مومن جب کسی بیماری میں مبتلاء ہو پھر اللہ عزوجل اسے اس مرض سے شفادے دے تو یہ بیماری اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ اور مستقبل میں اس کے لئے نصیحت ہوجاتی ہے اور منافق جب بیمار ہو پھر اسے عافیت ملے تو وہ اس اونٹ کی طرح ہوتا ہے جسے اس کے مالک نے باندھ کر کھول دیا ہو کہ وہ نہیں جانتا کہ اسے کیوں باندھا گیا اور کیوں چھوڑا گیا۔ مجمع (اہل مجلس) میں سے ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ خدا کی قسم! میں تو کبھی بیمار نہیں ہوا۔ ارشادفرمایا کہ ہم سے دور ہوجا، تُو ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقے پر نہیں۔

(ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب الامراض المکفرۃ للذنوب، رقم ۳۰۸۹، ج ۳، ص ۲۴۵)

حضرتِ سیدنا اَسد بن کُرز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ مریض کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ (الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر، رقم ۵۶، ج ۴، ص ۱۴۸)

حضرتِ سیدتنا اُمِ علاء رضی اللہ عنہا جوکہ حضرتِ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی پھوپھی اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجور، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم کی بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ہیں، فرماتی ہیں کہ جب میں بیمار ہوئی تو مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میری عیادت فرمائی اور مجھ سے فرمایا کہ اے ام علاء! خوشخبری سن لے کہ مسلمان کی بیماری اُس سے گناہوں کو اس طرح دور کردیتی ہے جیسے آگ لوہے اور چاندی کے میل کو دور کردیتی ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب عیادۃ النساء، رقم ۳۰۹۲، ج ۳، ص ۲۴۶)

حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ والا تَبار، ہم بےکسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی مومن مرد یا مومن عورت، مسلمان مرد یا مسلمان عورت بیمار ہوتی ہے تو اللہ عزوجل اس مرض کی وجہ سے اس کے گناہ مٹادیتا ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبداللہ، رقم ۱۴۷۳۱، ج ۵، ص ۱۱۴)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل اس مرض کی وجہ سے اس کے گناہ اس طرح مٹادیتا ہے جس طرح درخت سے پتے گرتے ہیں۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر، رقم ۵۵، ج ۴، ص ۱۴۸) ←

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربّ اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان کسی بیماری یا مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے گناہ اس طرح مٹاتا ہے جس طرح درخت اپنے پتے گرادیتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب المومن...الخ، رقم ۲۵۷۱، ص ۱۳۹۰)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، مومن کی بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(مستدرک، کتاب الجنائز، باب لا یزال البلاء...الخ، رقم ۱۳۲۲، ج ۱، ص ۶۶۷)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، بیشک اللہ عزوجل اپنے بندے کو بیماری میں مبتلاء فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا ہر گناہ مٹا دیتا ہے (مستدرک، کتاب الجنائز، باب لا یزال البلاء...الخ، رقم ۱۳۲۶، ج ۱، ص ۶۶۹)

حضرتِ سیدنا یحییٰ بن سَعِید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا تو کسی نے کہا، یہ کتنا خوش نصیب ہے کہ بیماری میں مبتلاء ہوئے بغیر ہی مرگیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اگر اللہ عزوجل اسے کسی بیماری میں مبتلاء فرماتا تو اس کے گناہ مٹا دیتا۔ (موطاء امام مالک، کتاب العین، باب فی اجر المرض، رقم ۱۸۰۱، ج ۲، ص ۴۳۰)

حضرتِ سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ کسی مرض میں مبتلاء ہوگا اللہ عزوجل اسے اس بیماری سے پاک کر کے اٹھائے گا۔ (المعجم الکبیر، رقم ۷۴۸۵، ج ۸، ص ۹۷)

حضرتِ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے انصار میں سے ایک شخص کی عیادت فرمائی تو اس کی مزاج پرسی کرنے لگے تو اس نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے سات راتوں سے آنکھ نہیں جھپکی اور نہ ہی کوئی مجھ سے ملنے کے لئے آیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے میرے بھائی! صبر کرو، اے میرے بھائی صبر کرو، تم اپنے گناہوں سے ایسے نکل جاؤ گے جیسے ان میں داخل ہوتے وقت تھے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ بیماری کی ساعتیں گناہوں کی ساعتوں کو لے جاتی ہیں۔ (شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، فصل فی ذکر مافی الاوجاع...الخ، رقم ۹۹۲۵، ج ۷، ص ۱۸۱)

پیٹ کی بیماری اور ڈوب کر اور ملبے تلے دب کر مرنے والے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابواسحاق سَبِیعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا سلیمان بن صُرَد نے خالد بن عُرفُطہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا، کیا تم نے اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ جس کا پیٹ کی بیماری سے انتقال ہوا اسے قبر میں عذاب نہ ہوگا؟ تو انہوں نے جواب دیا، ہاں، سنا ہے۔

(ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الشھداء من ھم، رقم ۱۰۶۶، ج ۲، ص ۳۳۴)

....

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم نے فرمایا، تم شہداء میں کسے شمار کرتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا جو اللہ عزوجل کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس طرح تو میری امت میں شہید بہت کم ہوں گے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تو پھر شہید کون ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا، جو اللہ عزوجل کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے اور جو اللہ عزوجل کی راہ میں مر جائے وہ شہید ہے اور جو طاعون میں مبتلاء ہوکر مرجائے وہ بھی شہید ہے اور جو پیٹ کی بیماری میں مبتلاء ہوکر مرے وہ بھی شہید ہے

ابن مقسم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ابوصالح رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو سمندر میں ڈوب کر مرے وہ بھی شہید ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ شہداء پانچ ہیں (۱) طاعون میں مبتلاء ہوکر مرنے والا (۲) پیٹ کی بیماری کے سبب مرنے والا (۳) سمندر میں ڈوب کر مرنے والا (۴) ملبے تلے دب کر مرنے والا۔ (۵) اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کیا جانے والا۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان الشہداء، رقم ۱۹۱۴، ص ۱۰۶۰)

حضرتِ سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم حضرتِ سیدنا عبداللہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو انہیں نزع کے عالم میں پایا پھر انہیں پکارا تو انھوں نے جواب نہ دیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا، اے ابوربیع! ہم تجھ سے پیچھے رہ گئے۔ تو عورتیں چیخ چیخ کر رونے لگیں۔ جب حضرتِ سیدنا ابن عتیک رضی اللہ عنہ ان عورتوں کو خاموش کرانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو، جب واجب ہوتو پھر کوئی رونے والی نہ روئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی وجوب سے کیا مراد ہے؟ فرمایا موت۔ ان کی بیٹی نے کہا، خدا کی قسم! میں امید کرتی ہوں کہ تم شہید ہو کیونکہ تم جہاد کی تیاری کر چکے تھے۔

تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل نے انہیں ان کی نیت کے مطابق ثواب عطا فرمادیا ہے اور تم شہادت کسے کہتے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا، اللہ عزوجل کی راہ میں مارے جانے کو۔ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں مارے جانے کے علاوہ بھی سات شہادتیں ہیں، (۱) پیٹ کی بیماری میں مبتلاء ہوکر مرنے والا شہید ہے (۲) سمندر میں ڈوب کر مرنے والا شہید ہے (۳) نمونیہ میں مبتلا ہوکر مرنے والا شہید ہے (۴) اور ملبے تلے دب کر مرنے والا شہید ہے (۵) اور مرنے والی حاملہ عورت شہید ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم ۳۱۱۱، ج ۳، ص ۲۵۲)

حضرتِ سیدنا عُقْبَہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم نے فرمایا، پانچ لوگ شہید ہیں (۱) اللہ عزوجل کی راہ میں مارا جانے والا شہید ہے (۲) اور سمندر میں ڈوب کر مرنے والا شہید ہے (۳) اور پیٹ کی بیماری میں مبتلاء ہوکر مرنے والا شہید ہے (۴) اور طاعون سے مرنے والا شہید ہے (۵) اور اللہ عزوجل کی راہ میں دردِزہ سے مرنے والی عورت بھی شہید ہے۔

(نسائی، کتاب الجہاد، ج ۳، ص ۳۷) ←

حدیث ۳: صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: مسلمان کو جو اذیت پہنچتی ہے مرض ہو یا اس کے سوا کچھ اور، اللہ تعالیٰ اس کے سیآت کو گرا دیتا ہے، جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔(4)

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم عبداللہ بن رَواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لئے گئے تو ان پر غشی طاری ہوگئی ہم نے کہا، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، کاش! تمہارا انتقال کسی اور طرح سے ہو کیونکہ ہم تمہارے لئے شہادت کی امید رکھتے ہیں۔ ابھی ہم یہی گفتگو کر رہے تھے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم تشریف لائے اور فرمایا، تم کس چیز کو شہادت شمار کرتے ہو؟ جب لوگ خاموش رہے تو حضرتِ سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ پھر خود ہی بارگاہِ رسالت میں عرض کیا ہم قتل کو شہادت سمجھتے ہیں۔ تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس طرح تو میری امت میں شہداء بہت کم ہونگے، بیشک قتل میں شہادت ہے اور طاعون میں شہادت ہے اور پیٹ کی بیماری میں شہادت ہے اور ڈوب کر مرنے میں شہادت ہے اور دردِزہ میں جس عورت کے پیٹ کا بچہ اسے مار دے اس میں بھی شہادت ہے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الجہاد، رقم ۹، ج ۲، ص ۲۱۸)

حضرتِ سیدنا ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر وبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلّم نے میرے بھتیجے جبر انصاری رضی اللہ عنہ کی عیادت کی تو اس کے گھر والے اس پر رونے لگے۔ انہیں روتا دیکھ کر حضرت جبر رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آوازوں سے ایذاء نہ پہنچاؤ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب تک تم زندہ ہو انہیں رونے دو اور جب موت آجائے تو انہیں چاہیے کہ خاموش ہو جائیں۔ بعض لوگوں نے جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا، ہم نہیں سمجھتے تھے کہ تمہاری موت بستر پر ہوگی بلکہ ہمارا تو خیال یہ تھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید کئے جاؤ گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا شہادت صرف اللہ عزوجل کی راہ میں مارے جانے کو کہتے ہیں؟ اس طرح تو میری امت میں شہداء بہت کم ہوں گے بیشک اللہ عزوجل کی راہ میں مرنا بھی شہادت ہے، پیٹ کی بیماری میں مبتلاء ہو کر مرنا بھی شہادت ہے اور طاعون میں مبتلاء ہو کر مرنا بھی شہادت ہے اور دردِزہ میں مبتلاء ہو کر مرنا بھی شہادت ہے اور جل کر مرنا بھی شہادت اور ڈوب کر مرنا بھی شہادت ہے اور نمونیا میں مبتلاء ہو کر مرنا بھی شہادت ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۵۶۰۷، ج ۵، ص ۶۷)

(4) صحیح البخاري، کتاب المرضی، باب وضع الید علی المریض، الحدیث: ۵۶۶۰، ج ۴، ص ۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۳۔ مسلمان سے مراد گنہگار مسلمان ہے۔ بے گناہ مسلمان جیسے ابوبکر صدیق وغیرہم اور ناسمجھ بچے اس حکم سے علیحدہ ہیں، ان کے درجے بلند ہوں گے۔ اس جملہ سے معلوم ہوا کہ لفظ مسلم اور مؤمن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں ہوا کرتے، یہ الفاظ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو عین ایمان ہیں، ہم نے اپنی "تفسیر نعیمی" پہلے پارے میں ثابت کیا ہے کہ قرآن کریم میں "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" میں امت سے خطاب ہوتا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں ہوتے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۶۳)

حدیث ۴ و ۵: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام السائب کے پاس تشریف لے گئے، فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے جو کانپ رہی ہے؟ عرض کی، بخار ہے، خدا اس میں برکت نہ کرے، فرمایا: بخار کو برا نہ کہہ کہ وہ آدمی کی خطاؤں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے مَیل کو۔ (5) اسی کے مثل سنن ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی۔

حدیث ٦: صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: جب اپنے بندہ کی آنکھیں لے لوں پھر وہ صبر کرے، تو آنکھوں کے بدلے اسے جنت دوں گا۔ (6)

---

(5) صحیح مسلم، کتاب البر الخ، باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ من مرض الخ، الحدیث: ۲۵۷۵، ص ۱۳۹۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اور بیماریاں ایک یا دو عضو کو ہوتی ہیں مگر بخار سر سے پاؤں تک ہر رگ میں اثر کرتا ہے، لہذا یہ سارے جسم کی خطاؤں اور گناہوں کو معاف کرائے گا۔ امام سیوطی نے ایک کتاب لکھی کشف الغمہ فی اخبار الحمی، اس میں بروایت حسن مرفوعًا نقل کیا کہ ایک رات کا بخار تمام خطائیں معاف کرا دیتا ہے، حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ مؤمن کا ایک رات کا بخار ایک سال کا کفارہ ہے، حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں کہ بخار جہنم کی بھٹی ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مؤمن کو جہنم سے بچاتا ہے، حضرت ابی ابن کعب نے دعا مانگی تھی کہ خدایا مجھے ایسا بخار نصیب کر جو تیری راہ میں چلنے، تیرے گھر آنے اور تیرے نبی کی مسجد تک پہنچنے سے نہ روکے۔ چنانچہ آپ کو ہمیشہ ہلکا بخار رہتا تھا اور اسی حال میں مسجد وغیرہ جایا کرتے تھے۔ (مرقاۃ) امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی فرماتے ہیں کہ الحمد للہ مجھے بھی ہمیشہ ہلکا بخار رہتا ہے مگر اس حالت میں اعلیٰ حضرت نے دین کی وہ خدمتیں کیں کہ سبحان اللہ!

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۶۸)

(6) صحیح البخاري، کتاب المرضی، باب فضل من ذھب بصرہ، الحدیث: ۵۶۵۳، ج ۴، ص ۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ اسے اندھا کردوں یا اس کی بینائی ایک دم کمزور کردوں، بعض روایتوں میں ایک آنکھ کا بھی ذکر ہے، ایسے شخص کو چاہیے کہ اس مصیبت پر ان انبیاء، اولیاء کے حالات میں غور کرے جو نابینا ہو کر صابر و شاکر تھے، سیدنا عبداللہ ابن عباس آخری عمر میں نابینا ہو گئے تو یہ پڑھا کرتے تھے۔ شعر

اِنْ یَذْھَبِ اللّٰہُ مِنْ عَیْنَیَّ نُوْرَھُمَا   فَفِیْ لِسَانِیْ وَقَلْبِیْ لِلْھُدٰی نُوْرٌ

یعنی اگر میری آنکھ کی روشنی جاتی رہی تو کیا ہوا، میری زبان اور دل میں توہدآیت کا نور ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۷۷)

حدیث ۷: ترمذی شریف میں ہے، امیہ نے صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان دو آیتوں کا مطلب دریافت کیا:

(وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ) (7)

جو تمھارے نفس میں ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ اور

(مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ) (8)

جو کسی قسم کی برائی کریگا اس کا بدلہ دیا جائے گا۔

(کہ جب ہر برائی کی جزا ہے اور جو خطرہ دل میں گزرے اس کا بھی حساب ہے تو بڑی مشکل ہے کہ اس سے کون بچے گا۔)

صدیقہ نے فرمایا: جب سے میں نے اس کا سوال حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کیا کسی نے بھی مجھ سے نہ پوچھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: اس سے مراد عتاب ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر کرتا ہے کہ اسے بخار اور تکلیف پہنچاتا ہے، یہاں تک کہ مال جو کُرتے کی آستین میں ہو اور گم جائے اور اس کی وجہ سے گھبرا جائے، ان اُمور کی وجہ سے گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے بھٹی سے سرخ سونا نکلتا ہے۔ (9) (یعنی گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو

---

(7) پ ۳، البقرۃ: ۲۸۴

(8) پ ۵، النسآء: ۱۲۳

(9) جامع الترمذي، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، الحديث: ۳۰۰۲، ج ۴، ص ۴۶۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ امیہ تابعین میں سے ایک بی بی ہیں جو حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہیں، علی ابن زید کی راوی ہیں جنہوں نے علی کی ماں کہا مجازاً کہا۔

۲۔ سوال کا مقصد یہ ہے کہ یہ آیات بظاہر معافی کی آیات کے بھی خلاف ہیں اور اس کے بھی کہ اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ کی تکلیف نہیں دیتا، جب ہر خطا کی سزا ہے اور دل کے خیال تک کا حساب ہے تو معافی کیسی۔

۳۔ یعنی تمہارا سوال بہت ہی اچھا ہے اور تم سے پہلے کسی کو یہ سوال نہ سوجھا اچھا ہوا تم نے پوچھ لیا ورنہ آیت کی تفسیر میرے ساتھ ہی جاتی۔

۴۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ تم سمجھی ہو ہر ظاہر و باطن خطاء کا عذاب قیامت میں ہوگا اور کسی خطا کی معافی نہ ہوگی یہ صحیح نہیں بلکہ دنیا میں مؤمن کو معمولی سی تکلیف پہنچ جاتی ہے وہ اس کی خطاء کا عوض بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا حساب وعتاب یہاں ہی پورا کر دیتا ہے لہذا آیات معافی میں آخرت کی معافی مراد ہے اور عذاب کی نفی ہے اور یہاں دنیا کی تکالیف مراد اور عتاب کا ثبوت ہے لہذا آیات میں تعارض نہیں۔ خیال رہے کہ عذاب دشمن کو دیا جاتا ہے اور عتاب دوست پر ہوتا ہے جو غلطی سے جرم کر بیٹھے، نیز یہاں گناہوں سے مراد حقوق اللہ کے گناہ صغیرہ ہیں، ورنہ شرعی حقوق، یوں ہی بندوں کے حقوق بیماری وغیرہ سے معاف نہیں ہوتے۔ حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ مقروض یا بے نماز جب بھی بیماری سے اٹھے تو گزشتہ قرضے بھی معاف ہو گئے اور نہ پڑھی ہوئی نمازیں بھی، لہذا منکرین حدیث چکڑالوی اس پر اعتراض نہیں کرسکتے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۷۸۲)

جاتا ہے جیسا بھٹی سے سونا میل سے پاک ہو کر نکلتا ہے)۔

حدیث ۸: ترمذی میں ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: بندہ کو کوئی تکلیف کم و بیش نہیں پہنچتی مگر گناہ کے سبب اور جو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے وہ بہت زیادہ ہے اور یہ آیۃ پڑھی:

(وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ) (10)

جو تمھیں مصیبت پہنچی، وہ اس کا بدلہ ہے جو تمھارے ہاتھوں نے کیا اور بہت سی معاف فرما دیتا ہے۔

حدیث ۹ و ۱۰: شرح سنت میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: بندہ جب عبادت کے اچھے طریقہ پر ہو پھر بیمار ہو جائے تو جو فرشتہ اس پر مؤکل ہے، اس سے فرمایا جاتا ہے: اس کے لیے ویسے ہی اعمال لکھ جب مرض میں مبتلا نہ تھا، یہاں تک کہ میں اسے مرض سے رہا کروں یا اپنی طرف بلالوں (11)

---

(10) جامع الترمذي، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة الشورى الخ، الحديث: ۳۲۶۳، ج ۵، ص ۱۶۹ ... پ ۲۵، الشوریٰ: ۳۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں بندوں سے مراد ہم جیسے گنہگار بندے ہیں کہ ہم کو جو تکلیف پہنچتی ہے وہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہے، اس قاعدے سے بے گناہ بچے، انبیاء اور بعض محفوظ اولیاء علیحدہ ہیں جنہوں نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں اور تکلیف و بیماری انہیں بھی آتی ہے، ان بزرگوں کے متعلق گزشتہ احادیث تھیں کہ ان لوگوں کے درجے بڑھانے کے لیے بیماریاں آتی ہیں، لہذا نہ تو یہ حدیث گزشتہ احادیث کے خلاف ہے اور نہ اس سے آریوں کا آواگون کا مسئلہ ثابت ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں نے پچھلی جون گناہ کیے تھے جس کی سزا اب مل رہی ہے اور نہ یہ حدیث عصمت انبیاء کے خلاف ہے۔ اگر نبی بے گناہ ہوتے تو انہیں بیماری و مصیبت کیوں آتی۔ غرضکہ اس حدیث کو نہ سمجھ کر بے دینوں نے بہت سے غلط مسائل اس سے نکال لیے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ آیت "وَمَآ اَصٰبَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ" میں ایک خاص مصیبت مراد ہے یعنی غزوہ احد میں جو تمہیں مصیبت اور شکست پہنچی وہ تمہاری اپنی غلطی سے تھی کہ تم نے درہ خالی چھوڑ دیا جس سے کفار لوٹ کر تم پر ٹوٹ پڑے۔ اس صورت میں آیت بالکل واضح ہے۔

۲۔ یعنی رب تعالیٰ تمہاری بہت خطاؤں سے درگزر فرما دیتا ہے بعض پر معمولی پکڑ کرتا ہے وہ بھی تمہیں آگاہ کرنے اور آئندہ احتیاط رکھنے کے لیے، اس پکڑ میں بھی اس کا کرم ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۸۷)

(11) شرح السنۃ، کتاب الجنائز، باب المریض یکتب لہ مثل عملہ، الحدیث: ۱۴۲۳، ج ۳، ص ۱۸۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی تندرستی میں عبادت کرتا ہے رب سے غافل نہیں ہوتا پھر بیمار پڑ جاتا ہے۔

۲۔ اس کی شرح پہلے ہو چکی کہ اس عبادت سے مراد نفلی عبادت، مسجد میں حاضری وغیرہ ہے کہ اگر بندہ بیماری میں یہ نہ کرسکے تو اسے برابر ان کا ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ اگر بندہ سخت بیماری یا غشی کی وجہ سے فرض نماز نہ پڑھ سکا پھر بغیر صحت ہوئے ←

یعنی موت دوں۔ اور انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب مسلمان کسی بلائے بدن میں مبتلا ہوتا ہے، فرشتہ کو حکم ہوتا ہے، لکھ جو نیک کام پہلے کیا کرتا تھا، تو اگر شفا دیتا ہے تو دھو دیتا اور پاک کر دیتا ہے اور موت دیتا ہے تو بخش دیتا ہے اور رحم فرماتا ہے۔ (12)

حدیث ۱۱: ترمذی بافادۂ تصحیح و تحسین و ابن ماجہ و دارمی سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے سوال ہوا، کس پر بلا زیادہ سخت ہوتی ہے؟ فرمایا: انبیا پر پھر جو بہتر ہیں پھر جو بہتر ہیں آدمی میں جتنا دِین ہوتا ہے اسی کے اندازہ سے بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے، اگر دِین میں قوی ہے بلا بھی اس پر سخت ہوگی اور دِین میں ضعیف ہے تو اس پر آسانی کی جاتی ہے تو ہمیشہ بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے یہاں تک کہ زمین پر یوں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہ رہا۔ (13)

اسی حالت میں اسے موت آگئی تو ان شاء اللہ پکڑ نہ ہوگی۔ اس کی تحقیق کتب فقہ میں ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۷۸۴)

(12) شرح السنۃ، کتاب الجنائز، باب المریض یکتب لہ مثل عملہ، الحدیث: ۱۴۲۴، ج ۳، ص ۱۸۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ سبحان اللہ! کیسا مبارک فرمان ہے کہ بیمار کو تندرستی کی نیکیوں کا ثواب ملتا رہتا ہے مگر تندرستی کے گناہوں کا عذاب نہیں ہوتا، یعنی اگر چور بدمعاش بیماری کی وجہ سے چوری، بدمعاشی نہ کر سکے تو اس کے نامۂ اعمال میں چوری وغیرہ لکھی نہ جائے گی، بلکہ ممکن ہے کہ توبہ کی توفیق مل جائے جس سے ان گناہوں کی معافی ہو جائے اس لیے یہاں صالح عمل ارشاد ہوا یہ سب اس لیے ہے کہ ہم اس کے حبیب کی امت ہیں۔

۲۔ یہ جملہ فقیر کی گزشتہ شرح کی تائید کر رہا ہے کہ مؤمن کی بیماری میں گناہوں کی تو بخشش ہو جاتی ہے مگر بدستور نیکیاں لکھی جاتی رہتی ہیں، گویا بیماری روحانی غسل ہے یا میلے دل کا صابن۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۷۸۵)

(13) جامع الترمذي، أبواب الزہد، باب ماجاء في الصبر علی البلاء، الحدیث: ۲۴۰۶، ج ۴، ص ۱۷۹

وسنن الدرامي، کتاب الرقاق، باب في أشد الناس بلاء، الحدیث: ۲۷۸۳، ج ۲، ص ۴۱۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ بزرگوں کی سخت آزمائش کی چند وجوہ ہیں: ایک یہ کہ انہیں آزمائشوں میں ایسی لذت آتی ہے جیسی دوسروں کو نعمتوں میں۔ دوسرے یہ کہ ان کی یہ تکالیف ان کی بندگی کی دلیل ہیں اگر وہ بیمار نہ ہوں تو معتقدین انہیں خدا سمجھ لیں۔ قبطیوں نے فرعون کو خدا سمجھا کیونکہ وہ کبھی بیمار نہ پڑا۔ تیسرے یہ کہ ان کی مصیبتوں کی وجہ سے دوسرے پر مصیبت آسان ہو جاتی ہے، کربلا کے واقعہ سے لوگوں کو بہت صبر و سکون نصیب ہوتا ہے۔

۲۔ کیونکہ بڑے طالب علموں کا امتحان بھی بڑا ہوتا ہے اور بعد امتحان انہیں عہدہ بھی بڑا ملتا ہے اور چھوٹے طالب علموں کا امتحان چھوٹا۔ شعر

بڑوں کو دکھ بہت ہے اور چھوٹوں سے دکھ دور　　　تارے سب نیارے رہیں گہن چاند اور سور

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۷۸۶)

حدیث ۱۲: ترمذی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جتنی بلا زیادہ اتنا ہی ثواب زیادہ اور اللہ عزوجل جب کسی قوم کو محبوب رکھتا ہے تو اسے بلا میں ڈالتا ہے، جو راضی ہوا اس کے لیے رضا ہے اور جو ناراض ہوا اس کے لیے ناخوشی۔ (14) اور دوسری روایت ترمذی کی انھیں سے یوں ہے، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ رکھتا ہے تو اُسے دنیا ہی میں سزا دیدیتا ہے اور جب شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے گناہ کا بدلہ نہیں دیتا اور قیامت کے دن اسے پورا بدلہ دے گا۔ (15)

حدیث ۱۳: امام مالک و ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: مسلمان مرد و عورت کے جان و مال و اولاد میں ہمیشہ بلا رہتی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس

---

(14) جامع الترمذي، أبواب الزہد، باب ماجاء في الصبر الخ، الحدیث: ۲۴۰۴، ج۴، ص۱۷۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ مقصد یہ ہے کہ کسی مؤمن صالح کو بلاؤں میں گرفتار دیکھ کر یہ نہ سمجھ لو کہ یہ بڑا آدمی ہے، نیکوں پر بڑی مصیبتیں بڑے درجات ملنے کا ذریعہ ہیں۔ حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کافر و بدکار پر بڑی بلا آجائے تو اس کا درجہ بڑا ہوگیا، یہ سب کچھ مؤمن کے لیے ہے، مُردے کو بہترین دوائیں دینا بیکار ہے، جڑ کٹے درخت کی شاخوں کو پانی دینا بے سود، اگر کافر عمر بھر مصیبت میں رہے، جب بھی دوزخی ہے اور اگر مؤمن صالح عمر بھر آرام میں رہے جب بھی جنتی، ہاں تکلیف والے مؤمن کے درجے زیادہ ہوں گے بشرطیکہ صابر اور شاکر رہے۔

۲۔ خیال رہے کہ رضا یا ناراضی دل کا کام ہے، لہٰذا تکلیف میں ہائے وائے کرنا اس کے دفع کی کوشش کرنا یا مریض و مظلوم کا حکیم و حاکم کے پاس جانا ناراضی کی علامت نہیں، ناراضی یہ ہے کہ دل سے سمجھے کہ رب نے مجھ پر ظلم کیا میں اس بلا کا مستحق نہ تھا۔ یہاں صوفیاء فرماتے ہیں کہ بندے کی رضا رب کی رضا کے بعد ہے، پہلے اللہ بندے سے راضی ہوتا ہے تو بندہ رب سے راضی ہوکر اچھے اعمال کی توفیق پاتا ہے، پہلے وہ ہمیں یاد کرتا ہے تو بعد میں ہم اسے یاد کرتے ہیں، پھر ہماری یاد کے بعد رب ہمیں یاد کرتا ہے "فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ" یہ کیونکہ بہت باریک ہے، مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

گفت اللہ گفتنت لبیک ماست ⁂ ایں گداز و سوز و درد از پیک ماست

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۲۹۱)

(15) جامع الترمذي، أبواب الزہد، باب ماجاء في الصبر الخ، الحدیث: ۲۴۰۴، ج۴، ص۱۷۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی گناہوں پر دنیا میں پکڑ ہوجانا اللہ کی رحمت کی علامت ہے اور باوجود سرکشی و زیادتی گناہ کے ہر طرح کا عیش ملنا غضب الٰہی کی نشانی ہے کہ اس کا منشاء یہ ہے کہ تمام گناہوں کی سزا آخرت میں دی جائے۔ (اللہ کی پناہ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۲۹۰)

پر خطا کچھ نہیں۔(16)

حدیث ۱۴: احمد و ابوداود بروایت محمد بن خالد عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: بندہ کے لیے علم الٰہی میں کوئی مرتبہ مقرر ہوتا ہے اور وہ اعمال کے سبب اس رتبہ کو نہ پہنچا تو بدن یا مال یا اولاد میں اس کا ابتلا فرماتا ہے پھر اسے صبر دیتا ہے، یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ کو پہنچا دیتا ہے جو اس کے لیے علم الٰہی میں ہے۔(17)

حدیث ۱۵: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب قیامت کے دن اہل بلا کو ثواب دیا جائے گا تو عافیت والے تمنا کریں گے، کاش دنیا میں قینچیوں سے ان کی کھالیں کاٹی جاتیں۔(18)

---

(16) جامع الترمذي، أبواب الزہد، باب ماجاء في الصبر الخ، الحدیث: ۲۴۰۷، ج ۴، ص ۱۷۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی جیسے نمازی پاک و صاف ہوکر مسجد میں جاتا ہے ایسے ہی مؤمن بلاؤں کے پانی کے ذریعہ گناہوں کی نجاستوں سے صاف ہوکر مسجد قدس میں حاضری دے کر نماز قرب ادا کرتا ہے۔اس کی شرح پہلے ہوچکی کہ یہ قانون ہم جیسے گنہگاروں کے لیے ہے انبیاء، اولیاء، چھوٹے بچے اس سے علیحدہ ہیں ان کی مصیبتوں کی اور وجہ ہے، نیز قانون اور ہے قدرت کچھ اور، بہرحال یہ حدیث قابل اعتراض نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۹۲)

(17) سنن أبي داود، کتاب الجنائز، باب الامراض المکفرۃ للذنوب، الحدیث: ۳۰۹۰، ج ۳، ص ۲۴۶
والمسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث رجل، الحدیث: ۲۲۴۰۱، ج ۸، ص ۳۱۴

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی محمد ابن خالد کے دادا سے جو صحابی ہیں، عرصہ تک صحبت پاک میں رہے، ان کا نام شریف جلاج ابن حکیم ہے۔

۲۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ مصیبت پر صبر اللہ کی توفیق سے ملتا ہے نہ کہ اپنی ہمت و جرأت سے اور صبر اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔دوسرے یہ کہ درجات اعمال سے ملتے ہیں، بخشش رب کے کرم سے۔علماء فرماتے ہیں کہ جنت کا داخلہ اللہ کے فضل سے ہوگا مگر وہاں کے درجات مؤمن کے اعمال سے، مگر کبھی دوسرے کے عمل بھی کام آجاتے ہیں، صابر مؤمن کی چھوٹی اولاد اپنے ماں باپ کے ساتھ ہی رہے گی اگرچہ کچھ عمل نہ کرسکی، کیوں؟ ماں باپ کے عمل سے، رب فرماتا ہے: "اَلْحَقْنَا بِہِمْ ذُرِّیَّتَہُمْ"۔ ان شاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال میں، امام حسین علیہ السلام کے صبر میں ہم گنہگاروں کا حصہ ہے، سخی کے مال میں فقیروں کا حصہ، ان سرکاروں کے اعمال میں ہم بدکاروں کا حصہ، رب فرماتا ہے: "وَفِیْۤ اَمْوَالِہِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ"۔تیسرے یہ کہ انسانوں کے درجات وغیرہ پہلے سے ہی مقرر ہوچکے ہیں جہاں لامحالہ پہنچتا ہے، قیامت کے دن اس کا ظہور ہوگا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۹۳)

(18) جامع الترمذي، أبواب الزھد، ۵۹۔باب، الحدیث: ۲۴۱۰، ج ۴، ص ۱۸۰

حدیث ۱٦: ابوداود و عامر الرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیماریوں کا ذکر فرمایا اور فرمایا: کہ مومن جب بیمار ہو پھر اچھا ہو جائے، اس کی بیماری گناہوں سے کفارہ ہو جاتی ہے اور آئندہ کے لیے نصیحت اور منافق جب بیمار ہوا پھر اچھا ہوا، اوس کی مثال اونٹ کی ہے کہ مالک نے اسے باندھا پھر کھول دیا تو نہ اسے یہ معلوم کہ کیوں باندھا، نہ یہ کہ کیوں کھولا؟ ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! بیماری کیا چیز ہے، میں تو کبھی بیمار نہ ہوا؟ فرمایا: ہمارے پاس سے اٹھ جا کہ تو ہم میں سے نہیں۔ (19)

حدیث ۱۷: امام احمد شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: جب میں اپنے مومن بندہ کو بلا میں ڈالوں اور وہ اس ابتلا پر میری حمد کرے، تو وہ اپنی خواب گاہ سے گناہوں سے ایسا پاک ہو کر اٹھے گا جیسے اس دن کہ اپنی ماں سے پیدا ہوا۔ اور رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میں

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی تمنا و آرزو کریں گے کہ ہم پر دنیا میں ایسی بیماریاں آئی ہوتیں جن میں آپریشن کے ذریعہ ہماری کھالیں کاٹی جاتیں تاکہ ہم کو بھی وہ ثواب آج ملتا جو دوسرے بیماروں اور آفت زدوں کو مل رہا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۷۹۵)

(19) سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الامراض المکفرۃ للذنوب، الحدیث: ۳۰۸۹، ج ۳، ص ۲۴۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ صحابی ہیں، نام عامر ہے، تیراندازی کرتے تھے اس لیے رام لقب ہوا، آپ سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے بسند مجہول۔

۲۔ کیونکہ مومن بیماری میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ بیماری میرے کسی گناہ کی وجہ سے آئی اور شاید یہ آخری بیماری ہو جس کے بعد موت ہی آئے اس لیے اسے شفاء کے ساتھ مغفرت بھی نصیب ہوتی ہے۔

۳۔ بلکہ منافق غافل یہی سمجھتا ہے کہ فلاں وجہ سے میں بیمار ہوا تھا اور فلاں دوا سے مجھے آرام ملا، اسباب میں ایسا پھنسا رہتا ہے کہ مسبب الاسباب پر نظر ہی نہیں جاتی، نہ توبہ کرتا ہے، نہ اپنے گناہوں میں غور۔

۴۔ یہ شخص منافق تھا جس کا کفر پر مرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھا اس لیئے اس سختی سے اسے یہ جواب دیا۔ بعض روایات میں ہے کہ اس موقعہ پر یہ بھی فرمایا کہ جو دوزخی کو دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے۔ (مرقاۃ) ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا اخلاق ہیں محض بیمار نہ ہونے پر ایسی سختی نہ فرماتے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رب نے لوگوں کے اچھے برے انجام کی خبر دی ہے، حالانکہ یہ علوم خمسہ سے ہیں۔ دوسرے یہ کہ کفار پر سختی کرنا ہی اخلاق ہے رب فرماتا ہے: "اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ"۔ سانپ کا سر کچلنا ہی اخلاق حسنہ ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کفار پر نرمی برتی ہے جن کے ایمان کی امید تھی، آج کل لوگوں نے اخلاق کے معنی غلط سمجھے ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۷۹۶)

نے اپنے بندہ کو مقید اور مبتلا کیا، اس کے لیے عمل ویسا ہی جاری رکھو جیسا صحت میں تھا۔(20)
مریض کی عیادت کو جانا سنت ہے۔ احادیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔

---

(20) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث شداد بن أوس، الحدیث: ۱۷۱۱۸، ج۶، ص۷۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

۳۔ کیونکہ اس کے لیے کئی کفارے جمع ہوگئے: بیماری، اس میں صبر، پھر رب کا شکر، پھر گزشتہ گناہوں سے توبہ، پھر موت کی تیاری، دنیا سے نفرت، قبر اور وہاں کی وحشت کا خوف، یہ ساری چیزیں گناہوں کے مستقل کفارے ہیں جو بفضلہٖ تعالٰی مؤمن بیمار کو حاصل ہوتے ہیں۔ خیال رہے کہ یہاں گناہوں کے مٹنے سے مراد صغیرہ گناہوں کی معافی ہے، حقوق شریعت کے ہوں یا بندوں کے وہ بغیر ادا کیے معاف نہیں ہوتے ہیں۔ بیمار کو چاہیے کہ قرض مظالم وغیرہ جلدی ادا کرے کیونکہ بیماری موت کا پیغام ہوتی ہے اگلے گھر میں پہنچنے سے پہلے اس کو صاف کرلو۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۴۰۸)

عیادت کے فضائل

حدیث ۱: بخاری و مسلم و ابو داود و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مسلمان پر مسلمان کے پانچ حق ہیں:

(۱) سلام کا جواب دینا

(۲) مریض کے پوچھنے کو جانا

(۳) جنازے کے ساتھ جانا

(۴) دعوت قبول کرنا

(۵) چھینکنے والے کا جواب دینا۔(1) (جب اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے)

حدیث ۲: صحیحین میں ہے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ہمیں سات باتوں کا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حکم فرمایا، (یہ پانچ باتیں ذکر کر کے فرمایا)، (۶) قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنا، (۷) مظلوم کی مدد

(1) صحیح البخاري، کتاب الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز، الحدیث: ۱۲۴۰، ج۱، ص۴۲۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ پانچ کی تعداد حصر کے لیے نہیں بلکہ اہتمام کے لیے ہے یعنی پانچ حق بہت شاندار اور ضروری ہیں کیونکہ یہ قریبًا سارے فرض کفایہ اور کبھی فرض عین ہیں لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں زیادہ حقوق بیان ہوئے۔خیال رہے کہ یہ اسلامی حقوق ہیں۔مسلمان فاسق ہو یا متقی سب کے ساتھ یہ برتاوے کیے جائیں، کافروں کا ان میں سے کوئی حق نہیں۔

۲۔ بیمار کی عیادت اور خدمت یوں ہی جنازے کے ساتھ جانا عام حالات میں سنت ہے لیکن جب کوئی یہ کام نہ کرے تو فرض ہے، کبھی فرض کفایہ کبھی فرض عین، یوں ہی دعوت میں شرکت کھانے کے لیے یا وہاں انتظام و کام و کاج کے لیے سنت ہے، کبھی فرض لیکن اگر خاص دسترخوان پر ناجائز کام ہوں جیسے شراب کا دور یا ناچ گانا تو شرکت ناجائز ہے، چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو سننے والے سب یا ایک جواب میں کہیں "یَرْحَمُكَ اللہ" پھر چھینکنے والا کہے "یَهْدِیْكُمُ اللہُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ" اور اگر وہ حمد نہ کرے یا اسے زکام ہے کہ بار بار چھینکتا ہے تو وہ پھر جواب ضروری نہیں۔سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا فرض مگر ثواب سلام کا زیادہ ہے، یہ ان سنتوں میں سے ہے جس کا ثواب فرض سے زیادہ ہے۔(شامی و مرقاۃ وغیرہ) اس کے مسائل ان شاءاللہ "کتاب الادب" میں آئیں گے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص۴۰۹)

کرنا۔(2)

حدیث ۳: بخاری و مسلم ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو گیا تو واپس ہونے تک ہمیشہ جنت کے پھل چننے میں رہا۔(3)

حدیث ۴: صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزوجل روزِ قیامت فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تُو نے میری عیادت نہ کی، عرض کریگا، تیری عیادت کیسے کرتا تُو رب العالمین ہے (یعنی خدا کیسے بیمار ہوسکتا ہے کہ اس کی عیادت کی جائے) فرمائے گا: کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور اس کی تُو نے عیادت نہ کی، کیا تُو نہیں جانتا کہ اگر اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا اور فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تُو نے نہ دیا عرض کریگا تجھے کس طرح کھانا دیتا تُو تو رب العالمین ہے فرمائے گا: کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے نہ دیا کیا تجھے نہیں معلوم کہ اگر تُو نے دیا ہوتا تو اس کو (یعنی اس کے ثواب کو) میرے پاس پاتا، فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تُو نے نہ دیا، عرض کریگا، تجھے کیسے پانی دیتا تُو تو رب العالمین ہے فرمائے گا: میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تُو نے اُسے نہ پلایا، اگر پلایا ہوتا تو میرے یہاں پاتا۔(4)

---

(2) صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب خواتیم الذھب، الحدیث: ۵۸۶۳، ج ۴، ص ۶۷

(3) صحیح مسلم، کتاب البر، باب فضل عیادۃ المریض، الحدیث: ۴۱۔(۲۵۶۸)، ص ۱۳۸۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خرفہ باغ کو بھی کہتے ہیں اور باغ سے چنے ہوئے پھلوں کو بھی اور خود چننے کو بھی، یعنی چونکہ بیمار پرسی کا ثواب جنت ہے اس لیے جو بیمار پرسی کرنے گیا گویا جنت ہی میں چلا گیا جیسے کہا جاتا ہے کہ جو ریل میں بیٹھ گیا گویا منزل پر پہنچ گیا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۵۲)

(4) صحیح مسلم، کتاب البر، باب فضل عیادۃ المریض، الحدیث: ۲۵۶۹، ص ۱۳۸۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس میں اشارۃً یہ فرمایا گیا کہ بندہ مؤمن بیماری کی حالت میں رب تعالیٰ سے اتنا قریب ہوتا ہے کہ اس کے پاس آنا گویا رب کے پاس ہی آنا ہے اور اس کی خدمت گویا رب کی اطاعت ہے بشرطیکہ صابر و شاکر ہو کیونکہ بیمار مؤمن کا دل ٹوٹا ہوتا ہے اور ٹوٹے دل بیمار کا شانہ یار ہیں، حدیث قدسی ہے "اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ لِاَجْلِیْ" میں ٹوٹے دل والوں کے پاس ہوں۔ اس ترتیب سے معلوم ہورہا ہے کہ بیمار پرسی اگلے اعمال سے افضل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر پہلے کیا۔

۲۔ یعنی اس کھانے کا ثواب یہاں پاتا۔ خیال رہے کہ بیمار پرسی کے بارے میں فرمایا کہ تو بیمار کے پاس مجھے پاتا اور بھوکوں کو ←

حدیث ۵: صحیح بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کو تشریف لے گئے اور عادت کریمہ یہ تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو یہ فرماتے:

لَا بَأْسَ طُهُوْرٌ اِنْشَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی.

یعنی کوئی حرج کی بات نہیں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔

اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا:

لَا بَأْسَ طُهُوْرٌ اِنْشَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی. (5)

حدیث ٦: ابو داود و ترمذی امیر المؤمنین مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لیے صبح کو جائے تو شام تک اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار

کھانا کھلانے کے بارے میں فرمایا کہ تو اس کا ثواب یہاں پاتا۔ معلوم ہوا کہ بیمار پرسی بہت اعلیٰ عبادت ہے۔

۳؎ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقراء، مساکین اللہ کی رحمت ہیں، ان کے پاس جانے، ان کی خدمتیں کرنے سے رب مل جاتا ہے، تو اولیاء اللہ کا کیا پوچھنا ان کی صحبت رب سے ملنے کا ذریعہ ہے، مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا　　　　او نشیند در حضور اولیا

قرآن کریم فرماتا ہے: "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا" الاٰیۃ "لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا" صوفیاء فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ جو گنہگار تمہارے پاس آجائے وہ خدا کو پالے گا، مولانا کے شعر کا ماخذ یہ آیت اور یہ حدیث ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۵۳)

(5) صحیح البخاري، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ في الاسلام، الحدیث: ۳۶۱۶، ج ۲، ص ۵۰۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی گناہوں سے صفائی ہے اور بہت سی بیماریوں سے بچاؤ کیونکہ بعض چھوٹی بیماریاں بڑی بیماریوں سے انسان کو محفوظ کردیتی ہیں، ایک زکام پچپن بیماریوں کو دور رکھتا ہے، خارش والے کو کبھی کوڑھ نہیں ہوتی۔ اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ معلوم ہوئے کہ ہر غریب و امیر کے گھر بیمار پرسی کے واسطے تشریف لے جاتے۔ سبحان اللہ! کیسا پاکیزہ کلمہ ہے کہ ایک طہور میں جسمانی، جنانی، روحانی صفائیوں کا ذکر فرمادیا۔

۲؎ یعنی اگر تو خدا کی رحمت سے مایوس ہے تو پھر تو جان، یہ ارشاد اظہار کرنا راضی کے لیے ہے۔ معلوم ہوا کہ بیماری میں رب سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، صابر و شاکر رہنا ضروری ہے۔ یہ صاحب بدوی تھے جو ان آداب سے بے خبر تھے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۵۴)

کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہوگا۔(6)

حدیث ۷: ابوداود نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو اچھی طرح وضو کرکے بغرضِ ثواب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جائے جہنم سے ساٹھ برس کی راہ دور کر دیا گیا۔(7)

حدیث ۸: ترمذی بافادۂ تحسین و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے آسمان سے منادی ندا کرتا ہے، تُو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا اور جنت کی ایک منزل کو تُو نے ٹھکانا بنایا۔(8)

حدیث ۹: ابن ماجہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جب تُو مریض کے پاس جائے تو اس سے کہہ کہ تیرے لیے دُعا کرے کہ اس کی دُعا دُعائے ملئکہ کی مانند ہے۔(9)

(6) جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ماجاء في عيادة المريض، الحديث: ۹۷۱، ج ۲، ص ۲۹۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ صبح سے لے کر دوپہر تک کو غدوۃ کہا جاتا ہے اور زوال سے شروع رات تک عشاء۔ خریف چنے ہوئے پھلوں کو بھی کہتے ہیں اور باغ کو بھی، یہاں دوسرے معنے مراد ہیں یعنی بیمار پرسی معمولی سی نیکی معلوم ہوتی ہے مگر یہ لاتعداد فرشتوں کی دعا ملنے کا ذریعہ ہے اور جنت ملنے کا سبب بشرطیکہ صرف رضائے الٰہی کے لیے ہو۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۷۵)

(7) سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب في فضل العيادة على وضوء، الحديث: ۳۰۹۷، ج ۳، ص ۲۴۸

(8) سنن ابن ماجه، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في ثواب من عاد مريضا، الحديث: ۱۴۴۳، ج ۲، ص ۱۹۲

(9) سنن ابن ماجه، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في عيادة المريض، الحديث: ۱۴۴۱، ج ۲، ص ۱۹۱

مریض کا عیادت کرنے والوں کے لئے دعا کرنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ مریض جب تک تندرست نہ ہوجائے اس کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔

(الترغيب والترهيب، كتاب الجنائز، باب الترغيب في عيادة المرضى...الخ، رقم ۱۹، ج ۴، ص ۱۶۶)

حضرتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس آؤ تو اس سے اپنے لئے دعا کی درخواست کرو کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عیادۃ المریض، رقم ۱۴۴۱، ج ۲، ص ۱۹۱)

←

حدیث ۱۰: بیہقی نے سعید بن المسیب سے مرسلا روایت کی کہ فرماتے ہیں: افضل عیادت یہ ہے کہ جلد اٹھ آئے۔(10) اور اسی کی مثل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی۔

حدیث ۱۱: ترمذی و ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب مریض کے پاس جاؤ تو عمر کے بارے میں دل خوش کن بات کرو کہ یہ کسی چیز کو رد نہ کردے گا اور اس کے جی کو اچھا معلوم ہوگا۔(11)

حدیث ۱۲: ابن حبان اپنی صحیح میں انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: پانچ چیزیں جو ایک دن میں کریگا، اللہ تعالیٰ اس کو جنتیوں میں لکھ دیگا۔

(۱) مریض کی عیادت کرے

(۲) جنازہ میں حاضر ہو

(۳) روزہ رکھے

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ قالہ وسلَّم نے فرمایا کہ مریضوں کی عیادت کیا کرو اور انہیں اپنے لئے دعا کرنے کا کہا کرو کیونکہ مریض کی دعا مقبول اور اس کے گناہ معاف ہیں۔

(مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب دعاء المریض، رقم ۳۷۵۹، ج ۳، ص ۱۸)

(10) شعب الایمان، باب فی عیادۃ المریض، فصل فی آداب العیادۃ، الحدیث: ۹۲۲۱، ج ۶، ص ۵۴۲

(11) جامع الترمذي، أبواب الطب، ۳۵۔باب، الحديث: ۲۰۹۴، ج ۴، ص ۲۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ نَفِّسُوْا تَنْفِیْس سے بنا، بمعنی تفریح یعنی غم دور کرنا، بیمار کو ڈراؤ نہیں کہ تو بچے گا نہیں مرض بہت سخت ہے بلکہ کہو ان شاء اللہ شفا ہوگی گھبراؤ نہیں، بعض طبیب مریض کے آخر دم تک ہمت بندھانے والی باتیں کرتے ہیں، اسے مایوس نہیں ہونے دیتے، ان کا ماخذ یہ حدیث ہے اس کا نام دھوکا دہی نہیں بلکہ اسے تسکین کہتے ہیں۔ مایوس بیمار کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے جس سے وہ اور زیادہ نڈھال ہوکر بہت تکلیف اٹھاتا ہے۔

۲۔ یعنی تمہارے ڈھارس بندھانے سے اس کی ہمت بڑھ جائے گی۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ موت کے وقت میت کو وضو، مسواک کرادینا، خوشبو لگادینا مستحب ہے اس سے جانکنی آسان ہوتی ہے بلکہ اگر ممکن ہو تو اس وقت اسے غسل کرادو، عمدہ کپڑے پہنادو، اگر ہوسکے وہ دو ۲ رکعت نفل نماز وداع کی نیت سے پڑھے، یہ باتیں حضرت سلمان فارسی، حضرت خبیب اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہراہ سے منقول ہیں کہ انہوں نے بوقت وفات یہ اعمال کیے یہ سب یَطِیْبُ بِنَفْسِہٖ میں داخل ہیں کہ اس سے میت کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۹۷)

(۴) جمعہ کو جائے
(۵) غلام آزاد کرے۔(12)

حدیث ۱۳ و ۱۴: احمد وطبرانی وابویعلیٰ وابن خزیمہ وابن حبان معاذ بن جبل اور ابو داود ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: پانچ چیزیں ہیں کہ جو ان میں سے ایک بھی کرے، اللہ عزوجل کے ضمان میں آجائے گا۔

(۱) مریض کی عیادت کرے
(۲) یا جنازہ کے ساتھ جائے
(۳) یا غزوہ کو جائے
(۴) یا امام کے پاس اس کی تعظیم وتوقیر کے ارادہ سے جائے
(۵) یا اپنے گھر میں بیٹھا رہے کہ لوگ اس سے سلامت رہیں اور وہ لوگوں سے۔(13)

حدیث ۱۵: ابن خزیمہ اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

آج تم میں کون روزہ دار ہے؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں، فرمایا: آج تم میں کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ عرض کی میں نے، فرمایا: کون آج جنازہ کے ساتھ گیا؟ عرض کی میں، فرمایا: کس نے آج مریض کی عیادت کی؟ عرض کی میں نے، فرمایا: یہ خصلتیں کسی میں کبھی جمع نہ ہوں گی مگر جنت میں داخل ہوگا۔(14)

حدیث ۱۶: ابوداود وترمذی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ دُعا پڑھے:

أَسْئَلُ اللهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ. (15)

اگر موت نہیں آئی ہے تو اُسے شفا ہو جائے گی۔(16)

---

(12) الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، الحدیث: ۲۷۶۰، ج ۴، ص ۱۹۱
(13) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۲۲۱۵۴، ج ۸، ص ۲۵۵
(14) الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، الترغیب في عیادۃ المرضی الخ، الحدیث: ۷، ج ۴، ص ۱۶۳
(15) ترجمہ: اللہ عظیم سے سوال کرتا ہوں، جو عرشِ کریم کا مالک ہے اس کا کہ تجھے شفا دے۔
(16) سنن أبي داود، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمریض، الحدیث: ۳۱۰۶، ج ۳، ص ۲۵۱
والمسند للامام أحمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن العباس، الحدیث: ۲۱۸۲، ج ۱، ص ۵۲۴

موت آنے کا بیان

دنیا گزشتنی وگزاشتنی (دنیا ختم ہونے والی اور چھوٹنے والی۔) ہے، آخر ایک دن موت آنی ہے جب یہاں سے کوچ کرنا ہی ہے تو وہاں کی طیاری چاہیے جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور اس وقت کو ہر وقت پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: دنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر بلکہ راہ چلتا۔(1) تو مسافر جس طرح ایک اجنبی شخص ہوتا ہے اور راہ گیر راستہ کے کھیل تماشوں میں نہیں لگتا کہ راہ کھوٹی ہوگی اور منزل مقصود تک پہنچنے میں ناکامی ہوگی، اسی طرح مسلمان کو چاہیے کہ دنیا میں نہ پھنسے اور نہ ایسے تعلقات پیدا کرے کہ مقصودِ اصلی کے حاصل کرنے میں آڑے آئیں اور موت کو کثرت سے یاد کرے کہ اس کی یاد دنیوی تعلقات کی بیخ کنی (جڑ کاٹتی) کرتی ہے۔

حدیث میں ارشاد فرمایا:

أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ(2) الْمَوْتِ.(3)

مگر کسی مصیبت پر موت کی آرزو نہ کرے کہ اس کی ممانعت آئی ہے اور ناچار کرنی ہی ہے تو یوں کہے، الٰہی مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے خیر ہو اور موت دے جب موت میرے لیے بہتر ہو۔(4) کما ھو فی حدیث الصحیحین عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ(5) اور مسلمان کو چاہیے کہ اللہ عزوجل سے نیک گمان رکھے، اس کی رحمت کا امیدوار رہے۔ حدیث میں فرمایا: کوئی نہ مرے، مگر اس حال میں کہ اللہ عزوجل سے نیک گمان رکھتا ہو۔(6) کہ ارشادِ الٰہی ہے:

---

(1) صحیح البخاري، کتاب الرقائق، باب قول النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ((کن في الدنیا کأنک غریب أو عابر سبیل))، الحدیث: ۶۴۱۶، ج۴، ص۲۲۳

(2) جامع الترمذي، أبواب الزھد، باب ماجاء في ذکر الموت، الحدیث: ۲۳۱۴، ج۴، ص۱۳۸

(3) لذتوں کی توڑ دینے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔

(4) صحیح البخاري، کتاب المرضی، باب تمني المریض الموت، الحدیث: ۵۶۷۱، ج۴، ص۱۳

(5) یعنی اس حدیث کو بخاری ومسلم نے حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(6) صحیح مسلم، کتاب الجنۃ الخ، باب الامر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت، الحدیث: ۸۲۔(۲۸۷۷)، ص۱۵۳۸

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ. (7)

میرا بندہ مجھ سے جیسا گمان رکھتا ہے میں اسی طرح اس کے ساتھ پیش آتا ہوں۔

ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے اور وہ قریب الموت تھے، فرمایا: تو اپنے کو کس حال میں پاتا ہے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اللہ (عزوجل) سے امید ہے اور اپنے گناہوں سے ڈر، فرمایا: یہ دونوں خوف ورجا، اس موقع پر جس بندہ کے دل میں ہوں گے، اللہ اسے وہ دے گا جس کی امید رکھتا ہے اور اس سے امن میں رکھے گا جس سے خوف کرتا ہے۔ (8) رُوح قبض ہونے کا وقت بہت سخت وقت ہے کہ اسی پر سارے عمل کا مدار ہے، بلکہ ایمان کے تمام نتائج اُخروی اسی پر مرتب کہ اعتبار خاتمہ ہی کا ہے اور شیطان لعین ایمان لینے کی فکر میں ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اس کے مکر سے بچائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے وہ مراد کو پہنچا۔ اِنَّمَا الْعِبْرَةُ بِالْخَوَاتِیْمِ ۔ اعتبار خاتمہ ہی کا ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُسْنَ الْخَاتِمَةِ۔

ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس کا آخر کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہو یعنی کلمہ طیبہ وہ جنت میں داخل ہوا۔ (9)

❀❀❀❀❀

(7) صحیح البخاري، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ، (ویحذرکم اللہ نفسہ) الخ، الحدیث: ۷۴۰۵، ج۴، ص۵۴۱

(8) جامع الترمذي، أبواب الجنائز، ۱۱۔ باب، الحدیث: ۹۸۵، ج۲، ص۲۹۶

(9) سنن أبي داود، کتاب الجنائز، باب في التلقین، الحدیث: ۳۱۱۶، ج۳، ص۲۵۵

مسائلِ فقہیّہ

جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ دہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف مونھ کر دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ یوں بھی قبلہ کو مونھ ہو جائے گا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں اور قبلہ کو مونھ کرنا دشوار ہو کہ اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔ (1)

مسئلہ ۱: جان کنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے پڑھیں اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ مگر اسے اس کے کہنے کا حکم نہ کریں۔ (2)

---

(1) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۹۱، وغیرہ

(2) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۰

موت کے وقت تلقین

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ قَوْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ

حضرت ابوسعید خدری سے (روایت ہے) کہا (انہوں نے) فرمایا اللہ کے رسول (نے) تلقین کرو تم اپنے مرنے والوں کو کلمہ طیبہ کی۔

بامحاورہ ترجمہ: حضرت ابوسعید خُدری سے روایت ہے، کہ اللہ کے رسول عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرو۔ (سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی التلقین، الحدیث ۳۱۱۷، ج ۳، ص ۲۵۵)

وضاحت:

کلمہ طیبہ سکھانے کا یہ حکم استحبابی ہے اور یہی جمہور علماء کا مذہب ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو مر رہا ہو اسے کلمہ سکھاؤ اس طرح کہ اسکے پاس بلند آواز سے کلمہ پڑھو اسکا حکم نہ دو کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس کا آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہو وہ جنتی ہے۔ (المستدرک للحاکم، کتاب الدعاء۔۔۔ الخ، باب من کان آخر کلامہ۔۔۔ الخ، الحدیث ۱۸۸۵، ج ۲، ص ۱۷۵) یہ حکم استحبابی ہے، یہی جمہور علماء کا مذہب ہے، بعض مالکیوں کے ہاں وجوبی ہے۔ موتے کے حقیقی معنے ہیں جو مر چکا ہو، مجازاً قریب الموت کو موتے کہہ دیتے ہیں یعنی جو مر رہا ہو اسے کلمہ سکھاؤ اس طرح کہ اس کے پاس بلند آواز سے کلمہ پڑھو اس کا حکم نہ دو کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس کا آخری کلام "لا الہ الا اللہ" ہو وہ جنتی ہے۔ خیال رہے کہ اگر مؤمن بوقت موت کلمہ نہ پڑھ سکے جیسے بے ہوش یا شہید وغیرہ تو وہ ایمان پر ہی مرا کہ زندگی میں مؤمن تھا لہذا اب بھی مؤمن بلکہ اگر نزع کی غشی میں اس کے منہ سے کلمہ کفر سنا جائے تب بھی وہ مؤمن ہی ہوگا اس کا کفن دفن، نماز سب کچھ ہوگی کیونکہ غشی کی حالت کا ارتداد معتبر نہیں۔ (از شامی) اس سے معلوم ہوا کہ مرتے وقت کلمہ پڑھانا اس حدیث مذکورہ پر عمل کے لیے ہے نہ کہ اسے مسلمان بنانے کے لیئے، مسلمان تو وہ پہلے ہی ہے یا مطلب یہ ہے کہ میت کو بعد دفن کلمہ کی تلقین کرو کہ قبر پر کلمہ پڑھو یا ←

مسئلہ ۲: جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کر دیں، ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخر کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو۔ (3)

مسئلہ ۳: تلقین کرنے والا کوئی نیک شخص ہو، ایسا نہ ہو جس کو اس کے مرنے کی خوشی ہو اور اس کے پاس اس وقت نیک اور پرہیزگار لوگوں کا ہونا بہت اچھی بات ہے اور اس وقت وہاں سورۂ یٰس شریف کی تلاوت اور خوشبو ہونا مستحب، مثلاً لوبان یا اگر کی بتیاں سُلگا دیں۔ (4)

مسئلہ ۴: موت کے وقت حیض ونفاس والی عورتیں اس کے پاس حاضر ہوسکتی ہیں۔ (5) مگر جس کا حیض ونفاس منقطع ہوگیا اور ابھی غسل نہیں کیا اسے اور جنب کو آنا نہ چاہیے۔ اور کوشش کرے کہ مکان میں کوئی تصویر یا کتّا نہ ہو، اگر یہ چیزیں ہوں تو فوراً نکال دی جائیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں ملئکۂ رحمت نہیں آتے، اس کی نزع کے وقت اپنے اور اس کے لیے دُعائے خیر کرتے رہیں، کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالیں کہ اس وقت جو کچھ کہا جاتا ہے ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں، نزع میں سختی دیکھیں تو سورۂ یٰس وسورۂ رعد پڑھیں۔

مسئلہ ۵: جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ دے دیں کہ مونھ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیے جائیں، یہ کام اس کے گھر والوں میں جو

قبر کے سرہانے اذان کہہ دو کیونکہ یہ وقت امتحان قبر کا ہے، اذان میں نکیرین کے سارے سوالات کے جوابات کی تلقین بھی ہے اور اس سے میت کے دل کو تسکین بھی ہوگی اور شیاطین کا دفعیہ بھی ہوگا اور اگر قبر میں آگ ہے تو اس کی برکت سے بجھے گی اسی لیے پیدائش کے وقت بچے کے کان میں دل کی گھبراہٹ، آگ لگنے، جنات کے غلبے وغیرہ پر اذان سنت ہے، یہ دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔ شامی نے یہ ہی معنے اختیار کیے کیونکہ حقیقتاً موتے وہی ہے جو مر چکا ہو مگر زیادہ قوی یہ ہے کہ عموم مجاز کے طریقہ پر دونوں معنے ہی مراد لیے جائیں، یعنی جو مر رہا ہو اور جو مر چکا ہو دونوں کو تلقین کرو، ہمارے ہاں بعد دفن قبر پر اذان دی جاتی ہے، اس کا ماخذ یہ حدیث بھی ہے۔ اس مسئلے کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں دیکھو۔ (مراۃ المناجیح، ج ۲، ص ۴۴۴)

وقتِ موت کا آجانا بطورِ عادت یقیناً معلوم ہوجاتا ہے۔ علماء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا: کہ موت کا وقت آجانے کی (بعض) علامات یہ ہیں: (۱) اس وقت پاؤں اس قدر سست ہوجاتے ہیں کہ اگر انہیں کھڑا کیا جائے تو کھڑے نہیں رہ سکتے، (۲) ناک ٹیڑھی ہوجاتی ہے، (۳) آنکھوں اور کان کے درمیانی حصہ کا لٹک جانا۔ (ماخوذ از اشعۃ اللمعات، ج ۱، ص ۷۰۴)

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الاول، ج ۱، ص ۱۵۷

(4) المرجع السابق

(5) المرجع السابق

زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو باپ یا بیٹا وہ کرے۔(6)

مسئلہ ۶: آنکھیں بند کرتے وقت یہ دُعا پڑھے:

بِسْمِ اللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَآئِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ.(7)

مسئلہ ۷: اس کے پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا اور کوئی بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھول نہ جائے۔(8) مگر ضرورت سے زیادہ وزنی نہ ہو کہ باعث تکلیف ہے۔

مسئلہ ۸: میّت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں اور اس کو چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ پہنچے۔(9)

مسئلہ ۹: مرتے وقت معاذ اللہ اس کی زبان سے کلمۂ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دیں گے کہ ممکن ہے موت کی سختی میں عقل جاتی رہی ہو اور بے ہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا۔(10) اور بہت ممکن ہے کہ اس کی بات پوری سمجھ میں نہ آئی کہ ایسی شدت کی حالت میں آدمی پوری بات صاف طور پر ادا کرلے دشوار ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۰: اس کے ذمہ قرض یا جس قسم کے دَین ہوں جلد سے جلد ادا کر دیں۔(11) کہ حدیث میں ہے، میّت اپنے دَین میں مقید ہے۔ایک روایت میں ہے، اس کی روح معلّق رہتی ہے جب تک دَین نہ ادا کیا جائے۔(12)

مسئلہ ۱۱: میّت کے پاس تلاوت قرآن مجید جائز ہے جبکہ اسکا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہو اور تسبیح و دیگر اذکار میں مطلقاً حرج نہیں۔(13)

---

(6) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۱

(7) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۹۷

ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملّت پر، اے اللہ (عزوجل) تو اس کے کام کو اس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تُو اسے نیک بخت کر اور جس کی طرف نکلا (آخرت) اسے اس سے بہتر کر، جس سے نکلا (دنیا)۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الاول، ج۱، ص۱۵۷

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الاول، ج۱، ص۱۵۷

(10) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۹۶

(11) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۱

(12) جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء عن النبی انہ قال الخ، الحدیث:۱۰۸۱، ج۲، ص۳۴۱

(13) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی القراءۃ عند المیت، ج۳، ص۹۸۔۱۰۰، وغیرہ

مسئلہ ۱۲: غسل وکفن ودفن میں جلدی چاہیے کہ حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔(14)

(14) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۱

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نماز جنازہ میں تعجیل شرعاً نہایت درجہ مطلوب۔ صحاح ستہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: اسرعوا بالجنازۃ ۳۔ جنازہ میں جلدی کرو۔ (۳۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۳۰۷)

امام احمد وترمذی وابن حبان وغیرہم امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاث لاتؤخرھن الصلوۃ اذا اتت والجنازۃ اذاحضرت والایم اذاوجدت لھا کفوا ۴۔ تین چیزوں میں دیر نہ کرو: نماز جب اس کا وقت آجائے اور جنازہ جس وقت حاضر ہو، اور زنِ بےشوہر جب اس کا کفو ملے۔ (۴۔ المستدرک علی الصحیحین کتاب النکاح دارالفکر بیروت ۲/ ۱۶۲) (جامع الترمذی ابواب الجنائز امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/ ۱۲۷)

سنن ابی داؤد میں حصین بن وحوح انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

عجلوا فانہ لاینبغی لجیفۃ مسلم ان یحبس بین ظھرانی اھلہ ۱۔ جلدی کرو کہ مسلمان کے جنازے کو روکنا نہ چاہئے۔

(۱۔ سنن ابی داؤد باب تعجیل الجنازۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۹۴)

طبرانی بہ سند حسن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

اذامات احدکم فلا تحبسوہ واسرعوا بہ الی قبرہ ۲۔

جب تم میں سے کوئی مرجائے تو اسے نہ روکو اور جلدی دفن کو لے جاؤ۔

(۲۔ المعجم الکبیر مروی از عبداللہ بن عمر حدیث ۱۳۶۱۳ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۲/ ۴۴۴)

ولہذا علماء فرماتے ہیں: اگر روز جمعہ پیش از جمعہ جنازہ تیار ہوگیا جماعت کثیرہ کے انتظار میں دیر نہ کریں پہلے ہی دفن کردیں۔ اس مسئلہ کا بہت لحاظ رکھنا چاہئے کہ آج کل عوام میں اس کے خلاف رائج ہے، جنہیں کچھ سمجھ ہے وہ تو اسی جماعت کثیر کے انتظار میں روکے رکھے ہیں، اور نرے جہال نے اپنے جی سے اور باتیں تراشی ہیں، کوئی کہتا میت بھی جمعہ کی نماز میں شریک ہوجائے، کوئی کہتا ہے نماز کے بعد دفن کریں گے تو میت کو ہمیشہ جمعہ ملتا رہے گا۔ یہ سب بے اصل وخلاف مقصد شرع ہیں۔ درمختار میں ہے: یسرع فی جنازۃ ۳۔ (جنازے میں جلدی کرے۔ ت) (۳۔ درمختار باب صلوۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۲۴)

تنویر الابصار میں ہے:

وکرہ تاخیر صلاتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد صلوۃ الجمعۃ ۴۔

(۴۔ درمختار شرح تنویر الابصار باب صلوۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۲۴)

اس مقصد سے کہ جمعہ کے بعد جماعت عظیم شریک جنازہ ہو نماز جنازہ اور دفن میں تاخیر مکروہ ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۳۱۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۱۳: پڑوسیوں اور اس کے دوست احباب کو اطلاع کر دیں کہ نمازیوں کی کثرت ہوگی اور اس کے لیے دُعا کریں گے کہ ان پر حق ہے کہ اس کی نماز پڑھیں اور دُعا کریں۔ (15)

مسئلہ ۱۴: بازار و شارع عام پر اس کی موت کی خبر دینے کے لیے بلند آواز سے پکارنا بعض نے مکروہ بتایا، مگر اصح

---

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الاول، ج۱، ص۱۵۷

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

نیز جنازے پر تکثیر جماعت شرعاً بہت محبوب کہ اس میں میت کی اعانت جسیم اور اُس کے لئے عفو سیئات و رفع درجات کی امید عظیم ہے، چالیس نمازیوں اور سو نمازیوں کی تین حدیثیں اوپر گزریں، اور احمد اور ابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من مومن یموت فیصلی علیہ امۃ من المسلمین یبلغون ان یکونوا ثلثۃ صفوف الا غفر لہ[۵]۔ جس مسلمان کے جنازے پر مسلمانوں کا ایک گروہ کہ تین صف کی مقدار کو پہنچتا ہو نماز پڑھے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(۵؎ سنن ابی داؤد باب فی الصفوف علی الجنازۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲ / ۹۵)

ترمذی کی روایت میں ہے:

من صلی علیہ ثلثۃ صفوف اوجب[۱]۔

جس پر تین صفیں نماز پڑھیں اُس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ (۱؎ جامع الترمذی ابواب الجنائز امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱ / ۱۲۲)

ابن ماجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من صلی علیہ مائۃ من المسلمین غفر لہ[۲]۔

جس پر سو مسلمان نماز پڑھیں بخشا جائے۔ (۲؎ سنن ابن ماجہ باب ماجاء فیمن صلی علیہ جماعۃ من المسلمین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۸)

نسائی ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من میت یصلی علیہ امۃ من الناس الا شفعوا فیہ[۳]۔

جس مُردے پر مسلمانوں کا ایک گروہ نماز پڑھے اُن کی شفاعت اس کے حق میں قبول ہو۔

(۳؎ سنن النسائی فضل من صلی علیہ مائۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱ / ۲۸۲)

راوی حدیث ابوالملیح نے کہا: گروہ چالیس آدمی ہیں۔

طبرانی معجم کبیر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من رجل یصلی علیہ الا غفر اللہ لہ[۴]۔

(۴؎ مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الکبیر باب فیمن صلی علیہ جماعۃ دارالکتاب بیروت ۳ / ۳۶)

جس مسلمان پر سو آدمی نماز پڑھیں اللہ عزوجل اُس کی مغفرت فرمادے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۶ ص ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

یہ ہے کہ اس میں حرج نہیں مگر حسب عادت جاہلیت بڑے بڑے الفاظ سے نہ ہو۔(16)

مسئلہ ۱۵: ناگہانی موت سے مرا تو جب تک موت کا یقین نہ ہو، تجہیز و تکفین ملتوی رکھیں۔(17)

مسئلہ ۱۶: عورت مرگئی اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر عورت زندہ ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ مرگیا اور عورت کی جان پر بنی ہو تو بچہ کاٹ کر نکالا جائے اور بچہ بھی زندہ ہو تو کیسی ہی تکلیف ہو، بچہ کاٹ کر نکالنا جائز نہیں۔(18)

مسئلہ ۱۷: اگر اس نے قصداً کسی کا مال نگل لیا اور مرگیا تو اگر اتنا مال چھوڑا ہے کہ تاوان دے دیا جائے تو ترکہ سے تاوان ادا کریں، ورنہ پیٹ چیر کر مال نکالا جائے گا اور بلاقصد ہے تو چیرا نہ جائے۔(19)

مسئلہ ۱۸: حاملہ عورت مرگئی اور دفن کر دی گئی کسی نے خواب میں دیکھا کہ اوس کے بچہ پیدا ہوا تو محض اس خواب کی بنا پر قبر کھودنی جائز نہیں۔(20)

❁❁❁❁❁

(16) الجوهرة النيرة، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۱

وردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في أطفال المشركين، ج ۳، ص ۹۷

(17) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الاول، ج ۱، ص ۱۵۷

(18) المرجع السابق، والدرالمختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج ۳، ص ۱۷۱

(19) الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج ۳، ص ۱۷۲

(20) الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة القبور الخ، ج ۵، ص ۳۵۱

میّت کے نہلانے کا بیان

مسئلہ ۱: میّت کو نہلانا فرض کفایہ ہے بعض لوگوں نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہوگیا۔(1)

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۵۸

رضائے الٰہی عزوجل کے لئے میت کو غسل دینے، کفن پہنانے اور قبر کھودنے کا ثواب

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جس نے میت کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور خوشبو لگائی اور اسے کاندھا دیا اور اس پر نماز پڑھی اور اسکا کوئی راز ظاہر نہ کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جائے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ (ابن ماجہ، کتاب الجنائز، رقم ۱۴۶۲، ج۲، ص۲۰۱)

ام المؤمنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جس نے میت کو غسل دیا، اور اس معاملے میں امانت کو ادا کیا اور میت کے کسی راز کو افشاء نہ کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جائے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ (مسند امام احمد، رقم ۲۴۹۳۵، ج۹، ص۴۳۲)

حضرت سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جس نے میت کو غسل دیا پھر اس کی پردہ پوشی کی تو اللہ اس کے گناہوں کو ڈھانپ دے گا اور اگر اس نے میت کو کفنایا تو اللہ عزوجل اسے سُندس (یعنی نہایت باریک اور نفیس کپڑے) کا لباس پہنائے گا۔ (طبرانی کبیر، رقم ۸۰۷۸، ج۸، ص۲۸۱)

وضاحت:

میت کی پردہ پوشی سے مراد یہ ہے کہ بعض اوقات میت کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے یا اس کی شکل تبدیل ہو جاتی ہے یا اس نوعیت کی کوئی دوسری بری چیز ـــــــ تو اسے ظاہر نہ کیا جائے اور اگر کسی میت کے چہرے پر نور یا مسکراہٹ ظاہر ہو تو اس کا ذکر کرنا مستحب ہے خصوصاً جبکہ میت صالحین میں سے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے غلام حضرت سیدنا ابو رافع اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جس نے میت کو غسل دیا اور اس کی پردہ پوشی کی تو اللہ عزوجل چالیس مرتبہ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جس نے کسی میت کو کفن پہنایا اللہ عزوجل اسے جنت کے سُندس اور استبرق (نہایت باریک اور نفیس کپڑوں) کا لباس پہنائے گا اور جس نے میت کے لئے قبر کھودی پھر اسے قبر میں لٹایا تو اللہ عزوجل اسے ایک ایسے گھر کی صورت میں ثواب عطا فرمائے گا جس میں اسے قیامت تک رکھے گا۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الجنائز، رقم ۱۳۸۰، ج۱، ص۶۹۰) ←

مسئلہ ۲: نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چارپائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اُس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اُسے اتنی بار چارپائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اُس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپادیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی مونھ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں د ُ ریں مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابون اسلامی کارخانہ کا بنا ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور بیری کے پتے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں وضو و غسل کا اعادہ نہ کریں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اُس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں۔(2)

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب ربّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، قبروں کی زیارت کیا کرو کہ تمہیں آخرت یاد رہے گی اور مردوں کو غسل دیا کرو کیونکہ بے جان جسم کو چھونے سے نصیحت حاصل ہوتی ہے، اور نماز جنازہ ادا کیا کرو کہ شاید یہ عمل تمہیں غمزدہ کردے اور غمگین لوگ اللہ عزوجل کی رحمت کے سائے میں ہر بھلائی لوٹ لیتے ہیں۔ (المستدرک للحاکم، کتاب الجنائز، رقم ۱۴۳۵، ج۱، ص۷۱۱)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جس نے کوئی قبر کھودی اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا ۔۔۔۔۔۔اور جس نے کسی میت کو غسل دیا اپنے گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوجائے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔۔۔۔۔۔اور جس نے کسی میت کو کفن پہنایا اللہ عزوجل اسے جنت کے حُلّے یعنی جوڑے پہنائے گا۔۔۔۔۔۔اور جس نے کسی غمزدہ سے تعزیت کی اللہ عزوجل اسے تقویٰ کا حُلّہ پہنائے گا اور روحوں کے درمیان اس کی روح پر رحمت فرمائے گا۔۔۔۔۔۔اور جس نے کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کی اللہ عزوجل اسے جنت کے حلوں میں سے دو ایسے حلے پہنائے گا جنکی قیمت دنیا بھی نہیں بن سکتی۔۔۔۔۔۔اور جو جنازے کے ساتھ چلا اور تدفین تک ساتھ رہا اللہ عزوجل اس کیلئے ایسے تین قیراط ثواب لکھے گا جن میں سے ہر قیراط جبل احد سے بڑا ہوگا۔۔۔۔۔۔اور جس نے کسی یتیم یا محتاج کی کفالت کی اللہ عزوجل اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، رقم ۴۰۶۶، ج۳، ص۱۱۴)

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۵۸، وغیرہ

مسئلہ ۳: ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت جہاں غسل دیں مستحب یہ ہے کہ پردہ کرلیں کہ سوا نہلانے والوں اور مددگاروں کے دوسرا نہ دیکھے، نہلاتے وقت خواہ اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلہ کی طرف پاؤں کرکے یا جو آسان ہو کریں۔(3)

مسئلہ ۴: نہلانے والا باطہارت ہو، جنب یا حیض والی عورت نے غسل دیا تو کراہت ہے مگر غسل ہو جائے گا اور بے وضو نے نہلایا تو کراہت بھی نہیں، بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میّت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو، وہ نہ ہو یا نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو امانت دار و پرہیز گار ہو۔(4)

مسئلہ ۵: نہلانے والا معتمد شخص ہو کہ پوری طرح غسل دے اور جو اچھی بات دیکھے، مثلاً چہرہ چمک اٹھا یا میّت کے بدن سے خوشبو آئی تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور کوئی بُری بات دیکھی، مثلاً چہرے کا رنگ سیاہ ہوگیا یا بدبو آئی یا صورت یا اعضا میں تغیر آیا تو اسے کسی سے نہ کہے اور ایسی بات کہنا جائز بھی نہیں، کہ حدیث میں ارشاد ہوا: اپنے مُردوں کی خوبیاں ذکر کرو اور اُس کی برائیوں سے باز رہو۔(5)

مسئلہ ۶: اگر کوئی بدمذہب مرا اور اُس کا رنگ سیاہ ہوگیا یا اور کوئی بُری بات ظاہر ہوئی تو اس کا بیان کرنا چاہیے کہ اس سے لوگوں کو عبرت و نصیحت ہوگی۔(6)

مسئلہ ۷: نہلانے والے کے پاس خوشبو سلگانا مستحب ہے کہ اگر میّت کے بدن سے بُو آئے تو اسے پتہ نہ چلے ورنہ گھبرائے گا، نیز اُسے چاہیے کہ بقدر ضرورت اعضائے میّت کی طرف نظر کرے بلا ضرورت کسی عضو کی طرف نہ دیکھے کہ ممکن ہے اُس کے بدن میں کوئی عیب ہو جسے وہ چھپاتا تھا۔(7)

مسئلہ ۸: اگر وہاں اس کے سوا اور بھی نہلانے والے ہوں تو نہلانے پر اجرت لے سکتا ہے مگر افضل یہ ہے کہ نہ لے اور اگر کوئی دوسرا نہلانے والا نہ ہو تو اُجرت لینا جائز نہیں۔(8)

---

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۵۸

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۵۹

(5) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۱

سنن أبی داود، کتاب الادب، باب فی النھی عن سب الموتی، الحدیث: ۴۹۰۰، ج۴، ص۳۶۰

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۵۹

(7) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۱

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۵۹۔۱۶۰

والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۰۷

مسئلہ ۹: جنب یا حیض و نفاس والی عورت کا انتقال ہوا تو ایک ہی غسل کافی ہے کہ غسل واجب ہونے کے کتنے ہی اسباب ہوں، سب ایک غسل سے ادا ہوجاتے ہیں۔(9)

مسئلہ ۱۰: مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت، میت چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی، چھوٹے سے یہ مراد کہ حدِ شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔(10)

مسئلہ ۱۱: جس مرد کا عضوِ تناسل یا انثیین کاٹ لیے گئے ہوں وہ مرد ہی ہے یعنی مرد ہی اُسے غسل دے سکتا ہے یا اُس کی عورت۔(11)

مسئلہ ۱۲: عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جب کہ موت سے پہلے یا بعد کوئی ایسا امر نہ واقع ہوا ہو جس سے اس کے نکاح سے نکل جائے، مثلاً شوہر کے لڑکے یا باپ کو شہوت سے چھوا یا بوسہ لیا یا معاذ اللہ مرتد ہوگئی، اگرچہ غسل سے پہلے ہی پھر مسلمان ہوگئی کہ ان وجوہ سے نکاح جاتا رہا اور اجنبیہ ہوگئی لہٰذا غسل نہیں دے سکتی۔(12)

مسئلہ ۱۳: عورت کو طلاق رجعی دی ہنوز عدت میں تھی کہ شوہر کا انتقال ہوگیا تو غسل دے سکتی ہے اور بائن طلاق دی ہے تو اگرچہ عدت میں ہے غسل نہیں دے سکتی۔(13)

مسئلہ ۱۴: ام ولد(14) یا مدبّرہ(15) یا مکاتبہ(16) یا ویسی باندی اپنے آقائے مردہ کو غسل نہیں دے سکتی کہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
میت مسلم کو نہلانا فرض ہے اور فرض کے ادا کرنے میں اجر ہے، اور اگر وہاں اور بھی کوئی اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اس کے نہلانے پر اجرت لینا بھی جائز ہے بہر حال اس سے امامت میں کوئی خلل نہیں آتا اور اگر وہاں کوئی دوسرا ایسا نہ ہو کہ نہلا سکے تو اب اس پر نہلانا فرض عین ہے اور اس پر اجرت لینا حرام، ایسا کرے گا تو فاسق ہوگا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اس کا امام بنانا گناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، جلد ۶ ص ۵۷۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(9) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۰۲

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۶۰

(11) المرجع السابق

(12) المرجع السابق

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۶۰
والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۰۷

(14) یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔

(15) یعنی وہ لونڈی جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔

(16) یعنی آقا اپنی لونڈی سے مال کی ایک مقدار مقرر کرکے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کردے تو آزاد ہے اور لونڈی اس کو قبول بھی کرلے۔ ←

یہ سب اب اُس کی مِلک سے خارج ہوگئیں۔ یوہیں اگر یہ مرجائیں تو آقا نہیں نہلا سکتا۔(17)

مسئلہ ۱۵: عورت مرجائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔(18)

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ موٗنھ دیکھ سکتا ہے، یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اسکے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ ۱۶: عورت کا انتقال ہوا اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ نہلا دے تو تیمم کرایا جائے پھر تیمم کرنے والا محرم ہو تو ہاتھ سے تیمم کرائے اور اجنبی ہو اگرچہ شوہر تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنس زمین پر ہاتھ مارے اور تیمم کرائے اور شوہر کے سوا کوئی اور اجنبی ہو تو کلائیوں کی طرف نظر نہ کرے اور شوہر کو اس کی حاجت نہیں اور اس مسئلہ میں جوان اور بڑھیا دونوں کا ایک حکم ہے۔(19)

مسئلہ ۱۷: مرد کا انتقال ہوا اور وہاں نہ کوئی مرد ہے نہ اُس کی بی بی، تو جو عورت وہاں ہے اُسے تیمم کرائے پھر اگر عورت محرم ہے یا اُس کی باندی تو تیمم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہیں اور اجنبی ہو تو کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔(20)

نوٹ: تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت حصہ ۹ میں مدبّر، مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

(17) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۰۶ وغیرہ

(18) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۰۵

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اور شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے مگر اس کے بدن کو چھونے کی اجازت نہیں لا نقطاع النکاح بالموت (اس لئے کہ موت واقع ہوجانے سے نکاح منقطع ہوجاتا ہے۔ت) اور عورت جب تک عدت میں ہے شوہر مرد کا بدن چھوسکتی اسے غسل دے سکتی ہے جبکہ اس سے پہلے بائن نہ ہوچکی ہو۔(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(19) المرجع السابق، ص۱۱۰

والفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۶۰، وغیرہما

(20) الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۶۰

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اقول: وفیه ثلثة مباحث الاوّل الظاهر ان المراد بالتطهیر ازالة النجاسة الحکمیة لکن ربما ییمم(۱) المیت اذا لم یوجد ماء او کان رجلا بین نساء او امرأة بین رجال او خنثی مراهقة مطلقا فانه ییممه المحرم فان لم یکن فالاجنبی بخرقة ا۔ الکل فی الدر ویأتی مفصلا وقد(۲) قال عامة المشائخ ان المیت یتنجس بالموت نجاسة حقیقة وهو الاظهر ۲۔ بدائع وهو الصحیح ۳۔ کافی وهو الاقیس عه فتح ۴۔ ←

مسئلہ ۱۸: مرد کا سفر میں انتقال ہوا اور اس کے ساتھ عورتیں ہیں اور کافر مرد مگر مسلمان مرد کوئی نہیں تو عورتیں اس کافر کو نہلانے کا طریقہ بتادیں کہ وہ نہلا دے اور اگر مرد کوئی نہیں اور چھوٹی لڑکی ہمراہ ہے کہ نہلانے کی طاقت رکھتی ہے تو یہ عورتیں اُسے سکھا دیں کہ وہ نہلائے۔ یوہیں اگر عورت کا انتقال ہوا اور کوئی مسلمان عورت نہیں اور کافرہ عورت موجود ہے تو مرد اُس کافرہ کو غسل کی تعلیم کرے اور اُس سے نہلوائے یا چھوٹا لڑکا اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اُسے بتائے اور وہ نہلائے۔ (21)

مسئلہ ۱۹: ایسی جگہ انتقال ہوا کہ پانی وہاں نہیں ملتا تو تیمم کرائیں اور نماز پڑھیں اور نماز کے بعد اگر قبل دفن پانی مل جائے تو نہلا کر نماز کا اعادہ کریں۔ (22)

مسئلہ ۲۰: خنثیٰ مشکل (23) کا انتقال ہوا تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جائے اور تیمم کرانے والا اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور کلائیوں پر نظر نہ کرے۔ یوہیں خنثیٰ مشکل کسی مرد یا عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔ (24) خنثیٰ مشکل چھوٹا بچہ ہو تو اُسے مرد بھی نہلا سکتے ہیں اور عورت بھی یوہیں عکس۔

مسئلہ ۲۱: مسلمان کا انتقال ہوا اور اُس کا باپ کافر ہے تو اُسے مسلمان نہلائیں، اس کے باپ کے قابو میں نہ دیں، کافر مسلمان ہوا اور اُس کی عورت کافرہ ہے تو اگر کتابیہ ہے نہلا سکتی ہے مگر بلاضرورت اُس سے نہلوانا بہت برا ہے اور اگر مجوسیہ یا بت پرست ہے اور اُس کے مرنے کے بعد مسلمان ہوگئی تو نہلا سکتی ہے بشرطیکہ نکاح میں باقی ہو ورنہ نہیں اور نکاح میں باقی رہنے کی صورت یہ ہے کہ اگر سلطنتِ اسلامی میں ہے تو حاکم اسلام شوہر کے مسلمان ہونے کے

(۱۔ الدر المختار باب صلاۃ الجنائز مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۱۹) (۲۔ بدائع الصنائع فصل فی وجوب غسل المیت ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۹۹) (۳۔ کافی) (۴۔ فتح القدیر فصل فی الغسل نوریہ رضویہ سکھر ۱/۷۰)

اقول: یہاں تین بحثیں ہیں: اول ظاہر یہ ہے کہ تطہیر سے نجاست حکمیہ کا ازالہ مراد ہے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میت کو تیمم کرایا جاتا ہے جب پانی نہ ملے یا میت عورتوں کے درمیان کوئی مرد، یا مردوں کے درمیان کوئی عورت یا کوئی مراہق خنثیٰ ہو مطلقاً۔ اسے کوئی محرم تیمم کرائے گا، وہ نہ ہو تو اجنبی کسی کپڑے کے ذریعے تیمم کرائے گا۔ یہ سب درمختار میں ہے اور تفصیلی ذکر آگے آئیگا اور عامہ مشائخ نے یہ فرمایا ہے کہ موت سے میت نجاست حقیقیہ کے ساتھ نجس ہوجاتی ہے اور یہ ظاہر تر ہے، بدائع -- یہی صحیح ہے، کافی -- یہی زیادہ قرین قیاس ہے، فتح القدیر۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۲۶۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۶۰

(22) المرجع السابق، والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۱۱

(23) یعنی جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت۔

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۶۰

بعد عورت پر اسلام پیش کرے، اگر مان لیا فبہا ورنہ فوراً نکاح سے نکل جائے گی اور اگر سلطنتِ اسلامی میں نہیں تو اسلام شوہر کے بعد عورت کو تین حیض آنے کا انتظار کیا جائے گا اس مدت میں مسلمان ہوگئی فبہا ورنہ نکاح سے نکل جائے گی اور دونوں صورتوں میں پھر اگرچہ مسلمان ہو جائے غسل نہیں دے سکتی۔ (25)

مسئلہ ۲۲: میّت سے غسل اُتر جانے اور اس پر نماز صحیح ہونے میں نیت اور فعل شرط نہیں، یہاں تک کہ مُردہ اگر پانی میں گر گیا یا اس پر مینھ برسا کہ سارے بدن پر پانی بہہ گیا غسل ہوگیا، مگر زندوں پر جو غسلِ میّت واجب ہے یہ اس وقت بری الذمہ ہوں گے کہ نہلائیں، لہٰذا اگر مردہ پانی میں ملا تو بہ نیت غسل اُسے تین بار پانی میں حرکت دے دیں کہ غسل مسنون ادا ہو جائے اور ایک بار حرکت دی تو واجب ادا ہوگیا مگر سنّت کا مطالبہ رہا اور بلا نیت نہلانے سے بری الذمہ ہو جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا۔ مثلاً کسی کو سکھانے کی نیت سے میّت کو غسل دیا واجب ساقط ہوگیا، مگر غسل میّت کا ثواب نہ ملے گا، نیز غسل ہو جانے کے لیے یہ بھی ضرور نہیں کہ نہلانے والا مکلّف یا اہل نیت ہو، لہٰذا نابالغ یا کافر نے نہلا دیا غسل ادا ہوگیا۔ یوہیں اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو یا مرد نے عورت کو غسل دیا غسل ادا ہوگیا اگرچہ ان کو نہلانا جائز نہ تھا۔ (26)

مسئلہ ۲۳: کسی مسلمان کا آدھے سے زیادہ دھڑ ملا تو غسل و کفن دیں گے اور جنازہ کی نماز پڑھیں گے اور نماز کے بعد وہ باقی ٹکڑا بھی ملا تو اس پر دوبارہ نماز نہ پڑھیں گے اور آدھا دھڑ ملا تو اگر اس میں سر بھی ہے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر سر نہ ہو یا طول میں سر سے پاؤں تک دہنا یا بایاں ایک جانب کا حصہ ملا تو ان دونوں صورتوں میں نہ غسل ہے، نہ کفن، نہ نماز بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔ (27)

مسئلہ ۲۴: مُردہ ملا اور یہ نہیں معلوم کہ مسلمان ہے یا کافر تو اگر اس کی وضع قطع مسلمانوں کی ہو یا کوئی علامت ایسی ہو، جس سے مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے یا مسلمانوں کے محلّہ میں ملا تو غسل دیں اور نماز پڑھیں ورنہ نہیں۔ (28)

مسئلہ ۲۵: مسلمان مُردے کافر مُردوں میں مل گئے تو اگر ختنہ وغیرہ کسی علامت سے شناخت کرسکیں تو مسلمانوں کو جُدا کر کے غسل و کفن دیں اور نماز پڑھیں اور امتیاز نہ ہوتا ہو تو غسل دیں اور نماز میں خاص مسلمانوں کے لیے دُعا کی

---

(25) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۰۷، وغیرہ

(26) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في حدیث ((کل سبب ونسب منقطع الا سببي ونسبي))، ج۳، ص۱۰۸

(27) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۰۷

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۹، وغیرہما

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۹

نیت کریں اور اُن میں اگر مسلمان کی تعداد زیادہ ہوتو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کریں ورنہ علیحدہ۔(29)

مسئلہ ۲۶: کافر مُردے کے لیے غسل وکفن ودفن نہیں بلکہ ایک چیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں داب دیں، یہ بھی جب کریں کہ اُس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا اُسے لے نہ جائے، ورنہ مسلمان ہاتھ نہ لگائے نہ اس کے جنازے میں شرکت کرے اور اگر بوجہ قرابت قریبہ شریک ہوتو دُور دُور رہے اور اگر مسلمان ہی اُس کا رشتہ دار ہے اور اس کا ہم مذہب کوئی نہ ہو یا لے نہیں اور بلحاظ قرابت غسل وکفن دفن کرے تو جائز ہے، مگر کسی امر میں سنت کا طریقہ نہ برتے بلکہ نجاست دھونے کی طرح اُس پر پانی بہائے اور چیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں دبا دے، یہ حکم کافر اصلی کا ہے اور مرتد کا حکم یہ ہے کہ مطلقاً نہ اُسے غسل دیں نہ کفن، بلکہ کتے کی طرح کسی تنگ گڑھے میں ڈھکیل کر مٹی سے بغیر حائل کے پاٹ دیں۔(30)

مسئلہ ۲۷: ذمیہ کو مسلمان کا حمل تھا وہ مرگئی اگر بچہ میں جان پڑ گئی تھی تو اُسے مسلمانوں کے قبرستان سے علیحدہ دفن کریں اور اس کی پیٹھ قبلہ کو کر دیں کہ بچہ کا مونھ قبلہ کو ہو، اس لیے کہ بچہ جب پیٹ میں ہوتا ہے تو اُس کا مونھ ماں کی پیٹھ کی طرف ہوتا ہے۔(31)

مسئلہ ۲۸: میت کا بدن اگر ایسا ہوگیا کہ ہاتھ لگانے سے کھال اُدھڑے گی، تو ہاتھ نہ لگائیں صرف پانی بہا دیں۔(32)

مسئلہ ۲۹: نہلانے کے بعد اگر ناک کان مونھ اور دیگر سوراخوں میں روئی رکھ دیں تو حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ نہ رکھیں۔(33)

مسئلہ ۳۰: میت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اُکھاڑنا، ناجائز ومکروہ تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اُسی حالت میں دفن کر دیں، ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لیے تو کفن میں رکھ دیں۔(34)

---

(29) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في حدیث ((کل سبب ونسب منقطع الا سببي ونسبي))، ج۳، ص۱۰۹

(30) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: مھم اذا قال ان شتمت، ج۳، ص۱۵۸

(31) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۱۰

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۸

(33) المرجع السابق، والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۰۴۔۱۰۵، وغیرہما

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۸

مسئلہ ۳۱: میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔(35) بعض جگہ ناف کے نیچے اُس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں۔

مسئلہ ۳۲: بعض جگہ دستور ہے کہ عموماً میت کے غسل کے لیے کورے گھڑے بدھنے (مٹی کے نئے مٹکے،لوٹے) لاتے ہیں (36) اس کی کچھ ضرورت نہیں، گھر کے استعمالی گھڑے لوٹے سے بھی غسل دے سکتے ہیں اور بعض یہ جہالت کرتے ہیں کہ غسل کے بعد توڑ ڈالتے ہیں، یہ ناجائز وحرام ہے کہ مال ضائع کرنا ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ نجس ہو گئے تو یہ بھی فضول بات ہے کہ اولاً تو اُس پر چھینٹیں نہیں پڑتیں اور پڑیں بھی تو راجح یہ ہے کہ میت کا غسل نجاست حکمیہ دُور کرنے کے لیے ہے تو مستعمل پانی کی چھینٹیں پڑیں اور مستعمل پانی نجس نہیں، جس طرح زندوں کے وضو وغسل کا پانی اور اگر فرض کیا جائے کہ نجس پانی کی چھینٹیں پڑیں تو دھو ڈالیں، دھونے سے پاک ہو جائیں گے اور اکثر جگہ وہ گھڑے بدھنے مسجدوں میں رکھ دیتے ہیں اگر نیت یہ ہو کہ نمازیوں کو آرام پہنچے گا اور اُس کا مُردے کو ثواب تو یہ اچھی نیت ہے اور رکھنا بہتر اور اگر یہ خیال ہو کہ گھر میں رکھنا نحوست ہے تو یہ نری حماقت اور بعض لوگ گھڑے کا پانی پھینک دیتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فی الدر لایسرح شعرہ ای یکرہ تحریما ولایقص ظفرہ الا المکسور ولا شعرہ ولا یختن ۲؎،

درمختار میں ہے: میت کے بالوں میں کنگھا نہ کیا جائے یعنی یہ مکروہ تحریمی ہے، اور اس کے ناخن نہ تراشے جائیں مگر جو ٹوٹا ہُوا ہے، نہ ہی بال تراشے جائیں نہ ختنہ کیا جائے۔ (۲؎ درمختار باب صلوۃ الجنائز مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۰)

وفی ردالمحتار عن النہر عن القنیۃ التزیین بعد موتہا والامتشاط وقطع الشعر لایجوز ۱؎۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱؎ ردالمحتار باب صلوۃ الجنائز مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر ۱/۵۷۵)

ردالمحتار میں نہر سے، اس میں قنیہ سے منقول ہے: اس کے مرنے کے بعد زینت کرنا، کنگھا کرنا بال کاٹنا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۹۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(35) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۰۵

(36) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

گناہ ہے کہ بلاوجہ تضییع مال ہے کہ اگر وہ ناپاک بھی ہو جائیں تاہم پاک کر لینا ممکن۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ کرہ لکم ثلثا اللہ تعالیٰ تین باتیں تمہارے لئے ناپسند رکھتا ہے قیل وقال و کثرۃ السؤال واضاعۃ المال فضول بک بک اور سوال کی کثرت اور مال کی اضاعت ۱؎۔ رواہ الشیخان وغیرھما۔

(۱؎ صحیح البخاری کتاب الزکوۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۰۰)

کفن کا بیان

مسئلہ ۱: میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے، کفن کے تین درجے ہیں:

(۱) ضرورت (۲) کفایت (۳) سنت

مرد کے لیے سنت تین کپڑے ہیں:

(۱) لفافہ (۲) اِزار (۳) قمیص

اور عورت کے لیے پانچ:

تین یہ اور

(۴) اوڑھنی (۵) سینہ بند

کفنِ کفایت مرد کے لیے دو کپڑے ہیں:

(۱) لفافہ (۲) اِزار

اور عورت کے لیے تین:

(۱) لفافہ (۲) اِزار (۳) اوڑھنی یا

(۱) لفافہ (۲) قمیص (۳) اوڑھنی۔

کفنِ ضرورت دونوں کے لیے یہ کہ جو میسّر آئے اور کم از کم اتنا تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔(1)

---

(1) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص ۱۱۲۔۱۱۶

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص ۱۶۰، وغیرھما

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجددِ دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اور عورت کے لئے پانچ کپڑے سنت ہیں، تین یہی مگر مرد وعورت کے لئے کفنی اتنا فرق ہے کہ مرد کی قمیص عرض میں مونڈھوں کی طرف چیرنا چاہئے اور عورت کا طول میں سینے کی جانب۔ چوتھے اوڑھنی جس کا طول ڈیڑھ گز یعنی تین ہاتھ ہو۔ پانچواں سینہ بند کہ پستان سے ناف بلکہ افضل یہ ہے کہ رانوں تک ہو۔ پہلے چادر اور اس پر تہ بند بدستور بچھا کر کفنی پہنا کر تہ بند پر لٹائیں اور اس کے بال دو حصے کر کے بالائے سینہ کفنی کے اوپر لا کر رکھیں اس کے اوپر اوڑھنی سر سے اُڑھا کر بغیر منہ لپیٹے ڈال دیں، پھر تہ بند اور اس پر چادر بدستور لپیٹیں اور چادر اسی طرح دونوں سمت باندھ دیں، ان سب کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ناف یا ران تک باندھیں، یہ کفن سنت ہے، اور کافی ←

مسئلہ ۲: لفافہ یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں اور ازار یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جو بندش کے لیے زیادہ تھا اور قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں گردن سے

اس قدر ہے کہ مرد کے لئے دو ۲ کپڑے ہوں تہبند اور چادر۔ اور عورت کے لئے تین، کفنی و چادر اور تیسرے اوڑھنی، اسے کفن کفایت کہتے ہیں۔ اگر میت کا مال زائد اور وارث کم ہوں تو کفن سنت افضل ہے، اور عکس ہو تو کفن کفایت اولی اور اس سے کمی بحالتِ اختیار جائز نہیں۔ ہاں وقتِ ضرورت جو میسر آئے صرف ایک ہی کپڑا کہ سر سے پاؤں تک ہو، مرد و عورت دونوں کے لئے بس ہے۔ جاہل محتاج جب اُن کا مورث محتاج مرتا ہے لوگوں سے پورے کفن کا سوال کرتے ہیں، یہ حماقت ہے، ضرورت سے زیادہ سوال حرام اور ضرورت کے وقت کفن میں ایک کپڑا کافی، بس اسی قدر مانگیں اس سے زائد مانگنا جائز نہیں۔ ہاں ان کو بے مانگے جو مسلمان بہ نیتِ ثواب پُورا کفن محتاج کے لئے دے گا اللہ عزوجل سے پورا ثواب پائے گا۔ نابالغ اگر حدِ شہوت کو پہنچ گیا ہے جب اس کا کفن جوان مرد و عورت کی مثل ہے، اور یہ حکم یعنی حدِ شہوت کو پہنچنا پسر میں بارہ ۱۲ اور دختر میں نو ۹ برس کی عمر کے بعد نہیں رکتا، اور ممکن کہ کبھی اس سے پہلے بھی حاصل ہو جائے جبکہ جسم نہایت قوی اور مزاج گرم اور حرارت جوش پر ہو۔ لڑکوں میں یہ اُس کا عورتوں کی طرف رغبت کرنے لگے اور لڑکیوں میں یہ کہ اُسے دیکھ کر مردوں کو اس کی طرف میل پیدا ہو۔ جو بچے اس عمر و حالت کو نہ پہنچیں اُن میں بسترِ مرگ ایک اور دختر کو دو کپڑوں میں کفن دیں تو کوئی حرج نہیں، اور پسر کو دو ۲، دختر کو تین ۳ دیں تو اچھا ہے۔ اور دونوں کو پورا کفن مرد و عورت کا دیں تو سب سے بہتر اور جو بچہ مردہ پیدا ہو یا کچا گر گیا اُسے بہر طور ایک ہی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہئے کفن نہ دیں۔

درمختار میں ہے:

یسن فی الکفن له ازار وقمیص ولفافة، ولها درع ای قمیص وازار وخمار ولفافة وخرقة تربط بها ثدیاها وبطنها وکفایة له ازار ولفافة فی الاصح ولها ثوبان وخمار ویکره اقل من ذلك وکفن الضرورة لهما مایوجد واقله مایعم البدن تبسط اللفافة اولا ثم یبسط الازار علیها ویقمص ویوضع علی الازار ویلف یساره ثم یمینه ثم اللفافة کذلك لیکون الایمن علی الایسر وهی تلبس الدرع ویجعل شعرها ضفیرتین علی صدرها فوقه الدرع والخمار فوق الشعر ثم یفعل کمامر ویعقد الکفن ان خیف انتشاره والمراهق کالبالغ ومن لم یراهق ان کفن فی واحد جاز، والسقط یلف ولایکفن اہ ملخصا۔

کفن میں مرد کے لئے ازار (تہبند) قمیص اور لفافہ (چادر) مسنون ہے، اور عورت کے لئے درع یعنی قمیص، تہبند، خمار (اوڑھنی)، چادر اور ایک کپڑا جو پستان اور شکم پر باندھا جائے -- اور کفن کفایت مرد کے اصح قول پر تہبند اور چادر -- عورت کے لئے دو کپڑے اور اوڑھنی -- کفن کفایت سے کم دینا مکروہ ہے۔ اور کفن ضرورت مرد و عورت دونوں کے لئے وہ ہے جو مل جائے۔ کم سے کم اتنا کہ پورے بدن کو چھپالے -- پہلے چادر بچھائی جائے پھر اس پر تہبند بچھایا جائے اور قمیص پہنائی جائے اور تہبند پر رکھا جائے، پھر تہبند لپیٹا جائے پہلے بایاں پھر دایاں، پھر اسی طرح چادر لپیٹی جائے تاکہ دایاں بائیں کے اوپر رہے -- عورت کو قمیص پہنا کر اس کے بال دو حصہ کر کے سینے پر قمیص کے اوپر ڈال دیے جائیں اور اوڑھنی بال کے اوپر ہو، پھر ویسے ہی کیا جائے جیسے مرد کے بارے میں بیان ہوا -- اور اگر کفن

گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہوں اور جاہلوں میں جو رواج ہے کہ پیچھے کم رکھتے ہیں یہ

منتشر ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے تہبند باندھ دیا جائے۔۔۔ مراہق (جو بلوغ کے قریب ہو) کا حکم بالغ کی طرح ہے جو مراہق نہیں اسے اگر ایک کفن دیا جائے تو جائز ہے۔ اور ناتمام بچے کس کپڑے میں لپیٹ دیا جائے، کفن نہ دیا جائے اھ بہ تلخیص (ت)

(اے درمختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۱)

ردالمحتار میں ہے:

قوله ازار هو من القرن الى القدم والقميص من اصل العنق الى القدمين، واللفافة تزيد على مافوق القرن والقدم ليلف فيه الميت وتربط من الاعلى الاسفل. امداد قوله اى قميص. اشار الى ترادفهما. كما قالو اوقد فرق بينهما بان شق الدرع الى الصدر والقميص الى المنكب قهستانى. قوله وخمار بكسر الخاء ماتغطى به المرأة رأسها قال الشيخ اسمعيل مقدار حالت الموت ثلثة اذرع بذراع الكرباس يرسل على وجهها ولا يلف كذا فى الايضاح والعتابى. قوله وخرقة. الاولى ان تكون من الثديين الى الفخذين نهر عن الخانية قوله و كفاية هو ادنى مايكفيه بلا كراهة فهو دون كفن السنة. قال فى البحر قالوا اذا كان بالمال قلة والورثة كثرة فكفن الكفاية اولى، وعلى القلب كفن السنة اولى. قوله ولها ثوبان لم يعينهما كالهداية وفسرهما فى الفتح بالقميص واللفافة وعينهما فى الكنز بالازار واللفافة قال فى البحر الظاهر علامه التعين بل اما قميص وازار وازار ان والثانى اولى لان فيه زيادة فى ستر الراس والعنق. قوله ويكره اى عند الاختيار. قوله ويقمص اى يلبس القميص بعد تنشيفه بخرقة. قوله ثم يفعل كما مر اى بان توضع بعد الباس الدرع والخمار على الازار ويلف يساره الخ قال فى الفتح ولم يذكر الخرقة وفى شرح الكنز فوق الاكفان كيلا تنتشر وعرضها مابين شدى المرأة الى السرة وقيل مابين الثدى الى الركبة كيلا ينتشر الكفن عن الفخذين وقت المشى، وفى التحفة تربط الخرقة فوق الاكفان عند الصدر فوق الثديين اھ قوله والمراهق كالبالغ الذكر كالذكر والانثى كالانثى، قوله ومن لم يراهق الخ هذا لوذكرا قال الزيلعى وادنى مايكفن به الصبى الصغير ثوب واحد والصبية ثوبان اھ وقال فى البدائع وان كان صبيا لم يراهق فان كفن فى خرقتين ازار ورداء فحسن، وان كفن فى ازار واحد جاز. واما الصغيرة فلا بأس ان تكفن فى ثوبين اھ اقول فى قوله فحسن اشارة الى انه لو كفن بكفن البالغ يكون احسن، لما فى الحلية عن الخانية والخلاصة. الطفل الذى لم يبلغ حد الشهوة. الاحسن ان يكفن فيما يكفن فيه البالغ اھ وفيه اشارة الى ان المراد بمن لم يراهق من لم يبلغ حد الشهوة. قوله والسقط يلف و كذا من ولد ميتا بدائع اے اھ ملتقطا۔

قولہ ازار۔۔۔ یہ سر سے پاؤں تک ہوگا۔۔۔ اور قمیص گردن کی جڑ سے قدم تک۔۔۔ اور چادر سر و قدم سے اس قدر زائد ہو کہ میت کو پہنا کر اوپر اور نیچے سے باندھ دی جائے۔۔۔ امداد۔ قولہ درع یعنی قمیص کا معنی ایک ہے جیسا کہ علماء نے فرمایا، بعض نے دونوں میں یہ فرق بتایا ہے کہ ←

غلطی ہے، چاک اور آستینیں اس میں نہ ہوں۔ مرد اور عورت کی کفنی میں فرق ہے، مرد کی کفنی مونڈھے پر چیریں اور

درع کا چاک سینہ کی طرف ہوتا ہے اور قمیص کا شانہ کی طرف، قہستانی ۔قولہ خمار یعنی خا پر زیر -- جس سے عورت کا سر چھپایا جائے ۔ شیخ اسمٰعیل نے فرمایا: میت کے لئے اس کی مقدار کرباس کے گز سے تین ہاتھ ہے۔ اسے چہرے پر ڈالا جائے گا، لپیٹا نہ جائے گا۔ ایسا ہی ایضاح اور عتابی میں ہے۔ قولہ وخرقہ (اور ایک کپڑا) بہتر یہ ہے کہ سینہ بند پستانوں سے رانوں تک ہو نہر از خانیہ قولہ کفنِ کفایت -- یہ کم سے کم اس قدر ہے جو بلا کراہت کافی ہو تو اس کا درجہ کفنِ سنّت سے کم ہے۔ اور بحر میں ہے کہ علماء نے فرمایا جب مال کم ہو اور ورثہ زیادہ ہوں تو کفنِ کفایت بہتر ہے اور برعکس ہو تو کفنِ سنّت بہتر ہے۔ قولہ عورت کے لئے دو ۲ کپڑے -- دو کون؟ اس کی تعیین نہ فرمائی جیسے ہدایہ میں تعیین نہیں ۔ فتح القدیر کے اندر اس کی تفسیر میں قمیص اور چادر کو بیان کیا -- اور کنز الدقائق میں تہبند اور چادر متعین کیا -- بحر میں کہا ظاہر عدمِ تعیین ہے بلکہ قمیص اور تہبند ہو یا دو تہبند -- اور ثانی بہتر ہے اس لئے کہ اس میں سر اور گردن چھپانے کے بقدر زیادہ ہوتا ہے۔ قولہ کفن کفایت سے کم مکروہ ہے -- یعنی جب مجبوری نہ ہو۔ قولہ قمیص پہنائی جائے یعنی میت کا بدن کسی کپڑے سے خشک کر لینے کے بعد قمیص پہنائی جائے۔ قولہ پھر ویسے ہی کیا جائے -- یعنی یہ کہ قمیص اور اوڑھنی پہنانے کے بعد ازار پر رکھا جائے اور پہلے بایاں لپیٹا جائے الخ -- فتح القدیر میں ہے خرقہ کی جگہ نہ بتائی۔ شرح کنز میں ہے کہ سینہ بند کفن کے اوپر ہوتا کہ کفن منتشر نہ ہو۔ اس کی چوڑائی پستان سے ناف تک اور کہا گیا کہ گھٹنے تک ہوگی تا کہ چلتے وقت رانوں سے کفن منتشر نہ ہو۔ تحفہ میں ہے: سینہ بند کفن کے اوپر سینہ کے پاس پستان کے اوپر باندھا جائے۔ قولہ مراہق بالغوں کی طرح ہے -- مذکر، مذکر کی طرح اور مونث، مونث کی طرح۔ قولہ جو مراہق نہیں الخ -- یہ حکم مذکر کا ہے۔ زیلعی نے فرمایا: چھوٹے بچے کو کم سے کم ایک اور بچی کو دو ۲ کپڑے دیئے جائیں گے اھ۔ بدائع میں ہے اگر ایسا بچہ ہے جو قریب البلوغ نہیں اسے اگر دو کپڑے -- تہبند اور چادر -- میں کفن دیا تو اچھا ہے اور اگر ایک تہبند میں کفن دیں تو جائز ہے مگر کمسن لڑکی کو دو کپڑے دیئے جائیں تو حرج نہیں اھ -- میں کہتا ہوں بچے کو دو کپڑے دینے کو اچھا کہنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اگر اسے بالغ کا پورا کفن دے دیا تو زیادہ اچھا ہے کیونکہ حلیہ میں خانیہ اور خلاصہ سے نقل ہے جو بچہ حدِ شہوت کو نہ پہنچا ہو اسے بالغوں کا کفن دینا بہتر ہے اھ اس عبارت میں یہ اشارہ ہے کہ غیر مراہق سے مراد وہ ہے جو حدِ شہوت کو نہ پہنچا ہو۔ قولہ ناتمام بچہ۔۔۔۔۔۔۔ یہی حکم اس کا بھی ہے جو مُردہ پیدا ہوا۔ بدائع، اھ (ت)

(ا ۔ ردالمحتار باب صلوۃ الجنائز مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر ۱/ ۵۷۸ تا ۵۸۰)

عالمگیری میں ہے:

اما المراۃ فتبسط لها اللفافة والازار علی نحو ما بینا للرجل ثم توضع علی الازار و تلبس الدرع ویجعل شعرها ضفیرتین علی صدرها فوق الدرع ثم یجعل الخمار فوق ذلك ثم یعطف الازار واللفافة کما بینا فی الرجل ثم الخرقة بعد ذلك تربط فوق الاکفان فوق الثديين کذا فی المحیط ا ۔ اھ قال العبد الضعیف غفر الله تعالٰی له وهذا کما تری نص صریح لایقبل التاویل فی ان الخرقة تربط فوق الاکفان جمیعا حتی اللفافة وهو الذی قدمنا عن الشامی عن الفتح عن التبیین والتحفة فعلیه فلیکن التعویل وان استظهر فی ←

عورت کے لیے سینہ کی طرف، اوڑھنی تین ہاتھ کی ہونی چاہیے یعنی ڈیڑھ گز، سینہ بند پستان سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔(2)

مسئلہ ۴۳: بلاضرورت کفن کفایت سے کم کرنا ناجائز ومکروہ ہے۔(3) بعض محتاج کفنِ ضرورت پر قادر ہوتے ہیں مگر کفنِ مسنون میسر نہیں، وہ کفن مسنون کے لیے لوگوں سے سوال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ سوال بلاضرورت جائز

الجوھرة کونھا تحت اللفافة قائلا ان قولھم فوق الاکفان یحتمل ذلك وھو منازع فی ھذا الاحتمال کما لایخفی فان الاکفان تشتمل اللفافة قطعا واین المخصص واین وجه لظھور ذلك اما ما فی الاختیار ثم تربط الخرقة فوق القمیص ۲؎ اھ فاقول لیس نصا فی کونھا تحت الاکفان ماخلا القمیص فان ما فوقھن جمیعا یصدق علیه انه فوق القمیص فلا یعارض ان النص الصریح الذی قدمنا مع انه ھو صرح به فی اکثر الکتب فلذا عولنا علیه وبالله التوفیق۔ والله تعالٰی اعلم (۱؎ فتاوٰی ہندیہ الفصل الثالث فی التکفین مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۶۱)(۲؎ الاختیار لتعلیل المختار فصل فی تکفین المیت مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۹۳)

عورت کے لئے چادر اور تہبند کو اسی طرح بچھایا جائے جیسے تم نے مرد کے لئے بتایا پھر ازار پر اسے رکھ کر قمیص پہنائی جائے اور بالوں کے دو جوڑے کرکے سینے پر لا کر قمیص کے اوپر ڈال دیے جائیں، پھر اس کے اوپر اوڑھنی پہنائی جائے، پھر ازار اور چادر کو اسی طرح لپیٹا جائے جیسے مرد کے بارے میں ہم نے بتایا۔ پھر اس کے بعد کفنوں کے بعد پستانوں پر سینہ بند باندھا جائے۔ اسی طرح محیط میں ہے اھ۔ بندہ ضعیف --خدائے برتر اس کی مغفرت فرمائے-- کہتا ہے: یہ عبارت اس بارے میں صریح ناقابل تاویل نص ہے کہ سینہ بند سارے کفن یہاں تک کہ چادر کے بھی اوپر ہوگا --یہی حکم ہم نے شامی از فتح از تبیین وتحفہ سے پہلے نقل کیا تو اسی پر اعتماد ہونا چاہیے۔ اگرچہ جوہرہ میں کہا جبکہ ظاہر یہ ہے کہ سینہ بند چادر کے نیچے ہو، اس کی وجہ یہ بتائی کہ علماء کا اسے کفنوں کے اوپر کہنا اسی معنی کا احتمال رکھتا ہے۔ مگر صاحب جوہرہ سے اس کا احتمال کے بارے میں اختلاف کیا جائے گا، جیسا کہ ظاہر ہے-- اس لئے کہ کفنوں کا لفظ چادر کو بھی قطعاً شامل ہے کوئی دلیل تخصیص موجود نہیں، اور اس کے ظاہر ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں-- رہی اختیار کی یہ عبارت، پھر سینہ بند کو قمیص کے اوپر باندھا جائے گا اھ تو میں کہتا ہوں یہ اس بارے میں صریح نہیں کہ سینہ بند قمیص کے علاوہ سارے کفنوں کے نیچے ہوگا اس لئے کہ جو سارے کفنوں کے اوپر ہو اس کے حق میں بھی یہ کہنا صادق ہے کہ وہ قمیص کے اوپر ہے۔ اسی طرح یہ عبارت ہمارے پیش کردہ نص صریح کے معارض نہیں مزید یہ کہ جو ہم نے نقل کیا اس کی تصریح اکثر کتابوں میں موجود ہے اسی لئے ہم نے اس پر اعتماد کیا۔ اور خدا ہی کی جانب سے توفیق ہے(ت) واللہ تعالٰی اعلم

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۹۹۔ ۱۰۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص ۱۶۰
وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی الکفن، ج۳، ص ۱۱۲، وغیرہما

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی الکفن، ج۳، ص ۱۱۵

نہیں اور یہاں ضرورت نہیں، البتہ اگر کفنِ ضرورت پر بھی قادر نہ ہوں تو بقدرِ ضرورت سوال کریں زیادہ نہیں، ہاں اگر بغیر مانگے مسلمان خود کفنِ مسنون پورا کردیں تو انشاء اللہ تعالیٰ پورا ثواب پائیں گے۔(4)

مسئلہ ۴: ورثہ میں اختلاف ہوا، کوئی دو کپڑوں کے لیے کہتا ہے کوئی تین کے لیے تو تین کپڑے دیے جائیں کہ یہ سنت ہے یا یوں کیا جائے کہ اگر مال زیادہ ہے اور وارث کم تو کفنِ سنت دیں اور مال کم ہے وارث زیادہ تو کفنِ کفایت۔(5)

مسئلہ ۵: کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عیدین و جمعہ کے لیے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اُس قیمت کا ہونا چاہیے۔ حدیث میں ہے، مُردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں، سفید کفن بہتر ہے۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مُردے سفید کپڑوں میں کفناؤ۔(6)

مسئلہ ۶: کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے اور عورت کے لیے جائز یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے، اُس کا کفن دیا جاسکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز، اُس کا کفن بھی ناجائز۔(7)

مسئلہ ۷: خنثیٰ مشکل کو عورت کی طرح پانچ کپڑے دیے جائیں مگر کسم یا زعفران کا رنگا ہوا اور ریشمی کفن اسے ناجائز ہے۔(8)

مسئلہ ۸: کسی نے وصیت کی کہ کفن میں اُسے دو کپڑے دیے جائیں تو یہ وصیت جاری نہ کی جائے، تین کپڑے دیے جائیں اور اگر یہ وصیت کی کہ ہزار روپے کا کفن دیا جائے تو یہ بھی نافذ نہ ہوگی متوسط درجہ کا دیا جائے۔(9)

مسئلہ ۹: جو نابالغ حدِ شہوت (10) کو پہنچ گیا وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو کفن میں جتنے کپڑے دیے جاتے

---

(4) الفتاوی الرضویۃ، ج۹، ص۱۰۰

(5) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۵

(6) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في الکفن، ج۳، ص۱۱۲

وغنیۃ المتملي، فصل في الجنائز، ص۵۸۱۔۵۸۲

جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ماجاء مایستحب من الاکفان، الحدیث:۹۹۶، ج۲، ص۳۰۱

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۱

(8) المرجع السابق

(9) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في الکفن، ج۳، ص۱۱۳

(10) حدِ شہوت لڑکوں میں یہ کہ اس کا دل عورتوں کی طرف رغبت کرے اور لڑکی میں یہ کہ اسے دیکھ کر مرد کو اس کی طرف میلان پیدا ہو ←

ہیں اسے بھی دیے جائیں اور اس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اور لڑکے کو بھی دو کپڑے دیے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگرچہ ایک دن کا بچہ ہو۔(11)

مسئلہ ۱۰: پُرانے کپڑے کا بھی کفن ہوسکتا ہے، مگر پُرانا ہو تو دُھلا ہوا ہو کہ کفن ستھرا ہونا مرغوب ہے۔(12)

مسئلہ ۱۱: میّت نے اگر کچھ مال چھوڑا تو کفن اسی کے مال سے ہونا چاہیے اور مدیون (مقروض) ہے تو قرض خواہ (قرض دینے والا) کفن کفایت سے زیادہ کو منع کرسکتا ہے اور منع نہ کیا تو اجازت سمجھی جائے گی۔(13) مگر قرض خواہ کو ممانعت کا اس وقت حق ہے، جب وہ تمام مال دَین میں مستغرق (قرض میں گھرا ہوا) ہو۔

مسئلہ ۱۲: دَین و وصیّت و میراث، ان سب پر کفن مقدم ہے اور دَین وصیت پر اور وصیت میراث پر۔(14)

مسئلہ ۱۳: میّت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا نہیں جس پر نفقہ واجب ہوتا یا ہے مگر نادار ہے تو بیت المال سے دیا جائے اور بیت المال بھی وہاں نہ ہو، جیسے یہاں ہندوستان میں تو وہاں کے مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے، اگر معلوم تھا اور نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے اگر ان لوگوں کے پاس بھی نہیں تو ایک کپڑے کی قدر اور لوگوں سے سوال کرلیں۔(15)

اور اس کا اندازہ لڑکوں میں بارہ سال اور لڑکیوں میں نو برس ہے۔

(11) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی الکفن، ج ۳، ص ۱۱۷، وغیرہ

(12) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، الجزء الاول، ص ۱۳۵

(13) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی الکفن، ج ۳، ص ۱۱۴، وغیرہ

(14) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۴

(15) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۴

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۱۸۔۱۲۰

اعلٰی حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اقول مولٰی سبحنہ وتعالٰی نے مسلم میت کے غسل کفن دفن اُس کے حق بنائے اور زندہ مسلمانوں پر فرض فرمائے ان میں جہاں مال کی حاجت ہو اُس کے مال سے لیا جائے کہ یہ اس کی حاجات ضروریہ سے ہے ولہذا تقسیم ترکہ درکنار ادائے دیون پر بھی مقدم ہے جس طرح زندگی میں پہننے کا ضروری کپڑا دین میں نہ لیا جائیگا اگر اس نے مال نہ چھوڑا تو زندگی میں جس پر اُس کا نفقہ واجب تھا وہ دے (اور عورت کا کفن مطلقاً شوہر پر ہے اگرچہ اس نے ترکہ چھوڑا ہو) اگر وہاں کوئی ایسا نہ ہو تو مسلمانوں کے بیت المال سے لیا جائے اگر بیت المال نہ ہو جیسے ان بلاد میں تو مسلمانوں پر واجب ہے جن جن کو اطلاع ہو۔ یہ مسائل کفن میں بالترتیب مصرح ہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۳۶۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۱۴: عورت نے اگرچہ مال چھوڑا اُس کا کفن شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ موت کے وقت کوئی ایسی بات نہ پائی گئی جس سے عورت کا نفقہ شوہر پر سے ساقط ہو جاتا، اگر شوہر مرا اور اس کی عورت مالدار ہے، جب بھی عورت پر کفن واجب نہیں۔(16)

مسئلہ ۱۵: یہ جو کہا گیا کہ فلاں پر کفن واجب ہے اس سے مراد کفنِ شرعی ہے۔ یوہیں باقی سامانِ تجہیز مثلاً خوشبو اور غسال اور لے جانے والوں کی اُجرت اور دفن کے مصارف، سب میں شرعی مقدار مراد ہے۔ باقی اور باتیں اگر میت کے مال سے کی گئیں اور ورثہ بالغ ہوں اور سب وارثوں نے اجازت بھی دے دی ہو تو جائز ہے، ورنہ خرچ کرنے والے کے ذمہ ہے۔(17)

مسئلہ ۱۶: کفن کے لیے سوال کر لائے اس میں سے کچھ بچ رہا تو اگر معلوم ہے کہ یہ فلاں نے دیا ہے تو اُسے واپس کر دیں، ورنہ دوسرے محتاج کے کفن میں صرف کر دیں، یہ بھی نہ ہو تو تصدق کر دیں۔(18)

مسئلہ ۱۷: میت ایسی جگہ ہے کہ وہاں صرف ایک شخص ہے اور اُس کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہے تو اُس پر یہ ضرور نہیں کہ اپنے کپڑے کا کفن کر دے۔(19)

مسئلہ ۱۸: کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میّت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں، پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے، قدم پر کافور لگائیں پھر اِزار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے پھر دہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دہنی طرف سے تاکہ دہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں کہ اُڑنے کا اندیشہ نہ رہے، عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر مونھ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اُس کا طول نصف پشت سے سینہ تک ہے اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے اور یہ جو لوگ کیا کرتے ہیں کہ زندگی کی طرح اُڑھاتے ہیں یہ محض بیجا و خلافِ سُنت ہے پھر بدستور اِزار و لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اُوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر

(16) الفتاوی الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج١، ص١٦١
والدر المختار ورد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كفن الزوجة على الزوج، ج٣، ص١١٩

(17) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كفن الزوجة على الزوج، ج٣، ص١١٩

(18) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢٠

(19) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢٠

باندھیں۔(20)

مسئلہ ۱۹: مرد کے بدن پر ایسی خوشبو لگانا جائز نہیں جس میں زعفران کی آمیزش ہو عورت کے لیے جائز ہے، جس نے احرام باندھا ہے اُس کے بدن پر بھی خوشبو لگائیں اور اُس کا مونھ اور سر کفن سے چھپایا جائے۔(21)

مسئلہ ۲۰: اگر مُردہ کا کفن چوری گیا اور لاش ابھی تازہ ہے تو پھر کفن دیا جائے اگر میت کا مال بدستور ہے تو اس سے اور تقسیم ہوگیا تو ورثہ کے ذمہ کفن دینا ہے، وصیت یا قرض میں دیا گیا تو ان لوگوں پر نہیں اور اگر کل ترکہ دَین میں مستغرق ہے اور قرض خواہوں نے اب تک قبضہ نہ کیا ہو تو اسی مال سے دیں اور قبضہ کرلیا تو اُن سے واپس نہ لیں گے، بلکہ کفن اُس کے ذمہ ہے کہ مال نہ ہونے کی صورت میں جس کے ذمہ ہوتا ہے اور اگر صورتِ مذکورہ میں لاش پھٹ گئی تو کفن مسنون کی حاجت نہیں ایک کپڑا کافی ہے۔(22)

مسئلہ ۲۱: اگر مُردہ کو جانور کھا گیا اور کفن پڑا ملا تو اگر میت کے مال سے دیا گیا ہے ترکہ میں شمار ہوگا اور کسی اور نے دیا ہے اجنبی یا رشتہ دار نے تو دینے والا مالک ہے جو چاہے کرے۔(23)

مسئلہ ضروریہ: ہندوستان میں عام رواج ہے کہ کفنِ مسنون کے علاوہ اوپر سے ایک چادر اُڑھاتے ہیں وہ تکیہ دار یا کسی مسکین پر تصدق کرتے ہیں اور ایک جانماز ہوتی ہے جس پر امام جنازہ کی نماز پڑھاتا ہے وہ بھی تصدق کر دیتے ہیں، اگر یہ چادر و جانماز میت کے مال سے نہ ہوں بلکہ کسی نے اپنی طرف سے دیا ہے (اور عادۃً وہی دیتا ہے جس نے کفن دیا بلکہ کفن کے لیے جو کپڑا لایا جاتا ہے وہ اسی انداز سے لایا جاتا ہے جس میں یہ دونوں بھی ہو جائیں) جب تو ظاہر ہے کہ اس کی اجازت ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر میت کے مال سے ہے تو دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ ورثہ سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو، جب بھی جائز ہے اور اگر اجازت نہ دی تو جس نے میت کے مال سے منگایا اور تصدق کیا اس کے ذمہ یہ دونوں چیزیں ہیں یعنی ان میں جو قیمت صرف ہوئی ترکہ میں شمار کی جائے گی اور وہ قیمت خرچ کرنے والا اپنے پاس سے دے گا، دوسری صورت یہ کہ ورثہ میں کُل یا بعض نابالغ ہیں تو اب وہ دونوں چیزیں ترکہ سے ہرگز نہیں دی جاسکتیں، اگرچہ اس نابالغ نے اجازت بھی دیدی ہو کہ نابالغ کے مال کو صرف کر لینا حرام ہے۔ لوٹے گھڑے ہوتے ہوئے خاص میت کے نہلانے کے لیے خریدے تو اس میں یہی تفصیل ہے۔ تیجہ، دسواں،

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۱
والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۱۶، وغیرھما

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۱

(22) المرجع السابق

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۲

چالیسواں، ششماہی، برسی کے مصارف میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اپنے مال سے جو چاہے خرچ کرے اور میت کو ثواب پہنچائے اور میت کے مال سے یہ مصارف اسی وقت کیے جائیں کہ سب وارث بالغ ہوں اور سب کی اجازت ہو ورنہ نہیں مگر جو بالغ ہو اپنے حصہ سے کرسکتا ہے۔ ایک صورت اور بھی ہے کہ میت نے وصیت کی ہو(24) تو دَین ادا کرنے کے بعد جو بچے اُس کی تہائی میں وصیت جاری ہوگی۔ اکثر لوگ اس سے غافل ہیں یا ناواقف کہ اس قسم کے تمام مصارف کر لینے کے بعد اب جو باقی رہتا ہے اسے ترکہ سمجھتے ہیں۔ ان مصارف میں نہ وارث سے اجازت لیتے ہیں، نہ نابالغ وارث ہونا مضر جانتے ہیں اور یہ سخت غلطی ہے، اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ تیجہ وغیرہ کو منع کیا جاتا ہے کہ یہ تو ایصالِ ثواب ہے، اسے کون منع کریگا۔ منع وہ کرے جو وہابی ہو بلکہ ناجائز طور پر جو ان میں صرف کیا جاتا ہے اس سے منع کیا جاتا ہے، کوئی اپنے مال سے کرے یا ورثہ بالغین ہی ہوں، ان سے اجازت لے کر کرے تو ممانعت نہیں۔

---

(24) وصیت کر کے مرنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو وصیت کر کے دنیا سے رخصت ہوا وہ سیدھے راستے اور سنت پر مرا اور تقویٰ اور شہادت پر مرا اور مغفرت یافتہ ہو کر فوت ہوا۔

(ابن ماجہ، کتاب الوصایا، رقم ۲۷۰۱، ج ۳، ص ۳۰۴)

جنازہ لے چلنے کا بیان

مسئلہ ۱: جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے، ہر شخص کو چاہیے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔(1)

مسئلہ ۲: سنّت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں، ایک ایک پایہ ایک شخص لے اور اگر صرف دو شخصوں نے جنازہ اٹھایا، ایک سرہانے اور ایک پائنتی تو بلا ضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔(2)

مسئلہ ۳: سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ کہ پہلے دہنے سرہانے کندھا دے پھر دہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کُل چالیس قدم ہوئے کہ

حدیث میں ہے، جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ نیز حدیث میں ہے، جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے، اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرما دے گا۔(3)

مسئلہ ۴: جنازہ لے چلنے میں چارپائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھے، اسباب کی طرح گردن یا پیٹھ پر لادنا مکروہ ہے، چوپایہ پر جنازہ لادنا بھی مکروہ ہے۔(4) ٹھیلے پر لادنے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۵: چھوٹا بچہ شیر خوار یا ابھی دُودھ چھوڑا ہو یا اس سے کچھ بڑا، اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ

---

(1) الجوہرة النيرة، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۹

(2) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۶۲

(3) الجوہرة النيرة، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۹
والفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۶۲
والدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۵۸۔۱۵۹

(4) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۶۲
والدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۵۹

پر لیے ہو، جب بھی حرج نہیں اور اس سے بڑا مردہ ہو تو چار پائی پر لے جائیں۔(5)

مسئلہ ۶: جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میّت کو جھٹکا لگے اور ساتھ جانے والوں کے لیے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے چلیں، دہنے بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہیے کہ اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔(6)

مسئلہ ۷: جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔(7)

مسئلہ ۸: عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز و ممنوع ہے اور نوحہ کرنے والی ساتھ میں ہو تو اسے سختی سے منع کیا جائے، اگر نہ مانے تو اس کی وجہ سے جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑا جائے کہ اس کے ناجائز فعل سے یہ کیوں سُنت ترک کرے، بلکہ دل سے اسے بُرا جانے اور شریک ہو۔(8)

مسئلہ ۹: اگر عورتیں جنازے کے پیچھے ہوں اور مرد کو یہ اندیشہ ہو کہ پیچھے چلنے میں عورتوں سے اختلاط ہوگا یا ان میں کوئی نوحہ کرنے والی ہو تو ان صورتوں میں مرد کو آگے چلنا بہتر ہے۔(9)

مسئلہ ۱۰: جنازہ لے چلنے میں سرہانا آگے ہونا چاہیے اور جنازہ کے ساتھ آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔(10)

مسئلہ ۱۱: جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہیے۔ موت اور احوال و اہوالِ قبر کو پیش نظر

---

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۶۲
وغنیۃ المتملي، فصل في الجنائز، ص۵۹۲ وغیرھما

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۶۲، وغیرہ

(7) المرجع السابق، وصغیری، فصل في الجنائز، ص۲۹۲

(8) صغیری، فصل في الجنائز، ص۲۹۳

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۶۲

(9) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، في حمل المیت، ج۳، ص۱۶۲

(10) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فتاوی عالمگیری میں ہے:

فی حالۃ المشی بالجنازۃ یقدم الراس کذا فی المضمرات اھ

(اے فتاوی ہندیہ الفصل الرابع فی حمل الجنازۃ مطبع نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۶۲)

جنازہ لے کر چلنے میں سر آگے ہوگا۔ ایسا ہی مضمرات میں ہے۔(ت)(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۱۳۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

رکھیں، دنیا کی باتیں نہ کریں نہ ہنسیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو جنازہ کے ساتھ ہنستے دیکھا، فرمایا: تُو جنازہ میں ہنستا ہے، تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔ اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں اور بلحاظ حال زمانہ اب علمانے ذکر جہر کی بھی اجازت دی ہے۔ (11)

(11) صغیری، فصل في الجنائز، ص ۲۹۲

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۶۳

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اب کہ زمانہ منقلب ہُوا، لوگ جنازہ کے ساتھ اور دفن کے وقت اور قبروں پر بیٹھ کر لغویات وفضولیات اور دنیوی تذکروں بلکہ خندہ ولہو میں مشغول ہوتے ہیں توانہیں ذکرِ خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف مشغول کرنا عین صواب وکارِ ثواب ہے معہذا جنازہ کے ساتھ ذکرِ جہر کی کراہت میں اختلاف ہے کہ تحریمی ہے یا تنزیہی ہے، اور ترجیح بھی مختلف آئی۔ قنیہ میں کراہت تنزیہ کو ترجیح دی اور اسی پر فتاوی تتمہ میں جزم فرمایا اور یہی تجرید ومجتبیٰ وحاوی وبحرالرائق وغیرہا کے لفظ ینبغی کا مفاد ہے اور ترک ادنی اصلاً گناہ نہیں کما نصو اعلیہ وحققناہ فی جمل مجلیۃ (جیسا کہ علماء نے اس کی صراحت فرمائی اور ہم نے رسالے جمل مجلیۃ ان المکروہ تنزیھا لیس بمعصیۃ ۱۳۰۴ھ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ت) اور عوام کو اللہ عزوجل کے ایسے ذکر سے منع کرنا جوشرعاً گناہ نہ ہو محض بدخواہی عام مسلمین ہے اور اس کا مرتکب نہ ہوگا مگر متقشف کہ مقاصدِ شرع سے جاہل وناواقف ہو یا متصلف کہ مسلمانوں میں اختلاف ڈال کر اپنی رفعت وشہرت چاہتا ہو، بلکہ ائمہ ناصحین تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ منع کرنا اُس منکر سے ضرور ہے جو بالاجماع حرام ہو، بلکہ تصریحیں فرمائیں کہ عوام اگر کسی طرح یادِ خدا میں مشغول ہوں ہرگز منع نہ کئے جائیں اگرچہ وہ طریقہ اپنے مذہب میں حرام ہو، مثلاً سُورج نکلتے وقت نماز حرام ہے اور عوام پڑھتے ہوں تو نہ روکے جائیں کہ کسی طرح وہ خدا کا نام تو لیں اسے سجدہ تو کریں اگرچہ کسی دوسرے مذہب پر اس کی صحت ہوسکے۔

امام علّامہ عارف باللہ ناصح الامہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی کتاب مستطاب الحدیقۃ الندیۃ فی شرح الطریقۃ المحمدیۃ میں فرماتے ہیں:

قال فی شرح الطحطاوی علی مشیع الجنازۃ الصمت وعبر فی المجتبی والتجدید والحاوی ینبغی ان یطیل الصمت وسنن المرسلین الصمت معھا کذا فی منیۃ المفتی ویکرہ لھم رفع الصوت کراھۃ تحریم وقیل تنزیہ. قنیۃ وھویکرہ علی معنی انہ تارك الاولی کماعزاہ فی التتمۃ الی والدہ وفی شرح شرعۃ الاسلام المسمی بجامع الشروح یستکثر من التسبیح والتھلیل علی سبیل الاخفاء خلف الجنازۃ ولایتکلم بشیئ من امر الدنیا لکن بعض المشائخ جوزوا الذکر الجھری ورفع الصوت بالتعظیم بغیر التغییر بادخال حرف فی خلالہ قدام الجنازۃ وخلفھا لتلقین المیت والاموات والاحیاء وتنبیہ الغفلۃ والظلمۃ و ازالۃ صداء القلوب وقساوتھا بحب الدنیا وریاستھا وفی کتاب العھود المحمدیۃ للشیخ الشعرانی قدس اللہ تعالی سرہ ینبغی لعالم الحارۃ ان یعلم من یرید المشی مع الجنازۃ عدام اللغو فیھا وذکر من تولی وعزل عن الولاۃ اوسافر ورجع من التجار ←

مسئلہ ۱۲: جنازہ جب تک رکھا نہ جائے بیٹھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے اور اگر لوگ بیٹھے ہوں اور نماز کے لیے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھا نہ جائے کھڑے نہ ہوں۔ یوہیں اگر کسی جگہ بیٹھے ہوں اور

ونحو ذلك كان السلف الصالح لايتكلمون في الجنازة الا بما ورد وكان الغريب لايعرف لغلبة الحزن على الحاضرين كلهم وكان سيدي على الخواص رضي الله تعالى عنه يقول اذا علم من الماشين مع الجنازة انهم لايتركون اللغو في الجنازة ويشتغلون باحوال الدنيا فينبغي ان يامرهم بقول لا اله الا الله محمد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فان ذلك افضل من تركه ولاينبغي لفقيه ان ينكر ذلك الابنص او اجماع فان مع المسلمين الاذن العام من الشارع بقول لااله الا الله محمد رسول الله في كل وقت شاؤا وياالله العجب من عمى قلب من ينكر مثل هذا وربما عزم عند الحكام الفلوس حتى يبطل قول المؤمنين لااله الا الله محمد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في طريق الجنازة وهويرى للحشاش حرم عليك بل رأيت فقيها منهم ياخذ معلوم امامة من فلوس بائع الحشيش فنسأل الله العافية.

شرح طحطاوی میں ہے: جنازہ کے ساتھ چلنے والے پر خاموشی لازم ہے--مجتبیٰ، تجرید اور حاوی کے الفاظ یہ ہیں کہ ان سے طول سکوت اختیار کرنا چاہیے حضرت رُسل علیہم السلام کی سنت یہی ہے کہ جنازہ کے ساتھ خاموش رہیں۔ اسی طرح منیۃ المفتی میں ہے--لوگوں کا آواز بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے اور کہا گیا کہ تنزیہی ہے، مجتبیٰ--کراہت تنزیہ ہے اور کہا گیا کہ کراہت تحریم ہے، قنیہ--آواز بلند کرنا مکروہ ہے یعنی ترک اولیٰ ہے، جیسا کہ تتمہ میں اسے اپنے والد کے حوالے سے ذکر کیا۔ اور شرعۃ الاسلام کی جامع الشروح نامی شرح میں یہ ہے کہ: جنازہ کے پیچھے سرّی طور پر زیادہ سے زیادہ تسبیح وتہلیل کرے، کوئی دنیاوی بات نہ بولے، لیکن بعض مشائخ نے جہری ذکر کو بھی جائز کہا ہے اس طرح کہ درمیان میں کوئی بات ڈالے بغیر جنازہ کے آگے اور پیچھے تعظیم کے ساتھ بآواز بلند ذکر کریں تا کہ میت اور دوسرے زنداں کو تلقین ہو، غافلوں ظالموں کو تنبیہ ہو، دنیا کی محبت وریاست سے دلوں میں جو زنگ اور درشتی ہے وہ دور ہو-- علامہ شعرانی قدس سرہ، کی کتاب العہود المحمدیہ میں ہے کہ عالم محلہ کو چاہئے کہ جولوگ جنازہ کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں انہیں تعلیم دے کر لغو سے پرہیز کریں اس طرح کی باتوں میں نہ پڑیں کہ فلاں حکمران بنا، فلاں والی معزول ہوا، فلاں تاجر سفر میں گیا، فلاں واپس آیا۔ سلف صالحین کی روش یہ تھی کہ جنازہ میں کچھ نہ بولتے مگر وہ جو حدیث میں وارد ہے۔ سارے حاضرین پر حزن وغم کا ایک ایسا غلبہ رہتا کہ اجنبی اور پردیسی شخص کو جب تک بتایا نہ جائے یہ معلوم ہی نہ ہوتا کہ میت کا قریبی کون ہے--سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ لغو سے باز نہ آئیں گے اور دنیا کی باتوں میں مشغول رہیں گے تو انہیں لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنے کا حکم دینا چاہئے کیونکہ ایسی حالت میں اسے پڑھنا نہ پڑھنے سے افضل ہے۔ اور کسی فقیہ کو بغیر نص اجماع کے اس سے انکار مناسب نہیں--اس لئے کہ مسلمانوں کے لئے شارع کی جانب سے وہ جب بھی چاہیں لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنے کو باطل کہہ کے حکام کے یہاں مال حاصل کرنا چاہتا ہو، دوسری طرف یہ حال ہو کہ بھنگ بکتی دیکھے تو بھنگ فروش سے یہ کہنے کی زحمت گوارا نہ ہو یہ تجھ پر حرام ہے-- بلکہ اس طبقے کے فقیہ کو میں نے دیکھا کہ وہ بھنگ فروش کے مال سے اپنی امامت کی تنخواہ وصول کرتا -- ←

وہاں سے جنازہ گزرا تو کھڑا ہونا ضرور نہیں، ہاں جو شخص ساتھ جانا چاہتا ہے وہ اٹھے اور جائے، جب جنازہ رکھا جائے تو

تو خدا ہی سے عافیت کا سوال ہے۔

وذكر الشعرانی ایضارحمة الله تعالی فی کتابه عهود المشائخ قال لا نمکن احدا من اخواننا ینکر شیئا ابتدعه المسلمون علی جهة القربة الی الله تعالی وراؤه حسنا لا سیما ما کان متعلقا بالله تعالی ورسوله صلی الله تعالی علیه وسلم قرائة القرأن امامها ونحوذلك فمن حرم ذلك فهو قاصر عن فهم الشریعة لانه ما كل مالم یکن علی عهد رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم یکون ملموما ولو فتح هذا الباب لردت اقوال المجتهدین فی مجیع ما استحبوا من المحاسن ولا قائل به قد فتح رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم لعلماء امته هذا الباب واباح لهم ان یسنوا کل شیئ استحسنوه ویلحقوه بشریعة رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم بقوله صلی الله تعالی علیه وسلم من سن سنة حسنة فله اجره من یعمل بها وکلمة لا اله الا الله محمد رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم اکبر الحسنات فکیف یمنع منها وتأمل احوال غالب الخلق الأن فی الجنازة تجدهم مشغولین بحکایت الدنیا لم یعتبروا بالمیت وقلبهم غافل عن جمیع ماوقع له بل رأیت منهم من یضحك واذا تعارض عندنا مثل ذلك وکون ذلك لم یکن فی عهد رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم قدمنا ذکر الله عزوجل لو صاح کل من فی الجنازة لا اله الا الله فلا اعتراض ولم یاتنا فی ذلك شیئ من رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم فلو کان ذکر الله تعالی فی الجنازة منهیا عنه لبلغنا ولو فی حدیث کما بلغنا فی قراءة القرأن فی الرکوع وشیئ سکت عنه الشارع صلی الله تعاله وسلم اوائل الاسلام لا یمنع منه اواخر الزمان اھ باختصار قلیل (اے حدیقہ شرح طریقہ محمدیہ الصنف الثالث کتاب الصلوۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ ۲/ ۹-۴۰۸)

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی دینی کتاب عہود المشائخ میں فرمایا کہ اپنے ہم دوستوں میں سے کسی کو ایسے امر پر نکیر کی اجازت نہ دیں گے جسے مسلمانوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تقرب کے طور پر ایجاد کیا ہو اور اسے اچھا جانتے ہوں۔ خصوصاً ایسا کام جس کا تعلق خدا تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جیسے جنازہ کے آگے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنا اور اس کے سامنے قرآن کی تلاوت کرنا، یا ایسے دوسرے کام -- جو اسے حرام کہے وہ فہم شریعت سے قاصر ہے، اس لئے کہ ہر وہ کام جو عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ رہا ہو برا نہیں، اگر یہ دروازہ کھولا جائے تو مجتہدین کرام کے وہ سارے اقوال مردود ٹھہریں جو انہوں نے اپنی پسند کردہ اچھی چیزوں کے بارے میں فرمائے ہیں -- اور اس کا کوئی قائل نہیں -- خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کے علماء کے لئے یہ دروازہ کھول رکھا ہے اور انہیں اجازت دی ہے کہ جو طریقہ بھی اچھا سمجھیں اسے جاری کریں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت میں شامل کریں یہ اجازت رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے ثابت ہے: جو شخص کوئی اچھا کام ایجاد کرے اسے اس ایجاد کا ثواب ملے گا اور اس طریقے پر آئندہ سارے عمل کرنے والوں کا بھی ثواب ملے گا -- کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو سب سے بڑی نیکی ہے پھر اس سے کیوں کر روکا جائے گا؟ -- اس زمانے میں جنازے کے اندر اکثر لوگوں کے احوال پر ←

یوں نہ رکھیں کہ قبلہ کو پاؤں ہوں یا سر بلکہ آڑا رکھیں کہ دہنی کروٹ قبلہ کو ہو۔(12)

مسئلہ ۱۳: جنازہ اٹھانے پر اُجرت لینا دینا جائز ہے، جب کہ اور اٹھانے والے بھی موجود ہوں۔(13) مگر جو

نظر کرو دنیا کی باتوں میں مشغول ملیں گے جنہیں میت کے حال سے کوئی عبرت نہیں، ان کا دل اس سارے واقعے سے غافل ہے، بلکہ ان میں ہنسنے والے بھی نظر آئیں گے--ذکر نہ کریں تو یہ حالت اور ذکر میں مشغول ہوں تو یہ اعتراض ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا۔ ہمارے نزدیک جب ایسا تعارض درپیش ہے تو ہم اللہ کے ذکر کو مقدم رکھیں گے--اب اگر سارے شرکاء جنازہ پکار کر لاالٰہ الااللہ کہیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔اس سے ممانعت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد وارد نہیں۔اگر جنازے میں ذکر الٰہی ممنوع ہوتا تو کسی نہ کسی حدیث میں تو یہ حکم وارد ہوتا، جیسے رکوع میں قرآن شریف پڑھنا ممنوع ہے تو اس بارے میں حدیث آئی ہے۔تو جس چیز سے ابتدائے اسلام میں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکوت فرمایا وہ ہمارے آخر زمانے میں ممنوع نہیں ہوسکتی اھ باختصار قلیل(ت)(فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۱۴۱۔۱۴۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(12) الفتاوی الهندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص ۱۶۲

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص ۱۶۰

(13) الفتاوی الهندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص ۱۶۲

نماز یا تدفین تک جنازے میں شریک ہونے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحروبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم نے فرمایا، آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا؟ حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں نے۔ پھر فرمایا، تم میں سے آج مسکین کو کس نے کھانا کھلایا؟ حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق نے عرض کیا میں نے۔ پھر فرمایا، تم میں سے آج مریض کی عیادت کس نے کی؟ حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، میں نے۔ پھر فرمایا، آج تم میں سے جنازے کے ساتھ کون گیا؟ حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، میں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس شخص میں یہ چار خصلتیں جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔(مجمع الزوائد، کتاب الصیام، رقم ۴۹۴۶، ج ۳، ص ۳۸۳)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جو نماز ادا کرنے تک جنازے میں شریک رہا اس کے لئے ایک قیراط ثواب ہے اور جو تدفین تک شریک رہا اس کے لئے دو قیراط ثواب ہے پوچھا گیا دو قیراط کیا ہیں؟ فرمایا، دو عظیم پہاڑوں کی مثل۔

جبکہ مسلم شریف کی روایت میں ہے ان میں سے چھوٹا پہاڑ جبلِ احد جتنا ہے اور بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے جو کسی مسلمان کے جنازے میں ایمان اور اجر وثواب کی نیت سے شریک ہوا اور نماز جنازہ ادا کرنے اور تدفین تک جنازے کے ساتھ رہا تو دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا ان میں سے ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوگا اور جو نماز پڑھ کر تدفین سے پہلے لوٹ آیا تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔

(مسلم، کتاب الجنائز، باب فضل الصلوۃ علی الجنازۃ، رقم ۹۴۵، ص ۴۷۱) ←

ثواب جنازہ لے چلنے پر حدیث میں بیان ہوا، اسے نہ ملے گا کہ اس نے تو بدلہ لے لیا۔

مسئلہ ۱۴: میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا کوئی نیک شخص ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔(14)

مسئلہ ۱۵: جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو اسے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہیے اور نماز کے بعد اولیائے میت سے اجازت لے کر واپس ہو سکتا ہے اور دفن کے بعد اولیا سے اجازت کی ضرورت نہیں۔(15)

حضرت سیدنا عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک صاحب مقصورہ حضرت سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا، اے عبداللہ ابن عمر! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا فرما رہے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص میت کے ساتھ اس کے گھر سے نکلا اور اس پر نماز پڑھی اور تدفین تک اس کے ساتھ رہا تو اس کے لئے دو قیراط ثواب ہے اور ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جو نماز پڑھ کر لوٹ آیا اس کے لئے احد پہاڑ جتنا ایک قیراط ہے۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کے بارے میں پوچھنے کے لئے ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور فرمایا، مجھے بتانا کہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا جواب دیا ہے۔

اس کے بعد حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد میں پڑے ہوئے پتھروں میں سے ایک پتھر کو اٹھایا اور حضرت سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کے لوٹنے تک اسے اپنے ہاتھ میں گھماتے رہے۔ پھر جب حضرت سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس آکر بتایا کہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچ کہتے ہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھ میں موجود پتھر زمین پر مارا اور فرمایا، (افسوس) ہم نے بہت سارے قیراط ضائع کر دیئے۔

(مسلم، کتاب الجنائز، باب فضل الصلوٰۃ علی الجنازۃ، رقم ۹۴۵، ص ۴۷۲)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو نماز ادا کرنے تک جنازے کے ساتھ رہا اس کے لئے ایک قیراط (اجر) ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ ہمارے قیراطوں جیسا ہے؟ ارشاد فرمایا، نہیں بلکہ اُحد پہاڑ کی مثل یا اس سے بھی کہیں بڑا۔ (مسند احمد، رقم ۴۴۵۳، ج ۲، ص ۲۰۰)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بندے کو اپنی موت کے بعد سب سے پہلے جو جزا دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جنازے میں شریک تمام افراد کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب اتباع الجنازۃ، رقم ۴۱۳۴، ج ۳، ص ۱۳۲)

(14) المرجع السابق

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۵.

نمازِ جنازہ کا بیان

مسئلہ ۱: نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہوگئے، ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی گنہگار ہوا۔(1) اسکی فرضیت کا جو انکار کرے کافر ہے۔

مسئلہ ۲: اس کے لیے جماعت شرط نہیں، ایک شخص بھی پڑھ لے فرض ادا ہوگیا۔(2)

مسئلہ ۳: نمازِ جنازہ واجب ہونے کے لیے وہی شرائط ہیں جو اور نمازوں کے لیے ہیں یعنی

(۱) قادر

(۲) بالغ

(۳) عاقل

(۴) مسلمان ہونا، ایک بات اس میں زیادہ ہے یعنی اس کی موت کی خبر ہونا۔(3)

مسئلہ ۴: نمازِ جنازہ میں دو طرح کی شرطیں ہیں، ایک مصلّی کے متعلق دوسری میت کے متعلق، مصلّی کے لحاظ سے تو وہی شرطیں ہیں جو مطلق نماز کی ہیں یعنی

(۱) مصلّی کا نجاست حکمیہ و حقیقیہ سے پاک ہونا، نیز اس کے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا

(۲) سترِ عورت

(۳) قبلہ کو مونھ ہونا

(۴) نیت، اس میں وقت شرط نہیں اور تکبیر تحریمہ رُکن ہے شرط نہیں جیسا پہلے ذکر ہوا۔(4)

بعض لوگ جوتا پہنے اور بہت لوگ جوتے پر کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں، اگر جوتا پہنے پڑھی تو جوتا اور اس کے نیچے کی زمین دونوں کا پاک ہونا ضروری ہے، بقدر مانع نجاست ہوگی تو اس کی نماز نہ ہوگی اور جوتے پر کھڑے ہو کر

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳،ص۱۲۰
والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱،ص۱۶۲

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱،ص۱۶۲

(3) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في صلاۃ الجنازۃ، ج۳،ص۱۲۱

(4) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في صلاۃ الجنازۃ، ج۳،ص۱۲۱، وغیرہ

پڑھی تو جوتے کا پاک ہونا (5) ضروری ہے۔

مسئلہ ۵: جنازہ طیار ہے جانتا ہے کہ وضو یا غسل کریگا تو نماز ہو جائے گی تیمم کر کے پڑھے۔(5A) اس کی تفصیل باب تیمم میں مذکور ہوئی۔

مسئلہ ۶: امام طاہر نہ تھا تو نماز پھر پڑھیں، اگرچہ مقتدی طاہر ہوں کہ جب امام کی نہ ہوئی کسی کی نہ ہوئی اور اگر

---

(5) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھ لی جائے کہ زمین یا تلا ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔ ردالمحتار میں ہے:

قد توضع فی بعض المواضع خارج المسجد فی الشارع فیصلی علیها ویلزم منه فسادها من کثیر من المصلین لعموم النجاسة وعدم خلفهم نعالهم المتنجسة ا ۔

(ا ۔ ردالمحتار باب صلوۃ الجنائز مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر ۱/۵۹۴)

کبھی بعض مقامات میں بیرونِ مسجد سڑک پر جنازہ رکھ کر نماز پڑھی جاتی ہے اس سے بہت سے لوگوں کی نماز کا فساد لازم آتا ہے کیونکہ وہ جگہیں نجس ہوتی ہیں اور لوگ اپنے نجاست آلود جوتے اتارتے نہیں (ت)۔(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۱۸۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(5A) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

حیث قال وهذا الشرط الذی ذکرنا لجواز التیمم وهو عدم الماء فیما وراء صلاۃ الجنازۃ وصلاۃ العیدین فاما فی هاتین الصلاتین فلیس بشرط بل الشرط فیهما خوف الفوت لو اشتغل بالوضوء ا ۔

وہ فرماتے ہیں: جوازِ تیمم کیلئے ہم نے پانی نہ ہونے کی جو شرط ذکر کی یہ نماز جنازہ اور عیدین کے ماسوا میں ہے۔ ان دونوں میں یہ شرط نہیں بلکہ یہ شرط ہے کہ وضو میں مشغول ہونے سے فوتِ نماز کا اندیشہ ہو۔(ت)

(ا ۔ بدائع الصنائع فصل فی شرائط رکن التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۱)

بعینہٖ اسی طرح امام تمرتاشی وامام علی اسبیجابی نے صراحۃً انہیں دو ۲ میں حصر فرمایا بحر میں زیر قول ماتن ولبعدہ میلا (جبکہ وہ ایک میل دور ہو۔ت) ہے۔

قال فی شرح الطحاوی لایجوز التیمم فی المصر الا لخوف فوت جنازۃ او صلاۃ عید او للجنب الخائف من البرد وکذا ذکر التمرتاشی ۲ ۔

شرح طحاوی میں فرمایا: شہر میں تیمم کا جواز صرف نماز جنازہ یا نماز عید کے فوت ہونے کے اندیشہ سے ہے یا ایسے جنبی کیلئے جسے ٹھنڈک سے اندیشہ ہو۔ ایسے ہی تمرتاشی نے بھی ذکر کیا ہے۔(ت) (۲ ۔ بحرالرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۰)

اسی طرح خزانۃ المفتین میں نوازل سے ہے لایجوز التیمم فی المصر الا فی ثلثة مواضع ۳ ۔ الخ (۳ ۔ خزانۃ المفتین)

(شہر کے اندر تین مقامات کے سوا تیمم جائز نہیں الخ۔ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۲۸۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام طاہر تھا اور مقتدی بلا طہارت تو اعادہ نہ کی جائے کہ اگرچہ مقتدیوں کی نہ ہوئی مگر امام کی تو ہوگئی۔ یوہیں اگر عورت نے نماز پڑھائی اور مردوں نے اس کی اقتدا کی تو لوٹائی نہ جائے کہ اگرچہ مردوں کی اقتدا صحیح نہ ہوئی مگر عورت کی نماز تو ہوگئی، وہی کافی ہے اور نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔(6)

مسئلہ ۷: نماز جنازہ سواری پر پڑھی تو نہ ہوئی۔ امام کا بالغ ہونا شرط ہے خواہ امام مرد ہو یا عورت، نابالغ نے نماز پڑھائی تو نہ ہوئی۔(7)

نماز جنازہ میں میّت سے تعلق رکھنے والی چند شرطیں ہیں۔

(۱) میّت کا مسلمان ہونا۔(8)

مسئلہ ۸: میّت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا، تو اگر مردہ پیدا ہوا بلکہ اگر نصف سے کم باہر نکلا اس وقت زندہ تھا اور اکثر باہر نکلنے سے پیشتر مر گیا تو اُس کی بھی نماز نہ پڑھی جائے اور تفصیل آتی ہے۔

مسئلہ ۹: چھوٹے بچے کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا ایک تو وہ مسلمان ہے، اُس کی نماز پڑھی جائے اور دونوں کافر ہیں تو نہیں۔

مسئلہ ۱۰: مسلمان کو دارالحرب میں چھوٹا بچہ تنہا ملا اور اُس نے اُٹھا لیا پھر مسلمان کے یہاں مرا، تو اُس کی نماز پڑھی جائے۔(9)

مسئلہ ۱۱: ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار و مرتکب کبائر ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ اُن کی نماز نہیں۔

(۱) باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اُسی بغاوت میں مارا جائے۔

(۲) ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ اُن کو غسل دیا جائے نہ اُن کی نماز پڑھی جائے، مگر جبکہ بادشاہِ اسلام نے اُن پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے یا وہ نہ پکڑے گئے نہ مارے گئے بلکہ ویسے ہی مرے تو بھی غسل و نماز ہے۔

(۳) جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو اُن کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور پتھر آکر لگا اور مر گئے تو ان کی بھی نماز نہیں، ہاں اُنکے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے۔

---

(6) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۲۲

(7) المرجع السابق، والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۳

(8) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۲۱

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۳

(۴) جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے۔
(۵) شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں، اس حالت میں مارے جائیں تو اُن کی بھی نماز نہ پڑھی جائے۔
(۶) جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا، اُس کی بھی نماز نہیں۔
(۷) جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اس حالت میں مارا گیا، اُس کی بھی نماز نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۲: جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے، مگر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اگرچہ قصداً خودکشی کی ہو، جو شخص رجم کیا گیا یا قصاص میں مارا گیا، اُسے غسل دیں گے اور نماز پڑھیں گے۔(11)

---

(10) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: ھل یسقط فرض الخ، ج ۳، ص ۱۲۵، ۱۲۸
والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۳، وغیرھما
(11) الفتاوی الھندیۃ، المرجع السابق، والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۲۷، وغیرھما

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
رہی نماز جنازہ وہ اگرچہ ہر مسلمان غیر ساعی فی الارض بالفساد کے لئے فرض ہے۔

وھذا منہ، کقاتل نفسہ، بل اولی فان قتل نفسہ اشد من قتل مؤمن غیرہ، وقتل المؤمن اکبر عند اللہ من ترك الصلاۃ۔ وقد قال فی الدر: من قتل نفسہ، ولو عمدا، یغسل ویصلی علیہ، بہ یفتی، وان کان اعظم وزراً من قاتل غیرہ ۲؎،

اور یہ انہی میں سے ہے جس طرح خودکشی کرنے والا۔ بلکہ بطریق اولیٰ، کیونکہ خودکشی کرنا دوسرے مومن کو قتل کرنے سے زیادہ شدید جرم ہے اور مومن کو قتل کرنا نماز چھوڑنے سے بڑا گناہ ہے۔ اور درمختار میں کہا ہے کہ جو اپنے آپ کو قتل کردے، خواہ جان بوجھ کر ہی، اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی، اسی پر فتوی ہے، اگرچہ اس کا گناہ دوسرے کو قتل کرنے والے سے بڑا ہے۔

(۲؎ درمختار باب صلوۃ الجنازہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۲۲)

قال فی ردالمحتار: بہ یفتی: لانہ فاسق غیر ساع فی الارض بالفساد، وان کان باغیا علی نفسہ، کسائر فساق المسلمین۔ زیلعی ۱؎۔ (۱؎ درمختار باب صلوۃ الجنازۃ مطبوعہ مجتبائی مصر ۱/۶۴۳)
شامی میں ہے کہ اسی پر فتوی ہے کیونکہ یہ فاسق تو ہے مگر زمین میں فساد پھیلانے والا نہیں، اگرچہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے، جس طرح باقی فاسق مسلمان۔ زیلعی۔(ت)

مگر فرض عین نہیں فرض کفایہ ہے پس اگر علما وفضلا باقتدائے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی المدیون وفی قاتل نفسہ بغرض زجر وتنبیہ نماز جنازہ بے نماز سے خود جدا رہیں کوئی حرج نہیں، ہاں یہ نہیں ہوسکتا کہ اصلاً کوئی نہ پڑھے یوں سب آثم وگنہگار رہیں گے، مسلمان اگرچہ ←

(۲) میت کے بدن و کفن کا پاک ہونا۔(12)

مسئلہ ۱۳: بدن پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اُسے غسل دیا گیا ہو یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم کرایا گیا ہو اور کفن پہنانے سے پیشتر اُسکے بدن سے نجاست نکلی تو دھو ڈالی جائے اور بعد میں خارج ہوئی تو دھونے کی حاجت نہیں اور کفن پاک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ پاک کفن پہنایا جائے اور بعد میں اگر نجاست خارج ہوئی اور کفن آلودہ ہوا تو حرج نہیں۔(13)

مسئلہ ۱۴: بغیر غسل نماز پڑھی گئی نہ ہوئی، اُسے غسل دے کر پھر پڑھیں اور اگر قبر میں رکھ چکے، مگر مٹی ابھی نہیں ڈالی گئی تو قبر سے نکالیں اور غسل دے کر نماز پڑھیں اور مٹی دے چکے تو اب نہیں نکال سکتے، لہٰذا اب اُس کی قبر پر نماز پڑھیں کہ پہلی نماز نہ ہوئی تھی کہ بغیر غسل ہوئی تھی اور اب چونکہ غسل ناممکن ہے لہٰذا اب ہو جائے گی۔(14)

(۳) جنازہ کا وہاں موجود ہونا یعنی کُل یا اکثر یا نصف مع سر کے موجود ہونا، لہٰذا غائب کی نماز نہیں ہوسکتی۔(15)

فاسق ہو اُس کے جنازہ کی نماز فرض ہے الامن استثنی ولیس ھذا منھم (مگر جو مستثنیٰ ہیں، اور یہ ان میں سے نہیں ہے۔ت)

نماز پڑھنا اس پر فرض تھا اور جنازہ کی نماز ہم پر فرض ہے اگر اُس نے اپنا فرض ترک کیا ہم اپنا فرض کیونکر چھوڑ سکتے ہیں

درمختار میں ہے:

ھی فرض علی کل مسلم مات، خلا اربعة، بغاة، وقطاع طریق اذا قتلوا فی الحرب، ومکابر فی مصر لیلا، وخناق خنق غیر مرة ۲؎۔(۲؎ درمختار باب صلوۃ الجنازۃ مطبوعہ مصطفی البابی دہلی ۱/ ۱۲۲)

نماز جنازہ ہر مسلمان کی فرض ہے، جبکہ وہ مرجائے۔ سوائے چار آدمیوں کے، باغی، ڈاکو جبکہ لڑائی میں مارے جائیں، رات کو شہر میں غنڈہ گردی کرنیوالا اور گلا گھونٹنے والا جس نے کئی مرتبہ یہ کارروائی کی ہو۔(ت)

اسی طرح غسل دینا، مقابرِ مسلمین میں دفن کرنا اماتنا اللہ تعالی علی الاسلام الصادق، انه رؤف رحیم، اٰمین. وصلی اللہ تعالی علی سیدنا ومولنا محمد واله وصحبه اجمعین: اٰمین. واللہ تعالی اعلم۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص۱۰۸۔۱۰۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(12) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۲۲

(13) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۲۲

(14) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۲۱، وغیرہ

(15) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ارکان میں ہے:

وشرط صحتها اسلام المیت وطهارته ووضعه امام المصلی فلهذا القید لا تجوز علی غائب ا؎۔ ←

صحتِ نماز جنازہ کی شرط یہ ہے کہ میت مسلمان ہو طاہر ہو، جنازہ نمازی کے آگے زمین پر رکھا ہو۔ اسی شرط کے سبب کسی غائب کی نماز جنازہ جائز نہیں۔ (۱ـ فتح القدیر فصل فی الصلوۃ علی المیت مکتبہ نوریہ رضویہ ۲/ ۸۰) (غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الجنائز سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۸۳)

حلیہ کے لفظ یہ ہیں:

شرط صحتها كونه موضوعا امام المصلي ومن هنا قالوا لاتجوز الصلوٰة على غائب مطلقا ۲ـ

نمازِ جنازہ کی شرائطِ صحت سے ہے جنازہ کا مصلّی کے آگے ہونا۔ اسی لئے ہمارے علماء نے فرمایا کہ مطلقاً کسی غائب پر نماز جائز نہیں۔

(۲ـ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

(۲۱۴) متن تنویر الابصار میں ہے: شرطها وضعه امام المصلي ۳ـ

جنازہ کا نمازی کے سامنے ہونا شرط نماز جنازہ ہے۔ (۳ـ درمختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۲۱)

(۲۱۵) برہان شرح مواہب الرحمن طرابلسی (۲۱۶) نہر الفائق (۲۱۷) شرنبلالیہ علی الدرر (۲۱۸) خادمی (۲۱۹) ہندیہ (۲۲۰) ابوالسعود۔

(۲۲۱) درمختار میں ہے: شرطها حضوره فلا تصح على غائب ۴ـ

جنازہ کا حاضر ہونا شرط نماز ہے لہذا کسی غائب پر نمازِ جنازہ صحیح نہیں۔ (۴ـ درمختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۲۱)

(۲۲۲) متن نور الایضاح میں ہے: شرائطها اسلام الميت وحضوره ۵ـ

صحتِ نمازِ جنازہ کی شرطوں سے ہے میت کا مسلمان ہونا اور نمازیوں کے سامنے حاضر ہونا۔

(۵ـ نور الایضاح فصل فی الصلوٰۃ علی المیت مطبع علیمی لاہور ص ۵۵۶)

(۲۲۳) متن ملتقی الابحر میں ہے: لا يصلى على عضو ولا على غائب ۶ـ

میت کا کوئی عضو کسی جگہ ملے تو اس پر نماز جائز نہیں نہ کسی غائب پر جائز ہے۔ (۶ـ ملتقی الابحر فصل فی الصلوٰۃ علی المیت موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/ ۱۶۱)

(۲۲۴) شرح مجمع (۲۲۵) مجمع شرح ملتقی میں ہے:

محل الخلاف في الغائب عن البلد اذ لو كان في البلد لم يجز ان يصلى عليه حتى يحضر عنده اتفاقا لعدم المشقة في الحضور ۱ـ

امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اس مسئلہ میں ہم سے خلاف بھی اس صورت میں ہے کہ میت دوسرے شہر میں ہو اگر اسی شہر میں ہو تو نماز غائب امام شافعی کے نزدیک بھی جائز نہیں کہ اب حاضر ہونے میں مشقت نہیں۔

(۱ـ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل فی الصلوٰۃ علی المیت دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۸۵)

(۲۲۶) فتاوٰی خلاصہ میں ہے: لا يصلى على ميت غائب عندنا ۲ـ ہمارے نزدیک کسی میت غائب پر نماز نہ پڑھی جائے۔

(۲ـ خلاصۃ الفتاوٰی الصلوٰۃ علی الجنازۃ اربع تکبیرات مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۲۲۴)

(۴) جنازہ زمین پر رکھا ہونا یا ہاتھ پر ہو مگر قریب ہو، اگر جانور وغیرہ پر لدا ہو نماز نہ ہوگی۔(16)

(۵) جنازہ مصلّی کے آگے قبلہ کو ہونا، اگر مصلّی کے پیچھے ہوگا نماز صحیح نہ ہوگی۔(17)

مسئلہ ۱۵: اگر جنازہ الٹا رکھا یعنی امام کے دہنے میّت کا قدم ہو تو نماز ہو جائے گی، مگر قصداً ایسا کیا تو گنہگار ہوئے۔(18) (درمختار)

مسئلہ ۱۶: اگر قبلہ کے جاننے میں غلطی ہوئی یعنی میّت کو اپنے خیال سے قبلہ ہی کو رکھا تھا مگر حقیقۃً قبلہ کو نہیں، تو

---

(۲۲۷) متن وافی میں ہے: من استہل صلی علیه والا لا کغائب ۳؎۔ جو بچہ پیدا ہو کر کچھ آواز کرے جس سے اس کی حیات معلوم ہو پھر مر جائے اس پر نماز پڑھی جائے ورنہ نہیں، جیسے غائب کے جنازہ پر نماز نہیں۔(۳؎ وافی)

(۲۲۸) کافی میں ہے: لایصلی علی غائب وعضو خلافا للشافعی بناء علی ان صلاۃ الجنازۃ تعاد امر لا ۴؎۔ کسی غائب یا عضو پر نماز ہمارے نزدیک ناجائز ہے اور اس میں امام شافعی کا خلاف ہے اس بناء پر کہ نماز جنازہ ان کے نزدیک دوبارہ ہوسکتی ہے، ہمارے نزدیک نہیں۔(۴؎ کافی شرح وافی)

(۲۲۹) فتاوٰی شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی میں ہے: ان اباحنیفه لایقول بجواز الصلاۃ علی الغائب ۵؎۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ جنازہ غائب پر نماز جائز نہیں مانتے۔

(۵؎ فتاوٰی امام غزی تمرتاشی کتاب الطہارۃ والصلوٰۃ مطبع اہل السنۃ والجماعۃ بریلی ص ۴)

(۲۳۰) منظومۂ امام مفتی الثقلین میں ہے:

باب فتاوی الشافعی وحدہ ومابه قال قلنا ضدہ وھی علی الغائب والعضو تصح وذاك فی حق الشھید قد طرح ۱؎۔

صرف امام شافعی قائل ہیں کہ غائب اور عضو پر نماز صحیح ہے اور شہید کی نماز نہ ہو اور ان سب مسائل میں ہمارا مذہب اس کے خلاف ہے۔ ہمارے نزدیک غائب وعضو پر نماز صحیح نہیں اور شہید کی نماز پڑھی جائے گی۔(۱؎ منظومۂ امام مفتی الثقلین عمر النسفی)

یہ ۸۶ کتابوں کی ۲۳۰ عبارتیں ہیں، وللہ الحمد مسئلہ اولٰی پر بحث دلائل النھی الحاجز میں بحمد اللہ تعالٰی بروجہ کافی ہو چکی، یہاں بہت اختصار و اجمال کے ساتھ مسئلہ ثانیہ کے دلائل پر کلام کریں۔(فتاوٰی رضویہ، جلد ۹، ص ۳۴۲۔۳۴۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

غائبانہ نماز جنازہ کے عدم جواز کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے فتاوٰی رضویہ جلد 9 میں رسالہ الھادی الحاجب عن جنازۃ الغائب ملاحظہ فرمایئے۔

(16) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: ھل یسقط فرض الکفایۃ بفعل الصبي، ج ۳، ص ۱۲۳۔

(17) المرجع السابق

(18) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۲۴

موضع تحری میں اگر تحری کی نماز ہوگئی ورنہ نہیں۔ (19)

(۶) میت کا وہ حصۂ بدن جس کا چھپانا فرض ہے چُھپا ہونا۔ (20)

(۷) میت امام کے محاذی ہو یعنی اگر ایک میت ہے تو اُس کا کوئی حصۂ بدن امام کے محاذی ہو اور چند ہوں تو کسی ایک کا حصۂ بدن امام کے محاذی ہونا کافی ہے۔ (21)

مسئلہ ۱۷: نماز جنازہ میں دو رکن ہیں:

(۱) چار بار اللہ اکبر کہنا

(۲) قیام

بغیر عذر بیٹھ کر یا سواری پر نماز جنازہ پڑھی، نہ ہوئی اور اگر ولی یا امام بیمار تھا اس نے بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدیوں نے کھڑے ہو کر پڑھی ہوگئی۔ (22)

مسئلہ ۱۸: نماز جنازہ میں تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں:

(۱) اللہ عزوجل کی حمد وثنا۔ (۲) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود۔ (۳) میت کے لیے دُعا۔

نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ کان تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور ثنا پڑھے، یعنی سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود شریف پڑھے بہتر وہ دُرود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور کوئی دوسرا پڑھا جب بھی حرج نہیں، پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت اور تمام مومنین ومومنات کے لیے دُعا کرے اور بہتر یہ کہ وہ دُعا پڑھے جو احادیث میں وارد ہیں اور ماثور دُعائیں اگر اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو جو دُعا چاہے پڑھے، مگر وہ دُعا ایسی ہو کہ اُمورِ آخرت سے متعلق ہو۔ (23)

بعض ماثور دُعائیں یہ ہیں:

---

(19) المرجع السابق

(20) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۲۱

(21) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: هل یسقط فرض الکفایۃ بفعل الصبي، ج ۳، ص ۱۲۳

(22) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: هل یسقط فرض الخ، ج ۳، ص ۱۲۴

(23) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۷

والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۲۴، ۱۲۸

(۱) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ (ها)(24) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (ها). (25)

(۲) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ (لَهَا) وَارْحَمْهُ (هَا) وَعَافِهٖ (ها) وَاعْفُ عَنْهُ (هَا) وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ (هَا) وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ (هَا) وَاغْسِلْهُ (هَا) بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ (هَا) مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ (هَا) دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ (هَا) وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ (هَا) وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ (26) وَاَدْخِلْهُ (هَا) الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ (هَا) مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ. (27)

(۳) اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ (اَمَتُكَ) وَابْنُ (بِنْتُ) اَمَتِكَ يَشْهَدُ (تَشْهَدُ) اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَيَشْهَدُ (تَشْهَدُ) اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَصْبَحَ فَقِيْرًا (اَصْبَحَتْ فَقِيْرَةً) اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَصْبَحْتَ غَنِيًّا عَنْ عَذَابِهٖ (هَا) تَخَلّٰى (تَخَلَّتْ) مِنَ الدُّنْيَا وَاَهْلِهَا اِنْ كَانَ (كَانَتْ) زَاكِيًا (زَكِيَّةً)

---

(24) ان دعاؤں میں عورتوں کیلئے جہاں صیغے کا اختلاف ہے اسے ہلال کے اوپر لکھ دیا ہے۔ جبکہ ہم نے اسے ہلال میں سامنے لکھ دیا ہے۔

(25) رواہ احمد وابوداود والترمذی والنسائی وابن حبان والحاکم عن ابی ہریرۃ واحمد وابویعلی والبیہقی وسعید بن منصور فی سننہ عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲ منہ

المستدرک للحاکم، کتاب الجنائز، باب أدعیۃ صلاۃ الجنازۃ، الحدیث: ۱۳۶۶، ج۱، ص ۶۸۴

وعمل الیوم واللیلۃ مع السنن الکبری للنسائي، الحدیث: ۱۰۹۱۹، ج۶، ص ۲۶۶

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ اور ہمارے حاضر و غائب کو اور ہمارے چھوٹے اور ہمارے بڑے کو اور ہمارے مرد اور عورت کو، اے اللہ (عزوجل)! ہم میں سے تُو جسے زندہ رکھے، اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تُو جس کو وفات دے اُسے ایمان پر وفات دے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔

(26) یعنی یہ الفاظ عورت کے جنازہ پر نہ پڑھے جائیں۔

(27) رواہ مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابوبکر بن ابی شیبۃ عن عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ

صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ، الحدیث: ۹۶۳، ص ۴۷۹

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اُس کو بخش دے اور رحم کر اور عافیت دے اور معاف کر اور عزت کی مہمانی کر اور اس کی جگہ کو کشادہ کر اور اس کو پانی اور برف اور اولے سے دھو دے اور اس کو خطا سے پاک کر جیسا کہ تو نے سفید کپڑے کو میل سے کیا اور اس کو گھر کے بدلے میں بہتر گھر دے اور اہل کے بدلے میں بہتر اہل دے اور بی بی کے بدلے میں بہتر بی بی اور اس کو جنت میں داخل کر اور عذاب قبر و فتنہ قبر و عذاب جہنم سے محفوظ رکھ۔

فَزَكِّهِ (هَا) وَاِنْ كَانَ (كَانَتْ) مُخْطِئًا (مُخْطِئَةً) فَاغْفِرْ لَهُ (هَا) اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ (هَا) وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ (هَا). (28)

(۴) اَللّٰهُمَّ هٰذَا (هٰذِهٖ) عَبْدُكَ ابْنُ (اَمَتُكَ بِنْتُ) عَبْدِكَ ابْنُ (بِنْتُ) اَمَتِكَ مَاضٍ فِيْهِ (هَا) حُكْمُكَ خَلَقْتَهُ (هَا) وَلَمْ يَكُ (تَكُ هِيَ) شَيْئًا مَذْكُوْرًا نَزَلَ (نَزَلَتْ) بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ اَللّٰهُمَّ لَقِّنْهُ (هَا) حُجَّتَهُ (هَا) وَاَلْحِقْهُ (هَا) بِنَبِيِّهٖ (هَا) مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبِّتْهُ (هَا) بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فَاِنَّهُ (هَا) اِفْتَقَرَ (اِفْتَقَرَتْ) اِلَيْكَ وَاسْتَغْنَيْتَ عَنْهُ (هَا) كَانَ (كَانَتْ) يَشْهَدُ (تَشْهَدُ) اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ فَاغْفِرْ لَهُ (لَهَا) وَارْحَمْهُ (هَا) وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ (هَا) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ (هَا) ط اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ (كَانَتْ) زَاكِيًا (زَاكِيَةً) فَزَكِّهِ (هَا) وَاِنْ كَانَ (كَانَتْ) خَاطِئًا (خَاطِئَةً) فَاغْفِرْ لَهُ (هَا). (29)

(۵) اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ (اَمَتُكَ) وَابْنُ (بِنْتُ) اَمَتِكَ اِحْتَاجَ (جَتْ) اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهٖ (هَا) اِنْ كَانَ (كَانَتْ) مُحْسِنًا (مُحْسِنَةً) فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ (هَا) وَاِنْ كَانَ (كَانَتْ) مُسِيْئًا

---

(28) رواہ الحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ۱۲ منہ

المستدرک للحاکم، کتاب الجنائز، باب أدعیۃ صلاۃ الجنازۃ، الحدیث: ۱۳۶۹، ج۱، ص ۶۸۵

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیری باندی کا بیٹا ہے گواہی دیتا ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) تیرے بندے اور رسول ہیں یہ تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اسکے عذاب سے غنی ہے دنیا اور دنیا والوں سے جدا ہوا، اگر یہ پاک ہے تو تُو اسے پاک وصاف کر اور اگر خطا کار ہے تو بخش دے۔ اے اللہ (عزوجل)! اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر۔

(29) رواہ عن امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ ۱۲ منہ

کنز العمال، کتاب الموت، صلاۃ الجنائز، الحدیث: ۴۲۸۵۷، ج۱۵، ص ۳۰۴

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندہ اور تیری باندی کا بیٹا ہے، اس کے متعلق تیرا حکم نافذ ہے تُو نے اسے پیدا کیا حالانکہ یہ قابل ذکر شے نہ تھا۔ تیرے پاس آیا تو ان سب سے بہتر ہے جن کے پاس اوترا جائے۔ اے اللہ حجت کی تو اس کو تلقین کر اور اس کو اس کے نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ ملا دے اور قول ثابت پر اسے ثابت رکھ اس لیے کہ یہ تیری طرف محتاج ہے اور تو اس سے غنی ہے یہ شہادت دیتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، پس اسے بخش دے اور رحم کر اور اس کے اجر سے ہم کو محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔ اے اللہ (عزوجل)! اگر یہ پاک ہے تو پاک کر اور بدکار ہے تو بخش دے۔

(مُسِيْئَةً) فَتَجَاوَزْ عَنْهُ (هَا). (30)

(٦) اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ (اَمَتُكَ) وَابْنُ (بِنْتُ) عَبْدِكَ كَانَ (كَانَتْ) يَشْهَدُ (تَشْهَدُ) اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ (هَا) مِنَّا اِنْ كَانَ (كَانَتْ) مُحْسِنًا (مُحْسِنَةً) فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ (هَا) وَاِنْ كَانَ (كَانَتْ) مُسِيْئًا (مُسِيْئَةً) فَاغْفِرْ لَهٗ (هَا) وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ (هَا) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (هَا). (31)

(٧) اَصْبَحَ (اَصْبَحَتْ) عَبْدُكَ (اَمَتُكَ) هٰذَا (هٰذِهٖ) قَدْ تَخَلّٰى (تَخَلَّتْ) عَنِ الدُّنْيَا وَتَرَكَهَا (تَرَكَتْهَا) لِاَهْلِهَا وَافْتَقَرَ (افْتَقَرَتْ) اِلَيْكَ وَاسْتَغْنَيْتَ عَنْهُ (هَا) وَقَدْ كَانَ (كَانَتْ) يَشْهَدُ (تَشْهَدُ) اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ (هَا) وَتَجَاوَزْ عَنْهُ (هَا) وَاَلْحِقْهُ (هَا) بِنَبِيِّهٖ (هَا) صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (32)

(٨) اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهَا. (33)

---

(30) رواہ الحاکم عن یزید بن رکانۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲ منہ

المستدرک للحاکم، کتاب الجنائز، باب أدعیۃ صلاۃ الجنازۃ، الحدیث: ۱۳۶۸، ج۱، ص ۶۸۵

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیری باندی کا بیٹا ہے، تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اسکے عذاب سے غنی ہے اگر نیکوکار ہے تو اس کی خوبی میں زیادہ کر اور اگر گنہگار ہے تو درگذر فرما۔

(31) رواہ ابن حبان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ

الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، فصل فی الصلاۃ علی الجنازۃ، الحدیث: ۳۰۶۲، ج۵، ص ۳۰

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندہ کا بیٹا ہے، گواہی دیتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے بندہ اور تیرے رسول ہیں اور تُو ہم سے زیادہ اسے جانتا ہے، اگر نیکوکار ہے تو نیکی میں زیادہ کر اور اگر گنہگار ہے تو اسے بخش دے اور اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد فتنہ میں نہ ڈال۔

(32) رواہ ابو یعلی بسند صحیح عن سعید بن المسیب عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قولہ الحقنا بما قبلہ من المرفوعات للمناسبۃ ۱۲ منہ

کنز العمال، کتاب الموت، صلاۃ الجنائز، الحدیث: ۴۲۸۱۷، ج۱۵، ص ۲۹۹

ترجمہ: آج تیرا یہ بندہ دنیا سے نکلا اور دنیا کو اہل دنیا کے لیے چھوڑا۔ تیری طرف محتاج ہے اور تو اس سے غنی گواہی دیتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے بندہ اور رسول ہیں اے اللہ (عزوجل)! تُو اس کو بخش دے اور اس سے درگزر فرما اور اس کو اس کے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لاحق کر دے۔

(33) رواہ ابو داود والنسائی والبیہقی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ

←

(۹) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاِخْوَانِنَا وَاَخَوَاتِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا اَللّٰھُمَّ ھٰذَا (ھٰذِہٖ) عَبْدُكَ (اَمَتُكَ) فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا وَّاَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ (بِھَا) مِنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَلَہٗ (لَھَا).(34)

(۱۰) اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ (فُلَانَۃَ بِنْتَ فُلَانٍ) فِیْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جَوَارِكَ فَقِہٖ (ھَا) مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَھْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ (ھَا) وَارْحَمْہُ (ھَا) اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ.(35)

(۱۱) اَللّٰھُمَّ اَجِرْھَا مِنَ الشَّیْطَانِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْھَا وَصَعِّدْ رُوْحَھَا وَلَقِّھَا مِنْكَ رِضْوَانًا.(36)

سنن أبي داود، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت، الحدیث: ۳۲۰۰، ج ۳، ص ۲۸۳

والسنن الکبریٰ للبیہقي، کتاب الجنائز، باب الدعاء في صلاۃ الجنازۃ، الحدیث: ۶۹۷۶، ج ۴، ص ۶۸

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تُو اس کا رب ہے اور تُو نے اس کو پیدا کیا اور تُو نے اس کو اسلام کی طرف ہدایت کی اور تُو نے اس کی رُوح کو قبض کیا تُو اس کے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے ہم سفارش کے لیے حاضر ہوئے اسے بخش دے۔

(34) رواہ ابونعیم عن عبداللہ بن الحارث بن نوفل عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ

کنز العمال، کتاب الموت، صلاۃ الجنائز، الحدیث: ۴۲۸۴۷، ج ۱۵، ص ۳۰۱

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو تُو بخش دے اور ہمارے آپس کی حالت درست کر اور ہمارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دے۔ اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ فلاں بن فلاں ہے ہم اس کے متعلق خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے اور تُو اس کو ہم سے زیادہ جانتا ہے، تُو ہم کو اور اُس کو بخش دے۔

(35) رواہ ابوداود وابن ماجہ عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ

سنن أبي داود، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت، الحدیث: ۳۲۰۲، ج ۳، ص ۲۸۳

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! فلاں بن فلاں تیرے ذمہ اور تیری حفاظت میں ہے، اس کو فتنۂ قبر اور عذاب جہنم سے بچا، تُو وفا اور حمد کا اہل ہے اے اللہ (عزوجل)! اس کو بخش اور رحم کر بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

(36) رواہ ابن ماجہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲ منہ

سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء في ادخال المیت القبر، الحدیث: ۱۵۵۳، ج ۲، ص ۲۴۳

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اس کو شیطان سے اور عذابِ قبر سے بچا اے اللہ زمین کو اس کی دونوں کروٹوں سے کشادہ کر دے اور اُس کی رُوح کو بلند کر اور اپنی خوشنودی دے۔

(۱۲) اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ خَلَقْتَنَا وَنَحْنُ عِبَادُکَ اَنْتَ رَبُّنَا وَاِلَیْکَ مَعَادُنَا.(37)

(۱۳) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ(ھَا) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ(ھَا).(38)

(۱۴) اَللّٰھُمَّ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللہُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ o اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْکَرِیْمَ اِذَا اَمَرَ بِالسُّؤَالِ لَمْ یَرُدَّہٗ اَبَدًا وَّقَدْ اَمَرْتَنَا فَدَعَوْنَا وَاَذِنْتَ لَنَا فَشَفَعْنَا وَاَنْتَ اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ فَشَفِّعْنَا فِیْہِ(ھَا) وَارْحَمْہُ(ھَا) فِیْ وَحْدَتِہٖ(ھَا) وَارْحَمْہُ(ھَا) فِیْ وَحْشَتِہٖ(ھَا) وَارْحَمْہُ(ھَا) فِیْ غُرْبَتِہٖ(ھَا) وَارْحَمْہُ(ھَا) فِیْ کُرْبَتِہٖ(ھَا) وَاعْظِمْ لَہٗ(لَھَا) اَجْرَہٗ(ھَا) وَنَوِّرْ لَہٗ(ھَا) قَبْرَہٗ(ھَا) وَبَیِّضْ لَہٗ(لَھَا) وَجْھَہٗ(ھَا) وَبَرِّدْ لَہٗ(ھَا) مَضْجَعَہٗ(ھَا) وَعَطِّرْ لَہٗ(ھَا) مَنْزِلَہٗ(ھَا) وَاَکْرِمْ لَہٗ(ھَا) نُزُلَہٗ(ھَا) یَا خَیْرَ الْمُنْزِلِیْنَ ج وَیَا خَیْرَ الْغَافِرِیْنَ وَیَا خَیْرَ الرَّاحِمِیْنَ ج اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِ الشَّافِعِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (39)

---

(37) رواہ البغوی وابن مندہ والدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی حاضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ

کنز العمال، کتاب الموت، صلاۃ الجنائز، الحدیث: ۴۲۸۴۲، ج۱۵، ص۳۰۲

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تُو نے ہم کو پیدا کیا اور ہم تیرے بندے ہیں، تُو ہمارا رب ہے اور تیری ہی طرف ہم کو لوٹنا ہے۔ ۱۲

نوٹ: بہارِشریعت کے مطبوعہ نسخوں میں عن ابی عامر جبکہ فتاویٰ رضویہ قدیم وجدید دونوں میں عن ابی حاضر ہے۔ ہم نے بہارِشریعت میں اسے عن ابی حاضر لکھ دیا ہے، کیونکہ یہ دونوں کتابت کی غلطیاں معلوم ہوتی ہیں۔

دیکھئے: مسند الفردوس، الحدیث: ۲۰۲۶، ج۱، ص۴۹۷ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ للعسقلانی، رقم: ۹۷۴۱، ج۷، ص۷۰

(38) رواہ البغوی عن ابراہیم الاشہلی عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کنز العمال، کتاب الموت، فی الصلاۃ علی المیت، الحدیث: ۴۲۲۹۲، ج۱۵، ص۲۴۸

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! بخش دے ہمارے اگلے اور پچھلے کو اور ہمارے زندہ و مردہ کو اور ہمارے مرد و عورت کو اور ہمارے چھوٹے اور بڑے کو اور ہمارے حاضر و غائب کو۔ اے اللہ (عزوجل)! اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔

(39) زادہ مجدد المائۃ الحاضرۃ ۱۲ منہ

الفتاوی الرضویۃ، ج۹، ص۲۱۷

فائدہ: نویں دسویں دعاؤں میں اگر میت کے باپ کا نام معلوم نہ ہوتو اُس کی جگہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام کہے کہ وہ سب آدمیوں کے باپ ہیں اور اگر خود میت کا نام بھی معلوم نہ ہوتو نویں دُعا میں ھٰذَا عَبۡدُكَ یا ھٰذِہٖ اَمَتُكَ پر قناعت کرے فلاں بن فلاں یا بنت کو چھوڑ دے اور دسویں میں اُس کی جگہ عَبۡدُكَ ھٰذَا یا عورت ہوتو اَمَتُكَ ھٰذِہٖ کہے۔

فائدہ: میت کا فسق و فجور معلوم ہوتو نویں دُعا میں لَا نَعۡلَمُ اِلَّا خَیۡرًا کی جگہ قَدۡ عَلِمۡنَا مِنۡهُ خَیۡرًا کہے کہ اسلام ہر خیر سے بہتر خیر ہے۔

فائدہ: ان دُعاؤں میں بعض مضامین مکرر ہیں اور دُعا میں تکرار مستحسن اگر سب دُعائیں یاد ہوں اور وقت میں گنجائش ہوتو سب کا پڑھنا اَولیٰ، ورنہ جو چاہے پڑھے اور امام جتنی دیر میں یہ دُعائیں پڑھے اگر مقتدی کو یاد نہ ہوں تو پہلی دُعا کے بعد آمین آمین کہتا رہے۔

مسئلہ ۱: میت مجنون یا نابالغ ہوتو تیسری تکبیر کے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجۡعَلۡهُ لَنَا ذُخۡرًا وَّاجۡعَلۡهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا.(40)

اور لڑکی ہوتو اِجۡعَلۡهَا اور شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً کہے۔(41)

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اے ارحم الراحمین، اے ارحم الراحمین، اے ارحم الراحمین، اے زندہ، اے قیوم، اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے، اے عظمت و بزرگی والے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس وجہ سے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو اللہ (عزوجل) یکتا ہے، بے نیاز ہے، جو نہ دوسرے کو جنا، نہ دوسرے سے جنا اور اُس کا مقابل کوئی نہیں۔ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے اللہ کریم! جب سوال کا حکم دیتا ہے تو واپس کبھی نہیں کرتا اور تُو نے ہمیں حکم دیا ہم نے دُعا کی اور تُو نے ہمیں اجازت دی ہم نے سفارش کی اور تو سب کریموں سے زیادہ کریم ہے، ہماری سفارش اس کے بارہ میں قبول کر اور اس کی تنہائی میں تُو اس پر رحم کر اور اس کی وحشت میں تُو رحم کر اور اس کی غربت میں تُو رحم کر اس کی بے چینی میں تُو رحم کر اور اس کے اجر کو عظیم کر اور اس کی قبر کو منور کر اور اس کے چہرہ کو سپید کر اور اس کی خواب گاہ کو ٹھنڈا کر اور اُس کی منزل کو معطر کر اور اس کی مہمانی کا سامان اچھا کر۔ اے بہتر اُتارنے والے اور اے بہتر بخشنے والے اور اے بہتر رحم کرنے والے۔ آمین، آمین، آمین، دُرود و سلام بھیج اور برکت کر شفاعت کرنے والوں کے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور اُن کی آل و اصحاب سب پر۔ تمام تعریفیں اللہ (عزوجل) کے لیے، جو رب ہے تمام جہان کا۔

(40) ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو اس کو ہمارے لیے پیش رو کر اور اسکو ہمارے لیے ذخیرہ کر اور اسکو ہماری شفاعت کرنیوالا اور مقبول الشفاعۃ کردے۔

(41) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۸

مجنون سے مراد وہ مجنون ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوا کہ وہ کبھی مکلّف ہی نہ ہوا اور اگر جنون عارضی ہے تو اس کی مغفرت کی دُعا کی جائے، جیسے اوروں کے لیے کی جاتی ہے کہ جنوں سے پہلے تو وہ مکلّف تھا اور جنون کے پیشتر کے گناہ جنوں سے جاتے نہ رہے۔(42)

مسئلہ ۲: چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دُعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے (43)، سلام میں میت اور فرشتوں اور حاضرین نماز کی نیت کرے، اُسی طرح جیسے اور نمازوں کے سلام میں نیت کی جاتی ہے یہاں اتنی بات زیادہ ہے کہ میّت کی بھی نیت کرے۔(44)

مسئلہ ۳: تکبیر و سلام کو امام جہر کے ساتھ کہے، باقی تمام دُعائیں آہستہ پڑھی جائیں اور صرف پہلی مرتبہ اللہ اکبر کہنے کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر ہاتھ اٹھانا نہیں۔(45)

مسئلہ ۴: نماز جنازہ میں قرآن بہ نیت قرآن یا تشہد پڑھنا منع ہے اور بہ نیت دُعا وثنا الحمد وغیرہ آیات دعائیہ و ثنائیہ پڑھنا جائز ہے۔(46)

مسئلہ ۵: بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ میں تین صفیں کریں کہ حدیث میں ہے: جس کی نماز تین صفوں نے پڑھی، اُس کی مغفرت ہوجائے گی۔ اور اگر کُل سات ہی شخص ہوں تو ایک امام ہو اور تین پہلی صف میں اور دو دوسری میں اور ایک تیسری میں۔(47)

---

(42) غنیۃ المتملي، فصل في الجنائز، ص۵۸۷

(43) اس کی وضاحت فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 194 پر ملاحظہ فرمائیے۔

(44) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب ھل یسقط فرض الخ، ج۳، ص۱۳۰، وغیرہما

(45) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۲۸۔۱۳۰

(46) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۳۰

(47) غنیۃ المتملي، فصل في الجنائز، ص۵۸۸

نمازِ جنازہ میں سو مسلمان یا چالیس مسلمان یا تین صفیں ہونے کی فضیلت

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جس میت پر مسلمانوں کا ایک گروہ نماز پڑھ لے اور اس گروہ کی تعداد سو کو پہنچ چکی ہو اور ان میں سے ہر ایک میت کے لئے استغفار کرے تو اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ (مسلم، کتاب الجنائز، رقم ۹۴۷، ص ۴۷۳)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جس میت پر سو مسلمان نماز پڑھیں، اللہ تعالی اس کی مغفرت فرمادیتا ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، رقم ۴۱۸۹، ص ۱۴۵) ←

مسئلہ ۶: جنازہ میں پچھلی صف کو تمام صفوں پر فضیلت ہے۔ (48)

❀❀❀❀❀

حضرتِ سیدنا حکم بن فَرُّوخ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جنازے پر حضرت سیدنا ابو ملیح رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ہم نے گمان کیا کہ شاید آپ رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہہ دی ہے لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف رخ کرکے فرمایا، اپنی صفیں درست کرلو اور میت کے لئے اچھی سفارش کرو۔

حضرت سیدنا ابو ملیح رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی طرف سے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس میت پر لوگوں کا ایک گروہ نماز پڑھ لے تو ان لوگوں کی سفارش میت کے حق میں قبول کرلی جاتی ہے۔ (حضرتِ سیدنا حکم بن فروخ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے سیدنا ابو الملیح رضی اللہ عنہ سے اس گروہ کی تعداد کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا چالیس۔ (نسائی، کتاب الجنائز، ج۲، ص۷۵)

حضرتِ سیدنا کُرَیب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیٹے کا انتقال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا، اے ابو کریب! ذرا دیکھو کتنے لوگ جمع ہوئے ہیں؟ میں نے جاکر دیکھا تو کافی لوگ جمع ہو چکے تھے۔ میں نے انہیں اس کے بارے میں بتایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ چالیس ہو جائیں گے؟ میں نے کہا، جی ہاں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اب) میت کو لے چلو کیونکہ میں نے رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو مسلمان مر جائے اور اس کی میت پر چالیس مسلمان نماز پڑھیں تو اللہ تعالٰی ان کی سفارش میت کے حق میں قبول فرماتا ہے۔

(مسلم، کتاب الجنائز، رقم ۹۴۸، ص ۴۷۳)

حضرتِ سیدنا مالک بن ہُبَیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان مر جائے اور اس پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز پڑھیں تو اللہ عزوجل اس پر جنت واجب فرما دیتا ہے۔

(ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم ۳۱۶۶، ج۳، ص ۲۷۵)

سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا یہ معمول تھا جب جنازے کیساتھ لوگ کم ہوتے تو انہیں اس حدیث پاک کی وجہ سے تین صفوں میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔

(48) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۳۱

نمازِ جنازہ کون پڑھائے

مسئلہ ۷: نمازِ جنازہ میں امامت کا حق بادشاہ اسلام کو ہے، پھر قاضی، پھر امام جمعہ، پھر امام محلہ، پھر ولی کو، امام محلہ کا ولی پر تقدم بطور استحباب ہے اور یہ بھی اُس وقت کے ولی سے افضل ہو ورنہ ولی بہتر ہے۔(1)

مسئلہ ۸: ولی سے مراد میّت کے عصبہ ہیں اور نماز پڑھانے میں اولیا کی وہی ترتیب ہے جو نکاح میں ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ نماز جنازہ میں میّت کے باپ کو بیٹے پر تقدم ہے اور نکاح میں بیٹے کو باپ پر، البتہ اگر باپ عالم نہیں اور بیٹا عالم ہے تو نماز جنازہ میں بھی بیٹا مقدم ہے، اگر عصبہ نہ ہوں تو ذوی الارحام غیروں پر مقدم ہیں۔(2)

مسئلہ ۹: میّت کا ولی اقرب (سب سے زیادہ نزدیک کا رشتہ دار) غائب ہے اور ولی ابعد (دُور کا رشتہ والا) حاضر ہے تو یہی ابعد نماز پڑھائے، غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اتنی دُور ہے کہ اُس کے آنے کے انتظار میں حرج ہو۔(3)

مسئلہ ۱۰: عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو شوہر نماز پڑھائے، وہ بھی نہ ہو تو پڑوسی۔ یوہیں مرد کا ولی نہ ہو تو پڑوسی اوروں پر مقدم ہے۔(4)

مسئلہ ۱۱: غلام مر گیا تو اُس کا آقا بیٹے اور باپ پر مقدم ہے، اگرچہ یہ دونوں آزاد ہوں اور آزاد شدہ غلام میں باپ اور بیٹے اور دیگر ورثہ آقا پر مقدم ہیں۔(5)

مسئلہ ۱۲: مکاتب کا بیٹا یا غلام مر گیا تو نماز پڑھانے کا حق مکاتب کو ہے، مگر اُس کا مولیٰ اگر موجود ہو تو اُسے چاہیے کہ مولیٰ سے پڑھوائے اور اگر مکاتب مر گیا اور اتنا مال چھوڑا کہ بدل کتابت ادا ہو جائے اور وہ مال وہاں موجود

---

(1) غنیۃ المتملي، فصل في الجنائز، ص ۵۸۴

و الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۳۹۔۱۴۱

(2) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: تعظیم أولي الامر واجب، ج ۳، ص ۱۴۱

(3) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: تعظیم أولي الامر واجب، ج ۳، ص ۱۴۱

(4) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۴۳

(5) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: تعظیم أولي الامر واجب، ج ۳، ص ۱۴۳

ہے تو اُس کا بیٹا نماز پڑھائے اور مال غائب ہے تو مولیٰ۔(6)

مسئلہ ۱۳: عورتوں اور بچوں کو نماز جنازہ کی ولایت نہیں۔(7)

مسئلہ ۱۴: ولی اور بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ کسی اور کو نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت دے دے۔(8)

مسئلہ ۱۵: میت کے ولی اقرب اور ولی ابعد دونوں موجود ہیں تو ولی اقرب کو اختیار ہے کہ ابعد کے سوا کسی اور سے پڑھوا دے ابعد کو منع کرنے کا اختیار نہیں اور اگر ولی اقرب غائب ہے اور اتنی دُور ہے کہ اُس کے آنے کا انتظار نہ کیا جا سکے اور کسی تحریر کے ذریعہ سے ابعد کے سوا کسی اور سے پڑھوانا چاہے تو ابعد کو اختیار ہے کہ اُسے روک دے اور اگر ولی اقرب موجود ہے مگر بیمار ہے تو جس سے چاہے پڑھوا دے ابعد کو منع کا اختیار نہیں۔(9)

مسئلہ ۱۶: عورت مر گئی شوہر اور جوان بیٹا چھوڑا تو ولایت بیٹے کو ہے شوہر کو نہیں، البتہ اگر یہ لڑکا اُسی شوہر سے ہے تو باپ پر پیش قدمی مکروہ ہے، اسے چاہیے کہ باپ سے پڑھوائے اور اگر دوسرے شوہر سے ہے تو سوتیلے باپ پر تقدم کر سکتا ہے کوئی حرج نہیں اور بیٹا بالغ نہ ہو تو عورت کے جو اور ولی ہوں اُن کا حق ہے شوہر کا نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۷: دو یا چند شخص ایک درجہ کے ولی ہوں تو زیادہ حق اُس کا ہے جو عمر میں بڑا ہے، مگر کسی کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے ولی کے سوا کسی اور سے بغیر اُس کی اجازت کے پڑھوا دے اور اگر ایسا کیا یعنی خود نہ پڑھائی اور کسی اور کو اجازت دے دی تو دوسرے ولی کو منع کا اختیار ہے، اگرچہ یہ دوسرا ولی عمر میں چھوٹا ہو اور اگر ایک ولی نے ایک شخص کو اجازت دی، دوسرے نے دوسرے کو تو جس کو بڑے نے اجازت دی وہ اولیٰ ہے۔(11)

مسئلہ ۱۸: میّت نے وصیت کی تھی کہ میری نماز فلاں پڑھائے یا مجھے فلاں شخص غسل دے تو یہ وصیت باطل ہے یعنی اس وصیت سے ولی کا حق جاتا نہ رہے گا، ہاں ولی کو اختیار ہے کہ خود نہ پڑھائے اُس سے پڑھوا دے۔(12)

مسئلہ ۱۹: ولی کے سوا کسی ایسے نے نماز پڑھائی جو ولی پر مقدم نہ ہو اور ولی نے اُسے اجازت بھی نہ دی تھی تو اگر ولی نماز میں شریک نہ ہوا تو نماز کا اعادہ کر سکتا ہے اور اگر مردہ دفن ہو گیا ہے تو قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر وہ ولی پر

(6) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، الجزء الاول، ص ۱۳۶

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۳

(8) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: تعظیم الخ، ج ۳، ص ۱۴۱۔۱۴۴

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۳

(10) المرجع السابق

(11) المرجع السابق

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج ۱، ص ۱۶۳، وغیرہ

مقدم ہے جیسے بادشاہ و قاضی و امام محلہ کہ ولی سے افضل ہو تو اب ولی نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا اور اگر ایک ولی نے نماز پڑھا دی تو دوسرے اولیا اعادہ نہیں کر سکتے اور ہر صورت اعادہ میں جو شخص پہلی نماز میں شریک نہ تھا وہ ولی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اور جو شخص شریک تھا وہ ولی کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا ہے کہ جنازہ کی دومرتبہ نماز ناجائز ہے سوا اس صورت کے کہ غیر ولی نے بغیر اذن ولی پڑھائی۔(13)

مسئلہ ۲۰: جن چیزوں سے تمام نمازیں فاسد ہوتی ہیں نماز جنازہ بھی اُن سے فاسد ہو جاتی ہے سوا ایک بات کے کہ عورت مرد کے محاذی ہو جائے تو نماز جنازہ فاسد نہ ہوگی۔(14)

مسئلہ ۲۱: مستحب یہ ہے کہ میّت کے سینہ کے سامنے امام کھڑا ہو اور میّت سے دُور نہ ہو میّت خواہ مرد ہو یا عورت بالغ ہو یا نابالغ یہ اُس وقت ہے کہ ایک ہی میّت کی نماز پڑھانی ہو اور اگر چند ہوں تو ایک کے سینہ کے مقابل اور قریب کھڑا ہو۔(15)

مسئلہ ۲۲: امام نے پانچ تکبیریں کہیں تو پانچویں تکبیر میں مقتدی امام کی متابعت نہ کرے بلکہ چُپ کھڑا رہے جب امام سلام پھیرے تو اُس کے ساتھ سلام پھیر دے۔(16)

مسئلہ ۲۳: بعض تکبیریں فوت ہوگئیں یعنی اُس وقت آیا کہ بعض تکبیریں ہو چکی ہیں تو فوراً شامل نہ ہو اس وقت ہو جب امام تکبیر کہے اور اگر انتظار نہ کیا بلکہ فوراً شامل ہو گیا تو امام کے تکبیر کہنے سے پہلے جو کچھ ادا کیا اُس کا اعتبار نہیں، اگر وہیں موجود تھا مگر تکبیر تحریمہ کے وقت امام کے ساتھ اللہ اکبر نہ کہا، خواہ غفلت کی وجہ سے دیر ہوئی یا ہنوز نیّت ہی کرتا رہ گیا تو یہ شخص اس کا انتظار نہ کرے کہ امام دوسری تکبیر کہے تو اُس کے ساتھ شامل ہو بلکہ فوراً ہی شامل ہو جائے۔(17)

مسئلہ ۲۴: مسبوق یعنی جس کی بعض تکبیریں فوت ہوگئیں وہ اپنی باقی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ دُعائیں پڑھے گا تو پوری کرنے سے پہلے لوگ میّت کو کندھے تک اٹھالیں گے تو صرف تکبیریں کہہ لے دُعائیں چھوڑ دے۔(18)

---

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۶۳
والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۴۴، وغیرھما

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۶۴

(15) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: ھل یسقط فرض الخ، ج۳، ص۱۳۴

(16) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۳۱

(17) غنیۃ المتملي، فصل في الجنائز، ص۵۸۷

(18) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۳۶

مسئلہ ۲۵: لاحق یعنی جو شروع میں شامل ہوا مگر کسی وجہ سے درمیان کی بعض تکبیریں رہ گئیں مثلاً پہلی تکبیر امام کے ساتھ کہی، مگر دوسری اور تیسری جاتی رہیں تو امام کی چوتھی تکبیر سے پیشتر یہ تکبیریں کہہ لے۔(19)

مسئلہ ۲۶: چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آیا تو جب تک امام نے سلام نہ پھیرا شامل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار اللہ اکبر کہہ لے۔(20)

مسئلہ ۲۷: کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتا ہے یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیت کر لے اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھے اور اس صورت میں یعنی جب علیحدہ علیحدہ پڑھے تو اُن میں جو افضل ہے اس کی پہلے پڑھے پھر اس کی جو اُس کے بعد سب میں افضل ہے وعلٰی ھذا القیاس۔(21)

مسئلہ ۲۸: چند جنازے کی ایک ساتھ پڑھائی تو اختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں یعنی سب کا سینہ امام کے مقابل ہو یا برابر برابر رکھیں یعنی ایک کی پائنتی یا سرہانے دوسرے کو اور اس دوسرے کی پائنتی یا سرہانے تیسرے کو وعلٰی ھذا القیاس۔ اگر آگے پیچھے رکھے تو امام کے قریب اس کا جنازہ ہو جو سب میں افضل ہو پھر اُس کے بعد جو افضل ہو وعلٰی ھذا القیاس۔

اور اگر فضیلت میں برابر ہوں تو جس کی عمر زیادہ ہو اسے امام کے قریب رکھیں یہ اس وقت ہے کہ سب ایک جنس کے ہوں اور اگر مختلف جنس کے ہوں تو امام کے قریب مرد ہو اس کے بعد لڑکا پھر خنثٰی پھر عورت پھر مراہقہ یعنی نماز میں جس طرح مقتدیوں کی صف میں ترتیب ہے، اس کا عکس یہاں ہے اور اگر آزاد و غلام کے جنازے ہوں تو آزاد کو امام سے قریب رکھیں گے اگرچہ نابالغ ہو، اُس کے بعد غلام کو اور کسی ضرورت سے ایک ہی قبر میں چند مُردے دفن کریں تو ترتیب عکس کریں یعنی قبلہ کو اُسے رکھیں جو افضل ہے جب کہ سب مرد یا سب عورتیں ہوں، ورنہ قبلہ کی جانب مرد کو رکھیں پھر لڑکے پھر خنثٰی پھر عورت پھر مراہقہ کو۔(22)

مسئلہ ۲۹: ایک جنازہ کی نماز شروع کی تھی کہ دوسرا آگیا تو پہلے کی پوری کر لے اور اگر دوسری تکبیر میں دونوں کی نیت کر لی، جب بھی پہلے ہی کی ہوگی اور اگر صرف دوسرے کی نیت کی تو دوسرے کی ہوگی اس سے فارغ ہو کر پہلے کی

پھر پڑھے۔(23)

مسئلہ ۳۰: نماز جنازہ میں امام بے وضو ہوگیا اور کسی کو اپنا خلیفہ کیا تو جائز ہے۔(24)

مسئلہ ۳۱: میت کو بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اس کی قبر پر نماز پڑھیں، جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور مٹی نہ دی گئی ہو تو نکالیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں اور قبر پر نماز پڑھنے میں دنوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں کہ کتنے دن تک پڑھی جائے کہ یہ موسم اور زمین اور میت کے جسم و مرض کے اختلاف سے مختلف ہے، گرمی میں جلد پھٹے گا اور جاڑے میں بدیر تر یا شور زمین میں جلد خشک اور غیر شور میں بدیر فربہ جسم جلد لاغر دیر میں۔(25)

مسئلہ ۳۲: کوئیں میں گر کر مر گیا یا اوس کے اوپر مکان گر پڑا اور مردہ نکالا نہ جا سکا تو اُسی جگہ اُس کی نماز پڑھیں اور دریا میں ڈوب گیا اور نکالا نہ جا سکا تو اس کی نماز نہیں ہو سکتی کہ میّت کا مصلّی کے آگے ہونا معلوم نہیں۔(26)

مسئلہ ۳۳: مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہِ تحریمی ہے، خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر، سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض، کہ حدیث میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی۔(27)

---

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۶۵

(24) المرجع السابق

(25) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: تعظیم أولی الامر واجب، ج۳، ص۱۴۶

(26) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: تعظیم أولی الامر واجب، ج۳، ص۱۴۷

(27) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اب عبارتِ علماء سُنیے۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

کرھت تحریما وقیل تنزیھافی مسجد جماعۃ ھوای المیت فیہ وحدہ او مع القوم واختلف فی الخارجۃ عن المسجد وحدہ او مع بعض القوم والمختار الکراھۃ مطلقا خلاصۃ[۱]۔

مکروہ تحریمی --- اور کہا گیا کہ تنزیہی ہے مسجد جماعت میں، جس میں تنہا میت ہو یا پڑھنے والوں کے ساتھ ہو، اور اس جنازہ کے بارے میں اختلاف ہے جو تنہا یا بعض لوگوں کے ساتھ بیرونِ مسجد ہو، اور مختار یہ ہے کہ مطلقاً مکروہ ہے۔ خلاصہ۔(ت)

([۱] درمختار باب صلوۃ الجنازۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۲۳)

ردالمحتار میں ہے:

مطلقا ای فی جمیع الصور المتقدمۃ کما فی الفتح عن الخلاصۃ وفی مختارات النوازل سواء کان المیت فیہ اوخارجہ وظاھر الروایۃ. وفی روایۃ لایکرہ اذاکان المیت خارج المسجد[۲]۔

مطلقاً یعنی گزشتہ تمام صورتوں میں، جیسا کہ فتح القدیر میں خلاصہ سے منقول ہے۔ اور مختارات النوازل میں ہے کہ خواہ میت مسجد کے ←

....

اندر ہو یا باہر، یہی ظاہر الروایۃ ہے-- اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب میت مسجد کے باہر ہو تو مکروہ نہیں۔(ت)

(۲؎ ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنازۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۲۵)

اشباہ میں ہے:

منع ادخال المیت فیہ والصحیح ان المنع لصلاۃ الجنازۃ وان لم یکن المیت فیہ الا لعذر مطر ونحوہ ۱؎۔

مسجد میں میت کو لے جانا منع ہے اور صحیح یہ ہے کہ ممانعت نماز جنازہ کی وجہ سے ہے، اگرچہ میت مسجد کے اندر نہ ہو، مگر بارش وغیرہ کا عذر ہو تو رخصت ہے۔(ت) (۱؎ الاشباہ والنظائر القول فی احکام المسجد مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیہ کراچی ۲/ ۲۳۰)

بحرالرائق میں بعد بیان مذہب مختار فرمایا:

وقیل لایکرہ اذا کان المیت خارج المسجد وھو مبنی علی ان الکراھۃ الاحتمال تلویث المسجد والاول ھو الاوفق لاطلاق الحدیث کذا فی الفتح القدیر ۲؎۔

اور کہا گیا کہ جب میت مسجد کے باہر ہو تو مکروہ نہیں، اس قول کی بنیاد اس پر ہے کہ کراہت کا حکم آلودگی مسجد کے احتمال کی وجہ سے ہے، اور پہلا قول ہی اطلاقِ حدیث کے مطابق ہے۔ایسا ہی فتح القدیر میں ہے۔(ت)

(۲؎ بحرالرائق فصل السلطان احق بصلاتہ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۱۸۷)

ہدایہ میں ہے:

لایصلی علی میت فی مسجد جماعۃ لقول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا اجر لہ ولانہ بنی لاداء المکتوب ولانہ یحتمل تلویث المسجد وفیما اذا کان المیت خارج المسجد اختلف المشائخ ۳؎۔

مسجدِ جماعت میں کسی میت کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے اجر نہیں-- اور اس لئے کہ مسجد فرض نمازوں کی ادائگی کے لئے بنی ہے اور اس لئے اس میں مسجد کی آلودگی کا احتمال ہے۔اور ہدایہ ہی میں ہے: جب میت مسجد کے باہر ہو تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔(ت)

(۳؎ الہدایۃ فصل فی الصلوٰۃ علی المیت مطبوعہ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/ ۱۶۱)

مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی سے حلیہ میں ہے: عندنا اذا کانت الجنازۃ خارج المسجد لم یکرہ ان یصلی الناس علیہا فی المسجد انما الکرھۃ فی ادخال الجنازۃ فی المسجد ۱؎۔ جب جنازہ مسجد کے باہر ہو تو ہمارے نزدیک یہ مکروہ نہیں کہ لوگ مسجد کے اندر اس کی نماز پڑھیں کراہت اسے مسجد کے اندر داخل کرنے ہی کی صورت میں ہے۔(ت)

(۱؎ کتاب المبسوط باب غسل المیت مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۶۸)

برجندی شرح نقایہ میں ہے:

←

شارع عام اور دوسرے کی زمین پر نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔(28) یعنی جب کہ مالک زمین منع کرتا ہو۔
مسئلہ ۳۴: جمعہ کے دن کسی کا انتقال ہوا تو اگر جمعہ سے پہلے تجہیز و تکفین ہو سکے تو پہلے ہی کر لیں، اس خیال سے روک رکھنا کہ جمعہ کے بعد مجمع زیادہ ہوگا مکروہ ہے۔(29)
مسئلہ ۳۵: نماز مغرب کے وقت جنازہ آیا تو فرض اور سنتیں پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں۔ یوہیں کسی اور فرض نماز

کرهت صلوة الجنازة فی مسجد جماعة اتفاقا اذا وضعت الجنازة فیه ولو وضع خارجه اختلف المشائخ فیه وذلك لان علة الکراهة اما توهم التلوث او کون المسجد مبنیا لاداء المکتوبة ۲ ـ اه ملخصا۔
مسجد جماعت میں جنازہ رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہے، اور اگر جنازہ باہر رکھا ہو تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ یہ اختلاف اس لئے ہے کہ کراہت کی علت آلودگی مسجد کا احتمال ہے یا یہ کہ مسجد فرائض وقتیہ کی ادائیگی کے لئے بنی ہے اھ بہ تلخیص (ت)
(۲ ـ شرح النقایۃ للبرجندی فصل فی صلوۃ الجنائز مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ ۱/۱۸۱)

شرنبلالیہ میں ہے:
قوله (یعنی الغرر) کرهت فی مسجد هو فیه اقول والکراهة هنا باتفاق اصحابنا کما فی العنایة ۳ ـ
عبارت غرر (مسجد میں جنازہ رکھا ہو تو اس میں جنازہ مکروہ) میں کہتا ہوں یہاں کراہت پر ہمارے مشائخ کا اتفاق ہے، جیسا کہ عنایہ میں ہے۔(ت) (۳ ـ غنیۃ ذوی الاحکام حاشیہ درر الحکام باب الجنائز مطبوعہ احمد کامل الکائنہ دار السعادت بیروت ۱/۱۶۵)
عبارات یہاں بکثرت ہیں وفیما نقلناہ کفایۃ وقد ظہر بہ کل ما القینا علیک (اور جس قدر ہم نے نقل کر دیا وہ کافی ہے، اور اس سے وہ ساری باتیں واضح ہوگئیں جو ہم نے بیان کیں۔ت) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۲۵۹۔ ۲۶۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
(28) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی کراھۃ صلاۃ الجنازۃ فی المسجد، ج ۳، ص ۱۴۸
(29) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
جنائز پر تکثیر جماعت قطعاً مطلوب ہے، مگر اس کے لئے تاخیر محبوب نہیں، جیسے بعض لوگ میت جمعہ کے دن دفن و نماز میں تاخیر کرتے ہیں تاکہ بعد میں جماعت عظیم شریک جماعت جنازہ ہو۔
تنویر الابصار میں ہے:
کرہ تاخیر صلاته ودفنه لیصلی علیه جمع عظیم بعد صلاة الجمعة ۱ ـ
اس خیال سے کہ نماز جمعہ کے بعد ایک عظیم جماعت نماز جنازہ میں شریک ہوگی نماز جنازہ اور دفن میں تاخیر کرنا مکروہ ہے۔(ت)
(۱ ـ دُرمختار شرح تنویر الابصار باب صلوۃ الجنائز مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۴)
غرض شرع مطہر میں تعجیل تجہیز بتاکید تمام مطلوب اور بے ضرورت شرعیہ اس کی تاخیر سے ممانعت۔
(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۳۴۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کے وقت جنازہ آئے اور جماعت طیار ہو تو فرض و سنت پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں، بشرطیکہ نماز جنازہ کی تاخیر میں جسم خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔(30)

مسئلہ ۳۶: نماز عید کے وقت جنازہ آیا تو پہلے عید کی نماز پڑھیں پھر جنازہ پھر خطبہ اور گہن کی نماز کے وقت آئے تو پہلے جنازہ پھر گہن کی۔(31)

مسئلہ ۳۷: مسلمان مرد یا عورت کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اُس کو غسل و کفن دیں گے اور اس کی نماز پڑھیں گے، ورنہ اُسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے، اُس کے لیے غسل و کفن بطریق مسنون نہیں اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی، یہاں تک کہ سر جب باہر ہوا تھا اس وقت چیختا تھا مگر اکثر حصہ نکلنے سے پیشتر مر گیا تو نماز نہ پڑھی جائے، اکثر کی مقدار یہ ہے کہ سر کی جانب سے ہو تو سینہ تک اکثر ہے اور پاؤں کی جانب سے ہو تو کمر تک۔(32)

مسئلہ ۳۸: بچہ کی ماں یا جنائی نے زندہ پیدا ہونے کی شہادت دی تو اس کی نماز پڑھی جائے، مگر وراثت کے بارے میں اُن کی گواہی نامعتبر ہے یعنی بچہ اپنے باپ فوت شدہ کا وارث نہیں قرار دیا جائے گا نہ بچہ کی وارث اُس کی ماں ہوگی، یہ اس وقت ہے کہ خود باہر نکلا اور کسی نے حاملہ کے شکم پر ضرب لگائی کہ بچہ مرا ہوا باہر نکلا تو وارث ہوگا اور وارث بنائے گا۔(33)

مسئلہ ۳۹: بچہ زندہ پیدا ہوا یا مُردہ اُس کی خلقت تمام ہو یا ناتمام بہر حال اس کا نام رکھا جائے اور قیامت کے دن اُس کا حشر ہوگا۔(34)

مسئلہ ۴۰: کافر کا بچہ دارالحرب میں اپنی ماں یا باپ کے ساتھ یا بعد میں قید کیا گیا پھر وہ مر گیا اور اُس کے ماں باپ میں سے اب تک کوئی مسلمان نہ ہوا تو اسے نہ غسل دیں گے نہ کفن، خواہ دارالحرب ہی میں مرا ہو یا دارالاسلام میں اور اگر تنہا دارالاسلام میں اُسے لائیں یعنی اُس کے ماں باپ میں سے کسی کو قید کر کے نہ لائے ہوں نہ وہ بطور خود بچہ کے

(30) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: فیما یترجح تقدیمہ من صلاۃ عید وجنازۃ الخ، ج ۳، ص ۵۲۔ ۵۳
والفتاوی الرضویۃ، ج ۹، ص ۱۸۳۔ ۱۸۴

(31) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳، ص ۵۲
والجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الکسوف، ص ۱۲۴

(32) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: مہم اذا قال الخ، ج ۳، ص ۱۵۲۔ ۱۵۴

(33) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: مہم اذا قال الخ، ج ۳، ص ۱۵۲

(34) المرجع السابق، ص ۱۵۴

لانے سے پہلے ذمی بن کر آئے تو اسے غسل وکفن دیں گے اور اُس کی نماز پڑھی جائے گی، اگر اس نے عاقل ہو کر کفر اختیار نہ کیا۔ (35)

مسئلہ ۴۱: کافر کے بچہ کو قید کیا اور ابھی وہ دار الحرب ہی میں تھا کہ اُس کا باپ دار الاسلام میں آکر مسلمان ہو گیا تو بچہ مسلمان سمجھا جائے گا یعنی اگرچہ دار الحرب میں مرجائے، اسے غسل وکفن دیں گے اس کی نماز پڑھیں گے۔ (36)

مسئلہ ۴۲: بچہ کو ماں باپ کے ساتھ قید کر لائے اور ان میں سے کوئی مسلمان ہو گیا یا وہ بچہ سمجھ وال تھا، خود مسلمان ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں وہ مسلمان سمجھا جائے گا۔ (37)

مسئلہ ۴۳: کافر کے بچہ کو ماں باپ کے ساتھ قید کیا مگر وہ دونوں وہیں دار الحرب میں مر گئے تو اب مسلمان سمجھا جائے، مجنون بالغ قید کیا گیا تو اس کا حکم وہی ہے جو بچہ کا ہے۔ (38)

مسئلہ ۴۴: مسلمان کا بچہ کافرہ سے پیدا ہوا اور وہ اُس کی منکوحہ نہ تھی، یعنی وہ بچہ زنا کا ہے تو اُس کی نماز پڑھی جائے۔ (39)

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۵۹
والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۵۵، وغیرہما

(36) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: مہم اذا قال الخ، ج۳، ص۱۵۵

(37) تنویر الابصار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۵۵۔۱۵۷

(38) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: مہم اذا قال الخ، ج۳، ص۱۵۷

(39) ردالمحتار

قبر و دفن کا بیان

مسئلہ ۱: میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میت کو زمین پر رکھ دیں اور چاروں طرف سے دیواریں قائم کر کے بند کر دیں۔(1)

مسئلہ ۲: جس جگہ انتقال ہوا اسی جگہ دفن نہ کریں کہ یہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے لیے خاص ہے بلکہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں، مقصد یہ کہ اس کے لیے کوئی خاص مدفن نہ بنایا جائے میت بالغ ہو یا نابالغ۔(2)

مسئلہ ۳: قبر کی لنبائی میت کے قد برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم نصف قد کی اور بہتر یہ کہ گہرائی بھی قد برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو۔(3) اس سے مراد یہ کہ لحد یا صندوق اتنا ہو، یہ نہیں کہ جہاں سے کھودنی شروع کی وہاں سے آخر تک یہ مقدار ہو۔

مسئلہ ۴: قبر دو قسم ہے، لحد کہ قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جگہ کھودیں اور صندوق وہ جو ہندوستان میں عموماً رائج ہے، لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی کریں اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں۔(4)

مسئلہ ۵: قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔(5)

مسئلہ ۶: تابوت کہ میت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ ہے، مگر جب ضرورت ہو مثلاً

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۵

ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۶۳

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

بلکہ ہر مسلمان کا کفن دفن مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے جب ایک شخص میں منحصر ہو جائے فرض عین ہو جائے گا۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۶۱۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۶۶

(3) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۶۴

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۵

(5) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۶۴

زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں اور اس صورت میں تابوت کے مصارف اس میں سے لیے جائیں جو میت نے مال چھوڑا ہے۔(6)

مسئلہ ۷: اگر تابوت میں رکھ کر دفن کریں تو سنت یہ ہے کہ اس میں مٹی بچھا دیں اور دہنے بائیں خام (کچی) اینٹیں لگا دیں اور اوپر کہگل (مٹی کی لپائی) کر دیں غرض یہ کہ اندر کا حصہ مثل لحد کے ہوجائے اور لوہے کا تابوت مکروہ ہے اور قبر کی زمین نم ہو تو دھول بچھا دینا سنت ہے۔(7)

مسئلہ ۸: قبر کے اس حصہ میں کہ میت کے جسم سے قریب ہے، پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔(8)

مسئلہ ۹: قبر میں اترنے والے دو تین جو مناسب ہوں کوئی تعداد اس میں خاص نہیں اور بہتر یہ کہ قوی و نیک و امین ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔(9)

---

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶

والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۶۵، وغیرھما

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

تابوت میں دفن کرنا مکروہ وخلاف سنت ہے مگر اس حالت میں کہ وہاں زمین بہت نرم ہو تو حفاظت کے لئے حرج نہیں کما فی الھندیہ وغیرہا (جیسا کہ ہندیہ وغیرہ میں ہے۔ت) (فتاوی رضویہ، جلد۹، ص۲۶۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(7) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، ج۳، ص۱۶۵

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶، وغیرہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اقول وفیہ(۱) ماقدمنا لکن الکراھۃ ھھنا واضحۃ فقد کرہ الأجر فی القبر مما یلی المیت لاثر النار کما فی البدائع وغیرھا فھذا اولی بوجوہ کما لایخفی علی من اعتبر فجزاہ اللہ تعالٰی خیرا کثیرا فی جنات الفردوس کمانبہ علی ھذہ الفائدۃ الفازۃ۔

میں کہتا ہوں اس پر وہ اعتراض ہے جو ہم نے ذکر کیا، لیکن کراہت یہاں واضح ہے، کیونکہ آگ میں پکی ہوئی اینٹ قبر میں میت سے لگا کر استعمال کرنا ممنوع ہے کیونکہ اس میں آگ کا اثر ہوتا ہے، جیسا کہ بدائع وغیرہ میں ہے تو یہ بطریق اولی مکروہ ہے کئی وجوہ سے جیسا کہ عبرت حاصل کرنے والے پر مخفی نہیں اللہ تعالٰی اسے جنۃ الفردوس میں خیر کثیر عطا فرمائے جیسا کہ اس عمدہ فائدہ میں تنبیہ کی گئی ہے۔(ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۴، ص ۸۷۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶

مسئلہ ۱۰: جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے، یوں نہیں کہ قبر کی پائنتی رکھیں اور سر کی جانب سے قبر میں لائیں۔(10)

مسئلہ ۱۱: عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں مضایقہ نہیں۔(11)

مسئلہ ۱۲: میّت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دُعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ.

اور ایک روایت میں بِسْمِ اللّٰهِ کے بعد وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بھی آیا ہے۔(12)

مسئلہ ۱۳: میّت کو دہنی طرف کروٹ پر لٹائیں اور اس کا مونھ قبلہ کو کریں، اگر قبلہ کی طرف مونھ کرنا بھول گئے تختہ لگانے کے بعد یاد آیا تو تختہ ہٹا کر قبلہ رُو کر دیں اور مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو نہیں۔ یوہیں اگر بائیں کروٹ پر رکھا یا جدھر سرہانا ہونا چاہیے ادھر پاؤں کیے تو اگر مٹی دینے سے پہلے یاد آیا ٹھیک کر دیں ورنہ نہیں۔(13)

مسئلہ ۱۴: قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھولی تو حرج نہیں۔(14)

مسئلہ ۱۵: قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کریں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے، تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اُسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں، صندوق کا بھی یہی حکم ہے۔(15)

مسئلہ ۱۶: عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں، مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں البتہ اگر مینھ وغیرہ کوئی عذر ہو تو چھپانا جائز ہے، عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے۔(16)

---

(10) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۶۶، وغیرہ

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶

(12) تنویر الابصار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۶۶
والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶

(13) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۶۷
والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶

(14) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۴۰

(15) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۶۷

(16) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۶۸
والجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۴۰

مسئلہ ۱۷: تختے لگانے کے بعد مٹی دی جائے مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔

پہلی بار کہیں: مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ. (17)

دوسری بار: وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ. (18)

تیسری بار: وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى. (19)

یا پہلی بار: اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ. (20)

دوسری بار: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَآءِ لِرُوْحِهٖ. (21)

تیسری بار: اَللّٰهُمَّ زَوِّجْهُ مِنْ حُوْرِ الْعِيْنِ. (22)

اور میت عورت ہو تو،

تیسری بار یہ کہیں: اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهَا الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ. (23)

باقی مٹی ہاتھ یا کھرپی یا پھوڑے وغیرہ جس چیز سے ممکن ہو قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اُس سے زیادہ ڈالنا

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

جنازہ زنان پر چھتری یا گہوارہ بنا کر غلاف و پردہ ڈالنا مستحب و ماثور ہے، ایسا ہی چاہئے، اور جنازہ مرداں میں نہ اس کی حاجت نہ سلف سے عادت۔ ہاں بارش یا دھوپ وغیرہ کی شدت سے بچانے کو بنائیں تو کچھ حرج نہیں، فی کشف الغطاء (کشف الغطاء میں ہے):

اولٰی آنست کہ پوشیدہ شود جنازہ زنان را و مستحسن داشتہ اند گرفتن صندوق را برائے وے نہ برائے مرد۔ مگر آن کہ ضرورتے داعی باشد چون خوفِ باران و برف و شدتِ گرما و نحو آن ا ھ۔ (۱ ے کشف الغطاء فصل پنجم مطبع احمدی دہلی ص ۳۲)

عورتوں کے جنازہ کو چھپا دینا بہتر ہے اور اس کے لئے صندوق بنانا علماء نے مستحسن قرار دیا ہے مرد کے لئے نہیں، مگر یہ کوئی ضرورت داعی ہو بارش اور برف کا اندیشہ ہو یا سخت گرمی وغیرہ ہو۔ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۱۳۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(17) اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا۔

(18) اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے۔

(19) اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔

(20) اے اللہ (عزوجل)! زمین کو اس کے دونوں پہلوؤں سے کشادہ کر۔ عورت کے لئے ضمیر مؤنث ہو جَنْبَيْهَا، لِرُوْحِهَا۔

(21) اے اللہ (عزوجل)! اس کی روح کیلئے آسمان کے دروازے کھول دے۔

(22) اے اللہ (عزوجل)! حورعین کو اس کی زوجہ کر دے۔

(23) اے اللہ (عزوجل)! اپنی رحمت سے تو اس کو جنت میں داخل کر دے۔

مکروہ ہے۔(24)

مسئلہ ۱۸: ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے، اسے جھاڑ دیں یا دھوڈالیں اختیار ہے۔

مسئلہ ۱۹: قبر چوکھونٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان اور اس پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے اور قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ خفیف زیادہ۔(25)

مسئلہ ۲۰: جہاز پر انتقال ہوا اور کنارہ قریب نہ ہو، تو غسل وکفن دے کر نماز پڑھ کر سمندر میں ڈبودیں۔(26)

مسئلہ ۲۱: علما وسادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جائے۔(27)

---

(24) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۴۱

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص ۱۶۶

(25) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص ۱۶۶

ودرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، ج۳، ص ۱۶۸

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ایک بالشت یا کچھ زائد۔ فی الدرالمختار یسنم قدر شبر ۴ ـ فی ردالمحتار او اکثر شیئا قلیلا بدائع ۵ ـ۔ ایک بالشت کی مقدار کوہان کی طرح بنادی جائے (درمختار) یا کچھ زیادہ کردی جائے، بدائع (ردالمحتار) (ت)

(۴ ـ درمختار باب صلوۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۲۵) (۵ ـ ردالمحتار باب صلوۃ الجنائز ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر ۱/ ۶۰۱)

زیادہ فاحش بلندی مکروہ ہے۔ حلیہ میں ہے:

تحمل الکراھۃ علی الزیادۃ الفاحشۃ وعدمھا علی القلیلۃ المبلغۃ لہ مقدار اربع اصابع اوما فوقہ قلیل ۶ ـ۔ واللہ تعالٰی اعلم (۶ ـ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

کراہت بہت زیادہ اونچی کرنے پر محمول ہے، اور عدم کراہت قلیل زیادتی پر جو ایک بالشت کی مقدار ہو یا اس سے کچھ زائد۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۵۲۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(26) ردالمحتار المرجع السابق، ص ۱۶۵ وغنیۃ المستملی، فصل فی الجنائز، ص ۶۰۷

(27) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، ج۳، ص ۱۶۹

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

لاجرم ائمہ کرام نے گرد قبور علماء ومشائخ قدست اسرارہم اباحت بنا کی تصریح فرمائی۔ علامہ طاہر فتنی بعد عبارت مذکورہ فرماتے ہیں:

وقد اباح السلف ان یبنی علی قبر المشائخ والعلماء المشاھیر لیزورھم الناس ویستریحوا بالجلوس فیہ ۱ ـ۔

سلف نے مشہور علماء ومشائخ کی قبروں پر عمارت بنانے کی اجازت دی ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت کو آئیں اور اس میں بیٹھ کر ←

یعنی اندر سے پختہ نہ کی جائے اور اگر اندر خام ہو، اوپر سے پختہ تو حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۲: اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لیے کچھ لکھ سکتے ہیں، مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو، ایسے مقبرہ میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں۔(28)

آرام پائیں۔(ت) (۱؎ مجمع بحار الانوار تحت لفظ شرف منشی نولکشور لکھنؤ ۲ / ۱۸۷)

بعینہ اسی طرح علامہ علی قاری مکی نے بعد عبارت مسطورہ ذکر فرمایا کہ وقد اباح السلف البناء ۲؎ الخ (سلف نے علماء ومشائخ کی قبور پر عمارت بنانے کی اجازت کی ہے۔ت) (۲؎ مرقاۃ شرح مشکوۃ باب دفن المیت مکتبہ امدادیہ ملتان ۴ / ۶۹)

کشف الغطاء میں ہے: در مطالب المومنین گفتہ کہ مباح کردہ اند سلف بناء را بر قبر مشائخ علمائے مشہور تا مردم زیارت کنند واستراحت نمایند بجلوس در آں ولیکن اگر برائے زینت کنند حرام است ودر مدینہ مطہرہ بنائے قبہا بر قبور اصحاب در زمان پیش کردہ اند ظاہر آنست کہ آں تجویز آں وقت باشد و بر مرقد منور آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نیز قبہ عالی ست ۳؎۔ مطالب المومنین میں لکھا ہے کہ سلف نے مشہور علماء و مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانا مباح رکھا ہے تاکہ لوگ زیارت کریں اور اس میں بیٹھ کر آرام لیں، لیکن اگر زینت کے لیے بنائیں تو حرام ہے مدینہ منورہ میں صحابہ کی قبروں پر اگلے زمانے میں قبے تعمیر کیے گئے ہیں، ظاہر یہ ہے کہ اس وقت جائز قرار دینے سے ہی یہ ہوا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مرقدِ انور پر بھی ایک بلند قبہ ہے۔(ت) (۳؎ کشف الغطاء باب دفن میت مطبع احمدی دہلی ص ۵۵)

نور الایمان میں ہے:

قد نقل الشیخ الدھلوی فی مدارج عن مطالب المومنین ان السلف اباحوا ان یبنی علی قبر المشائخ والعلماء المشھورین قبۃ لیحصل الاستراحۃ الزائرین ویجلسون فی ظلھا وھکذا فی المفاتیح شرح المصابیح وقد جوزہ اسمٰعیل الزاھدی الذی من مشاھیر الفقھاء ۴؎۔

(۴؎ مدارج النبوۃ بحوالہ مطالب المومنین وصل در نماز جنازہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ / ۴۲۰)

شیخ محقق دہلوی نے مدارج النبوۃ میں مطالب المومنین سے نقل کیا ہے کہ سلف نے مشہور مشائخ وعلماء کی قبروں پر قبے تعمیر کرنا جائز ومباح رکھا ہے تاکہ زائرین کو آرام ملے اور اس کے سائے میں بیٹھ سکیں، اسی طرح مفاتیح شرح مصابیح میں بھی ہے اور مشاہیر فقہاء میں سے اسمٰعیل زاہدی نے بھی اسے جائز قرار دیا ہے۔(ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۴۱۷۔۴۱۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(28) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۷۰
والجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۴۱

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

صالحین کے قریب دفن کرنا چاہئے کہ ان کے قرب کی برکت اسے شامل ہوتی ہے۔ اگر معاذ اللہ مستحق عذاب بھی ہوجاتا ہے تو وہ شفاعت کرتے ہیں، وہ رحمت کہ ان پر نازل ہوتی ہے اسے بھی گھیر لیتی ہے،

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

←

مسئلہ ۲۳: مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقر کا اوّل و آخر پڑھیں سرہانے الٓمٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور پائنتی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورت تک پڑھیں۔ (29)

مسئلہ ۲۴: دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے، کہ ان کے رہنے سے میّت کو اُنس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوتِ قرآن اور میت کے لیے دُعا و استغفار کریں اور یہ دُعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔ (30)

مسئلہ ۲۵: ایک قبر میں ایک سے زیادہ بلاضرورت دفن کرنا جائز نہیں اور ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں، مگر دو میتوں

ادفنوا موتاکم وسط قوم صالحین ۲۔ اپنے اموات کو اچھے لوگوں کے درمیان دفن کرو۔

(۲۔ الموضوعات لابن جوزی باب دفن المیّت فی جوار الصالحین دار الفکر بیروت ۳/ ۲۳۷)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم ۳۔ ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا۔

(۳۔ المدخل لابن الحاج صفۃ القبور دار الکتاب العربیہ بیروت ۳/ ۲۶۹)

اور اگر صالحین کا قرب میسر نہ ہو تو اس کے عزیزوں قریبوں کے قریب دفن کریں کہ جس طرح دنیا کی زندگی میں آدمی اپنے اعزا کے قرب سے خوش ہوتا ہے اور ان کی جدائی سے ملول، اسی طرح بعد موت بھی۔ ہم ابھی حدیث وفقہ کو ذکر کر آئے کہ مردے کو ہر اس بات سے ایذا ہوتی ہے جس سے زندہ کو۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل (اور ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۳۸۴۔۳۸۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(29) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۴۱، وغیرہ

(30) المرجع السابق

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

صحیح مسلم شریف میں ہے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ وہ بھی صحابی ہیں نزع میں فرمایا:

اذا دفنتمونی فشنوا علی التراب شنا ثم اقیموا حول قبری قدر ما تنحر جزور ویقسم لحمھا حتی استانس بکم وانظر ماذا اراجع بہ رسل ربی ا۔ (ا۔ صحیح مسلم باب کون الاسلام یہدم ما قبلہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۷۶)

جب مجھے دفن کر چکو مجھ پر تھم تھم کر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرے رہنا کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم ہو یہاں تک کہ میں تم سے اُنس حاصل کروں اور جان لوں کہ اپنے رب کے رسول کو کیا جواب دیتا ہوں۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۱۵۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کے درمیان مٹی وغیرہ سے آڑ کر دیں اور کون آگے ہو کون پیچھے یہ اوپر مذکور ہوا۔(31)

مسئلہ ۲۶: جس شہر یا گاؤں وغیرہ میں انتقال ہوا وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے اگرچہ یہ وہاں رہتا نہ ہو، بلکہ جس گھر میں انتقال ہوا اس گھر والوں کے قبرستان میں دفن کریں اور دو ایک میل باہر لے جانے میں حرج نہیں کہ شہر کے قبرستان اکثر اتنے فاصلے پر ہوتے ہیں اور اگر دوسرے شہر کو اس کی لاش اٹھا لے جائیں تو اکثر علما نے منع فرمایا اور یہی صحیح ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ دفن سے پیشتر لے جانا چاہیں اور دفن کے بعد تو مطلقاً نقل کرنا ممنوع ہے، سوا بعض صورتوں کے جو مذکور ہوں گی۔(32) اور یہ جو بعض لوگوں کا طریقہ ہے کہ زمین کو سپرد کرتے ہیں پھر وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے اور رافضیوں کا طریقہ ہے۔

مسئلہ ۲۷: دوسرے کی زمین میں بلا اجازتِ مالک دفن کر دیا تو مالک کو اختیار ہے خواہ اولیائے میت سے کہے اپنا مردہ نکال لو یا زمین برابر کر کے اس میں کھیتی کرے۔ یوہیں اگر وہ زمین شفعہ میں لے لی گئی یا غصب کیے ہوئے کپڑے کا کفن دیا تو مالک مردہ کو نکلوا سکتا ہے۔(33)

مسئلہ ۲۸: وقفی قبرستان میں کسی نے قبر طیار کرائی اس میں دوسرے لوگ اپنا مردہ دفن کرنا چاہتے ہیں اور قبرستان میں جگہ ہے، تو مکروہ ہے اور اگر دفن کر دیا تو قبر کھودوانے والا مردہ کو نہیں نکلوا سکتا جو خرچ ہوا ہے لے لے۔(34)

مسئلہ ۲۹: عورت کو کسی وارث نے زیور سمیت دفن کر دیا اور بعض ورثہ موجود نہ تھے ان ورثہ کو قبر کھودنے کی اجازت ہے، کسی کا کچھ مال قبر میں گر گیا مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو قبر کھود کر نکال سکتے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی درہم ہو۔(35)

مسئلہ ۳۰: اپنے لیے کفن تیار رکھے تو حرج نہیں اور قبر کھودوا رکھنا بے معنی ہے کیا معلوم کہاں مرے گا۔(36)

مسئلہ ۳۱: قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا، پاخانہ، پیشاب کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا

---

(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۷

(33) المرجع السابق، ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۷۱

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶
و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۷۱

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۷
و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۷۱

(36) الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۸۳

ناجائز ہے، خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔ (37)

(37) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶
والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۸۳

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
یہاں تک ہمارے علماء نے تصریح فرمائی، قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہو اس میں آدمیوں کو چلنا حرام ہے، فی الشامیہ عن الطحطاویۃ آخر کتاب الطہارۃ نصوا علی ان المرور فی سکۃ حادثۃ فیھا حرام ا ۔ آخر کتاب الطہارۃ شامی میں طحطاوی سے ہے علماء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہو اس پر چلنا حرام ہے۔

(۱۔ ردالمحتار فصل الاستنجاء ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر ۱/۲۲۹)

آگے لکھتے ہیں:

فاضل محقق حسن شرنبلالی اور ان کے استاذ علامہ محمد بن احمد حموی فرماتے ہیں: چلنے میں جو آواز کفش پا سے پیدا ہوتی ہے اموات کو رنج دیتی ہے۔ حیث قال فی مراقی الفلاح اخبرنی شیخی العلامۃ محمد بن احمد الحموی الحنفی رحمہ اللہ تعالی بانھم یتأذون بخفقی النعال انتھی ۳۔ اھ۔ اقول ووجھہ ماسیأتی عن العارف الترمذی رحمہ اللہ تعالی۔ اس لیے کہ مراقی الفلاح میں کہا کہ مجھے خبر دی میرے شیخ علامہ محمد بن احمد حموی حنفی رحمہ اللہ تعالی نے کہ مُردے جوتیوں کی چپل سے تکلیف محسوس کرتے ہیں اھ۔ میں کہتا ہوں اس کی دلیل عنقریب عارف ترمذی سے منقول ہو کر آئے گی۔

(۳۔ مراقی الفلاح علی حاشیۃ الطحطاوی فصل فی زیارۃ القبور نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۴۲)

آگے مزید لکھتے ہیں:

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لان امشی علی جمرۃ اوسیف اواخصف نعلی برجلیہ احب الی من ان امشی علی قبر ۲۔ رواہ ابن ماجۃ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ واسنادہ جیّد کما افاد المنذری۔

البتہ چنگاری یا تلوار پر چلنا یا جوتا پاؤں سے گانٹھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی قبر پر چلوں اسے ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا، اس کی سند عمدہ ہے جیسا کہ منذری نے افادہ کیا۔ (ت)

(۲۔ سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی النھی عن المشی علی القبور ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۳)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

لان اطاء علی جمرۃ احب الی من ان اطاء علی قبر مسلم، رواہ الطبرانی فی الکبیر باسناد حسن ۳۔ قالہ امام عبدالعظیم۔

بے شک مجھے آگ پر پاؤں رکھنا زیادہ پیارا ہے مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے سے، اسے طبرانی نے معجم کبیر میں بسند حسن روایت کیا۔ ←

مسئلہ ۳۲: اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبروں پر گزرنا پڑے گا تو وہاں تک جانا منع ہے، دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے، قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے۔ ایک شخص کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جوتے پہنے دیکھا، فرمایا: جوتے اتار دے، نہ قبر والے کو تُو ایذا دے، نہ وہ تجھے۔

مسئلہ ۳۳: قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے حافظ مقرر کرنا جائز ہے۔ (38) یعنی جب کہ پڑھنے والے اُجرت پر نہ پڑھتے ہوں کہ اُجرت پر قرآن مجید پڑھنا اور پڑھوانا ناجائز ہے، اگر اُجرت پر پڑھوانا چاہے تو اپنے کام کاج کے لیے نوکر رکھے پھر یہ کام لے۔

مسئلہ ۳۴: شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میّت کے مونھ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں، بلکہ درمختار میں کفن پر عہد نامہ لکھنے کو جائز کہا ہے اور فرمایا کہ اس سے مغفرت کی امید ہے اور میّت کے سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا جائز ہے۔ ایک شخص نے اس کی وصیّت کی تھی، انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھ دی گئی پھر کسی نے انھیں خواب میں دیکھا، حال پوچھا؟ کہا: جب میں قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی کہا تو عذاب سے بچ گیا۔ (39) یوں

جیسا کہ امام عبدالعظیم نے کہا ہے۔ (ت) (۳؎ الترغیب والترتیب الترھیب من الجلوس علی القبر الخ مصطفی البابی مصر ۴ / ۳۷۲)

آگے مزید لکھتے ہیں:

سیدی عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

قال الوالد رحمه الله تعالى فی شرح علی الدرر ویکرہ ان یوطء القبر لما روی عن ابن مسعود ؓ الخ وذکر اثر الذی رویناہ.

والد صاحب نے درر کی شرح میں فرمایا کہ قبر کا روندنا مکروہ ہے جیسا کہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے الخ، پھر آپ نے وہی اثر ذکر کیا جو ہم روایت کرچکے ہیں۔ (۳؎ حدیقہ ندیہ الصنف الثامن من الاصناف التسعۃ فی آفات الرجل نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲ / ۵۰۴)

اور محیط سے نقل فرمایا:

یکرہ ان یطاء علی القبر بالرجل ویقعد علیہ اھ قولہ یعنی بالرجل قلت فسر بذلك لئلا یحمل علی الجماع۔

(۱؎ حدیقہ ندیہ الصنف الثامن من الاصناف التسعۃ فی آفات الرجل نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲ / ۵۰۴)

قبر کو پیروں سے روندنا اور اس پر بیٹھنا مکروہ ہے اھ قلت پیروں سے روندنے کی تشریح اس لیے کردی کہ جماع پر محمول نہ کیا جائے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۴۴۵۔ ۴۴۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(38) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۸۵

(39) المرجع السابق، والفتاوی التاتارخانیۃ، کتاب الصلاۃ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۱۷۰

←

بھی ہوسکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالی

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

امام ترمذی حکیم الٰہی سیدی محمد بن علی معاصر امام بخاری نے نوادر الاصول میں روایت کی کہ خود حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من کتب ھذا الدعاء وجعله بین صدر المیت و کفنه فی رقعة لم ینله عذاب القبر ولا یری منکرا و نکیراً وھو ھذا لا اله الا الله والله اکبر لا اله الا الله وحده لا شریك له لا اله الا الله له الملك وله الحمد لا اله الا الله ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم [1]۔

جو یہ دُعا کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھ دے اُسے عذاب قبر نہ ہو نہ منکر نکیر نظر آئیں، اور وہ دعا یہ ہے: لا اله الا الله والله اکبر لا اله الا الله وحده لا شریك له لا اله الا الله له الملك وله الحمد لا اله الا الله ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔ (۱؎ فتاوی کبری بحوالہ ترمذی باب الجنائز مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲ /۶)

نیز ترمذی میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ہر نماز میں سلام کے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنِّیْ اَعْهَدُ اِلَیْكَ فِیْ هٰذِهِ الْحَیَاةِ الدنیا بانك انت الله الذی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ فَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ فَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ تُقَرِّبْنِیْ مِنَ الشَّرِ وتُبَاعِدنی من الخیر وَاِنِّیْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ لِیْ عَهْداً عِنْدَكَ تُؤَدِّیْهِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ [2]۔

فرشتہ اسے لکھ کر مُہر لگا کر قیامت کے لئے اُٹھا رکھے، جب اللہ تعالیٰ اُس بندے کو قبر سے اُٹھائے، فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لائے اور ندا کی جائے عہد والے کہاں ہیں، انہیں وُہ عہد نامہ دیا جائے۔ (۲؎ نوادر الاصول اصول الرابع والسبعون والمائۃ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۲۱۷)

امام نے اسے روایت کر کے فرمایا:

وعن طاؤس انه امر بھذه الکلمات فکتبت فی کفنه [3]۔

امام طاؤس کی وصیّت سے عہد نامہ اُن کے کفن میں لکھا گیا۔

(۳؎ الدر المنثور بحوالہ حکیم الترمذی تحت الا من اتخذ عند الرحمن عہدا منشورات مکتبہ آیۃ اللہ قم ایران ۴ /۲۸۶)

امام فقیہ ابن عجیل نے اسی دعائے عہد نامہ کی نسبت فرمایا:

اذا کتب ھذا الدعاء وجعل مع المیت فی قبره وقاه الله فتنة القبر وعذابه [4]۔ جب یہ لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں رکھ دیں تو اللہ تعالیٰ اُسے سوال نکیرین وعذاب قبر سے امان دے۔

(۴؎ فتاوی کبری بحوالہ ابن عجیل باب الجنائز مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲ /۶) ←

علیہ وسلم مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔(40)

❁❁❁❁❁

(۹) یہی امام فرماتے ہیں:

من کتب ھذا الدعاء فی کفن المیت رفع اللہ عنہ العذاب الی یوم ینفخ فی الصور وھو ھذا:

جو یہ دُعا میت کے کفن میں لکھے اللہ تعالٰی قیامت تک اس سے عذاب اٹھالے اور وہ یہ ہے:

(اے فتاوٰی کبرٰی بحوالہ ابن عجیل باب الجنائز مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۶)

اللھم انی اسألك یاعالم السر یاعظیم الخطر یاخالق البشر یاموقع الظفر یامعروف الاثر یا ذاالطول والمن یاکاشف الضر والمحن یااله الاولین و الأخرین فرج عنی ھمومی وا کشف عنی غمومی وصل اللھم علی سیدنا محمد وسلم اے۔ (فتاوٰی رضویہ، جلد ۹، ص ۱۰۸۔ ۱۱۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کفن پر لکھنے کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے فتاوٰی رضویہ جلد 9 میں رسالہ الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن ملاحظہ فرمایئے۔

(40) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فیما یکتب علی کفن المیت، ج ۳، ص ۱۸۶

زیارتِ قبور

مسئلہ ۳۵: زیارتِ قبور مستحب ہے ہر ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے، جمعہ یا جمعرات یا ہفتہ یا پیر کے دن مناسب ہے، سب میں افضل روزِ جمعہ وقتِ صبح ہے۔ اولیائے کرام کے مزارات طیبہ پر سفر کر کے جانا جائز ہے، وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے ہیں اور اگر وہاں کوئی منکرِ شرعی ہو مثلاً عورتوں سے اختلاط تو اس کی وجہ سے زیارت ترک نہ کی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا، بلکہ اسے بُرا جانے اور ممکن ہو تو بُری بات زائل کرے۔ (1)

---

(1) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مسلک متقسط شرح منسک متوسط، پھر فاضل ابن عابدین حاشیہ شرح تنویر میں فرماتے ہیں:

من اٰداب الزیارۃ ماقالوا من انہ لایاتی الزائر من قبل راسہ لانہ اتعب بصر المیت بخلاف الاول لانہ یکون مقابل بصرہ ۱؎۔

زیارت قبور کے ادب سے ایک بات یہ ہے جو علماء نے فرمائی ہے کہ زیارت کو قبر کی پائنتی سے جائے نہ کہ سرہانے سے کہ اس میں میت کی نگاہ کو مشقت ہوگی یعنی سر اٹھا کر دیکھنا پڑے گا، پائنتی سے جائے گا تو اس کی نظر کے خاص سامنے ہوگا۔

(۱؎ ردالمحتار حاشیہ درمختار مطلب فی زیارۃ القبور مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۶۵)

قول (۶۵): مدخل میں فرمایا:

کفی فی ھذا بیانا قولہ علیہ الصلوۃ والسلام المومن ینظر بنور اللہ انتہی ونور اللہ لایحجبہ شیئ ھذا فی حق الاحیاء من المومنین فکیف من کان منھم فی الدار الاٰخرۃ ۲؎۔

اس امر کے ثبوت میں کہ اہلِ قبور کو احوال احیاء پر علم وشعور ہے، سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ فرمانا بس ہے کہ مسلمان خدا کے نور سے دیکھتا ہے اور خدا کے نور کو کوئی چیز پردہ نہیں ہوتی، جب زندگی کا یہ حال ہے تو ان کا کیا پوچھنا جو آخرت کے گھر یعنی برزخ میں ہیں:

(۲؎ المدخل فصل فی الکلام علی زیارۃ سید المرسلین الخ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۲۵۳)

قول (۶۶): شیخ محقق جذب القلوب میں امام علامہ صدر الدین قونوی سے نقل فرماتے ہیں:

درمیان قبور سائر مؤمنین وارواح ایشاں نسبت خاصی است مستمر کہ بداں زائرین را می شناسد و ردسلام برایشاں می کنند بدلیل استحباب زیارت درجمیع اوقات ۳؎۔ تمام مؤمنین کی قبروں اور روحوں کے درمیان ایک خاص نسبت ہوتی ہے جو ہمیشہ موجود رہتی ہے، اسی سے زیارت کے لیے آنے والوں کو پہچانتے ہیں اور ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ زیارت تمام اوقات میں مستحب ہے۔

(۳؎ جذب القلوب باب چہارم دہم منشی نولکشور لکھنؤ ص ۲۰۶) ←

مسئلہ ۳۶: عورتوں کے لیے بعض علما نے زیارتِ قبور کو جائز بتایا، درمختار میں یہی قول اختیار کیا، مگر عزیزوں کی

قول (٦٧): انیس الغریب میں فرمایا:

ویعرفون من اتاهم زائرا ۴؎

(جو زیارت کو آتا ہے مُردے اسے پہچانتے ہیں۔ت) (۴؎ انیس الغریب)

قول (٦٨): تیسیر میں ہے:

الشعور باق حتی بعد الدفن حتی انه یعرف زائره ۱؎۔

شعور باقی ہے یہاں تک کہ بعد دفن بھی یہاں تک کہ اپنے زائر کو پہچانتا ہے۔

(۱؎ التیسیر شرح جامع صغیر تحت ان المیت یعرف من یحملہ مکتبۃ الامام الشافعی الریاض السعودیہ ۱ /۳۰۳)

قول (٦٩): لمعات واشعۃ اللمعات وجامع البرکات میں ہے:

واللفظ للاٰخری در روایات آمدہ است کہ داوہ می شود برائے میت روز جمعہ علم وادراک بیشتر از انچہ داداہ می شود در روز ہائے دیگر تا آنکہ می شناسد زائر رابیشتر از روز دیگر ۲؎۔

الفاظ اشعۃ اللمعات کے ہیں: روایات میں آیا ہے کہ میت کو جمعہ کے دن دوسرے دنوں سے زیادہ علم وادراک دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ روز جمعہ زیارت کرنے والے کو دوسرے دن سے زیادہ پہچانتا ہے۔

(۲؎ اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور فصل ا نوریہ رضویہ سکھر ۱ /۷۱۶)

شرح سفر السعادۃ میں مفصل ومنقح تر فرمایا کہ: خاصیت سی ام آنکہ روز جمعہ ارواح مومناں بقبور خویش نزدیک می شوند نزدیک شدن معنوی وتعلق واتصال روحانی نظیر ومشابہ اتصال کہ ببدن دارد وزائران راکہ نزدیک قبر می آیند می شناسد وخود ہمیشہ می شناسند ولیکن دریں روز شناختن زیادت بر شناخت سائر ایام ست از جہت نزدیک شدن بقبور زلابد شناخت از نزدیک بیشتر وقوی تر باشد از شناخت ودور در بعض روایات آمد کہ ایں شناخت دراول روز بیشتر است از آخر آں ولہذا از زیارت قبور دریں وقت مستحب تر است وعادت در حرمین شریفین ہمیں است ۳؎۔

تیسویں ۳۰ خاصیت یہ ہے کہ جمعہ کے دن مومنین کی روحیں اپنی قبروں سے نزدیک ہوجاتی ہیں، یہ نزدیکی معنوی ہوتی ہے اور روحانی تعلق واتصال ہوتا ہے جیسے بدن سے قرب واتصال ہوتا ہے۔ اس دن جو زائرین قبر کے پاس آتے ہیں انھیں پہچانتی ہیں، اور یہ پہچاننا ہمیشہ ہوتا ہے مگر اس دن کی شناخت دیگر ایام کی شناخت سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے، ضروری بات ہے کہ نزدیک سے جو شناخت سے زائد ہوتی ہے وہ دور والی شناخت سے زائد قوی ہوتی ہے ___ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ یہ شناخت جمعہ کی شام کو بہ نسبت اور زیادہ ہوتی ہے اسی لیے وقت زیارتِ قبور کا استحباب زیادہ ہے، اور حرمین شریفین کا دستور بھی یہی ہے۔ (ت)

(۳؎ شرح سفر السعادۃ فصل در بیان تعظیم جمعہ نوریہ رضویہ سکھر ص ۱۹۹)

اقول ولا عطر بعد العروس (میں کہتا ہوں، دلہن کے بعد عطر نہیں ہے۔ت)

قول (۷۰ و ۷۱): شیخ وشیخ الاسلام نے فرمایا: واللفظ للشیخ فی جامع البرکات (جامع البرکات میں شیخ کے الفاظ ہیں۔ت) ←

قبور پر جائیں گی تو جزع وفزع کریں گی، لہٰذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لیے جائیں تو بوڑھیوں کے لیے حرج نہیں اور جوانوں کے لیے ممنوع۔(2) اور اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع وفزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔(3)

مسئلہ ۳۷: زیارتِ قبر کا طریقہ یہ ہے کہ پائنتی کی جانب (قدموں کی طرف) سے جا کر میت کے مونھ کے سامنے کھڑا ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ میت کے لیے باعثِ تکلیف ہے یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آتا ہے اور یہ کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّاِنَّا اِنْشَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ يَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْاَرْوَاحِ الْفَانِيَةِ وَالْاَجْسَادِ الْبَالِيَةِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَةِ اَدْخِلْ هٰذِهِ الْقُبُوْرِ مِنْكَ رَوْحًا وَّرَيْحَانًا وَّمِنَّا تَحِيَّةً وَّسَلَامًا.(4)

تحقیق ثابت شدہ است بآیات واحادیث کہ روح باقی است وا و را علم وشعور بزائران واحوال ایشاں ثابت است وایں امریست مقرر در دین اسلام۔ آیات واحادیث سے بہ تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ روح باقی رہتی ہے اور اسے زائرین اور ان کے احوال کا علم وادراک ہوتا ہے۔ یہ دین میں ایک طے شدہ امر ہے۔(ت)(۱ے جامع البرکات)

قول(۷۲): تیسیر میں زیر حدیث من زار قبر ابویہ (جس نے اپنے باپ کی قبر کی زیارت کی۔ت) نقل فرمایا:

ھذا نص فی ان المیّت یشعر من یزورہ والا لما صح تسمیتہ زائرا واذا لم یعلم المزور بزیارۃ من زارہ لم یصح ان یقال زارہ ھذا ھو المعقول عند جمیع الامم ۲ے۔

(۲ے تیسیر شرح جامع صغیر تحت من زار قبر ابویہ مکتبۃ الامام الشافعی الریاض السعودیہ ۲ /۴۲۰)

یہ حدیث نص ہے اس بات میں کہ مُردہ زائر پر مطلع ہوتا ہے ورنہ اسے زائر کہنا صحیح نہ ہوتا کہ جس کی ملاقات کو جائے جب اسے خبر ہی نہ ہو تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس سے ملاقات کی، تمام عالم اس لفظ سے یہی معنی سمجھتا ہے۔(ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۷۵۹۔ ۷۶۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی زیارۃ القبور، ج ۳، ص ۱۷۸۔

(3) الفتاوی الرضویۃ، ج ۹، ص ۵۳۸

(4) سلام ہو تم پر اے قوم مومنین کے گھر والو! تم ہمارے اگلے ہو اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اللہ (عزوجل) سے ہم اپنے اور تمہارے لیے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں، اللہ (عزوجل) ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر رحم کرے۔ اے اللہ (عزوجل)! ←

پھر فاتحہ پڑھے اور بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلہ سے بیٹھے کہ اس کے پاس زندگی میں نزدیک یا دور جتنے فاصلہ پر بیٹھ سکتا تھا۔(5)

مسئلہ ۳۸: قبرستان میں جائے تو الحمد شریف اور الم سے مُفۡلِحُوۡنَ تک اور آیۃ الکرسی اور اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ آخر سورہ تک اور سورۂ یٰسں اور تَبٰرَكَ الَّذِیۡ اور اَلۡھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ایک ایک بار اور قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ بارہ یا گیارہ یا سات یا تین بار پڑھے اور ان سب کا ثواب مردوں کو پہنچائے۔ حدیث میں ہے: جو گیارہ بار قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ شریف پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو پہنچائے تو مردوں کی گنتی برابر اسے ثواب ملے گا۔(6)

مسئلہ ۳۹: نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک فرض و نفل کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتا ہے، اُن سب کو پہنچے گا اور اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی، بلکہ اُس کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے یہ نہیں کہ اُسی ثواب کی تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے۔(7) بلکہ یہ امید ہے کہ اس ثواب پہنچانے والے کے لیے اُن سب کے مجموعے کے

رب فانی روحوں کے اور جسم گل جانے والے اور بوسیدہ ہڈیوں کے، تو اپنی طرف سے ان قبروں میں تازگی اور خوشبو داخل کر اور ہماری طرف سے تحیت وسلام پہنچا دے۔

(5) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في زیارۃ القبور، ج۳، ص۱۷۹

(6) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في زیارۃ القبور، ج۳، ص۱۷۹

(7) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في القراءۃ للمیت الخ، ج۳، ص۱۸۰

ایصال ثواب

یعنی قرآن مجید کی تلاوت یا کلمہ شریف یا نفلی نمازوں یا کسی بھی بدنی یا مالی عبادتوں کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچانا یہ جائز ہے اسی کو عام طور پر لوگ فاتحہ دینا اور فاتحہ دلانا کہتے ہیں زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے فقہ اور عقائد کی کتابوں مثلاً ہدایہ وشرح عقائد نسفیہ میں اس کا بیان موجود ہے اس کو بدعت اور ناجائز کہنا جہالت اور ہٹ دھرمی ہے حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہو گیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم! میری ماں کا انتقال ہو گیا ان کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا پانی (بہترین صدقہ ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے فرمانے کے مطابق) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوا دیا (اور اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے) کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے (یعنی اس کا ثواب اس کی روح کو ملے)

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، الفصل الثانی، رقم ۱۹۱۲، ج۱، ص۵۲۷)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم! میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کر سکی میرا گمان ہے کہ وہ انتقال کے وقت کچھ بول سکتی تو صدقہ ضرور دیتی تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کردوں ←

برابر ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا، جس کا ثواب کم از کم دس ملے گا، اس نے دس مُردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گے

تو کیا اس کی روح کو ثواب پہنچے گا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں پہنچے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب وصول ثواب الصدقۃ۔۔۔الخ، رقم ۱۰۰۴، ص ۵۰۲)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں ارشاد فرمایا کہ:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے صدقہ دیا جائے تو میت کو اس کا فائدہ اور ثواب پہنچتا ہے اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔

(شرح صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب وصول ثواب الصدقۃ۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۳۲۴)

اس کے علاوہ ان حدیثوں سے مندرجہ ذیل مسائل بھی نہایت ہی واضح طور پر ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) میت کے ایصال ثواب کے لئے پانی بہترین صدقہ ہے کہ کنواں کھدوا کر یا نل لگوا کر یا سبیل لگا کر اس کا ثواب میت کو بخشا جائے۔

(۲) میت کو کسی کار خیر کا ثواب بخشنا بہتر اور اچھا کام ہے چنانچہ تفسیر عزیزی پارہ عم ص ۱۱۳ پر ہے کہ۔

مردہ ایک ڈوبنے والے کی طرح کسی فریادرس کے انتظار میں رہتا ہے ایسے وقت میں صدقات اور دعائیں اور فاتحہ اس کے بہت کام آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ ایک سال تک خصوصاً موت کے بعد ایک چلہ تک میت کو اس قسم کی امداد پہنچانے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔

(۳) ثواب بخشنے کے الفاظ زبان سے ادا کرنا صحابہ علیہم الرضوان کی سنت ہے۔

(۴) کھانا شیرینی وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے اس لئے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا ھذہ لام سعد یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے یعنی اے اللہ عزوجل! اس کنوئیں کے پانی کا ثواب میری ماں کو عطا فرما اس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

(۵) غریب، مسکین کو کھانا وغیرہ دینے سے پہلے بھی فاتحہ کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت سعد نے کیا کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انہوں نے ثواب بخش دیا حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے کے بعد ثواب ملے گا اسی طرح اگرچہ غریب مسکین کو کھانا دینے کے بعد ثواب ملے گا لیکن اس ثواب کو پہلے ہی بخش دینا جائز ہے۔

(۶) کسی چیز پر میت کا نام آنے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی مثلاً غوث پاک کا بکرا یا غازی میاں کا مرغا کہنے سے بکرا یا مرغا حرام نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت سعد صحابی نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک بئر ام سعد ہی کے نام سے مشہور ہے اور دور صحابہ سے آج تک مسلمان اس کا پانی پیتے رہے ہیں اور کوئی بھی اس کا قائل نہیں کہ ام سعد کا نام بول دینے سے کنوئیں کا پانی حرام ہو گیا۔

بہر حال اس بات پر چاروں اماموں کا اتفاق ہے کہ ایصال ثواب یعنی زندوں کی طرف سے مردوں کو ثواب پہنچانا جائز ہے اب رہیں تخصیصات کہ تیسرے دن ثواب پہنچانا، چالیسویں دن ثواب پہنچانا۔ تو یہ تخصیصات اور دنوں کی خصوصیات نہ تو شرعی تخصیصات ہیں نہ کوئی بھی ان کو شرعی سمجھتا ہے کیونکہ کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ اسی دن ثواب پہنچے گا بلکہ یہ تخصیصات محض عرفی اور (رواجی) بات ہے جو لوگوں نے اپنی سہولت کے لئے مقرر کر رکھی ہے ورنہ سب جانتے ہیں کہ انتقال کے بعد ہی سے تلاوت قرآن مجید اور صدقات و خیرات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اکثر لوگوں کے یہاں بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ←

اور اس کو ایک سو دس اور ہزار کو پہنچایا تو اسے دس ہزار دس وعلیٰ ہذا القیاس۔ (8)

مسئلہ ۴۰: نابالغ نے کچھ پڑھ کر یا کوئی نیک عمل کر کے اُس کا ثواب مُردہ کو پہنچایا تو اِنشاء اللہ تعالیٰ پہنچے گا۔ (9)

مسئلہ ۴۱: قبر کو بوسہ دینا بعض علما نے جائز کہا ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ منع ہے۔ (10) اور قبر کا طواف تعظیمی منع ہے اور اگر برکت لینے کے لیے گرد مزار پھرا تو حرج نہیں، مگر عوام منع کیے جائیں بلکہ عوام کے سامنے کیا بھی نہ جائے کہ کچھ کا کچھ سمجھیں گے۔

❁❁❁❁❁

سنی لوگ تیسرے دن اور چالیسویں دن کے سوا دوسرے دنوں میں ایصال ثواب کو ناجائز مانتے ہیں یہ بہت بڑا افتراء اور شرمناک تہمت ہے جو مخالفین کی طرف سے ہم سنی مسلمانوں پر لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور خواہ مخواہ تیجہ اور چالیسویں کو حرام کہہ کر مردوں کو ثواب سے محروم کیا جا رہا ہے بہر حال جب ہم یہ قاعدہ کلیہ بیان کر چکے ہیں کہ ایصال ثواب اور فاتحہ جائز ہے تو ایصال ثواب کے تمام جزئیات کے احکام اسی قاعدہ کلیہ سے معلوم ہو گئے۔

(8) الفتاوی الرضویۃ، ج۹، ص ۶۲۳۔ ۶۲۹.

(9) الفتاوی الرضویۃ، ج۹، ص ۶۲۹۔ ۶۴۲

(10) اشعۃ اللمعات، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ج۱، ص ۷۶۳

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے۔ اور احوط منع ہے۔ خصوصاً مزارات طیبہ اولیاء کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے یہ وہ ہے جس کا فتوٰی عوام کو دیا جاتا ہے۔ اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے۔

لکل مقام مقال ولکل مقال رجال ولکل رجال مجال ولکل مجال مال نسأل اللہ حسن مال وعندہ علم بحقیقۃ کل حال. واللہ تعالیٰ اعلم.

ہر جگہ کے لئے ایک مناسب گفتگو ہے اور ہر گفتگو کے لائق کچھ خاص مرد ہیں اور ہر مرد کے لئے کچھ کہنے کی گنجائش ہے۔ اور ہر گنجائش کے لئے ایک انجام ہے لہذا ہم اللہ تعالیٰ سے اچھا انجام چاہتے ہیں کیونکہ اسی کے پاس ہر حال کا حقیقی علم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، ص ۳۸۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

دفن کے بعد تلقین

مسئلہ ۴۲: دفن کے بعد مُردہ کو تلقین کرنا، اہل سنت کے نزدیک مشروع ہے۔(1) یہ جو اکثر کتابوں میں ہے کہ

(1) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۰

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

امام زاہد صفار نے کتاب مستطاب تلخیص الادلہ میں تصریح فرمائی کہ تلقین موتی مسلک اہلسنت ہے اور منع تلقین مذہب معتزلہ پر مبنی کہ وہ میت کو جماد مانتے ہیں، امام حاکم شہید نے کافی اور امام خبازی نے خبازیہ میں ان سے نقل فرمایا:

ان ھذا (ای منع التلقین) علی مذھب المعتزلۃ لان الاحیاء بعد الموت عندھم مستحیل اما عند اھل السنہ فالحدیث ای لقنوا واتاکم لا الہ الا اللہ محمد علی حقیقۃ۔ لان اللہ تعالیٰ یحییہ علی ماجائت بہ الاثارت وقدروی عنہ علیہ الصلوۃ والسلام انہ امر بالتلقین بعد الدفن ا۔الخ ذکرہ فی ردالمحتار عن معراج الدرایۃ۔

تلقین سے ممانعت معتزلہ کا مذہب ہے اس لیے کہ موت کے بعد زندہ کرنا ان کے نزدیک محال ہے لیکن اہلسنت کے نزدیک حدیث تلقین (اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ سکھاؤ) اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مُردے کو زندہ فرما دیتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ سرکار نے دفن کے بعد تلقین کا حکم دیا الخ۔ اسے ردالمحتار میں معراج الدرایہ کے حوالے سے ذکر کیا۔(ت) (اـ ردالمحتار بحوالہ الخبازیہ مطلب فی تلقین بعد الموت ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر ۱/۵۷۱)

قول (۱۳۴ تا ۱۳۵): درمختار میں جوہرہ نیرہ سے ہے:

انہ مشروع عند اھل السنۃ ۲ـ

بیشک تلقین اہل سنت کے نزدیک مشروع ہے۔(۲ـ درمختار باب صلوۃ الجنازۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۱۹)

قول (۱۳۶): نہایہ شرح ہدایہ میں ہے:

کیف لایفعل وقدروی عنہ علیہ الصلوۃ والسلام انہ امر بالتلقین بعد دفن اـ

تلقین کیونکر نہ کی جائے گی حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہوا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد دفن تلقین کا حکم دیا۔ اور ان کا قول فصل ہشتم میں گزرا کہ اہلسنت کے نزدیک تلقین اپنی حقیقت پر ہے۔

(اـ البدایہ فی شرح الہدایہ باب الجنائز المکتبہ الامدادیہ فیصل آباد جلد اول جز ثانی ص ۱۰۷۳)

قول (۱۳۷ و ۱۳۸): امام اجل شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا:

←

تلقین نہ کی جائے یہ معتزلہ کا مذہب ہے کہ انہوں نے ہماری کتابوں میں یہ اضافہ کر دیا۔ (2) حدیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اُس کی مٹی دے چکو، تو تم میں ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ سُنے گا اور جواب نہ دے گا پھر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا پھر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ کہے گا، ہمیں ارشاد کر اللہ (عزوجل) تجھ پر رحم فرمائے گا، مگر تمھیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے:

اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا. (3)

نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے، چلو ہم اُس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے، اس پر کسی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کی، اگر اُس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ فرمایا: حوّا کی طرف نسبت کرے۔ (4) رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء فی الاحکام وغیرھما۔ بعض اجلۂ ائمہ تابعین فرماتے ہیں: جب قبر پر مٹی برابر کر چکیں اور لوگ واپس جائیں تو مستحب سمجھا جاتا کہ میّت سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا جائے:

لا یؤمر بہ ولا ینھی عنہ ۲؎۔ نقلہ فی النھایۃ وغیرھا۔

تلقین کا حکم نہ دیں نہ اس سے منع کریں، اسے نہایہ وغیرہ میں نقل کیا۔ت)

(۲؎ البدایہ فی شرح الھدایہ بحوالہ الحلوانی المکتبۃ الامدادیہ فیصل آباد جلد اول جز ثانی ص ۱۰۷۳)

حلیہ میں اسے نقل کرکے فرمایا: ظاھرہ انہ یباح ۳؎ اس قول سے ظاہر اباحت ہے۔ (۳؎ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

قول (۱۳۹): امام فقیہ النفس قاضی خاں نے فرمایا:

ان کان التلقین لا ینفع لا یضر ایضا فیجوز ۴؎۔ اثرہ المذکوران۔

تلقین میں اگر کوئی نفع نہ ہو تو ضرر بھی نہیں پس جائز ہوگی، (اسے دونوں مذکور حضرات نے ذکر کیا ہے)

(۴؎ البدایۃ فی شرح الھدایہ بحوالہ قاضی خاں المکتبۃ الامدادیہ فیصل آباد جلد اول جزء ثانی ص ۱۰۷۳)

اور ظاہر ہے کہ نفی نفع بر سبیل تنزل ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۷۸۱۔ ۷۸۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی التلقین بعد الموت، ج ۳، ص ۹۴

(3) ترجمہ: تو اُسے یاد کر، جس پر تُو دنیا سے نکلا یعنی یہ گواہی کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں اور یہ کہ تُو اللہ (عزوجل) کے رب اور اسلام کے دین اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔

(4) المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۷۹۷۹، ج ۸، ص ۲۴۹۔ ۲۵۰

یا فلان بن فلان قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ. (5)

تین بار پھر کہا جائے:

قُلْ رَبِّیَ اللہُ وَدِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. (6)

اعلیٰ حضرت قبلہ نے اس پر اتنا اور اضافہ کیا:

وَاعْلَمْ اَنَّ ھٰذَیْنِ الَّذَیْنِ اَتَیَاکَ اَوْیَاْتِیَانِکَ اِنَّمَا ھُمَا عَبْدَانِ لِلّٰہِ لَا یَضُرَّانِ وَلَا یَنْفَعَانِ اِلَّا بِاِذْنِ اللہِ فَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ وَاشْھَدْ اَنَّ رَبَّکَ اللہُ وَدِیْنَکَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیَّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَبَّتَنَا اللہُ وَاِیَّاکَ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. (7)

مسئلہ ۴۳: قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کرینگے اور میت کا دل بہلے گا۔ (8) یوہیں

---

(5) اے فلاں بن فلاں تو کہہ کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(6) الفتاوی الرضویۃ، ج۹، ص۲۲۲

تو کہہ میرا رب اللہ (عزوجل) ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

(7) الفتاوی الرضویۃ، ج۹، ص۲۲۲

اور جان لے کہ یہ دو شخص جو تیرے پاس آئے یا آئیں گے یہ اللہ (عزوجل) کے بندے ہیں بغیر خدا کے حکم کے نہ ضرر پہنچائیں، نہ نفع پس نہ خوف کر اور نہ غم کر اور تو گواہی دے کہ تیرا رب اللہ (عزوجل) ہے اور تیرا دین اسلام ہے اور تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اللہ (عزوجل) ہم کو اور تجھ کو قول ثابت پر ثابت رکھے، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(8) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

پھولوں کی چادر بالائے کفن ڈالنے میں شرعاً اصلاً کوئی حرج نہیں بلکہ نیت حسن سے حسن ہے جیسے قبور پر پھول ڈالنا کہ وہ جب تک تر ہیں تسبیح کرتے ہیں اس سے میت کا دل بہلتا ہے اور رحمت اترتی ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے: وضع الورود والریاحین علی القبور حسن ا۔ قبروں پر گلاب اور پھولوں کا رکھنا اچھا ہے۔ (ت) (ا۔ فتاوی ہندیۃ الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۱)

فتاوی امام قاضی خان و امداد الفتاح شرح المصنف لمراقی الفلاح و ردالمحتار علی الدر المختار میں ہے:

انہ مادام رطبا یسبح فیؤنس المیت وتنزل بذکرہ الرحمۃ ۲؎

پھول جب تک تر رہے تسبیح کرتا رہتا ہے جس سے میت کو اُنس حاصل ہوتا ہے اور اس کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ (ت)

(۲۔ ردالمحتار مطلب فی وضع الجرید ونحو الآس علی القبور مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر)

یونہی تبرک کے لئے غلاف کعبہ معظمہ کا قلیل ٹکڑا سینے یا چہرے پر رکھنا بلا شبہہ جائز ہے اور اسے رواج روافض بتانا محض جھوٹ ہے۔ اسد الغابہ وغیرہا میں ہے:

جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۴۴: قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہیے کہ اُس کی تسبیح سے رحمت اُترتی ہے اور میت کو اُنس ہوتا ہے اور نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے۔(9)

❁❁❁❁❁

لما حضرة الموت اوصى ان يكفن فى قميص كان عليه افضل الصلوة والسلام كساه اياه وان جعل ممايلى جسده. وكان عنده قلامة اظفاره عليه افضل الصلوة والسلام فاوصى ان تسحق و تجعل فى عينيه وفمه. وقال افعلوا ذلك وخلوبيني بيني وبين ارحم الراحمين ا ۔

(ا۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ باب المیم والعین مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ ریاض الشیخ ۴/ ۳۸۷)

جب حضرت امیر معاویہ کا آخری وقت آیا وصیت فرمائی کہ انہیں اُس قمیص میں کفن دیا جائے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمائی تھی، اور یہ ان کے جسم سے متصل رکھی جائے، ان کے پاس حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ناخن پاک کے کچھ تراشے بھی تھے ان کے متعلق وصیت فرمائی کہ باریک کرکے ان کی آنکھوں اور دہن پر رکھ دیے جائیں۔ فرمایا یہ کام انجام دینا اور مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا (ت)۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۱۰۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(9) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی وضع الجرید ونحو الآس علی القبور، ج ۳، ص ۱۸۴

تعزیت کا بیان

مسئلہ ۱: تعزیت مسنون ہے۔ حدیث میں ہے، جو اپنے بھائی مسلمان کی مصیبت میں تعزیت کرے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔ (1) اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ دوسری حدیث ترمذی و ابن ماجہ میں ہے، جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے، اُسے اُسی کے مثل ثواب ملے گا۔ (2)

مسئلہ ۲: تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے، اس کے بعد مکروہ ہے کہ غم تازہ ہوگا مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جائے وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہے مگر اُسے علم نہیں تو بعد میں حرج نہیں۔ (3)

---

(1) سنن ابن ماجہ، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في ثواب من عزی مصابا، الحدیث: ۱۶۰۱، ج ۲، ص ۲۶۸

تعزیت کرنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا، جو کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کریگا اس کے لئے اس مصیبت زدہ جتنا ثواب ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی اجر من عزی مصابا، رقم ۱۰۷۵، ج ۲ ص ۳۳۸)

حضرتِ سیدنا عَمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نُور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا، جو بندۂ مومن اپنے کسی مصیبت زدہ بھائی کی تعزیت کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی ثواب من عزی مصابا، رقم ۱۶۰۱، ج ۲، ص ۲۶۸)

حضرتِ سیدنا ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا، جو کسی ایسی عورت سے تعزیت کرے گا جس کا بچہ گم ہوگیا تو اللہ عزوجل جنت میں اسے ایک چادر پہنائے گا۔ (جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب اٰخر فی فضل التعزیۃ، رقم ۱۰۷۸، ج ۲، ص ۳۳۹)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہٖ وسلّم نے فرمایا، جو کسی غمزدہ شخص سے تعزیت کرے گا اللہ عزوجل اسے تقوی کا لباس پہنائے گا اور روحوں کے درمیان اس کی روح پر رحمت فرمائے گا اور جو کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کرے گا اللہ عزوجل اسے جنت کے جوڑوں میں سے دو ایسے جوڑے پہنائے گا جن کی قیمت (ساری) دنیا بھی نہیں ہوسکتی۔ (المعجم الاوسط طبرانی، رقم ۹۲۹۲، ج ۶، ص ۴۲۹)

(2) جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ماجاء في أجر من عزی مصابا، الحدیث: ۱۰۷۵، ج ۲، ص ۳۳۸

(3) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۴۱

....

وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی کراھۃ الضیافۃ من أھل المیت، ج ۳، ص ۱۷۷

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

میت کی تعزیت کے لئے جانا جائز ہے اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنا مستحب ہے اسی طرح اہل میت کے لئے دعائے خیر کرنا بھی مستحب ہے۔ رہا تعزیت کے وقت کی دعا میں ہاتھ اٹھانا، تو ظاہر یہ ہے کہ جائز ہے، اس لئے کہ حدیث شریف کے اندر دعا میں ہاتھ اٹھانا مطلقاً ثابت ہے تو اس وقت بھی مضائقہ نہیں مگر خاص وقت تعزیت کی دعا میں ہاتھ اٹھانا حدیث میں منقول نہیں ہے۔ انتہی ملخصاً (ت)

(۱؎ اربعین میاں اسحاق دہلوی)

اور تعزیت بعد دفن کے اولیٰ ہے: فی الجوھرۃ ثم ردالمحتار ھی بعد الدفن افضل منہا قبلہ ۲؎ الخ ومثلہ ذکر الطحطاوی فی حاشیۃ مراقی الفلاح۔

جوہرہ پھر ردالمحتار میں ہے: قبل دفن تعزیت سے بہتر بعد دفن تعزیت ہے الخ اسی کے مثل سید طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں ذکر کیا ہے۔ (ت) (۲؎ ردالمحتار باب صلوۃ الجنائز ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر ۱ / ۶۰۴)

اور قبر کے پاس مکروہ ہے، فی الدر المختار وتکرہ التعزیۃ ثانیا وعند القبر ۳؎۔

درمختار میں ہے: دوسری بار تعزیت کرنا یوں ہی قبر کے پاس تعزیت کرنا مکروہ ہے۔ (ت)

(۳؎ درمختار باب صلوۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱ / ۱۲۶)

حلیہ میں ہے:

یشھد لہ ما اخرج ابن شاھین عن ابراھیم التعزیۃ عند القبر بدعۃ ۱؎ انتہی۔

اس پر شاہد اثر ہے جو ابن شاہین نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا کہ قبر کے پاس تعزیت بدعت ہے انتہی (ت)

(۱؎ ردالمحتار بحوالہ حلیہ باب صلوۃ الجنائز ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر ۱ / ۶۰۴)

مدخل ابن الحاج میں ہے:

موضع التعزیۃ علی تمام الادب اذا رجع ولی المیت الی بیتہ ۲؎۔

کمال ادب کے طور پر تعزیت کا موقع اس وقت ہے جب ولی میت گھر واپس آجائے۔ (ت)

(۲؎ المدخل لابن الحاج صفۃ القبر دار الکتاب العربی بیروت ۳ / ۲۷۷)

اور پہلے دن ہونا بہتر وافضل ہے، فی الدر المختار اولھا افضلھا ۳؎ الخ یعنی ایام تعزیت۔ درمختار میں ہے: ایام تعزیت میں پہلا دن افضل ہے الخ (ت) (۳؎ درمختار باب صلوۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱ / ۱۲۶)

اور تعزیت کے لئے اولیائے میت کے مکان پر جانا بھی سنت سے ثابت،

روی ابوداؤد والنسائی فی حدیث قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لسیدتنا البتول الزھراء رضی اللہ تعالٰی ←

عنہا ما خرجك من بیتك یا فاطمۃ قال اتیت اھل ھذا المیت فترحمت الیھم وعزیتھم بمیتھم [۴]۔

ابوداؤد اور نسائی نے ایک حدیث میں روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سیدہ بتول زہراء رضی اللہ تعالٰی عنہا سے فرمایا: فاطمہ تم اپنے گھر سے باہر کس لئے گئی تھیں؟ عرض کی: اس میت والوں کے یہاں گئی تھی ان کے لئے رحمت کی دعا اور میت کی مصیبت پر تعزیت کی۔ ([۴] سنن ابی داؤد باب التعزیۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۸۹) (سنن النسائی کتاب الجنائز باب النعی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۲۶۵)

وفی السنن الصحاح لابن سکن عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اوذون بجنازۃ فاتی اھلھا فعزاھم کتب اللہ لہ قیراطا [۵]۔

اور ابن سکن کی سنن صحاح میں حضرت ابوہریرہ کی روایت نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہے: جسے کسی جنازہ کی خبر ملے وہ اہل میت کے پاس جاکر ان کی تعزیت کرے اللہ تعالٰی اس کے لئے ایک قیراط ثواب لکھے ([۵] السنن الصحاح، امام ابن سکن)

الحدیث وللنسائی عن مغویۃ بن قرۃ عن ابیہ کان نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا جلس یجلس الیہ نفر من اصحابہ فیھم رجل لہ ابن صغیر ففقدہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال مالی لا رای فلانا قالو یارسول اللہ بنیہ الذی رأیتہ ھلك فلقیہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فسألہ عن بنیہ فاخبرہ انہ ھلك فعزاہ علیہ [۱] الحدیث اھ ملخصا۔

الحدیث نسائی نے معاویہ بن قرہ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب تشریف فرما ہوتے تو ان کے پاس ان کے صحابہ میں سے چند حضرات بیٹھتے، ان میں ایک صاحب تھے جن کا نام ایک کم سن فرزند تھا ایک روز مجلس میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کو دیکھا، ارشاد فرمایا: کیا بات ہے فلاں نظر نہیں آرہا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کا چھوٹا سا لڑکا جسے حضور نے دیکھا تھا فوت ہوگیا تو اس سے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ملاقات کر کے اس کے فرزند کے بارے میں پوچھا، اس نے موت کی خبر سنائی، حضور نے اس پر اس کی تعزیت فرمائی، الحدیث، اھ بتلخیص (ت)

([۱] سنن النسائی کتاب الجنائز باب فی التعزیۃ نور محمد کارخانہ تجارب کتب کراچی ۱/۲۹۶)

اور مولوی اسحٰق کا قول پہلے مذکور ہوا کہ رفتن برائے تعزیت میت جائز ست (تعزیت میت کے لئے جانا جائز ہے۔ت) اور تین روز تک اولیائے میت کو بھی رخصت واجازت ہے کہ بے ارتکاب منکرات واتباع رسوم کفار اپنے مکان میں تعزیت کے لئے بیٹھیں تاکہ لوگ ان کے پاس آئیں اور رسم تعزیت بجالائیں، فی الدر المختار لا بأس بتعزیۃ اھلہ و ترغیبھم فی الصبر وباتخاذ طعام لھم و بالجلوس لھا فی غیر مسجد ثلثۃ ایام و اولھا افضلھا [۲] الخ درمختار میں ہے: اس میں حرج نہیں کہ اہل میت کو تعزیت کریں اور صبر کی ترغیب دیں اور ان کے لئے کھانا پکوائیں اور تعزیت کے لئے اگر اہل میت مسجد کے علاوہ کسی جگہ بیٹھیں تو اس میں بھی حرج نہیں، اور ایام تعزیت میں پہلا دن افضل ہے الخ (ت) ([۲] درمختار باب صلٰوۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۶)

←

مسئلہ ۳: دفن سے پیشتر بھی تعزیت جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ دفن کے بعد ہو یہ اُس وقت ہے کہ اولیائے میت جزع وفزع نہ کرتے ہوں، ورنہ ان کی تسلی کے لیے دفن سے پیشتر ہی کرے۔ (4)

مسئلہ ۴: مستحب یہ ہے کہ میّت کے تمام اقارب کو تعزیت کریں، چھوٹے بڑے مرد وعورت سب کو مگر عورت کو اُس کے محارم ہی تعزیت کریں۔ تعزیت میں یہ کہے، اللہ تعالیٰ میّت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر روزی کرے اور اس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لفظوں سے تعزیت فرمائی:

لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَاَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی.

حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

قال فی شرح السید لا باس بالجلوس لها الی ثلثة ایام من غیر ارتکاب محظور من فرش البسط والاطعمة من اهل المیت ا ہ انتہی۔

شرح سیّد میں ہے: تین دن تک تعزیت کے لئے بیٹھنے میں حرج نہیں مگر کسی ممنوع کام کا ارتکاب نہ ہو جیسے مکلف فرش بچھانا، اہل میت کی جانب سے کھانے کا اہتمام ہونا۔ (ت)

(۱؎ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل فی حملها ودفنها نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۳۹)

نہر الفائق میں تجنیس سے منقول:

لاباس بالجلوس لها ثلثة ایام و کونه علی باب الدار مع فرش بسط علی قوارع الطریق من اقبح القبائح ۲؎ انتہی۔

تین دن تک تعزیت کے لئے بیٹھنے میں حرج نہیں، مگر گھر کے دروازے پر عام راستوں میں فرش فروش بچھا کر یہ کام ہو تو بہت بُرا ہے انتہی (ت) (۲؎ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح بحوالہ النہر الفائق نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۳۹)

عالمگیریہ میں ظہیریہ سے نقل کیا ہے:

لاباس لاهل المصیبة ان یجلسوا فی البیت اوفی مسجد ثلثة ایام والناس یاتونهم ویعزونهم ۳؎ الخ

(۳؎ فتاوی ہندیہ ومما یتصل بذالک مسائل التعزیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۶۷)

اس میں حرج نہیں کہ اہل میت گھر میں یا مسجد میں تین دن بیٹھیں اور لوگ ان کے پاس آتے اور تعزیت کرتے رہیں الخ (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۳۹۵۔ ۳۹۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۴۱

خدا ہی کا ہے جو اُس نے لیا دیا اور اُس کے نزدیک ہر چیز ایک میعاد مقرر کے ساتھ ہے۔(5)

مسئلہ ۵: مصیبت پر صبر کرے تو اُسے دو ثواب ملتے ہیں، ایک مصیبت کا دوسرا صبر کا اور جزع و فزع سے دونوں جاتے رہتے ہیں۔(6)

---

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، ج۱،ص۱۶۷، وغیرہ

(6) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی الثواب علی المصیبۃ، ج۳،ص۱۷۵

میت کے گھر والوں کو صبر کا کہنا

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿156﴾ اُولٰٓىٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿157﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کہ جب ان (صبر کرنے والوں) پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔(پ2، البقرۃ:156،157)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ،اللہ تعالی کے اس قول اَلَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓىٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جب مومن میرے کسی حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرلیتا ہے اور جب کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ (ہم اللہ عزوجل کے مال ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹنا ہے۔) پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے لئے تین اچھی خصلتیں لکھتا ہے، (۱) اللہ عزوجل اس پر درود بھیجتا ہے، (۲) اللہ عزوجل اس پر رحمت نازل فرماتا ہے، (۳) اور اسے ہدایت کے راستے پر ثابت قدمی عطا فرماتا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی پریشانی دور فرما دیتا ہے اور اس کے کام کا انجام اچھا فرماتا ہے اور اسے ایسا بدل عطا فرماتا ہے جس پر وہ راضی ہو جاتا ہے۔

(المعجم الکبیر، رقم ۱۳۰۲۷، ج ۱۲، ص ۱۹۷)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، میری امت کو ایک ایسی چیز عطا کی گئی جو پچھلی کسی امت کو نہیں دی گئی اور وہ چیز مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہنا ہے۔(المعجم الکبیر، رقم ۱۲۴۱۱، ج ۱۲، ص ۳۲)

حضرتِ سیدتنا فاطمہ بنت حسین رضی اللہ تعالی عنہا اپنے والد امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جسے کوئی مصیبت پہنچی اور وہ مصیبت کو یاد کر کے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہے اگرچہ اس مصیبت کو کتنا ہی زمانہ گزر چکا ہو تو اللہ اس کے لئے وہی ثواب لکھے گا جو مصیبت کے دن ←

مسئلہ ۶: میت کے اعزہ کا گھر میں بیٹھنا کہ لوگ ان کی تعزیت کو آئیں اس میں حرج نہیں اور مکان کے دروازہ پر یا شارع عام پر بچھونے بچھا کر بیٹھنا بری بات ہے۔(7)

مسئلہ ۷: میت کے پروسی یا دور کے رشتہ دار اگر میت کے گھر والوں کے لیے اُس دن اور رات کے لیے کھانا

لکھا تھا۔(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصبر علی المصیبۃ، رقم ۱۶۰۰، ج ۲، ص ۲۶۸)

حضرتِ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے فرمایا، جب کسی آدمی کے بچے کا انتقال ہوجاتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرلی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، ہاں۔ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کیا تم نے اس کے دل کا ٹکڑا چھین لیا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، ہاں۔ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے، تو پھر میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے، میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بَیْتُ الْحَمْد رکھو۔

(سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب فضل المصیبۃ اذا احتسب، رقم ۱۰۲۳، ج ۲، ص ۳۱۳)

ام المؤمنین حضرتِ سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، جس بندے کو مصیبت پہنچے پھر وہ یہ دعا پڑھ لے،

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِنْھَا

ہم اللہ عزوجل کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف لوٹنا ہے، اے اللہ عزوجل مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا فرما۔

تو اللہ عزوجل اسے اس مصیبت کا ثواب عطا فرماتا ہے اور اسے اس سے بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے (دل میں) کہا کہ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر مسلمان کون ہوگا؟ کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سب سے پہلے ہجرت کی۔ پھر میں نے یہ دعا پڑھی تو اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں مجھے ان سے بہتر بدلہ عطا فرما دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کسی کو مصیبت پہنچے تو اسے چاہیے کہ یہ دعا پڑھے: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ عِنْدَکَ اَحْتَسِبُ مُصِیْبَتِیْ فَأْجُرْنِیْ بِھَا وَاَبْدِلْنِیْ خَیْرًا مِّنْھَا ہم اللہ عزوجل کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا اے اللہ عزوجل میں اپنی مصیبت پر تجھ سے اجر کی امید رکھتا ہوں مجھے اس پر اجر عطا فرما اور اس سے بہتر بدلہ عطا فرما۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عند المصیبۃ، رقم ۹۱۸، ص ۴۵۷)

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، ومما یتصل بذلک مسائل، ج ۱، ص ۱۶۷

والدر المختار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی کراھۃ الضیافۃ من أھل المیت، ج ۳، ص ۱۷۶

لائیں تو بہتر ہے اور انھیں اصرار کر کے کھلائیں۔(8)

مسئلہ ۸: میت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت اور اگر فقرا کو کھلائیں تو بہتر ہے۔(9)

---

(8) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی الثواب علی المصیبۃ، ج۳، ص۱۷۵

(9) فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، فصل فی الدفن، ج۲، ص۱۵۱ طبعہ مرکز اہل السنۃ برکات رضا

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

سبحان اللہ! اے مسلمان! یہ پوچھتا ہے جائز ہے یا کیا؟ یوں پوچھو کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں سخت وشنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔

اولاً یہ دعوت خود ناجائز وبدعت شنیعہ قبیحہ ہے۔ امام احمد اپنے مسند اور ابن ماجہ سنن میں بہ سند صحیح حضرت جریر بن عبداللہ بجلی سے راوی:

كنا نعد الاجتماع الى اهل الميت وصنعة الطعام من النياحة ا۔

ہم گروہ صحابہ اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرانے کو مردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے۔

(ا۔ مسند احمد بن حنبل مروی از مسند عبداللہ بن عمرو دارالفکر بیروت ۲ / ۲۰۴) (سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی النہی عن الاجتماع الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۱۷)

جس کی حرمت پر متواتر حدیثیں ناطق ___ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

يكره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل الميت لانه شرع في السرور لا في الشرور وهي بدعة مستقبحة ۲۔

اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں۔ اور یہ بدعت شنیعہ ہے۔

(۲۔ فتح القدیر فصل فی الدفن مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲ / ۱۰۲)

اسی طرح علامہ حسن شرنبلالی نے مراقی الفلاح میں فرمایا:

ولفظه يكره الضيافة من اهل الميت لانها شرعت في السرور لا في شرور وهي بدعة مستقبحة ۳۔

میت والوں کی جانب سے ضیافت منع ہے اس لیے کہ اسے شریعت نے خوشی میں رکھا ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بری بدعت ہے۔(ت)

(۳۔ مراقی الفلاح علی ہامش حاشیۃ الطحطاوی فصل فی حملہا ودفنہا نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص۳۳۹)

فتاوی خلاصہ وفتاوی سراجیہ وفتاوی ظہیریہ وفتاوی تاتارخانیہ اور ظہیریہ سے خزانۃ المفتین وکتاب الکراہیۃ اور تاتارخانیۃ سے فتاوی ہندیہ میں بالفاظ متقاربہ ہے:

والفظ للسراجية لايباح اتخاذ الضيافة عند ثلثة ايام في المصيبة ا اه زاد في الخلاصه لان الضيافة تتخذ عند السرور ۲۔

سراجیہ کے الفاظ ہیں کہ غمی میں یہ تیسرے دن کی دعوت جائز نہیں، اھ خلاصہ میں یہ اضافہ کیا کہ دعوت تو خوشی میں ہوتی ہے (ت) ←

(۱۔ فتاوٰی سراجیہ کتاب الکراہیۃ باب الولیمہ منشی نولکشور لکھنؤ ص ۷۵) (۲۔ خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الکراہیۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/۳۴۲)

فتاوٰی امام قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے:

یکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانھا ایام تاسف فلا یلیق بھا مایکون للسرور [۳]۔

غمی میں ضیافت ممنوع ہے کہ یہ افسوس کے دن ہیں تو جو خوشی میں ہوتا ہے ان کے لائق نہیں۔

(۳۔ فتاوٰی قاضی خاں کتاب الکراہیۃ منشی نولکشور لکھنؤ ۴/۷۸۱)

تبیین الحقائق امام زیلعی میں ہے:

لاباس بالجلوس للمصیبۃ الی ثلث من غیر ارتکاب محظور من فرش البسط والاطعمۃ من اھل المیت [۴]۔

مصیبت کے لیے تین دن تک بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ کسی امر ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ جیسے مکلف فرش بچھانے اور میت والوں کی طرف سے کھانے۔ (۴۔ تبیین الحقائق فصل فی تعزیۃ اہل البیت مطبعہ کبرٰی امیریہ مصر ۱/۲۴۶)

امام بزازی وجیز میں فرماتے ہیں:

یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع [۵]۔

یعنی میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کرائے جاتے ہیں سب مکروہ و ممنوع ہیں۔

(۵۔ فتاوٰی بزازیہ علی ھامش فتاوٰی ہندیہ الخامس والعشرون فی الجنائز نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۸۱)

علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

اطال ذلک فی المعراج وقال وھذہ الافعال کلھا للسمعۃ والریاء فیتحرز عنھا [۶]۔

یعنی معراج الدرایہ شرح ہدایہ نے اس مسئلہ میں بہت طویل کلام کیا اور فرمایا: یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے احتراز کیا جائے۔ (۶۔ ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی کراہیۃ الضیافۃ الخ ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر ۱/۶۰۳)

جامع الرموز آخر الکراھیۃ میں ہے:

یکرہ الجلوس للمصیبۃ ثلثۃ ایام اواقل فی المسجد ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ھذہ الایام و کذا اکلھا کما فی خیرۃ الفتاوی [۱]۔

یعنی تین دن یا کم تعزیت لینے کے لیے مسجد میں بیٹھنا منع ہے اور ان دنوں میں ضیافت بھی ممنوع اور اس کا کھانا بھی منع ہے، جیسا کہ خیرۃ الفتاوی میں تصریح کی۔ (۱۔ جامع الرموز کتاب الکراہیۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۳/۳۲۸)

اور فتاوٰی انقروی اور واقعات المفتین میں ہے:

یکرہ اتخاذ الضیافۃ ثلاثۃ ایام واکلھا لانھا مشروعۃ للسرور [۲]۔

(۲۔ فتاوٰی انقرویہ کتاب الکراہیۃ والاستحسان دارالاشاعت العربیۃ قندھار ۱/۳۰)

مسئلہ ۹: جن لوگوں سے قرآن مجید یا کلمۂ طیبہ پڑھوایا، ان کے لیے بھی کھانا طیار کرنا ناجائز ہے۔(10) یعنی جب کہ ٹھہرالیا ہو یا معروف ہو یا وہ اغنیا ہوں۔

مسئلہ ۱۰: تیجے وغیرہ کا کھانا اکثر میّت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے، اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ورثہ میں کوئی نابالغ نہ ہو ورنہ سخت حرام ہے۔ یوہیں اگر بعض ورثہ موجود نہ ہوں جب بھی ناجائز ہے، جبکہ غیر موجودین سے اجازت نہ لی ہو اور سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو یا کچھ نابالغ یا غیر موجود ہوں مگر بالغ موجود اپنے حصہ سے کرے تو حرج نہیں۔(11) مسئلہ ۱۱: تعزیت کے لیے اکثر عورتیں رشتہ دار جمع ہوتی ہیں اور روتی پیٹتی نوحہ کرتی ہیں، انھیں کھانا نہ دیا جائے کہ گناہ پر مدد دینا ہے۔(12)

مسئلہ ۱۲: میّت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اور انھیں کے لائق بھیجا جائے زیادہ نہیں اوروں کو وہ کھانا، کھانا منع ہے۔(13) اور صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے، اس کے بعد مکروہ۔(14)

مسئلہ ۱۳: قبرستان میں تعزیت کرنا بدعت ہے۔(15) اور دفن کے بعد میّت کے مکان پر آنا اور تعزیت کر کے اپنے اپنے گھر جانا اگر اتفاقاً ہو تو حرج نہیں اور اس کی رسم کرنا نہ چاہیے اور میّت کے مکان پر تعزیت کے لیے لوگوں کا مجمع کرنا دفن کے پہلے ہو یا بعد اسی وقت ہو یا کسی اور وقت خلاف اَولیٰ ہے اور کریں تو گناہ بھی نہیں۔

مسئلہ ۱۴: جو ایک بار تعزیت کر آیا اسے دوبارہ تعزیت کے لیے جانا مکروہ ہے۔(16)

❁❁❁❁❁

تین دن ضیافت اور اس کا کھانا مکروہ ہے کہ دعوت تو خوشی میں مشروع ہوئی ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۶۶۲ ـ ۶۶۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(10) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في کراھۃ الضیافۃ من أھل المیت، ج ۳، ص ۱۷۶

(11) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۴، ص ۳۶۶، والفتاوی الرضویۃ، ج ۹، ص ۶۶۴، وغیرہ

(12) الفتاوی الرضویۃ، ج ۹، ص ۶۶۶

(13) الفتاوی الرضویۃ، ج ۹، ص ۶۶۶

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في الھدایا والضیافات، ج ۵، ص ۳۴۴

(15) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في کراھۃ الضیافۃ من أھل المیت، ج ۳، ص ۱۷۷

(16) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج ۳، ص ۱۷۷

سوگ اور نوحہ کا ذکر

مسئلہ ۱۵: سوگ کے لیے سیاہ کپڑے پہننا مردوں کو ناجائز ہے۔(1) یوہیں سیاہ بلّے لگانا کہ اس میں نصارٰے کی مشابہت بھی ہے۔

مسئلہ ۱۶: میّت کے گھر والوں کو تین دن تک اس لیے بیٹھنا کہ لوگ آئیں اور تعزیت کر جائیں جائز ہے مگر ترک بہتر اور یہ اس وقت ہے کہ فروش اور دیگر آرائش نہ کرنا ہو ورنہ ناجائز۔(2)

مسئلہ ۱۷: نوحہ یعنی میّت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بین کہتے ہیں بالاجماع حرام ہے۔ یوہیں واویلا وامصیبتا (ہائے مصیبت) کہہ کے چلّانا۔(3)

مسئلہ ۱۸: گریبان پھاڑنا، مونھ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام۔(4)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، ومما یتصل بذلک مسائل، ج۱، ص۱۶۷

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، ومما یتصل بذلک مسائل، ج۱، ص۱۶۷
ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب في کراھۃ الضیافۃ من أھل المیت، ج۳، ص۱۷۶

(3) الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۹، وغیرہ

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، ومما یتصل بذلک مسائل، ج۱، ص۱۶۷

مصیبت کے وقت نوحہ کرنا

شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو گال پیٹے، بال نوچے اور جاہلیت کی دعا مانگے وہ ہم میں سے نہیں۔ (صحیح البخاري، کتاب الجنائز، باب لیس منا من ضرب الخدود، الحدیث: ۱۲۹۷، ص۱۰۱)

حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: جس سے اللہ عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بیزار ہیں، میں بھی اس سے بیزار ہوں، بے شک سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مصیبت کے وقت نوحہ کرنے والی، بال منڈوانے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورت سے بیزار ہیں۔ (صحیح البخاري، کتاب الجنائز، باب ما ینھی من الحلق عند المصیبۃ، الحدیث: ۱۲۹۶، ص۱۰۱)

اور نسائی شریف کی روایت میں ہے: میں تم سے اسی طرح بیزار ہوں جس طرح اللہ عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تم سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: جس نے سر منڈوایا، گریبان چاک کیا اور نوحہ کیا وہ ہم میں سے نہیں۔

(سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الرخصۃ فی البکاء علی المیت ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۸۶۲، ص۲۲۱۰) ←

....

رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے لوگوں میں دو باتیں کفر کے مترادف ہیں: (۱) نسب میں طعن کرنا اور (۲) میت پر نوحہ کرنا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اطلاق اسم الکفر ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۲۷، ص ۶۹۱)

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: تین باتیں اللہ عزوجل سے کفر کے مترادف ہیں: (۱) گریبان چاک کرنا (۲) نوحہ کرنا اور (۳) نسب میں طعن کرنا۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز فصل فی النیاحۃ ونحوھا، الحدیث: ۳۱۵۱، ج ۵، ص ۶۴)

ابن حبان کی ایک روایت میں ہے: تین باتیں کفر ہیں۔ (المرجع السابق، الحدیث: ۳۱۵۱، ج ۵، ص ۶۴)

اور دوسری روایت میں ہے تین باتیں جاہلیت کے کاموں میں سے ہیں۔ (المرجع السابق، الحدیث: ۳۱۴۱)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: جب رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا تو ابلیس اس قدر دھاڑیں مار مار کر رویا کہ اس کا لشکر اس کے پاس جمع ہو گیا تو وہ بولا: آج کے بعد اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو شرک میں مبتلا کرنے سے مایوس ہو جاؤ، ہاں البتہ ان کے دین کے معاملے میں انہیں فتنہ میں ڈالو اور نوحہ کرنا ان میں عام کر دو۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۳۱۸، ج ۱۲، ص ۹)

نبیِّ کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: دو آوازوں پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے: (۱) خوشی کے وقت باجوں کی آواز اور (۲) مصیبت کے وقت چلانے کی آواز۔ (مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب فی النوح، الحدیث: ۴۰۱۷، ج ۳، ص ۱۰۰)

رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: چلا کر رونے والی اور نوحہ کرنے والی پر ملائکہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۸۷۵۴، ج ۳، ص ۲۸۷)

حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میری اُمت جاہلیت کے چار کام نہیں چھوڑے گی: (۱) خاندانی شرافت یعنی عظمت پر فخر کرنا (۲) نسب یعنی رشتہ داری میں طعن کرنا (۳) ستاروں سے بارش طلب کرنا اور (۴) نوحہ کرنا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ، الحدیث: ۲۱۶۰، ص ۸۲۴)

نبیِّ کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: نوحہ کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اسے کھڑا کر کے پگھلے ہوئے تانبے یا تارکول کا لباس اور کھجلی کا دوپٹہ پہنایا جائے گا۔ (المرجع السابق)

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: نوحہ کرنا جاہلیت کا کام ہے اور اگر نوحہ کرنے والی بغیر توبہ کئے مرجائے تو اللہ عزوجل اسے پگھلے ہوئے تانبے (تارکول) کے کپڑے پہنائے گا اور آگ کے شعلے کا دوپٹہ اوڑھائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الجنائز، باب النھی عن النیاحۃ، الحدیث: ۱۵۸۱، ص ۲۵۷۱)

دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودونَوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ان نوحہ کرنے والی عورتوں کو قیامت کے دن جہنم میں دو صفوں میں کھڑا کیا جائے گا، ایک صف جہنمیوں کی دائیں جانب ہوگی اور دوسری صف جہنمیوں کی بائیں جانب ہوگی، ←

یہ وہاں ایسے بھونکیں گی جیسے کتے بھونکتے ہیں۔ (مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب فی النوح، الحدیث: ۴۰۱۹، ج ۳، ص ۱۰۰)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے چلا کر رونے والی اور اسے سننے والی پر لعنت فرمائی۔ (سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی النوح، الحدیث: ۳۱۲۸، ص ۱۴۵۹)

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ جب خاتم المرسلین، رحمۃ للعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو حضرت سیدنا زید بن حارثہ، حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب اور حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی شہادت کی خبر ملی، تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم بیٹھ گئے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرۂ انور پر غم کے آثار عیاں تھے، اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ارشاد فرماتی ہیں: میں نے دروازے کی جھریوں سے دیکھا کہ ایک شخص آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ عالیشان میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے گھر کی عورتیں۔ اور پھر ان کی چیخ و پکار کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے حکم دیا کہ انہیں ایسا کرنے سے منع کرو۔ پھر وہ شخص دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کی: خداعزوجل کی قسم! وہ مجھ پر غالب آگئیں۔ حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ان کے منہ مٹی سے بھر دو۔ تو میں نے اس شخص سے کہا: اللہ عزوجل تمہاری ناک خاک آلود کرے، خداعزوجل کی قسم! تم نہ تو کچھ کرتے ہو اور نہ ہی رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا پیچھا چھوڑتے ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ، الحدیث: ۲۱۶۱، ص ۸۲۴)

شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے والی ایک صحابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ہم سے جن اچھی باتوں پر عہد لیا تھا، ان میں یہ عہد بھی شامل تھا کہ ہم نہ چہرہ پیٹیں گی، نہ ہلاکت کی دعا کریں گی، نہ گریبان چاک کریں گی اور نہ ہی بال نوچیں گی۔

(سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی النوح، الحدیث: ۳۱۳۱، ص ۱۴۵۹ بتغیر قلیل)

حضرت سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رحمتِ کونین، غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے چہرہ پیٹنے والی، گریبان پھاڑنے والی اور ہلاکت کی دعا مانگنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی النھی عن ضرب۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۵۸۵، ص ۲۵۷۱)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میت پر نوحہ کرنے کی وجہ سے اسے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اھلہ، الحدیث: ۲۱۴۳، ص ۸۲۳)

اور ایک روایت میں ہے: (میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے) جب تک اس پر نوحہ کیا جاتا ہے۔

(المرجع السابق، الحدیث: ۲۱۵۷، ص ۸۲۴)

مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس میت پر نوحہ کیا جاتا ہے اسے ←

اس نوحہ کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن عذاب ہوگا۔ (المرجع السابق، الحدیث: ۲۱۵۷، ص ۸۲۴)

حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشادفرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن رو رو کر کہنے لگی ہائے پہاڑ جیسا بھائی، ہائے ایسا بھائی! (یعنی ان کے اوصاف بیان کرنے لگی) پھر جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشادفرمایا: تم نے میرے بارے میں جو بھی بات کہی مجھ سے کہا گیا: کیا تم ایسے ہی ہو؟ پھر جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا انتقال ہوگیا تو وہ نہیں روئی۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ موتۃ۔۔۔۔۔۔الخ الحدیث: ۴۲۶۷ / ۴۲۶۸، ص ۳۴۹)

طبرانی شریف کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل وصلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم! جب مجھ پر غشی طاری ہوئی اور عورتیں چلا چلا کر کہنے لگیں: ہائے میرے سردار، ہائے میرے پہاڑ! تو ایک فرشتہ کھڑا ہوا اس کے پاس ایک لوہے کی سلاخ تھی اس نے اسے میرے قدموں میں رکھ کر پوچھا: کیا تم ایسے ہی ہو جیسا یہ کہہ رہی ہیں؟ میں نے کہا: نہیں! اگر میں ہاں کہہ دیتا تو وہ مجھے اس سے مارتا۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، باب الترہیب من النیاحۃ علی المیت۔۔۔۔۔۔الحدیث: ۵۴۱۵، ج ۴، ص ۱۸۴)

حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ (نے اپنی زوجہ سے) ارشادفرمایا: تم جب بھی ہائے فلاں کہتی تو فرشتہ سختی سے جھڑک کر پوچھتا کیا تم ایسے ہی ہو؟ تو میں کہتا: نہیں۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۰، ج ۲۰، ص ۳۵)

محبوبِ ربّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب کوئی شخص مرتا ہے اور اس کی قوم کا نوحہ خواں ہائے ہمارے پہاڑ، ہائے ہمارے سردار وغیرہ کہتا ہے، تو اس پر دو فرشتے مقرر کردیے جاتے ہیں جو اس کا گریبان پکڑ کر پوچھتے ہیں: کیا تم ایسے ہی تھے؟ (جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی کراھیۃ البکاء۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۰۰۳، ص ۱۶۴۷)

سرکارِ مدینہ، براحتِ قلب وسینہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میت کو زندہ لوگوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے، وہ میت کتنی بُری ہے جب رونے والی عورت کہتی ہے: ہائے ہمارے بازو! ہائے ہمارے تن ڈھانپنے والے! ہائے ہمارے مددگار! تو اس سے پوچھا جاتا ہے: کیا تو ہی اس کا مددگار تھا؟ کیا تو ہی اس کا تن ڈھانپتا تھا؟

(المستدرک، کتاب التفسیر، باب الاسلام ثلاثون سھما۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۸۰۷، ج ۳، ص ۲۷۸)

سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بیان فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک گھر سے رونے کی آواز سنی تو اس میں داخل ہوگئے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ لوگوں کو ہٹاتے ہٹاتے اس نوحہ کرنے والی عورت کے پاس پہنچ گئے اور اسے اتنا مارا کہ اس کا دوپٹہ گر گیا، پھر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشادفرمایا: اسے مارو کیونکہ یہ نائحہ (یعنی نوحہ کرنے والی) ہے اور اس کی کوئی حرمت یا لحاظ نہیں، یہ تمہارے غم کی وجہ سے نہیں روتی بلکہ تم سے درہم بٹورنے کے لئے روتی ہے، یہ تمہارے مُردوں کو قبروں میں اور زندوں کو گھروں میں ایذا پہنچاتی ہے، یہ صبر سے روکتی ہے حالانکہ ←

مسئلہ ۱۹: تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں، مگر عورت شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔(5)
مسئلہ ۲۰: آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں، بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر بُکا فرمایا۔(6) اس مقام پر بعض احادیث جو نوحہ وغیرہ کے بارہ میں وارد ہیں ذکر کی جاتی ہیں کہ مسلمان بغور دیکھیں اور اپنے یہاں کی عورتوں کو سنائیں، کہ یہ بلا ہندوستان کی اکثر عورتوں میں ہندوؤں کی تقلید سے پائی جاتی ہے۔

❁❁❁❁❁

اللہ عزوجل نے صبر کا حکم دیا ہے اور سوگ کی ترغیب دیتی ہے حالانکہ اللہ عزوجل نے اس سے منع فرمایا ہے۔
(کتاب الکبائر، الکبیرۃ التاسعۃ والاربعون، ص ۲۱۲)
سرکارِ مدینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب موت واجب یعنی واقع ہو جائے تو کوئی رونے والی نہ روئے۔ (سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب فی فضل من مات بالطاعون، الحدیث:۳۱۱۱، ص ۱۴۵۷)
دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت کے ہمراہ حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم رونے لگے، صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی حضور نبیِ کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا گریہ دیکھ کر رونے لگے، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں سنتے کہ اللہ عزوجل آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر عذاب نہیں دیتا بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے۔ اور یہ فرما کر اپنی زبانِ اقدس کی جانب اشارہ فرمایا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، الحدیث: ۲۱۳۷، ص ۸۲۲)

(5) انظر: صحیح البخاري، کتاب الجنائز، باب احداد المرأۃ علی غیر زوجھا، الحدیث: ۱۲۸۰، ج۱، ص ۴۳۲

(6) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۹۔۱۴۰

احادیث

حدیث ۱: بخاری و مسلم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو مونھ پر طمانچہ مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے (نوحہ کرے) وہ ہم سے نہیں۔ (1)

حدیث ۲: صحیحین میں ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی واللفظ لمسلم، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو سر منڈائے (2) اور نوحہ کرے اور کپڑے پھاڑے، میں اس سے بَری ہوں۔ (3)

حدیث ۳: صحیح مسلم شریف میں ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: میری اُمت میں چار کام جاہلیت کے ہیں، لوگ اُنھیں نہ چھوڑیں گے۔

(۱) حسب پر فخر کرنا اور

(۲) نسب میں طعن کرنا اور

(۳) ستاروں سے مینھ چاہنا (فلاں نچھتر کے سبب پانی برسے گا) اور

(۴) نوحہ کرنا

اور فرمایا: نوحہ کرنے والی نے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن اس طرح کھڑی کی جائے گی کہ اس

---

(1) صحیح البخاري، کتاب الجنائز، باب لیس منا من ضرب الخدود، الحدیث: ۱۲۹۷، ج۱، ص۴۳۹

(2) یعنی کسی کے مرنے پر جیسے ہندو بھدرا کرتے ہیں۔

(3) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم ضرب الخدود الخ، الحدیث: ۱۰۴، ص۶۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام عامر ابن عبداللہ ابن قیس ہے، تابعین میں سے ہیں اور عبداللہ ابن قیس یعنی ابو موسیٰ اشعری کے فرزند ہیں، حضرت علی کی طرف سے قاضی شریح کے بعد کوفہ کے قاضی رہے، پھر حجاج نے آپ کو معزول کیا۔

۲۔ صَلَقَہ عربی میں رونے کی کانپتی آواز کو کہتے ہیں۔

۳۔ یعنی میں تمہیں ہمیشہ یہ حدیث سناتا رہا تم میرے جیتے جی ہی بھول گئیں۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ عرب میں بھی کسی کی موت پر سر منڈانے کا رواج تھا جیسے ہمارے ہاں ہندو سر، داڑھی اور مونچھیں سب منڈوا دیتے ہیں جسے بھدرا کہتے ہیں، مگر مرد منڈاتے ہیں عورتیں نہیں یہ بھی بے حیائی کی علامت ہے۔ خیال رہے کہ صحابہ کرام ایسی حالت میں تبلیغ اور اپنے بال بچوں کی اصلاح سے غافل نہیں رہتے تھے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۹۴۸)

پر ایک کُرتا قطران کا ہوگا اور ایک خارشت کا۔(4)

حدیث ۴: صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کے سبب اللہ تعالیٰ عذاب نہیں فرماتا اور زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: لیکن اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت پر عذاب ہوتا ہے(5) یعنی جبکہ اس نے وصیت کی ہو یا وہاں

(4) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ، الحدیث: ۹۳۴، ص ۴۶۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس میں غیبی خبر ہے جو بالکل سچی ہوئی، مسلمانوں میں اب تک عموماً چاروں عیوب موجود ہیں۔ کبھی حسب اور نسب ایک ہی معنی میں آتے ہیں مگر کبھی یوں فرق کردیتے ہیں کہ اماں کی طرف سے رشتوں کا نام حسب ہے اور باپ کی طرف کا نام نسب۔ کبھی اس طرح کہ باپ دادوں کے اوصاف شمار کرنا جب کہ ان کی قومیت و ذات بتاتے پھرنا نسب۔ کفار کے مقابلہ میں حسب و نسب پر فخر کرنا بھی عبادت ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین میں کفار سے فرمایا اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب (جانتے ہو میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں) مگر مسلمان کے کسی نسب کو ذلیل جاننا یا انہیں کمین کہنا حرام ہے مسلمان شریف ہیں اگرچہ سید حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے اشرف ہیں مگر انہیں بھی کسی مسلمان کو کمین کہنے کا کوئی حق نہیں، ہاں مسلمانوں کو ان کا احترام کرنا چاہیے۔ نسب انبیاء اللہ کی رحمت ہے۔ اس کی پوری تحقیق ہماری "کتاب الکلام المقبول فی شرافۃ نسب الرسول" میں ملاحظہ کیجئے۔ تاروں سے اوقات معلوم کرنا اور راستوں وسمتوں کا پتہ لگانا جائز ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ" مگر ان میں بارش وغیرہ کی تاثیریں ماننا اور ان سے غیبی خبریں معلوم کرنا حرام ہے، لہٰذا علم نجوم باطل ہے علم توقیت حق۔ مردے کے سچے اوصاف بیان کرنا ندبہ کہلاتا ہے اور اس کے جھوٹے اوصاف بیان کرکے رونا نوحہ ہے۔ ندبہ جائز ہے، نوحہ حرام۔ حضرت فاطمۃ الزہرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ندبہ کیا تھا نوحہ نہیں۔

۲۔ رال میں آگ جلد لگتی ہے اور سخت گرم بھی ہوتی ہے۔ جرب وہ کپڑا ہے جو سخت خارش میں پہنایا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نائحہ پر اس دن خارش کا عذاب مسلّط ہوگا کیونکہ وہ نوحہ کرکے لوگوں کے دل مجروح کرتی تھی تو قیامت کے دن اسے خارش سے زخمی کیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نوحہ خواہ عملی ہو یا قولی سخت حرام ہے، چونکہ اکثر عورتیں ہی نوحہ کرتی ہیں اس لیے عموماً نائحہ تانیث کا صیغہ فرمایا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۹۴۹)

(5) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب البکاء عند المریض، الحدیث: ۱۳۰۴، ج ۱، ص ۴۴۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رونا انکی موت کے خوف سے نہ تھا بلکہ ان کی تکلیف دیکھ کر رحمت کی بنا پر اور یہ کلام حکیمانہ مبلّغانہ تھا کہ کسی کی بیماری یا موت پر بے صبری یا نوحہ نہ کرنا چاہیئے۔ مطلب یہ ہے کہ جو مصیبت پر حمد الٰہی کرتا ہے اللہ اس پر رحم کرتا ہے اور جو بکواس بکتا ہے وہ سزا پاتا ہے۔

←

رونے کا رواج ہو اور منع نہ کیا ہو، واللہ تعالیٰ اعلم یا یہ مراد ہے کہ ان کے رونے سے اسے تکلیف ہوتی ہے کہ دوسری حدیث میں آیا، اے اللہ (عزوجل) کے بندو! اپنے مردے کو تکلیف نہ دو، جب تم رونے لگتے ہو وہ بھی روتا ہے۔

حدیث ۵: بخاری و مسلم مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس پر نوحہ کیا گیا، قیامت کے دن اس نوحہ کے سبب اس پر عذاب ہوگا۔ (6) یعنی اُنھیں صورتوں میں

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: جب ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا، میں نے کہا مسافرت اور پردیس میں انتقال ہوا، ان پر اس طرح رووں گی جس کا چرچا ہو، میں نے رونے کا تہیہ کیا تھا اور ایک عورت بھی اس ارادہ سے آئی کہ میری مدد کرے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: جس گھر سے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو دو مرتبہ نکالا، تُو اس میں شیطان کو داخل کرنا چاہتی ہے، فرماتی ہیں: میں رونے سے باز آئی اور نہیں روئی۔ (7)

ؔ۔ اس کی پوری شرح آگے آئے گی۔ یہاں اتنا سمجھ لو کہ میت سے مراد وہ ہے جس کی جان نکل رہی ہو اور عذاب سے مراد تکلیف ہے یعنی اگر جان نکلتے وقت رونے والوں کا شور مچ جائے تو اس شور سے مرنے والے کو تکلیف ہوتی ہے، بلکہ بیمار کے پاس بھی شور نہ کرنا چاہیے کہ اس سے بیمار کو ایذا پہنچتی ہے لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ کسی کا گناہ میت پر کیوں پڑتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۹۴۹)

(6) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء أھلہ علیہ، الحدیث: ۹۳۳، ص ۴۶۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی میت پر نوحہ کرنا پیٹنے کی وجہ سے قیامت میں میت کو بھی عذاب ہوگا جیسے خود نوحہ کرنے والوں کو ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ میت نوحہ اور پیٹنے کی وصیت کر گیا ہو یا اس سے راضی ہو جیسے زمانۂ جاہلیت میں مرنے والے وصیت کرتے تھے کہ مجھ پر ایسا نوحہ کرنا کہ نام ہو جائے، اس زمانہ میں نوحہ پر بھی فخر ہوتا تھا لہذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ امام حسین اور دیگر شہداء کربلا کو بھی عذاب ہو کہ ان پر رافضی بہت نوحہ اور کوٹا پیٹی کرتے ہیں کیونکہ ان سرکاروں نے نہ اس کی وصیت کی نہ اس سے راضی ہوئے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۹۶۲)

(7) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، الحدیث: ۹۲۲، ص ۴۵۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اسلام سے پہلے عرب میں میت پر رونے پیٹنے کا عام رواج تھا اور اس پر فخر کیا جاتا تھا کہ ہمارے فلاں میت پر بہت رویا پیٹا گیا اسی عادت کے مطابق آپ نے یہ ارادہ کیا ابوسلمہ مکی تھے مدینہ منورہ میں آپ کا کوئی عزیز و رشتہ دار نہ تھا سفر کی موت بہت حسرت کی ہوتی ہے سمجھا جاتا ہے کہ مسافر کی قبر پر کوئی فاتحہ بھی نہ پڑھے گا اس لیئے آپ کو بہت صدمہ ہوا۔

←

حدیث ۷: ترمذی ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو مرتا ہے اور رونے والا اس کی خوبیاں بیان کر کے روتا ہے، اللہ تعالیٰ اس میّت پر دو فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اسے کونچتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا تھا؟۔(8)

حدیث ۸: ابن ماجہ ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے ابن آدم! اگر تُو اوّل صدمہ کے وقت صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو تو تیرے لیے جنت کے سوا کسی ثواب پر میں راضی نہیں۔(9)

حدیث ۹: احمد و بیہقی امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس مسلمان مرد یا عورت پر کوئی مصیبت پہنچی اسے یاد کر کے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. کہے، اگرچہ مصیبت کا زمانہ دراز

۲؎ اس زمانہ میں نوحہ اور پیٹنے کا بھی قرض ہوتا تھا اگر ایک عورت دوسرے کے ہاں موت پر پیٹ آتی تھی تو یہ اس کے ہاں موت کے وقت پیٹنے ضرور جاتی تھی جیسے آج بیاہ شادی میں نیوتہ قرض مانا جاتا ہے ایسے ہی وہاں نوحہ اور رونا پیٹنا بھی قرض ہوتا تھا۔وہ بیوی شاید زمانہ جاہلیت میں حضرت ام سلمہ کی مقروض تھی۔

۳؎ یا تو دو مرتبہ سے مراد ہے بار بار، جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے:"ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ" یا دوسری مرتبہ ہی مراد ہے ایک بار حضرت ابو سلمہ کے اسلام لاتے وقت اور دوسری بار آپ کے ہجرت کرتے وقت یا ایک بار سے مراد ہے حبشہ کی طرف ہجرت کرنا اور دوسری سے مراد مدینہ پاک کی طرف ہجرت کیونکہ حضرت ابو سلمہ صاحب ہجرتین ہیں، شیطان کے نکالنے سے اس کے اثر کا دُور کرنا مراد ہے ورنہ خود شیطان تو مکھی کی طرح ہر جگہ پہنچا ہی رہتا ہے یعنی جس گھر سے بار بار شیطانی اثر دور ہوتا رہا اب اس میں شیطانی کام کرکے اس اثر کو کیوں پھیلاتی ہو۔اس سے معلوم ہوا کہ گناہ ہر جگہ ہی گناہ ہے مگر بزرگوں کے مکان اور مقدس جگہوں میں زیادہ برا۔

۴؎ یعنی یہ فرمان عالی سن کر میں نوحہ اور پیٹنے سے باز رہی۔یہاں رونے سے مراد پیٹنا اور نوحہ ہے نہ کہ آنسوؤں سے رونا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲،ص۹۶۶)

(8) جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ماجاء في كراهية البكاء على الميت، الحديث: ۱۰۰۵، ج۲، ص۳۰۵

(9) سنن ابن ماجه، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في الصبر على المصيبة، الحديث: ۱۵۹۷، ج۲، ص۲۶۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ اگرچہ صبر ہر وقت ہی اچھا ہے مگر نئے صدمے پر بہت اچھا کیونکہ اس وقت گھاؤ تازہ ہوتا ہے اس لیئے اس کا ثواب بھی بڑا۔خیال رہے کہ بعض شخصوں کو بعض اعمال کا ثواب جنت کے سوا بھی دے دیا جاتا ہے جیسے دنیاوی راحتیں وغیرہ مگر مؤمن صابر کا ثواب جنت ہی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲،ص۹۸۰)

ہو گیا ہو، تو اللہ تعالیٰ اُس پر نیا ثواب عطا فرماتا ہے اور ویسا ہی ثواب دیتا ہے جیسا اُس دن کہ مصیبت پہنچی تھی۔ (10)

(10) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث الحسین بن علی رضی اللہ عنہما، الحدیث: ۱۷۳۴، ج ۱، ص ۴۲۹

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یاد آجانا اور ہے یاد کرنا، یاد دلانا کچھ اور پہلی چیز قدرتی ہے جس پر ثواب ہے اور آخری دو چیزیں مصنوعی ہیں جن پر عذاب۔ اللہ کی نعمتوں کو یاد رکھنا اور شکر کرنا ثواب ہے مگر اس کی بھیجی مصیبتوں کو بھول جانا ثواب ہے اسی لیے اسلام میں خوشی کی یادگاریں منانا سنت ہے مگر غم کی یادگاریں قائم کرنا حرام۔ ربیع الاول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بھی ہے اور وفات بھی مگر اس مہینہ میں عید میلاد منائی جاتی ہے نہ کہ غم وفات، حتی کہ اس مہینہ کو بارہ وفات کہنا بھی ناجائز ہے، ہاں ایصال ثواب کے لیئے کسی کی تاریخ وفات منانا جائز ہے نہ کہ رونے پیٹنے کے لیئے۔ اسی لیئے فقہاء فرماتے ہیں کہ محرم میں سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی یادگار قائم کرنے، ایصال ثواب کرنے، ان کا ذکر کرنے اور سننے کے لیئے مجلس منعقد کرنا ثواب ہے۔ اس دوران میں اگر رونا بھی آجائے تو مضائقہ نہیں مگر رونے پیٹنے کی غرض سے تعزیت کی مجلس منعقد کرنا حرام ہے کہ میت کے غم کی مجلس صرف تین دن تک منعقد کر سکتے ہیں، لہذا اس حدیث سے شیعہ حضرات دلیل نہیں پکڑ سکتے۔

۲۔ کیونکہ اگرچہ مصیبت پرانی ہو چکی مگر تکلیف تو نئی ہوئی جیسے پرانی نعمت کے نئے شکر پر نیا ثواب ملتا ہے ایسے ہی پرانی مصیبت کے نئے صبر پر نیا ثواب ملے گا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۰۱)

شہید کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ) (1)

جو اللہ (عزوجل) کی راہ میں قتل کیے گئے، انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمھیں خبر نہیں۔

اور فرماتا ہے:

(وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾) (2)

جو لوگ راہ خدا میں قتل کیے گئے انھیں مردہ نہ گمان کر، بلکہ وہ اپنے رب (عزوجل) کے یہاں زندہ ہیں انھیں

---

(1) پ ۲، البقرۃ: ۱۵۴

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت شہداء بدر کے حق میں نازل ہوئی لوگ شہداء کے حق میں کہتے تھے کہ فلاں کا انتقال ہوگیا وہ دنیوی آسائش سے محروم ہوگیا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(مزید یہ کہ)

موت کے بعد ہی اللہ تعالٰی شہداء کو حیات عطا فرماتا ہے ان کی ارواح پر رزق پیش کئے جاتے ہیں انہیں راحتیں دی جاتی ہیں ان کے عمل جاری رہتے ہیں اجر و ثواب بڑھتا رہتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔

مسئلہ: اللہ تعالٰی کے فرمانبردار بندوں کو قبر میں جنتی نعمتیں ملتی ہیں شہید وہ مسلمان مکلف طاہر ہے جو تیز ہتھیار سے ظلماً مارا گیا ہو اور اس کے قتل سے مال بھی واجب نہ ہوا ہو یا معرکہ جنگ میں مردہ یا زخمی پایا گیا اور اس نے کچھ آسائش نہ پائی اس پر دنیا میں یہ احکام ہیں کہ نہ اس کو غسل دیا جائے نہ کفن اپنے کپڑوں میں ہی رکھا جائے اسی طرح اس پر نماز پڑھی جائے اسی حالت میں دفن کیا جائے آخرت میں شہید کا بڑا رتبہ ہے بعض شہداء وہ ہیں کہ ان پر دنیا کے یہ احکام تو جاری نہیں ہوتے لیکن آخرت میں ان کے لئے شہادت کا درجہ ہے جیسے ڈوب کر یا جل کر یا دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا، طلب علم، سفر حج غرض راہ خدا میں مرنے والا اور نفاس میں مرنے والی عورت اور پیٹ کے مرض اور طاعون اور ذات الجنب اور سل میں اور جمعہ کے روز مرنے والے وغیرہ۔

(2) پ ۴، اٰل عمران: ۱۶۹۔۱۷۱

←

روزی ملتی ہے۔ اللہ (عزوجل) نے اپنے فضل سے جو انھیں دیا اس پر خوش ہیں اور جو لوگ بعد والے ان سے ابھی نہ ملے، ان کے لیے خوشخبری کے طالب کہ ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، اللہ (عزوجل) کی نعمت اور فضل کی خوشخبری چاہتے ہیں اور یہ کہ ایمان والوں کا اجر اللہ (عزوجل) ضائع نہیں فرماتا۔

❀❀❀❀❀

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت شہداء احد کے حق میں نازل ہوئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے قالب عطا فرمائے وہ جنتی نہروں پر سیر کرتے پھرتے ہیں جنتی میوے کھاتے ہیں طلائی قنادیل جو زیر عرش معلق ہیں ان میں رہتے ہیں جب انہوں نے کھانے پینے رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا کہ ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے بیٹھ نہ رہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا۔ پس یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابوداود)

اس سے ثابت ہوا کہ ارواح باقی ہیں جسم کے فنا کے ساتھ فنا نہیں ہوتیں۔

(مزید یہ کہ)

اور زندوں کی طرح کھاتے پیتے عیش کرتے ہیں۔ سیاق آیت اس پر دلالت کرتا ہے کہ حیات روح وجسم دونوں کے لئے ہے علماء نے فرمایا کہ شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں مٹی ان کو نقصان نہیں پہنچاتی اور زمانہ صحابہ میں اور اس کے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کھل گئیں تو انکے جسم تروتازہ پائے گا۔ (خازن وغیرہ)

احادیث

احادیث میں اس کے فضائل بکثرت وارد ہیں، شہادت صرف اسی کا نام نہیں کہ جہاد میں قتل کیا جائے بلکہ:

(حدیث ۱:) ایک حدیث میں فرمایا: اس کے سوا سات شہادتیں اور ہیں۔

(۱) جو طاعون سے مرا شہید ہے۔

(۲) جو ڈوب کر مرا شہید ہے۔

(۳) ذات الجنب میں مرا شہید ہے۔

(۴) جو پیٹ کی بیماری میں مرا شہید ہے۔(1)

(۵) جو جل کر مرا شہید ہے۔

(۶) جس کے اوپر دیوار وغیرہ ڈھ پڑے اور مرجائے شہید ہے۔

(۷) عورت کہ بچہ پیدا ہونے یا کوآرے پن میں مرجائے شہید ہے۔(2)

اس حدیث کو امام مالک (3) وابوداود ونسائی نے جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت اور:

---

(1) اس سے مراد استسقا ہے یا دست آنا دونوں قول ہیں اور یہ لفظ دونوں کو شامل ہوسکتا ہے، لہٰذا اس کے فضل سے امید ہے کہ دونوں کو شہادت کا اجر ملے۔

(2) حدیث کے الفاظ یہ ہیں ((وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ فَهِيَ شَهِيدَةٌ)) (سنن النسائي، كتاب الجنائز، باب النهي عن البكاء على الميت، الحديث: ۱۸۴۷، ص ۳۰۹) دون قوله: فهي

جس کے یہ معنی ہیں کہ ایسی چیز سے مری، جو اس میں اکٹھی ہے جدا نہ ہوئی اس میں ولادت وزوال بکارت دونوں داخل ہیں۔

(3) الموطا لامام مالک، کتاب الجنائز، باب النھی عن البکاء علی المیت، الحدیث: ۵۶۳، ج۱، ص ۲۱۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جن میں شہادت فی سبیل اللہ کا ثواب ملتا ہے جنہیں شہادت حکمی کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا حشر شہداء کے ساتھ ہوگا مگر ان شہادتوں پر کچھ شرعی احکام جاری نہیں ہوتے۔

۲۔ یعنی جو طاعون میں صابر ہو کر مرے اور پیٹ کے درد یا دست یا استسقاء وغیرہ بیماری سے مرے یا ذات الجنب کی بیماری سے مرے جس میں پسلیوں پر پھنسیاں نمودار ہوتی ہیں، پسلیوں میں درد اور بخار ہوتا ہے، اکثر کھانسی بھی اٹھتی ہے یہ سب لوگ حکماً شہید ہیں، یہ رب کی رحمت ہے کہ ان لوگوں کو درجۂ شہادت عطا فرماتا ہے۔

←

....

۳؎ اس طرح کہ حاملہ فوت ہو جائے یا ولادت کی حالت میں میلانہ نکلنے کی وجہ سے مرے یا ولادت کے بعد چالیس دن کے اندر فوت ہو بہر حال وہ حکماً شہید ہے بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد کنواری عورت ہے جو بغیر شادی فوت ہو جائے۔

(مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۸۶)

راہِ خدا عزوجل میں شہید ہونے کا ثواب

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿195﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے۔ (پ4، آل عمران: 195)

وَ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿4﴾ سَيَهْدِيْهِمْ وَ يُصْلِحُ بَالَهُمْ ﴿5﴾ وَ يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ﴿6﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے اللہ ہرگز ان کے عمل ضائع نہ فرمائے گا جلد انہیں راہ دے گا اور ان کا کام بنا دے گا اور انہیں جنت میں لے جائے گا انہیں اس کی پہچان کرا دی ہے۔ (پ26، محمد: 4تا6)

اس بارے میں احادیثِ مقدسہ:

حضرتِ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا کہ گزشتہ رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے ساتھ لے کر ایک درخت کے اوپر چڑھ گئے اور مجھے ایک بہت خوبصورت اور فضیلت والے گھر میں داخل کر دیا، میں نے اس جیسا گھر کبھی نہیں دیکھا پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ شہداء کا گھر ہے۔

(بخاری، کتاب الجہاد، باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ، رقم ۲۷۹۱، ج ۲، ص ۲۵۱)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم! سب سے افضل جہاد کون سا ہے؟ فرمایا، جس میں تیری ٹانگیں کاٹ دی جائیں اور تیرا خون بہا دیا جائے

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم ۴۶۲۰، ج ۷، ص ۷۴)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا، کیا میں تمہیں سب سے زیادہ جود و کرم والے کے بارے میں خبر نہ دوں؟ (پھر فرمایا)، اللہ عزوجل سب سے زیادہ جود و کرم والا ہے اور میں اولادِ آدم علیہ السلام میں سب سے زیادہ سخی ہوں اور میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہے جو علم حاصل کرے پھر اپنے علم کو پھیلائے، اسے قیامت کے دن ایک امت کے طور پر اٹھایا جائے گا اور دوسرا وہ شخص ہے جو اللہ عزوجل کی رضا کے ←

....

حصول کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے یہاں تک کہ اسے شہید کر دیا جائے۔ (ابو یعلی، مسند انس بن مالک، رقم ۲۷۸۲، ج ۳، ص ۱۶)

حضرت سیدنا راشد بن سعد رضی اللہ عنہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا وجہ ہے کہ قبر میں سب مسلمانوں کا امتحان ہوتا ہے لیکن شہید کا نہیں ہوتا؟ ارشاد فرمایا، اس کے سر پر تلواروں کی بجلی گرنا ہی اس کے امتحان کے لئے کافی ہے۔ (نسائی، کتاب الجنائز، باب الشہید، ج ۴، ص ۹۹)

حضرتِ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نماز پڑھا رہے تھے۔ اسی دوران ایک شخص نماز کیلئے آیا اور صف میں پہنچ کر کہنے لگا، اے اللہ عزوجل! تو اپنے نیک بندوں کو جو سب سے افضل شے عطا فرماتا ہے مجھے بھی عطا فرما۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مکمل فرمائی تو دریافت فرمایا، ابھی کس نے کلام کیا تھا؟ اس شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر تو تمہاری ٹانگیں کاٹ دی جائیں گی اور تمہیں شہید کر دیا جائے گا (یعنی یہی افضل شے ہے)۔ (المستدرک، کتاب الجہاد، باب قفلۃ کغزوۃ، رقم ۲۴۴۹، ج ۲، ص ۳۹۲)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، شہید کو قتل ہوتے وقت اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو چٹکی کی تکلیف ہوتی ہے۔

(ترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی فضل المرابط، رقم ۱۶۷۴، ج ۳، ص ۲۵۲)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جنت میں داخل ہونے کے بعد شہید کے سوا کوئی اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اسے دنیا میں لوٹایا جائے اور اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو دنیا میں کیا جاتا تھا مگر شہید شہادت کی فضیلت اور کرامت دیکھتے ہوئے تمنا کرتا ہے کہ اسے دنیا میں لوٹایا جائے اور اسے دس مرتبہ قتل کیا جائے۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب تمنی المجاہد الخ، رقم ۲۸۱۷، ج ۲، ص ۲۵۹)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا کہ اہلِ جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا تو اللہ عزوجل اس سے فرمائے گا، تو نے اپنے مسکن کو کیسا پایا؟ وہ عرض کریگا، سب سے بہتر۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کچھ اور مانگ، کوئی اور تمنا کر۔ تو وہ عرض کریگا، میں کیا مانگوں اور کس چیز کی تمنا کروں؟ پھر وہ شہادت کی فضیلت دیکھتے ہوئے عرض کریگا، بس! میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ مجھے تیری راہ میں دس مرتبہ قتل کیا جائے۔

(المستدرک، کتاب الجہاد، باب الجہاد یذہب اللہ بہ الہم والغم، رقم ۲۴۵۲، ج ۲، ص ۳۹۳)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، اس ذات پاک کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، میں چاہتا ہوں کہ راہ خدا میں جہاد کروں اور شہید کر دیا جاؤں پھر جہاد کروں پھر شہید کر دیا جاؤں پھر جہاد کروں ←

پھر شہید کر دیا جاؤں۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ، رقم ۱۸۷۶، ص ۱۰۴۲)

حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ عزوجل پر ایمان لانا سب سے افضل عمل ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھے راہِ خدا عزوجل میں قتل کر دیا جائے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں! اگر تمہیں اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کر دیا جائے جبکہ تم اس پر ثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر کرو اور لڑائی کے دوران پیش قدمی کرو اور میدان جہاد سے فرار اختیار نہ کرو۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا، ابھی تو نے کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کیا، اگر مجھے راہِ خدا عزوجل میں قتل کر دیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے کیا میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں! اگر تم اس پر صبر کرو اور میدانِ جہاد سے فرار اختیار نہ کرو تو قرض کے علاوہ تمہارے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، مجھے جبرائیل علیہ السلام نے یہی بتایا ہے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ الخ، رقم ۱۸۸۵، ص ۱۰۴۶)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ الخ، رقم ۱۸۸۶، ص ۱۰۴۶)

حضرتِ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص لوہے کا لباس پہن کر سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جہاد کروں یا مسلمان ہو جاؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، پہلے مسلمان ہو جاؤ پھر جہاد کرو۔ چنانچہ وہ اسلام لے آیا پھر جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اس نے عمل کم کیا اور ثواب زیادہ لے گیا۔

(بخاری، کتاب الجہاد، باب عمل صالح قبل القتال، رقم ۲۸۰۸، ج ۲، ص ۲۵۶)

حضرتِ سیدنا شدّاد بن ہاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا اور آپ کی پیروی کی، پھر عرض کیا، میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنا چاہتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ان کے بارے میں تاکید فرما دی۔ جب ایک جنگ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مالِ غنیمت حاصل ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تقسیم فرمایا اور اس اعرابی صحابی رضی اللہ عنہ کا حصہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دے دیا، وہ اعرابی صحابی رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پہرہ دیا کرتے تھے۔ جب صحابہ علیہم الرضوان نے ان کا حصہ انہیں دیا تو انہوں نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ ←

حدیث ۲: امام احمد کی روایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون سے بھاگنے والا اس کے مثل ہے، جو جہاد سے بھاگا اور جو صبر کرے اس کے لیے شہید کا اجر ہے۔(4)

حدیث ۳: احمد و نسائی عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو طاعون میں مرے، ان کے بارے میں اللہ عزوجل کے دربار میں مقدمہ پیش ہوگا۔ شہدا کہیں گے، یہ ہمارے بھائی ہیں یہ ویسے ہی قتل کیے گئے جیسے ہم اور بچھونوں پر وفات پانے والے کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں یہ اپنے بچھونوں پر مرے جیسے ہم۔ اللہ عزوجل فرمائے گا: ان کے زخم دیکھو، اگر ان کے زخم مقتولین کے مشابہ ہوں، تو یہ انھیں میں ہیں اور انھیں کے ساتھ ہیں۔ دیکھیں گے تو ان کے زخم شہدا کے زخم سے مشابہ ہوں گے، شہدا میں شامل کر دیے جائیں گے۔(5)

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا، یہ تمہارا حصہ ہے، جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمایا ہے۔

وہ اعرابی اس مال کو لے کر رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا ہے؟ فرمایا، یہ میری تقسیم میں سے تمہارا حصہ ہے۔ اعرابی صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! میں نے اس مال کے حصول کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی نہیں کی بلکہ میں نے تو اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی ہے تاکہ مجھے یہاں تیر لگے اور میں مر کر جنت میں داخل ہو جاؤں۔ اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم سچے ہو تو اللہ عزوجل تمہاری یہ خواہش ضرور پوری فرمائے گا۔ پھر کچھ عرصہ بعد جب دشمنوں کے ساتھ معرکہ ہوا تو اس صحابی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لایا گیا، انہیں اسی مقام پر تیر لگا تھا جس جگہ کا انہوں نے اشارہ کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا یہ وہی ہے؟ عرض کیا گیا، جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اس نے اللہ عزوجل کو سچا جانا تو اللہ عزوجل نے اس کی بات پوری فرمادی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے جبہ مبارکہ میں کفن دیا اور ان کا جنازہ پڑھایا اور یہ وہی صحابی رضی اللہ عنہ ہیں جن کی نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھی گئی: اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِيْ سَبِيْلِكَ فَقُتِلَ شَهِيْدًا اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى ذٰلِكَ.

(نسائی، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الشہداء، ج ۴، ص ۶۰)

(4) المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث: ۱۴۸۸۱، ج ۵، ص ۱۴۲

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اگر کوئی طاعون سے بھاگتا ہوا طاعون سے مرے تو اسے کوئی ثواب نہیں جیسے بزدل مجاہد بھاگتا ہوا مارا جائے تو اس کو شہید کا ثواب نہیں اور اگر طاعون میں صبر کرنے والا کسی اور بیماری سے بھی مرے تو شہید کا ثواب پائے گا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۸۲۲)

(5) المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث العرباض بن ساریۃ، الحدیث: ۱۷۱۵۹، ج ۶، ص ۸۶

←

حدیث ۴: ابن ماجہ کی روایت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ ارشاد فرمایا مسافرت کی موت شہادت ہے۔(6)

ان کے سوا اور بہت صورتیں ہیں جن میں شہادت کا ثواب ملتا ہے، امام جلال الدین سیوطی وغیرہ ائمہ نے ان کو ذکر کیا ہے، بعض یہ ہیں:

(۹) سل کی بیماری میں مرا۔

(۱۰) سواری سے گر کر یا مرگی سے مرا۔

(۱۱) بخار میں مرا۔

(۱۲) مال یا

(۱۳) جان یا

(۱۴) اہل یا

(۱۵) کسی حق کے بچانے میں قتل کیا گیا۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ مؤمن کے مرنے پر اس سے ملاقات کرنے گزشتہ مؤمنین کی روحیں آتی ہیں اور جس قسم کا یہ شخص ہوتا ہے اسی جماعت کے لوگ اسے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ ولی کی روح کو اولیاء، شہید کی روح کو شہداء۔ غرضکہ تا قیامت بلکہ بعد قیامت جنت میں بھی ہر روح اپنے ہم جنسوں کے ساتھ رہے گی۔

۲۔ طاعون میں بغل یا جنگا سے پر گلٹیاں نکلتی ہیں جو پھوٹ کر زخم بن جاتی ہیں، ان میں ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسے کوئی برچھیاں مار رہا ہے بلکہ جنات برچھیاں مارتے بھی ہیں اسی لیے اس کو طاعون کہتے ہیں۔ بعد موت ان کے یہ زخم شہداء کے زخموں کی طرح قرار دیے جائیں گے اور ان لوگوں کو شہیدوں کے ساتھ رکھا جائے گا۔ اس حدیث سے اشارۃً معلوم ہوا کہ موت کے بعد بھی قیاس ہوگا قیاس کے منکر اس سے کہاں تک بچیں گے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۸۲۱)

(6) سنن ابن ماجہ، أبواب ما جاء في الجنائز، باب ما جاء فیمن مات غریبا، الحدیث: ۱۶۱۳، ج ۲، ص ۲۷۵

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ سفر دو قسم کا ہے: جسمانی اور جنانی، جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ تم دنیا میں مسافروں کی طرح رہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو پردیس میں مرا وہ شہید اور جو دیس میں بھی پردیسی کی طرح رہا وہ بھی شہید معلوم ہوا۔ (لمعات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۸۱۹)

(۱۶) عشق میں مرا بشرطیکہ پاکدامن ہو اور چھپایا ہو۔

(۱۷) کسی درندہ نے پھاڑ کھایا۔

(۱۸) بادشاہ نے ظلماً قید کیا یا

(۱۹) مارا اور مر گیا۔

(۲۰) کسی موذی جانور کے کاٹنے سے مرا۔

(۲۱) علم دین کی طلب میں مرا۔

(۲۲) موذن کہ طلب ثواب کے لیے اذان کہتا ہو۔

(۲۳) تاجر راست گو۔

(۲۴) جسے سمندر کے سفر میں متلی اور قے آئی۔

(۲۵) جو اپنے بال بچوں کے لیے سعی کرے، ان میں امر الٰہی قائم کرے اور انھیں حلال کھلائے۔

(۲۶) جو ہر روز پچیس بار یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِيْ فِي الْمَوْتِ وَفِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔

(۲۷) جو چاشت کی نماز پڑھے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور وتر کو سفر و حضر میں کہیں ترک نہ کرے۔

(۲۸) فسادِ اُمت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا، اس کے لیے سو شہید کا ثواب ہے۔

(۲۹) جو مرض میں لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ چالیس بار کہے اور اسی مرض میں مر جائے اور اچھا ہو گیا تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(۳۰) کفار سے مقابلہ کے لیے سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔

(۳۱) جو ہر رات میں سورۂ یٰس شریف پڑھے۔

(۳۲) جو باطہارت سویا اور مر گیا۔

(۳۳) جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سو بار دُرود شریف پڑھے۔

(۳۴) جو سچے دل سے یہ سوال کرے کہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔

(۳۵) جو جمعہ کے دن مرے۔

(۳۶) جو صبح کو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ تین بار پڑھ کر سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا کہ اس کے لیے شام تک استغفار کریں اور اگر اس دن میں مرا تو

شہید مرا اور جو شام کو کہے صبح تک کے لیے یہی بات ہے۔(7)

❁❁❁❁❁

(7) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الشہید، مطلب فی تعداد الشہداء، ج ۳، ص ۱۹۵ ۔ ۱۹۷

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی میری بات سننے والے، میرا درد دل جاننے والے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔ خیال رہے کہ اعوذ جملہ خبریہ ہے بمعنی ان شاء یعنی اے اللہ مجھے اپنی پناہ میں لے لے۔

۲۔ تاکہ دن بھر وہ مردود مجھے بہکا نہ سکے، عبادتوں میں دھیان نہ ہٹا سکے، چونکہ سویرا زندگی کی دکان کھلنے کا وقت ہے اس لیے خصوصیت سے اسی وقت یہ دعا پڑھوائی گئی۔

۳۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ سے آخر سورۃ "وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ" تک یہ آیات خالص حمد کی ہیں۔

۴۔ یہاں فرشتوں کی دعا سے ان کی خصوصی دعائیں مراد ہیں، ورنہ فرشتے عمومی دعائے مغفرت تو ہر مسلمان کے لیے کرتے رہتے ہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا اور شہید سے مراد شہادت حکمی ہے کہ بندہ اگرچہ اپنے بستر پر مرے مگر قیامت میں اس کا شمار ان شہداء میں ہو جو راہ خدا میں مارے گئے۔

۵۔ لغت میں صباح آدھی رات سے زوال تک کو کہتے ہیں اور مساء زوال سے اول نصف رات تک کو مگر اوراد و وظائف میں صبح صادق سے سورج نکلنے سے کچھ بعد تک ہے اور شام اس کے مقابل یعنی سورج چھپنے سے کچھ رات گئے تک یعنی وقت عشاء آنے سے پہلے۔(از مرقات) اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے صبح و شام کی نہایت نفیس تحقیق اپنی کتاب "الوظیفۃ الکریمۃ" میں فرمائی ہے ناظرین اس کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۳، ص ۳۸۲)

مسائلِ فقہیّہ

اصطلاح فقہ میں شہید اس مسلمان عاقل بالغ طاہر کو کہتے ہیں جو بطور ظلم کسی آلۂ جارحہ سے قتل کیا گیا اور نفس قتل سے مال نہ واجب ہوا ہو اور دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔ (1) شہید کا حکم یہ ہے کہ غسل نہ دیا جائے، ویسے ہی خون سمیت دفن کر دیا جائے۔ (2) تو جہاں یہ حکم پایا جائے گا فقہا اسے شہید کہیں گے ورنہ نہیں، مگر شہید فقہی نہ ہونے سے یہ لازم نہیں کہ شہید کا ثواب بھی نہ پائے، صرف اس کا مطلب اتنا ہوگا کہ غسل دیا جائے وبس۔

مسئلہ ۱: نابالغ اور مجنون کو غسل دیا جائے، اگرچہ وہ کسی طرح قتل کیے گئے، جنب اور حیض ونفاس والی عورت خواہ ابھی حیض ونفاس میں ہو یا ختم ہو گیا مگر ابھی غسل نہ کیا تو ان سب کو غسل دیا جائے۔ (3)

مسئلہ ۲: حیض شروع ہوئے ابھی پورے تین دن نہ ہوئے تھے کہ قتل کی گئی تو اسے غسل نہ دیں گے کہ ابھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ حائض ہے۔ (4)

مسئلہ ۳: جنب ہونا یوں معلوم ہوگا کہ قتل سے پہلے اس نے خود بیان کیا ہو یا اس کی عورت نے بتایا۔ (5)

مسئلہ ۴: آلۂ جارحہ وہ جس سے قتل کرنے سے قاتل پر قصاص واجب ہوتا ہے یعنی جو اعضا کو جدا کر دے جیسے تلوار، بندوق کو بھی آلۂ جارحہ کہیں گے۔ (6)

مسئلہ ۵: جب نفس قتل سے قاتل پر قصاص واجب نہ ہو بلکہ مال واجب ہو تو غسل دیا جائے گا، مثلاً لاٹھی سے مارا یا قتل خطا کہ نشانہ پر مار رہا تھا مگر کسی آدمی کو لگا اور مر گیا یا کوئی شخص ننگی تلوار لیے سو گیا اور سوتے میں کسی آدمی پر وہ تلوار گر پڑی وہ مر گیا یا کسی شہر یا گاؤں میں یا ان کے قریب مقتول پڑا ملا اور اس کا قاتل معلوم نہیں، ان سب صورتوں میں غسل دیں گے اور اگر مقتول شہر وغیرہ میں ملا اور معلوم ہے کہ چوروں نے قتل کیا ہے خواہ اسلحہ سے قتل کیا ہو یا کسی اور چیز سے تو

---

(1) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الشہید، ج ۳، ص ۱۸۷۔ ۱۸۹

(2) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الشہید، ج ۳، ص ۱۹۱

(3) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الشہید، ج ۳، ص ۱۸۷

(4) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الشہید، ج ۳، ص ۱۸۷

(5) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الشہید، ص ۱۴۳

(6) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الشہید، ج ۳، ص ۱۸۹

غسل نہ دیا جائے، اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ کس چور نے قتل کیا۔ یوہیں اگر جنگل میں ملا اور معلوم نہیں کہ کس نے قتل کیا تو غسل نہ دیں گے۔ یوہیں اگر ڈاکوؤں نے قتل کیا تو غسل نہ دیں گے، ہتھیار سے قتل کیا ہو یا کسی اور چیز سے۔(7)

مسئلہ ۶: اگر نفس قتل سے مال واجب نہ ہوا بلکہ وجوب مال کسی امر خارج سے ہے، مثلاً قاتل و اولیائے مقتول میں صلح ہوگئی یا باپ نے بیٹے کو مار ڈالا یا کسی ایسے کو مارا کہ اس کا وارث بیٹا ہے، مثلاً اپنی عورت کو مار ڈالا اور عورت کا وارث بیٹا ہے جو اسی شوہر سے ہے تو قصاص کا مالک یہی لڑکا ہوگا مگر چونکہ اس کا باپ قاتل ہے قصاص ساقط ہو گیا تو ان صورتوں میں غسل نہ دیا جائے۔(8)

مسئلہ ۷: اگر قتل بطور ظلم نہ ہو بلکہ قصاص یا حد یا تعزیر میں قتل کیا گیا یا درندہ نے مار ڈالا تو غسل دیں گے۔(9)

مسئلہ ۸: کوئی شخص گھائل ہوا مگر اُس کے بعد دنیا سے متمتع ہوا، مثلاً کھایا یا پیا یا سویا یا علاج کیا، اگرچہ یہ چیزیں بہت قلیل ہوں یا خیمہ میں ٹھہرا یعنی وہیں جہاں زخمی ہوا یا نماز کا ایک وقت پورا ہوش میں گزرا، بشرطیکہ نماز ادا کرنے پر قادر ہو یا وہاں سے اُٹھ کر دوسری جگہ کو چلا یا لوگ اُسے معرکہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ لے گئے خواہ زندہ پہنچا ہو یا راستہ ہی میں انتقال ہوا یا کسی دنیوی بات کی وصیّت کی یا بیع کی یا کچھ خریدا یا بہت سی باتیں کیں، تو ان سب صورتوں میں غسل دیں گے، بشرطیکہ یہ امور جہاد ختم ہونے کے بعد واقع ہوئے اور اگر اثنائے جنگ میں ہوں تو یہ چیزیں مانع شہادت نہیں یعنی غسل نہ دیں گے اور وصیت اگر آخرت کے متعلق ہو یا دو ایک بات بولا اگرچہ لڑائی کے بعد تو شہید ہے غسل نہ دیں گے اور اگر لڑائی میں نہیں قتل کیا گیا بلکہ ظلماً تو ان چیزوں میں سے اگر کوئی پائی گئی غسل دیں گے ورنہ نہیں۔(10)

مسئلہ ۹: جس کو حربی یا باغی یا ڈاکو نے کسی آلہ سے قتل کیا ہو یا ان کے جانوروں نے اسے کچل دیا، اگرچہ خود یہی ان کے جانور پر سوار تھا یا کھینچے لیے جاتا تھا یا اس جانور نے اپنے ہاتھ پاؤں اس پر مارے یا دانت سے کاٹا یا اس کی سواری کو ان لوگوں نے بھڑکا دیا اُس سے گر کر مر گیا یا انہوں نے اس پر آگ پھینکی یا اُن کے یہاں سے ہوا آگ اُڑا لائی یا انہوں نے کسی لکڑی میں آگ لگا دی جس کا ایک کنارہ اُدھر تھا اور ان صورتوں میں جل کر مر گیا یا معرکہ میں مرا ہوا ملا اور اُس پر زخم کا نشان ہے، مثلاً آنکھ کان سے خون نکلا ہے یا حلق سے صاف خون نکلا یا اُن لوگوں نے شہر پناہ پر سے اُسے پھینک دیا یا اُس کے اوپر دیوار ڈھا دی یا پانی میں ڈوبا دیا یا پانی بند تھا انہوں نے کھول کر ادھر بہا دیا کہ ڈوب گیا

---

(7) المرجع السابق، وغیرہ

(8) المرجع السابق

(9) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الشھید، ج ۳، ص ۱۹۲

(10) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الشھید، ج ۳، ص ۱۹۲۔ ۱۹۴

یا گلا گھونٹ دیا، غرض وہ لوگ جس طرح بھی مسلمان کو قتل کریں یا قتل کے سبب بنیں وہ شہید ہے۔(11)

مسئلہ ۱۰: معرکہ میں مُردہ ملا اور اُس پر قتل کا کوئی نشان نہیں یا اُس کی ناک یا پاخانہ پیشاب کے مقام سے خون نکلا ہے یا حلق سے بستہ خون نکلا یا دشمن کے خوف سے مر گیا تو غسل دیا جائے۔(12)

مسئلہ ۱۱: اپنی جان یا مال یا کسی مسلمان کے بچانے میں لڑا اور مارا گیا وہ شہید ہے، لوہے یا پتھر یا لکڑی کسی چیز سے قتل کیا گیا ہو۔(13)

مسئلہ ۱۲: دو کشتیوں میں مسلمان تھے، دشمن نے ایک کشتی پر آگ پھینکی یہ لوگ جل گئے، وہ آگ بڑھ کر دوسری کشتی میں لگی یہ بھی جلے تو اس دوسری کشتی والے بھی شہید ہیں۔(14)

مسئلہ ۱۳: مشرک کا گھوڑا چھوٹ کر بھاگا اور اُس پر کوئی سوار نہیں اس نے کسی مسلمان کو کچل دیا یا مسلمان نے کافر پر تیر چلایا وہ مسلمان کو لگا یا کافر کے گھوڑے سے مسلمان کا گھوڑا بھڑکا اُس نے مسلمان سوار کو گرا دیا یا معاذ اللہ! مسلمانوں نے فرار کی کافروں نے ان کو آگ یا خندق کی طرف مضطر کیا یا مسلمانوں نے اپنے گرد گوکھرو بچھائے تھے پھر اُس پر چلے اور مر گئے ان سب صورتوں میں غسل دیا جائے۔(15)

مسئلہ ۱۴: لڑائی میں کسی مسلمان کا گھوڑا بھڑکا یا کافروں کا جھنڈا دیکھ کر بدکا، مگر کافروں نے اسے نہیں بھڑکایا اور اس نے سوار کو گرا دیا وہ مر گیا یا کافر قلعہ بند ہوئے اور مسلمان شہر پناہ پر چڑھے، اُس پر سے پھسل کر کوئی گرا اور مر گیا یا معاذ اللہ! مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ایک مسلمان کی سواری نے دوسرے مسلمانوں کو کچل دیا، خواہ وہ مسلمان اس پر سوار ہو یا باگ پکڑ کر لیے جاتا یا پیچھے سے ہانکتا ہو یا دشمن پر حملہ کیا اور گھوڑے سے گر کر مر گیا، ان سب صورتوں میں غسل دیا جائے۔(16)

مسئلہ ۱۵: دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے، مگر لڑائی کی نوبت نہیں آئی اور ایک شخص مُردہ ملا تو جب تک یہ نہ معلوم

---

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السابع، ج۱، ص۱۶۷۔۱۶۸
والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الشھید، ج۳، ص۱۸۹، وغیرھما

(12) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الشھید، ج۳، ص۱۹۰

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السابع، ج۱، ص۱۶۸

(14) المرجع السابق

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السابع، ج۱، ص۱۶۸

(16) المرجع السابق

ہو کہ آلۂ جارحہ سے ظلماً قتل کیا گیا غسل دیا جائے۔(17)

مسئلہ ۱۶: شہید کے بدن پر جو چیزیں از قسم کفن نہ ہوں اُتار لی جائیں، مثلاً پوستین زرہ ٹوپی، خود ہتھیار، روئی کا کپڑا اور اگر کفن مسنون میں کچھ کمی پڑے تو اضافہ کیا جائے اور پاجامہ نہ اُتارا جائے اور اگر کمی ہے مگر پورا کرنے کو کچھ نہیں تو پوستین اور روئی کا کپڑا نہ اُتاریں، شہید کے سب کپڑے اُتار کر نئے کپڑے دینا مکروہ ہے۔(18)

مسئلہ ۱۷: جیسے اور مُردوں کو خوشبو لگاتے ہیں شہید کو بھی لگائیں، شہید کا خون نہ دھویا جائے، خون سمیت دفن کریں اور اگر کپڑے میں نجاست لگی ہو تو دھوڈالیں۔(19) شہید کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔(20)

مسئلہ ۱۸: دشمن پر وار کیا ضرب اُس پر نہ پڑی، بلکہ خود اس پر پڑی اور مر گیا تو عند اللہ شہید ہے، مگر غسل دیں اور نماز پڑھیں۔(21)

❀❀❀❀❀

(17) المرجع السابق

(18) المرجع السابق، ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الشھید، ج۳،ص۱۹۱، وغیرھما

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السابع، ج۱،ص۱۶۸، وغیرہ

(20) الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الشھید، ج۳،ص۱۹۱

(21) الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الشھید، ص۱۴۵

کعبۂ معظّمہ میں نماز پڑھنے کا بیان

حدیث ۱، ۲: صحیح مسلم وصحیح بخاری میں ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسامہ بن زید وعثمان بن طلحہ حجبی و بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہم کعبۂ معظمہ میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا گیا کچھ دیر تک وہاں ٹھہرے جب باہر تشریف لائے، میں نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کیا کیا؟ کہا: ایک ستون بائیں طرف کیا اور دو داہنی طرف اور تین پیچھے پھر نماز پڑھی اور اُس زمانہ میں بیت اللہ شریف کے چھ ستون تھے۔ (1)

---

(1) صحیح البخاري، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ بین السواري في غیر جماعۃ، الحدیث: ۵۰۵، ج۱، ص۱۸۸

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ عبدری قرشی حجبی ہیں، قبیلہ بنی شیبہ سے ہیں، کعبہ شریف کے کلید بردار ہیں، فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کعبہ کی چابیاں دے کر فرمایا "خُذْهَا خَالِدَةً تَالِدَةً" یعنی یہ چابی لو اب یہ ہمیشہ تمہارے پاس ہی رہے گی، چنانچہ اب تک کعبہ کی چابی انہیں کی اولاد میں ہے اور ان شاء اللہ تاقیامت رہے گی کہ نہ کبھی ان کی نسل ختم ہوگی اور نہ کوئی ظالم بادشاہ ان سے چھین سکے گا، یزید اور حجاج جیسے ظالموں نے بھی اس چابی کو ہاتھ نہ لگایا، ۴۲ھ میں وفات پائی۔

۲۔ حضرت بلال نے یا عثمان نے اندر سے کنڈی لگائی تاکہ لوگوں کا ہجوم نہ ہوجائے اس لئے نہیں کہ بغیر کعبہ بند کیے اس میں نماز جائز نہ تھی جیسا کہ شوافع نے سمجھا۔

۳۔ یعنی دروازہ کعبہ سے داخل ہوکر سامنے دیوار کے قریب پہنچے حتی کہ تین ستون پیٹھ کے پیچھے رہ گئے اور وہ دیوار قریب ہوگئی، پھر نماز پڑھی۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی سیدنا بلال آنکھوں دیکھا واقعہ بتارہے ہیں، یہ واقعہ فتح مکہ کے دن ہی کا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کعبہ میں ہر نماز جائز ہے فرض ہو یا نفل، یہی حنفیوں کا مذہب ہے، امام مالک کے ہاں کعبہ میں نفل جائز ہیں فرض نہیں، امام شافعی کے ہاں اگر دروازۂ کعبہ کھلا ہو تو دروازہ کی طرف منہ کرکے نماز جائز نہیں مگر امام اعظم کا قول بہت قوی ہے اور یہ حدیث اس کی پوری تائید کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی اور کسی نماز وجگہ کی قید نہ لگائی کہ کعبہ میں فلاں نماز یا فلاں حصہ میں نماز جائز نہیں۔ لطیفہ: مرقاۃ نے فرمایا عثمان ابن طلحہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ وہجرت سے پہلے میں پیر اور جمعرات کو کعبہ کھولا کرتا تھا۔ ایک روز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میرے لیے آج کعبہ کھول دو میں نے آپ کی بڑی بے ادبی کی مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت بردباری فرمائی اور فرمایا کہ اے عثمان! عنقریب وہ وقت آرہا ہے کہ تم یہ چابی میرے ہاتھ میں دیکھو گے جسے چاہوں دوں۔ میں بولا کہ اگر ایسا ہوا تو قریش ہلاک ہوجائیں گے اور کعبہ ذلیل ہوجائے گا، فرمایا نہیں رب کعبہ کی قسم! ←

مسئلہ ۱: کعبۂ معظمہ کے اندر ہر نماز جائز ہے، فرض ہو یا نفل تنہا پڑھے یا باجماعت، اگرچہ امام کا رُخ اور طرف ہو اور مقتدی کا اور طرف مگر جب کہ مقتدی کی پشت امام کے سامنے ہو تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی اور اگر مقتدی کا مونھ امام کے مونھ کے سامنے ہو تو ہو جائے گی، مگر کوئی چیز اگر درمیان میں حائل نہ ہو تو مکروہ ہے اور اگر مقتدی کا مونھ امام کی کروٹ کی طرف ہو تو بلا کراہت جائز۔(2)

مسئلہ ۲: کعبۂ معظمہ کی چھت پر نماز پڑھی جب بھی یہی صورتیں ہیں، مگر اُس کی چھت پر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔(3)

مسئلہ ۳: مسجد الحرام شریف میں کعبۂ معظمہ کے گرد جماعت کی اور مقتدی کعبۂ معظمہ کے چاروں طرف ہوں جب بھی جائز ہے اگرچہ مقتدی بہ نسبت امام کے کعبہ سے قریب تر ہو، بشرطیکہ یہ مقتدی جو بہ نسبت امام کے قریب تر ہے ادھر نہ ہو جس طرف امام ہو بلکہ دوسری طرف ہو اور اگر اسی طرف ہے جس طرف امام ہے اور بہ نسبت امام کے قریب تر ہے تو اُس کی نماز نہ ہوئی۔(4)

کعبہ کو اسی دن عزت ملے گی مگر مجھے یقین ہوگیا کہ ایسا ہو کر رہے گا کیونکہ اس زبان کی بات خالی نہیں جاتی حتی کہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضاء کے لیے بیت اللہ شریف ذیقعدہ ۷ھ میں تشریف لائے اور میں نے آپ کی سج دھج دیکھی تو میرے قلب کا حال بدل گیا دل میں ایمان آ گیا، موقعہ ڈھونڈا مگر خدمت میں حاضر نہ ہو سکا حتی کہ آپ مدینہ واپس ہو گئے مگر میرا یہ حال تھا۔

وہ دکھا کے شکل جو چل دیئے تو دل ان کے ساتھ رواں ہوا　　نہ وہ دل ہے اور نہ وہ دلربا رہی زندگی سو وہ بار ہے

ایک روز دل بہت بے چین ہوا تو اندھیرے منہ مکہ سے بھاگا، راستہ میں خالد ابن ولید اور عمرو ابن عاص سے ملاقات ہوئی ان کا حال بھی میرا ہی سا تھا۔ چنانچہ ہم تینوں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور دست اقدس پر بیعت کر کے مسلمان ہو گئے، پھر فتح مکہ کے دن جو کہ رمضان ۸ھ میں ہوا ہم تینوں حضور انور کے ساتھ ہی مکہ آئے تب مجھ سے حضور علیہ السلام نے چابی منگائی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ چابی مجھے دے دی جائے، میں ڈر کی وجہ سے چابی مانگ نہ سکا، مجھے وہ واقعہ یاد تھا اور میں سمجھتا تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے مقابلہ میں مجھ غیر کی کیا حیثیت ہے مگر کرم خسروانہ کے قربان، فرمایا: اے عباس! اگر تم اللہ اور رسول پر ایمان لائے ہو تو چابی مجھے دو، چابی لے کر فرمایا: عثمان کہاں ہیں؟ میں بولا حضور حاضر، فرمایا لو یہ چابیاں ہمیشہ تم میں رہے گی اس بنا پر یہ آیت اتری: "اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا" پھر زندگی بھر یہ چابی عثمان کے پاس رہی، وفات کے وقت انہوں نے اپنے بھائی شیبہ ابن عثمان کو عطا کی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۴۶۵)

(2) الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی الکعبۃ، ص۱۴۵
والدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی الکعبۃ، ج۳، ص۱۹۸، وغیرھما

(3) تنویر الابصار، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی الکعبۃ، ج۳، ص۱۹۸

(4) تنویر الابصار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی الکعبۃ، ج۳، ص۱۹۹، وغیرھما

مسئلہ ۴: امام کعبہ کے اندر ہے اور مقتدی باہر تو اقتدا صحیح ہے، خواہ امام تنہا اندر ہو یا اس کے ساتھ بعض مقتدی بھی ہوں، مگر دروازہ کھلا ہونا چاہیے کہ امام کے رکوع و سجود کا حال معلوم ہوتا رہے اور اگر دروازہ بند ہے مگر امام کی آواز آتی ہے جب بھی حرج نہیں مگر جس صورت میں امام تنہا اندر ہو کراہت ہے کہ امام تنہا بلندی پر ہوگا اور یہ مکروہ ہے۔(5)

مسئلہ ۵: امام باہر ہو اور مقتدی اندر جب بھی نماز صحیح ہے بشرطیکہ مقتدی کی پشت امام کے مواجہہ میں نہ ہو۔(6)

قد تم هذا الجزء بحمد الله تعالى وله الحمد اولا وأخرا وباطنا وظاهرا والصلوة والسلام على من ارسله شاهدا ومبشرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا وأله واصحابه وابنه وحزبه اجمعين الى يوم الدين والحمد لله رب العلمين وانا الفقير الى الغني ابو العلا امجد على الاعظمي غفر الله وللوالديه أمين۔

❀❀❀❀❀

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ في الکعبۃ، ج۲،ص۲۰۰

(6) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ في الکعبۃ، ج۲،ص۲۰۰

تصدیق جلیل وتقریظ بے مثیل

امام اہلسنت، ناصر دین وملت، محی الشریعہ کاسر الفتنہ، قامع البدعہ، مجدد المأتہ الحاضرہ، صاحب الحجۃ القاہرہ، سیدی وسندی وکنزی وذخری لیومی وغدی اعلیٰ حضرت مولنا مولوی حاجی قاری مفتی احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی نفع الاسلام والمسلمین باسرارہ القدسیہ وکمالاتہ المعنویہ والصوریہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمدللہ و کفی وسلم علی عبادہ الذین اصطفٰے لاسیما علی الشارع المصطفٰے ومقتفیہ فی المشارع اولی الصدق والصفا.

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے یہ مبارک رسالہ بہارِ شریعت حصہٗ چہارم تصنیف لطیف اخی فی اللہ ذی الجد والجاہ والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلی مولانا ابوالعلی مولوی حکیم امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرب والسکنی رزقہ اللہ تعالٰی فی الدارین الحسنٰی مطالعہ کیا الحمدللہ مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا۔ آج کل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی واغلاط کے مصنوع وملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولیٰ عزوجل مصنف کی عمر وعلم وفیض میں برکت دے اور ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی وشافی ووافی وصافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہل سنت میں شائع ومعمول اور دنیا وآخرت میں مقبول فرمائے۔ آمین

والحمدللہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولنا محمد والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین امین۔ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۳۷ھ ہجریہ علی صاحبہا والہ الکرام افضل الصلوۃ والتحیۃ امین۔

❁❁❁❁❁